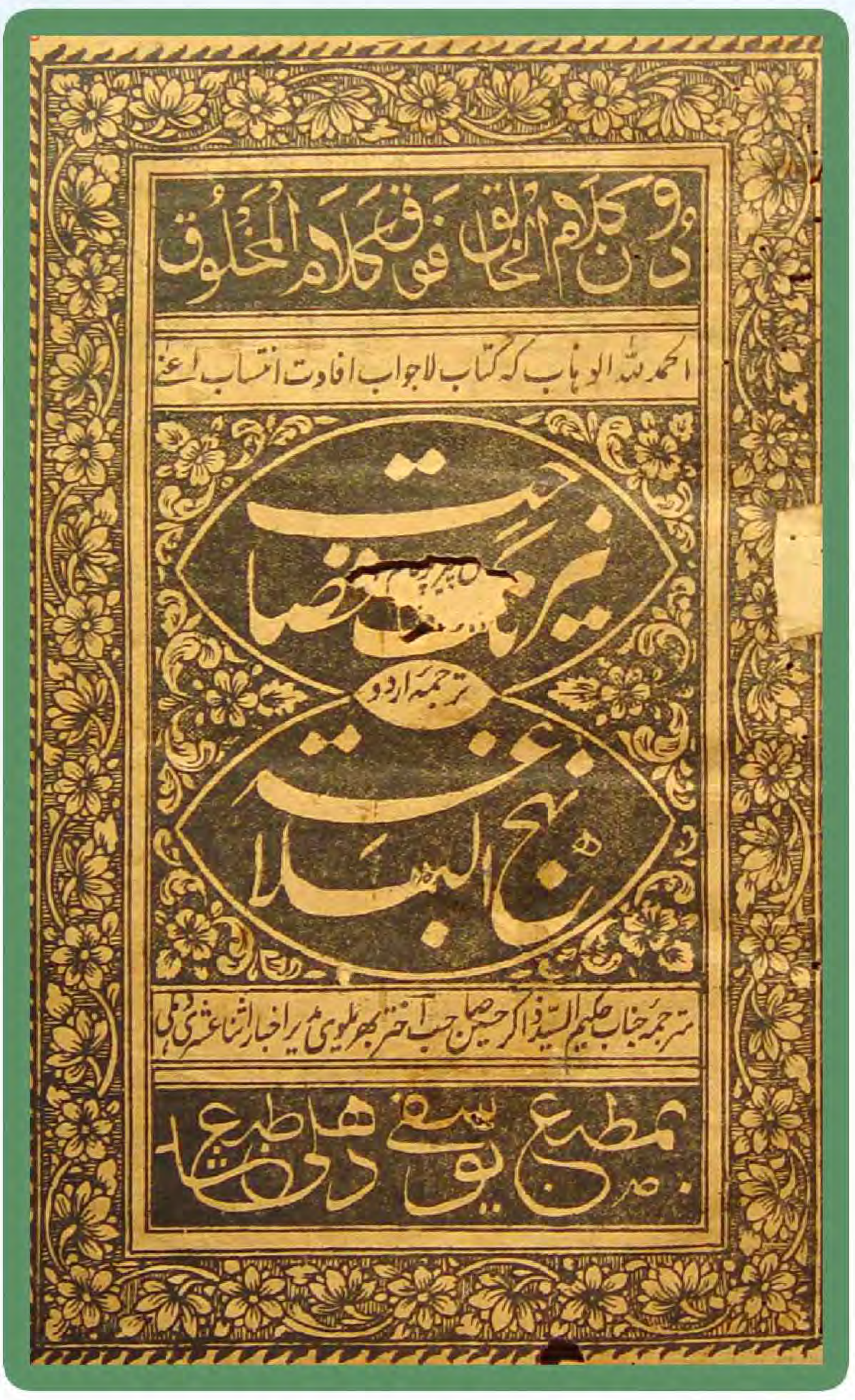


اسم کتاب: نیرنگ فصاحت

مصنف: سید ذاکر حسین اختر ابن سید فرزند علی ہندی دہلوی واسطی

زبان: اردو **صفحات:** ۵۶۰ **ناشر:** مطبع یوسفی ،دہلی

موضوع: حدیث، ترجمہ نہج البلاغہ

مترجم کے حالات: مولانا سید ذاکر حسین اختر ابن سید فرزند علی ہندی دہلوی واسطی ۔ بھریلی کے سادات سے تھے آپ کی پیدائش 1315 مطابق 1897 عیسوی میں ہوئی اور آپ 55 سال عمر بابرکت کے بعد وفات 1373ھ مطابق 1952 گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انتقال کرگئے اور اب وہیں ابدی نیند سورہے ہیں ۔مولانا ہر فن مولا تھے آپ عالم بھی تھے ،حکیم و طبیب بھی تھے، مایہ ناز خطیب اور شاعر و ادیب بھی تھے ۔آپ کا تخلص اختر تھا۔آپ کو علم و ادب سے خصوصی لگاو تھا۔آپ "ہفت روزہ "اثنا عشری " کا ایڈیٹر بھی تھے بعد میں آپ ماہنامہ "العرفان" کے ایڈیٹر بھی رہے ۔آپ نے متعدد کتابوں کا ترجمہ بھی کیا ۔حسب ذیل کتابیں آپ کی یادگار ہیں1۔سیرت فاطمہ 2۔ہمارے مرتضی کی شان، 3۔گل عباسی[ناول] 4۔نیرنگ فصاحت۔ مولانا تبلیغ کی غرض سے ملک کے مختلف علاقوں کا سفر کیا کرتے تھے چنانچہ آپ نے انبالہ،مدراس،بنگلور، لاہور، گوجرہ اور حیدرآباد دکن کے متعدد سفر کیے۔ حیدرآباد دکن میں نواب شہید یار جنگ سے آپ کے خصوصی مراسم تھے نواب صاحب نے آپ کا وظیفہ بھی مقرر کیا تھا۔ [مطلع انوار،ص 228 – تذکرہ علمائے امامیہ پاکستان،ص100-101]

کتاب نیرنگ فصاحت: مولانا نے متعدد کتابوں کا ترجمہ کیا ان میں آپ کا نہج البلاغہ کا ترجمہ "نیرنگ فصاحت " کے نام سے منظر عام پر آیا اور بہت مقبول ہوا۔اگرچہ یہ ترجمہ اصل سے آزاد ہے ۔ [مطلع انور،ص228]
اس کتاب کا اصل نسخہ مدرسہ منصبیہ میں محفوظ ہونا چاہیے اس لئے کہ اس کتاب کے عکس وہیں لیے گئے ہیں۔
اردو سائٹ ریختہ پر یہ کتاب موجود ہے مگر صرف صفحہ صفحہ دیکھنے کی اجازت ہے کتاب ڈاؤنلوڈ نہیں کرسکتے ۔
اسی لئے ہم نے آپ اہل ذوق کی خاطر اس ترجمہ کی پی ڈی اف تیار کی ہے۔قبول فرمائیے۔

تاریخ ارسال: 15/4/2020

دون کلام الخالق فوق کلام المخلوق

الحمد للہ الوہاب کہ کتاب لاجواب افادت انتساب لاعز

نیرنگ فصاحت

ترجمہ اردو

نہج البلاغت

مترجمہ جناب حکیم السید ذاکر حسین صاحب اختر دہلوی مدیر اخبار اثنا عشری دہلی

مطبع یوسفی دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ جنا[illegible] السلام

جس میں خلقت زمین و آسمان و حضرت آدم کا بیان ہے

حمد اور تعریف اُسی خداوند عزّ وجل کے لئے زیبندہ ہے جس کی مدح و ثنا کی حقیقت کو اچھے اچھے زباں دانوں کی گویائی نہیں پہنچ سکتی۔ محاسب اور شمار کرنے والے اُس کی نعمتوں بخششوں اور بذل و کرم کے شمار کرنے سے عاجز ہیں۔ اور بڑے بڑے کوشش کرنے والے اُس منعم حقیقی کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ وہ خداوند بزرگ و برتر جسے ہمتیں۔ ارادے اور عزم نہیں پا سکتے۔ دانائیوں۔ زیرکیوں اور عقلوں کی گہرائیاں اُس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ وہ جل و علےٰ کہ جسکی توصیف کے لئے کوئی حد معیّن اور محدود نہیں اور نہ کوئی نعت و صفت موجود ہے۔[1] نہ کوئی وقت معدود ہے۔ نہ کوئی مدت دراز اُس کے لئے معین ہو سکتی ہے۔ اُسنے اپنی قدرت اور قوت سے خلقت کو ایجاد کیا۔ اپنی رحمت و کرم سے ہوا کو پھیلا دیا۔ اور زمین متزلزل کو پتھروں کی میخوں اور عظیم الشّان پہاڑوں سے مضبوط اور ساکن کر دیا۔ دین کا پہلا زینہ اُس کی معرفت ہے کمال معرفت وہ ہے کہ اُس کی تصدیق کیجائے اور تصدیق اُسکی توحید پر یقین لانے سے کامل ہوتی ہے

[1] کیونکہ صفت حصر اور قید کے لئے ہوا کرتی ہے اور پروردگار عالم حصر و قید سے برتر ہے ۱۲

توحید کی تکمیل یہ ہے کہ اُسے خالص احد و یکتا تسلیم کیا جائے ۔ پھر اس وحدت یکتائی اور اخلاص کا درجۂ کمال یہ ہے کہ اُسے تمام صفات زائدہ سے مبرا و منزہ سمجھیں کیونکہ جس شخص نے اُس کے لئے صفات زائدہ قرار دیں تو گویا اُسے (مخلوق سے) قرین اور اُس کا ہمسر بنا دیا ۔ اور جس نے اُسکو مقارن و نزدیک سمجھ لیا تو گویا وہ دوئی کا قائل ہو گیا ۔ اور جو شخص وحدت سے گذر کر دورنگی میں آیا تو گویا وہ شخص اُس ذات واحد و یکتا کے لئے جز و اور ٹکڑے قرار دے رہا ہے ۔ ایسا شخص یقیناً جاہل ہے ۔ وہ کبھی درجۂ معرفت پر فائز نہیں ہو سکتا ۔ اور جو شخص اُس ذات برحق و برتر کی طرف اشارہ سے کام لیتا ہے وہ گویا اُسے محدود کرتا ہے اب جس شخص نے اُس کے واسطے ایک حد معیّن کی اُسنے گویا اُسے شمار کر لیا ۔ اور جس شخص نے سوال کیا کہ خداوند عالم کس چیز میں موجود ہے تو گویا اُسکے لئے ظرف تجویز کیا اور اُس ظرف میں اُسکا مقام و محل بنا دیا اور جس شخص نے سوال کیا کہ وہ باری تعالےٰ کس چیز پر قائم ہے تو وہ اُسے وجود سے خالی سمجھتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج ہے وہ ایسا قادر مطلق ہے جو ہمیشہ سے موجود ہے (اُسکے وجود و ہستی کی کوئی ابتدا نہیں) وہ موجود ہے مگر عالم نیستی سے میدان ہستی میں نہیں آیا سو وہ ہر ایک شے کے ساتھ ہے مگر عارضی طریقہ سے نزدیک نہیں (اپنی قیومیت اصلی کے سبب سے ہر ایک شے کے ساتھ قائم ہے) وہ ہر ایک چیز کے ساتھ مغائرت رکھتا ہے مگر نہ بطریق مفارقت و مزایلت (کیونکہ کسی شے کا قائم رکھنے والا اگر اُس سے علٰحدہ ہو جائے تو وہ شے قائم کہاں رہ سکتی ہے) وہ فاعل کل ہے مگر نہ بقصد حرکات و آلات ۔ وہ ہر ایک چیز کا نگاہبان ہے ۔ کیونکہ اُسکی مخلوق میں کوئی شے محفوظ بالذات نہیں وہ واحد و تنہا ہے کیونکہ کوئی مسکن ایسا نہیں جس سے وہ مانوس ہو ۔ جس سے وہ راحت حاصل کرے وہ کسی ایسی چیز کے (جس سے راحت حاصل ہو) گم ہو جانے سے متوحّش نہیں ہوتا (اُسے اسکی ضرورت ہی نہیں اُس کی ذات ایسی چیز سے بہت اعلےٰ و ارفع ہے) اُس نے خلق کو پیدا کیا جو پیدا کرنے کا حق ہوتا ہے ۔ اُس نے مخلوق کی ابتدا کی جیسی کہ کرنی چاہیئے ۔ کوئی ایسا تجربہ نہیں ہے جس سے (خلقت مخلوق کے بابت میں) اُس نے استفادہ کیا ہو ۔ نہ کوئی حرکت ایسی ہو سکتی ہے (فکریّہ یا مکانیہ یا کیفیّہ) جس کے سبب سے اُسنے مخلوق کو پیدا کیا ہو نہ کوئی تردد خاطر اُسے لاحق ہوا ہے جس کے سبب سے وہ مضطرب ہوا ہو

(اسے پریشانی ہوئی ہو کہ اس چیز کو پیدا کروں یا نہ کروں) وجود اشیا کو گردش دیدی جب ان کا وقت آگیا (جب اس کی مصلحت کا مقتضا ہوا) مختلف اشیاء کو باہم ملا دیا (جیسے نفوس مجردہ کو اجسام مادیہ سے مادہ بالقوت کو صورت بالفعل سے) اشیاء کی طبیعتوں کے آثار محکم کردئے اُن کی شناخت کے آثار کو اُنکے ساتھ لازم کردیا۔ وہ ان اشیاء کی پیدائش سے پہلے ان کو جانتا تھا وہ ان کی حدود اور انتہا کا احاطہ کئے ہوئے تھا۔ ان کے قرائن احوال اور اقسام کا عارف تھا۔ پھر اس خالق عالم نے (آسمان کی فضاء کی کشائش کو ایجاد کیا۔ اطراف ہوا اور ہوا کے بالائی حصّہ کو شگفتہ کیا۔ اور اس بالائی حصّہ میں پانی کو جاری کردیا جس کی آپس میں ٹکرانے والی موجیں تلاطم خیز تھیں۔ جس کی لہریں ایک دوسرے پر چھائی ہوئی تھیں۔ اس پانی کو باد تند اور توڑ دینے والی آندھی کی پشت پر سوار کیا۔ پھر اس ہوا کو حکم دیا کہ اس پانی کو موجزن کر دے۔ اور اس کے تھام لینے اور نگہبان رہنے پر اسے مسلّط فرما دیا اور اسے اس پانی کی حدونہایت کے قرین اور نزدیک کردیا درآنحالیکہ اس ہوا کا حصّہ زیرین کشادہ تھا اور پانی اس کے اوپر موجیں لے رہا تھا۔ پھر اس خداوند تعالےٰ شانہ نے ریح عقیم کو پیدا کیا جس کے جھونکے نباتات، اشجار اور ان کی تازگیاں پیدا نہیں کرتے۔ اس کی اقامت کو باقی رکھا۔ اس کے جھونکوں کو تیز و تند کردیا۔ اس کی نشو و نما کی جگہ کو دور تک پھیلا دیا۔ اور اسے حکم دیا کہ اس آب ذخار کی موجوں کو ٹکرا دے۔ اور دریاؤں کی لہروں کو ہنکا لیجائے۔ اس ہوا نے خدا کے حکم سے اس پانی کو جنبش دی جیسے (دہی سے بھری ہوئی) مشک کو مسکہ حاصل کرنے کے لئے) جنبش دیا کرتے ہیں اور اُسے فضائے گردوں میں ایسی جنبش دی جو جنبش دینے کا حق ہوتا ہے۔ اس کے اوّل کو آخر اور سکون کو حرکت کی طرف منتقل کردیا۔ حتےٰ کہ اس کا معظم حصّہ (وہ اُبھار جو تلاطم کے وقت سمندر میں ظاہر ہوتا ہے) بلند ہوگیا اُس بحر ذخار نے اُس کے جمع ہوجانیوالے کف کو پھینکدیا۔ پھر اُس کف کو ہوائے کشادہ اور فضاء و مکان وسیع میں بلند کیا اور اس سے نہایت ہی راست طریقہ کے ساتھ ہفت آسمان ایجاد کئے اور اُن آسمانوں کے طبقۂ زیرین کو متحرک اور اپنی جگہ سے نہ ٹلنے والا اور حصّۂ بالا کو ایک محفوظ اور نہایت ہی بلند بام بنادیا بغیر کسی ستون کے انہیں قائم کیا اور بغیر کسی میخ کے انہیں منتظم کردیا۔ پھر اُنہیں (آسمانوں کو)

ستاروں کی آرائش اور آنکھوں میں گھر کر جانے والی روشنی سے مزین کیا۔ ان میں اس چراغ (آفتاب) کو روشن کیا جس کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس قمر کا اجرا فرمایا جو ضیا بخش دیدۂ مردم ہے اور ہر ایک ان میں سے دورہ کرنے والے فلک اور سیر کرنیوالی سقف اور روندہ و دوندہ سطح آسمان میں ثابت و قائم ہے۔ پھر اُس مخلوقات کو پیدا کیا جو بلند آسمانوں کے درمیان میں واقع ہے اور ان آسمانوں کو اپنے قسم قسم کے ملائکہ سے لبریز کر دیا۔ ان ملائکہ میں بعض ایسے ہیں جو ہمیشہ سر بسجود ہیں۔ رکوع کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ بعض ایسے ہیں جو رکوع میں ہیں اور کبھی سیدھے نہیں ہوتے۔

بعض ایسے ہیں جو (اس کی جلالت کبریائی کے سامنے) صف بستہ ہیں۔ اپنے مقام سے ہٹتے ہی نہیں۔ بعض ایسے ہیں جو تسبیح کر رہے ہیں (سبحان اللہ کے نعرے لگا رہے ہیں) کبھی اس تسبیح سے دلتنگ اور کشیدہ خاطر نہیں ہوتے۔ ان ملائکہ کی آنکھوں کو نیند کبھی لاحق نہیں ہوتی۔ نہ عقلوں کا سہو۔ نہ بدنوں کی تکان۔ نہ نسیان کی غفلت انہیں عارض ہوتی ہے۔ بعض ان میں سے اس کی وحی کے امین ہیں۔ اور پیغمبروں کے لئے اس کی زبان (ترجمان) ہیں۔ اور مختلف مقامات میں خدا کے فرمان اور احکام لیکر اُن کے پاس آتے ہیں۔ بعض اُن میں سے ایسے ہیں جو اُس کے بندوں کے محافظ ہیں۔ اس کی جنّت کے دروازوں کے خادم ہیں۔ بعض ایسے ہیں جن کے پاؤں تحت الثرٰی پر ہیں اور گردنیں بلند آسمان سے نکلی ہوئی ہیں۔ اقطار و اطراف عالم میں اُن کے ارکان و اعضا نہیں سماتے۔ ان کے شانے عرش کے پایوں کے مناسب اور موافق ہیں (یہ ملائکہ حاملان عرش ہیں) عرش کے سامنے ان کی نگاہیں نگوں سار ہیں اور اُس کے نیچے اپنے پروں کو اپنے آپ پر لپیٹے ہوئے ہیں۔ (فرشتوں کے پر کیا ہیں ان کی قوت علوم و معارف) وہ کسی تصویر کے ساتھ اپنے پروردگار کا وہم نہیں کرتے۔ کسی عقلی یا وہمی صورت پر اس کا قیاس نہیں کرتے۔ اُس پر صفات مخلوق جاری نہیں کرتے کسی مکان و مقام میں اُسے محدود نہیں کرتے۔ کسی نظیر اور مثال کے ساتھ اس کی طرف اشارہ نہیں کرتے (کہ وہ ذات و صفات میں فلاں مخلوق کی مانند و مشابہ ہے) پھر خداوند عالم نے زمین سنگلاخ و ہموار اور شیریں و شور زار سے ایک ایک قسم کی مٹی جمع کی۔ پھر اُس مٹی کو نمی اور تری کے ساتھ آمیزش کیا۔

حتےٰ کہ چسپیدگی اُس میں پیدا ہو گئی۔ پھر ایک صاحب اطراف و پیوستگی و اعضاء و مفاصل صورت پیدا کی اُسے خشک کیا حتیٰ کہ وہ ایک جمادی صورت میں آ گئی۔ اسے سخت اور شفاف کر دیا حتےٰ کہ وہ گندہ اور متعفن ہوئی (جیسے دانہ زمین کے اندر متعفن ہو کر اُگتا ہے) ایک وقت معدود اور زمانۂ معلوم کے لئے پھر اُس میں اپنی روح پھونکی۔ نفخ روح کے بعد ہی وہ تصویر کھڑی ہو گئی۔ اور صاحب فہم و ذکا انسان پیدا ہو گیا۔ جو قوت ذہن و ادراک کو جولانیاں دے رہا تھا۔ اُسکے اعضائے ظاہری تھے وہ اُن سے خدمت لے رہا تھا۔ وہ آلات باطنی پر قابض تھا۔ اُنہیں منقلب کر رہا تھا۔ وہ ایک ایسی معرفت کا مالک تھا جس کے سبب سے وہ حق و باطل چکھنے۔ سونگھنے۔ اور الوان و اجناس میں تمیز کر رہا تھا۔ اس کا خمیر رنگ برنگ کی مٹی آپس میں مشابہت رکھنے والی صفات۔ متضاد حالات۔ متباین اخلاط صفرا و سودا و بلغم و خون اور رنج و سرور سے تیار کیا گیا تھا۔ اب خداوند عالم نے اس امانت کی ادائگی کے واسطے فرشتوں کو حکم دیا جسے ان کے پاس ودیعت رکھا تھا۔ اس وصیت کے وفا کرنے کے لئے فرمایا جو اُنہیں کی گئی تھی اور اُس وصیت کو یہ اقرار لیکر محکم کر دیا تھا کہ اُسے (آدم کو) سجدہ کریں۔ اس کی بزرگی اور تعظیم کے سبب سے اس کے سامنے سر جُھکائیں۔ تواضع اور فروتنی سے پیش آئیں۔ چنانچہ اُس نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس اور اُس کے پیرو نہ جُھکے۔ اُنہیں عصبیت ذاتی نے گھما لیا۔ جبلّی بدبختی اور شقاوت ان پر غالب آ گئی وہ آگ سے پیدا ہونے کے سبب سے اپنے آپ کو معزز سمجھنے لگے اور کھنکناک مٹی سے پیدا ہونے والے کی توہین کی۔

اب خداوند عالم نے ابلیس کو مُہلت دی تاکہ وہ مستحق قہر و غضب کا ہو اُس کا امتحان تمام ہو جائے اور اُس کا وعدہ پورا کر دیا جائے۔ اور اُس سے فرمایا کہ تجھے ایک وقت معلوم کے دن (قیامت) تک مُہلت دی گئی ہے۔

پھر خداوند عالم نے آدمؑ کو اُس گھر میں جگہ دی جس میں اُسکی زندگی اور گذران کو خوش گوار اور خوش وقت کر دیا جس میں اُسکے مقام کو تمام رنج و آلام سے بےخوف بنا دیا۔ اسے ابلیس اور اُس کی عداوت سے ڈرایا پس اُس کے دشمن (ابلیس) نے اسے دار المقام (فانی نہونے والے مکان) اور مصاحبت ابرار کی ترغیب دیکر فریب دیا۔ اس فریب کے سبب سے آدمؑ نے اپنے یقین کو شک اور مستقل ارادے کو سستی اور بے رغبتی کے

ہاتھ بیچ ڈالا (اس شجر کے نہ کھانے کی منفعت کا جو یقین تھا وہ شک سے بدلا اور وہ مستقل ارادہ کہ ہرگز اس درخت کو نہ چھوؤنگا اس میں ضعف اور سستی کے آثار پیدا ہو گئے) اُس نے خوشی و خرّمی کو خوف اور طلب وعزّت (جس کی شیطان کے بہکانے سے طمع کی تھی) ندامت سے بدل ڈالا۔ پھر (جبکہ اسے اپنے کردار پر پشیمانی ہوئی) خداوند عالم نے اُس کے واسطے توبہ کی بساط بچھا دی اور اپنی رحمت و بخشش کا کلمہ اُس کے دل میں القا کیا اور اُسے اپنی جنت میں لے آنے کا وعدہ فرما لیا پس (جب یہ وعدہ وعید طے ہو گئے) اُسے آزمائش اور امتحان کے گھر اور نسل بڑھانے کے مقام میں نازل کیا۔ جب آدمؑ اس زمین پر آئے اور ان کی ذریت پھیلی تو خدائے تعالےٰ نے اُن کی اولاد میں سے پیغمبروں کو چُن لیا۔ وحی کی برداشت پر اُن سے عہد و پیمان لیا اور تبلیغ رسالت پر اُن کو امین بنا لیا۔ پھر جبکہ اکثر مخلوق نے خدا کا عہد تبدیل کر دیا۔ اس اقرار کو بدل ڈالا جو عالم ارواح میں خدا کے سامنے کر آئے تھے۔ خدا کے حق کو بُھلا دیا۔ اُس کے لئے شریک اور امثال تجویز کرنے لگے شیاطین نے اُنہیں معرفت الٰہی سے ایک طرف ہٹا دیا۔ اُنہیں عبادت خداوندی سے الگ اور منقطع کر دیا۔ اس وقت خداوند عالم نے اُن کے پاس اپنے رسول بھیجے اور متواتر پے در پے اپنے پیغمبر اُن کی طرف روانہ فرمائے تاکہ اُنکی خلقت اور جبلت کے عہد کی ادائگی کے طالب ہوں (جس چیز کے لئے یہ پیدا کئے گئے ہیں اُسپر قائم رہیں) انہیں خدا کی وہ نعمت یاد دلائیں جسے بھول بیٹھے ہیں۔ خدا کے احکام پہنچا کر ان پر اتمام حجّت کریں۔ عقلوں کے دفینے اُنکے سامنے پھیلا دیں۔ قدرت کی نشانیاں انہیں دکھلائیں۔ ان نشانیوں میں سے ایک یہ چھت ہے جو اُن کے بالائے سر نظر آ رہی ہے۔ یہ خوابگاہ ہے جو انکے قدموں کے نیچے رکھی گئی ہے۔ یہ معیشت و معاش زندگانی کے اسباب ہیں جو انہیں جلا رہے ہیں۔ یہ منقضی ہونے والی عمر کی مدتیں ہیں جو انہیں فنا کر دیتی ہیں۔ یہ مشقتیں اور تکلیفیں ہیں جو پیری و صد عیب کو ان کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ یہ حوادثات ہیں جو پے در پے اُن پر نازل ہوتے ہیں۔

خداوند سبحانہ و تعالےٰ نے کبھی اپنی مخلوق کو نبی مرسل یا نازل شدہ کتاب یا حجۃ لازمہ رسالت (وصایت و امامت) یا جادۂ عقلی سے خالی نہیں رکھا۔ وہ رسول جنکی قلت عدد انہیں (فرض منصبی ہدایت سے) قاصر نہیں رکھ سکتی۔ نہ ان کے تکذیب کرنے والوں کی کثرت ان کے سدِّ راہ ہو سکتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک پیغمبر

کو اس کے بعد مبعوث ہونے والے رسول کا نام بتا دیا جاتا تھا (جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا قول ہی "یاتی من بعدی اسمہ احمد" میرے بعد ایک نبی آئیگا جسکا نام احمدؐ ہے) اور ہر ایک موجودہ پیغمبر کو انبیائے گزشتہ کی شناخت کرادی جاتی تھی (انبیائے سابق پیغمبران آئندہ کی خبر دینے والے تھے اور یہ انکی رسالت و شریعت وحقیت کی تصدیق کرنے والے) اسی طریقہ پر زمانہ تیزیوں کے ساتھ گزرا۔ اور مدتیں ہی گزرگئیں آبا و اجداد اپنے بیٹوں کو جانشین کرتے ہوئے گزر گئے حتےٰ کہ پروردگار عالم نے اپنے وعدہ کو پورا اور اپنی نبوت کو تمام کرنے کے لئے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تمام انبیاء سے انکی نبوت کا اقرار (عالم ارواح میں) لے لیا تھا۔ جب حضرتؐ مبعوث ہوئے ہیں تو زمین والے متفرق ملتوں پراگندہ خواہشوں اور مختلف طریقوں کے مالک تھے۔ انکی تین قسمیں ہو رہی تھیں۔ ایک فرقہ خدا کو اُسکی مخلوق کے ساتھ مشابہ کر رہا تھا (جیسے کہ مجسمہ) کوئی خدا کے نام میں الحاد سے کام لے رہا تھا۔ خدا کے اوصاف کو مخلوقات میں تسلیم کرتا تھا (مثل مشرکین عرب) اور کوئی غیر خدا کی طرف اشارہ کر رہا تھا عالم کون و فساد کے آثار کو غیر خدا کی طرف نسبت دیتا تھا (جیسے کہ دھریے) پس آپ نے انہیں اہ نمائی کے ساتھ ہدایت کی ضلالت سے نکالا اور جہالت سے نکالکر ایک مرتبۂ عظیم پر فائز کردیا۔ پھر خداوند سبحانہ تعالےٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کے واسطے اپنی ملاقات کو اختیار کیا۔ اور براہ رضا و رغبت اپنا تقرب ان کے واسطے پسند فرمایا دار دنیا سے رحلت کرجانے پر انہیں مکرم کیا۔ بلاؤں اور امتحانوں کی مصاحبت اور مقارنت سے انہیں منحرف کردیا۔ پس اُنہیں اپنے پاس نہایت ہی عزت واکرام کی حالت میں بُلا لیا۔ صلے اللہ علیہ وآلہ اُس پیغمبر برحق نے تمہارے درمیان اس چیز کو چھوڑا جسے انبیائے سلف اپنی امتوں میں چھوڑتے چلے آئے ہیں۔ کیونکہ کسی نبی نے اپنی امت کو چرانے والے۔ واضح اور صاف رستے۔ اور قائم رہنے والی نشانی کے بغیر نہیں چھوڑا۔ تمہارے درمیان جو چیز چھوڑی گئی ہے وہ خدا کی کتاب ہے۔ جو اس کے حلال وحرام فرائض و مستحبات کو بیان کرنے والی ہے۔ وہ احکام جو منسوخ ہوگئے ہیں یا جو بندوں کی وسعت کے واسطے قرار دئے گئے ہیں (جیسے کہ روزے مریض اور مسافر کے لئے معاف ہیں) وہ احکام جن سے تجاوز نہیں ہو سکتا (مثلاً اقیموا الصلوٰۃ) وہ الفاظ جو مخصوص ہیں (جیسے

کہ حج البیت میں بیت کے معنی خاص خانۂ کعبہ کے ہیں) وہ لفظ جو عام ہیں (جیسے کہ من قتل مومنا الخ اس میں ایک عمومیت ہے یعنی جو کوئی بھی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے وہ جہنمی ہے) وہ کلمات جو مقید نہیں وہ کلمے جو مقید ہیں۔ وہ آیات محکمات جن کے معنی میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں ہو سکتا۔ وہ آیتیں جن کے معنی میں شبہہ دامنگیر ہو جاتا ہے۔ ان تمام باتوں کو اس کتاب خدا نے ظاہر کر دیا ہے۔ یہ کتاب اپنے مجمل کی تفسیر کرنے والی ہے۔ اپنے غوامض و مشکلات کی مظہر ہے۔ یہ کتاب اُن آیات کو لئے ہوئے ہے جن کا علم خدا نے بندوں پر واجب کر دیا ہے۔ جن کے بارے میں وہ اپنی جہالت کا عذر پیش نہیں کر سکتے (جیسے کہ آیات توحید قل ھو اللہ احد الخ) اور اس کتاب میں وہ وہ آیات موجود ہیں جن کے نہ جاننے میں خدا نے بندوں کو وسعت دی ہے (جیسے کہ کھیعص) یہ کتاب ان فرائض پر شامل ہے جن کا وجوب اس کتاب کے لحاظ سے تو ثابت اور معلوم ہے مگر سنت و حدیث نبوی میں وہ منسوخ ہو گئے ہیں۔ (مثلاً پہلے زانیہ کو وقت وفات تک محبوس رکھنے کا حکم تھا۔ حدیث نبوی نے بحکم آیۂ رجم اس کو منسوخ کر دیا) یہ کتاب ان احکام کو بیان کرتی ہے جن پر عمل کرنا بلحاظ سُنّت و حدیث واجب ہے مگر اُس نے اُن کے ترک کرنے کی اجازت دی ہے۔ (مثلاً اول اسلام میں بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے بلحاظ سُنّت پیغمبرؐ نماز پڑھی جاتی تھی مگر جب کعبہ کی طرف مُنہ کرنے کا حکم ہوا تو ارشاد سنت منسوخ ہو گیا) اس کتاب میں وہ حکم موجود ہے جو ایک وقت خاص میں واجب ہے مگر آئندہ چلکر واجب نہیں رہتا (مثلاً جب ایک صاحب استطاعت شخص ایک دفعہ حج کر چکا ہو تو اب وہ آئندہ لاکھ مستطیع ہوا کرے حج اُس پر واجب نہیں رہا) یہ کتاب امور محارم کو ایک دوسرے سے جُدا کرنے والی ہے مثلاً کبیرہ جس پر اپنی آگ کا وعدہ کیا ہے (جیسے فرمایا ہے من قتل مؤمنا متعمدًا فجزاءُہٗ جھنّم خالدًا فیھا) یا صغیرہ جس کے واسطے اپنی بخشش اور مغفرت کو مہیا کیا ہے (مثل آیۂ انّہ ھو الغفور الرّحیم) اس کتاب میں ان اعمال خیر کا ذکر ہے جن کا تھوڑا سا حصہ بھی خداوند عالم کے نزدیک مقبول ہے اور ان میں انتہائی وسعت بھی دی گئی ہے جس قدر چاہو زیادہ سے زیادہ بجا لاؤ۔

حج کا بیان فرماتے ہیں

ایہا الناس! تم پر اس مکان مقدس کا حج واجب و فرض کیا گیا ہے جو لوگوں کے لئے قبلہ مقرر ہوا ہے اور وہ گھر جس میں انسان اس طرح وارد ہوتے ہیں جیسے گوسفند، شتر اور تمام چوپائے پانی میں۔ وہ گھر جس کی طرف بحالت شوق کبوتروں کی مانند پرواز کی جاتی ہے۔ عبادت حج کو باری تعالٰے نے اپنی عظمت اور بزرگی کے واسطے حاجیوں کی فروتنی کی نشانی اور اپنی عزت کی تصدیق قرار دیا ہے۔

پروردگار عالم نے اپنے بندوں میں سے ایسے سُننے والوں کو چُن لیا ہے جو حج کی طرف بُلانے والی آواز کا جواب دیتے ہیں۔ اُس کے کلمات کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور اسی مقام میں استادہ ہوتے ہیں جو انبیاء و اولیاء کے لئے مقام اطاعت و بندگی مقرر ہے۔ وہ عرش الٰہی کا طواف کرنے والے فرشتوں سے مشابہ ہیں اور اس عبادت الٰہی کی تجارت میں نفع کثیر اور فائدہ مبین حاصل کرتے ہیں وہ خدا تعالٰے کے سامنے بخشش اور نجات کی وعدہ گاہ پر حاضر ہوتے ہیں۔ بے شک اس مقدس مکان کو پروردگار عالم نے اسلام کے لئے ایک بزرگی نشانی اور پناہگیروں کے واسطے حرم محترم اور امن کی جگہ قرار دیا ہے۔ اس مکان کا حج فرض ہے۔ اس کا حق ادا کرنا واجب ہے (کہ یہاں عبادت کیجائے) اور لکھدیا گیا ہے لازم کر دیا گیا ہے کہ تم لوگ (مطیعان اسلام) عبادت کے لئے وہاں حاضر ہو جاؤ۔

پروردگار عالم فرماتا ہے لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ خدا کے واسطے (خدا کی راہ میں) حج بیت اللہ لوگوں پر واجب ہے جو اُسکی راہ میں گامزن ہونے کی استطاعت اور قدرت رکھتا ہو۔ اور جو شخص نافرمانی کرے۔ کفر اختیار کرے۔ بیشک پروردگار عالم دونو جہان سے غنی ہے۔ (اُس کی ذات بے پروا ہے۔ اُسے ہماری عبادت کی حاجت نہیں۔)

خطبہ جناب امیر علیہ السلام جو صفین[۱] سے واپسی کے وقت ارشاد ہوا تھا

اتمام نعمت کا سوال پورا ہوا اُس کی قدرت و عزت کے سامنے انقیاد اور خضوع و خشوع کی دولت

[۱] صفین ملک شام میں ایک موضع کا نام ہے۔

حاصل ہوتی اور اُس کے لطف اور توفیق کی وجہ سے اُسکی نافرمانیوں اور معصیتوں سے دامن تر نہوا۔ میں ان امور پر اُس ذات برتر کی حمد وثنا کرتا ہوں۔ اُسی سے مدد چاہتا ہوں۔ اور اُسی کی کفایت کے لئے دست بدعا ہوں۔ کیونکہ وہ خضر حقیقی جسے ہدایت کا رستہ دکھا دیتا ہے پھر وہ شخص گمراہ نہیں ہو سکتا۔ وہ گوہر مقصود کو پالیتا ہے اور بیشک اُسکا دشمن اُس کا عدو کبھی اپنی مراد تک نہیں پہنچتا اور وہ شخص کبھی فقیر اور محتاج نہیں ہوتا جو اُس ذات برتر و قوی کی حمایت اور کفایت کے سائے میں آجاتا ہے۔ اور بے شک یہ امر اگر میزان عقل میں تولا جائے تو ہر جنس گرانبہا سے اسکا پلہ بھاری رہتا ہے۔ یہ وہ جوہر آبدار ہے کہ خزائن معقولات و محسوسات کے گوہر شہوار اس کے سامنے ہیچ ہی نہیں سکتے۔ ہاں میں شہادت دیتا ہوں کہ اُس ذات برتر و اعلےٰ کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے اور یہ وہ شہادت ہے جس کا اخلاص آزمایا ہوا ہے۔ امتحان[1] شدہ ہے۔ یہ وہ شہادت[2] ہے جس کے اخلاص اور صدق کا اعتقاد کر لیا گیا ہے۔ ہم جب تک زندہ ہیں اس شہادت سے متمسک ہیں۔ اور اسی شہادت کو اس ہولناک ڈرانے والے منظر (قیامت) سے نجات پانے کے لئے ذخیرہ اور توشہ قرار دیتے ہیں کیونکہ یہی شہادت واجب و لازم ہے۔ ایمان[3] کی تکمیل اس کے بغیر نہیں ہو سکتی اور مومن کو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ بے شک یہی شہادت

---

[1] حدیث میں وارد ہے کہ امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس شخص نے اخلاص کے ساتھ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا وہ داخل جنت ہو گیا اور اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ جس چیز کو پروردگار عالم نے حلال کیا ہے اُسے حلال سمجھے اور جسے حرام کیا ہے اُسے حرام جانے۔ ۱۲

[2] امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کلمہ عظیم و کریمہ ہے۔ جو شخص اخلاص اور صدق دل کے ساتھ اسے زبان پر جاری کرتا ہے پروردگار عالم اُس پر بہشت واجب کرتا ہے اور جس شخص کی زبان پر بدروغ و کذب رواں ہوتا ہے اُس کا مال اور اُسکا خون محفوظ ہو جاتا ہے۔ مگر عاقبت ایسے شخص کی جہنم ہے۔ (یہ غالباً منافقین کی طرف اشارہ ہے) ۱۲

[3] کیونکہ توحید ایک امر فطری ہے اور تصدیقات اولیہ کی سرتاج ہے لہذا دین الٰہی میں اوّل اسی کلمہ کا اقرار قرار پایا اور باقی اسکے توابع اور فروع ہیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ بندوں پر خدائے تعالےٰ کا یہ حق ہے کہ اُس کی طرف کسی بُرائی کو منسوب نہ کریں۔ نیز آپ نے فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بہترین عبادات ہے ۱۲

احسان[1] پروردگار عالم کی ابتدا ہے (بصدق دل اقرار شہادت کرتے ہی رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے) یہی شہادت[2] پروردگار رحمن و رحیم کی خوشنودی اور رضا کا سبب ہے اور شیطان رجیم کی دور کرنے والی ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے بندے اور رسول اُسکے ہیں اور پروردگار عالم نے انہیں ایسے دین کے ساتھ بھیجا ہے جو (صدق و راستی میں) مشہور و معروف ہے۔ انہیں معجزات عطا کئے وہ کتاب مسطور لیکر آئے۔ وہ نور[3] مرتفع و بلند کے حامل تھے۔ وہ ضیاء[4] درخشندہ کے مالک تھے۔ وہ اس[5] امر کے ساتھ تشریف لائے جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ ان کی تشریف آوری کی علت غائی کیا تھی؟ شبہات باطلہ کا دور کرنا۔ منکرین الٰہی کے سامنے بیّن اور واضح دلیلیں پیش کرنا۔ خداوند عالم کی نشانیوں سے ڈرانا۔ اور آنے والے خوفناک حادثہ (قیامت) سے خوف دلانا۔ خبردار کرنا۔ اور جس وقت آپ مبعوث ہوئے ہیں اُس وقت یہ کیفیت تھی کہ انسانی گروہ فتنہ و فساد میں مشغول تھا اور دین و شریعت کی رسّی قطع ہو گئی

---

[1] مروی ہے کہ اقرار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بہشت کی قیمت ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کہنے والا بہشتی ہے۔ مگر یہ لطف تو دیکھئے کہ اسی منادی من قال لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وجبت لہ الجنّۃ کو سنکر ایک صاحب نے بیچارے ابوہریرہ کی مرمت کر دی اور رسولؐ پر بھی اعتراض جڑ دیا کہ بس حضرت رہنے دیجئے اگر یہی فیاضی ہے تو سب کے سب روزہ نماز حج و زکوٰۃ چھوڑ بیٹھیں گے۔ اللہ ری ہمہ دانی و نکتہ رسی۔

[2] مروی ہے کہ پروردگار عالم کے نزدیک کوئی کلمہ کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور برگزیدہ بندے کو ضرور اسکی پیروی کرنی چاہئے۔ رسولؐ خدا سے مروی ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میرا حصار اور قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے بےخوف ہو گیا۔ یہ کلمہ توحید ذات و صفات و افعال پر مشتمل ہے اور تمام عبادتوں کا مقصد اقصیٰ یہی ہے لہذا بیشک یہ کلمہ پروردگار کی خوشنودی اور شیطان علیہ اللعن سے علیحدگی کا سبب ہے۔ چنانچہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ من یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً جو شخص اپنے پروردگار کی ملاقات کی امید و توقع کرے اسے عمل نیک کرنا چاہئے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ ۱۲۔

[3] نور مرتفع سے خود جناب امیر علیہ السلام مراد ہیں۔ اور اشارہ ہے من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ کی طرف ۱۲

[4] ضیائے درخشندہ۔ ائمہ علیہم السلام ۱۲

[5] امر یعنی قائم آل محمد صاحب الامر علیہ السلام عجل اللہ ظہورہ ۱۲

تھی۔ اصل (دین) میں ہزاروں اختلاف تھے اور احکام دینی بالکل پراگندہ ہو رہے تھے۔ کفر سے باہر نکلنے کی راہیں سخت تنگ اور سکڑی ہوئی تھیں۔ رہائی کا سرچشمہ نگاہوں سے غائب تھا۔ ہادی اور روشن ضمیر بالکل گمنام تھے۔ اندھاپن اور جہالتیں اطراف عالم میں شائع تھیں۔ خدا کی نافرمانیوں پر عملدر آمد تھا۔ شیطان کی نصرتیں دل وجان سے کی جارہی تھیں۔ اور ایمان بالکل مخذول تھا۔ چھوڑ دیا گیا تھا۔ اُس کے ستون گر چکے تھے۔ اُس کی روشن اور چمکدار راہیں مٹ چکی تھیں۔ شیطان کی اطاعت کا دم بھرا جارہا تھا۔ شیطانی رستے اختیار کر لئے گئے تھے۔ اور سب کے سب اُسی کی آبگاہوں میں چلے آرہے تھے۔ اس شیطانی لشکر کے سبب سے ایسی جھنڈے گڑے ہوئے تھے اور اسی خبیث کے پھریرے ہوا میں لہرا رہے تھے۔ یہ لوگ اُن فتنوں میں مبتلا تھے جنہوں نے اپنے اونٹوں کے گھٹنوں سے انہیں پامال کر دیا تھا۔ اپنی گایوں کے شگافتہ سموں سے انہیں درہم وبرہم کر دیا تھا۔ اور جو اپنے گھوڑوں کے سموں پر قائم تھے پس یہ لوگ ان فتنوں میں سرگرداں و پریشان تھے۔ حق و باطل میں فرق کرنے سے متردد۔ اپنے خیر و شر و نفع و ضرر میں تمیز کرنے سے قطعی جاہل۔ طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار۔ خیر الدار (مکہ) کے ساکن ہو کر یہ لوگ اہل عالم کے لئے بدترین ہمسایہ تھے۔ ان کی نیند بیخوابیاں تھیں۔ اور اشک انکے آنکھوں کے لئے سرمہ تھے جس زمین پر یہ رہتے تھے اُس کی حالت یہ تھی کہ اُس زمین کے دانا اور عالم زباں بستہ تھے۔ اُن کے مُنہ میں لگامیں چڑھی ہوئی تھیں اور جاہل و ناداں مطلق العنان اور قوت و غلبہ والے سمجھے جاتے تھے۔

اسی خطبہ میں آلِ محمدؐ کی طرف بھی اشارہ ہوا

اہلبیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رازہائے پوشیدہ اور چھپے ہوئے علوم کے مخزن ہیں۔ اُس کے حکم کی پناہ ہیں۔ اُس کے تیر علم کے لئے ترکش ہیں۔ اُس کی حکمتوں کے مرجع۔ اُس کی سنن مکتوبہ کے منبع اور اُس کے دین کے لئے ایسے پہاڑ ہیں جن کے سبب سے یہ دین قائم ہے۔ انہیں کی مدد سے آپ نے دین کی ٹیڑھی ہو جانے والی پشت کو سیدھا کر دیا۔ اور اپنے شانوں کے گوشت کی لغزش کو دور کر دیا۔

اسی خطبہ میں ایک دوسرے گروہ کی طرف بھی اشارہ ہوا ہے

ان لوگوں نے فسق و فجور کی تخم ریزی کی۔ پھر اُسے غفلت اور غرور کے پانی سے سینچا اور پھر اُس نخل میں وہ خوشے نکل آئے جو خسران اور تباہی سے بھرے ہوئے تھے۔ اس اُمّت میں سے کسی کو آل محمدؐ سے نسبت نہیں دی جا سکتی اور وہ شخص کبھی اہلبیت محمدؐ کا ہم پایہ نہیں ہو سکتا جس پر ان کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاری ہو چکی ہیں (نعمت دین ہر شخص کو انہیں کے گھر سے ملی ہے اب جس کا جی چاہے امیر المومنین بنجائے) یہ لوگ (اہلبیت محمدؐ) دین اسلام کی بنیادیں ہیں اور یہی لوگ صدق و یقین کے ستون ہیں۔ انہیں کی طرف گراہا علم و اعتقاد رجوع ہوتا ہے اور عمل و عبادات کم علم سے دوسرے درجہ پر ہیں انہیں سے لاحق ہوتے ہیں۔ (علم دین خدا انہیں سے حاصل ہوتا ہے اور اعمال و عبادات کے سکھانے والے بھی یہی ہیں) حقوق ولایت کے لئے جو خصلتیں ہونی چاہئیں وہ ان میں موجود ہیں۔ وصیت و وراثت (خلافت) انہیں کے لئے مختص ہے (شکر خدا) اب وہ زمانہ ہے کہ حق صاحبان حقوق کی طرف راجع ہوا ہے اور پھر اسی مقام کی طرف آگیا ہے جہاں سے نکال لیا گیا تھا۔

خطبہ شقشقیہ

جناب امیر علیہ السلام کا یہ ایک مشہور و معروف خطبہ ہے۔ شقشقہ لغت میں اُسے کہتے ہیں جو اونٹ حالت مستی میں بکری کے پھیپھڑے کے مانند ایک چیز اپنے مُنہ سے نکال کر چبایا کرتا ہے۔ اور اُس وقت ایک عجیب آواز بھی اُس کے گلے سے پیدا ہوتی ہے اور پھر وہ چیز غائب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت نے اس خطبہ کے آخر میں جناب ابن عباس کو مخاطب کر کے فرمایا یا ابن عباس ھیہات تلک شقشقۃ ھدرت و قرت عالم محویت اور شوق ہدایت خلق میں یہ باتیں میری زبان سے نکل گئی ہیں۔ گویا یہ ایک شقشقہ شتر کی آواز تھی جو پھر اپنے مقام پر واپس لوٹ گیا۔ لہذا یہ خطبہ اس نام سے موسوم ہوا اور اسی خطبہ کو خطبہ مقمصہ بھی کہتے ہیں کیونکہ حضرت نے بدیں عبارت اس کو شروع کیا ہے اما واللہ لقد تقمصہا فلان۔ چونکہ ابتدائی جملہ میں لفظ تقمص آیا ہے اس لئے مقمصہ کہا جاتا ہے۔

اے سننے والے خبردار ہو جا کہ قسم خدا کی فلاں شخص (ابوبکر) نے پیراہن خلافت کو زیب تن کر لیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اور اُسے اچھی طرح یقین تھا کہ خلافت کے لئے میرا وہی مقام ہے اور مجھے اُس سے وہی نسبت ہے جو قطب[1] آسیا کو آسیا سے۔ مجھ سے علم کا ایک متلاطم دریا نکل رہا ہے اور میرے علم و منزلت کا پایہ وہ رفیع و بلند ہے جہاں پہنچتے ہوئے شاہین تیز پرواز کے پر جلتے ہیں۔ جب ابن ابی قحافہ نے اس پیراہن کو ناحق اپنی زینت تن بنا لیا تو میں نے اپنے اور اُس کی خلافت کے درمیان پردہ ڈال دیا اُس سے پہلوتہی کی اور اس معاملہ میں غور کرنا شروع کیا کہ اپنے بُریدہ اور شکستہ ہاتھ سے اُس پر حملہ کروں یا اس ظلمت اور تاریکی ضلالت پر صبر کروں۔ یہ ایک ایسی مصیبت تھی جس کے صدمہ سے خورد سال بوڑھا ہو۔ بوڑھا ضعیف ہو جائے اور مومن رنج و غم میں گرفتار ہو یہانتک کہ وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ اس واقعہ پر میرا صبر کرنا بہت ہی بہتر اور نہایت ہی عقلمندی ہے لہذا میں نے صبر اختیار کیا مگر اُس وقت یہ حالت تھی کہ آنکھیں غبار اندوہ و خار مصیبت کی خلش میں گرفتار تھیں اور حلق میں غم و غصہ کی ہچکیوں سے پھندے پڑے جاتے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث کس طرح تاراج و غارت ہو رہی ہے۔ یہانتک کہ اوّل (غاصب) تو اپنے رستہ پر گذر گیا۔ مگر اپنے بعد خلافت کے ڈول کو ابن الخطاب کے کنوئیں کی طرف پھینک گیا۔

یہانتک ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے تمثیلاً اعشیٰ ایک شاعر عرب کا شعر پڑھا جس کا ماحصل یہ ہے کہ ایک روز میں اپنے اونٹ پر سختیوں میں سفر کر رہا تھا اور ایک روز حیّان برادر جابر کے ہمراہ راحت و نعمت میں محو تھا۔ ان ہر دو روز میں کسقدر فرق ہے؟

اعشیٰ قبیلہ بنی قیس میں سے ایک شاعر تھا اور حیّان و جابر دو بھائی تھے۔ حیّان بڑا تھا جابر چھوٹا۔ حیّان مقام یمامہ میں صاحب قلعہ اور اہل دولت تھا ہمیشہ عیش و عشرت میں بسر کرتا تھا۔ نہ سفر کرتا تھا نہ رنج سفر سے اُسے آگاہی تھی۔ اعشیٰ اس کا ندیم اور مصاحب تھا۔ اس نے ایک قصیدہ اُس کی تعریف میں لکھا اور اُسی قصیدہ کا یہ شعر ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے مطلب اسکا یہی ہے کہ ایک روز میں اونٹ پر سوار ہو کر حصول معیشت کے لئے سرگرداں پھرتا تھا اور ایک روز حیّان کا ندیم اور مصاحب تھا۔ کچھ فکر

[1] جس طرح مانی (قطب آسیا) کا بغیر چکی بیکار ہے اُسی طرح خلافت نبی بھی جسکا مقصد علاوہ ہدایت خلق ہے بغیر ذات مستحق کے بے فائدہ ہے جس سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا ۱۲

ہی نہ تھی عجب انقلاب ہے

اسی طرح حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہایت حسرت و اندوہ کے ساتھ اس تمثیل کے ذریعہ سے اپنی مافی الضمیر سے آگاہ فرماتے ہیں کہ برادر بزرگ یعنی جناب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کس شادمانی اور فرحت کے ساتھ بسر ہوتی تھی۔ اور یا یہ آج کا دن ہے۔ غرض پھر آپ نے فرمایا۔ مگر مجھے تو تعجب ہے۔ اور سخت تعجب ہے کہ وہ جانے والا اپنی حیات میں بیعت خلافت کے توڑ دینے کا حکم دیتا تھا۔ وہ اقالہ[1] طلب کیا کرتا تھا مگر باوجود اس قول کے اپنے مرنے کے بعد دوسرے کے ساتھ خلافت کو منعقد کر دیا۔ اور واقعی امر یہ ہے کہ پستان ناقۂ خلافت کو دونوں نے آپس میں خوب بانٹ لیا۔ افسوس خلافت کو ایک درشت مزاج اور تند خو کے حوالے کر دیا۔ جس کی زبان کے زخم نہایت سخت اور کاری تھے۔ اور جس کا چھونا بھی ناگوار تھا جس کی گفتار و کردار دونوں ناہموار و ناہنجار تھیں۔ اس کی طبیعت میں سخت لغزشیں تھیں۔ وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا تھا اور پھر اپنی لغزشوں پر (از راہ زمانہ سازی) عذر خواہ بھی ہو جاتا تھا۔ ایسی طبیعت والے شخص کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو کبھی بوجھ نہ اٹھانے والے اونٹ پر سوار ہو۔ اگر یہ سوار اس کی مہار کھینچتا ہے تو اس کی ناک پارہ پارہ ہوئی جاتی ہے۔ اور اگر چھوڑتا ہے تو خود گرنے کا خوف ہے۔ حیات خداوندی کی قسم ہے کہ لوگ اس کے سبب سے خبط میں مبتلا ہو گئے۔ ہر اہل و نااہل دینی و دنیوی امور میں رائے زنی کرنے لگا۔ متلون مزاجیاں دامنگیر ہو گئیں۔ اعتراضوں کی بوچھار ہونے لگی۔ خیر میں نے ان صدمات پر بھی صبر کیا۔ اس محنت کی شدت کو بھی برداشت کیا یہاں تک کہ یہ شخص بھی اپنے رستہ پر گذر گیا (مر گیا) اور امر خلافت کو ایک جماعت کے سپرد کر گیا۔

---

[1] باسناد صحیح ثابت ہے کہ خلیفۂ اوّل نے اپنی حیات میں فرمایا اقیلونی ولست بخیر کہ تم میری بیعت توڑ ڈالو کیونکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں ہاں علی تم سے بہتر ہے اسکی اطاعت میں فلاح ہے۔ مگر یہ سب زبانی لپ لپ تھی حکومت کا نشہ اترنا ذرا مشکل ہے۔ پھر لطف تو دیکھئے کہ چلتے چلتے بھی وصیت کی پخر لگا ہی گئے۔ اور ان بیچاروں کے بھی حق بطرف تھا یہ تو یاروں کی تلی بنی ہوئی باتیں تھیں۔ عہد و پیمان ہو چکے تھے کہ آج تو تمہیں مسند پر بٹھائے دیتے ہیں مگر ذرا کل کو اینجانب کا بھی خیال رہے۔ پھر اپنے قول اقیلونی کی پرداکیونکر کیجاتی اور ضرورت ہی کیا تھی چرڑے کی زبان تھی پھسل گئی۔ بس یہی عذر کافی ہے۔ ۱۲

اور گمان کیا کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ یا اللہ اس شوریٰ کی بابت میں فریاد کرتا ہوں مجھے کسی زمانہ میں یہ تردد و شک لاحق ہوا تھا کہ میں اس جماعت کے اول اور پیشوا (ابوبکر) کا مصاحب اور ساتھی بنجاؤں۔ یہانتک کہ اس جماعت کے ایسے ایسے لوگوں سے مقارن ہوں جب خود ابوبکر کی ہی مصاحبت اور معیت مجھے پسند نتھی جو ان کا پیشوا تھا پھر ان کے شریک مشورہ ہونا مجھے کیونکر پسند ہو۔ میری شان وقدر علم وفضل حکمت واخلاق کے درجے بہت اعلےٰ ہیں۔ جاہلوں کے مشورہ میں شریک ہونا مجھے کب گوارا ہو سکتا ہے لیکن جب یہ لوگ زمین کی طرف اُترے مجبوراً میں بھی ان کے ساتھ اُترا اور جب یہ اونچی اُڑان پر گئے مجھے بھی ہمراہ رہنا پڑا۔ مجھے تو ان کا رام کرنا اور انہیں ہدایت کا رستہ دکھا دینا مطلوب ہے جیسے اہلی کبوتر جنگلی کے ساتھ پرواز کر کے اُسے اپنا کر لیتا ہے پس اس جماعت میں سے ایک شخص (سعد ابن ابی وقار) اپنے حسد اور کینہ کی وجہ سے میرا دشمن ہو گیا اور ایک دوسرا شخص (عبدالرحمٰن ابن عوف) اپنے داماد (عثمان) کی طرف مائل ہو گیا اور دو اور شخص بھی اس کے ہمزبان ہو گئے۔ جو اپنی قباحت اور رزالت کے لحاظ سے اس قابل بھی نہیں کہ انکا نام لیا جائے یہانتک کہ اسی قوم میں سے ایک تیسرا شخص عثمان (مسند) خلافت پر قائم ہو گیا اور اُس کی یہ حالت تھی کہ اُس نے اپنے معدہ اور امعا کو حلق تک دنیا کے مال سے بھر لیا۔ تن پروری اختیار کی۔ لوگوں کے مال کھانے شروع کئے۔ اور پھر اسکے ساتھ ہی اس کے باپ کے بیٹے (عزیز و اقارب بنی امیہ) بھی کھڑے ہو گئے اور خدا کے مال (بیت المال) کو اس طرح کھانے لگے جیسے اونٹ فصل بہار کی گھانس کو چر جاتا ہے یہانتک کہ اُس کے قبیلے اس پر ٹوٹ پڑے (اسکی جماعت پراگندہ ہو گئی) اور اُس کے اعمال نے اُس کے قتل کرنے میں بڑی سرعت سے کام لیا اور اُسکی شکم پُری نے اُسے اوندھا مُنہہ کے بھل گرا دیا۔ (فقرا اور مستحقین کا مال کھا جانے اور بیت المال میں اسراف کرنے سے یہ نوبت ہو گئی۔ اس وقت بھی کسی چیز نے مجھے خوف وخطر میں مبتلا نہیں کیا مگر یہ کہ لوگ میری طرف بجوؤں کی طرح یکے بعد دیگرے چلے آتے تھے اور چاروں طرف سے بیعت کے لئے مجھے گھیر لیا تھا۔ یہانتک کہ حسنین علیہم السلام اسی کشمکش اور اژدہام میں پامال ہو گئے۔ میری ردا کے دونو گوشے شگافتہ ہو گئے اور بکریوں کے گلے کی طرح لوگ میرے

گرد جمع ہو رہے تھے۔ (ان تمام امور سے مجبور ہو کر) جب میں نے امر خلافت کو قائم کیا تو ایک گروہ ناکثین میں داخل ہوا (مثل طلحہ و زبیر و امثالہم) ایک جماعت خوارج اپنے اقوال سے پھر گئی اور کچھ لوگ (مثل اصحاب معاویہ) فاسق ہو کر اطاعت خداوندی سے باہر ہو گئے گویا اُنہوں نے خدائے بزرگ و برتر کا یہ کلام سُنا ہی نہ تھا کہ تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادًا والعاقبۃ للمتقین (یہ سرائے آخرت ہم نے اُن لوگوں کے لئے بنائی ہے جو زمین پر سرداری جاہطلبی اور فتنہ و فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور عاقبت کی نیکیاں پرہیزگاروں ہی کے لئے ہیں) نہیں ایسا قسم خدا کی انہوں نے اس کلام کو سُنا تھا۔ یہ الفاظ اُن کے دلوں پر نقش تھے۔ مگر شیطان نے دنیا کو طرح طرح کی آرائشوں کے ساتھ ان کی آنکھوں کے سامنے پیش کیا تھا اور اس (زائل ہو جانے والے) جمال پر انہیں فریفتہ کر دیا تھا۔ ہاں آگاہ رہو قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا۔ انسان کو نیستی سے میدان ہستی میں کھڑا کر دیا اگر حاضرین کی کثرت نہ ہوتی۔ ناصرین کا ہجوم قیام حجۃ کے لئے نہ ہوتا اور مجھے اس عہد و میثاق کا بھی خیال نہ ہوتا جو پروردگار عالم نے علماء سے لے لیا ہے کہ ظالم کو مسکینوں اور غریبوں کے مال کھانے کی اجازت نہ دی جائے اور مظلوم ظالم کے ستم سے بھوکا نہ رہے تو بیشک میں خلافت کی مہار کو اُس کے اونٹ کے کوہان پر ڈال دیتا (کہ جہاں چاہے چلا جائے) اور آخری حصۂ خلافت کو بھی اسی پہلے (خالی) پیالے سے سیراب کر دیتا (میں خلافت کو اختیار نہ کرتا۔ اور کبھی اس کے اہل کو آب حیات ابدی سے سیراب نہ کرتا وہ مثل سابق پیاسے ہی رہتے اور العطش العطش کہتے کہتے مرجاتے) یہ دنیا جو تمہیں اسقدر مرغوب ہے جس پر تم یوں جان دئے دیتے ہو واللہ یہ میرے نزدیک بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے۔

راویان خطبہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت خطبہ کے اس مقام پر پہنچے۔ ایک شخص دوسری ولایت کا رہنے والا تھا اُس نے ایک خط پیش کیا اور آپ اُس مکتوب کی طرف متوجہ ہوئے جب اُسے پڑھ چکے تو جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا امیرالمومنین کاش آپ اس تقریر کو پھر وہیں سے شروع کریں جہاں سے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابن عباس یہ ایک شقشقہ تھا جو گلے سے پیہم صدا

دے رہا تھا اور اب ساکن و ساکت ہو گیا۔ ابن عباس کا قول ہے کہ کبھی کسی کلام پر مجھے اتنا افسوس
و الم نہیں ہوا جتنا اس کلام پر کہ امیر المؤمنین نے جس ارادے سے اسے شروع کیا تھا وہ پورا نہ ہوا
یعنی بالتمام بیان نہیں کیا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

ایّھا النّاس! ہمارے (اہلبیت) کی بدولت ہی تمہیں تاریکی ضلالت سے نکلنے کی توفیق اور سبیل ہدایت نصیب ہوئی ہے اور ہمارے ہی سبب سے ناقۂ بلند کوہان پر سوار ہوئے ہو (آخرت کی بلندی و رفعت ملی ہے۔ بہشت میں درجاتِ عالیہ کے مستحق ہوئے ہو) ہم وہ آفتاب ہدایت ہیں جس کے پرتو سے تمہیں (دین شریعت) کی صبح میسّر ہوئی۔ وہ کان بہرے ہو جائیں جو اس آواز کو نہ سُنیں اور اس ارشاد کو نہ سمجھیں اور بیشک ان ہدایت آمیز صداؤں کو وہ کیا سُن سکتا ہے جس کے کان بہرے ہیں جو دیدہ و دانستہ بہرا بنا ہوا ہے اُسے زبردست سے زبردست آواز بھی ہشیار نہیں کر سکتی (خفی سے خفی اور سخت سے سخت دونو آوازیں اسکے نزدیک یکساں ہیں) اُن قلوب کو اطمینان اور قرار نصیب ہو جنہیں خوف خدا سے ایک اضطراب اور خفقان لاحق رہتا ہے۔ میں تمہارے غدر اور بیوفائی کے انجام کا منتظر رہتا ہوں اور دنیوی آرائشوں کے فریب میں آجانے والو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں مجھے تمہاری ہدایت کے لئے دین کے پیراہن اور تقوےٰ کے لباس نے ڈھانک لیا ہے اور اپنے صدق نیّت کی سبب سے مجھے دیدۂ حق بیں عنایت ہوئے ہیں جن کے سبب سے میں تمہارا نگراں اور نگاہبان ہوں میں نے تم کو ضلالت اور گمراہی کے میدانوں سے نکال کر سچّے اور سیدھے رستہ پر کھڑا کر دیا ہے تم اُس مکان میں مجتمع اور ملاقی تھے جہاں کوئی رہبر اور ہادی موجود نہ تھا۔ تم کنواں کھودتے تھے مگر پانی چکھنا نصیب نہ ہوتا تھا۔ آج میں بے زبان صاحب بیان کے حالات و صفات تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں اپنے صفات پسندیدہ و ملکات قدسیہ کا اظہار کرتا ہوں اگرچہ وہ محتاج شرح نہیں مگر تمہاری زیادتی ہدایت اور تمہارے اطمینان کے لئے بطور وعظ کچھ بیان کیا جاتا ہے

اُس شخص کی رائے اور تدبیر دور ہو جو مجھ سے تخلّف کرتا ہے۔ میری اطاعت سے انکار کرتا ہے۔ ایہا السامعین! حاشا وکلا جب سے مجھے راہِ حق دکھائی گئی میں نے کبھی اس[1] میں شک اور تردد نہیں کیا اور گمراہوں کی دولت اور جاہلوں کے غلبہ سے کبھی حضرت موسٰے کے دل میں کسی قسم کا خوف جانشین نہیں ہوا۔ قرآن شریف میں جو یہ قصّہ مذکور ہے اور جناب کلیم کا یہ قول درج ہے قالا ربّنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغٰے الخ ان دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر غالب نہ آجائے اور بغاوت پر آمادہ نہو اس وقت ارشاد باری ہوا تم خوف نکرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں۔ دیکھتا ہوں۔ اسکے یہ معنی نہیں کہ حضرت موسٰے واقعی ڈر گئے تھے بلکہ اُنکے خوف کی یہ وجہ تھی کہ مبادا یہ ہمارے تابعین ان ساحروں کے سحر کو دیکھکر فریب کھاجائیں اور دائرۂ حق سے باہر ہوں۔ چنانچہ جناب امیر علیہ السّلام نے اپنی ذات اقدس کو حضرت موسٰے سے تشبیہ دی ہے اور یہ پوری پوری تشبیہ ہے۔ منشا حضرتؑ کا یہ ہے کہ حضرت موسٰے کی طرح میں بذاتِ خود دشمنوں سے نہیں ڈرتا ہاں ان بندگان خدا کی گمراہی کا خوف ہے کہ یہ غریب کہیں انکے دھوکوں میں آکر دنیا و دین سے نہ جاتے رہیں۔ آج کے دن ہم اور ہمارے مخالف راہ حق و باطل پر کھڑے ہوئے ہیں اور جس شخص کو ایک بحر مواج کی موجودگی کا یقین ہے وہ کبھی پیاسا نہیں رہ سکتا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

جس وقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا اور جناب عباس رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان بن حرب نے حضرت کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ خلافت کے واسطے بیعت لیجیے اُس وقت آپ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایہا الناس! (دریائے) فتنہ و فساد کی (بڑھتی ہوئی) لہروں کو نجات کی کشتی سے شکستہ اور درماندہ

---

[1] ایک اور صاحب بھی مسلمانوں کے خلیفہ تھے جنھوں نے صلح حدیبیہ کے دن فرمادیا تھا کہ جیسا آج کے دن مجھے نبوّت میں شک ہوا ہے ایسا کبھی ہوا ہی نہ تھا گویا شک تو اکثر واقع ہوتا تھا مگر آج کا شک کچھ بڑھا چڑھا ہوا تھا۔ کیا کہنے ہیں خلیفہ صاحب اس صدق یقین کے ۱۲

کردو (مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح کی طرف اشارہ ہے یعنی ہمارے ساتھ ہو جاؤ رستگاری پاؤ گی) منافرت اور نفاق کے رستوں سے الگ ہو جاؤ۔ مفاخرت اور بزرگی کے تاجوں کو زمین پر پٹک دو جو شخص اپنے پر پرواز کے ذریعہ سے بلندی پر اُڑا یا سلامتی کا طلبگار رہا وہ فلاح یافتہ ہے اور اُسے راحت و آرام حاصل ہے (مطلب یہ کہ لڑائی اور جنگ قوت اعوان و انصار پر منحصر ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اعوان و انصار کی امداد کے بغیر لڑائی پر آمادہ ہونا) ایک بدبو دار پانی ہے۔ اور ایک ایسا لقمہ ہے جو کھانے والے کے گلے میں اٹک رہتا ہے (یعنی اس وقت کہ اعوان و انصار میرے پاس نہیں پھر کیونکر اپنے حق کو طلب کر سکتا ہوں اور لڑائی کا جھنڈا کیونکر بلند ہو سکتا ہے۔ اسی کی تائید میں پھر ارشاد ہوا ہے) بے وقت کے میوے چننے والے کی مثال اُس کھیتی کی سی ہے جو زمین شور میں بوئی جاتی ہو۔ (عجب تماشا ہے) اگر میں اپنا حق طلب کرتا ہوں تو (حاسدین) یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص ملک و مال پر کتنا حریص ہے اور اگر خموشی اختیار کرتا ہوں تو سرگوشیاں ہوتی ہیں کہ موت سے ڈر گیا۔ آہ۔ یہ آخری تہمت (موت سے ڈرنا) اس پہلی تہمت (حریص مال و جاہ) سے بہت بزرگ ہے۔ قسم خدا کی ابوطالب کا بیٹا تو موت سے ویسا ہی مانوس ہے جیسا کہ ایک طفل شیر خوار پستان مادر سے۔ یاد رکھو مجھ میں وہ گوہر نایاب چھپے ہوئے ہیں۔ میں اُن علوم مکنونہ کا خزانہ ہوں کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دئے جائیں تو تم اس طرح مضطرب اور بیتاب ہو جاؤ گے جیسے گہرے اور عمیق کنوئیں میں ڈول کی رسّی مضطر اور بیقرار ہوا کرتی ہے۔ (بیشک۔ در مدینۂ علم کی یہی شان ہوتی ہے)

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

یہ خطبہ آپ نے اُس وقت ارشاد فرمایا ہے کہ جب طلحہ و زبیر کی بغاوت کی خبر پہنچی اور بعضوں نے کہا کہ آپ اُن کے مقابلہ پر تلوار نہ اُٹھائیں۔

قسم خدا کی میں وہ گفتار نہیں ہوں جو دیر تک صیاد کے آہستہ آہستہ زمین پر لکڑی مارنے سے سو جاتا ہے (فریب میں آجاتا ہے) یہانتک کہ اُسکا طالب اُس تک پہنچ جاتا ہے اور اُس کا منتظر اُسے دھوکا دیتا

ہے (یہ ایک عرب میں ضرب المثل ہے واللہ لا اکون مثل الضبع تسمع اللدم حتی تخرج وتصاد میں وہ گفتار نہیں ہوں جو کسی چیز کے زمین پر گرنے کی آواز سنکر باہر نکل آتا ہے اور شکار ہو جاتا ہے مشہور یہ ہے کہ صیاد اس جانور کی گرفتاری کے لئے یہ حیلہ کرتے ہیں کہ اس کے سوراخ کے قریب جا کر زمین پر لکڑی یا اور کوئی چیز آہستہ آہستہ مارتے ہیں۔ یہ جانور دھوکے سے یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ میرا شکار ہے۔ فوراً باہر آتا ہے اور دام صیاد میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ حضرتؑ نے اسی ضرب المثل کو اپنے ہاشمی اور فصیح و بلیغ لہجہ میں بیان کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس جہاد میں کبھی یہ تاخیر درست نہیں۔ بالکل گفتار اور صیاد کی مثل ہو جائیگی۔ میں اُن کے فریب میں نہیں آسکتا۔ (گربہ کشتن روز اوّل مشہور ہے) ہاں بیشک میں جب تک زندہ ہوں اور حیات مستعار باقی ہے حق پسند اور کلام حق کو سُننے والے کے ساتھ ہو کر اُس شخص پر تلوار کھینچونگا جو حق سے پھر گیا ہے۔ جو سرکش ہے۔ اور کلام خدا اور رسول میں شک لانے والا ہے۔ قسم خدا کی جب سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے انتقال فرمایا ہے اس وقت سے آج کے دن تک میں اپنے حق سے محروم کیا گیا ہوں اور مجھ پر غیروں کو تفضیل اور فضیلت دی گئی ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

لوگ شیطان کا اتباع کرتے ہیں اور اسی کو اپنے کام اور امر کے لئے پیشوا قرار دے لیا ہے شیطان نے بھی اچھی طرح انہیں شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ ضلالت کا تخم ان کے کشت سینہ میں بو دیا اور اب اس سے ہوا و ہوس کے چُوزے پر و بال نکال رہے ہیں۔ وہی شیطان جہاں جائیں اُن کے ساتھ ہے اور ان کی آغوش سے ایسا وابستہ ہو گیا ہے کہ جُدائی نظر ہی نہیں آتی۔ وہی شیطان ان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور انہیں کی زبانوں سے کلام کرتا ہے اور ان کو لغزشوں کے گھوڑے پر سوار کر رکھا ہے۔ فتنہ و فساد۔ دروغ و کذب ان کے لئے مزین کر دئے ہیں اور یہ پیروی شیطان اس شخص کا فعل ہے جس کی سلطنت میں شیطان شریک ہو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

اس خطبہ میں حسب مقتضائے مقام زبیر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

وہ (زبیر) خیال کرتا ہے اُس کا گمان ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے بیعت کی ہے اور دل سے بیعت نہیں کی (ظاہر داری کی یا برائے نام بیعت ہے جب جی چاہا توڑ ڈالی) پس بالتحقیق اُس نے بیعت کا اقرار کرتے ہوئے ایک امر پوشیدہ کا دعوے کیا ہے۔ اب اُسے لازم ہے کہ اُس امر پوشیدہ کو بیان کرے (جس نے اُسے دلی اور قلبی بیعت سے باز رکھا) تاکہ دیکھنے والے دیکھ لیں اور پرکھنے والے پرکھ لیں ورنہ اُسے فوراً اُسی احاطہ میں داخل ہونا چاہیئے جہاں سے خروج کیا ہے (ان کلمات سے غالباً حضرت کی منشا یہ ہے کہ وہ اب بھی اپنی حرکت پر پشیمان ہو۔ اپنے جرم سے توبہ کرے۔ اپنے کردار کی معافی کا خواستگار ہو)

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

یہ چند فقرے جنگ جمل والوں کی بزدلی اور اپنی شجاعت وصولت کے باب میں ارشاد فرمائے ہیں۔

اور وہ رعد کی طرح گرج رہے تھے۔ بجلیوں کی طرح چمک رہے تھے۔ (لڑائی سے پہلے یہ ساری شور شیں تھیں۔ چاروں طرف سے جدال وقتال کی ہی آوازیں آتی تھیں) مگر باوجود ان دونوں باتوں کے انجام کار ان سے ایسی بزدلی ظاہر ہوئی جس پر سخت تعجب ہوتا ہے اور ہماری یہ حالت ہے کہ ہم تو جب تک میدان جنگ کو آراستہ نہ کر لیں اور جبتک (دشمنوں پر) تیروں اور تلواروں کی بارش نہ کر لیں نہ تو شور مچاتے ہیں نہ سیلاب کی طرح لشکروں پر ہجوم کرتے ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

آگاہ ہو اور خبردار ہو جاؤ کہ شیطان کا لشکر جمع ہو چکا ہے۔ اُس کے سوار اور پیادے ایک مقام پر کھنچے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ اور تم یاد رکھو کہ (امور دینی و دنیوی میں) میری بینائی (میرا علم) میرے

ہی ساتھ ہے۔ میں امر حق سے غافل نہیں ہوں کیونکہ امیر المومنین اعلےٰ علیین اور دنیائے علم کا ساکن ہے اور علم کی حقیقت جہل کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔ میں نے لباس جہل کو زیب تن نہیں کیا ہے اور نہ کسی کو قدرت ہے کہ جو کسی امر شیطانی کو مجھ پر مشتبہ کر سکے۔

قسم خدا کی میں اُن کے لئے ایک عظیم الشان حوض کو پُر کر دونگا اور میں ہی اُس کا ساقی ہوں (غالباً یہ کلام تہدید آمیز معاویہ والوں کی شان میں ہے کہ اگر تم اپنے کردار سے باز نہ آؤ گے تو لشکرگاہوں کے حوض عظیم الشان فوجوں کی سیل سے بھر جائیں گے اور میں اُس وقت ساقی یعنی حاکم ہونگا مطلب یہ کہ خود بنفس نفیس تم سے مقاتلہ اور جنگ کرونگا) اور وہ ایسا حوض ہوگا کہ نہ تو اُس سے منھ پھرا سکیں گے (جائینگے کہاں چاروں طرف لشکر ہی لشکر ہے) نہ اُس کی طرف پلٹنے (حملہ کرنے) کی تاب ہوگی۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

جنگ جمل میں جب حضرت محمد ابن حنفیہ[لہ] کو علم لشکر عطا کیا ہے اُس وقت لڑائی پر ترغیب و تحریص دینے کے لئے یہ کلمات فرمائے۔

بیٹا! پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔ سر بفلک چوٹیاں سرک جائیں مگر تو اپنے مقام سے نہ ہٹنا۔ اپنے دانتوں کو ایک دوسرے سے پیوستہ کرکے بتیسی خوب مضبوط بند کرلے اپنے کاسۂ سر کو عاریۃً خدا کے حوالے کر (یعنی تمام وہ فکریں جو کاسۂ سر میں گشت کیا کرتی ہیں اُنہیں امر جہاد کی تدبیر میں صرف کر یا یہ کہ اپنے سر کو مابین جہاد خدا کے راہ میں دیدے کہ اسکے بدلے خداوند عالم دنیا و آخرت کی زندگی عطا فرماتا ہے) اپنے قدموں کو (لوہے کی سلاخوں کی طرح) زمین میں گاڑ دے۔ اس قوم (مخالف)

[لہ] حنفیہ آپ کی مادر گرامی کا لقب ہے اس بی بی کا نام خولہ ہے اور عبداللہ قیس کی دختر ہے حنفیہ اس قبیلہ کے بزرگ کا لقب تھا اور اسی سے یہ ذی مرتبت بی بی منسوب ہے۔ یہ بی بی عہد خلافت اوّل میں اسیر ہو کر آئی۔ جناب امیرؑ نے اسے خرید لیا۔ اس کے قبیلہ والوں نے جب یہ سُنا تو حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر نجابت اور بزرگی کو ظاہر کیا حضرتؑ نے اُسی وقت آزادی کا پروانہ عطا کیا اور نکاح کرلیا۔ جناب محمدؒ اسی بی بی کے بطن سے ہیں ۱۲

کے منتہے پر نظر کر (کہ کیا کثرت و غلبہ ہے اور تو کس حالت میں گرفتار ہے) اپنی آنکھوں کو (حیات دنیوی کی طرف سے بند کرلے) بیشک فتح و فیروزی و نصرت خداوند تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

جب بعنایات ایزدی جمل والوں پر فتح کامل پائی تو اصحاب حضرت میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت کیا اچھا ہوتا میرا فلاں بھائی زندہ ہوتا اور دیکھتا کہ پروردگار عالم نے آپ کو دشمنوں پر کیسی نصرت اور فتح عنایت فرمائی ہے اس وقت حضرت نے فرمایا اے شخص کیا تیرا بھائی ہمارے ساتھ رہنے کی خواہش رکھتا تھا؟ عرض کیا بیشک۔ تب حضرت نے ارشاد کیا "ہمارے لشکر میں اس وقت وہ لوگ موجود تھے جو ابھی مردوں کی صلب اور عورتوں کے رحم میں ہیں (یعنی پیدا ابھی نہیں ہوئے۔ جب یہ لوگ موجود تھے پھر تیرا بھائی جو اسی آرزو میں جاں بحق ہوا ہے ضرور شامل لشکر تھا) عنقریب اُن کے خوف سے معاندین زمانہ کی نکسیر پھوٹے گی اور ایمان اُن کے سبب سے قوت و شوکت حاصل کریگا۔"

کلام جناب امیر علیہ السلام

یہ الفاظ حضرت نے بصرہ اور اہالیان بصرہ کی مذمت میں فرمائے ہیں۔ تم لوگ ایک عورت (عائشہ) کی سپاہ اور چوپائے (وہ اونٹ جسپر عائشہ سوار تھی) کی پیروی کرنیوالے تھے جب اُس شتر نے آواز دی گرداگرد جمع ہو گئے اور جب اُسکے پاؤں قطع ہو گئے بھاگ نکلے۔ دنایت اور رزالت یہ تو تمہارے اخلاق ہیں اور بدعہدی۔ بے وفائی تمہارا عہد ہے۔ نفاق تمہارا دین و مذہب ہے۔ اور آب شور و تلخ سے تمہاری مٹی کا خمیر کیا گیا ہے۔ جو شخص تمہارے پاس مقیم ہو۔ تمہارے شہر میں رہے بس وہ گناہ کے لئے رہن ہو گیا۔ وقف ہو گیا۔ (اگر گناہ نہ کرے جان سے جائے بے جرمی تمہارے ہاں سخت گناہ ہے) اور جو شخص تمہاری مفارقت گوارا کرے۔ تمہارے درمیان سے چلا جائے۔ بیشک اُس پر پروردگار کی

بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ گویا تمہاری یہ مسجد میرے لئے سینۂ کشتی کی مانند ہے جس پر اوپر سے بھی عذاب نازل ہو رہا ہے اور نیچے سے بھی۔ اور جو لوگ اس میں بیٹھے ہیں وہ غرق ہو رہے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے قسم خدا کی تمہارا یہ شہر غرق ہو جائیگا اور میں اس شہر کی مسجد کی طرف نظر کرتا ہوں تو وہ سینۂ کشتی کی مانند پانی میں نظر آتی ہے یا شتر مرغ ہے جو پانی میں سویا ہوا ہے۔

دوسری روایت میں ہے یہ مسجد سینۂ شتر مرغ کی مانند ہے جو دریا میں ڈوبا ہوا ہو۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

یہ کلام بھی مثل سابق بصرے والوں کے حق میں فرمایا ہے۔ تمہاری زمین آب تلخ و شور سے نزدیک اور آب شیریں سے بہت دور ہے۔ تمہاری عقلیں خفیف اور سبک ہو گئی ہیں اور تمہاری دانائیاں سفاہتوں اور نادانیوں سے بدل گئی ہیں۔ اب تم تیر حوادث کا نشانہ بن رہے ہو۔ تم کھانیوالے کے لئے لقمۂ تر ہو اور شیران حملہ آور کے شکار ہو۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

بیت المال کے متعلق قطعات اراضی جو عثمان نے اپنے سگوں کے حوالے کر دئے تھے انہیں مسلمانوں کو عطا فرماتے وقت حضرت نے یہ کلام ارشاد فرمایا ہے۔ قسم خدا کی اگر میں اس مال کو پاؤں جس کے سبب سے عورتوں سے نکاح کیا گیا ہے اور لونڈیاں اُس سے خریدی گئی ہیں تو بیشک میں اُسے مسلمانوں کو واپس کر دونگا۔ اگرچہ وہ عورتوں کا مہر اور لونڈیوں کی قیمت ہو گیا ہے۔ مگر میں اسے ضرور مستحقین کو لوٹا دونگا) کیونکہ عدل میں بہت بڑی وسعت ہے اور جس شخص کے لئے عرصۂ عدل تنگ ہے اُس کے لئے عرصۂ ظلم و جور تنگ تر ہوگا۔ جو شخص عدل کی وجہ سے تنگ اور پریشان ہوتا ہے وہ ظالم کے ظلم سے اور زیادہ پریشان اور دلتنگ ہوگا۔

جب مدینہ میں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اُس وقت آپنے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں

اُسکا اداکرنا میرے ذمّہ ہے۔ میں اپنے قول کا پابند ہوں اور اپنے عہد و پیمان کے پورا کرنے کے لئے ضامن اور کفیل ہوں جس کے سامنے عقوبات دنیا کے عبرت ناک نظارے موجود ہیں وہ کبھی شبہہ اور تلبیس میں گرفتار ہو کر اپنے نفس کو ہلاک نہیں کرسکتا۔ خبردار ہوجاؤ تمہارے لئے وہی بلائیں اور وہی امتحان موجود ہیں جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بعثت کے وقت موجود تھے (زمانۂ بعثت میں بلائے جاہلیت دامنگیر تھی۔ اور حضرت کی وفات کے وقت بھی لوگ جاہلیت کی طرف عود کرگئے یہانتک کہ جناب امیر المؤمنینؑ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ یہ کلام بلاغت نظام حدیث شریف من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ کی طرف پورا پورا اشارہ کررہا ہے) اُسی ذات واجب الوجود کی قسم ہے جس نے سچائی اور راستی کے ساتھ اس پیغمبر کو مبعوث کیا تم نہایت ہی سخت وساوس اور اضطراب میں گرفتار ہو تمہیں بہت ہی درشت طریقہ سے امتحان کی چھلنی میں چھانا جائیگا تم ایک دوسرے سے ایسے آمیختہ کردئے جاؤگے جیسے دیگ میں آمیزش ہوتی ہے یہانتک کہ باغوائے شیاطین تمہارے ماتحت اور ذلیل تمہارے افسر وسردار ہوجائینگے اور تمہارے سرداروں کو پستی اور تنزلی کا خلعت نصیب ہوگا۔ وہ لوگ خلق خدا کی پیش روی اور حکومت کے طلبگار ہیں جو (رسول اللہ کے نزدیک) بالکل بے قدر اور کم منزلت تھے اور جن لوگوں کی رسول کے نزدیک قدر ومنزلت تھی سابق الاسلام تھے۔ بلند مرتبہ تھے۔ وہ بے قدریوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے جاتے ہیں۔ قسم خدا کی میں نے کبھی کسی امر حق کو نہیں چھپایا۔ اور کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولا (جو کچھ اوپر بیان ہوا وہ بالکل ایک امر واقعی ہے) قسم خدا کی مجھے اس مقام (خلافت) کی خبر دی گئی تھی۔ مجھے یہ دن بھی (جس میں میرا حق مجھے ملا ہے) معلوم تھا۔ آگاہ ہوجاؤ خطائیں اور گناہگاریاں۔ وہ شریر۔ کوتل اور سواری نہ دئے ہوئے گھوڑے ہیں کہ جو اُن پر سوار ہوا جس شخص نے اُن کی لگام تھامی اُسے آتش جہنم میں گرادیا آگاہ ہوجاؤ بے شک تقوے اور پرہیزگاریاں نہایت ہی سبک خرام اور اصیل ناقے ہیں جن میں اہلیت ہے وہ ان پر سوار ہوتے ہیں ان کی مہاریں تھامتے ہیں اور وہ اپنے سواروں کو بہشت میں پہنچادیتے ہیں۔ موجودات میں حق مطلق اور باطل محض موجود ہے (اور ہر ایک شخص کو

ان دونوں میں سے وہی نصیب ہوتا ہے جو جس کا اہل ہے۔ اور حق مطلق یعنی خیر مطلق وہ خداوند عالم ہے اور باطل مطلق یعنی شر مطلق وہ شیطان لعین ہے۔ لہذا اصحابان خیر اہل اللہ ہوتے ہیں اور اہل شر و شریر سب کے سب اہالیان شیطان ۔ اگر باطل اور اہل باطل زیادہ ہو جائیں تو یہ تو ہمیشہ سے ہی ہوتی آئی ہے۔ زمانے والے انہیں خوب جانتے ہیں۔ اور اگر حق اور اہل حق قلیل ہوں تو اُن کی شناسائی بھی مشکل ہے۔ اور ایسا بہت کم ہوا ہے کہ جس چیز نے حق کی طرف سے پشت پھرائی ہو پھر اُس نے حق کو قبول کیا ہو۔

اور اسی خطبہ میں ہے جس شخص کی نگاہوں میں بہشت کے جلوے اور دوزخ کے آتشخیز منظر موجود ہوں وہ گناہوں سے بہت دور ہے۔ حق کی طرف نہایت عجلت کے ساتھ سعی کرنے والا بیشک رستگار ہے وہ منزل مقصود تک پہنچ چکا ہے اور وہ شخص جو حق کا شائق تو ہے مگر ذرا سست قدم ہے اُس کے لئے بھی نجات کی امید ہے اور آخر وقت تک منزل پر پہنچ جائیگا اور جو شخص بالکل ہی مقصر اور کوتاہ ہمت ہے طلب حق کا شائق ہی نہیں اُسکے لئے کوشش ہی نہیں کرتا اُس کا مسکن بیشک ہلاکت کی آگ ہے اور اُسی میں جلتا رہیگا۔ یاد رکھو دائیں بائیں جنوب و شمال ضلالت اور کفر کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔ اور درمیانی رستہ جو ہے وہی صراط مستقیم ہے۔ اسی رستہ پر نبوت کے آثار باقی ہیں اور اسی پر رسولِ خدا کی کتاب ہے اسی رستہ سے سنت و طریقۂ نافذۂ رسول کا پتہ چلتا ہے اور انجام کار دنیا و آخرت کا یہی مرجع ہے مدعی حق جس میں اس کی بو بھی نہیں ہے ہلاک ہونیوالا ہے اور مفتری کذاب جو حقیقت کا دعوے کرتا ہے بالکل نقصان رسیدہ اور زیانکار ہے۔ جو شخص حق کی طرف اپنی توجہ کا اظہار کرے وہ جہال مردم کے نزدیک ہلاک ہونے والا ہے (یعنی جاہل اُس کی حق طلبی کو اس کی ہلاکت تصور کرینگے کیونکہ وہ حق کو ہی نہیں پہچانتے پھر طالب حق کو کس طرح پہچان سکتے ہیں) اور انسان کی جہالت اور نادانی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی قدر و منزلت کو نہ پہچانے (کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو ہی نہیں پہچانتا کہ میں حق پر ہوں یا باطل پر وہ اپنے غیر کی قدر کیونکر جان سکتا ہے۔ اپنی قدر و منزلت کا فراموش کرنے والا غیر کی عزت و مرتبہ و قدر سے بھی جاہل رہیگا لہذا اپنی قدر و منزلت

سے جاہل رہنا ہی جہل مطلق کے لئے کافی ہے کسی اصل کی اصل جو تقوےٰ و پرہیزگاری پر ہو کبھی برباد اور ہلاک نہیں ہو سکتی۔ اور جس قوم کی کھیتیاں زمین زہد و تقوےٰ پر لہرا رہی ہوں ہمیشہ شاداب رہینگی۔ اور کبھی قحط آب کی شدت سے مرجھانے نہ پائینگی۔ تم اپنے گھروں میں چھپے ہوئے ہو اور اپنے درمیانی فتنہ و فساد کی اصلاح کے لئے چلے آرہے ہو۔ اپنے فساد دخلی کی اصلاح کرو اور فتنہ و فساد خارجی پیدا نہ کرو (توبہ تمہارا تعاقب کر رہی ہے تم جب چاہو اُس کی طرف رجوع کر سکتے ہو) کسی حمد اور شکر کرنے والے کو کسی نعمت کے حاصل ہونے پر سوائے پروردگار عالم کے دوسرے کی شکرگزاری نہیں کرنی چاہیئے (کیونکہ تمام نعمتیں اُسی سے ہیں اور وہی مسبب الاسباب ہے لہذا حمد اور شکر اُسی کی ذات سے مختص ہے) اور کسی ملازمت کرنے والے کو زیبا نہیں کہ وہ اپنے نفس کو چھوڑ کر دوسرے کو ملامت کرے۔ قول پروردگار عالم ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک مشہور ہے۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

یہ کلام اُس شخص کے بارے میں ارشاد ہوا ہے جو کلام خدا کو لوگوں میں پھیلانے کے لئے آمادہ ہو اور اسکی قابلیت و اہلیت نہ رکھتا ہو۔ پروردگار اپنی مخلوق میں دو شخصوں پر سخت غضبناک ہے اول تو وہ شخص کہ جسے پروردگار عالم نے اُسکے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ شیطان میں اور اُس میں کوئی مانع باقی نہیں رہا۔ وہ میانہ روی سے دور ہے۔ وہ کلام بدعت آمیز کا دیوانہ اور مجنون ہے۔ ضلالت اور گمراہی کو طلب کرتا ہے۔ بیدینی کا عاشق ہے۔ وہ ہر ایک اُس شخص کے لئے فتنہ و فساد ہے جو اسکی باتوں پر مفتوں ہو کر اس کا مرید ہو جائے وہ سبیل ہدایت و عدل اور راہ راست سے گمراہ ہے جو اُس کے پہلے موجود تھی وہ ہر ایک اُس شخص کو جو اُس کی زندگی میں یا مرنے کے بعد اس کی اقتدا کرے گمراہ کرنے والا ہے وہ دوسروں کی خطاؤں اور گنہگاریوں کا بھی حمال اور بوجھ اٹھانے والا ہے (کیونکہ یہی تو اُس کی معصیتوں کا سبب ہوا ہے) عصیان اور خطا کے ہاتھ بکا ہوا ہے اثم و عدوان

کی دکان میں رہن رکھا ہوا ہے (گناہ کرنا اس کے لئے لازمی بات ہے) اور دوسرا وہ شخص ہے جس نے جہالت اور نادانی کو اپنے لئے جمع کرلیا وہ اپنی قوم کے جہال میں ایک موضع ہے (ساری قوم کی جہالتیں اسی کے ہاں نشو ونما پاتی ہیں) فتنہ وجہالت کی تاریکیوں میں غافل ہے صلح اور صفائی کرنے کی منفعتیں اور مصلحتیں اور اُن کی روشنیاں اسے بالکل نظر نہیں آتیں وہ بالکل اندھا ہے اسی کے ہمصفیر اور اُسی جیسے لوگ اُسے عالم اور دانا کہتے ہیں حالانکہ یہ صفات اُس میں موجود نہیں یہانتک کہ وہ آب متعفن وگندہ سے سیراب ہوا اُس نے بہت سی فضول باتوں اور بیہودگیوں کو جمع کرلیا۔ لوگوں کے درمیان (مسند حکمرانی پر) قاضی وضامن بنکر حکمرانی کرنے کے لئے اور اس امر کو خالص کرنے کے لئے جو اُس کے غیر پر مشتبہ تھا بیٹھ گیا۔ اب اگر ایسا امر مبہم پیش ہوا جس کا اسے بالکل علم نہیں تو اُس میں اپنی رائے دوڑانے لگا قیاس کو دخل دینے لگا اور پھر اپنے وہم وگمان کی ہی بنا پر اُسپر حکم بھی صادر کر دیا۔ حالانکہ اُسکے یہ شبہے اور گمان ووہم مکڑی کے جالے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اسے تو یہی معلوم نہیں کہ میرا یہ حکم خطا ہے یا صواب (اللہ رے جہالت) اگر برسر صواب ہے تو خوف کر رہا ہے کہ کہیں میں برسر خطا نہوں اور اگر خطا کی ہے تو صواب کی امید رکھتا ہے یہ شخص بالکل جاہل ہے اور اپنی جہالتوں میں بالکل مخبوط الحواس ہے۔ رات اور رات کی تاریکیوں میں گرفتار ہے محض اندھا ہے۔ اس نے کبھی دندان جزم کو علم کے لئے نہیں کھولا (سوائے وہم وگمان کے کسی مسئلہ میں علم یقینی حاصل نہیں کیا۔ اس نے (علم) کے پھریروں کو پراگندہ کر دیا۔ جیسے ہوا خشک اور سوکھی ہوئی گھانس کو تنکا تنکا کر دیتی ہے۔ قسم خدا کی اسے طاقت وقدرت نہیں کہ جو مسئلہ اس کے روبرو پیش کیا جائے اُس پر حکم صادر کر سکے۔ اور جس مسئلہ پر انکار کر دیا بس پھر اسکی تصدیق وصداقت کا خیال بھی نہیں کرتا۔ جہل مرکب اسی کو کہتے ہیں اور اس طریقہ کے سوا جس سے اسے علم حاصل ہوا ہے اپنے غیر کے لئے کوئی رستہ ہی نہیں سمجھتا (اسکا خیال ہے کہ اس طریقہ سے کوئی اور طریقہ افضل واعلے نہیں ہو سکتا یا یہ کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے دوسرا اسے نہیں پہنچ سکتا اب اگر کوئی مشکل امر اس کے سامنے پیش ہو تو اُس کے علم کو پوشیدہ کرنے کا حکم ہوتا ہے محض جہالت اور نادانی کی وجہ

اس کے علم کے فائدہ کو چھپاتا ہے اور کہدیتا ہے کہ اس کے جاننے سے کوئی فائدہ نہیں) اس کے اس ظالمانہ حکم سے بہت خون ناحق فریاد کر رہے ہیں (کہ ہم بے گناہ قتل ہوئے) اور بہت غیر مستحقین کو پہنچ جانے والی میراثیں آواز بلند کر رہی ہیں (کہ ہمیں بالکل ناحق طریقہ سے تقسیم کیا گیا ہے) (یہ ہیں اُن دونو شخصوں کی صفات جو بدترین مخلوق اور مغضوب پروردگار ہیں)

میں پروردگار عالم سے ان مجمعوں کی شکایت کرتا ہوں جو جہالت اور نادانی کی زندگی بسر کر کے گمراہی اور ضلالت کی حالت میں مرجاتے ہیں۔ ان لوگوں میں اس سے زیادہ کوئی امر ناروا تر نہیں ہے کہ کلام اللہ کی کماحقہٗ تلاوت اور تفسیر کیجائے۔ کسی جنس کی خریداری اس سے زیادہ تر نہیں کہ کلام خدا کی تحریف کیجائے۔ کوئی شے اس سے زیادہ بیش بہا نہیں سمجھی جاتی کہ کلام خدا کے مقامات کو تبدیل کردیا جائے اور کوئی رسم اس سے زیادہ رائج نہیں کہ کلام خدا کی اپنی ہوا و ہوس کے مطابق تفسیر کیجائے۔ ان لوگوں کے نزدیک نیکی اور احسان سے زیادہ کوئی امر ناشائستہ نہیں اور نہ قبح و برائی سے زیادہ کوئی امر مستحسن سمجھا جاتا ہے۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

یہ کلام بلاغت نظام ان عالموں کی مذمت میں ارشاد فرمایا ہے جو فتوے دینے میں اختلاف کرتے ہیں جب کسی قاضی اور مفتی کے سامنے کوئی قضیہ حکم حاصل کرنے کے لئے پیش ہوتا ہے تو وہ اپنی رائے اور قیاس سے حکم لگاتا ہے۔ پھر بعینہٖ وہی قضیہ دوسرے کے سامنے بیان ہوتا ہے اب یہ شخص اس پہلے کی قول سے بالکل خلاف حکم دیتا ہے۔ پھر یہ سب قاضی اور مفتی مل جُل کر اپنے امام کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انہیں قاضی اور حاکم مقرر کیا ہے اب وہ ہر ایک رائے کے صواب اور درست ہونے کی نسبت

لہ اس خطبہ کو پڑھنے کے بعد پھر اس زمانہ پر نظر دوڑائیے جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال فرما چکے تھے منا امیر و منکم امیر کی صدائیں بلند تھیں ہوا و ہوس کے دریا چڑھے ہوئے تھے اور پھر دیکھئے کہ ان کوششوں کے بعد جو جو حضرات حاکم اور والی امر قرار پائے اُن میں کون کون سے بزرگوار ان صفات سے متصف ہیں جو اس خطبہ میں مذکور ہیں۔ تاریخ سے سب کچھ پتہ چل سکتا ہے والعاقل تکفیہ الاشارۃ ۱۲

حکم لگاتا ہے۔ حالانکہ انکا خدا ایک ہے۔ نبی ایک ہے۔ کتاب ایک ہے۔ کیا خداوند عالم نے انہیں اختلاف کا حکم دیا ہے جو یہ اُس کی اطاعت کرتے ہیں۔ یا اُس عالم و دانا نے انہیں (اختلاف کی ممانعت) نہیں کیا جو یہ اُس کی نا فرمانی کرتے ہیں۔ کیا خداوند عالم نے دین (اسلام) کو ناقص طریقہ سے نازل کیا اور اس کے اتمام کے لئے ان سے مدد طلب کی اور استعانت چاہی۔ کیا یہ پروردگار کے شریک ہیں اور ان پر فرض ہے کہ یہ کہیں اور اُس پر واجب و لازم ہے کہ وہ انکے قول پر راضی ہو جائے؟ کیا ایسا تو نہیں کہ پروردگار عالم نے (دین اسلام) کو تمام و کمال طریقہ سے نازل کیا مگر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تبلیغ اور (امر رسالت) باحسن الوجوہ ادا کرنے سے قاصر رہے۔ قسم خدا کی پروردگار عالم فرماتا ہے ما فرطنا فی الکتاب من شئ وتبیان لکل شئ وذکران الکتاب یصدق بعضہ بعضا وانہ لا اختلاف فیہ فقال سبحانہ ولوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (ہم نے کتاب (قرآن مجید) میں تفریط نہیں کی اور کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑا اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے اور پھر اسی کتاب کی مدح میں فرماتا ہے بالتحقیق اس کی بعض (آیات) بعض کی تصدیق کرتی ہیں اور بیشک اس میں اختلاف نہیں ہے پھر اسی کتاب کے بارے میں ارشاد ہوا ہے اگر یہ کتاب کسی غیر خدا کی طرف سے (نازل) ہوتی تو البتہ اس میں اختلاف کثیر تمہیں نظر آتے۔ بیشک یہ کتاب خدا ظاہر میں نہایت خوب اور خوش آیند ہے اور اس کا باطن نہایت عمیق اور گہرا ہے۔ (اس میں بڑے بڑے گوہر شہوار چھپے ہوئے ہیں جنہیں سوائے غوّاص چابک دست کے دوسرا حاصل نہیں کرسکتا) اس کے عجائب و غرائب نہ فنا ہوتے ہیں نہ ناقص اور تاریکیوں کے پردے اگر اُٹھ سکتے ہیں تو وہ اسی کتاب کی مدد سے اُٹھ سکتے ہیں۔

کلام امام علیہ السلام

آپ ایک روز کوفہ کی مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اشعث ابن قیس نے آپ کے چند الفاظ پر اعتراض کیا اور کہا یہ الفاظ آپ کے ہی حق میں مضر ہیں اور ان سے آپ کے لئے کوئی نفع مترتب نہیں ہو سکتا

اصل واقعہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے خطبہ میں جنگ صفین کے قصہ حکمین کو بیان کرنا شروع کیا آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص اُٹھکر کہنے لگا پہلے تو آپ نے ہمیں امر تحکیم سے منع کیا پھر اسکا حکم دیا ان دونوں امروں میں سے ہم نہیں جانتے کہ کونسی بات بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ اُس شخص کی جزا ہی جس نے حزم و احتیاط کو ترک کیا یعنی میری جزا ہے کہ میں نے احتیاط سے کام نہ لیا اور وقوع فتنہ و فساد اور لوگوں کے کافر ہو جانے کے خوف سے میں امر حکمین پر آمادہ ہو گیا اشعث نے اس ارشاد کے مفہوم کو نہ سمجھا بلکہ اپنی جہالت سے یہ رائے قائم کر لی کہ امام اپنی غفلت اور ترک احتیاط کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور کہنے لگا آپ کا یہ کلام آپ کے لئے سخت مضر ہے کیونکہ امام کو چاہیے کہ بصیر اور دانا ہو مصلحت وقت سے غافل نہ ہو۔ گویا آپ کا کلام آپ کی خلافت کے بالکل منافی ہی یہ سنکر حضرت نے اشعث مذکور کی طرف غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا۔

تو کیا جانتا ہی تجھے کس نے اطلاع دی کہ فلاں چیز میرے لئے مضر ہی اور فلاں نفع پہنچانے والی (تو میری نفع اور نقصان کو کیا سمجھ سکتا ہی) تجھ پر خدا کی لعنت برس رہی ہی لعنت کرنے والے تجھ پر لعنت کر رہے ہیں او! شریر کے بیٹے شریر انسان او! کافر کے بیٹے منافق تجھے ایک مرتبہ کفر نے[۱] اسیر کیا ہی اور دوسری مرتبہ اسلام نے (ایک مرتبہ تو

[۱] حالت کفر میں اس کی اسیری کا قصہ یہ ہی کہ ایک قبیلہ نے اسکے باپ کو قتل کر دیا۔ یہ اپنے باپ کا خونبہا لینے کے لئے چڑھ گیا اور آخر گرفتار ہوا۔ پھر تین ہزار اونٹ دیکر رہائی کی شکل نصیب ہوئی اور یہ خدمت رسول میں حاضر ہو کر اسلام کا کلمہ پڑھنے لگا۔ اب حالت اسلام میں قید ہونے کا یہ واقعہ ہے کہ رسولؐ خدا کی وفات کے بعد جب ابو بکر خلیفہ ہوئے تو اسنے تمام حضرموت والوں کو زکوٰۃ دینے سے منع کر دیا۔ ابو بکر نے زیاد ابن لبید کو اسکے مقابلہ کے لئے متعین کیا وہ فوج لیکر چڑھ گیا۔ یہ پہلے تو اس فوج سے لڑتا رہا بالآخر محصور ہو گیا اور زیاد نے بھی بڑی سختی سے محاصرہ کیا۔ یا نی اسیر بند کر دیا اس نے امان طلب کی مگر اپنے اہل و عیال کے لئے اور چند اپنے اہل قوم کے لئے مگر امان نامہ میں اپنا ذکر فراموش کر گیا جب یہ قلعہ سے باہر نکلا تو زیاد نے فوراً یہ حجت پیش کر کے کہ تو نے اپنے لئے امان نہیں طلب کی ہے پا بجولاں کر کے ابو بکر کے پاس بھیجدیا۔ باقی لوگ جو قلعہ میں محصور تھے اب وہ بھی یہ سمجھ کر کہ امان مل چکی ہی باہر نکل آئے۔ زیاد نے چند لوگوں کے سوا جن کا ذکر امان نامہ میں ہو چکا تھا باقی سب کو تلواروں پر دھر لیا اور خوب جی بھر کے کشت و خون کیا ۱۲

حالت کفر میں قید ہو چکا ہے اور دوبارہ حالت اسلام میں (ان دونو وقتوں میں ایک دفعہ بھی تیرا مال اور تیرا حسب و نسب تیری قید کو نہ روک سکے کسی قسم کی عزت یا بزرگی نہ تجھے حالت کفر میں میسّر تھی نہ حالت اسلام میں) جس نابکار نے اپنی قوم پر تلواریں علم کرادیں اور موت کو اُسکی طرف روانہ کردیا وہ اسی امر کا سزاوار ہے کہ اُس کے عزیز و قریب اُسے دشمن سمجھیں اور بیگانے اُسے امین اور دیانت دار نہ خیال کریں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بیشک اگر تم اس منظر کا معائنہ کرلیتے جسے تم میں سے مرجانے والے دیکھ چکے ہیں۔ تم فریاد کرتے۔ تمہارے قلب لرزجاتے! اور (اوامر و نواہی خدا پر) سوائے سمعنا و اطعنا کہنے کے اور کچھ تمہاری زبان پر نہوتا۔ مگر جو کچھ اُن مُردوں نے دیکھا ہے ابھی تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہے اور وہ وقت بالکل قریب ہے جب یہ پردہ و حجاب سراسر اُٹھادیا جائیگا لیکن اگر تم چشم بینا رکھتے ہو۔ اگر تم سامعۂ باطنی سے بہرہ مند ہو تو تمہیں تو وہ تمام منظر دکھادئے گئے ہیں۔ ایک ایک واقعہ سُنادیا گیا ہے۔ اگر تم میں قبول ہدایت کی استعداد موجود ہے اور تم ہدایت کے طلبگار ہو تو سبیل ہدایت تم پر نہایت ہی مشرح طریقہ سے ظاہر کردی گئی ہے قسم خدا کی میں سچ کہتا ہوں دنیا کی عبرتوں نے احوال رفتگاں کو تم پر بالکل آشکارا کردیا ہے (تمہارے سامنے عبرت کے دفتر کُھلے ہوئے ہیں۔ قوم نوح کی حالت کا اندازہ کرو۔ قوم عاد پر نظر ڈالو۔ قوم ثمود کی عبرتناک حالت دیکھو وغیرہ وغیرہ) تمہیں زجر و توبیخ کی گئی ہے۔ تم اُس چیز سے منع کردئے گئے ہو جس میں تمہارے منع کرنے کا موقع و مقام ہے۔ پروردگار کی جانب سے رسولان آسمان (ملائکہ) کے بعد انسان کے سوائے اور کسی نے تبلیغ رسالت نہیں کی (یعنی انسان کو ہی انسانوں کے لئے مبعوث کیا ہے اور اس طریقہ کے بغیر خلقت کی ہدایت نہیں ہو سکتی ممکن نہیں ہے)

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

تمہارا منتہے اور تمہارا مرجع بالکل تمہارے سامنے موجود ہے (بالطبع انسان اسکی طرف چلا جارہا ہے

اور وہ ساعت تمہارے آگے ہے جسے قیامت کہتے ہیں جو تمہیں کھڑا کر دیگی لیکن تم (گناہوں معصیتوں اور دنیائے دنی کی نفسانیتوں کے بوجھ سے) بالکل ہلکے ہو رہو تاکہ نہایت آسانی کے ساتھ (اپنی منتہٰے اور مرجع سے) لاحق ہو جاؤ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمہارا آخر تمہارے دوڑ ل کا انتظار کر رہا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

(خون عثمان میں اپنی عدم شرکت کی نسبت ارشاد ہوا ہے)

آگاہ ہو جاؤ شیطان نے اپنا لشکر تیار کر لیا ہے اور اسکی فوجیں کھنچی چلی آرہی ہیں اور یہ چڑھائی اس لئے ہے کہ ظلم وجور اپنے وطن (فاسق) کی طرف اور کذب و باطل اپنے مقام (جاہل) کی طرف عود کر آئی۔ قسم خدا کی (اسی جہالت اور شیطنت میں گرفتار ہو کر ان لوگوں نے مجھ پر بہتان باندھے ہیں۔ طرح طرح کے طوفان اٹھائے ہیں) قتل عثمان میں خواہ مخواہ میرا دامن ملوث کئے دیتے ہیں اور میرے اور اپنے درمیان بالکل انصاف نہیں کیا۔ یہ لوگ مجھ سے اس حق (خون عثمان) کو طلب کرتے ہیں جسے انہوں نے خود ترک کیا ہے۔ یہ مجھ سے اس خون کے قصاص کے طالب ہیں جسے انہوں نے خود بہا دیا۔ اگر (میں قتل عثمان میں) اسکا شریک تھا تو ان کے لئے بھی تو اس میں حصہ موجود ہے (پھر ان کا مطالبہ بالکل غلط ہے اور قاتل وارث بنکر خونبہا نہیں طلب کر سکتا) اور اگر میری اجازت کے بغیر یہ اس (قتل) کے مرتکب ہوئے تو اس حالت میں بھی (اس خون) کی عقوبت اور سزا انہیں کے ذمے ہے (یہ کسی طرح بھی مجھ سے مطالبہ کرنے کے حقدار نہیں کیونکہ دونوں صورتوں میں انہی کا دامن رنگین نظر آتا ہے) اور بیشک انکی سب سے بڑی حجت انہیں کے نفس کے لئے ہے (کہ یہی قتل عثمان کے مرتکب ہیں) ان کا مطالبۂ خون عثمان کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اس عورت سے دودھ طلب کرے جس کا دودھ سوکھ گیا ہو اور اب یہ لوگ پھر اسی بدعت عثمانی کو زندہ کرنا چاہتے ہیں جو بالکل کالعدم ہو چکی ہے۔ اے نقصان رسیدہ اور مجھے لڑائی کے لئے بلانے والے آ میرے سامنے حاضر ہو۔ دیکھیں تو

کون بُلاتا ہے اور اُسے کیا جواب دیا جاتا ہے۔ میں ہر حالت میں حجۃ خداوندی (کلام خدا و سنت رسول خدا) کے ساتھ راضی ہوں جو انپر قائم کی گئی ہے اور علم (حکم خدا اور رسول خدا کی ساتھ جو انکے بارے میں موجود ہے) اگر یہ حجۃ خدا کی پیروی سے انکار کرینگے جو ان پر تمام ہو چکی ہے تو پھر میری طرف سے (اس مطالبہ ناحق کے بدلے) انہیں شمشیر کی تیزی نصیب ہو گی جو انہیں مرض تعدی وجور سے شفا دینے کے لئے اور اہل حق کی نصرت کے واسطے کافی ووافی ہے کسقدر تعجب ہی مجھے پیغام دے رہے ہیں کہ (میدان حرب میں) نیزے کی نوکوں کے سامنے نکل اور تلوار کی آنچ پر صبر کر مردہ اولاد کی مائیں انہیں مردہ اور مفقود دیکھیں۔ میدان حرب وضرب میں قائم رہنا تو میرا ہی حصہ ہے۔ میں کبھی لڑائی کے نام سے ڈرایا نہیں جا سکتا اور نہ کبھی ضرب نیزہ و شمشیر سے مجھے خوف دلایا جا سکتا ہے۔ (کسی شخص نے میدان جنگ میں خوف اور بیم کی نسبت ہی میری طرف نہیں کی) میں اپنے پروردگار کی جانب سے یقین پر محکم و استوار ہوں (مجھے فنافی اللہ کا مرتبہ حاصل ہی) اور وہ موت جس سے تم لوگ خوف کر رہے ہو اور دوسروں کو بھی ڈراتے ہو میرے پروردگار عالم نے اس موت کے خوف سے مجھے نجات عطا فرمائی ہے۔ میں تو اُس سے مانوس ہوں۔ حیات ابدی کا شائق ہوں مجھے اُس سے ذرا بھی خوف یا وحشت نہیں اور مجھے اپنے دین (اسلام) میں کوئی شبہہ اور شک نہیں ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد خدا و نعت رسولؐ کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حکم پروردگار عالم آسمان سے زمین کی طرف (پراگندہ اور منتشر طریقہ سے) اس طرح نازل ہوتا ہی جیسے بارش کے قطرے اور مینہہ کی بوندیں اور ہر ایک نفس ہر ایک ذات کی لئے تقسیم کیا جاتا ہے کمی اور زیادتی کے ساتھ (عمر میں مال میں اولاد میں عزت و مرتبہ میں) لہذا اب اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس اولاد۔ مال یا دوست بکثرت دیکھے تو تمہیں (دلگیر ہو کر) فتنہ و فساد برپا کرنا زیبا نہیں (کیونکہ یہ امر رضا بقضا کی خلاف ہی

بالتحقیق مرد مسلمان نے جب تک ظاہر بظاہر دنایت اور لپستی کا لباس نہیں پہنا جسکے ذکر کے وقت انہیں جھکنا پڑے اور لئیم انسان اسکی حالت (دنایت و لپستی) کو دیکھکر مغرور ہو جائیں۔ بُرائیوں پر تُل جائیں (کہ جب یہ شخص ایسے عمل کرتا ہے تو ہم کیوں نہ کریں) تو اس شخص کی مثال بالکل اس کامیاب قمار باز کی سی ہے جو اوّل کامیابی کا منتظر ہو کہ قمار بازی میں وہی تیر اسکے نام نکل آئے جسکے سبب سے مال غنیمت نصیب ہو اور تاوان نہ دینا پڑے اور ایسا ہی وہ مرد مسلم جو خیانت سے بیزار ہے اسکی مثال بھی اسی کامیاب شخص کی سی ہے۔ یہ شخص بھی پروردگار عالم سے دو نیکیوں میں سے ایک نیکی کا طالب ہے۔ یا تو وہ خدا کے حکم کو طلب کرتا ہے (اپنی موت چاہتا ہے اور دوسروں کو بھی اُسی کی ترغیب دیتا ہے) اب جو خدا کے پاس رحمتیں اور کرامتیں ہیں بیشک اُس پر نازل ہونگی۔ یا وہ خداوند تعالےٰ سے رزق روزی طلب کرتا ہے اور وہ یکایک صاحب مال اور صاحب اولاد ہو جائیگا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے دین بھی عطا ہوگا اور دین کی کرامتیں اُسپر ظاہر ہو جائینگی۔ بیشک مال اور اولاد دنیا کی کھیتیاں ہیں اور عمل نیک آخرت کی زراعت ہے اور کبھی پروردگار عالم ان دونوں چیزوں کو جماعتوں کے پاس جمع کر دیتا ہے (جن میں صلاحیت دیکھتا ہے) پس تم خدا سے ڈرو اور اس طرح ڈرو کہ تعذیر اور سزا (کے خوف) سے ملتبس نہونے پائے (ارتکاب محارم دنیا ہی سے خالص طور پر خوف کرو) اور لوگوں کے دکھانے اور سُنانے کی غرض سے عمل نہ کرو۔ اس لئے کہ جو شخص غیر خدا کے لئے عمل کرتا ہے پروردگار عالم اُسے اس کے نفس پر چھوڑ دیتا ہے (پھر اُس میں اور شہوت نفسانیہ میں کوئی پردہ یا حجاب باقی نہیں رہتا۔ پس ہوا و ہوس کی عبادت ہوتی ہے اور ضلالت و شرک میں گرفتار ہو جاتا ہے) ہم پروردگار عالم سے نیکبختوں کی زندگانی اور شہیدوں کے مرتبے طلب کرتے ہیں۔

ایہا الناس تمہیں معلوم ہونا چاہیئے انسان کتنا ہی صاحب مال ہو جائے اپنے عزیزوں اور قبیلہ والوں سے بے نیاز اور بے پروا نہیں ہو سکتا وہ اپنے ہاتھوں سے۔ اپنی زبانوں سے اُس شخص کے لئے دفاع کرتے ہیں (اُس کے دشمنوں کو روکتے ہیں اور اسکی مدد اور اطاعت کے لئے لوگوں کو بُلاتے

ہیں) یہ لوگ بہت زیادہ رعایت کے سزاوار ہیں کیونکہ اسکی غیبت میں اسکی حفاظت کرتے ہیں اس کی پراگندہ ہوجانے والی چیزوں کو جمع کرتے ہیں اور زمانہ کی سختیوں میں سے جب کوئی سختی آ پڑ نازل ہوتی ہے تو سب سے زیادہ شفقت اور محبت انہیں کے ظہور میں آتی ہے۔ اور انسانوں میں جس شخص کو پروردگار عالم ذزبان خیر عطا فرمائی ہو وہ اُس مال سے لاکھ درجہ بہتر ہے جسکے اغیار وارث اور مالک ہوں (ذکر خیر کا باقی رہنا ارث سے مدرجہا بہتر ہے جس سے وارث نفع اُٹھاتے ہیں کیونکہ ذکر خیر جو لوگوں میں ہوگا سب سننے والے اپنے ہوں یا بیگانے اسکے لئے دعائے مغفرت کرینگے۔ اور مال چھوڑ جانے پر وہی لوگ دعا کرینگے جنہیں اُس میں سے کچھ حصّہ ملا ہے۔ اور ذکر خیر لوگوں میں فقط احسان وانعام بخشش وعطا۔ داد ودہش۔ سلوک حسن اخلاق کے سبب سے ہوا کرتا ہے) پھر اسی خطبہ میں درباب صلۂ رحم فرمایا ہے خبردار تم میں سے کوئی شخص جب عزیز و قریب کو فقر وفاقہ میں مبتلا دیکھے ہرگز ہرگز اُس سے مُنہ نہ پھیرے اور کبھی ایسی حقیر چیز کے ساتھ اُس کی احتیاج کا دروازہ بند نہ کرے جس کا پاس رہنا اُس کے لئے موجب زیادتی عزّت واعتبار نہو اور جس کا گم ہو جانا یا ہاتھ سے جاتا رہنا اُس کی قدر ومنزلت کو کم نہ کرے۔ جو شخص اپنے قبیلہ کی امداد سے ہاتھ کھینچتا ہے اُسکا نتیجہ یہ ہے کہ اُس کا تو ایک ہی ہاتھ اُن سے کھنچتا ہے اور اُن کے بہت سے ہاتھ (مختلف موقعوں پر اُس کی مدد سے) علیحدہ ہوجاتے ہیں۔ اور جس کا حاشیہ (گوشہ۔ پہلو۔ طرف) نرم ہوتا ہے (جو شخص ممسک بخیل اور خشک نہیں ہوتا اُس کی قوم اُس پر ہمیشہ مہربان رہتی ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بندگان خدا تقوائے اور پرہیزگاری اختیار کرو اور خدا کے عذاب سے خدا کی ہی طرف پناہ لیجاؤ۔ تم اُس رستے پر چلو جو تم پر بالکل واضح اور آشکار کر دیا گیا ہے۔ تم اسی حبل المتین کے ساتھ قائم ہو جاؤ جس سے تمہیں باندھا گیا ہے۔ (وہ حبل المتین امیر المؤمنین علیہ السلام کی وِلا ہے جو خالق و مخلوق کے درمیان ربط ہے اور اُس سے تمسک کئے بغیر راہ خدا دستیاب نہیں ہوسکتی) اور علیؑ

ملہ کاش ہم اپنے امام کے اس حکم پر عمل کریں اور خدا ہمیں توفیق دے کہ ہمارے عزیز واقارب کو ہماری ذات سے نقصان نہ پہنچے ۱۲

(امیر المومنین علیہ السلام درصورت تولّائے خود) تمہاری آئندہ رستگاری وکشائش کا ضامن ہے اگرچہ وہ تمہیں جلدی حاصل نہو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

جب امیر المومنینؑ کو متواتر یہ خبریں پہنچیں کہ معاویہ والے حکومت کے شہروں پر قبضہ کرتے جاتے ہیں اور یمن کے عامل عبد اللہ بن عباس اور سعید ابن نمران بھی بسُر ابن ابی ارطاۃ سے مغلوب ہو کر چلے آئے اُس وقت حضرت اپنے اصحاب کے جہاد سے باز رہنے پر بہت تنگدل تھے اور ان کی مخالفتیں رہ رہ کر آپ کو اندوہناک کر رہی تھیں۔ چنانچہ اسی غم وغصّہ کی حالت میں آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا سوائے کوفہ کے اور کوئی میری مملکت نہیں ہے چاہے میں اسے لپیٹوں چاہے کشادہ کروں (جس طرح چاہوں تصرّف کروں) اے کوفہ اگر تجھ میں فتنہ وفساد کی ہوائیں چلیں اور تیرے ذلیل مردم بغاوت پر آمادہ ہوں تو خدا تیرا بُرا کرے ۔ اے عمر مجھے تیرے باپ کی جان کی قسم جو خیر وخوبی میں مشہور تھا کہ میرے حصّہ میں فقط وہ چکنائی اور دسومت ہے جو پیالے میں شوربا وغیرہ کھالینے کے بعد باقی رہجاتی ہے۔ اس سلطنت میں میرا فقط اُتنا ہی حصّہ ہے جسقدر کہ چربی پیالے میں کھالینے کے بعد باقی رہجاتی ہے (یعنی نہایت ہی قلیل) **پھر فرمایا مجھے** بسر ابن ارطاۃ (سردار معاویہ) کی خبر ملی ہے کہ اُسنے یمن پر قبضہ کرلیا۔

آہ! تم اپنے برحق امام سے مخالفتیں کر رہے ہو۔ تم میں تفرقے ظاہر ہو رہے ہیں۔ قسم خدا کی مجھے اس (حملہ آور) قوم کی طرف سے گمان ہے کہ وہ تمہاری ان بدعنوانیوں سے فائدہ اُٹھا کر تمہیں اپنی رعایا بنالیگی اور تم اُن (ظالموں) کے فرمانبردار ہو جاؤ گے۔ افسوس تم اپنے امام برحق کی نافرمانیاں کر رہے ہو اور وہ اپنے باطل وکاذب پیشوا کی اطاعت پر کمر بستہ ہیں۔ وہ اپنے حکمراں (ظالم) کی امانتوں کو ادا کرتے ہیں اور تم (اپنے سچے اور برحق امیر کے حق میں) خیانت کر رہے ہو۔ وہ اپنے شہروں کی اصلاح کر رہے ہیں اور تم اپنے بلاد میں فتنہ وفساد کی آگ

بھڑکا رہے ہو (پھر وہ کیونکر تم پر فتح نہ پائیں گے) تمہاری یہ حالت ہے کہ اگر میں تمہیں کاسۂ چوبی (کاٹھ کے پیالے) پر بھی امین مقرر کروں تو مجھے خوف ہی کہ تم اُس پیالے کو رسّی سمیت اُڑا لیجاؤ گے جس میں وہ لٹکا ہوا ہے۔ تمہاری خیانتیں حد درجہ کو پہنچ چکی ہیں اور حقیر سے حقیر چیز کے لئے بھی تم امین نہیں ہو سکتے پروردگارا میں نے اس قوم کو (جہاد کی طرف بُلا بُلا کر اور احکامات شرعیہ کی طرف دعوت دے دے کر بہت ملول کیا ہو اور اسنے بھی (اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے) میرے آزردہ اور ملول کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ میں نے اُس کو بوجوہ مذکورہ بہت کچھ تنگدل کیا ہے اور اس قوم نے بھی مجھے دلگیر کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ اب تو ان لوگوں کے عوض ان سے بہتر مجھے عنایت فرما اور میرے عوض شریر اور بدترین خلق انہیں (حاکم) عطا کر دے۔

پروردگارا! ان کے دلوں کو نرم کر دے اور اس طرح گھلا دے جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (یہ دعائیہ کلمے ہیں کہ حضرت کی عین شفقت اور مہربانی پر دلالت کرتے ہیں)

اے لوگو! تم خوب سمجھ لو کہ مجھے تمہاری اس جمعیت کی نسبت یہ امر بہت عزیز ہے کہ (میری نصرت اور حمایت کے لئے فقط) ہزار سوار قبیلۂ بنی فراس بن غنم کے پیدا ہو جائیں (یہ قبیلہ شجاعت و حمیّت اور اپنے حاکم کی اطاعت میں مشہور ہے) کیونکہ ضرورت اور مدد کے وقت جب انہیں طلب کیا جائے تو ان کے سوار موسم گرما کی بارش اور اساڑھ کے دونگڑے کی طرح برستے ہوئے آتے ہیں۔ یہ فرما کر آپ منبر سے اُتر آئے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بالتحقیق پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو دونو جہان کے ڈرانے اور اپنے احکام کی امانت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اے گروہ عرب (وقت بعثت) تمہاری یہ حالت تھی کہ تم نہایت ہی بدینی میں مبتلا تھے۔ بدترین مکانوں میں تمہاری سکونت تھی اور تم سخت پتھروں اور بہرے سانپوں (افعیوں) کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ تم مکدر اور غلیظ پانی پی رہے تھے اور نہایت ہی ناگوار اور

بے مزہ چیزیں تمہاری خوراک تھیں۔ تم آپس میں ایک دوسرے کا خون بہا رہے تھے (خونریزیوں کے جن سروں پر سوار تھے) اور قطع رحم تمہاری گھٹیوں میں پڑا ہوا تھا۔ بت اور اصنام (عبادت کے لئے) تمہارے درمیان نصب تھے اور گناہوں کی رسیاں (نہایت ہی پیچیدہ طور پر) تم سے لپٹی ہوئی تھیں۔

پھر اسی خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے اب میں نے دیکھا اور چاروں طرف نظر کی تو سوائے اہلبیت کے کسی کو اپنا معین و مددگار نہ پایا پس میں نے انکی موت سے بخل کیا اور انکے قتل ہوجانے پر راضی نہوا (یہ فقرے اس سانحہ کو یاد دلاتے ہیں جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے بعد گزرا تھا۔ دنیا کے لوگ ہوا و ہوس میں مبتلا ہوگئے تھے اور کسی کو حق کی طرف توجہ باقی نہ رہی تھی)

پھر اسی خطبہ میں فرمایا ہے معاویہ بیعت نہیں کیا گیا (عمرو عاص نے اس کی بیعت نہیں کی) جب تک اس بیعت کی قیمت (شہر مصر) کا اقرار نہیں لے لیا۔ پس ایسے ہاتھ کو کبھی فتح و فیروزی میسر نہیں ہوتی (جیسے عمرو عاص کا ہاتھ جس نے دنیا کے عوض دین کو بیچ ڈالا یا خریدار کا ہاتھ جو معاویہ ہے اور لوگوں کے دین خرید رہا ہے۔ انہیں گمراہیوں میں مبتلا کر رہا ہے) الٰہی ایسے مشتری کی امانت (وہی عہد جو عمرو عاص سے کیا تھا) خوار اور ذلیل اور رسوا ہوجائے۔ اب تم لڑائی اور جنگ کی استعداد کو اخذ کرو۔ میدان جنگ کے لئے مستعد۔ آمادہ اور کمربستہ ہوجاؤ اور میدان قتال کے لئے ان چیزوں کو بالکل تیار کرلو جن کا تیار اور مہیا کرنا نہایت ضروری ہے (تلواریں سان پر چڑھائی جائیں۔ برچھیوں پر صیقل ہوجائے۔ نیزوں کی نوکیں نکل آئیں اور تیروں کے پیکانوں میں وہ روانی پیدا ہوجائے جو چھوتے ہی دشمن کے قلب میں گھر کر جائے) ہاں دیکھو لڑائی کی آگ بھڑک چکی ہے اور اس کی روشنیاں بلندی پر پھیل رہی ہیں۔ صبر کو اپنا شعار بناؤ۔ استقامت کو اپنے لئے لازم کرلو کیونکہ یہی چیز فتح و ظفر کی طرف بلانے والی ہے اور دشمن پر نصرت حاصل کرنے اور اسے مغلوب کرنے کا یہی راز ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد (ایہا الحاضرین تمہیں معلوم ہونا چاہیئے) کہ جہاد جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جسے پروردگار عالم اپنے دوستوں اور اولیا کے لئے کشادہ کرتا ہے (اور وہ جہاد کیا چیز ہے) وہ تقوائے اور صلاح کا لباس ہے (کیونکہ جہاد اشرار کی شرارتوں اور کفار کی مضرتوں کو متقین سے دور کرتا ہے گویا وہ ایک لباس ہے جو سردی اور گرمی سے بچانے والا ہے) اور وہ (جہاد) حفاظت پروردگار عالم کی ایک مفید اور محکم زرہ ہے (جو وسوسۂ شیاطین کے تیروں اور نیزوں سے مومنین کے سینوں کو بچاتی ہے) وہ (جہاد) ایک مضبوط سپر ہے (جس پر منافقین کی تلبیس کے گُرز اور شمشیریں اثر نہیں کر سکتیں) اب جس نے اسے (جہاد کو) ترک کر دیا پروردگار عالم اُسے ذلّت کا لباس پہنائیگا اور بلیات و آفات کی ردائیں (اُسے اوڑھنے کے لئے) نصیب ہونگی۔ اور ایسا شخص (تارک جہاد) مذلّت اور اہانت کے سبب سے بالکل حقیر کر دیا جائیگا اُس کے دل کو وہ درد نصیب ہوگا جو عقل کو زائل کر دیتا ہے۔ وہ فضیلت جہاد کو ضائع کرنے کے سبب سے طریق حق سے بہت دور ڈال دیا جائیگا۔ اُسے نقصان اور ظلم کی زحمتیں میسّر ہونگی اور عدل و انصاف اس سے بالکل روک لیا جائیگا۔ (کوئی فریادرس اس کی فریاد کو نہ پہنچیگا اور کوئی عادل و منصف اس کا انصاف چکانے کے لئے اس کی طرف متوجہ نہ ہوگا)

خبردار ہو جاؤ میں شب و روز علانیہ اور پوشیدہ طور سے تمہیں اس قوم (مطیعان معاویہ) کے جہاد کرنے کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ تم ان کے حملوں سے پہلے ان پر چڑھائی کرو (تاکہ آگے بڑھنے نہ پائیں) قسم خدا کی جس قوم نے اپنے گھر کے گوشوں میں بیٹھکر لڑائی اور جنگ کی ہے وہ ہمیشہ مغلوب و مقہور ہوئی ہے۔ اور تم اس حکم کو ایک دوسرے پر چھوڑ رہے ہو ایک دوسرے کی خذلان پر آمادہ ہو (اس کا نتیجہ کیا ہوگا) آخرکار قتل اور غارتیں تم پر گر جائینگی (تمہارے مال تاراج ہونگے اور تمہارے گھروں پر قبضہ کر لیا جائیگا۔ ہاں دیکھو یہ غامد کا بھائی (سردار معاویہ) ہے جس کے

سوار ولایت انبار میں داخل ہو رہے ہیں اور وہاں کے عامل حسان ابن حسان بکری کو قتل کر ڈالا ہے۔ اس نے تمہارے سواروں کو تمہارے اسلحہ خانوں سے ہٹا دیا ہے (حفاظت کرنیوالوں کو ان کے مقامات سے دور کر دیا ہے) مجھے ان حملہ آوروں (کے ظلم و جور) کی یہاں تک خبر پہنچی ہے کہ اُن میں سے ایک شخص کسی مسلمہ یا ذمیہ عورت کے گھر میں داخل ہوا۔ اُس کی پازیب۔ اُسکے کڑے۔ اُسکا گلوبند اُس کے گوشوارے یہ سب زیورات (نہایت بیرحمی کے ساتھ) چھین لئے۔ وہ عورت اس کو روک نہ سکی مگرہاں وہ برابر بصدائے گریہ بلند کر رہی تھی اور اپنے قبیلہ والوں کو بُلا رہی تھی اور یہ لشکر ایک کثیر اور وافر مال غنیمت حاصل کر کے واپس ہو گیا۔ نہ تو اُن میں سے کسی کو زخم پہنچا نہ کسی کے خون کا ایک قطرہ زمیں پر گرا۔ اب اگر کوئی مرد مسلمان اس سانحہ دلخراش پر افسوس کرتا کرتا مر جائے تو اُسے ملامت نہیں کیجا سکتی بلکہ وہ اسی مرگ کا سزاوار ہے۔ آہ! تعجب ہے اور سخت تعجب ہے دل (اس حزن و اندوہ سے) مُردہ ہوا جاتا ہے۔ اسپر ہم وغم کی کیفیت طاری ہو رہی ہے کہ وہ مخالف تو سب کے سب اپنے فعل باطل پر اسقدر اجتماع کر رہے ہیں اور تم امر حق سے یوں متفرق اور پراگندہ ہو رہے ہو۔ قبح اور زشتی تمہیں نصیب ہو۔ اندوہ والم تمہارا دامنگیر ہو جائے جبکہ تم وہ نشانہ بنجاؤ جس کی طرف تیر پھینکا جاتا ہے وہ (مخالف) تمہیں قتل و غارت کئے دیتے ہیں اور تم اُنہیں ہلاک و پامال نہیں کرتے وہ تم سے لڑائی لڑ رہے ہیں اور تم لڑائی سے جان چُراتے ہو۔ خدا کی نافرمانیاں اور معصیتیں کی جارہی ہیں اور تم راضی ہو بیٹھے بیٹھے دیکھ رہے ہو۔ جب میں موسم گرما میں تمہیں اُن کی طرف کوچ کرنے کے لئے حکم دیتا ہوں تو تم کہدیتے ہو یہ سخت گرمی کے دن ہیں ہمیں مہلت دیجئے کہ یہ گرمیاں ذرا کم ہو جائیں اور جب جاڑوں میں یہ حکم دیا جاتا ہے تو عذر کر دیتے ہو کہ اب تو سردی کی شدت ہے ذرا مہلت عنایت ہو کہ سردیوں کی تکلیف ہم سے زائل ہو جائے۔ یہ سب گرمی اور سردی سے بھاگنے کی باتیں ہیں۔ یہ محض حیلے ہیں اور اگر واقعی تم گرمی اور سردی کی شدت برداشت نہیں کر سکتے اور اس سے بھاگتے ہو تو تلوار کی آنچ سے تو ضرور ہی فرار کر جاؤ گے (پھر اسپر دعوئے شجاعت) اے مرد صورت نا! حالانکہ مردتم میں کوئی نہیں ہے۔ اے خوابہائے اطفال! اے عقول زنان حجلہ نشین۔ میں اس بات کو دوست رکھتا تھا

کہ تمہیں نہ دیکھوں اور تمہیں نہ پہچانوں۔ قسم خدا کی تمہاری اس جان پہچان نے پشیمانی کے دروازے کھول دئے ہیں اور حزن والم اس کے متعاقب ہے۔ پروردگار عالم تمہیں قتل کرے تم نے میرے قلب کو (پکے پھوڑے کی طرح) پیپ سے لبریز کر دیا ہے اور میرے سینہ کو غیظ و غضب سے بھر رکھا ہے۔ تم نے دم بدم مجھے (اتر آنے) غم واندوہ کے گھونٹ پلائے ہیں اور تم نے اپنے عصیان و نافرمانی کی وجہ سے میری رائے اور میری تدبیر کو بھی فاسد کر دیا ہے۔ حتےٰ کہ اب قریش یہ کہتے ہیں کہ ابی طالب کا بیٹا مرد شجاع تو ضرور ہے مگر علم جنگ سے واقف نہیں۔ خدا اُن کے بزرگوں پر رحمت کرے کیا ان (قریش) میں سے کوئی ایسا شخص تھا یا ہے جو مشغولیت حرب میں مجھ سے شدید ہو اور میدان جنگ میں مجھ سے زیادہ قائم رہنے والا ہو۔ بیشک میں اس وقت لڑائی کے لئے (دست بشمشیر ہو کر) اُٹھا تھا جب میری عمر بیس برس کو بھی نہ پہنچی تھی۔ اور اب میں ساٹھ سال کو پہنچ چکا ہوں (عمر معرکہ آرائیوں میں ہی بسر ہوئی ہے) لیکن حقیقت یہ ہے کہ رائے اور تدبیر اس شخص کے لئے کچھ سود مند نہیں جو اُس پر عمل کرنے والا نہیں ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

خدا کی حمد اور رسول رب مجید کی تعریف و توصیف کے بعد (ایہا الحاضرین تمہیں معلوم ہونا چاہئے) بیشک دنیا نے (تم سے) مُنہ پھر الیا ہے۔ اپنی رخصت کا اعلان کر رہی ہے۔ اور آخرت سامنے آئی جاتی ہے۔ اور احوال دنیا پر مطلع ہو رہی ہے۔ آگاہ اور خبردار ہو جاؤ کہ آج کے دن (دنیا میں سختیاں جھیل جھیل کر) اسو کھنے والا کل کے روز (قیامت میں) گوئے سبقت لے جانے والا ہے۔ وہی سبقت بہشت ہے (سبقت کرنے والا داخل بہشت ہوتا ہے اور لذائذ دنیوی کی غایت اور اسکا فائدہ سوائے نار جہنم کے کچھ نہیں) کیا تو موت سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کرتا۔ کیا تو روز سختی و احتیاج (قیامت) سے پہلے اپنے نفس کے لئے امور پر کاربند نہیں ہوتا جو اسے فائدہ پہنچا سکیں یاد رکھو تم ایام آرزو میں (گزر کر رہے) ہو جس کے پیچھے اجل اور غفلت کی موت لگی ہوئی ہے جس شخص نے

اپنی موت سے پہلے ایام آرزو و زندگی میں کوئی نیک کام کیا بیشک وہ عمل نیک اسے فائدہ پہنچائیگا اور اجل اور مرگ ناگہانی اُسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکیگی اور جو شخص موت سے پہلے اس حسرت اور زندگی کے دنوں میں عمل نیک سے قاصر رہا بیشک اُس کا عمل ضائع ہو گیا۔ اور غفلت کی موت نے اسے سخت نقصان پہنچایا خبردار ہو جاؤ اور اسی طرح ذوق و رغبت کے ساتھ عبادت کرو جیسے کہ بیم و خوف عقوبت کے سبب سے عمل کرتے ہو (اور اس قسم کی عبادت اکراہ و اجبار پر مبنی ہے۔ ذوق و شوق کی عبادت سے اسے کچھ نسبت نہیں) خبردار ہو جاؤ میں کسی چیز کو بہشت سے بہتر اور نیک نہیں دیکھتا ہوں حالانکہ اسکا طالب اور چاہنے والا سو رہا ہے اور کوئی چیز دوزخ سے زیادہ خراب اور قبیح میری نظر میں نہیں اور اس سے بھاگنے والا ابھی غفلت کی نیندیں لے رہا ہے۔ (بہشت کے طالب اور آتش دوزخ سے گریز کرنے والے بہت ہی قلیل ہیں) خبردار ہو جاؤ جس شخص کو حق نفع نہیں پہنچاتا بے شک باطل اُسے ضرر اور نقصان پہنچاتا ہے۔ اور جس کو ہدایت اور راہنمائی سیدھا نہیں کرتی ضلالت اور گمراہی اسے ہلاکت اور تہلکہ کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

آگاہ ہو جاؤ۔ تم (اس دار فنا سے) رحلت اور کوچ کرنے پر مامور ہو اور زاد آخرت اور توشۂ عقبےٰ کے جمع کرنے کی تمہیں ہدایت کی گئی ہے۔ خبردار رہو وہ خوفناک چیز جسکا مجھے تمہاری طرف سے خوف ہے یہ ہے کہ تم ہوا و ہوس کے تابع ہو جاؤ اور تمہاری آرزوئیں اور حسرتیں دراز ہو جائیں دنیا میں رہکر مال دنیا سے (آخرت کے لئے) توشہ اور زاد راہ جمع کرو جس سے فردائے قیامت میں تمہارے نفس فائدہ اُٹھائیں گے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اے وہ لوگو جن کے بدن ایک مکان میں جمع ہیں اور جن کی خواہشیں اور آرزوئیں مختلف ہیں تمہاری باتیں (شجاعت کی لن ترانیاں) تو سخت سے سخت پتھروں کو نرم کرتی ہیں اور تمہارے افعال (لڑائی سے بھاگ جانے) کو دیکھ دیکھ کر دشمن تم پر دلیر اور شیر ہوا جاتا ہے۔ تم اپنی مجالس اور اپنے جلسوں میں

چنین وچناں اور لاف وگزاف کرتے ہو مگر جب معرکۂ قتال درپیش ہوتا ہے تو سوائے حیدی حیاد[1] کہنے کے اور کچھ بن نہیں آتی۔ جو شخص تمہیں مدد کے لئے بُلائے اُس کو تمہارا بُلانا کچھ فائدہ نہیں دے سکتا (کیونکہ تم محض بودے ہو تمہارا ہونا نہ ہونا برابر ہے) اور جو شخص تمہارے لئے زحمتیں اور مشقتیں برداشت کرے اس کا قلب کبھی راحت نہیں پا سکتا (امر جہاد میں) تمہارا طرح طرح کی علتیں اور بہانے پیش کرنا محض ضلالتوں اور گمراہیوں کی وجہ ہے (اور اسکی ایسی ہی مثال ہے) جیسے کوئی قرضدار قرضخواہ کا دفاع کیا کرتا ہے (اور اسے امروز فردا ہی پر ٹالتا ہے ایسے ہی تم جہاد کے لئے حیلے حوالے پیش کرتے ہو) ظالم اور جابر کے ظلم وجور کو وہ شخص دور نہیں کر سکتا جس نے ذلت وخواری کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے بسنو! کوشش اور تلاش کے بغیر انسان حق تک نہیں پہنچ سکتا۔ اپنے گھروں کی خرابی اور بربادی کے بعد پھر تم کونسے مکانوں کی دشمن سے حفاظت کرو گے اور میرے بعد پھر کونسے امام کے مقتدا بنکر قتال کرو گے (جبکہ تم اپنے شہر کو دشمن کے حملوں اور تصرف سے نہیں روک سکتے۔ پھر دوسرے مقامات پر تصرف کرنے سے کیونکر روک سکتے ہو اور جب مجھ جیسے شجاع۔ دلیر اور بہادر امام وپیشوا کے ساتھ رہکر اپنے دشمن سے مقابلہ نہیں کر سکتے پھر کس سردار کے ماتحت رہکر جنگ کر سکتے ہو کسی کے ساتھ بھی نہیں) قسم خدا کی پورا مغرور اور دھوکا کھانے والا وہی شخص ہے جسے تم نے دھوکا دیا ہے۔ اور جو شخص تمہارے سبب سے (دشمن کے مقابلے میں) کامیاب ہو اُسے وہی تیر[2] اور وہی پیالہ نصیب ہوا جس کے لئے کوئی مال غنیمت مقرر نہیں ہے (تمہارے سبب سے کامیاب ہونا بھی عین ناکامی ہے) اور جس شخص نے تیر کی طرح تمہیں دشمن کی طرف پھینکا (تمہیں ساتھ لیکر چڑھائی کی) اُس نے ایک تیر سر شکستہ پھینکا ہے جسکا پیکان ندارد ہے اور جو نشانہ پر بیٹھکر بھی کارگر نہیں ہو سکتا) خدا کی قسم میں نے ایسے عالم میں صبح کی ہے کہ نہ تمہارے قول کی تصدیق کر سکتا ہوں نہ مجھے تمہاری نصرت اور مدد کی تمنا ہے اور نہ میں تمہارے

---

[1] یہ ایک کلمہ ہے جو لڑائی سے بھاگنے کے وقت زبان سے نکلتا ہے جس کے معنی "میرا انحراف" ہیں یعنی میرے منحرف ہونے اور بھاگ نکلنے کا وقت آپہنچا ۱۲ [2] زمانہ جاہلیت میں تیروں اور پیالوں کے ساتھ قماربازی کا ایک طریقہ تھا ۱۲

(تمہاری جماعت پر بھروسہ کرکے) دشمن کو ڈرا سکتا ہوں (افسوس) یہ تمہاری کیا حالت ہے تمہیں کیا مرض لاحق ہوگیا ہے۔ تمہارے اس مرض کی کیا دوا ہے۔ دشمن اور مخالف بھی تو تم ہی جیسے انسان ہیں (تمہاری مردانگیوں کو کیا ہوگیا) کیا تمہارا قول علم واعتقاد سے خالی ہے؟ کیا فسق وفجور میں غرق ہوکر غافل ہوگئے ہو۔ کیا تمہیں کسی خلاف حق امر میں کسی قسم کی طمع ہے (خدا کی معصیت اور گنہگاری میں کسی نفع کی امید رکھتے ہو)

کلام جناب امیر علیہ السّلام

قتل عثمان کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں اگر میں اس کے قتل کا حکم دیتا تو البتہ میں قاتل تھا اور اگر میں اس فعل سے منع کرتا تو اُس (عثمان) کا ناصر و مددگار تھا (میں بالکل علیحدہ ہوں مجھے اس سے ذرّہ بھی علاقہ نہیں اور میری طرف سے کسی قسم کی امر و نہی اُس کے بارے میں صادر نہیں ہوئی) لیکن پھر بھی اُس کا یاور و مددگار یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس شخص نے اُس کی مدد نہ کی جس کی میں بہتر ہوں (مراد یہ ہے کہ اُس کے یار و انصار و مددگار مثل مروان اور دیگر چیدار ازل بنی امیہ اپنے آپ کو مدد نہ کرنے والوں پر ترجیح نہیں دے سکتے جن میں امیر المومنین علیہ السّلام اور دیگر اصحاب شامل ہیں اور جن کی بزرگی مسلّم ہے) اور جس شخص نے اس کی مدد نہیں کی وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے بہتر شخص نے اُس کی مدد کی ہے (پس بنا برا تفاق ناصرین اُس کے مدد نہ کرنے والے نصرت کرنے والوں سے بہتر تھے اور اُس کی مدد میں کسی قسم کی اچھائی ہی نہ تھی جو کوئی اسے اختیار کرتا) اب میں اس کے امر کو (اپنے کلام میں) تمہارے لئے جمع کرنے والا ہوں (ظاہر کررہا ہوں) جسے اُس نے اپنی خلافت میں اختیار کیا اور بہت بُرا اختیار کیا اور اب تم اُس پر جزع فزع کررہے ہو اور یہ امر تمہارے لئے نہایت ہی بد ہے اور ایسے کارہائے بد کو اختیار کرنے والے اور ایسے باطل طریقہ پر) جزع فزع کرنے والے کے لئے پروردگار عالم کا حکم (بروز جزا) ظاہر ہونے والا ہے۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

جنگ جمل میں جب طرفین سے صف بندی ہو چکی اُس وقت حضرت نے عبداللہ ابن عباس کو زبیر کے پاس بھیجا کہ اُسے اطاعت امیر المومنینؑ کی طرف توجہ دلائے اور یہ کلمے ارشاد فرمائے طلحہ سے ہرگز ملاقات نہ کرنا اگر اُس سے ملے تو اسے اُس بیل کی مثال پاؤ گے جس کے سینگ کانوں کے برابر ہوتے ہوئے پشت کی جانب مُڑے ہوئے ہوں (جو کوئی اُس کے پاس جاتا ہے وہ اُسے آزار دینے کے درپے ہو جاتا ہے اور اُس طلحہ کی یہ کیفیت ہے) وہ شتر سرکش پر سوار ہے اور پھر اُسے مطیع اور سبک رفتار بیان کرتا ہے۔ ہاں زبیر سے ملنا کیونکہ وہ ایک نرم طبیعت آدمی ہے۔ اُس سے کہنا کہ تیرے ماموں کے بیٹے نے تجھے پیغام دیا ہے کہ تو نے حجاز میں تو میرا حق پہچانا (میری بیعت کی) اور عراق میں آکر منکر ہو گیا۔ تجھے کس چیز نے اس سے منحرف کر دیا جو تجھ پر ظاہر ہو چکا ہے (کس لئے بیعت توڑ ڈالی)

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

ایہا النّاس ہم نے آنکھ کھول کر دنیا کو ظالم و جابر اور زمانے کو کفران نعمت کرتے ہوئے دیکھا ہی (یہ ایسا زمانہ ہے) جس میں محسن اور نیکوکار بدکار شمار کیا جاتا ہی اور ظالم اس زمانہ میں کبر و نخوت کو زیادہ کرتا ہی ہم اس زمانہ میں اپنے علم سے منتفع نہیں ہو سکتے (کیونکہ وہ عمل سے خالی ہے) اور نہ ہم اُس چیز کی ماہیت دریافت کرتے ہیں جس سے ہم جاہل ہیں (اس زمانہ میں عالم عمل سے اور جاہل طلب علم سے خالی ہیں) جب تک کوئی حادثہ اور سانحہ ہم پر نازل نہ ہو جائے ہم اس سے خوف ہی نہیں کرتے۔ اب (تمہیں جاننا چاہئے کہ) طبقۂ انسان چار قسموں پر منقسم ہے۔ کچھ تو وہ لوگ ہیں جنکی مال کی کمی اُن کی کم فہمی بے عقلی اور اُن کے نفوس کی ذلّت انہیں فساد فی الارض سے روک رہی ہے یہ لوگ رئیسان ملک و مملکت ہیں اور طلب دنیا کے لئے طرح طرح کے حیلے کر رہے ہیں مگر نہ صلاحیت

کے ساتھ بلکہ بردجہ فساد ان کا شغل یہی ہے کہ زمین خدا میں تحصیل مال وجاہ کے لئے فساد برپا کریں۔ (اگر دغا و فریب سے حاصل شدہ مال کی کمی نفس کی خواری اور کمروزور سیدا کرنے کے لئے بلید الذہنی فساد سے روکے رہتی ہے) کچھ ایسے نفوس ہیں جن کی تلواریں میان سے باہر ہیں۔ ان کی شرارتیں علانیہ طور سے ظاہر ہورہی ہیں وہ اپنے سواروں اور پیادوں کو جمع کر رہے ہیں ایسے شخصوں نے اپنے نفوس کو ملک و مال کی علامت قرار دے لیا ہے۔ دنیا طلبی میں محو ہیں اپنے دین کو اس دنیاوی مال و متاع کے بدلے ہلاک کردیا ہے جسے یا تو اپنے سواروں کی مدد سے حاصل کیا ہے (قتل و غارت کرکے) یا منبروں پر کھڑے ہوکر اور خطبے پڑھ پڑھ کے۔ اور یہ امر نہایت ہی بد ہے کہ دنیا کو اپنے نفس کی قیمت دیکھے (دنیا کے ہاتھ بک جائے) اور اس دنیا کو اس چیز کی قیمت قرار دے جسے پروردگار عالم نے تیرے لئے مقرر کیا ہے۔ (کہ جو بہبودیٔ آخرت و جنت ہے) اور بعض اشخاص ایسے ہیں جو عمل آخرت (عبادت) کے ذریعے سے دنیا کو طلب کرتے ہیں اور عمل دنیا کے ساتھ آخرت کو طلب نہیں کرتے۔ ایسے شخص نے سکون اور طمانیت کو اپنے لئے قرار دے لیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتا ہی وہ اپنا دامن سنبھالے ہوئے اپنے آپ کو لئے رہتا ہے۔ امین بننے کے لئے اپنے نفس کو زیور تقوٰی و صلاح سے تکلف و ریاکاری آراستہ کررہا ہے اور خداوند عالم کی پردہ پوشی کو معصیت کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ (یہ وہ لوگ ہیں جو رمیں ملت و شریعت ہیں ریاکاریوں کے ساتھ ریاست و بزرگی دنیا کے طالب ہیں اور کھلم کھلا ظلم و جور کے ذریعہ سے تحصیل ملک وجاہ نہیں کرتی اب چوتھی قسم کے وہ انسان ہیں جنہیں پستی نفس اور عدم اسباب (امداد) نے طلب ملک و مال سے بٹھا دیا ہے (وہ بالکل بیکس اور بے پر ہیں ہاتھ پاؤں ہلا ہی نہیں سکتے) اور اس حالت نے انہیں ان کی حالتوں پر چھوڑ رکھا ہے۔ اب وہ قناعت کا زیور تکلف پہن رہے ہیں۔ اور صاحبان زہد کا لباس نہایت ہی تکلف کے ساتھ زیب تن کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ اُن کا تصنع ہی تصنع ہے اُن کی رات کی خوابگاہیں اور دن کو آرام کرنے کے کمرے دنیا طلبی سے خالی نہیں (ایکے دنیا طلب ہیں شب و روز اسی کی فکر میں غلطاں پیچاں رہتے ہیں۔ مگر عصمت بی بی از بے چادری والا معاملہ ہے) اب

ایک نہایت ہی قلیل گروہ اور بھی ہے اور اُس کی یہ کیفیت ہے کہ ذکر معاد اور ہول قیامت (زامال دنیا کی طرف سے) ان کی آنکھوں کو بند کر دیا ہے۔ محشر کے خوف سے ان کے آنسو رواں ہیں اس گروہ کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی اپنے وطن اور عزیزوں سے بچھڑ گیا ہو۔ خائف ہو۔ اور ٹوٹا ہوا دل اپنے پہلو میں رکھتا ہو۔ خاموش ہو اور اُس کی زبان پر مُہر لگا دی گئی ہو۔ دعا کرنے والا ہو مگر نہایت ہی خلوص اور اخلاص کے ساتھ۔ اور ایک دردرسیدہ اور دکھے ہوئے دل کی طرح فریاد کر رہا ہو۔ آہ! یہ وہ مقدس گروہ ہے جو خوف اعدا کے سبب تقیہ کرنے سے بالکل بے قدر اور گمنام ہے۔ اور نگاہیں اُسے نہایت ذلّت و خواری میں دیکھ رہی ہیں۔

آہ! یہ لوگ وہ ہیں جو آب شور و تلخ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کے مُنہ (شکایت روزگار سے) بند ہیں اور ان کے دل زخم زخم ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں نے وعظ اور نصیحتیں کیں یہاں تک کہ (زمانہ والوں کے بگوش توجہ نہ سننے سے) ملول ہوئے۔ یہ دنیا پرستوں سے مغلوب و مقہور ہو کر ذلیل و خوار ہو گئے۔ اور ان کی افراد پر یہاں تک شمشیریں رواں ہوئیں کہ اب بالکل ہی قلیل رہ گئے۔ اے لوگو! سزاوار ہے کہ دنیا اور آرائش دنیا تمہاری نگاہوں میں اس ثقل اور بھوک سے بھی زیادہ حقیر ہو جو چمڑے کو دباغت دینے کے بعد ببول کی چھال کا رہ جاتا ہے۔ اور تم دنیا اور مال دنیا کو اُس اُون پشم سے بھی زیادہ ذلیل سمجھو جو قینچی کے ساتھ چُنی جاتی ہے۔ تم اپنے گزشتہ بزرگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرو کہ وہ دنیا اور مال دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر کس حسرت و افسوس کے ساتھ چلتے بنے، قبل اس کے کہ تمہاری آنے والی نسلیں تمہارے حال سے نصیحت حاصل کریں تم دنیا کو بالکل ترک کر دو۔ اس کی محبت نہایت ہی مذموم ہے اور اس دنیا نے اسی کو چھوڑا ہے۔ اسی سے بے وفائی اختیار کی ہے جس نے اسے طلب کیا ہے اور اس کی دوستی کا دم بھرا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

جب حضرت اہل بصرہ سے معرکہ آرائی کے لئے تشریف لے چلے تو منزل ذی وقار میں جو بصرہ سے

گلہ بانی کی پیروی کرتے ہیں (جس طرف اسنے ہنکادیا چلے گئے) ہر ایک ہوا کے ساتھ دین سے برگشتہ ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے نور علم سے ذرا بھی روشنی حاصل نہیں کی۔ اور دین کے محکم اور مضبوط رکن سے پناہ کے خواستگار نہیں ہوئے۔

اے کمیل علم مال سے بہتر ہے کیونکہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ اور علم خود تیری حفاظت کرتا ہے مال خرچ کرنے سے کم ہوگا علم کو جتنا خرچ کروگے اتنا ہی بڑھتا جائیگا۔ مال کا پرورش یافتہ زوال مال کے ساتھ ہی فنا ہو جاتا ہے (مگر پروردۂ علم کی یہ شان نہیں)۔

اے کمیل ابن زیاد! علم کا حاصل کرنا دین وایمان ہے۔ اس پر ثواب عطا کیا جائیگا۔ اس علم کے سبب سے انسان اپنی زندگی میں اطاعت خداوندی کو حاصل کرتا ہے۔ وہ اس بات کو پیدا کرلیتا ہے کہ مرنے کے بعد لوگوں میں اسکا ذکر خیر ہو۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ۔

اے کمیل ابن زیاد۔ مال کے جمع کرنے والے عقوبات کی ہلاکتوں میں گرفتار ہیں۔ حالانکہ وہ دنیا میں زندہ ہیں۔ اور علما (علم کے جمع کرنیوالے) باقی رہینگے جبتک کہ زمانہ باقی ہے۔ انکے جسم مفقود ہو جائینگے مگر انکی صورتیں دلوں میں موجود رہینگی۔ آگاہ ہو جا اس مکان میں (سینۂ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا) ایک علم کا خزانہ ہے کاش میں کسی ایسے شخص کو پالیتا جو اس علم کا اٹھانیوالا ہوتا۔ مگر مجھے ملا بھی تو ایسا عقلمند ملا جس پر بھروسہ اور اطمینان نہیں ہو سکتا۔ وہ آلۂ دین (عقل) کو دنیا کیلئے استعمال کرتا ہے۔ خدا کی نعمتوں اور اور اسکی حجتوں کے سبب سے اس کے بندوں اور اسکے دوستوں پر غلبہ حاصل کرنیکا خواہشمند ہے یا ایسا شخص ملا جو ان حق کے اٹھانیوالوں (علما) کا مقلد ہو۔ وہ ذاتی بینائی سے محروم ہے۔ حق کے اطراف جوانب میں اسکی نظر ہی نہیں جا سکتی۔ اول[۱] ہی عارض ہونے والے شبہہ کے سبب سے شک اسکے دل میں ظاہر ہوتا ہے۔ آگاہ رہ نہ تو وہ شخص (آلہ دین کو دنیا کے لئے استعمال کرنے والا عالم) اس علم کے اٹھانے کی قابلیت رکھتا ہے۔ نہ یہ نابینا مقلد اب ایک اور شخص ایسا نظر آیا جو خواہشات نفس امارہ کا نہایت آسان طریقہ سے مطیع و پیرو ہے۔ پھر جو نظر کی تو ایک مال جمع کرنے اور دولت دنیا کو ذخیرہ رکھنے والا

---

[۱] کیا عجب ہے اس اول عارض ہونے والے شبہہ سے مراد خلافت اولی ہو۔ فافہم۔ مترجم ۱۲

قریب ہے لشکر کا قیام ہوا۔ عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ آپ اپنی نعلین میں پیوند لگا رہے ہیں۔ میری طرف دیکھکر فرمایا کہ یا ابن عباس بھلا اس جوتے کی کیا قیمت ہے۔ میں نے عرض کی کچھ بھی نہیں۔ اس کی قیمت ہی کیا ہو سکتی ہے فرمایا قسم خدا کی اے ابن عباس تمہاری اس حکومت اور سلطنت سے مجھے یہ اپنی جوتی عزیز ہے۔ مگر کیا کروں میں حق کو قائم کرنے اور باطل کو دفع کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں پھر آپ خیمہ سے باہر نکلے اور یوں گہر افشانی شروع کی۔

ایہا الناس! پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کو اس حالت میں مبعوث فرمایا جب عرب والوں میں سے کسی شخص نے کتاب (خدا) کو نہیں پڑھا تھا۔ (کسی پر کتاب الٰہی نازل نہیں ہوئی تھی اور کسی شخص نے اس کتاب کو حامل وحی سے نہیں پڑھا تھا۔ کیونکہ طائفہ عرب میں سوائے خاتم المرسلین کے کوئی صاحب کتاب نبی نہیں گزرا) اور نہ کسی نے نبوت کا دعوے کیا تھا۔ اب جناب رسالتمآب نے ان لوگوں کو طریقہ مستقیم پر چلایا یہانتک کہ وہ اپنے مقام تک پہنچ گئے اور انہیں منزل نجات تک پہنچا دیا۔ آپ ان کے نیزے سیدھے ہوئے اور ان کے متحرک اور لغزشیں کھانے والے پتھر ساکن ہو گئے (وہ اپنے دشمنوں پر فتحیاب ہوئے اور خانہ کعبہ جو کفر و ضلالت کی طغیانیوں سے متزلزل ہو رہا تھا ساکن اور قائم ہو گیا) خدا کی قسم اس طریقہ حقہ کی طرف چلانے میں (رسول خدا صلعم کے) میں بھی شامل تھا یہانتک کہ وہ سب کے سب مطیع ہو گئے اور میں عاجز نہیں ہوا اور مجھے کسی قسم کا خوف بیم لاحق نہیں ہوا۔ اور یہ میرا موجودہ سفر بھی اسی سفر کے مانند ہے۔ بیشک اور البتہ میں (باطل کے) پردل میں سوراخ کرونگا۔ اُسے پھاڑ ڈالونگا۔ یہانتک کہ حق کا جلوہ اس کے پہلو سے ظاہر ہو جائیگا۔ ہاں مجھے کونسا امر طلب حق سے باز رکھ سکتا ہے اور قریش کی طاقت کیا ہے جو میری اطاعت نکریں قسم خدا کی میں نے اس وقت ان سے جنگ کی ہے جب وہ کافر تھے اور اب پھر اُن سے مقاتلہ کے لئے تیار ہوں جبکہ وہ (مال دنیا اور آرائش شیطانی پر) مفتون اور فریفتہ ہو گئے ہیں اور بیشک جیسا کہ میں کل (پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں) ان کا مصاحب اور مالک تھا آج بھی مجھے وہی

حق حاصل ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

یہ خطبہ حضرت نے اہل شام پر چڑھائی کرنے کی ترغیب دینے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ افسوس! میں تمہاری وجہ سے نہایت تنگدل ہو گیا ہوں اور تمہیں ملامت کرتے کرتے بھی اندوہناک ہو رہا ہوں کیا تم آخرت کی زندگی کے بدلے حیات دنیا پر راضی ہو۔ کیا تم رضامند ہو کہ تمہاری ذلتیں عزتوں کی جانشین ہو جائیں۔ آہ! جب میں تمہیں تمہارے دشمن سے جہاد کرنے کے لئے طلب کرتا ہوں تمہاری آنکھیں اس طرح پھر جاتی ہیں گویا تم موت کی سختیوں میں مبتلا ہو اور تم پر سکرات اور جانکنی کی غفلتیں اور بیہوشیاں طاری ہیں۔ اور تم میری باتوں کا جواب دینے میں ایسے متحیر اور متردد ہو گویا تمہارے قلب مختل العقل اور دیوانے ہو گئے ہیں اور تم بالکل ہی لایعقل ہو۔ افسوس راتوں کا تغیر تمہیں میرے نزدیک ثقہ اور معتمد نہیں ثابت کر سکتا (کبھی تم پر اعتماد نہیں ہو سکتا) اور تم ہرگز وہ رکن اور سپاہی نہیں ہو جنہیں دشمن کی طرف توجہ دلائی جائے۔ تم وہ گروہ ہی نہیں ہو کہ دشمن کے مقابلہ میں تمہاری طرف احتیاج کا مُنہ پھیرا جائے۔ آہ! تمہاری مثال بالکل اُن اونٹوں کی سی ہے جن کا ساربان ہلاک ہو جاتا ہے جب وہ اونٹ ایک طرف سے جمع کئے جاتے ہیں تو وہ دوسری جانب سے پراگندہ اور منتشر ہو جاتے ہیں۔ قسم خدا کی تمہیں ساتھ لیکر لڑائی کی آگ بھڑکانی بہت ہی بُری ہے۔ تم پر (لڑائی میں) دشمن کے مکر اور حیلے چل جاتے ہیں اور تم اُن کے لئے کوئی مکر و حیلہ نہیں کر سکتے۔ دشمن ہمیشہ تدابیر و اسباب جنگ میں مصروف رہتا ہے اور تم خواب خرگوش میں پڑے ہو۔ تمہارے اطراف و جوانب ناقص ہوئے جاتے ہیں (دشمن تمہارے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کئے جاتا ہے) اور تمہیں بالکل غصہ نہیں آتا (تمہاری حمیتیں بالکل مٹ گئی ہیں) دشمن تمہاری طرف سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتا اور تم ویسے ہی غافل اور تاخیر کرنے والے ہو۔ قسم خدا کی لڑائی میں پیٹھ دکھلانے والے ہمیشہ مقہور و مغلوب ہوئے ہیں۔ قسم خدا کی مجھے بالکل گمان ہے

کہ اگر لڑائی میں سختیاں درپیش ہوں اور بازار موت گرم ہو جائے تو تم (اپنے راس رئیس اور امیر علی ابن ابیطالب سے اس طرح جُدا ہو جاؤ گے جیسے کوئی اپنے سر سے الگ ہو جاتا ہے (سر سے جدا ہونا گویا اپنی زندگی سے علیحدہ ہو جانا ہے ایسے ہی تم بھی حیات ابدی سے دور ہو جاؤ گے) قسم خدا کی جو شخص اپنی طرف دشمن کو راہ دیتا ہے (اس کا دفاع نہیں کرتا) وہ خود اپنے گوشت کو کھاتا ہے خود اپنی ہڈیوں کو توڑتا ہے اور خود اپنی کھال کو چیرتا ہے۔ بیشک ایسے شخص کی عجز و ناتوانیاں بہت عظیم ہیں۔ اور اُس کا وہ دل نہایت ہی ضعیف ہے جس پر سینہ کی ہڈیاں لپٹی ہوئی ہیں۔

اے مخاطب اگر تو چاہتا ہے تو تو بھی (ویسا ہی بزدل اور جہاد سے جان چُرانے والا) بن جا لیکن میں تو خدا کی قسم دشمن پر مشرفی[1] تلواریں ایسی برساؤنگا کہ اسکے دماغ کی ہڈیوں کے پرخچے اڑ جائیں گے اُس کے بازو اور قدم ٹوٹ ٹوٹ کر گر جائینگے۔ پھر اس کے بعد مشائے الٰہی ظاہر ہو جائیگا

ایہا الناس! میرا تم پر حق ہے اور تم بھی مجھ پر حق رکھتے ہو۔ تمہارا حق تو مجھ پر یہ ہے کہ میں تمہیں نصیحت کروں۔ تمہارے مواجبات اور غنائم کو زیادہ کروں تمہیں تعلیم دوں تاکہ تم جاہل نہو جاؤ تمہیں ادب سکھاؤں تاکہ تم اُس پر عمل کرو۔ اور میرا حق تم پر یہ ہے کہ تم بیعت کو وفا کرو (اُس پر قائم رہو) میرے سامنے اور میری غیبت میں میری نصیحتوں کو سنو۔ جب میں تمہیں بُلاؤں میرے پاس چلے آؤ۔ اور جو حکم تمہیں دیا جائے اُس کی اطاعت کرو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

جب جنگ صفین میں ناموافقت زمانہ سے عمرو عاص اور ابو موسےٰ اشعری حکم مقرر ہوئے اور عمرو عاص بدنہاد نے ابو موسےٰ جاہل کو فریب دیا اور حضرت کو کوفہ میں یہ خبر پہنچی اُسی وقت آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا میں خداوند عالم کا شکر کرتا ہوں اگرچہ زمانہ نے ایک سخت سانحہ اور بزرگ حادثہ ظاہر کر دیا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ خداوند عالم کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔

[1] مشارف الشام عرب میں کچھ دیہات ہیں نواح آبادان کے متصل وہاں کی تلواریں مشہور ہیں ۱۲

اور کوئی دوسرا خدا اُس کا شریک اور ساتھی نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس معبود کے بندے ہیں۔ اس کے رسول ہیں۔ اب اس حمد و صلوٰة کے بعد ایہا الناس تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ناصح مشفق اور تجربہ کار عالم و عاقل کی نافرمانیاں اور مخالفتیں ہمیشہ حسرت پیدا کیا کرتی ہیں اور انکے بعد ہمیشہ ندامت گریباں گیر ہوا کرتی ہے۔ میں نے اس حکومت اور حکم بنانے میں تمہیں اپنے حکم کی اطاعت کا حکم دیا اور اپنی رائے کے خزانہ کو تمہارے لئے بالکل خالص کر دیا (اپنی تدبیروں کا خلاصہ اور لبّ لُباب تمہارے سامنے پیش کر دیا) کاش قصیر[1] کے حکم کی اطاعت کی جاتی (کاش تمہیں میری اطاعت کی توفیق ہوتی تم نے جفا کار مخالفین کی طرح میری اطاعت سے انکار کیا۔ اور بیعت توڑنے والے گنہگاروں کی طرح مجھ سے پھر گئے۔ حتے کہ ناصح بھی اپنی نصیحتوں میں مشکوک ہو گیا اور چقماق بھی آگ دینے میں بخل کرنے لگا۔ اب میری تمہاری وہی کیفیت ہو گئی جیسے برادر قبیلہ ہوازن نے کہا ہے میں[2] نے منزل منعرج اللوا میں تمہیں نصیحت کی اور نیک صلاح دی مگر تم نے اسے ظاہر و واضح نہ کیا یعنی اس نصیحت پر کاربند نہوئے۔ لیکن جب اگلے روز چاشت کے وقت اس کا فائدہ ظاہر ہوا تو اس وقت اس نصیحت کو یاد کرنے لگے۔

---

[1] عرب میں جب کوئی شخص کسی کی نصیحت نہ مانکر ندامت میں گرفتار ہوتا ہے تو کہتے ہیں یطاع لقصیر کاش قصیر کی اطاعت کی جاتی۔ اصل اس ضرب المثل کی یہ ہے کہ شاہان عرب میں سے ایک بادشاہ تھا جذیمۃ الابرش نام اُس نے ملکہ کے باپ بادشاہ جزیرہ کو کسی لڑائی میں قتل کیا اب کچھ روز بعد ملکہ نے فریب اور خدعہ کی راہ سے اسے اپنے نکاح کا پیغام دیا خدیمہ خوش ہو گیا اور اپنے تمام لشکر کو چھوڑ چھاڑ کر معدودے چند سواروں کو ساتھ لیکر جزیرہ کی طرف چلا آیا قصیر نامی ایک غلام اُسکے ساتھ تھا اُس نے بہت سمجھایا کہ اس طرح بے سرو سامان وہاں جانا مناسب نہیں کیونکہ ملکہ موصوف تجھ سے خون کی بھی دعویدار ہے۔ اس نے ایک نہ سُنی۔ غرض جب جزیرہ میں پہنچا تو فوراً قتل کر دیا گیا۔ اُس کے قتل ہونے کے بعد اس غلام نے کہا لا یطاع لقصیر امر۔ قصیر کے مشورے کی پابندی اور اطاعت نہیں کی گئی۔ اس وقت سے عرب میں یہ ایک ضرب المثل مشہور ہو گئی۔

[2] یہ ایک قصیدہ کا شعر ہے ؎ امرتکم امری لمنعرج اللوی ؛ فلم تستبینوا النصح الا ضحی الغد۔ اس شعر کا مطلب متن میں بیان ہوا یہ قصیدہ درید نے اپنے بھائی عبد اللہ کے بارے میں تصنیف کیا تھا عبد اللہ مذکور (دیکھو صفحہ آئندہ)

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

یہ خطبہ حضرت نے خوارج نہروان کو ڈرانے اور دھمکانے کی غرض سے ارشاد فرمایا ہے۔ میں تمہیں ڈراتا ہوں کہ تم اس حالت میں صبح کرو کہ تمہاری لاشیں اس نہر کے اطراف وجوانب میں پڑی ہوں بطور تمہارے کشتے اس وادی کے درمیان خاک وخون میں لوٹ رہے ہوں۔ اور تمہاری یہ حالت ہو جائے کہ نہ پروردگار کی جانب سے تمہارے پاس گواہ وشاہد ہو اور نہ کوئی واضح دلیل تمہارا ساتھ دے (بلکہ حجۃ خدا تم پر تمام ہو چکی ہے کہ کس لئے حجۃ اللہ کی اطاعت اختیار نہ کی)۔ سُنلو! تمہیں دار دنیا نے ہلاک کر دیا ہے اور تمہارے اندازہ اور مقدار عمر نے تمہیں اپنے دام میں گرفتار کر لیا ہے۔ میں نے تمہیں اس امر تحکیم سے منع کیا تم نے مخالفوں اور پیمان شکنوں کی طرح انکار کیا حتیٰ کہ (مجبوراً) مجھے بھی تمہاری خواہشوں پر اپنی رائے کو محمول کرنا پڑا۔ تمہارا گروہ خوب یاد رکھو ایک چھوٹی سی مغز والا اور نہایت ہی بے عقل ہے تمہارے لئے باپ نہوں میں شر اور حادثہ کو تمہاری طرف نہیں لایا ہوں میں نے تمہارے ضرر کا ارادہ نہیں کیا ہے (تم خود اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال رہے رہو)۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بنی ہوازن کے ساتھ لڑکر بہت سی غنیمت لایا تھا۔ لوٹتے وقت اُس نے منزل منعرج اللوا میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔ اُس کے بھائی نے کہا یہ امر حزم واحتیاط سے بہت دور ہے مبادا دشمن موقعہ پاکر چڑھ آئے اور غفلت کی حالت میں آپڑے۔ اُس نے نہ مانی اور وہیں قیام کیا۔ اگلے روز چاشت کے وقت بنی ہوازن بہت سی جمعیت لیکر چڑھ آئے عبداللہ کو قتل کر دیا مال واسباب لوٹ لیا اور درید نے بہت سے زخم کھا کر وہاں سے رہائی پائی اُس وقت یہ قصیدہ لکھا جسکا یہ ایک شعر ہے۔ جس میں وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے مشفقانہ نصیحت کی تھی مگر اُنہوں نے اسے قبول نہ کیا اور پھر اگلے روز چاشت کے وقت اس نصیحت کا فائدہ انہیں معلوم ہو گیا۔ اسی کی تمثیل دیکر حضرت بیان کرتے ہیں کہ تم نے جنگ میں میری نصیحت نہ سُنی میں لاکھ کہتا رہا کہ عمرو عاص کے فریب میں نہ آؤ جو مصنوعی قرآنوں کو نیزوں پر بلند کر رہا ہے۔ اور محاکمہ کی خواہش ظاہر کی جا رہی ہے۔ مگر تم اپنی ضد پر قائم رہے۔ اُس کی بات کو قبول کر لیا جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا ۱۲

لہ یہ ایک بد دعا ہے "لا ابا لکم" ۱۲

کلام امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت نے اپنے اوصاف حمیدہ اور درجات عالیہ کا ذکر فرماتے ہوئے خلائق کو نصیحت کرنے کے لئے یہ کلام بھی بمنزلہ خطبہ کے ارشاد فرمایا ہے فرماتے ہیں میں اس وقت حکم خدا کی تعمیل کے لئے کھڑا ہو گیا جب تمام خلقت کسل اور کاہلی میں مبتلا تھی۔ میں اس وقت شکر الٰہی میں رطب اللسان ہوا میں نے اُس وقت کلام کیا جب سب کے سب تردد فی الکلام میں گرفتار تھے۔ میں نے اُس وقت ظہور کیا جب سب کے سب حالت اختفا میں تھے میں ظلمات (امکانی) سے اُس وقت نور احدی کے ساتھ گزرا ہوں جب تمام خلقت ظلمات (امکانی) میں استادہ تھی (ہمارے ہی سبب سے لوگ قائم بامر خدا ہوئے ہیں۔ ہمارے ہی وسیلہ سے خدائے تعالےٰ کی حمد و شکر کرنے لگے ہیں۔ ہمارے ہی طفیل سے ظاہر ہوئے ہیں۔ اور ہمیں سے ہدایت کی راہ ملی ہے۔ اور ہماری ہی وجہ سے تمام خلق اولین و آخرین ظلمات امکانی سے باہر نکلی ہے۔ تمام عوالم عقلی و نفسی و طبعی میں ہمیں السابقون الاوّلون ہیں جن کا ذکر کلام مجید میں آیا ہے اور ہمارے ہی سردار کے لئے لولاک لما خلقت الافلاک کا زریں تاج تجویز ہوا ہے) میری آواز سب سے زیادہ خفی تھی (یعنی خاضع و خاشع ترین مردم تھا ہر عالم میں) مگر ہر آفاق میں بلحاظ فوقیت و بلندی سب سے اعلےٰ اور بلند تھا۔ اب میں عنان قدرت و توانائی مجاہدہ و محاربہ فی سبیل اللہ کے ساتھ اُڑا۔ اپنے مقام سے نہایت ہی سبک روی کے ساتھ جنبش کی اور اس میدان ریاضت کے ہاتھ بک جانے والوں میں بالکل تنہا اور خالص رہگیا۔ (اور وہ بہشت کا اعلےٰ درجہ حاصل کرلیا جو سابقین کو لئے خداوند تعالےٰ نے مقرر کیا ہے۔ اس کا حصہ میرے لئے مختص کردیا اور میں اُس کے واسطے خاص ہو گیا) میں اس مجاہدہ میں اس پہاڑ کی طرح قائم رہا جسے نہ کوئی درختوں کو توڑ دینے والی تیز و تند ہوا جنبش دے سکتی ہے۔ نہ آندھیاں اُسے اُس کی جگہ سے ہلا سکتی ہیں کسی شخص کو میری عیب گیری کی قدرت ہی نہ تھی (کیونکہ مجھ میں کوئی عیب ہی نہ تھا جسے کوئی بیان کرتا) نہ کسی کہنے والے کی یہ مجال تھی کہ میری غیبت کے لئے زبان کھولے (مجھ میں بدی کا کوئی دھبہ ہی نہ تھا کمال وجودیت نے امکانیت کے نقص و عیب کو اس طرح

مغلوب ومقہور کرلیا ہے کہ اب اس کا اثر بھی ظاہر نہیں ہوتا گویا میں نقص وعیب کا مبدا ہی نہیں۔ پھر کیونکر کوئی شخص میرا عیب بیان کرسکتا ہے) ہر ایک ذلیل میرے نزدیک عزیز ہے تاآینکہ میں اُس کے غیر سے اُس کا حق لے لوں اور ہر ایک قوی میرے نزدیک ضعیف ہے حتیٰ کہ مستحق کا حق اُس سے دلا دیا جائے (ہر وہ شخص جو اپنی قوتِ غضبیہ کا پابند ہو کر کسی کا حق چھین رہا ہے۔ میری عقل اور میری عدالت اسے مقہور و مغلوب کرسکتی ہے) ہم رضائے الٰہی کے پابند ہو کر اس قضا پر راضی ہیں اور ہم نے اسکے حکم کو (بسر وچشم) تسلیم کیا ہے (اور ہم بدون شائبۂ شرک کے) اس حکم کو اسی سے مختص سمجھتے ہیں۔ اب پیغمبرؐ کی وفات کے بعد جو ہم نے جہاد میں اور احقاقِ حق میں تاخیر کی اُس کی یہ وجہ نہ تھی کہ اغیار اُس کے مستحق ہیں اور ہمیں وہ حق نہیں پہنچتا۔ بلکہ یہ رضا بقضائے الٰہی کا معاملہ تھا۔ کیا تو گمان کرتا ہے کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان باندھ رہا ہوں۔ کیا میں معاذ اللہ دروغ کو ان کی طرف نسبت دے رہا ہوں (اپنے آپ کو اُنکا خلیفہ بلافصل ثابت کرنا اور مطابق وحی خدا اپنے تقرر خلافت کا اظہار رسول اللہ کا بارہا اس کی تشریح کرنا یہ معاذ اللہ حضرت پر اتہام نہیں اور میں اُن پر جھوٹ نہیں بول سکتا (کیونکہ) قسم خدا کی میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے رسول کی تصدیق کی ہے اور اب میں کیونکر اس کی اوّل تکذیب کرنیوالا ہوسکتا ہوں (اور یہ اسی صبر و رضا کا پرتو ہے کہ وفات رسولؐ کے بعد) جب[1] میں نے اپنے امور پر نظر کی تو ناگاہ میں نے دیکھا کہ میرا خدا کی اطاعت کرنا اپنے لئے بیعت لینے سے مقدم ہے

---

[1] بعض شارحین کا یہ بھی قول ہے کہ یہ فقرہ کلام سابقہ کا تتمہ معلوم نہیں ہوتا بلکہ بجائے خود ایک کلام ہے جو حضرت نے قوم کی طرف سے جہاد میں تساہل اور کسل دیکھکر شکایۃً یہ فرمایا ہے کہ قوم کے لئے میری اطاعت میری بیعت سے مقدم ہے (کیونکہ جبتک اطاعت نہو بیعت متحقق نہیں ہوسکتی) اور جب اطاعت نہیں پائی جاتی تو گویا شرط اُس کی معدوم ہے۔ اس صورت میں جہاد کرنا بے فائدہ اور فضول ہے۔ نزدیک ہے کہ میں خلقت کو اسی گمراہی پر چھوڑ دوں لیکن جب میں دیکھتا ہوں کہ انکی ہدایت کا عہد مجھ سے لے لیا گیا ہے کہ میں انکو صراط مستقیم دکھاؤں جب کسی قدر بھی شرط کا وجود پایا جائے گو بالکمال نہو تو لابد میں جہاد کو اختیار کرتا ہوں اگرچہ فائدہ کُلی حاصل نہو اب اگر قوم میں زندہ دلی ہو اور وہ نجات کے رستوں کو پیش نظر رکھے اپنی تکلیف پر کاربند ہو تو میں اپنے عہد کو کلیۃً پورا کرسکتا ہوں جس میں انہیں کے لئے دنیا و آخرت کی بہبودی اور بھلائی ہے (۱۲)

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

شبہہ کو شبہہ اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ حق کے مشابہ و مماثل ہے باطل حق کے ساتھ اُسی وقت مشابہ ہوتا ہے کہ جب کسی قسم کی مشابہت اور مماثلت پائی جائے اور اسی وجہ سے ضعیف العقول اور نادان لوگ اسے حق سمجھ لیتے ہیں اور جب یہ مقدمہ معلوم ہوگیا۔ اب خلافت باطلہ خلافت حقہ سے بالکل علیحدہ ہوگئی۔ کیونکہ ان دونوں میں کسی قسم کی مشابہت ہی نہیں جیسا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے قد تبیّن الرّشد من الغیّ ضلالت سے ہدایت بہت ہی واضح اور روشن ہے۔ اب اس مقدمہ کے معلوم ہو جانے کے بعد جاننا چاہیئے کہ اولیاء اللہ (جو صاحب خلافۃ حقہ ہیں) کی ضیاء اور روشنی (اس خلافت میں) یقینی ہے۔ (سائل کو انکی احکام و مسائل کا یقین کلی ہو جاتا ہے اور کسی طرح کا شک اس میں باقی نہیں رہتا) اور ان کی دلالت (رہبری) ہمیشہ ہدایت کی طرف ہوتی ہے لیکن اعداء اللہ ان کا (امر خلافت میں دعوے کرنا صریحاً ضلالت ہے۔ اور وہ ضلالت کی ہی طرف لے جاتے ہیں) اب تم یہ سمجھ لو اور یقین کر لو کہ میں ولی خدا ہوں میں تمہیں جہاد کی طرف دعوت دے رہا ہوں (جو یقیناً سبیل ہدایت ہے) اب جو شخص (جہاد) میں موت سے ڈرتا ہے اسے موت سے کسی حالت میں نجات نہیں مل سکتی اور جو شخص بقا کو دوست رکھتا ہے وہ دنیا میں کبھی باقی نہیں رہ سکتا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

مقام عین التمر میں مالک ابن کعب حضرت کا عامل رہتا تھا اُس کے پاس کلہم سو سوار تھے نعمان ابن بشیر سردار معاویہ نے دو ہزار سواروں کے ساتھ اُس پر چڑھائی کی۔ مالک موصوف نے وہاں سے بھاگ کر حقیقت حال کو حضرت کے روبرو بیان کیا۔ آپ نے یہ سُنکر تمام لوگوں کو طلب کیا اور تمام واقعہ سنا سنا کر مدافعہ کی طرف توجہ دلائی۔ الکوفی لایوفی مشہور ہی ہے صرف چند آدمی حضرت کی اطاعت پر آمادہ ہوئے۔ آپ کو بہت ملال ہوا اور کوفہ والوں کو مخاطب کرکے فرمایا میں ایسے آدمی پر مبتلا ہوں

جو میرے حکم کی اطاعت نہیں کرتا اور نہ وہ جواب دیتا ہے جب میں اسے بلاتا ہوں تمہارے لئے باپ نہیں تم اپنے پروردگار کے دین کی مدد کرنے کے لئے کس چیز کا انتظار کر رہے ہو کیا تمہارے پاس کوئی بھی ایسا دین نہیں ہے جو تمہیں (جہاد کے لئے) جمع کرے؟ کیا تم میں ذرا بھی حمیّت اور غیرت نہیں جو تمہیں خشمناک کر سکے۔ میں تم میں کھڑا ہوا مدد کے لئے فریاد کر رہا ہوں اور واغوثاہ وامدداہ کہہ کہہ کر تمہیں آواز دے رہا ہوں۔ نہ تم میرے قول کو سنتے ہو نہ میرے حکم کی اطاعت کرتے ہو۔ یہاں تک کہ بد انجامیوں کے امور ظاہر ہو جائیں (ان امور کا انجام بد ظاہر ہو جائے) پھر تم سے اس اپنے خون کی حفاظت کا سوال نہ ہوگا اور کوئی مقصود تمہیں حاصل نہ ہو سکیگا میں نے تمہیں تمہارے بھائیوں کی امداد کے لئے بلایا تم نے (اس دعوت کا انکار کرتے ہوئے) ایسی سخت اور درشت آواز نکالی جیسے سینہ پر زخم کھانے والا اونٹ آواز نکالتا ہے۔ تم اپنی جگہ سے حرکت کرنے میں ایسے سست اور ضعیف ہو گئے جیسے زخمی پشت والا اونٹ ناتوان ہو جاتا ہے۔ تم میں سے ایک تھوڑی سی ایسی ضعیف سُست اور مضطرب سپاہ میری مدد کے لئے آمادہ ہوئی گویا وہ موت کی طرف ہانکی جا رہی ہے اور وہ اپنی موت کا نظارہ کر رہی ہے۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جنگ صفین کے بعد جب معاملہ تحکیمین قرار پایا اور حضرت نے کوفہ کی طرف مراجعت فرمائی اُس وقت ایک گروہ لشکر سے نکل گیا اور اُسی گروہ کو خارجی کہتے ہیں۔ یہ لوگ صحرائے کوفہ کی طرف چلے گئے جسے صحرائے حرور کہتے ہیں اور وہاں جا کر پکارنے لگے لاحکم الا اللہ ولو کرہ المشرکون الا ان علیا ومعویۃ اشرکا فی اللہ یعنی خدا کے سوا اور کسی کے لئے حکم نہیں ہے اگرچہ مشرکین اکراہ کریں خبردار ہو جاؤ کہ علی و معاویہ دونوں کے دونو مشرک ہو گئے جنہوں نے امارت و حکومت کا ادعا کرتے ہوئے امر تحکیمین قرار دیا جب حضرت کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا کہ ان کا یہ قول لاحکم الا اللہ ولو کرہ المشرکون بالکل سچ ہے مگر اس سے امر باطل کا ارادہ کیا گیا ہے اور فرمایا آدمیوں کے لئے سوائے اسکے چارہ نہیں ہے کہ ان پر کوئی امیر اور

رئیس مقرر ہو اب خواہ وہ شخص نیکوکار ہو جس کے زمانۂ امارت میں مومن اپنی آخرت کے لئے عمل کریگا اور خواہ وہ امیر اور رئیس بدکار اور فاجر ہو اُس کے عہد میں کافر مال دنیا سے متمتع ہو گا اور اس امارت میں خداوند عالم مرگ اور اجل کو پہنچا دیتا ہے (یعنی یہ بہت جلد فنا ہو جاتی ہے) اور اسی امیر کے سبب سے مال غنیمت وخراج جمع ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ دشمن سے مقاتلہ کیا جاتا ہے اسی کی وجہ سے رستے امن پذیر ہوتے ہیں اور قوی (ظالم) سے ضعیف (مظلوم) کا حق لیا جاتا ہے (یہ وہ فوائد ہیں جو بدیہی ہیں اور بغیر امیر اور رئیس کے قائم نہیں رہ سکتے اور نظام عالم کے لئے امیر اور رئیس کا ہونا ضروری اور لابدی ہے) حتے کہ امیر نیکوکار کے عہد میں مومن آسائش پاتا ہے (کافر کو اس عہد میں آرام نہیں مل سکتا) اور امیر فاجر کے عہد میں مطلقاً آسائش وآرام موجود ہے (خواہ کوئی شخص ہو مومن ہو یا کافر کیونکہ اس عہد میں مومن بھی اپنے امر معاش کی طرف سے مطمئن رہتا ہے اگرچہ اعمال معاد میں زحمت اور مشقت ہوتی ہے اور فاجر کی آسائش تو فاجر کے زمانہ میں ظاہر ہی ہے مطلب یہ ہے کہ امیر و رئیس کے بغیر تو خلقت کو کسی حالت میں چارہ ہی نہیں۔ اب اگر امیر نیکوکار اور متقی ہو تو اُس کی وہ کیفیت ہوتی ہے اور فاجر کے زمانہ کی یہ حالت ہے)

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت نے خوارج کا یہ قول لاحکم الا اللہ سُنا تو فرمایا میں تمہارے باب میں حکم خداوندی کا منتظر ہوں اور ارشاد ہوا نیکوکار امیروں کے عہد میں متقی اور مومن عمل آخرت بجالاتا ہے اور فجّار کے زمانہ میں شقی اور بدبخت (مال دنیا سے) متمتع ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی مدت قطع ہوتی ہے اور موت گریبان گیر ہو جاتی ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

بے شک وفا اور ایفائے وعدہ صداقت اور راستی کی ہمزاد ہے میں کسی سپر کو نہیں دیکھتا ہوں جو وفائے عہد سے زیادہ (شر ونقصان سے) حفاظت کرنے والی ہو۔ وہ شخص کبھی بے وفائی۔ بدعہدی اور غدر نہ کریگا جس کے سامنے مرجع (آخرت) کی تکلیفیں موجود ہوں۔ افسوس! ہم نے ایسے زمانہ میں

صبح کی ہے جس میں اکثر ارباب زمانہ اس مرض میں مبتلا ہو کر اسی (غدر و بیوفائی) کو زیرکی اور
دانائی سمجھ رہے ہیں (جیسے کہ معاویہ و عمرو عاص و مغیرہ بن شعبہ وغیرہ) اور جاہل لوگ
ان مکار اور غادر لوگوں کو حسن تدبیر اور خوبی رائے کی طرف نسبت دے رہے ہیں اُن کے لئے
اس امر میں نفع کیا ہے خدا اُنہیں قتل کرے (تاکہ لوگ اُنکے دغدغہ اور فریب سے نجات پا جائیں)
جو شخص امور کائنات کی مکاریوں اور تقلب سے آگاہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ مکر و حیلہ کے
کیا کیا طریقے ہیں مگر وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ پروردگار عالم اس سے مانع ہے وہ اسکی ممانعت
کرتا ہے اس لئے وہ خود دانستہ اس طریقہ کو ترک کرتا ہے جس پر اسے کافی قدرت حاصل ہے
اور جس شخص کے لئے منہیات دین میں کسی قسم کی تنگی نہیں وہ ممانعت الٰہی کی پروا نہیں کرتا
وہ اس فریب اور خدعہ کی فرصت کو غنیمت سمجھتا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ایہا الناس! دو چیزیں بڑی خوفناک ہیں جن کا تمہاری طرف سے مجھے خوف لاحق ہے۔ اول تو یہ کہ
حرص و ہوا کے پنجوں میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ دوسرے یہ کہ کہیں تمہاری آرزوئیں دراز اور طویل نہ ہو جائیں
خوب سمجھ لو۔ ہوا و ہوس کا اتباع امر حق سے روکتا ہے اور امیدوں کی درازیاں آخرت کو بھلا دیتی
ہیں۔ خبردار ہو جاؤ دنیا اور اُس کی لذتیں دنیا والوں سے نہایت سرعت اور تیزی کے ساتھ
روگردانی کر رہی ہیں اور کسی شخص کی دنیا باقی نہیں رہتی مگر مثل اُس ظرف شراب کے جس میں سے
پی پلا کر باقی لُنڈھا دی گئی ہو اور اب اس میں حسرت و ندامت کے سوا کوئی اور چیز نظر نہ آتی ہو)
آگاہ ہو جاؤ آخرت تمہارے سامنے ہے ان دونو (دنیا و آخرت) میں سے ہر ایک کے لئے چند پسر ہوتے
ہیں پس تم آخرت کے پسر ہو جاؤ اور ابنائے دنیا نہ ہو کیونکہ ہر ایک بیٹا قیامت کے دن اپنی ماں
کے ساتھ ملحق ہونیوالا ہے۔ خوب جان لو! آج کا دن عمل کا دن ہے روز حساب نہیں اور کل (قیامت)
کا دن یوم حساب ہوگا نہ کہ روز عمل۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جب حضرت نے جریر بن عبداللہ بجلی کو معاویہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا تو لوگوں نے قرائن سے معلوم کر کے خدمت میں عرض کی کہ معاویہ مطیع نہوگا۔ آپ اہل شام سے جنگ کرنے کے لئے مستعد ہو جائیے۔ حضرت نے فرمایا یہ میں بھی جانتا ہوں مگر بے شک اہل شام سے لڑائی کے لئے میرا مستعد اور آمادہ ہو جانا حالانکہ میرا قاصد جریر ان کے پاس موجود ہے گویا ان لوگوں کے لئے درحجت کو بند کر دینا ہے اور گویا میں اہل شام کو اگر وہ خیر و اطاعت کا ارادہ بھی رکھتے ہوں ان کے ارادوں سے روک رہا ہوں (میں تو اہل شام کے لئے درحجت کھول رہا ہوں تاکہ اُنہیں پھر کلام کی گنجائش نہ رہے) لیکن جس قدر وقت کہ میں نے جریر کے لئے مقرر کیا ہے وہ اس کے گزرنے کے بعد بھی وہاں نہیں ٹھیر سکتا۔ مگر ہاں یا تو معاویہ اُسے فریب دیکر قید کرلے یا وہ نافرمان ہو جائے۔ لہذا ابھی تو میری رائے توقف کی ہے۔ (جب تک جریر کا حال معلوم نہو جائے) اب تم بھی توقف اور آرام کرو۔ ہاں میں تمہاری تیاری جنگ کو برا اور مکروہ نہیں سمجھتا۔ (تم شوق سے تیاریاں کرو لیکن ابھی چڑھائی نہیں ہو سکتی۔ اور اندرونی طور پر آمادہ رہو) کیونکہ میں نے اس امر اور تدبیر کی ناک اور آنکھ کو گھس لیا ہے (میں نے قرائن احوال سے استشمام کر لیا ہے اور اصل حقیقت میری نگاہوں میں آچکی ہے) میں نے اس کے ظاہر و باطن کو اچھی طرح الٹ پلٹ کر دیکھ لیا ہے (اس بخشش میں) مجھے دو ہی باتیں نظر آئی ہیں یا تو قتال اور لڑائی یا کفر (چونکہ دوسرا نتیجہ یعنی کفر مجھ سے ہو نہیں سکتا۔ اب تم سمجھ لو کہ میں لڑائی اور جہاد کے لئے مستعد ہوں) اور یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ عثمان اس امت پر والی و حاکم تھا اُس نے دین اسلام میں طرح طرح کی بدعتیں احداث و اختراع کیں۔ لوگوں کو اُس پر طعن کرنے کا موقع ملا اور وہ طعنہ زنی کرنے لگے حتےٰ کہ اس سے انتقام لیا اور اُس کی حالت کو "متغیر" کر دیا۔ اور اُسے قتل ہی کر ڈالا۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

ایک دفعہ بنی ناجیہ خوارج کے ساتھ اتفاق کرکے نافرمانی کرنے لگے۔ یہ سب کے سب نصرانی تھے۔ اور آپ کے سایۂ حکومت میں امن چین کے ساتھ گزران کرتے تھے جب یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے معقل ابن قیس کو دو ہزار سواروں کا افسر مقرر کرکے ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دیا معقل مذکور نے اُنہیں دریائے فارس پر جالیا۔ لڑائی ہوئی۔ اُن میں سے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور تقریباً پانچ سو آدمی اسیر ہوئے اور معقل مذکور انہیں لئے ہوئے اس مقام پر پہنچ گیا جہاں وہ حضرت کی طرف سے عامل تھا وہاں پہنچکر ان اسیروں نے مصقلہ ابن ہبیر شیبانی سے رہائی کی درخواست کی اس نے ان قیدیوں کو پانچ لاکھ درہم میں خرید کر آزاد کر دیا اور وعدہ کیا کہ میں یہ قیمت اس قدر مدت کے اندر ادا کر دونگا۔ معقل نے یہ کیفیت حضرت کی خدمت میں لکھدی۔ آپ اُس وقت کے منتظر رہے۔ جب مدت گزر گئی اور قیمت بھیجنے میں دیر ہوئی تو حضرت نے مصقلہ کو لکھا یا تو قیمت بھیج ورنہ خود حاضر ہو۔ وہ حاضر ہوا دو لاکھ درہم تو پیش کر دئے اور باقی کے لئے مہلت طلب کی اور مہلت ملتے ہی معاویہ کی طرف بھاگ گیا۔ اُس وقت حضرت نے فرمایا خدا مصقلہ کا بُرا کرے اُس نے کام تو سرداروں اور بزرگوں کا سا کیا (قیدیوں کو خرید کیا) مگر غلاموں کی طرح (اپنے مولا سے) بھاگ نکلا۔ مدح کرنے والوں کی زبان کھُلی ہی تھی کہ انہیں خاموش کر دیا اپنے مدّاح اور وصف کرنے والے کی تصدیق بھی نہ کی تھی کہ انہیں اپنی سرزنش اور توبیخ پر آمادہ کر لیا اگر وہ قائم رہتا اور نہ بھاگتا ہم اُس سے اُسی قدر قیمت لیتے جو اُسے میسّر تھی اور اس کے مال و دولت کے وافر ہو جانے کا انتظار کرتے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریف کا وہی پروردگار سزاوار ہے جس کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں۔ جس کی نعمت سے کوئی شے خالی نہیں جس کی بخشش اور مغفرت سے کسی کو یاس نہیں جس کی عبادت سے کوئی شے تکبّر

اور اکراہ نہیں کرتی وہ پروردگار جس کی رحمتیں زائل نہیں ہوتیں جس کی نعمتیں مفقود نہیں ہوسکتیں
ایہا الناس تم سمجھ لو کہ دنیا وہ سرائے ہے جو عنقریب فنا ہونے والی ہے اور اُسکے ساکن اس سے
باہر ہونے والے ہیں۔ اہل دنیا کے نزدیک یہ ایک شیریں اور سبز چیز ہے۔ یہ اپنے طالب کے لئے تعجیل
کرتی ہے اور بہت جلد اُس کی طرف پہنچائی جاتی ہے (حالانکہ اُس کی عجلت ہی فنا کی دلیل ہے مگر
طالب اس کی بقا اور ہمیشگی کا خیال کرتا ہے) لیکن ناظر اور صاحب بصیرت کے دل میں اسکی طراوتیں
اور نزہتیں مشتبہ ہیں۔ تم نہایت عمدہ توشہ اور زاد (آخرت) لیتے ہوئے اس سے گزر جاؤ اس سے
بقدر کفاف ہی سوال کرو اور تم اپنی منزل پر پہنچنے سے زیادہ اس سے طلب ہی نہ کرو۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جب حضرت جہاد کے لئے عازم شام ہوئے تو فرمایا پروردگارا میں مشقت و محنت سفر حزن و
اندوہ واپسی سفر اور خلقت کی اہل اور نفس اور مال میں بدنظری سے تیری طرف پناہ لئے جاتا
ہوں۔ پروردگارا سفر میں تو ہی مالک ہے اور تو ہی میرے اہل و عیال پر خلیفہ ہے (تیرے ہی بھروسے
پر چھوڑے جاتا ہوں) اور تو ہی انکا حامی و حافظ ہے اور یہ ہر دو صفتیں تیرے سوا کسی دوسرے میں
نہیں پائی جاتیں کیونکہ جو خلیفہ ہوتا ہے وہ مصاحب نہیں ہوسکتا اور جو مصاحب ہوتا ہے
وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا (تو ایام سفر میں میرا بھی مصاحب یعنی مالک ہے اور میرے اہل و عیال
کا بھی خلیفہ ہے یعنی محافظ یہ دو توصفتیں ایک وقت میں بندے کی ذات میں جمع نہیں ہوسکتیں
یہ تیرے ہی لئے سزاوار ہیں)۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

کوفہ کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے اے سرزمین کوفہ گویا میں تیرے ساتھ قائم اور
استادہ ہوں اور تو بازار عکاظ[1] کے چمڑے کی طرح کشیدہ ہو رہی ہے (ارباب جور کے تصرف کی طرف اشارہ ہے)

۱؎ حوالی مکہ میں ایک بازار تھا جہاں کا چمڑا بہت مشہور تھا ۱۲

تو حوادثات نازلہ کے سبب سے پسی جا رہی ہے اور گویا تو زلزلوں پر سوار ہے (تو متحرک ہو رہی ہے تجھے ایک حالت پر قرار نہیں) اور بیشک میں جانتا ہوں کہ جس ظالم و جابر نے تجھ سے بدی کا ارادہ کیا اُسے پروردگار نے (تہلکہ میں) بتلا کر دیا۔

خطبۂ حضرت امیر علیہ السّلام

شام کی طرف سفر فرماتے وقت حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ حمد اور سپاس اُسی خداوند حقیقی کے لئے سزاوار ہے جب تک کہ رات کی تاریکیاں ظاہر و پوشیدہ ہوں اور جب تک ستارے چمکتے اور غروب ہوتے رہیں۔ بیشک تعریف اور حمد کا مستحق وہی خلاق ہے جس کے انعام مفقود نہیں ہوتے۔ اور جس کے افضال کسی سے مشابہت نہیں رکھتے۔ اس حمد و سپاس کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے اپنے دو لشکروں کو (جو مقدمۃ الجیش ہیں) روانہ کر دیا ہے اور انہیں حکم دیدیا ہے کہ وہ فرات کے کنارے پر قیام کریں جب تک میری طرف سے کوئی دوسرا حکم نہ پہنچے۔ اب میری صلاح یہ ہے کہ آب[ل] فرات سے گزرتے ہوئے میں مسلمانوں کے اُس گروہ کی طرف جاؤں جو دجلہ کے سواحل پر آباد ہے اہل مدائن سے ملوں اُن کو دشمن کے مقابلہ کے لئے تمہارے ساتھ تیار کروں اور ان کی طاقتوں کو تمہاری امداد کے لئے آمادہ کروں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریفیں اُسی خلاق عالم کو زیبا ہیں جو پردہ ہائے اختفا میں پوشیدہ ہے اور آثار ظاہرہ کی علامتیں اس (کے وجود) پر دلالت کر رہی ہیں۔ چشم[ع] بینا اُسے دیکھ نہیں سکتی (اُس کے جلوے اس میں

[ل] حضرت نے اس موقع پر لفظ "نطفہ" فرمایا ہے۔ جس سے آب صاف فرات مراد لی ہے۔ سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ عجیب و غریب عبارت ہے اور فصحا اس تعبیر اور استعارے میں متعجب نظر آتے ہیں ۱۲

[ع] رویت کے معتقدوں کو سمجھنا چاہیے ۱۲

سما نہیں سکتے) اب وہ آنکھ جس نے افراط نور کے باعث اسے نہیں دیکھا اسکو زیبندہ نہیں کہ وجود خالق کا انکار کرے (کیونکہ وہ اسکے آثار ظہور کو دیکھ رہی ہے) اگرچہ اسکے نور کے دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی۔ اور وہ دل جس نے اُس کی علامات ظاہر کو پہچان لیا ہو اسے طاقت نہیں کہ اُسکا نظارہ کر سکے۔ (کیونکہ وہ اُس کے نور کے دیکھنے سے کور اور نابینا ہے) وہ اس کی نورانی شعاعوں سے معمور بنے اور شعاع اصل نور کے دیکھنے سے حقیقتاً معذور ہے۔ وہ اپنی بلندی اور برتری میں سبقت کر رہا ہے اور کوئی شے اُس سے اعلیٰ اور برتر نہیں ہو سکتی۔ وہ قریب سے قریب ہے اور کوئی شے اُس سے زیادہ نزدیک اور اقرب نہیں ہو سکتی۔ اس کی بلندی نے مخلوقات میں سے کسی شے کو اس سے دور نہیں کر دیا۔ (بلندی اور برتری درمیان مخلوقات و خالق بُعد پیدا نہیں کر سکتی بلکہ مخلوق کو اس سے زیادہ نزدیک کر رہی ہے) اور نہ اُس کے قرب نے مخلوق کو اُس کے ساتھ ایک مکان میں مساوی کر دیا ہے (سبحان اللہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہے اور پھر قریب ہے۔ نزدیک سے نزدیک ہے اور پھر بلند ہے) عقلیں اور دانائیاں اس کی صفات کی کُنہ اور تہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ کوئی عقل اُسکا احاطہ نہیں کر سکتی اور (پھر باوجود اس کے) کوئی شے اُس کی معرفت سے انہیں (عقلوں کو) مانع نہیں ہے۔ وہ خدا جس کے وجود کی علامتیں اُس کے موجود ہونے پر شہادت دے رہی ہیں اور مُنکر سے مُنکر اور دہریے کا قلب بھی اقرار کر رہا ہے۔ خالق کو مخلوق سے (ذات و صفات میں) مشابہت دینے والوں اور مُنکروں۔ نیچریوں کے اقوال (خرافات) سے اُس کی ذات بہت بلند اور نہایت ہی بالا تر ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

بیشک فتنہ و فساد کی پیدائش حرص و ہوا کی پیروی اور ان احکام کے باعث ہوتی ہے جو خلاف شرع (وساوس شیطانی میں گرفتار ہو کر) ایجاد و اختراع کئے جاتے ہیں۔ کتاب خدا تو ان بدعتوں اور گمراہیوں کی مخالفت کر رہی ہے اور وہ لوگ جنہیں دین الٰہی سے سروکار نہیں ان (احکام خلاف شرع اور حرص و ہوا) کی متابعت کر رہے ہیں۔ اگر باطل حق کی آمیزش سے علیحدہ ہو جاتا تا طالبین پر راہ خدا

پوشیدہ نہ رہتی اور اگر حق لباس باطل سے علیحدہ اور خالص رہتا تو معاندین کی زبانیں خلاف حق گفتار سے قطع ہو جاتیں لیکن پروردگار عالم نے خلقت ابوالبشر آدم میں یہ بات رکھدی ہے کہ اس میں کچھ تو حق ہو (جو علییّن کی طینت ہے) اور کسی قدر باطل ہو (جو طینت سجّین ہے) یہ دونو باتیں خلط ملط ہو رہی ہیں اب اولیاء شیطان (محبان شیطان جو سجّین کی طینت رکھتے ہیں) پر تو شیطان قبضہ کر لیتا ہے۔ اور وہ لوگ اس سے نجات پا جاتے ہیں جن کے لئے پروردگار کی طرف سے نیک خصلت نے سبقت کی ہو (جو لوگ احکام خدا اور عقل کے پابند ہیں یا جن میں علییّن کی طینت غالب ہے۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جنگ صفین میں جب معاویہ کے لشکر نے فرات پر قبضہ کر کے آپ کی فوج پر پانی بند کر دیا اُس وقت حضرت نے فرمایا۔ دشمن کے لشکر نے تم سے لڑائی کا طعام طلب کیا ہو (تم پر پانی روک دیا ہے اور قتل و قتال پر آمادہ ہے) اب یا تو تم اسی ذلت و خواری پر قائم رہتے ہوئے تاخیر کرتے رہو اور لڑائی نہ کرو۔ یا اپنی تلواریں سونت لو اور ان کی پیاس دشمن کے خون سے بجھاتے ہوئے خود بھی آب فرات سے سیر آب ہو جاؤ۔ یہ خوب سمجھ لو! کہ اگر تم دشمن سے مقہور اور مغلوب ہو کر جئے تو یہ زندگی عین موت ہے۔ اور اگر دشمن پر مظفر و منصور ہوتے ہوئے مر گئے تو یہ عین حیات ہے (اگر جہاد کرتے ہوئے مر جاؤ تو حیات ابدی تمہارے لئے موجود ہے اور جہاد سے مُنہ پھرا کر جینے میں چند روزہ حیات دنیا تو سمجھ لو مگر آخرت میں خسارہ اور نقصان ہی نقصان نظر آتا ہے) آگاہ رہو! معاویہ نے ایک گمراہوں کی جماعت کو اکٹھا کر کے نیکی کے رستے اُن پر مخفی اور پوشیدہ کر دئے ہیں۔ اور ان گمراہوں کے حلقوم کو موت کے تیروں کا نشانہ بنا رکھا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

آگاہ ہو جاؤ دنیا گزر رہی ہے اور اپنے گزرنے کا اعلان کر رہی ہے۔ وہ اپنے معروف کا انکار کر رہی ہے

وہ کسی کے ساتھ احسان اور نیکی کے ساتھ پیش نہیں آتی اور نہایت ہی سرعت اور تیزی کے ساتھ پشت پھرا رہی ہے۔ آہ! یہ دنیا اپنے باشندوں کے لئے فنا کی قبریں تیار کرتی ہوئی اپنے ہمسایوں کو بھی جو اس کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں موت کی طرف کھینچ رہی ہے۔ اس دنیا کی لذتیں آخرت میں نہایت ہی تلخ ہیں۔ اور اس کی صاف وشفاف شرابیں وہاں بالکل دُردآمیز اور مکدر سمجھی جاتی ہیں۔ اس دنیا کی کوئی شے باقی نہیں رہتی مگر یا تو یا تھوں کے دھوون کی مانند اور یا اس جرعہ کے مثل جو کہ حالت سفر میں پانی کم ہو جانے کے وقت پانی تقسیم کرنے والے پیمانے میں باقی رہجاتا ہے۔ اگر کوئی تشنہ اور پیاس کا مارا ہوا ان دونو چیزوں کو چوسے تو اپنی پیاس نہیں بُجھا سکتا۔ یہی حالت دنیا کی ہے۔ بندگان خدا! تم اس گھر سے کوچ اور رحلت کا ارادہ کرو جس کے مکینوں کے لئے زوال اور نیستی مقدر ہو چکے ہیں۔ دیکھو کہیں دنیا کی آرزوئیں اور خواہشیں تم پر غالب نہو جائیں اور تم اپنی مدّت عمر کو طویل اور دراز نہ سمجھ بیٹھو۔ قسم خدا کی اگر تم اپنے بچّہ سے علیحدہ ہونے والی ماں کی طرح فریاد کرو اور قمری کی طرح صدائے کو کو بلند کرو اور تم اسی طرح تضرّع وزاری میں مشغول رہو جیسے رہبان اور گوشہ نشین مصروف رہتے ہیں اس کی قربت میں درجات عالیہ کو تلاش کرتے ہوئے یا اُن گناہوں کی معافی طلب کرتے ہوئے جنہیں کراماً کاتبین نے لکھ لیا ہے اور تمام ملائکہ و پیغمبر اُن پر شاہد ہیں تم اپنے مال اپنی اولاد سے درگزر کرو اور خدا کی طرف رجوع ہو جاؤ تو یہ تمام باتیں اس چیز کے سامنے بالکل حقیر اور قلیل ہیں جس کے ثواب کی میں تمہارے لئے امید کرتا ہوں اور جس کے عذاب سے تم پر خوف کر رہا ہوں۔ قسم خدا کی اگر تمہارے قلب پگھل جائیں۔ اشکوں کے عوض خون جاری ہو اور تمہاری آنکھیں اس حالت کے مشاہدے کی تاب نہ لاسکیں پھر تم اسی حالت سے دنیا میں زندہ رہو جب تک بھی دنیا باقی ہے پھر بھی تمہارے اعمال اگرچہ تم کتنی ہی کوشش کرو اور جدّ وجہد میں کوئی بات اُٹھا نہ رکھو کبھی ان عظیم الشان نعمتوں کے مقابل نہیں ہوسکتے کہ جو پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوتی ہیں اور کبھی اس احسان سے مساوات کا مرتبہ نہیں رکھ سکتے جو ہدایت اور ایمان کی راہ دکھا کر تم پر کیا گیا ہے۔

عید قربان کا ذکر فرماتے ہوئے قربانی کی نسبت ذکر فرمایا ہے اور قربانی کے جانور کے لئے یہ امر بھی لازمی ہے کہ اُس کے کان اور آنکھ اچھی طرح دیکھ لئے جائیں (کان کٹے ہوئے نہوں۔ آنکھوں میں کوئی عیب نہو) اگر کان اور آنکھ سلامت ہیں تو قربانی کا جانور سالم ہے اور ناقص نہیں ہے۔ اور اگر اُس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اور مذبح کی طرف چلنے سے اپنے پاؤں کو کھینچے اور لنگڑائے تو وہ قربانی کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

(جنگ صفین کے بارے میں) میرے سامنے لوگ آ آ کر اس طرح ایک دوسرے پر برہم ہوتے تھے اور اس قدر ہجوم کر رہے تھے) جیسے اپنے مقام پر وارد ہو کر پیاسے اونٹ جنہیں ساربان نے رہا کر دیا ہو اور اُن کے زانو کی رسیاں کھولدی ہوں (حتےٰ کہ اُس اژدہام کو دیکھکر) میں یہ گمان کرتا تھا کہ یہ لوگ یا تو مجھے قتل کر ڈالیں گے یا آپس میں کشت و خون ہوگا اور ایک دوسرے کو قتل کریگا۔ اب میں نے بھی اس آنے والے واقعہ کے ظاہر و باطن کو اچھی طرح الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اسی فکر میں میری نیند بھی اُڑ گئی۔ مگر میں نے اپنے لئے سوائے ازیں کوئی وسعت نہ دیکھی اس کے سوا کوئی چارہ ہی نظر نہ آیا کہ یا تو (معاویہ والوں سے) قتال کروں یا ان احکام کا منکر ہو جاؤں جنہیں محمد صلےٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں۔ نظر بریں امور جنگ کی مزاولت اور ممارست میرے نزدیک عذاب کے سہہ لینے سے بہت آسان تھی اور دنیا کی سختیاں اور شدتیں آخرت کے شدائد سے سہل تر تھیں۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جنگ صفین میں جب آپ نے اپنے اصحاب کو باوجود بار بار اذن طلب کرنے کے لڑائی کی اجازت نہ دی اور یہ معاملہ طول پکڑ گیا تو بعض جہّال نے یہ افواہ اڑائی کہ امیرالمومنین شاید عاجزی کی وجہ سے اور مرگ کو مکروہ اور بُرا سمجھ کر اپنے اصحاب کو اجازت نہیں دیتے یا حضرت کو شک واقع ہو گیا ہے کہ یہ

لڑائی موافق حکم الٰہی ہے یا نہیں۔ حضرت نے یہ اقوال سُنے تو فرمایا لیکن تمہارا یہ قول کہ لڑائی میں اس قدر تساہل موت سے کراہت کرنے کی وجہ سے ہے قسم خدا کی مجھے کچھ بھی خوف نہیں ہے کہ میں موت کے اندر داخل ہو جاؤں یا موت میری طرف چلی آئے۔ اب تمہارا یہ مقولہ کہ مجھے اہل شام کے معاملہ میں شک ہے خدا کی قسم میں کسی دن لڑائی سے باز نہیں رہتا مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی گروہ ہمارے ساتھ مُلاقی ہو کر ہدایت پا جائے اور جہالت کی تاریکیوں سے میری روشنی ہدایت کی طرف چلا آئے (یہ تمام تساہل اسی وجہ سے ہے کہ شاید اب بھی مخالفین کچھ سمجھیں اور شاید اس توقف میں کسی گمراہ کو ہدایت نصیب ہو) کیونکہ یہ ہدایت میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے کہ میں اس گمراہ گروہ کو اسی ضلالت کے عالم میں قتل کر دوں (میں تو یہی طمع رکھتا ہوں) اگرچہ وہ گروہ اپنے گناہوں کی طرف رجوع کرنے والا ہے (نافرمانیاں ان کے خمیر میں داخل ہو چکی ہیں)۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے باپ بھائی بیٹوں اور اعمام کو قتل کرتے تھے اور (دن بدن) یہ امر ہمارے لئے ایمان و تسلیم و رضا کو زیادہ کرتا تھا۔ راہیں ہمارے لئے روشن ہوتی تھیں اور ہم شدّت درد والم میں صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے جہاد کی جدوجہد میں مصروف رہتے تھے۔ ایک آدمی ہماری طرف سے نکلتا تھا ایک دشمن کی طرف سے وہ دونوں ایک دوسرے پر اسطرح نعرے مارتے ہوئے حملہ کرتے تھے جیسے نر گھوڑے یا نر اونٹ اور ان دونوں میں ہر ایک اپنے مدِمقابل کو موت کا پیالہ پلا دیتا تھا اس حالت میں کبھی تو دشمن پر ہم غالب ہو جاتے تھے اور کبھی دشمن کا غلبہ ہو جاتا تھا۔ جب پروردگار نے ہماری سچائی اور راستی کو آزما لیا تو ہمارے دشمن کے لئے ذلّت اور شکست نازل فرمائی اور ہمارے واسطے فتح و نصرت حتےٰ کہ اسلام قائم اور برقرار ہو گیا اسکا حلقوم زمین پر ٹِک گیا اور اس نے اپنے وطن (لوگوں کے دلوں میں) میں گھر کر لیا مجھے اپنی عمر کی قسم اگر ہم بھی امر جہاد میں یوں ہی کاہلی اور کسل کو راہ دیتے جیسے کہ تم دے رہے ہو تو کبھی (خانۂ

دین کے لئے ستون اور رکن نہوتا اور باغ ایمان کی شاخیں کبھی ہری بھری نہ ہوسکتیں۔ قسم خدا کی تم اپنی گردن کی رگوں میں سے خون نکال رہے ہو۔ اپنے نفس کو ندامت اور پشیمانی کا تابع کئے لیتے ہو (کیونکہ اگر تمہاری یہی حالت انکار جہاد قائم رہی تو تم خود اپنا خون بہاؤ گے اور دشمن سے مغلوب اور مقہور ہو کر پشیمانی اور ندامت اٹھاؤ گے)۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حضرت نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے یقیناً میرے بعد تم پر ایک شخص غالب ہوگا جس کا حلقوم کشادہ ہوگا اس کا شکم بہت بڑا ہوگا جس چیز کو پائیگا کھالیگا اور جو چیز میسر نہوگی اسے طلب کریگا تم اُسے قتل کرڈالنا مگر تم اسے قتل نہیں کرسکو گے (یہ از قسم اخبار غیب ہے اور اس پیشو کے تعیّن میں ارباب سیرو تاریخ مختلف ہیں کیا تعجب ہے۔ یہ معاویہ ہو۔ کیونکہ جب سے رسول خدا نے بددعا فرمائی کبھی اُس کا پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ کہدیا کرتا تھا کہ بس اب یہ خوان اُٹھالو گو میرا پیٹ نہیں بھرا مگر کھاتے کھاتے تھک گیا ہوں اور اسی نے بدعت۔ سب و دشنام جاری کی۔ اغلباً حضرت کا اشارہ اسی کی طرف ہے جیسا کہ فقرہ آیندہ سے اس کی توضیح ہوتی ہے)

خبردار ہو جاؤ وہ تم کو مجھے سب و شتم اور مجھ سے بیزاری کرنے کے لئے حکم دے گا۔ لیکن سب و شتم خیر تم (تقیۃً) اُس پر عامل ہونا کیونکہ یہ امر میرے لئے درجات عالیہ اور تمہارے لئے (اس کے شر و فساد سے) نجات کا سبب ہے۔ اب رہی بیزاری قلبی۔ برأت تبرا۔ تم ہرگز مجھ سے بیزاری نہ کرنا کیونکہ (میری ولایت و محبت تمام اعتقادات و عبادات کی شرط ہے اور) میں فطرۃً دوسروں کو اسلام سکھانے کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ میں نے ایمان اور ہجرت کی طرف سبقت کی ہے (میں بالذات مومنین کے ایمان اور ہجرت پر مقدم ہوں جو وہ خدائے تعالےٰ کی طرف کرتے ہیں کیونکہ میری تولا اُن کے اعتقادات و عبادات کے لئے شرط ہے اور اسی تولا کی وجہ سے یہ راہ خدا پر چل سکتے ہیں)۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جنگ صفین میں معاملہ تحکیم پر خوارج نے کہا کہ آپ نے اس معاملہ میں خطا کی اور (معاذ اللہ) کفر اختیار کیا۔ آپ اپنے کفر کی شہادت دیتے ہوئے توبہ کیجئے ان کے جواب میں حضرت نے فرمایا تم پر عذاب الٰہی کی آندھیاں لپٹ چڑھ آئیں اور اب کوئی تم میں نخل کی اصلاح کرنے والا باقی نہ رہا۔ کیا خدا پر ایمان لانے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ جہاد کرنے کے بعد اپنے نفس کے لئے کفر کی شہادت دوں اور اگر میں ایسا کروں تو بیشک میں گمراہ ہوں۔ اور راہ (ہدایت) پا لینے والوں میں سے نہیں ہوں۔ تم لوگ نہایت بُرے طریقہ پر دین سے برگشتہ ہو گئے اور اپنی ایڑیوں پر پلٹتے ہوئے رجعت قہقری کر گئے۔

آگاہ رہو!! تم یقیناً میرے بعد نہایت ہی پستی۔ ذلت شمشیر قاطع اور عالم ناخوشی سے ملاقات کروگے اور آئندہ ظالم اور جابر ان باتوں کو تم سے اخذ کرینگے۔ اور یہ امور بد تمہاری سنت قرار پا جائینگے۔

کلام امام علیہ السلام

جب حضرت خوارج سے جنگ کرنے کے لئے چلے تو رستہ میں خبر ملی کہ مخالف کا لشکر نہروان کے پُل کو عبور کر چکا ہے۔ حضرت نے فرمایا ان کی قتلگاہ نہر فرات کے قریب ہے قسم خدا کی ان کے دس آدمی قتل سے نجات نہیں پائیں گے اور تمہارے دس آدمی بھی قتل نہ ہونگے۔ پھر مُخبر سے ارشاد فرمایا کیا تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ عرض کی بیشک۔ ارشاد ہوا قسم خدا کی اُنہوں نے عبور نہیں کیا ان کے قتل کا مقام نہر کے اس طرف ہے۔ پھر ایک دوسری جماعت نے حاضر ہو کر یہی عرض کی حضرت نے پھر یہی فرمایا اور بذات خود اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے سوار ہوئے۔ اُس وقت ملاحظہ کیا کہ تمام خوارج نے اپنی تلواروں کے نیاموں کو توڑ دیا ہے۔ گھوڑوں کو پَے کر دیا ہے اور مرنے مارنے پر

آمادہ ہیں چنانچہ لڑائی شروع ہوئی۔ جماعت خوارج سب قتل ہوگئی صرف نو آدمی زندہ بچے اور حضرت کے اصحاب میں سے فقط آٹھ آدمی شہید ہوئے۔ حضرت کا یہ خبر دینا بھی از قبیل معجزہ و کرامت ہے۔

کلام امام علیہ السلام

جنگ خوارج کے بعد حضرت کی خدمت میں یہ خبر پہنچائی گئی کہ یا امیر المومنین قوم خوارج کل قتل ہوگئی تو فرمایا قسم خدا کی یہ بات نہیں جو تم کہہ رہے ہو ابھی تو اُن کے نطفے مردوں کی پشت اور عورتوں کے رحم میں موجود ہیں۔ جب ان کا رئیس اور بزرگ نمودار ہوگا وہ ہلاک اور قتل ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آیندہ نسلیں چور اور لوگوں کو برہنہ کرنے والی ہونگی۔

پھر خوارج کے بارے میں ارشاد ہوا ہے

خوارج کو میرے بعد قتل نہ کرنا کیونکہ جو شخص حق کو طلب کرنے میں خطا کر جائے وہ اس سے بہتر ہے جو باطل کو طلب کرے اور وہ اُسے حاصل ہو جائے (باطل سے مراد معاویہ اور اُسکے اصحاب ہیں جو بغیر استحقاق کے خلافت کے طالب تھے اور ریاسب باطلہ کی مسندوں پر بیٹھے تھے) اور خوارج ریاست اور خلافت کی خواہشمند نہ تھے بلکہ وہ خلیفہ برحق کی مطیع تھے۔ مگر شیطان کے اجتہاد باطل نے انہیں گمراہ کر دیا اور وہ جہالت کی وجہ سے اُس میں گرفتار ہو گئے گویا معاویہ اور اصحاب معاویہ خوارج سے بھی زیادہ گمراہ اور ضلالت میں گرفتار ہیں۔

کلام امام علیہ السلام

بعض اصحاب نے حضرت کو خبر دی کہ ابن ملجم وغیرہ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور وہ وقت و صت

لے گروہ خوارج کی باقی رہنے کی نسبت حضرت نے خبر دی ہے کہ فرمایا بعد قرن ان کا ظہور ہوگا۔ زمین میں فتنہ و فساد بھی برپا کرینگے قتل و قتال کرینگے اور کشتہ ہو جائیں گے چوری اور ڈاکہ زنی اور بٹ ماری ان کا پیشہ ہوگا۔ چنانچہ وہ نو آدمی جو جنگ نہروان میں بچ رہے تھے مختلف شہروں کی طرف بھاگ نکلے اور وہاں جا کر اپنے مذہب کی ترویج شروع کی جن کی تفصیل کتب تواریخ میں مذکور ہے ۱۲

میں اچانک آپ پر حملہ کرینگے۔ اس وقت حضرت نے فرمایا۔ پروردگار کی ایک (دشمن کے غدر و مکر کو) روکنے والی سپر میری حفاظت کر رہی ہے۔ جب میری موت کا وقت آجائیگا تو وہ علیحدہ ہو جائیگی مجھے موت کے سپرد کر دیگی اُس وقت اجل کا تیر خطا نہ کریگا اور اُسکا زخم مندمل نہو گا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

آگاہ ہو جاؤ! دنیا وہ مکان ہے جس کے رہنے والوں کو اسی میں رہکر اُس کے عذاب و عقاب سے سلامتی حاصل ہو سکتی ہے (اعمال صالحہ اور توبہ و استغفار دنیا ہی میں ہو سکتے ہیں کیونکہ دنیا دار العمل ہے اور وہ شئے جو اسی دنیا کے لئے حاصل کیجائے کبھی نجات نہیں دے سکتی۔ یہ دنیا دار الامتحان ہے۔ اسی دنیا میں اچھی طرح گرفتار کرکے لوگوں کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ اب جن لوگوں نے دنیا میں سے اسی کی آسائشوں کو حاصل کیا ہے وہ ان سے خارج کر دئے جائیں گے۔ ان آسائشوں سے علیحدہ ہو جائینگے۔ اور ان کے حاصل کرنے پر ان سے حساب لیا جائے گا اور جنہوں نے دنیا میں سے اس کے غیر (آخرت) کے لئے کچھ کما لیا ہے وہ کمائی (دنیا سے علیحدہ ہونے کے بعد) انہیں پہنچا دی جائے گی اور وہ ان کے لئے قائم رہے گی۔ بے شک دنیا عقلمندوں کے نزدیک شاخص[1] کے سائے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ جسے ابھی تو پھیلا ہوا دیکھا تھا اور ابھی بالکل فنا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بندگان خدا! خدا کے عذاب سے ڈرو۔ تقوٰے اختیار کرو اور اعمال خیر کے ساتھ اپنی موت کی طرف عجلت کرو (موت آنے سے پہلے اعمال خیر میں کوشش کرو تاکہ مرنے کے بعد نیکوکاروں اور متقیوں کے دفتر میں تمہارا نام لکھا جائے) وہ چیز جو تمہارے پاس سے زائل ہو جانے والی ہے اُس کے عوض وہ شئے خرید

[1] شاخص بمعنی مسافر اور زوال آفتاب کو پہچاننے کا آلہ ۱۲

کرو جو تمہارے لئے ہمیشہ باقی رہے گی تم کوچ کرو اور کوچ کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ اس میں دیر نہ کرو کیونکہ بحکم خدا تمہاری فطرت ہی تمہیں رحلت پر آمادہ کر رہی ہے۔ تم موت کے لئے بالکل تیار اور مستعد ہو جاؤ۔ جس کا سایہ تم پر چھایا ہوا ہے۔ تم وہ قوم ہو جاؤ جو آواز دینے اور پکارنے سے بہت جلد بیدار ہو جاتی ہے۔ تم خوب جان لو دنیا تمہارا (اصلی) گھر نہیں تم اس کو تبدیل کر ڈالو (اعمال دنیا کی عوض اعمال آخرت بجا لاؤ) کیونکہ پروردگار عالم نے تمہیں عبث اور فضول پیدا نہیں کیا ہے اور تمہیں یوں ہی مہمل طریقہ پر نہیں چھوڑ دیا۔ تم میں کسی شخص اور بہشت و دوزخ کے درمیان نازل ہونے والی مدت کے سوا کوئی حد فاصل نہیں۔ تمہاری عمر اور بقا کی مسافت جسے ایک ایک لحظہ فنا کئے دیتا ہے اور ایک ایک ساعت اسے منہدم کر رہی ہے بے شک تقلیل مدت کی ہی سزاوار ہے اور ہم میں سے غائب ہو جانے والا جسے لیل و نہار کی نت نئی گردشوں نے منزل تک پہنچا دیا ہے اسی قابل تھا کہ بہت جلد اپنی منزل پر پہنچ جائے کیونکہ ابلق لیل و نہار نہایت ہی تیز روی کے ساتھ جا رہا ہے اور جو شخص (دنیا میں آکر) نیک بختی و سعادت پر فائز ہوتا ہے یا بد بختی اور شقاوت کی طرف قدم بڑھاتا ہے وہ بہترین آمادگی کا مستحق ہے (اسے حوادثات زمانہ سے بچنے کے لئے تیار رہنا چاہیے)۔ اور موت ہی ان حوادثات سے نجات دینے والی ہے اور عمدہ تیاری اور آمادگی یہی ہے کہ نیکیوں کی طرف رجوع کیجائے۔ جو بدکاریوں کی اذیتوں کو دفع کرنے والی ہیں۔ جو شخص اپنے نفس کو نصیحت کرتا ہے توبہ کی طرف اقدام اور پیش دستی کرتا ہے اپنی خواہشوں کو مغلوب کرتا ہے وہ بندہ اپنے آپ کو پروردگار کے مواخذہ سے بچا لیتا ہے۔ اور دوسرے کی یہ حالت ہے کہ بیشک موت اس کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے اس کی خواہشیں اور امیدیں فریب دے رہی ہیں شیطان اس پر موکل ہے جو معصیتوں اور نافرمانیوں کو مزین کرتا ہوا اسے ان کے ارتکاب پر آمادہ کرتا ہے توبہ کو بھلاتا ہوا تاخیر میں مبتلا کر دیتا ہے اور پھر وہ بندہ بخوف ہو کر گناہ میں مصروف ہوتا ہے۔ شیطان اسے اسی حالت میں قائم اور برقرار رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اچانک اور عین غفلت کے عالم میں پیغام اجل پہنچ جاتا ہے۔ میں ہر ایک اس غافل کی حالت پر کس قدر تعجب ناک حسرت و

افسوس کرتا ہوں جس کے لئے اس کی عمر ایک حجۃ و برہان ہے وہ اس مدت میں سعادت اور نیکبختی حاصل کر سکتا ہے (اور پھر نہیں کرتا) یہانتک کہ اسکا زمانہ اسے بدبختی اور شقاوت کی طرف پہنچا دیتا ہے ہم سوال کرتے ہیں کہ پروردگار عالم ہمیں اور تمہیں ان شخصوں میں سے بنادے جن کی نعمتیں انہیں تکبر اور طغیان میں مبتلا نہیں کرتیں اور کوئی دنیاوی (فائدہ) اور نفع انہیں عبادت پروردگار سے باز نہیں رکھ سکتا اور نہ جن کو موت کے بعد پشیمانی اور ندامت حاصل ہوتی ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور سپاس اُسی خدا کے لئے مختص ہے جس پر کسی حالت اور کسی صفت نے سبقت نہیں کی وہ آخر ہونے سے پہلے اول اور باطن ہونے سے قبل ظاہر تھا (اس کا کسی صفت سے متصف ہونا کسی دوسری صفت کے ساتھ متصف ہونے پر مقدم نہیں) ہر ایک وہ شے جسے اس پروردگار کے علاوہ واحد[۱] کہا جا سکے قلیل ہے اور اس پروردگار کے ماسوا جو کوئی عزیز اور صاحب شوکت و قدرت ہے وہ ذلیل ہے۔ ہر ایک قوی اُس کے علاوہ ضعیف ہے اور اُس کے سوا ہر ایک قادر اور توانا عاجز ہے اس کا غیر ہر ایک سننے والا بہت سی لطیف آوازوں کو نہیں سن سکتا۔ بہت ہی بزرگ اور بلند آوازیں اسے بہرہ کر سکتی ہیں اور بہت سی دور کی آوازوں سے اس کی قوت سامعہ محروم رہتی ہے اس کے ماسوا ہر ایک ناظر۔ بصیر اور دیکھنے والا بہت سے ہلکے ہلکے رنگوں اور لطیف لطیف جسموں کے دیکھنے سے نابینا ہے۔ اس کے علاوہ جو چیز ظاہر ہے وہ ظاہر ہے (ہر شخص اُس کی حقیقت اور کُنہ کو جان سکتا ہے) اور اُس کے سوا جو چیز پوشیدہ ہے وہ پوشیدہ ہے (بالکل مجہول ہے۔ کوئی اُسے جان نہیں سکتا) مگر خداوند تعالےٰ اگرچہ پوشیدہ ہے لیکن اُس کی نشانیاں عالم میں پھیل رہی ہیں۔ اس نے اپنی مخلوق کو نہ کسی قوت اور سلطنت کی زیادتی کے لئے پیدا کیا اور نہ زمانہ کے حوادثات

---

[۱] وحدۃ کی دو قسمیں ہیں۔ عددیہ اور غیر عددیہ۔ وحدت غیر عددیہ خاص پروردگار عالم کے لئے مخصوص ہے اور وہی واحد حقیقی ہے۔ رہی وحدت عددیہ غیر خدا میں بھی پائی جاتی ہے ۱۲

دشوار کے خوف سے ہر ایک شے اس کی سطوت سے خائف ہے اپنی مخلوق کو کسی جوش دلانے والے مدمقابل کی استعانت کسی شریک کثیر الاعوان اور کسی النفرت کرنیوالے کی ضد پر پیدا نہیں کیا مخلوقات اُسکی تربیت کی ہوئی ہے خلقت کو اپنے رب مطلق ہونے کی وجہ سے پیدا کیا ہے اس نے چند ذلیل بندوں کو پیدا کیا (اور پھر انہیں عزیز بنا دیا۔ بے شک اسی کے لئے عزت ہے اور وہ رب العالمین ہے) اُس نے کسی چیز میں حلول نہیں کیا اور نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اُس چیز میں موجود ہے وہ کسی چیز سے دور نہیں اور نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں چیز سے دور ہے۔ مخلوق کی ایجاد اور تدابیر ایجاد نے اسے ماندہ اور خستہ نہیں کیا۔ اسے تھکا نہیں دیا اور نہ کسی شے کے پیدا کرنے سے اسے عجز و ضعف لاحق ہوا ہے۔ اسے اپنے قضا و قدر میں شبہہ اور شک واقع نہیں ہوتا بلکہ اُسکی قضا یقینی ہے اس کا علم محکم ہے۔ اُس کا علم لازمی اور استوار ہے۔ اس کے انتقام سے امید رحمت ہے (کیونکہ انتقام گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے) اس کی نعمتوں سے ڈرنا چاہیئے (کیونکہ دنیاوی نعمتیں حقیقت میں بلائیں اور امتحان کی کسوٹیاں ہیں۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جنگ صفین کے موقع پر ایک روز حضرت نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے گروہ اسلام تم خوف خدا کو اپنے لئے شعار اور پیراہن بنا لو۔ اور تسکین و آرام کو اپنی طرف کشش کر لو (خوف خدا سے ڈرو جہاد فی سبیل اللہ میں تساہل نہ کرو اور جہاد میں قائم و ساکن رہو) تم دانتوں سے دانت ملاتے ہوئے دشمن پر حملہ کرو۔ کیونکہ یہ حالت دشمن کی تلواروں کو مغز سر سے دور رکھتی ہے ظاہری اور کوتاہ و ناقص زرہ کو تمام کرو۔ پھینکدو۔ توکل کی زرہ پہنو اور شمشیروں کو کھینچنے سے پہلے نیاموں میں جنبش دے لو جس سے جھنکار پیدا ہو جائے۔ دائیں بائیں کا خیال رکھتے ہوئے چاروں طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے نہایت سرعت کے ساتھ نیزہ بازی کئے جاؤ دشمن کو تلواروں کی باڑھ پہ دھر لو اور شمشیروں کو دشمن سے ملائے رہو۔ تم خوب جان لو کہ پروردگار کی مدد تمہارے

ساتھ ہے۔ تم ابن عم رسول اللہ (روحی لہما الفدا) کے ماتحت ہو دیکھتے کیا ہو دوبارہ دشمن پر پلٹ پڑو لڑائی سے منہہ نہ پھراؤ بھاگنے سے حیا و شرم کرو کہ بدنامی اور ننگ اس کا انجام ہے اور روز حساب اس کے بدلے آگ نصیب ہوگی۔ اپنے نفس کو اسی کی خواہشوں سے خوش کرو اور بطیب خاطر موت کی طرف نہایت آسانی کے ساتھ چلے چلو۔ تم دشمن کے لشکر کی اس زبردست سیاہی پر چھا جاؤ یہ طنابوں والا گنبد اور خیمہ (معاویہ) جو سامنے موجود ہے اس کو گھیر لو اور اس میں بیٹھنے والوں پر تلواریں برسا دو۔ اس رواق کے اطراف میں ایک شیطان چھپا ہوا ہے جو آگے بڑھنے کے لئے پیش دستی کرتا ہے اور پاؤں کو پلٹنے کے لئے پس پشت ڈال دیا ہے (یہ ایک بزرگ سلطنت کی طرف دست درازی کر رہا ہے۔ اگر تم بزدلی سے کام کروگے۔ اور اگر مرد میدان بن جاؤ گے تو بھاگنے کے لئے تیار ہی ہے) لڑو لڑو یہاں تک کہ قدرتی گرز تمہارے لئے آشکار ہو جائے اور امداد غیبی تمہیں مظفر و منصور کردے۔ تم بہت بلند مرتبہ ہو۔ پروردگار کی نصرت تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال اور جہاد کی مشقتوں کو ضائع اور برباد نہیں کریگا۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وفات کے بعد جب حضرت کو خبر پہنچی کہ مہاجرین و انصار سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہوکر خلافت اور ابوبکر کی بیعت پر جھگڑا کر رہے ہیں اس وقت آپ نے فرمایا انصار کا اس بارے میں کیا قول ہے۔ عرض کی وہ کہتے ہیں منّا امیر و منکم امیر ایک امیر ہم میں سے ہو ایک تم میں سے۔ اُس وقت ارشاد فرمایا مہاجرین نے کیوں یہ دلیل اور برہان پیش نہ کی کہ رسول خدا نے وصیّت فرمائی ہے کہ ان (انصار) کے اچھوں سے نیکی کی جائے اور بروں کے افعال سے درگزر کی جائے۔ اصحاب نے عرض کی اس میں ان کی عدم امارت کی کونسی دلیل ہے فرمایا اگر اُن میں امارت ہوتی اور اُن میں بھی کوئی امیر اور خلیفہ ہوتا تو اُنہیں دوسروں کے سپرد کیوں کیا جاتا۔ (کہ اُن کے اچھوں سے نیکی اور بروں کے قصور سے درگزر کرنا) پھر فرمایا اچھا قریش نے کیا دلیل

پیش کی۔ اصحاب نے عرض کی وہ یہ بُرہان لائے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرے سے ہیں پیغمبر کے خاندان اور قبیلہ سے ہیں۔ ارشاد فرمایا وہ اس شجرے کے ساتھ تو متمسک ہوئے مگر اُس کے ثمر کو ضائع کر دیا (اگر قرابت اور توحد خاندانی کو دلیل خلافت پیش کیا گیا ہے تو اہلبیت سے زیادہ اس کا کون حقدار ہے۔ مگر قریش نے اس شجرے کے ثمر یعنی حق اہلبیت نبوت کو ضائع کر دیا ہے)

کلام امام علیہ السّلام

محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ جو حضرت کی طرف سے مصر کا عامل تھا جب جنگ صفین کے بعد عمرو عاص نے اسے قتل کرا کے مصر پر تصرّف کیا اور حضرت کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا میرا ارادہ تھا کہ میں ہاشم ابن عتبہ کو والی مصر مقرر کردوں اور بے شک اگر میں اسے وہاں کا حاکم بنا دیتا تو وہ اس ولایت کو دشمن کے لئے خالی نہ کرتا اور وہ اُسے مہلت ہی نہ دیتا (جیسا کہ محمد نے شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا شہر کو خالی چھوڑ دیا اور دشمن کو اُس پر قبضہ کرنے کی مُہلت مل گئی) مگر ہاشم کی اس تعریف میں محمد کی مذمّت پوشیدہ نہیں۔ بیشک محمد رضؓ میرا محبوب تھا وہ میرا ربیب[۱] تھا میری زوجہ کا پسر تھا۔

کلام امام ہمام علیہ السّلام

حضرت نے اپنے منافق اصحاب کی مذمّت میں فرمایا ہے۔ میں کہاں تک تمہاری خاطر و مدارات اُس اونٹ والے کی طرح کئے جاؤں جو اپنے زخمی کوہان والے اونٹوں کی تواضع کیا کرتا ہے اور جس طرح پُرانے لباس والا اپنے لباس کے ساتھ نرمی اور ملائمت کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اور جب ایک

---

[۱] محمد کی والدہ اسما بنت عمیس ابوبکر کے انتقال کے بعد حضرت کے حبالۂ نکاح میں آئی تھی اُس کے پاس ابوبکر سے دو اولادیں تھیں۔ پسری اولاد میں محمد تھے اور دختری اولاد میں ام کلثوم تھی جس کا نکاح خلیفہ ثانی سے ہوا اور جسے جہال سُنّی دختر فاطمہؑ تجویز کرتے ہیں ۱۲

دامن اُس کا سی لیتا ہے تو دوسرا نکل جاتا ہے (تم بالکل ان اونٹوں کی مثال ہو جن کے کوہان زخمی ہوتے ہیں۔ جب تک اُن کی خاطر و مدارات نہ کی جائے وہ بوجھ ہی نہیں اُٹھاتے تم بالکل بوسیدہ کپڑے کی مانند ہو جب ایک طرف سے سیا جائے تو دوسری جانب سے چل دیتا ہے۔ یہی حال تمہارا ہے تم میں اجتماع کی صلاحیت ہی نہیں) جب شام کے لشکروں میں سے ایک آدھ دستہ تمہارے قریب آجاتا ہے تو تم خوف کے مارے اپنے دروازوں کو بند کر لیتے۔ اپنے حجروں میں اس طرح پوشیدہ ہو جاتے ہو جیسے سوسمار اپنے سوراخ میں یا کفتار اپنے بھٹ میں۔ خدا کی قسم جس کی تم مدد اور نصرت کرو وہ ذلیل ہے) تم اُسے لڑائی میں چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے اور مغلوب ہو کر اُسے خواہ مخواہ ذلت نصیب ہوگی) اور جس شخص نے تمہیں دشمن کے مقابلے کے لئے بھیجا اُس نے ایک تیر بے پیکان چلایا قسم خدا کی تم اپنے مکانوں کی فضا میں تو بہت جنچتے ہو مگر میدان میں علم کے نیچے تمہاری تعداد بہت ہی قلیل ہوتی ہے۔ بے شک میں اُس چیز سے خوب واقف ہوں جو تمہارے فتنہ و فساد کی اصلاح کر سکتی ہے۔ تمہاری کجی کو سیدھا کر سکتی ہے (جابر اور ظالم بادشاہوں کی سیاستوں کا تمہارے ساتھ عملدرآمد ہو سکتا ہے) مگر میں اپنے نفس کو فاسد کر کے تمہاری اصلاح نہیں چاہتا خدا تمہارے چہروں کو ذلیل و خوار کرے تمہارے نصیب اور مقدر کو پست کر دے تم بدبخت ہو جاؤ کیا تم حق کو اتنا بھی نہیں جانتے جتنا کہ باطل کو پہچانتے ہو؟ کیا تم ابطال باطل میں اتنی کوشش بھی نہیں کر سکتے جتنی کہ حق کو چھپانے کے لئے عمل میں لاتے ہو۔

کلام امام علیہ السلام

شب ضربت کی صبح کو آپ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا کہ نیند نے میری آنکھوں پر غلبہ کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں نے عرض کی دیکھئے یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھے یہ کجی اور بدی نصیب ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا تو انہیں چھوڑ دے۔ ان پر نفرین کر۔ اس وقت میں نے کہا۔ پروردگار عالم ان کی عوض ایسے مصاحب اور اعوان و انصار عطا کرے جو میرے لئے

ان سے بہتر اور نیک ہوں اور میرے عوض ان پر حاکم جابر مسلط فرمائے جو ان کے لئے نہایت ہی بد ہو۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

اہل عراق کی مذمت میں فرمایا ہے۔ حمد خدا و نعت رسول کے بعد اے عراق والو! تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تم بالکل اُس حاملہ عورت کی مانند ہو جو مدّت حمل تمام ہوتے ہی اپنے حمل کو ساقط کردے جنین مردہ کو گرادے۔ پھر اُس کا شوہر مرجائے اور اُس کی بیوہ پن کی مدت دراز اور طویل ہو اور دور و نزدیک کوئی اُس کا والی و وارث باقی نہ رہے قسم خدا کی میں اپنے اختیار اور ارادے سے تمہارے پاس نہیں آیا ہوں - قضا و قدر کا حکم لایا ہے مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مجھے دروغگو کہتے ہو۔ خدا تمہیں قتل کرے دنیا اور آخرت کی زندگی تم سے چھین جائے۔ بتاؤ تو میں نے کس کی نسبت جھوٹا اتہام لیا کیا میں (معاذ اللہ) خدا پر کوئی جھوٹ اور افترا باندھ رہا ہوں۔ میں تو اس پر سب سے پہلے ایمان لانیوالا ہوں پھر کیا نبی کی نسبت کچھ دروغگوئی کرتا ہوں ؟ جاہلو سب سے پہلے تو میں ہی اسکی تصدیق کرنیوالا ہوں۔ قسم خدا کی ہرگز میں نے کسی کی نسبت جھوٹ نہیں بولا ہاں لیکن میرا ایک خاص لہجہ ہے اور ڈھلے ہوئے لفظ میرے منہہ سے نکلتے ہیں جن کی سمجھ اور ادراک سے تم بہت دور ہو اور تم ہرگز اس کے اہل ہی نہیں ہو۔ تم میری گفتگو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ میری تکذیب کرنے والی کی ماں اُس کے سوگ میں بیٹھی ہوئی فریاد کرے ہیں تو ہیمانے بھر بھر کر (جواہر علوم) اسے بخشدوں جن کی قیمت کا بھی طالب نہیں۔ بشرطیکہ اُس کا ظرف متحمل ہو اور بے شک وہ قیامت کے دن میرے قول کی تصدیق کو سن لیگا اسے معلوم ہو جائیگا اور اس تکذیب کا مزا چکھ لیگا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں حضرت نے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم پر درود بھیجنے کا طریقہ تعلیم کیا ہے فرماتے ہیں

اے ان بچھی ہوئی زمینوں کے بچھانے والے! اے آسمان بلند و مرفوع کو بجالت خود رکھنے والے اے ہر ایک نفس کو اس کی جبلت اور فطرت سعادت یا شقاوت پر پیدا کرنے والے پروردگار! اپنی تکریمات اور تحیات شریفہ اور برکات متزائدہ کو اپنے بندے اور رسول محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قائم اور برقرار کردے جو خاتم الانبیاء ہے علوم سربستہ کا فاتح اور نہایت سچائی اور حق کے ساتھ امر حق کا اعلان کرنے والا ہے جو باطلوں کے جوش کا دافع اور بڑے بڑے سطوت و جبروت والے گمراہوں کا مغز پاش پاش کرنے والا ہے۔ پروردگارا! تو بھی اپنے اُس نبی پر درود بھیج جیسا کہ اُس نے رسالت کے سنگین بوجھ کو اُٹھایا تیرے حکم پر قائم رہا تیری مرضی اور خوشنودی کی طرف پیشدستی کرتا رہا اُس نے قدمِ بندگی پیچھے نہیں ہٹایا۔ اُس نے ادائے رسالت میں سُستی اور تساہل نہیں کیا۔ وہ تیری وحی کا محافظ رہا تیرے عہد و پیمان کو قائم رکھا۔ اور تیرے اجرائے احکام پر گزر گیا۔ حتےّٰ کہ متعلّم کے لئے آتش علم کے شعلوں کو ظاہر کر دیا اور مخبوط اور غلط کاروں کے لئے ہدایت کے رستے روشن کر دئے وہ قلوب جو فتنہ و فساد اور گناہوں میں غرقاب تھے اُس کی بدولت ظاہر اور صحیح نشانیوں اور روشن احکام کی طرف ہدایت پا گئے۔ وہ تیرا امین ہے اور تو نے (وحی کے لئے) اُسے امین مقرر کیا ہے۔ وہ تیرے پوشیدہ اور پنہاں علوم کا جامع ہے۔ وہ قیامت کے دن تیرا گواہ ہے۔ تو نے اُسے صداقت اور حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اور اپنی مخلوق کے لئے رسول مقرر فرمایا ہے۔ پروردگارا اپنی رحمت کے سایہ میں اسکے مکان کو وسیع فرما اور اپنے فضل و کرم سے اُسے دُہری دُہری نیکیاں اور درجات عالیہ عنایت کر۔ اپنے مقربین کے درجوں سے اس کے مدارج کو بلند کر اپنے نزدیک اس کی منزلت کو مکرّم رکھ اور اپنا نور اُس کے لئے تمام کردے۔ تو نے اسے شہادت مقبولہ اور اقوال مرضیہ کی رسالت پر مبعوث فرمایا۔ اب اُسے اُسکی جزا دے (اُسے امت کے بارے میں حق شفاعت عطا فرما کیونکہ وہ صاحب نطق و عدل ہے اور حق و باطل کو علیحدہ کرنے والا ہے)۔ پروردگارا! ہمارے اور اُس کے درمیان عمدہ عمدہ عیش و آرام کو جمع کر۔ اپنی نعمتوں کو قائم رکھ اور وہ خواہشیں جن کی آرزو کی جاتی ہے اور وہ لذتیں جن کی تمنا ہے عنایت کر عمدہ آسائشیں اور راحتیں انتہائی آرام اور نفیس نفیس کرامتوں کے تحفے عطا فرما دے۔

کلام امام علیہ السّلام

جنگ جمل میں جب مروان ابن الحکم اسیر ہوا تو اُس نے حسنین علیہما السلام سے استدعا کی کہ اپنے پدر بزرگوار کی بارگاہ میں میری شفاعت کیجئے۔ شاہزادوں نے اُس کی درخواست کو قبول کیا اور حضرت کی خدمت میں گزارش کی آپ نے اُسے رہا کر دیا۔ پھر شاہزادوں نے التماس کیا یا امیرالمومنین وہ آپ سے بیعت کرنی چاہتا ہے اُس وقت حضرت نے فرمایا کیا اُس نے قتل عثمان کے بعد میری بیعت نہیں کی تھی (جسے توڑ ڈالا) مجھے اُس کی بیعت کی حاجت نہیں۔ وہ یہود کے ساتھ بیعت کر چکا ہے اُس کا طریقہ یہودیوں کا ہے اگر وہ اپنے ہاتھ سے میری بیعت کریگا تو اپنے دھڑ کے ساتھ مکر اور غدر کریگا۔ اس کے لئے ایک حکومت ہے وہ اسے اس طرح چاٹیگا جیسے کتّا اپنی ناک کو چاٹا کرتا ہے۔ وہ چار بھینسوں کا باپ ہے اور قریب ہے کہ امّت کو اُس کے اور اُسکے بیٹوں کے ہاتھ سے سرخ موت نصیب ہو (وہ امت کو قتل کریں)

کلام امام علیہ السّلام

جب لوگوں نے عثمان سے بیعت کی اُس وقت حضرت نے فرمایا تم خوب جانتے ہو کہ میں اپنے غیر سے زیادہ حکومت اور بیعت کے لئے قابل اور مستحق ہوں۔ اور خدا کی قسم میں (قضا وقدر خداوندی کو) تسلیم کرتا ہوں جب تک امور مسلمین سلامت رہیں (کسی طرح کا فتنہ وفساد دینوی ظاہری برپا نہ ہو) اور اس کے ایام خلافت میں کھلّم کھلا ظلم وجور نہ ہو گو خاص مجھ پر ظلم وستم ہوتے رہیں (کیونکہ مجھ پر تو پہلا ظلم یہی ہے کہ میرا حق چھین لیا گیا) اور میں اس تسلیم ورضا کو اس لئے اختیار کرتا ہوں کہ مجھے خداوند تعالٰے کی جانب سے اس کا اجر وثواب عطا ہو۔ تقرب خداوندی نصیب ہو کیونکہ جس چیز کی زیب وزینت کے سبب سے تم اس کے طالب اور اُس پر راغب ہو رہے ہو میں اُس سے پرہیز کرتا ہوں۔

کلام امام علیہ السلام

جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ بنی امیہ آپ کو بھی خون عثمان میں شریک قرار دیتے ہیں اُس وقت آپ نے فرمایا "کیا میری خصلتوں کے علم نے انہیں اس تہمت سے منع نہیں کیا؟ کیا یہ جاہل میرے حالات سابقہ کو جانتے ہوئے بھی مجھے متہم کرنے سے باز نہ رہے (وہ نہیں جانتے میں کیسا شجاع ہوں۔ میں نے رسول کے زمانہ میں کیسی دلیری اور ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کیا ہے۔ پھر کیونکر میں پوشیدہ طور پر کسی کے قتل میں شریک ہو سکتا ہوں جو بزدلوں کی نشانی ہے) کیا میری زبان سے زیادہ پروردگار عالم نے انہیں وعظ نہیں کیا (کیا پروردگار نے غیبت کو منع نہیں فرمایا۔ کیا ارشاد نہیں ہوا "ان بعض الظن اثم" کیا خدا کا یہ قول نہیں "ولا یغتب بعضکم بعض" کیا یہ اُس کا کلام نہیں "والذین یوذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا) میں امر حق سے خارج ہو جانے والے خارجیوں کے ساتھ مجادلہ کرنے والا ہوں میں شک کرنے والوں کا دشمن ہوں۔ یہ دعوے جو بنی امیہ کر رہے ہیں اسے کتاب خدا پر عرض کیا جائے (کتاب خدا کی کوئی آیت اپنے دعوے کے اثبات میں پیش کریں) اور بے شک قیامت کے روز بندوں کو انکے دلی خیالات پر جزا دی جائیگی۔ (بنی امیہ جو خون عثمان کا دعوے کر رہے ہیں فی الحقیقت اُس کی تہ میں خلافت اور حکومت کی ہوس پوشیدہ ہے)

کلام امام علیہ السلام

خدا اس بندے پر رحمت کرے جس نے کلام حق سُنا اور اُسے کان میں رکھا اسے راہ حق کی طرف بُلایا گیا۔ وہ قریب آ گیا کسی ہادی اور رہبر نے اس کی کمر تھامی (اس کی دستگیری کی) اور وہ ناجی ہو گیا اپنے پروردگار کے اوامر و نواہی کی محافظت کی اور اُس نے اپنے گناہوں کی عقوبتوں سے خوف کیا عمل خالص بے ریا کی طرف اقدام کیا پیش دستی کی اور اعمال صالحہ بجا لایا۔ اس نے وہ کمائی کی جو آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ ہو گی اور کام آئے گی اور جن امور سے منع کیا گیا ان سے پرہیز کیا اس نے اپنا تیر نشانہ

پہنچا دیا اور عمدہ عوض اور بدلے کو جمع کر لیا۔ اپنی خواہش نفسانی سے عداوت رکھی اس کا تابع نہوا اور دنیاوی آرزوؤں اور حسرتوں کو بالکل جھوٹی سمجھا۔ صبر کو اپنی نجات کا بوجھ اُٹھانے والا اونٹ بنا لیا اور تقوے و پرہیزگاری کو اپنے لئے توشہ و زاد سفر آخرت تجویز کیا۔ طریقۂ غرّا پر سوار ہوا اور مسلک بیضا اور راہ روشن کے لئے لازم اور ملازم ہو گیا۔ بقائے دنیا کی فرصت اور مہلت کو غنیمت سمجھا۔ اجل کی طرف مبادرت کی۔ ہر وقت آمادۂ مرگ رہا اور اعمال صالحہ کو زاد راہ بنا لیا۔

کلام امام علیہ السّلام

عثمان کے زمانہ میں سعید ابن عاص کوفہ کا حاکم تھا اُس نے آپکے لئے ایک ہدیہ بھیجا اور ایک خط تحریر کیا کہ میں نے سوائے خلیفہ عثمان کے اور کسی کے لئے اس سے بہتر ہدیہ اور تحفہ نہیں بھیجا۔ جب آپ نے اس خط کے یہ الفاظ پڑھے تو فرمایا بنی امیّہ رسولؐ خدا کی میراث میں سے مجھے اس طرح تھوڑا تھوڑا بھیجتے ہیں جیسے اونٹنی کو ایک دفعہ تھوڑا سا دودھ لیا جاتا ہے اور باقی دودھ اُس کے تھنوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ قسم خدا کی اگر میں زندہ رہا اور اُن کے لئے باقی رہا۔ میں انہیں اس طرح پاش پاش کر دونگا جیسے قصاب خاک آلودہ اوجھڑی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

حضرت ان کلمات کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے۔ چونکہ امید ہے کہ مومنین بھی حضرت کی تاسّی اور پیروی کو نیک خیال فرمائیں گے لہذا اصل کلمات مع ترجمہ درج کئے جاتے ہیں اللّٰھم اغفرلی ما انت اعلم بہ منّی۔ پروردگارا میرے اس گناہ کو بخشدے جسے تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ فان عدت فعد لی بالمغفرۃ[1] اگر میں گناہ کی طرف عود کروں تو تو اپنی بخشش اور مغفرت کے ساتھ میری طرف

[1] اس سے یہ مطلب نہیں کہ حضرت گناہ کی طرف رہ رہ کر عود کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ جب میں تیرے فضل و کرم سے کسی مرتبۂ کمال پر پہنچوں تو اسے انتہائے فوق و علویت سمجھ لینا گناہ ہے لہذا تو مجھے اپنی رحمت سے اس سے زیادہ مرتبہ عطا فرما ۱۲

عود کر اللھم اغفرلی ما ایت من نفسی ولم تجد لہ وفاءً عندی - خداوندا تو اُس وعدے کو بخشدے جو میں نے اپنے نفس سے کیا ہے اور تو نے میری طرف سے اُس کی وفا کو نہیں پایا (وہ وعدہ امور طبعیہ کی طرف سے بے اعتنائی اور علوم عقلیہ میں کامل محویت تھا جیسے جہاد فی سبیل اللہ میں واقع ہونے والی قوت غضبیہ نے وفا نہونے دیا اگرچہ جہاد فی نفسہ کمالات عقلیہ کے لئے ایک وسیلہ ہے لیکن قوت غضبیہ بحیثیت غضب ایک گناہ اور علوم عقلیہ کے لئے ایک حجاب ہے) اللھم اغفرلی ما تقربت بہ الیک ثم خالفہ قلبی پروردگارا میرے اُس عمل کو بخشدے جس کی وجہ سے میں نے تیرا تقرب حاصل کیا اور پھر میرے قلب اور میری عقل نے اس کی مخالفت کی (مثلاً قتل کفار اگرچہ وجہ تقرب ہے لیکن نفس کی قوۃ غضبیہ طبعیہ کا ہیجان ہے عقل کے مخالف اور ایک قسم کا گناہ ہے حسنات الابرار سیئات المقربین انہیں نکات کو تو کہتے ہیں) اللھم اغفرلی رمزات الالحاظ وسقطات الالفاظ وشہوات الجنان وھفوات اللسان - خداوندا میری کن انکھیوں کے اشاروں - میرے الفاظ کی لغزشوں دلی خواہشوں (جو لذت دنیوی کے لئے پیدا ہوتی ہیں) اور ہفوات زبان کو بخشدے -

کلام امام علیہ السلام

حضرت نے جب خوارج کی سرکوبی کا عزم کر کے لشکر کشی کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے کہا کہ آپ اس وقت سوار نہو جیے بقاعدہ نجوم اگر اس وقت سفر ہوگا تو آپ دشمن پر فتح نہ پائیں گے - اُس وقت حضرت نے فرمایا کیا تو گمان کرتا ہے کہ تو اُس ساعت کو بتا سکے جس میں سفر کرنے والے کو نقصان نہ پہنچے - کیا تو ڈرا سکتا ہے کہ فلاں ساعت میں سفر کرنے والے کو نقصان اور ضرر لاحق ہوگا؟ جو تیرے ان اقوال کی تصدیق کرے بیشک وہ قرآن کی تکذیب کر رہا ہے (کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے قل لا یعلم من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا اللہ اور پھر ارشاد فرماتا ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو وغیر ذلک) اور محبوب ومطلوب تک پہنچنے اور مکروہات کو دفع کرنے میں پروردگار کی مدد اور استعانت سے بے پروا اور مستغنی ہوگیا - تیرے قول کی رو سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تیرے حکم پر عمل کرنیوالا تجھی کو

حمد اور تعریف کا مستحق خیال کرے نہ کہ پروردگار کو۔ کیونکہ تو اپنے زعم فاسد میں اسے ایسی ساعت کی طرف ہدایت کرتا ہے جس میں اُسے نفع پہنچیگا اور ضرر سے محفوظ رہیگا۔ یہاں تک فرمانے کے بعد حضرت نے لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا ایہا الناس تم تعلیم و تعلّم نجوم سے پرہیز کرو سوائے اُن چند قواعد کے جو برّی اور بحری سفر میں تمہارے کام آتے ہیں۔ کیونکہ یہ علم نجوم کہانت کی طرف دعوت دیتا ہے منجم کی مثال بالکل کاہن کی سی ہے اور کاہن جادوگر اور ساحر ہے۔ ساحر کافر ہے اور کافر کا ٹھکانا جہنم ہے۔ تم خدا کا نام لیکر چلے چلو۔

کلام جناب امیر علیہ السّلام

جب حضرت جنگ جمل سے فارغ ہوئے تو عورتوں کی مذمّت میں ارشاد فرمایا "معاشر الناس! بیشک عورتیں ناقص الایمان ہیں۔ ناقص النصیب ہیں۔ ناقص العقول ہیں (دلیل سنو! نقص ایمان تو یہ کہ انہیں اپنے ایّام میں صوم و صلوٰۃ سے علیحدہ رہنا پڑتا ہے۔ ناقص العقول یوں ہیں کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوتی ہے۔ اور نقص نصیب یہ ہے کہ میراث میں انہیں مردوں سے آدھا حصّہ ملتا ہے)۔ تم شریر عورتوں سے تو بچو مگر نیک عورتوں سے بھی حذر ہی کرتے رہو کسی امر نیک میں بھی ان کی اطاعت نہ کرو۔ مبادا کسی امر بد میں تمہارے مطیع کرنے کی در پئے ہوں (از رہ فریب کسی نیک امر کی جھلک دکھا کر بدی میں گرفتار نہ کر دیں)

کلام امام علیہ السلام

ایہا الناس امیدوں کو کوتاہ کرنا۔ نعمت حاصل کرنے پر شکر بجالانا اور تمام محرّمات سے دور رہنا یہ امور لوازمات و معروفات زہد سے ہیں۔ اگر زہد کما حقّہ تمہیں حاصل ہو اور تم سے دور رہے تو کم از کم اتنا تو ہو کہ شہوات دنیوی تمہارے صبر کو مغلوب نہ کریں اور تم نعمت کے حصول پر شکر منعم کو نہ بھلاؤ (کیونکہ یہ چیزیں بھی لوازمات زہد سے ہیں ان کے باعث تم ہلاکت اخروی سے تو

نجات پا جاؤ گے (اگرچہ درجات عالیہ کے مستحق نہ ہو گے بلکہ ان خصائل کے سبب سے زہد تک پہنچنے کی بھی توفیق ہو جائے گی) بیشک پروردگار عالم نے اپنی بیّن اور روشن حجتوں اور ظاہر و واضح کتاب (یا) سے تمہارے عذر اور تمہاری حجتوں کو زائل کر دیا ہے (اس نے اپنی حجت تم پر تمام کر دی اور تمہاری کوئی حجت اس پر باقی نہیں رہی)

کلام امام علیہ السّلام

دنیا کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں میں اس مکان کی کیا توصیف کروں جس کے اوّل میں تو رنج و تعب ہے اور آخر میں فنا اس کی حلال چیزوں میں (تصرف کرنے سے) حساب کا سامنا ہوتا ہے اور اس کے محرمات میں عذاب کا۔ جو اس میں رہکر غنی اور مستغنی ہو گیا وہ مفتون ہے معرض امتحان میں مبتلا ہے اور جو اس میں فقیر ہے وہ حزن والم میں گرفتار ہے جس نے اس کے حاصل کرنے میں سعی اور کوشش کی اسی کے پاس سے فوت ہو گئی اور جو اس کی طرف سے منہ پھرا کر بیٹھا اسکی طرف متوجہ ہو گئی۔ جس نے اس دنیا کو گہری نگاہ سے دیکھا دنیا نے اُسے بینا اور آگاہ کر دیا اور جسکی نگاہیں اس کی زینتوں اور آرائشوں ہی میں اُلجھ کر رہ گئیں اُسے اس دنیا نے اندھا کر چھوڑا۔

خطبہ غرّا

حضرت کا یہ ایک مشہور و معروف خطبہ ہے اور اسے خطبۂ غرّا کہتے ہیں۔ حمد اور تعریف اُسی پروردگار کے لئے مختص ہے جو اپنی قوت و قدرت کاملہ کی وجہ سے غالب بلند اور قاہر ہے اپنے فضل فیض اور رحمت کے سبب سے نزدیک ہے وہ ہر ایک فائدے اور بزرگی کا عطا کرنے والا۔ وہ ہر قسم کی سختیوں اور صعوبتوں کا دور کرنے والا میں اُس کے پے در پے احسانات اور وسیع و فراخ نعمتوں پر (نظر کر کے ان کا اعتراف کرتا ہوا) اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ وہ مبدء اوّل ہے میں اُس کی تصدیق کرتا ہوں۔ وہ ہادی ہے اور قریب ہے میں اسی سے ہدایت کا رستہ طلب کرتا ہوں۔ میں اسی سے مدد چاہتا ہوں

اسی کی استعانت کا خواہشمند ہوں کیونکہ وہ قاہر ہے۔ قادر ہے اور اُسی پر توکل کرتا ہوں کیونکہ وہی کافی ہے اور وہی ناصر ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ اس وحدہ لاشریک نے انہیں اپنے احکام کے اجرا اپنی حجت کو پہنچانے علاوہ اپنے اِنذار و تخویف کی طرف تقدیم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

بندگان خدا! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں تم اُس خدا سے ڈرو جس نے تمہارے لئے بہت سی مثالیں قائم کر دی ہیں اور تمہاری موت کا وقت معین کر دیا ہے۔ اس نے تمہیں آمدورفت کا لباس پہنا دیا ہے (جہاں چاہو سفر کرو) معاش کے رستے تمہارے لئے کھول دئے ہیں۔ (زراعت۔ فلاحت۔ تجارت جو چاہو کرو) اس نے تمہارے اعمال کو شمار کرتے ہوئے ان کا احاطہ کر لیا ہے (تمہارے خیر و شر سے واقف ہے) اور تمہیں ان اعمال کی جزا و سزا کے لئے منتظر کر دیا ہے۔ تمہارے لئے تمام اور کامل نعمتیں اور بلند و برتر بخششیں اختیار کر لی ہیں اور اعمال بد سے تمہیں ڈرا دیا ہے۔ وہ تمہارے اعداد کا احصا کر چکا ہے اور اس دارالامتحان اور مکان عبرت میں تمہاری مدتوں اور عمر کے اوقات کو معین کر رکھا ہے۔ تم اس دنیا میں امتحان دے رہے ہو اور اعمال دنیا پر (بروز آخرت) تم سے حساب لیا جائیگا۔ آہ! یہ دنیا اس دنیا کے چشمے نہایت تاریک اور مکدر ہیں۔ اس کے آبشار نہایت ہی گدلے اور غبار آلود ہیں۔ اس کے منظر (بنظر ظاہر) نہایت خوش آیند اور فرحت بخش ہیں مگر انجام کار ہلاک کرنے والے یہ دنیا مکار ہے۔ فریب دینے والی ہے۔ اس کی روشنی بہت جلد اوجھل ہو جائے گی۔ اسکا سایہ زوال پذیر ہے اور اس کی تکیہ گاہیں خراب اور برباد ہو جانے والی ہیں حتےٰ کہ جب نفرت کرنے والا اس سے مانوس ہوا اور اس کا انکار کرنے والا اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا تو اس دنیا نے اسے لات ماردی۔ اپنے دام میں اسیر کر لیا اور اپنے تیروں سے اُسے ہلاک کر ڈالا۔ اس دنیا نے انسان کی گردن میں موت کی رسّی باندھکر اُسے ایک تنگ و تاریک خوابگاہ وحشتناک منزل اور مکان کی طرف کھینچ لیا جہاں وہ اپنے اعمال کا معائنہ کرے گا اور عمل نیک کا

ثواب اور اُس کی جزا پائے گا۔ یہی حالت پس ماندگان کی بھی ہونے والی ہے۔ موت ہلاکت کو ترک نہیں کرتی۔ اور نہ ان باقی رہنے والوں کو جرم و گناہ پر زجر و توبیخ کرتی ہے ۔ان سب کی حالتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور جب تک غایۃ منتہےٰ اور نہایت فنا تک نہ پہنچ جائیں یوہیں گزرتے رہیں گے (یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہیگا) یہاں تک کہ تمام امور منقطع ہوجائیں ۔ زمانے گزر جائیں۔ حشر و نشر قریب ہو (اس وقت) پروردگار عالم تمام انسانوں کو ان کی قبروں کے سوراخوں ۔ طائروں کے آشیانوں ۔ درندوں کے مسکنوں اور ان مکانوں سے باہر نکالے گا جہاں وہ ہلاک ہوئے ہیں ۔ وہ حکم پروردگار کی طرف نہایت تیزروی کے ساتھ روانہ ہونگے ۔ وہ اس کے معاد کی طرف رُخ کرینگے مگر کس حالت سے ؟ وہ گروہ گروہ ہونگے ۔اُن پر خموشی کا عالم طاری ہوگا اور صف باندھے ہوئے (میدان حشر میں کھڑے ہونگے ۔ نور بصر اُن سے تجاوز کرجائیگا) یہ ظاہر اور مرئی ہونگے ۔ اور پکارنے والے کی آواز انہیں سُنوادی جائیگی جس وقت طلب کیا جائیگا فوراً حاضر ہونگے ۔ فروتنی ۔ مسکینی ۔ اطاعت اور مذلّت کا لباس انہیں ڈھانکے ہوئے ہوگا ۔ وہاں حیلے اور تدبیریں زائل ہوجائینگی ۔ آرزوئیں ۔ امیدیں اور حسرتیں قطع ہونگی ۔ دل اپنی حالتوں کا اندازہ کرتے ہوئے حرص و ہوا سے گرجائینگے اور آوازیں نہایت ہی پستی کے عالم میں لرزجائینگی ۔ ان کے چہروں پر جاری ہونے والا پسینہ لگام کی طرح مُنہہ تک آئیگا ! اور ان کا خوف و بیم نہایت ہی بزرگ ہوگا ۔ ان کے کان اس بلانے والے کی سخت و درشت آواز کی طرف مضطرب ہونگے جو انہیں خطاب فاصل کی طرف بلائیگا (جہاں حق و باطل کا فرق معلوم ہوگا) محل جزا و عقوبت عذاب کی طرف دعوت دیگا اور بخشش ثواب کے لئے طلب کریگا ۔ یہ اہل محشر وہ بندے ہیں جنہیں اس نے اپنی قدرت و قوّت سے پیدا کیا ہے ۔ جبراً و قہراً ان کی تربیت کی ہے ۔ جتھا رموت کی راہ سے ان کو گرفت کرلیا گیا ہے ۔ یہ قبروں میں دفن ہوئے ہیں ۔ ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہوچکی ہیں اور پھر ان کے ایک ایک فرد کو دوبارہ مبعوث کیا گیا ہے ۔ انکے اعمال کی ان کو جزا دی گئی ہے اور

معرض حساب میں آکر یہ ممتاز ہوئے ہیں۔ انہیں تاریکی جہالت سے نکلنے کی مہلت دی گئی تھی واضح اور روشن رستے انہیں دکھا دیئے گئے تھے۔ خوشنودی خدا حاصل کرنے کے لئے انہیں عمر عطا ہوئی تھی اور شک وشبہہ کی تاریکیاں ان سے اُٹھا دی گئی تھیں۔ انہیں اس مدت عمر او مضطرب الحال زندگی میں عمدہ اور نفیس گھوڑوں کو دوڑانے عقل سے کام لینے۔ نیک تدبیر طلب کرنے اور طلب راہ خدا کی آگ روشن کرنے والے کی پیروی کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔ کاش ان کے قلوب صحیح اور صائب مثالوں اور شفابخش مواعظ سے متاثر ہوتے۔ گوش شنوا انہیں سنتے اور محتاط عقلیں ان پر کاربند ہوتیں۔ بندگان خدا تم خدا سے ڈرو اس شخص کی طرح جس نے سُنا اور خوف کیا۔ ارتکاب گناہ کیا اور معترف ہوا اور ڈرا پھر عمل نیک کیا گناہ سے محترز ہوا اطاعت وعبادت کی طرف اقدام کیا۔ اس نے موت کا یقین حاصل کر لیا۔ اور یہ ایک نیک کام کیا۔ دوسروں کو نگاہ عبرت دیکھا اور عبرت حاصل کی۔ اسے خوف دلایا گیا اور اس نے ممانعت (از گناہ) کو قبول کر لیا۔ بندگان خدا! تم اس شخص کی طرح تقوٰے اختیار کرو جس نے رسول اللہ کی اجابت کی۔ آپ کے قول کو سُنا اور خدا کی طرف رجوع کی۔ اپنی فطرت اصلی کی طرف راجع ہوا۔ توبہ میں مشغول ہوا۔ انبیاء کی پیروی کی اور عمل واعتقاد میں ان کے موافق ہو گیا۔ اسے حق کے آثار اور نشانات دکھائے گئے اور اس نے حق کو پہچان لیا۔ یہ بندہ اپنے مطلوب کا طالب ہو کر گناہوں سے بھاگا اور نجات پا گیا۔ ذخیرۂ آخرت کا فائدہ حاصل کیا۔ اپنے باطن کو پاک اپنی روح کو مطہر بناتے ہوئے آخرت میں اپنا مکان تعمیر کر لیا۔ اس نے اپنی ضرورت کے موقعہ احتیاج کی حالت اپنے رستے اور اپنے کوچ کرنے کے دن کے واسطے توشہ اور زادراہ کو نظر میں رکھا اس ذخیرہ کو پہلے ہی اپنے مقامی مکان میں روانہ کر دیا۔ بندگان خدا! خدا سے ڈرو اس چیز کے سبب سے جس کے لئے تمہیں پیدا کیا ہے اور ہمیشہ خوف وحذر کرتے رہو اس عظیم الشان خوف سے جو اس کی ذات سے تمہیں پہنچایا گیا ہے۔ اس کی قیامت کے خوف سے ڈرتے ہوئے اور اس کے وعدوں کی حقیقت کی سچائی کا یقین کرتے ہوئے اُس چیز کے مستحق ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اور اسی خطبہ کے متعلق ہے۔ ایہا النّاس تمہیں کان عطا کئے گئے ہیں تاکہ تم اُس چیز کی حفاظت کرو کہ جو کان کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ تمہیں آنکھیں عنایت فرمائی گئی ہیں تاکہ تم تاریکی اور سیاہی سے نکل آؤ۔ اس نے اجساد کو ایسی حالت میں پیدا کیا ہے کہ اپنے اعضا کو جمع کرنے والے تھے۔ ترکیب اشکال اور مدتہائے عمر میں اپنے اطراف کے واسطے ملائم تھے۔ پھر پیدا کیا ایسے ابدان کے ساتھ جو اپنے منافع کے ساتھ قائم ہیں اور ایسے قلوب کے ساتھ جو اس کی بزرگ نعمتوں میں اس کے احسانات کے اسباب میں اس کی عافیت کے جمع ہونے کے مقامات میں اس کی بلاؤں سے منع کرنے والے مواضعات میں اپنی روزی کے طالب ہیں اس نے تمہاری عمروں کو معین کیا اور ان کی مقدار تم سے پوشیدہ رکھی۔ اس نے پہلے ان گزر جانے والوں کے آثار عبرت کے لئے باقی رکھ چھوڑے ہیں جنہوں نے اپنے دنیاوی حصّے کو حاصل کیا جن کے گلوگیر ہونیوالی موت کی مُدت وسیع تھی۔ ابھی وہ اپنی آرزوؤں تک پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ موت نے نہایت سرعت کی ساتھ آ لیا۔ موت کی قطع و بُرید نے آرزوؤں کو ان سے قطع کر دیا انہوں نے صحت بدن کی حالت میں کوئی سامان (آخرت) مہیا نہ کیا اور اوائل زمانہ میں عبرت نہ حاصل کی کیا شباب کی طراوتوں کے مالک سوائے جُھکا دینے والے بڑھاپے کے اور کسی چیز کے منتظر نہیں ہیں کیا صحت و تندرستی کی خوشی کے اہل دشوار اور شدید امراض کے سوا کسی اور چیز کا انتظار کرتے ہیں؟ کیا اوقات فنا کے علاوہ (مدت بقا) زندگی بسر کرنیوالوں کو کسی اور چیز کا انتظار ہے؟ باوجود یکہ زوال اور رحلت و انتقال قریب ہے۔ لرزہ۔ درد و قلق۔ صبر آب والم مصیبت۔ غصّہ ہائے حزن و محنت۔ فرزند زادوں۔ خویش و اقربا و اعزّہ و معاصرین سے استعانت کی تمنّا یہ سب باتیں بالکل نزدیک ہیں تو کیا عزیز و اقارب نے اس کے ضرر کو دفع کیا؟ رونے والوں نے کچھ نفع پہنچایا اسے اموات کے مکان میں چھوڑ دیا ایسی حالت میں کہ وہ اپنے اعمال کے بدلے گروی ہی اسے ایک تنگ و تاریک خوابگاہ کے حوالے کر دیا۔ درآنحالیکہ وہ بالکل تنہا ہے کیڑے مکوڑوں نے اس کی جلد کو پھاڑ ڈالا۔ غلبہ کرنے والوں نے اس کے نئے لباس کو کُہنہ کر دیا تیز اور تند ہواؤں نے اس کے آثار برباد کر دئے اور حوادث زمانہ نے اس کے نشانات کو مٹا ہی دیا۔ تر و تازہ بدن متغیر ہو گئے اور

قوت والی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر رہ گئیں ۔ روحیں اپنے بوجھ کی سنگینوں کی مرہون ہیں اور اپنے اخبارات غیب (قیامت) کا یقین کرنے والی ہیں ۔ ان کے اعمال نیک میں زیادتی کی طلب نہیں ہوتی ۔ نہ ان کی لغزشوں کی برائیوں میں رضا جوئی کا پرتو ہے ۔ کیا وہ لوگ تمہارے آباؤ اجداد نہ تھے ۔ کیا تم ان کے بیٹے ۔ ان کے خویش و اقربا نہیں ہو؟ تم ان کے اعمال کی پیروی کرتے ہو ۔ ان کے طریقہ پر سوار ہو اور انہیں کے رستے کو روندتے ہوئے چلے جا رہے ہو ۔

افسوس! دل اپنے حصے حاصل کرنے سے سخت ہیں ۔ اپنی صلاح و اصلاح کے تارک ہیں ۔ اپنے محل اعمال سے الگ ہو کر چل رہے ہیں گویا وہ ان کی منزل مقصود ہی نہیں گویا دنیا کے جمع کرنے میں ہی ان کی صلاح و اصلاح منحصر ہے ۔

خوب جان لو تمہیں پل صراط ۔ اس کی لغزش کی جگہ ۔ اس کی لغزشوں کے خوف اور اس کے امر نہایت ہی عظیم الشان خوف پر سے گزرنا ہے ۔ پس تم اس ذی عقل کی طرح خدا سے ڈرو جس کے دل کو اسکے تفکر نے امر آخرت میں مشغول کر دیا ہے ۔ اس کے بدن کو خوف و اندوہ نے رنج میں ڈال رکھا ہے اس کی تھوڑی سی نیند کو تہجد گزاری نے بیداری سے بدل دیا ہو امید ثواب نے جس کی نہایت ہی گرم دن کو تشنہ کر رکھا ہے (صائم الدہر ہے) زہد و تقوے نے جس کی خواہشات کو روک دیا ہے ذکر خدا نے جس کی زبان کو ہر وقت متحرک کر رکھا ہے اور اس نے خوف و خطر سے امین رہنے کے لئے خوف خدا کو اپنا پیشوا بنا لیا ہے ۔ واضح اور ظاہر رستے سے اس نے تشکیکات کو دور کر دیا ہے اور وہ نہایت ہی نزدیک رستے سے اپنی منزل مقصود کی طرف جا رہا ہے ۔ فریب اور غرور کی پیچیدگیوں نے اسے واپس نہیں لوٹایا ۔ مشتبہ امورات اس سے چھپے نہیں رہے ۔ وہ شادی و خوشی کی بشارت اور نعمت راحت جنت پر فائز ہوا قبر میں اس کی نیند نہایت ہی خوشتر نیند ہے اور (قیامت میں) اس کا دن نہایت ہی مامون و محفوظ ہے وہ نہایت ہی محمود طریقہ کے ساتھ اس سرائے عجلت (دنیا) کے پل سے عبور کر گیا اور نہایت ہی نیکبختی حاصل کر کے توشۂ آخرت آگے روانہ کر دیا اس نے خدا کا خوف کر کے بندگی میں پیش دستی کی اور زمان مہلت دنیا میں طریق عبادت پر نہایت سرعت کے ساتھ سالک

ہوا طلب آخرت کی رغبت کی اور دنیا سے گریز کرتے ہوئے آخرت کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ آج کے دن (دنیا میں) اپنی آخرت کا نگاہبان رہا اور ہمیشہ اپنے پس و پیش پر نظر رکھی پس ثواب اور بخشش کے لئے بہشت عذاب اور وبال کیلئے نار جہنم حجت تمام کرنے اور منکرین سے دشمنی رکھنے کے لئے کتاب خدا کافی ہے۔

بندگان خدا! میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہیں خوف دلا کر تمہارا عذر اُٹھا دیا اور واضح و روشن طریقہ کے ساتھ تم پر حجت قائم کی اس نے تمہیں اس دشمن سے ڈرایا ہے جو چھپے ہوئے رنگ سے تمہارے سینوں میں داخل ہو گئی ہے پنہاں طور سے تمہارے کانوں میں عداوت کی آگ کو پھونک رہی ہے اس نے تمہیں گمراہ کر دیا ہے۔ تمہیں مار ڈالا ہے۔ تم سے آرزوؤں کا وعدہ کیا ہے۔ تمہیں تمناؤں میں ڈال رکھا ہے گناہوں کی بُرائیوں کو مزین کر دیا ہے اور مہلکات بزرگ کو تمہارے لئے آسان کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے مصاحب کو شقاوت کے اعلےٰ درجہ تک پہنچا دیا جو اس کی پیروی کے ہاتھ بکا ہوا تھا اسے مقید کر دیا جس چیز کو مزین کیا تھا اُس کا انکار کر دیا جسے آسان سمجھا تھا اس کی دشواریاں سمجھا دیں جس چیز سے بیخوف کر رہی تھی اسی سے ڈرانا شروع کر دیا۔

اسی خطبہ میں خلقت انسان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے

یہ انسان وہ ہے جسے اس خلاق عالم نے ارحام کی تاریکیوں اور پردہ ہائے ارحام کے غلافوں میں پیدا کیا درآنحالیکہ وہ ایک ڈالا ہوا قطرہ۔ سیاہ کیا ہوا مضغہ تشکم مادر میں رہنے والا بچہ تھا وہ شیر خوار ہوا۔ کودک نادان بنا اور حد بلوغ تک پہنچا پس خدائے برتر نے اُسے ایک حفاظت کرنے والا قلب عطا کیا بولنے والی زبان عنایت کی اور دیکھنے والی آنکھ مرحمت فرمائی تاکہ وہ عبرت حاصل کرتا ہوا عقل و فہم سے کام لے بے رغبت اور منزجر ہوتا ہوا گناہوں سے باز رہے حتیٰ کہ اُس کے اعضا کا اعتدال قائم ہو گیا اُس کی صورت اور مثال بالکل راست ہو گئی اب اس نے متکبر ہو کر اطاعت سے سرکشی کی

بیباک ہوکر اپنی ہوا و حرص کے ڈول سے پانی کھینچتے ہوئے اپنی دنیا کے واسطے سعی و تلاش اور جد و جہد کرتے ہوئے اپنی لذتوں کے سرور اور اپنی حاجتوں کے ظہور میں مست ہو کر گمراہ ہو گیا وہ کسی مصیبت کا گمان ہی نہیں کرتا اور کسی خطرے سے نہیں ڈرتا۔ پس وہ فریب کھائے ہوئے اپنی گمراہی میں مر گیا اس تھوڑے سے عرصہ تک اپنی لغزشوں میں زندگی بسر کی اس نے کسی عوض اور بدلے کو حاصل نہ کیا اور کسی فریضہ واجب کو بجا نہ لایا وہ ابھی بقیہ سرکشی میں گرفتار تھا اپنے عیش و نشاط کے طریقہ پر سالک ہو رہا تھا کہ اچانک موت کی مصیبتوں نے پکڑ لیا اس نے مضطرب ہو کر سینہ زنی کرنے والی اور از راہ بے صبری فریاد کرنے والی عورت۔ مہربان باپ اور ہمزاد برادر کے درمیان بیماریوں اور دردوں کے حوادث اور رنج و آلام کی ناخوش آیند سختیوں میں صبح سے شام کی اور بیداری کی حالت میں رات گذری (ہاں یہ رونے والے تو رو پیٹ رہے تھے) اور یہ مرد غافل کر دینے والی موت کی بیہوشی توڑ دینے والی مصیبت و شدت۔ نالہ درد انگیز میں گرفتار تھا۔ غم خیز طریقہ سے اس (اس کے مقام سے) کھولا جا رہا تھا اور رنج دینے والی حالت میں اسے ہنکایا جا رہا تھا پھر یہ اپنے کفن میں اہل و عیال سے ناامید ہو کر لپیٹ گیا اور دنیا سے اس کو کھولدیا گیا۔ اس وقت یہ بالکل مطیع تھا اور ذرا سی ناہمواری بھی اس میں باقی نہ تھی۔ پھر یہ جنازے کی لکڑیوں پر ڈالدیا گیا اس وقت یہ اپنے مرض سے والیس ہو چکا تھا زار و نزار ہو رہا تھا اور بیماری کے ہاتھوں لاغری اسیر چھائی ہوئی تھی اسے اس کے خدمتگاروں یعنی بیٹوں اور مدد کرنے والوں یعنی بھائیوں نے کاندھے پر اٹھایا اور ایسی جگہ لے چلے جو اس کی غربت کا مکان تھا اور جہاں پھر دوبارہ اس کی زیارت نہ ہو سکتی تھی حتیٰ کہ جب مشایعت کرنے والا پلٹا مصیبت کشیدہ واپس آیا یہ شخص اس کے گڑھے میں بٹھا دیا گیا۔ اب یہ امتحان اور آزمائش کی لغزش اور سوال کی دہشت سے آہستہ آہستہ بات کرتا تھا۔

سب سے بڑی اور زبردست بلا جو قبر میں ہے یہ ہے کہ جہنم کا کھولتا ہوا پانی مہیا کیا گیا ہے دوزخ کی آگ کباب کئے دیتی ہے اور آگ کے شعلے جوش کھا رہے ہیں۔ یہاں قبر میں عذاب میں راحت دینے والی سستی۔ عذاب کو زائل کرنے والی واگذاشت۔ عذاب کو منع کرنے والی قوت اور جلدی سے

آجانے والی موت نہیں نہ وہ ہلکی ہلکی نیند ہے جو عذاب ساعات اور حالات مرگ کے درمیان آرام پہنچاتی ہے بیشک ہم خدا کی طرف پناہ لے جاتے ہیں۔

اے وہ خدا کے بندو! جنہیں زندگی عطا کی گئی ہے اور وہ نعمتوں میں گزار رہے ہیں جنہیں تعلیم دی گئی ہے اور وہ اپنے نیک و بد کو خوب سمجھتے ہیں انہیں مُہلت عطا ہوئی ہے اور وہ غافل ہیں انہیں سلامتی مرحمت کی گئی ہے اور وہ اپنے مبدا و معاد کو بھول بیٹھے ہیں۔ انہیں ایک مدت دراز تک مہلت دی گئی ہے۔ انہیں نہایت ہی عمدہ بخشش عنایت ہوئی ہے انہیں عذاب الیم سے ڈرایا گیا ہے اور ایک ثواب بزرگ کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ان گناہوں سے ان عیوب سے حذر کرو جو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں جو قہر الٰہی کا باعث ہوتے ہیں۔

اے دیکھنے والو۔ سننے والو۔ صحت و سلامتی میں گذران کرنے والو۔ مال و متاع کے مالکو! کیا کوئی گریز گاہ یا خلاصی یا پناہ یا تکیہ گاہ یا فرار یا مرجع ہے یا نہیں؟ تمہاری بازگشت کس حالت میں ہوگی؟ تم کس مکان کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ تم کس چیز پر فریفتہ ہو رہے ہو۔ تم میں سے ہر ایک شخص کا قدوقامت اس طویل اور عریض زمین میں حصہ (قبر ہے) وہ ایسی حالت میں اس حصہ کا مالک ہوگا کہ اس کے رخسارے پر خاک ڈالی ہوئی ہوگی۔

بندگان خدا! اس زمانہ کو رائگاں نہ کرو اس وقت گلوگیر موت نے تمہیں چھوڑ رکھا ہے۔ روح کو رہائی حاصل ہے۔ اس وقت تم طلب کر سکتے ہو۔ تمہارے بدن صحیح و سالم ہیں۔ بقیۂ عمر کے گزرنے میں تاخیر ہے۔ تم خود مختار ہو۔ توبہ کرنے کی مہلت ہے۔ اور تمہارے زمانۂ حاجات میں ابھی بہت وسعت ہے۔ (تم اعمال و عبادات میں کوشش کرو) قبل اس کے کہ تنگی احوال لاحق ہو تنگ و تاریک مکان میں اُتارے جاؤ خوف اور اضمحلال تم پر چھا جائیں اور قبل اس سے کہ نظر سے غائب رہنے والی موت آجائے جس کا تم انتظار کر رہے ہو اور خداوند قوی و قادر کا عذاب تمہیں گرفت کرلے۔

روایت میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا بدن لرز گئے۔ آنکھوں نے دریا بہا دئے اور دل مضطرب اور بیقرار ہو کر رہ گئے۔

کلام امام علیہ السّلام

عمرو عاص کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نے فرمایا ہے سخت تعجب ہے یہ پسر زانیہ اہل شام کو روز و رغلاتا ہے اور میری نسبت اُن سے کہتا ہے کہ میری خصلت میں مزاح اور شوخی ہے اور میں ایک لہو ولعب میں مشغول رہنے والا آدمی ہوں اور ہمیشہ اسی عمل کی مزاولت کرتا ہوں بیشک اسکا یہ قول باطل ہے اور نہایت گنہگاری کی حالت میں اُس کے مُنہ سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ یاد رکھو۔ بدترین قول جھوٹ ہے اور عمرو عاص بڑے درجے کا جھوٹا ہے وعدہ کرتا ہے اور مکر جاتا ہے اس سے سوال کیا جاتا ہے وہ بخل کرتا ہے۔ سوال کرتا ہے اور قسم دیتا ہے۔ اپنے عہد میں خیانت کرتا ہے۔ قطع رحم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اگر جنگ میں حاضر ہو تو کس قدر حکم دینے والا اور زجر و توبیخ کرنے والا ہے مگر اُسی وقت تک جب تک تلواریں میان سے نہ نکلی ہوں اگر یہ وہی شخص ہے جس کی یہ توصیف کی گئی تو بیشک اُس کا بزرگترین فریب یہ ہے کہ اپنی عورت (دُبر) کو قوم کے لئے بخشدیتا ہے قسم خدا کی مجھے لہو ولعب سے موت کا ذکر منع کرتا ہے اور اسے آخرت کا نسیان منع قول حق پر آمادہ کر رہا ہے۔ اس شخص نے معاویہ سے بیعت نہیں کی جب تک اس سے قول نہیں لے لیا کہ کوئی انعام دیا جائے اور اس دین فروشی کے عوض کوئی عطیہ (شہر مصر) عنایت ہو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

میں شہادت دیتا ہوں کہ خداوند تعالےٰ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں وہ اوّل ہے اور کوئی شے اُس سے قبل نہیں وہ آخر ہے اور کوئی ... اس کے لئے غایت و نہایت نہیں وہم و گمان

۱؎ اس بخشش کا قصہ یہ ہے کہ جنگ صفین میں اسے بھی حضرت سے معرکہ آرائی کی سوجھی اور مقابلہ پر آیا مگر تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہو گیا کہ میں اس قاتل مرحب کے ہاتھ سے جیتا نہیں بچوں گا کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔ یہ سوچتے ہی گھوڑے سے گر پڑا اور برہنہ ہو کر اوندھا لیٹ گیا حضرت نے اسکی بیحیایانہ حرکت کو دیکھ کر اپنا مُنہ پھرا لیا۔ اس نے اس فرصت کو غنیمت خیال کیا اور بھاگ نکلا۔ اس روز سے عرب میں اس کا یہ فریب بھی مشہور ہے لعنت ہے خدا کی ۱۲

اس کی صفات (کی کُنہ) تک نہیں پہنچ سکتے نہ قلوب اس کی کسی کیفیت کا اعتقاد کر سکتے ہیں نہ اس کا تجربہ ہو سکتا ہے نہ اُس کے لئے اعضا قرار دئے جا سکتے ہیں۔ نہ اُسے آنکھیں احاطہ کر سکتی ہیں نہ قلوب (عقلیں)

اسی خطبہ میں فرمایا ہے۔ بندگانِ خدا! تم ان نصائح اور مواعظ سے نصیحت حاصل کرو جو آخرت میں تمہارے کام آنے والی ہیں روشن علامتوں اور واضح نشانیوں سے عبرت حاصل کرو (جو تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں) وہ تخویفات جو حد کمال کو پہنچی ہوئی گناہوں سے منع کر رہی ہیں ان پر خیال کرو گناہوں سے باز آجاؤ۔ اور مواعظ و نصائح سے منتفع ہو جاؤ (تم احوال رفتگان سے اس طرح عبرت حاصل کرو) گویا تم خود شیر درندۂ مرگ کے پنجوں میں گرفتار ہو اور حسرت و آرزو کی دلبستگیاں تم سے قطع ہو چکی ہیں گویا امور کی سختیوں اور شدتوں نے تمہیں پکڑ لیا ہے اور تم وارد ہونے کے مقام کی طرف ہنکائے جا رہے ہو۔ ہر ایک نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا اور گواہ موجود ہے۔ وہ ہنکانے والا تو اسے محشر کی طرف لے جا رہا ہے اور گواہ اُس کے اعمال پر گواہی دینے کے لئے تیار ہے۔

اسی خطبہ میں تعریف جنت فرماتے ہیں۔ بہشت میں درجے ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور اس بہشت میں منزلیں ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ تفاوت رکھتی ہیں (ہر شخص کو اس کے اعمال کے موافق درجہ عطا ہو گا)۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

پروردگار عالم تمام سرائر اور گہرائیوں کو جانتا ہے۔ اسے تمام تخیلات قلوب کا علم ہے وہ ہر ایک شئی کو گھیرے ہوئے ہے وہ ہر ایک شے پر غالب ہے وہ ہر ایک چیز پر قوت رکھتا ہے۔ اب بندہ ہو کہ تم میں سے ہر ایک عمل کرنے والا قبل اس سے کہ اسکی موت کا وقت نزدیک ہو بیشتر اس سے کہ وہ موت میں مشغول ہو جائے پہلے اس سے کہ اُس کا مجرائے نفس گرفت کر لیا جائے اپنی مہلت کے

ایام میں اپنی فارغ البالی کے دنوں میں اپنے عالم تنفس میں عمل خیر میں مشغول ہو اسے زیبا ہے
کہ اپنے نفس اور قدم کی آسائش کے لئے اپنے مکان کو ہموار کر دے اور اپنی اس سرائے فانی
میں سے اپنے اصلی مکان کی اقامت کے لئے توشہ اور زاد حاصل کرلے بندگان خدا پروردگار عالم
اس شے کے بارے میں خوف کرو جس کی حفاظت کا اُس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے اور اُس کے ان
حقوق کا خیال کرو جس کا تمہیں امین اور امانت دار بنا کر وہ حقوق تمہیں سونپے گئے ہیں۔ خوب
جان لو پروردگار سبحانہ وتعالے نے تمہیں عبث طریقہ سے خلق نہیں کیا نہ تمہیں مہمل اور فضول طور
سے (ان ایام مہلت زندگانی میں) چھوڑ دیا ہے۔ نہ تم جہالت اور اندھے پن کی حالت میں چھوڑے گئے
ہو اُس نے تمہاری غایتوں کو تم پر ظاہر کر دیا ہے۔ اسے تمہارے اعمال کا علم ہے اور اُس نے تمہاری
عمروں کی مقدار مقرر کر دی ہے اُس نے تم پر وہ کتاب نازل کی جو ہر ایک شے کا بیان کرنیوالی ہے
پھر ایک مدت تک پیغمبرؐ کو تم لوگوں میں زندہ رکھا حتےٰ کہ اُس شے کے بارے میں اپنے دین کو
تمہارے لئے اور پیغمبر کے لئے کامل کر دیا ہے جو اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہے یہ وہی دین ہے
جس پر اپنے نفس کے لئے راضی ہو گیا ہے جو اُس کا پسندیدہ اور برگزیدہ دین ہے اُس نے تمہارے
لئے اپنے پیغمبر کی زبان سے اعلان کر دیا کہ یہ فعل وعمل میرا محبوب ہے اور اُسے مکروہ سمجھتا ہوں
اور یہ میرے اوامر ونواہی ہیں اس نے تمہارے سامنے معذرت کو ڈالدیا اور تم پر حجت پکڑ لی۔ تمہارے
سامنے اپنے وعید کو پیش کر دیا اور تمہیں اس عذاب شدید سے ڈرا دیا جو تمہارے سامنے موجود ہے
اب اپنی بقیۂ عمر کا تدارک کرو (کہ وہ بھی یونہی ضائع نہ ہو جائے) اپنے نفوس کو اس بقیۂ وقت کے
لئے وقف کر دو (اسے طاعت خداوندی میں صرف کرو) کیونکہ یہ ان ایام کے مقابلے میں
بہت ہی قلیل ہے جن میں تم پر غفلت طاری رہی اور وعظ وپند سے مُنہ پھراتے رہے تم اپنے
نفسوں کو (خواہشہائے دنیا کی) اجازت نہ دو کیونکہ یہ اجازت تمہیں ستمگاروں کے مذہب
اور طریقہ کی طرف لے جاتی ہے۔ تم تقوے اور پرہیزگاری میں تساہل نہ کرو مبادا یہ
تساہل تمہیں خداوند عالم کی نافرمانی میں داخل کر دے۔ بندگان خدا اپنے نفس کو نصیحت

کرنے والا سب سے زیادہ اپنے پروردگار کا مطیع ہے اور اپنے نفس کو فریب دینے والا سب سے بڑھکر اپنے رب کا گنہگار ہے مغبون (غبن شدہ) وہی ہے جو اپنے نفس کے ساتھ مکر کرے خوشحال اور مسرور وہ شخص ہے جس کے لئے اس کا دین صحیح و سالم ہو۔ سعید وہ بندہ ہے جو اپنے غیر سے وعظ اور نصیحت حاصل کرے جس شخص کو اسکا غرور اُس کی خواہشیں فریب دیدیں وہ بیچارا شقی اور بدبخت ہے۔ تم خوب جان لو۔ تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک میں داخل ہے۔ صاحبان ہوا و ہوس کی صحبتوں میں بیٹھنا ایمان فراموشی کا اعلےٰ سبب ہے۔ اور شیطان کے قلب میں حاضر ہو جانے کی پوری وجہ۔ تم کذب و دروغ سے دوری اختیار کرو کیونکہ یہ صفت ایمان سے دور کرنے والی ہے۔ سچ بولنے والا نجات۔ رستگاری اور کرامت کے کنارے پر بیٹھا ہوا ہے مگر دروغگو اور کاذب وہاں قائم ہے جہاں سے بہت جلد چاہ ہلاکت میں گریگا وہ خواری اور ذلت کے کنارے پر کھڑا ہوا ہے۔ تم آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ تم آپس میں بغض اختیار نہ کرو کیونکہ بغض ایک تیز اور سر اڑا دینے والی تلوار ہے تم خوب جان لو کہ آرزو اور امید عقل کو سہو میں گرفتار کرتی ہوئی ذکر آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ تم ان آرزوؤں کی تکذیب کرو کیونکہ یہ غرور ہیں اور صاحب آرزو مغرور ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بندگان خدا! بندوں میں سب سے زیادہ پروردگار کے نزدیک وہی محبوب ہے جس کے نفس پر پروردگار عالم نے اسکی اعانت کی ہو (اسے نفس امارہ پر مسلط ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہو) اس نے حزن و اندوہ کو اپنا شعار اور خوف خدا کو اپنا لباس بنا لیا ہو اس شخص کے دل میں ہدایت کی شمع روشن ہے اور وہ آنے والے مہمان (موت) کی ضیافت کی تیاری کر رہا ہے اس نے امر بعید (موت) کو اپنے نفس سے نزدیک کر رکھا ہے (وہ موت سے بالکل مانوس ہے) اور شدائد

دنیا کو (بامید ثواب آخرت) اپنے لئے آسان سمجھ رہا ہے اُس نے غور و فکر کی نظر ڈالی اور حقیقت کو دیکھ لیا اپنے انجام کو یاد کیا اور اُس کی معرفت میں انکسار سے کام لیا۔ وہ اس آب خوشگوار و شیریں سے سیراب ہوگیا کہ معرفت کے سبب سے جس پر وارد ہونے کی راہیں اسپر آسان تھیں اس نے شراب کافور مزاج کو پی لیا اور نہایت ہی اطمینان اور سکون قلب کی حالت میں راہ ہائے ہموار پر سالک ہوا اُس نے شہوات نفسانیہ کا پیرہن اُتار دیا وہ تمام ہموم و آلام سے علیحدہ ہوگیا فقط ایک غم اپنے لئے خاص کرلیا (کہ قرب خداوندی دائمی نصیب ہو) وہ جہالت کی تاریکی اور کوری سے خارج ہوگیا اور مشارکت اہل ہوا سے نکل گیا وہ ہدایت کے دروازوں کی کنجیاں بن گیا (خلق کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے لگا) اور ضلالت کے دروازوں پر (خلق اللہ کے لئے) قفل جڑ دئے اس نے ہدایت کا رستہ دیکھ لیا اور اُسپر چل نکلا اس نے اُس کی علامتوں کو پہچان لیا اور حائل ہونے والی سختیوں اور شدتوں کو دفع کردیا۔ اس نے عروۃ الوثقےٰ اور اُن مضبوط رسیوں کو تھام لیا جو خالق و مخلوق کے درمیان سلسلۂ ارتباط ہیں اُس شخص کے لئے ضوء آفتاب کی طرح نور یقین آشکار ہے اس نے بلند ترین امور (ہدایت خلق) میں ہر ایک وارد ہونے والے کے واسطے حکم صادر کرنے کے لئے (ہر ایک اپنے پاس آنے والے کو راہ ہدایت دکھانے کے لئے) اور ہر ایک فرع کو اس کی اصل کی طرف پہنچانے کے لئے محض اللہ کے واسطے اپنی ذات اور اپنے نفس کو قائم اور نصب کردیا۔ ایسا بندہ ہر ایک تاریکی کا چراغ ہے ہر ایک حجاب اور پردے کا اُٹھانے والا ہے۔ ہر امر مشتبہ اور مبہم کا کھولنے والا ہے۔ ہر ایک مشکل کو دور کرنیوالا اور ہر ایک بیابان میں راہ گم کرنے اور بھٹکنے والے کا رہبر ہے وہ وہی کہتا ہے جو اسے سمجھایا گیا ہے (اُس کی تقریر جہالت سے مبرّا ہے) وہ اسی امر پر خاموش ہوجاتا ہے جو اسے تسلیم کرادیا گیا ہے (نادانی اور جہل کی وجہ سے ساکت نہیں ہوتا) اس نے اپنے کو پروردگار کے لئے خالص اور مختص کرلیا اور پروردگار نے اُسے اپنا خالص (اور مقرب) بنالیا۔ ایسا شخص دین خدا کی اصل ہے اور زمین خدا کے لئے میخ اور وتد کا کام دے رہا ہے اس نے عدل کو اپنے

نفس کے لئے لازم و واجب کر دیا اور اُس کی پہلی عدالت یہ ہے کہ خواہشوں اور ہوا و ہوس کو
دل سے دور کر رہا ہے وہ (دوسرے کے سامنے) امر حق کی توصیف کرتا ہے اور اسی پر عمل کرتا
وہ کسی چیز کو جس میں خیر یقینی ہو ترک نہیں کرتا مگر یہ کہ اُس کا قصد کرتا ہے (اُس کے حاصل کرنے کا
عزم کرتا ہے) وہ کسی مظنۂ خیر کو نہیں چھوڑتا مگر یہ کہ اس کا ارادہ کرتا ہے وہ کتاب خدا پر نہایت
مضبوطی سے اس کی لگام پکڑے ہوئے مکین اور سوار ہے (اس کے معانی و مفہوم کو خوب سمجھتا
ہے) اور وہی اُس کی لگام کا کھولنے والا اور وہی اُس کا امام ہے (وہی اُس کے مسائل و
احکام بیان کرتا ہے) وہ شخص وہی مکان ڈھونڈھتا ہے جہاں بار متاع قرآن کے رکھنے کا
موقع ہو اور وہیں منزل تلاش کرتا ہے جہاں اُس کی منزل ہو۔ دلائل و احکام قرآنی کا قصد
ہے اُس کے احکام کو حسب مقام و موضع جاری کرتا ہے اور دلائل قرآن کو اس کے مدلولات
میں ہی بیان کرتا ہے۔ یہ توصفات تھیں اولیائے خدا کی اب محبان شیطان کا افسانہ سنو
بندگان خدا میں سے ایک بندہ اور بھی ہے جو اپنے آپ کو عالم کہواتا ہے مگر فی الحقیقت وہ
ایسا نہیں اُسنے نادانوں سے نادانی۔ جاہلوں سے جہالت اور گمراہوں سے گمراہی کو چن لیا
اُس نے لوگوں کے لئے ایک دام بچھایا ہے جو مکر و فریب کی رسیوں اور تزویر آمیز اقوال
بُنا ہوا ہے۔ قرآن کو اپنی رائے پر محمول اور امر حق کو اپنی خواہش نفسانی کے موافق منحرف کرتا
وہ بزرگ سے بزرگ عقوبتوں کا جائے پناہ اور عظیم سے عظیم گناہ کا آسان کرنے والا ہے وہ کہتا
کہ میں شبہات اور شک سے باز رہتا ہوں مگر ان میں گرفتار ہے اسکا قول ہے کہ میں بدعتوں سے دوری اختیار کرتا
حالانکہ انہیں (بدعتوں) میں سویا ہوا ہے۔ اُس کی صورت و شکل انسان کی سی ہے مگر اُس کا قلب بالکل جانور
کا سا واقع ہوا ہے وہ ہدایت کے دروازے کو ہی نہیں پہچانتا جو اُس کی متابعت کرے اس کی طرف
نہ وہ جہالت اور نابینائی کے دروازے سے واقف ہے جو اپنے آپ کو اس سے باز رکھے یہ شخص زندہ ہو کر مُردہ
جب ان دونوں بندوں کے حالات معلوم ہو گئے حق و باطل کا فرق تمہیں معلوم ہو گیا پس بندگان
اب تم کدھر جاتے ہو اور (اپنے امور دینی و دنیوی میں) کس طرف رجوع کرتے ہو حالانکہ (حق

جھنڈیاں قائم ہو چکی ہیں۔ آیات ونشانیاں بالکل واضح اور روشن ہیں۔ مینار ہدایت نصب شدہ ہیں۔ اب تمہیں کس چیز نے بیابان گمراہی میں سرگرداں کر رکھا ہے۔ بلکہ سخت تعجب ہے کہ تم گمراہی میں گرفتار ہو رہے ہو حالانکہ تمہارے نبی کی عترت تمہارے درمیان موجود ہے اور یہ لوگ (اہلبیت) حق تک (پہنچا دینے) کی مہاریں ہیں۔ یہ لوگ صدق وراستی کی زبانیں قرآن کی بہترین منزل ہیں۔ انکے لئے اسی قرآن کی منزل تجویز کرو (اپنے دل میں ان کی محبت کو جگہ دو کیونکہ قرآن کے لئے بہترین منزل دل ہی ہے) اور ان کی طرف اس طرح وارد ہو جاؤ جیسے کہ پیاسے اونٹ آب گاہوں پر وارد ہوتے ہیں (کیونکہ یہی لوگ منبع آب حیات علم ہیں) ایہا النّاس! تم جناب رسول اللہؐ کے قول کو سنو کہ فرمایا ہے جو شخص ہم میں سے ارادی موت کے ساتھ مرتا ہے اسے موت طبعی لاحق ہو جاتی ہے۔ بظاہر اُس کے حواس بیکار ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ مرا نہیں۔ اور ہم میں سے جو شخص اس موت طبعی کے باعث بیکار و کُہنہ ہو جاتا ہے وہ فی الحقیقۃ ایسا نہیں ہے۔ ایہا النّاس! جس چیز کو تم پہچانتے ہی نہیں اُس میں گفتگو نہ کرو کیونکہ بسا اوقات ان باتوں میں امر حق ہوتا ہے جن کا تم انکار کرتے ہو اور اُس شخص کو معذور رکھو جس پر تمہاری کوئی حجّت نہیں ہے اور وہ میں ہوں (جس شخص نے تمہیں طرح طرح کی نصیحتیں کیں اور تم نے اُن کو نہ سُنا اب اگر اس خلاف ورزی میں تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو یہ نہ کہنا کہ ہمیں اس کا علم نہ تھا کیونکہ میں نے سب کچھ تمہیں تعلیم کر دیا ہے خداوند تعالےٰ کی حجّت ختم ہو چکی ہے اور اب تمہاری کوئی حجّت باقی نہیں رہی) کیا میں نے تمہارے درمیان میں ثقل اکبر (قرآن) پر عمل نہیں کیا؟ تمہیں اس کی تعلیم نہیں دی۔ کیا میں نے تمہارے درمیان ثقل اصغر (اہلبیت) کو نہیں چھوڑا۔ میں نے علم وبیرق ایمان کو تمہارے درمیان قائم کرتے ہوئے تمہیں حلال وحرام کی حدوں پر کھڑا کر دیا ہے۔ میں نے تمہیں اپنے عدل سے عافیت کا لباس پہنا دیا۔ اور قولاً وفعلاً احسان کو تمہارے لئے فرش بنا دیا میں نے اپنے نفس کی جانب سے مکارم اخلاق کے اعلےٰ نمونے تمہارے سامنے پیش کر دئے۔ تم اُس چیز میں عقل اور رائے کو استعمال نہ کرو جس کے کُنہ میں بینا آنکھیں بھی نہیں پہنچ سکتیں اور نہ

فکر و تامل اُس میں داخل ہو سکتا ہے (معارف و احکام الٰہیہ شرعیہ جن میں عقل و ادراک سے کام نہیں لے سکتی ان کی طرف اپنی رائے اور استحسانات عقلیہ کی بنا پر اقدام نہ کرو) کیونکہ معارف الٰہیہ کی معرفت بغیر الہام وحی کے ممکن نہیں اور وحی و الہام انہیں نفوس قدسیہ کے لئے مختص ہے جو مویّد من اللہ ہیں۔ پس معارف و احکام میں سوائے نفوس قدسیہ کے دوسرے کی طرف رجوع کرنا یقیناً گمراہی اور ضلالت ہے۔

اسی خطبہ میں فرمایا ہے حتیٰ کہ گمان کرنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ دنیا بنی امیہ کے لئے اطرح بندھ گئی ہے جیسے کسی اونٹنی کو زانو بندے باندھ دیتے ہیں وہ انہیں اپنا دودھ پلاتی ہے۔ انہیں نفع پہنچاتی ہے۔ انہیں اپنے صاف اور شفاف چشموں پر وارد کرتی ہے اور اس امت سے انکا تازیانہ اور ان کی تلوار علیحدہ نہیں کیجا سکتی۔ ایسا گمان کرنے والا بالکل کاذب ہے بلکہ یہ تو لذت زندگی کی ایک کُلی ہے جس کا ذائقہ تھوڑی دیر تک چکھیں گے پھر تمام کو پھینکدینگے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد تمہیں جاننا چاہیئے کہ اللہ سبحانہ تعالےٰ نے ظالموں اور ستمگران زمانہ (کی قوتوں) کو نہیں توڑا ہے مگر مہلت (از مرگ) اور وسعت بعیش دنیا کے بعد اور امم سابقہ میں سے کسی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو نہیں جوڑا ہے مگر بعد تنگی و شدّت و نزول بلا۔ اب تم نے جو عذاب شدید کی طرف رخ کرلیا ہے اور مخاطبہ و مواعظہ کی طرف سے پشت پھرائے ہوئے ہو مجھے اس حرکت پر سخت تعجب ہے۔ یاد رکھو! ہر صاحب دل صاحب عقل نہیں ہوتا نہ ہر صاحب گوش سننے والا اور نہ ہر ایک صاحب نظر دیکھنے والا ہوتا ہے (صاحب دل (باخبر ذیہوش) صاحب گوش اور سامع صاحب چشم بینا وہی لوگ ہوتے ہیں جو محبت دنیا سے دل برداشتہ ہوتے ہیں جو آوازۂ شہرت دنیا کو سماعت نہیں کرتے اور آرائش دنیا کو بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں) مجھے کس قدر تعجب ہے اور کوئی شے مجھے اس تعجب سے روک نہیں سکتی کہ یہ جماعت متفرقہ کس قدر خاطی ہے کس قدر غلط ہے باوجودیکہ

اپنے امر دین میں مختلف حجتوں اور قسم قسم کی دلیلوں پر اسے اطلاع حاصل ہو نہ یہ لوگ ارشاد و وصیت پیغمبر کی پیروی کرتے ہیں نہ یہ وصی پیغمبر کے عمل کی اقتدا کرتے ہیں نہ یہ امر غیب (روز جزا و سزا) پر ایمان رکھتے ہیں نہ اپنے عیوب اور گناہوں سے باز آتے ہیں۔ امور باطلہ اور شبہات میں عمل کرتے ہیں اور خواہشہائے نفسانیہ میں انکا سفر ہوتا ہے (انہیں کی تگ و دو میں رہتے ہیں) ان کے نزدیک مستحسن اور عمدہ چیز وہی ہے جو ان کی طبیعت کے موافق ہو اگرچہ شرع اسکی قباحت کا فتوے لگائے۔ اور امر بد اور فعل قبیح وہی ہے جسے ان کی طبیعتیں قبیح تجویز کریں (اگرچہ شرع کی رو سے مستحسن اور عمدہ ہو) احکام مشکلہ میں اپنے نفس کی ہی طرف رجوع کرتے ہیں (اچھا یا برا جیسا کچھ اپنی سمجھ میں آئیگا اسی پر عمل کریں گے اگرچہ فرمان خدا و رسول کے خلاف ہو) اور امور مبہمہ خفیہ (حقائق و معارف الٰہی) میں اپنی ہی باطل اور فاسد رائے کو دخل دیتے ہیں (اگرچہ مخالف عقل و نقل ہو) ان میں سے ہر شخص اپنے نفس کے لئے پیشوا ہے۔ جو مسئلہ نظر میں آئے اس کے لئے اپنے نفس سے ہی اسباب و دلائل محکمہ اور زبردست تمسک کرتا ہے (مسائل حرام و حلال میں اپنے دل ہی سے دلیلیں گھڑتا ہے۔ ارشاد خدا و رسول کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے ہی ایجادی اور اختراعی قوانین پر اجتہاد کرتا ہے)۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُسوقت مبعوث فرمایا جب پیغمبران سابق کو آئے ہوئے مدت گزر چکی تھی۔ امتوں کی غفلتیں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ فتنہ و فساد کے زمانے طویل ہو رہے تھے۔ حالتیں پراگندہ تھیں اور لڑائیوں کی آگ بھڑک رہی تھی اُس وقت دنیا کا نور (جو انبیا و اولیا ہیں) منکسف اور مخفی و پنہاں تھا۔ غرور اور فریب ظاہر ہو رہے تھے۔ اس دنیا کے عیش کے پتوں پر خزاں کا عالم طاری تھا۔ اُس کے میووں کی منفعتیں یاس و سلب میں گرفتار تھیں۔ آبرو و اعتبار زمین میں غرق ہو چکے تھے۔ ہدایت کی نشانیاں مٹی ہوئی تھیں

ہلاکت کے جھنڈے لہرا رہے تھے اور یہ دنیا ایک دنیادار کے لئے نہایت ہی پُرانتقام تھی اور ایک طالب دنیا کی پیشانی پر نجاست کا داغ بن کر چمکتی تھی۔ اس کے ثمر اور پھل فتنہ و فساد تھے۔ اس کا طعام اور خوراک مُردار تھا۔ خوف اور ترس ان کے بدن کے لئے پوشش تھی اور ان کے کاندھوں کی ردائیں تلواریں تھیں بندگان خدا! تم عبرت حاصل کرو اور ان حالتوں کا تصوّر کر لو جن میں تمہارے باپ اور تمہارے بھائی رہین اور گرفتار تھے۔ اور انہیں افعال پر اب ان سے حساب لیا جائے گا۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ دور و دراز مدتیں تم پر اور اُن نہیں گذریں اور نہ تمہارے اور اُن کے درمیان طویل زمانے اور قرن گزرے ہیں اور نہ اُس وقت سے جبکہ تم اپنے بزرگوں کی اصلاب میں تھے آج کے دن تک کچھ ایسے بعید اور دور گئے ہو قسم خدا کی تمہارے آباؤ اخوان ماضیہ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی شے (وعدہ و وعید سے) نہیں سُنائی الّا یہ کہ میں بھی اسی امر کو تمہیں سُنا رہا ہوں (جو کچھ رسول اکرم تمہارے آباؤ اجداد کے سامنے بیان کرتے تھے وہی میں تمہارے آگے پیش کرتا ہوں) اور آج کے دن تمہارے کان ان لوگوں کے کانوں سے پست نہیں ہیں جو کل موجود تھے ان کے لئے آنکھیں وا نہیں کی گئیں اس زمانہ میں اُنکے قلوب ہدایت کی طرف مائل نہیں کئے گئے مگر یہ کہ تمہیں بھی اس وقت اسی زمانہ کے مطابق عطا کیا گیا ہے (ہادی اور راہ خدا کی طرف بُلانے والا اُسی نور کا ٹکڑا ہے جو پہلے موجود تھا تمہارے احوال و اوصاف بھی تمہارے بزرگوں کی مانند ہیں اور یہ نصیحتیں بھی وہی ہیں جو انہیں کی جاتی تھیں کوئی نئی بات نہیں۔ اب جس طرح وہ سنکر اطاعت کرتے تھے تم بھی انہیں کی پیروی کرو (قسم خدا کی تمہیں کو ایسی شے نہیں دکھائی گئی ہے جس سے تمہارے گزشتگان جاہل ہوں اور تم کسی ایسی چیز کے ساتھ مخصوص اور موصوف نہیں ہو جس سے وہ محروم کئے گئے ہوں بالتحقیق (تسلط معاویہ اور سلطنت بنی امیہ کے باعث) تم پر بلائیں نازل ہو رہی ہیں جو ہر وقت متحرک ہیں انکی مہار استوار نہیں ہے اور ان کا تنگ (بند زیر شکم) نہایت ہی سُست اور کمزور ہے۔ پس تمہیں وہ دولت و ثروت جس میں اہل غرور اور نادان صبح کر رہے ہیں کہیں فریفتہ اور مفتون

نہ بنالے کیونکہ اس کی کوئی ہستی نہیں ہے۔ وہ ایک سایہ ہے جو ایک وقت معین تک زمین پر کھینچ دیا گیا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

وہ پروردگار بغیر دیکھے کے (آثار صنائع سے) پہچانا گیا ہے وہ بغیر فکر اور تامل کے ایجاد کرنیوالا ہے وہ ہمیشہ سے اور اُس وقت سے دائم و قائم ہے جب نہ برجوں والے آسمان تھے نہ بڑے بڑے دروازوں والے حجاب اور پردے۔ نہ اندھیری اور تاریک راتیں تھیں نہ ایستادہ اور گہرے سمندر نہ گھاٹیوں والے پہاڑ تھے اور نہ وسیع و فراخ کجی آمیز رستے نہ بچھی ہوئی زمین تھی نہ صاحب قوت و قدرت مخلوق۔ یہ ذات واجب الوجود ادراک عقول اوہام سے دور رہنے والی مخترع اور مبدء خلق ہے اور اس کی وارث ہے۔ یہی ذات معبود و مقصود خلق ہے اور رزق عطا کرنے والی۔ چاند اور سورج اس کے ارادے کے موافق دورہ کر رہے ہیں۔ ہر ایک نئی شے کو جامۂ کہنگی پہنا رہے ہیں اور ہر مادہ محکمہ کو وجود سے نزدیک کئے دیتے ہیں اس آفریدگار مطلق نے مخلوق کے لئے ان کی روزی کو مقرر کیا ہے۔ تقسیم کیا ہے۔ ان کے افعال کو گن لیا ہے ان کے اعمال کو شمار کر لیا ہے۔ ان کے نفسوں کے اعداد معلوم کر لئے ہیں انکی آنکھوں کی پوشیدہ نگاہوں کو جان لیا ہے۔ وہ ان تمام خطورات اور ضمائر پر مطلع ہے جو ان کے سینوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ ان کے مستقر سے واقف ہے۔ ان کے رحم مادر سے دنیا میں آنے اور ظاہر ہونے کا عالم ہے یہانتک کہ وہ اپنی منتہائی غایت کو پہنچ جائیں اور ایسا خدا ہے جس کے عذاب کی زحمت (آخرت) میں دشمنوں (کفار اور مشرکین) کے لئے سخت اور شدید ہے گو ان کے لئے دنیا میں اسکی رحمت وسیع ہے اپنے دوستوں کے لئے آخرت میں اس کی رحمتیں نہایت توسیع و فراخ ہیں گو دنیا میں ان کے لئے سختی و صعوبت ہے وہ اس شخص پر قاہر و مسلط ہے جو اس کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو۔ وہ اس شخص کو ہلاک کرنے والا ہے جو اس کی مخالفت کا دم بھر رہا ہو اور اس شخص کو ذلیل اور

خوار کرنے والا ہے جو اُس سے دور رہکر خود سری اور نافرمانی میں مبتلا ہو وہ اُس شخص پر غالب ہے اسے مغلوب کرنے والا ہے جو اس کی دشمنی پر کمربستہ ہو رہا ہو جو شخص اُس پر توکل اور بھروسا کرتا ہے وہ اُس کے لئے کفایت کرنے والا ہے۔ جو شخص اُس سے سوال کرتا ہے اسکی استعداد کی موافق اُسے عطا فرماتا ہے جو اسے قرض دیتا ہے (اس کے نام پر خیر و خیرات کرتا ہے) وہ اُس کا اچھا عوض اور بدلہ عطا فرماتا ہے اور وہ شکر کرنے والے کو جزا دینے والا ہے۔ بندگان خدا! تم اپنے نفسوں کو وزن کرلو۔ تول لو۔ قبل اس کے کہ تم (بروز حساب) وزن کئے جاؤ تم اپنے نفسوں سے خود محاسبہ کرو قبل ازیں کہ تم سے حساب لیا جائے تم توبہ و انابہ کی ہواؤں میں نفس کشی کرو قبل اس سے کہ تمہارے سانس کے رستوں کو موت کا پھندا تنگ اور ضیق کر دے۔ تم فرمانبرداری اور اطاعت میں بسر کرو قبل اس سے کہ تمہیں نہایت شدت کے ساتھ (آخرت) کی طرف روانہ کیا جائے یاد رکھو کہ جس شخص نے توفیق الٰہی اور عقل سلیم سے کام لیکر اپنے نفس پر توجہ نہ کی اس پر مسلط نہ ہوا تاکہ اسکے عقل و ہوش اسے وعظ و نصیحت کرنے والے ہو جاتے پھر ایسے شخص کے لئے کوئی دوسرا شخص زجر و توبیخ کرنے والا اور نصیحت دینے والا پیدا نہیں ہوتا (جو اپنے نفس امارہ کا مطیع ہو جاتا ہے دوسرے کی نصیحتیں اس پر ذرا بھی اثر نہیں کرتیں)

خطبۃ الاشباح

حضرت کا یہ خطبہ جلائل خطب میں شمار کیا گیا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ مسجد کوفہ میں ایک شخص خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوا کہ مجھے پروردگار کی ان صفات سے آگاہی دیجئے جن کا ادراک حسن ظاہری سے ہو سکتا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ پر ایک خوفناک غصہ کا عالم طاری ہو گیا اُسی وقت اذان کا حکم دیا لوگ نماز کے لئے جمع ہو گئے۔ نماز پڑھائی اور نماز پڑھاتے ہی وہ خطیب منبر سلونی یوں گہر افشانی کرنے لگا۔

حمد اور ثنا اسی پروردگار کے لئے مختص ہے جس کا بخشش نہ کرنا اُس کے مال کو زیادہ اور وافر

نہیں کر سکتا (دست کرم روک لینے سے جس کی دولت بڑھ نہیں سکتی) اور بخشش وجود اسکی دولت وثروت کو کم کر سکتے ہیں (آفتاب کی کرنیں ایک جہان پر پھیل پھیل کر روشنی بخش دیدۂ مردم ہوتی ہیں مگر اُس سے آفتاب کے نور میں کسی قسم کا نقصان نہیں آتا) کیونکہ ہر ایک کریم اور بخشش کرنے والے کا مال جود و کرم سے کم اور ناقص ہوتا ہے اور ہر ایک دست کرم کو روکنے والا سوائے اُس کے درگاہ عالم کے مذموم ہے۔ خداوند عالم اگر بخشش کرے تو بھی جواد ہے اور نہ بخشے تو بھی کیونکہ وہ سائل اور سوال کی قابلیت سے اچھی طرح واقف ہے سے

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے ٭ جو شخص کہ جس چیز کی قابل نظر آیا

وہ اپنی نعمتہائے فراواں اور بخشش ہائے زائدہ کے سبب سے ہر شخص پر احسان رکھنے والا ہے۔ وہ منان حقیقی ہے۔ مخلوق اُس کی عیال ہے۔ وہ ان کے رزق کا ضامن ہے۔ ان کی صالح تر ینیا روزی کے وقت معیّن کر چکا ہے۔ اُس نے راغبین معاش کے لئے بہت سی راہیں واضح اور ظاہر کر رکھی ہیں۔ اور طالبین معاد کے لئے رستے کھولدئے ہیں وہ ایسا کریم برحق ہے کہ اُسکے کرم اور بخششیں اُس چیز میں بھی ظاہر ہیں جس کا اُس سے سوال نہ کیا گیا ہو (وہ ہر ایک شخص کی احتیاج سے واقف ہے اُسکے یہاں یہ بات نہیں کہ جس چیز کا سوال کیا جائے وہی ملے۔ نہیں بندے کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ خود بخود اُس کے لئے مہیا کر دیتا ہے اُس کے نزدیک سائلین اور غیر سائلین سب برابر ہیں) وہ اوّل ہے اور ایسا اوّل ہے کہ جس کے لئے ابتدا نہیں نہ اُس کے لئے مبدا ر جس سے یہ لازم آئے کہ اس سے پہلے بھی کوئی چیز ہوگی وہ ایسا آخر ہے کہ جسکے لئے کوئی انتہا نہیں جس سے یہ شبہہ ہو کہ اس کے بعد کوئی شے ہوگی ھوالاوّل الاوائل والاخر الاواخر وہ ابصار اور مردمک ہائے چشم کو لوٹا دینے والا ہے کہ وہ اس تک پہنچ جائیں اور اس کو بدیدۂ ظاہر ادراک کر سکیں (وہ قاہر ہے کسی ادراک اور احساس سے مقہور نہیں ہو سکتا۔ کوئی قوت مدرکہ اسے مطیع و مغلوب نہیں کر سکتی۔ اس کے لئے زمانہ کا اختلاف ضرر رساں نہیں کہ اُس کی وجہ سے اسکی حالتیں بھی متغیر ہو جائیں (زمانہ اُسکا محکوم ہے وہ تاثیر زمانہ کا محکوم نہیں ہو سکتا) نہ وہ کسی خاص مکان

میں ٹھکانہ ہے جس سے دوسرے مکان کی طرف انتقال اور منتقل ہونا اس کے لئے جائز اور ممکن ہو اور پہاڑوں کے معدن جو اسی کے فیض و کرم سے جواہرات کو ظاہر اور خارج کرتے ہیں دریا کے صدف جو اس کے فضل و جود سے بخشش کرنے والے لبوں کو کشادہ کرتے ہوئے فلزات طلا و نقرہ موتیوں کی لڑیوں اور مرجان کے خوشوں کو منظر عام میں لاتے ہیں۔ اگر یہ سب کے سب لٹا دے تو یہ اثر اُس کی بخشش میں کچھ محسوس نہ ہوگا (اس کی فیاضیاں فانی نہ ہونگی) اور نہ اُس کے وسیع و کشادہ عطا و کرم میں یہ اثر نفوذ کر سکے گا بیشک اُس کے پاس انعام و اکرام کے خزانے ہیں جنہیں لوگوں کی خواہشیں فانی نہیں کر سکتیں کیونکہ وہ ایسا سخی ہے ایسا جواد ہے کہ سائلین کا سوال جس کے بحرِ کرم میں سے ایک بوند بھر بھی کم نہیں کر سکتا۔ اور نہ زیادہ طلب کرنے والوں کا بیشتر طلب کرنا اسے بخیل کر سکتا ہے۔

اب دیکھ! اے سائل اس کی صفات میں سے قرآن مجید نے تجھے کس صفت کی طرف رہنمائی کی ہے تو اس کی پیروی کر اُسی سے نور ہدایت کا طالب ہو اور جس چیز کے علم حاصل کرنے کا وسوسہ شیطان نے تیرے دل میں ڈال دیا ہے اُس کا علم کتاب اللہ میں تجھ پر فرض نہیں کیا گیا نہ سنت اور طریقہ ائمہ ہدیٰ میں اُس کا کچھ اثر موجود ہے (پھر کیوں اپنی حد سے بڑھتا ہے) نہیں جانتا قہر کی بجلیاں تجھے سوختہ کر دینگی۔ تجھے جو قرآن میں تعلیم دی گئی ہے اُس پر عمل کر اور اُس کے مخالف اعتقاد کو اپنے دل میں جگہ نہ دے مثلاً کلام مجید میں ہے ان اللہ سمیع و بصیر و علیم اب اسکا اعتقاد رکھنا لازمی ہے کہ خدا سننے والا ہے۔ دیکھنے والا ہے۔ دانا اور علیم ہے لیکن چونکہ قرآن میں لامس۔ ذائق۔ شام۔ اس کی صفات وارد نہیں پھر تو کیوں ایسی چیز کا اعتقاد کرتا ہے۔ ہاں یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ پروردگار عالم شمومات و ملموسات و مذوقات کا عالم ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسمائے الٰہی جو کچھ قرآن و حدیث و ادعیہ میں وارد ہوئے ہیں انہیں اسمائے سے یاد کرنا چاہیئے نہ کہ بالغیر (لو کان عند العقل صحیح) اب تو اس شے کے علم کو (جس کا تجھے وسوسہ ہوا ہے) خدائے پاکیزہ و برتر پر ہی چھوڑ دے کیونکہ منتہائے حق اللہ تجھ پر یہی ہے کہ تو قرآن و حدیث پر عمل کرے) اور اے شخص

خوب جان لے کہ راسخون فی العلم وہی لوگ ہیں جنہیں اقرار توحید و رسالت نے غیب پر پڑے ہوئے پردوں میں اشد شدت و سختی داخل ہونے سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اور جن امور غیب و مستور کی تفسیر انہیں معلوم نہیں انکا مجملاً ہی اعتقاد کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جس چیز کو انکا علم احاطہ نہیں کر سکتا وہ اس کے ادراک سے عجز کا اقرار کرتے ہیں اس لئے پروردگار عالم نے انکی مدح کی ہے اور جس کنہ حقیقت کے دریافت کرنے کی ان کو تکلیف نہیں دی گئی ہے اس کے پیچھے نہیں پڑتے اور اسی ترک تعمق کو پروردگار عالم نے رسوخ قرار دیا ہے اور ان لوگوں کی شان میں فرمایا ہے راسخون فی العلم۔

اب اے نادان سائل تو بھی اسی بات پر اقتصار کر عقل آرائی نہ کر تو پروردگار کی بزرگی و عظمت اور اس کی صفات کمالیہ کی مقدار کو اپنی عقل کے موافق نہ سمجھ (کہ میری عقل کی رسائی وہاں تک ہو سکتی ہے۔ تیری کیا بساط ہے جو تو ان کا محیط ہو سکے) ورنہ تو ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جائے گا۔

سُن! وہ ایسا قادر اور قدرت والا ہے کہ اگر وہم و گمان نظر و فکر کے تیروں سے تیر اندازی کریں اس کی انتہائی طاقت دریافت کرنے کے لئے اگر وہ قوت متفکرہ وساوس شیطانی سے بری ہوتی ہوئی اس کی سلطنت کے اسرار غائب کی گہرائیوں تک پہنچنے کا ارادہ کرے اگر قلوب مشتاق نہایت ہی شدت کے ساتھ اس کی صفات کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے مشتاق اور مائل ہوں اگر عقلوں کی راہیں اس کی ذات کا علم حاصل کرنے کے لئے اس قدر باریک اور دقیق ہو جائیں جن سے زیادہ ممکن نہیں تو وہ قادر مطلق ان اوہام و عقول کو لوٹا دیگا۔ یہ سب چیزیں نہایت مایوسی کے ساتھ واپس آئینگی حالانکہ یہ غائب از حواس ٹھوکریں کھاتے ہوئے ہلاکت کو اس حالت میں طے کر چکی ہیں کہ غیر خدا سے منہ پھراتی ہوئی اسکی طرف رخ کئے ہوئے ہیں۔ اور یہ عقول اس وقت واپس ہوئی ہیں جب انہیں ممانعت کی گئی ہے اور انہوں نے خود بھی اقرار کر لیا ہے کہ بے شک جور و اعتساف

سے اُس کی کُنہ معرفت تک رسائی نہیں ہو سکتی اور نہ صاحبان فکر کے دل میں اس کی قدرت وعظمت وجلالت وغلبہ کا اندازہ کرنے کا خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ ایسا خالق کامل ہے جسنے کسی مثال سے سبق حاصل کئے بغیر خلقت کو میدان ایجاد میں رکھ دیا نہ اُسکے سامنے کوئی ایسا اندازہ موجود تھا جو (معاذ اللہ) اس سے پہلے خالق نے مقرر کیا ہو اور پھر اُس کو دیکھکر اس نے خلقت کا اندازہ معین کیا ہو۔ اس نے ہمیں اپنی قوت اور اپنے تسلط کو دکھایا اور وہ عجیب صنعتیں دکھائیں جو اُس کی حکمت کی زندہ اور بولنے والی علامتیں ہیں اس نے دکھا دیا کہ خلق اللہ اس احتیاج کا اعتراف کر رہی ہے کہ وہی اسے اپنی قوت و قدرت سے تھامے رہے یہاں تک کہ وہ حجت اور برہان اضطراریہ کے ساتھ اپنی معرفت اور تصدیق وجود کے لئے راہنما ہو گیا۔ وہ عجیب وغریب صنعتیں جنہیں اُس نے پیدا کیا ہے اُسکی حکمت کی علامتیں ہیں۔ اُس کی صنعت کی نشانیاں ہیں اور ہر ایک مخلوق اُس کے وجود کے لئے ایک زبردست حجت اور بجائے خود دلیل ہے۔ اگرچہ وہ مخلوق بے زبان ہے مگر اس کی حجت تدبیر کے ساتھ ناطق ہے (وہ زبان حال سے کچھ کہہ رہی ہے) اور اُسکی دلالت اپنے مبدا و معاد پر قائم ہے پروردگارا میں شہادت دیتا ہوں کہ جس شخص نے تجھے تیری مخلوق سے تشبیہ دی تیرے لئے بھی اسی طرح اعضائے متبائینہ تجویز کئے مخلوق کے مفاصل جو تیری حکمت آمیز تدبیروں سے گوشت و پوست میں پوشیدہ اور مستور ہیں اور ان میں جو سوراخ ہیں یہی سوراخ اور یہی مفاصل تیرے لئے بھی بیان کئے اس کے دلی اسرار نے ہرگز تیری معرفت کا اعتقاد نہیں کیا ظاہر ہے کہ تیرے لئے مثل اور مانند نہیں مگر اس کا قلب اس یقین سے مَس بھی نہیں ہوا۔ گویا ایسے شخص نے یہ سچی پیشینگوئی اور سچی حکایت سُنی ہی نہیں کہ قیامت کے روز مشرکین اپنے خداؤں سے کہیں گے قسم خدا کی ہم ایک ظاہر بظاہر گمراہی میں مبتلا تھے جو پروردگار عالم کے ساتھ تمہیں مساوی و مشابہ کر دیا۔

پروردگارا! وہ جھوٹے ہیں۔ مفتری ہیں۔ اور حق سے عدول کرنیوالے ہیں جو تجھے

تیری مخلوق سے مشابہت دیتے ہیں تجھے اپنے بتوں کے مساوی سمجھتے ہیں اپنے اوہام باطلہ کے بسبب زیور مخلوق سے تجھے آراستہ کر رہے ہیں اپنے فاسد گمانوں میں تجھے دیگر جسم دار حیوانات کی طرح صاحب اعضا اور صاحب اجزا سمجھ رہے ہیں اور وہ اپنی خراب عقلوں کے باعث مخلوقات مختلفہ بزرگ و کوتاہ کی مثال پر تیری مقدار مقرر کر رہے ہیں کہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے۔

پروردگارا! میں شہادت دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری مخلوق سے مساوی خیال کیا تجھے تیری مخلوق سے مشابہت دی تیرے لئے عدیل و شریک مقرر کیا ایسا شخص یقیناً کافر ہے ان دلائل نقلیہ کے ساتھ جن پر تیری آیات محکمات نازل ہیں اور اُن براہین عقلیہ کے ساتھ جن پہ تیری حجتیں اور شواہد زبان نطق کشادہ کر رہی ہیں۔ تو ایسا خدا ہے جس کی کُنہ اور نہایت عقل میں سما نہیں سکتی فکروں کی جائے پرواز میں تو مکیف نہیں ہو سکتا قوائے ادراکیہ تیرے لئے کوئی کیفیت ذہنی تجویز نہیں کر سکتے اور نہ وساوس قلوب تجھے محدود کر سکتے ہیں۔

اسی خطبہ میں فرمایا ہے۔ اس نے اپنی مخلوقات کے لئے ایک مقدار معین (بقا کے واسطے) قرار دی اور اس تقدیر و تعیین کو محکم اور مضبوط کر دیا۔ اس کے لئے تدبیر کی اور عمدہ تدبیر کی۔ اسے اس کے مطلوب اور غایت کی طرف متوجہ کر دیا اب یہ مخلوقات اپنی حدود منزلت سے تجاوز نہیں کر سکتی اور نہ اپنی غایت و مقصود کی طرف منتہی ہوئے بغیر اسے چارہ ہے اور جب کسی ارادے پر چلنے کا حکم دیا تو اسے دشوار نہیں بنایا اور کیونکر دشوار کر سکتا ہے حالانکہ تمام امور اسکی مشیت سے صادر ہوتے ہیں۔ وہ اقسام اشیاء کو بغیر تامل فی الفکر کے جو ان کی طرف راجع ہو ایجاد کرنے والا ہے نہ کوئی قوت فکریہ اپنے ضمیر میں قائم کی ہے (کہ اُس کے سبب سے خلقت اشیا ظہور میں آئی ہو) نہ اُس نے حوادث زمانہ سے تجربہ حاصل کیا ہے نہ کوئی اُس کا ایسا شریک ہے کہ عجیب و غریب امور کی اختراع و ایجاد میں اس نے مدد کی ہو۔ اس کی مخلوق (اسکے محض ارادے سے) تمام ہو گئی اس کی اطاعت کو قبول کیا اس کی دعوت کا جواب دیا اور اس امر تکوین میں کوئی شکست کرنے والی سُستی اور تاخیر میں ڈالنے والا درنگ اس کے لئے ظاہر نہیں

ہوا اُس نے اشیا کی کجی کو سیدھا کر دیا ان کی غایتیں اور نہایتیں واضح و آشکار کر دیں اس کے اضداد میں اپنی قوت و قدرت سے پیوند لگا دیا ان کے اسباب قرائن و عوارض تمن کو وصل کر دیا اور پھر اُنہیں بلحاظ اخلاق و صفات و اشکال و مقدار اجناس مختلفہ میں تقسیم کر دیا یہ چیزیں (فی الحقیقۃ) عجائب مخلوقات ہیں جن کی خلقت کو اُس نے محکم و استوار کر دیا اور اپنے ارادے پر انہیں ایجاد و اختراع کیا۔

اسی خطبہ میں آسمان کی تعریف یوں فرمائی ہے۔ آسمان کے کشادہ اور فراخ مقامات کو بلا کسی رشتہ کے پیوست کر دیا جس طرح موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیتے ہیں اسکے ٹکڑوں (طبقات مختلفہ) کو باہم چسپاں کر دیا اور اسے اس کے ازواج (نفوس) کو ایک دوسرے سے واصل بنا دیا اور نردبان آسمان کی دشواری کو ان فرشتوں کے لئے آسان کر دیا جو اس کے حکم سے زمین پر آتے ہیں اور زمین سے اعمال و کارہائے خلق کے ساتھ اوپر جاتے ہیں جس حالت میں کہ یہ آسمان ایک دھواں تھا اسے ندا کی اور فوراً اس کے مقامات فراخ کے سوراخ ملصق اور باہمد گر چسپاں ہو گئے پھر اس اجماع کے بعد اس بند شدہ دروازوں کو کھول دیا اور روشن اور نگاہوں میں سما جانے والے ستاروں کو اس کے رخنوں پر نگاہبانی کے لئے متعین کر دیا (ممانعت شیطان کے لئے) اپنی قوت و قدرت سے اس کی نگہبانی کی کہ وہ اپنے مکان سے اپنی خواہشات کے ساتھ حرکت کرے اور اسے حکم دیدیا کہ اپنے پروردگار کی فرمانبرداری میں ساکن اور قائم رہے پھر آفتاب کو اس کے دن کے لئے ایک بینائی بخشنے والی نشانی بنا دیا اور ماہتاب کو اُس کی رات کے لئے ایک کلف (نشان) قرار دیا پھر ان دونوں کو ان منازل میں جاری کیا جو ان کے مجریٰ ہیں (انکی حرکات خاصہ کے ساتھ انہیں جنبش دی) اور ان دونوں کی مقدار حرکت کو ان کے درجات کے مدارج میں معیّن اور مقدّر کیا تاکہ اس کے سبب سے دن اور رات کی تمیز ہو سنہ اور سال کے اعداد معلوم کئے جائیں اور انکی مقدار حرکت سے حساب اوقات کو جانچ لیا جائے۔ پھر فضائے آسمان میں مدار آسمان (فلک) کو

معلق کیا۔ اس کی زیب وزینت کو اس کے ساتھ مربوط کیا ان روشن ستاروں اور چراغہائے کواکب سے جو دن میں پوشیدہ اور مخفی رہتے ہیں شیاطین سخن چین پر اس کے سوزاں اور سوراخ کرنے والے تیر برسائے اور اسے (آسمان کو) اس امر پر جاری کر دیا کہ وہ اپنے حالات کا مسخر رہے۔ مثلاً ثوابت کا ثابت رہنا۔ سیاروں کا سیر کرنا۔ اور انکا ہبوط وصعود (اُتار چڑھاؤ) نحوست وسعادت ان میں سے کسی حالت میں فرق نہ آئے۔

ملائکہ کی تعریف میں ارشاد ہوا ہے۔ پھر پروردگار عالم نے اپنے آسمانوں کو بسانے اور اپنی سلطنت کے طبقات اعلےٰ کو آباد کرنے کے لئے ایک عجیب وغریب مخلوق از قسم ملائکہ پیدا کی آسمان کی وسیع و فراخ راہوں کے شگاف اور مقامات خالیہ ان سے بھر دئے اور تمام فضاہائے آسمان کے سوراخوں کو ان کے ساتھ لبریز کر دیا اور ان شگافوں کی وسیع وفراخ راہوں کے درمیان ملائکہ مسبحین کی طرب انگیز آوازیں حظائر قدس (بہشت) پردہ ہائے حجاب اور بزرگ واعلےٰ آستانوں میں لہرا رہی ہیں یہ آوازیں جن سے کان بہرے ہوئے جاتے ہیں ان کے صاحب کی پشت سر میں شعاعیں اور نورانی درخشندگیاں ایسی ہیں جو ابصار کو ان تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہیں اور ان بینائیوں کو نہایت ہی حیرانی کی حالت میں ان کی حدود وجوانب سے دور رہنا پڑتا ہے۔ پروردگار عالم نے ان فرشتوں کو مختلف الصوَر اور متفاوت المقدار پیدا کیا ہے۔ انہیں پر پرواز عنایت کئے ہیں اور وہ اسکی عزت و جلال کی تسبیح میں رطب اللسان ہیں۔ یہ عجیب وغریب مخلوق مصنوعات الٰہیہ کو جو اس کی خلقت میں ظاہر ہے اپنی طرف نسبت نہیں دیتی (اس بات کا اعتقاد نہیں کرتی کہ یہ شے ہماری بنائی ہوئی ہے) نہ یہ فرشتے ادعا کرتے ہیں کہ خلقت اشیاء جو پروردگار عالم کے لئے مخصوص ہے اس میں ہم بھی شریک ہیں۔ بلکہ یہ ملائکہ اس کے مکرم اور گرامی قدر بندے ہیں کسی قول میں خداوند عالم پر سبقت نہیں کرتے اور دل وجان سے اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ پروردگار عالم نے انہیں شکوک وشبہات سے معصوم بنایا ہے (وہ معارف الٰہیہ میں متشکک نہیں اور کوئی فرد ان میں سے

رضائے خالق سے منحرف نہیں) فوائد معونت و معیشت (معارف و علوم) میں انکی مدد کرتا ہے اور ان کے دلوں کو فروتنی۔ آرام و تواضع اور خضوع و خشوع کی تعلیم کی ہے اپنی تمجید اور ستائش کی اقسام کی طرف ان کے لئے آسانی اور سہولت کے دروازوں کو کھولدیا ہے اور اپنی توحید کی بلندیوں پر ان کے لئے ظاہر نشان اور بیّن مینارے قائم کئے ہیں سنگین گناہوں کے اسباب انہیں گناہوں سے ثقیل اور سنگین نہیں بنا سکتے (کیونکہ نفس امّارہ جو سبب گناہ ہے ان میں موجود نہیں) نہ تعاقب کرنے والے دن اور رات انہیں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف کوچ کرنے پر آمادہ کر سکتے ہیں شک و شکوک ان کے پختہ اعتقاد کے ساتھ تنازعہ نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ظنون و اوہام ان کے سچّے یقین سے جنگ و جدل کر سکتے ہیں انکے درمیان حسد کی چقماق آگ نہیں بھڑکا سکتی اور معرفت خداوندی جو ان کے دلوں سے ملاتی ہے اسے انکی حیرت سلب نہیں کر سکتی (انہیں تردد اور شک معرفت الٰہی میں لاحق نہیں ہوتا) اور اس کی بزرگی اس کی سلطنت کا خوف ان کے سینوں میں جانشین ہے۔ وسوسہ ہائے شیطانی ان میں طمع نہیں کر سکتے (انہیں لاحق نہیں ہو سکتے) جوان کی بدبو انکے تدبر و تفکر کو کو بیدہ کردے ان فرشتوں میں سے کوئی تو ابر ہائے غلیظ۔ کوہ ہائے بزرگ اور غبار تیرہ و تارکی خلقت کے لئے ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جن کے پاؤں نے زمین کی تہ کو شگافتہ کر رکھا ہے۔ یہ فرشتے برفہائے سفید کی مانند ہیں کہ مواضع شگاف ہوا میں نفوذ کئے ہوئے ہیں ان کے نیچے طیب اور ساکن ہوا ہے یہ برقیں اس ہوا کی نگہبان ہیں حدود متناہی میں جہاں بھی وہ پہنچے (یہ وہ ملائکہ ہیں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں کہ جن کے مقتدر اور صاحب تسلّط پاؤں شگافہائے ہوا اور فضاہائے عالم میں نافذ ہیں۔ ریاح نفوس طیّبہ انہیں کے تصرّف میں ہیں کہ ہر مادہ مستعد کے لئے انہیں مستعد کرتے رہتے ہیں) اس کی عبادت کے شغل نے ان فرشتوں کو اور جمیع اشغال سے فارغ کر رکھا ہے۔ اعتقادات یقینیہ ان کے اور تقرب خداوندی کے درمیان وسیلہ ہیں یقین و شہود معرفت خداوندی نے ان سے دیگر علائق کو قطع کر رکھا ہے اور انکی رغبت انکا

شوق ان کا سرور جو خداوند عالم کے سامنے موجود ہے انہیں اس شے کی طرف تجاوز کرنے نہیں دیتا جو غیر خدا کے پاس ہے۔ انہوں نے معرفت الٰہی کی حلاوت اور شیرینی کا ذائقہ چکھ لیا ہے وہ اسکی دوستی کا چھلکتا ہوا ساغر پی چکے ہیں اور اُن کے سویدائے قلوب میں اس کے خوف کا ریشہ مکین اور جاگزیں ہے۔ انہوں نے اپنی پشت کی رسّی کو ایک طویل طاعت کی طرف مائل کر رکھا ہے درازی رغبت وشوق نے ان کی استعداد تضرع وزاری کو نیست اور فانی نہیں کیا اور نہ بڑھے ہوئے تقرب نے حلقہ خضوع وخشوع کو ان کی گردنوں سے علیحدہ کیا ہے۔ عجب وتکبر ان پر مستولی نہیں ہوا کہ وہ اپنی اطاعت گزشتہ کو کثیر اور قابل اطمینان تصوّر کرلیں۔ اور جلالت خداوندی نے ان کی اطاعت کے سبب ان کے اعمال حسنہ کی تنظیم کے لئے کوئی حصّہ اور نصیب باقی نہیں چھوڑا ہے یہ جدّ وجہد جو وہ ایک مدّت درازسے عمل میں لا رہے ہیں اس کے سبب سے ان میں سُستی اور کاہلی کا عمل دخل نہیں ہوا نہ ان کا شوق نقص پذیر ہوا ہے کہ ان امیدوں سے مخالفت کریں جو انہیں اپنے پروردگار کی ذات سے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ اس درازی مناجات نے ان کی زبانوں کی رطوبت کو خشک کر دیا ہو (وہ ہر وقت مناجات میں رطب اللّسان رہتے ہیں) کوئی دوسرا شغل ان کا مالک نہیں ہوا ہے جو پست ہو کر ان کی دعاؤں کی بلند آوازیں منقطع ہو جائیں نہ صف ہائے اطاعت سے انکے شانے مختلف ہوئے ہیں (صف اطاعت سے ایک قدم پس وپیش نہیں رکھتے) حکم خداوندی میں تقصیر اور کوتاہی کی راحت حاصل کرنے کے لئے انکی گردنیں خم نہیں ہوئیں ان کی غفلتوں کی بلادت اور کُندی انکے استحکام جدّ وجہد کے ساتھ قہر اور ظلم نہیں کرسکتی اور خواہشات و شہوات کے فریب انکی ہمتوں میں تیر اندازی نہیں کرسکتے انہوں نے اپنے یوم احتیاج کے لئے صاحب عرش کو ذخیرہ بنالیا ہے وہ نہایت رغبت وشوق سے اس وقت تک کے لئے اسکی طلب کرتے ہیں جبکہ خلقت جمیع خلائق سے منقطع ہو جائیگی (روز قبض جمیع ارواح ہوگا) وہ اسکی عبادت کی غایت مدّت کو طے نہیں کرتے (انکا یہ اعتقاد نہیں کہ اسکی عبادت کی منتہٰی کو پہنچکر حق عبادت ادا کردیں گے) اور نہ کسی قسم کی حرص انہیں التزام اطاعت کی طرف رجوع کرتی ہے بگرہاں

ان کے دلوں کی منقطع نہونے والی استعداد اور امید و بیم خداوندی یہ دو باتیں انہیں عبادت پر آمادہ کررہی ہیں۔ خوف باری تعالےٰ کے اسباب ان سے جُدا نہیں ہوتے جو انکی سعی وکوشش میں ضعف آجائے نہ کسی قسم کی طمع دنیوی نے انہیں اسیر کیا ہے جو وہ امر آخرت کی کوشش و طلب کے بدلے دنیا طلبی اختیار کریں وہ اپنے اعمال گزشتہ کو بزرگ اور عظیم نہیں شمار کرتے۔ اگر انہیں قابل وقعت اور کسی لائق سمجھتے تو بے شک امید ان کے حد سے بڑھے ہوئے خوف کو رفع کردیتی وہ تسلط شیطان کے باعث اپنے پروردگار کی اطاعت میں خلاف ورزی نہیں کرتے ایک کے دوسرے کو کاٹنے پر آمادہ کردینے والی بدی انہیں پراگندہ اور منتشر نہیں کرسکتی ایک کا دوسرے پر حسد کرنا ان پر حاکم نہیں ہوتا وجوہ شکوک وشبہات انہیں مختلف اور منشعب نہیں کرسکتے اور نہ ارادے اور عزم کے اقسام انہیں باصناف مختلفہ منقسم کرسکتے ہیں یہ نفوس قدسیہ بندگان ایمان ہیں حق سے عدول کرنے کی طرف مائل ہونا ضعف وتساہل فی الاطاعت ان میں سے کوئی شے انہیں حلقۂ بندگی سے آزاد نہیں کرسکتی۔ طبقات آسمان میں بمقدار پوست حیوان بھی کوئی ایسا مقام نہیں جہاں کوئی سجدہ کرنے والا متحرک ہوکر خدمت کرنیوالا فرشتہ نہ موجود ہو۔ یہ فرشتے اپنی طول طویل اطاعت پروردگار کے باعث اپنے علم کو بڑھاتے ہیں اور پروردگار عالم کی سلطنت ان کے دلوں میں اس کی بزرگی اور عظمت کو زیادہ کرتی رہتی ہے (حضرت نے جو ملائکہ کے یہ اوصاف مختلفہ بیان فرمائے ہیں ان سے غرض یہ ہے کہ لوگ اخلاق ملکوتی کی حرص اور اوصاف شیطانی سے پرہیز کریں)۔

اسی خطبہ میں زمین کی تعریف اور اُسکے پانی پر بچھانے کی نسبت بیان فرمایا ہی

سخت اور شدید موجوں کے اضطراب۔ بزرگ وعظیم الشان دریاؤں کی بلندیوں پر زمین کو بچھایا۔ ایسی حالت میں کہ اُن دریاؤں کی شدید موجیں ایک دوسرے کے ساتھ طمانچہ زنی کررہی تھیں۔ ان عظیم الشان دریاؤں کے تیز رَو گھوڑے جنبش کررہے تھے اور اس طرح کف ڈال رہے تھے جیسے مستی کے وقت شتر نر۔ اب زمین کے بوجھ اور ثقل کے سبب سے بحر متلاطم

کی سرکشی فروتنی سے بدل گئی۔ وہ ساکن ہو گیا اس کا ہیجان اور اسکے ایک دوسرے کو بار بار پھینکنے کی شدت کم ہو گئی۔ جب زمین نے اپنے سینہ سے پانی کو پامال کیا اسکی رفتار میں نرمی آگئی وہ خاضع و خاشع ہو گیا جب زمین نے اپنے شانوں کو اس پر غلطاں کر دیا اب اس پانی نے اپنی امواج کی آوازہائے بلند کے بعد ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ بالکل آرام سے تھا مغلوب تھا مذلت کی لجام کے حلقہ میں گرفتار تھا مطیع و منقاد تھا اور اس کی حالت بالکل ایک اسیر کی سی تھی اس کی عظیم الشان موجوں پر فرش ہوجانے والی زمین ساکن ہو گئی اور اسے نخوت و غرور فخر و سرکشی بلند بینی و تکبر اور گردن کی حد سے زیادہ بڑھ جانے والی بلندی ان سب چیزوں کو باطل برطرف کر دیا۔ اسے اس کی روانی کی شدتوں سے بستہ کر دیا اب پانی نے اپنے تلاطم کے بعد فروتنی اختیار کی اور اپنی جست و خیز اور طغیانی کے بعد نچلا ہو کر بیٹھ گیا۔ جبکہ زیر اطراف زمین سے پانی کو ساکن کر دیا اور کوہ ہائے بلند کو دوشہائے زمین پر بار کیا تو اس کی (زمین کی) بینیوں (پہاڑوں) میں سے پانی کے چشمے شگافتہ کئے۔ پھر ان چشموں کو بیابانوں کی فضا اور اس زمین کی شگافوں میں متفرق کر دیا اور پھر حرکت زمین کی اس کے بلند پتھروں اور بڑے بڑے زبردست اور سربلند پتھروں سے تعدیل کر دی اب ان پہاڑوں کے قیام اور پارہ ہائے ارض میں پیوست ہوجانے سے زمین اضطراب اور حرکت سے ساکن ہو گئی اور پہاڑوں کی بینی میں سوراخوں میں داخل ہونے اور زمین ہموار و ناہموار کی گردن پر ان (پہاڑوں) کے سوار ہونے نے بالکل ساکن کر دیا اب اس خداوند مطلق نے طرف بالائے ہوا اور زمین کے درمیانی حصوں کو وسیع کر دیا اور ہوا کو ساکنین زمین کے لئے موضع نسیم و نفس بنا دیا۔ اہل زمین کو زمین کی طرف عدم سے موجود میں لایا ایسی حالت میں کہ وہ تمام منفعتہائے زمین پر مسلط و متصرف ہیں اور اس زمین بے اب و علف کو بھی باقی نہیں چھوڑا جو حصول آب سے قاصر تھی چشموں کا پانی جس کی بلندیوں پر نہیں پہنچتا تھا اور نہروں کی جدولیں جس کی اونچائیوں تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں پاتی تھیں۔ ایسے مقامات کے لئے اس نے زندہ کرنے والے ابر کو ایجاد کیا جو مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے نباتات کو اگاتا ہے اور ابر کو

اس ترکیب سے پیدا کیا کہ سفید بادلوں کے ٹکڑے جو جدا جدا تھے ایک دوسرے سے الگ الگ نظر آتے تھے انہیں خلعت ترکیب بخشا یہاں تک کہ ایک زبردست اور بزرگ ابر نے فضائے گردوں میں حرکت کی بجلیاں چمکائیں جن کی درخشندگی نے اس ابر سفید کے بزرگ پہاڑ اور گھرے ہوئے بادل میں فدا بھی آنکھ نہ جھپکائی اس کوہ بزرگ کو متواتر پانی برسانے کے لئے روانہ کر دیا اسکا حصّہ زیرین زمین کے نزدیک ہو گیا ہوائے جنوبی اُس کی بارش کی دوشیدگی میں مشغول ہوئی اور باران بے شمار کو باہر لے آئی اس ابر مطیر نے جس وقت اپنے سینہ کو زمین پر ٹکا دیا اور وہ بار جو اُس پر محمول تھا اسی قدر اس پہ ڈالدیا جس کی برداشت میں وہ مستقل رہ سکتی تھی (اس قدر بارش ہوئی جسکی وہ متحمل ہو سکتی تھی) تو پروردگار عالم نے خشک زمینوں اور خشک زار پہاڑوں کے سینوں سے تر و تازہ اور ہری بھری روئیدگی کو نکالنا شروع کر دیا جب یہ حالت ہوئی تو زمین پر ایک خوش وقتی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس لئے کہ اب وہ اپنے باغات کی نزہتوں سے مزین ہو رہی تھی اور باغات کے شگوفوں کی سفید چادر جو یہ اوڑھے ہوئے تھی اور وہ زیور اور گلوبند جو تازہ بتازہ شگوفے اُس کے لئے مہیا کر رہے تھے ان آرائشوں نے اُس پر عُجب و کبر کو مسلط کر دیا اور خداوند تعالےٰ نے اس نباتات کو آدمیوں کے لئے کفایت کرنے والی اور چارپایوں کا رزق قرار دے دیا۔

اطراف زمین میں وسیع و فراخ راہیں کشادہ کر دیں اور اُس کی شاہ راہوں اور رستوں پر چلنے والوں کے لئے نشان قائم کر دئے۔ پس جس وقت باری تعالےٰ نے زمین کو بچھایا اور اس کی تکمیل سے فارغ ہوا تو آدم علیہ السّلام کو اپنی مخلوق میں برگزیدہ کیا اور اسے اوّل خلقت بنی نوع انسان قرار دیکر اپنے بہشت میں سکونت کا امر فرمایا اس بہشت میں اس کی روزی کو وسعت عطا فرمائی اور اس چیز کی طرف اشارہ کیا جس سے اسے ممانعت کی اور اسے خبر دیدی کہ اس چیز کی طرف قدم بڑھانے اور متعرض ہونے میں معصیت خداوندی اور اسکے مرتبہ و منزلت کی ہلاکت ہے پس حضرت آدم علیہ السّلام نے جس چیز سے انہیں منع کیا گیا تھا اسکی طرف اقدام کیا جیسا کہ باریتعالےٰ کے علم سابق و قدیم میں گزر چکا تھا۔ اب آپ کو توبہ کے بعد بہشت سے

زمین پر اُتار دیا تاکہ اپنی زمین کو ان کی نسل سے معمور کرے اور اُن کی ذات سے اپنے بندوں کے لئے حجت قائم فرمائے اور آدم علیہ السلام کی قبض روح کے بعد اپنے بندوں کو اُس چیز سے خالی نہیں رکھا جو اپنے پروردگار کی حجۃ و دلیل کی اُن پر تاکید کرے بندگان خدا اور معرفت الٰہی کے درمیان وصل قائم کر دے بلکہ قرناً بعد قرنٍ اپنے برگزیدہ انبیاء اور اپنی رسالت کی اماتوں کے برداشت کرنے والے پیغمبروں کی زبانوں سے حجج و دلائل کا اظہار کر کے بندوں سے عہد و پیمان لے لیا حتیٰ کہ ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ اُس کی حجت تمام ہو گئی اور عذر خداوندی (بر عذاب بندگان) اور تخویف الٰہی (بر معاصی) انجام کو پہنچ گئے اُس نے بندوں کی روزی کو مقدر کیا کسی کے لیئے زیادہ کسی کے لئے کم اور تنگی اور فراخی پر بنا کر کے روزی کو تقسیم کیا۔ اس کی یہ قسمت عین عدل ہے اور یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا ہے تاکہ وسعت و تنگی رزق سے اُس شخص کا امتحان لے جس کے امتحان کا ارادہ کیا ہے اور اس تقسیم سے یہ بھی مقصود ہے کہ اغنیاء و فقرائے بندگان کے صبر و شکر کا امتحان لیا جائے پھر وہ لوگ جو فقر اور احتیاج پر باقی اور قائم تھے انہیں وسعت رزق کے متصل اور مقترن کیا۔ انکی روزی پر جو حوادثات اور آفات واقع ہوئی تھیں انہیں سلامتی سے بدل دیا اور انکی روزی کے غم و غصہ کو خوشی اور کشائش رزق سے مبدل فرمایا اور عمر کی مدت معین خلق فرمائی بعض کے لئے طویل اور بعض کے لئے کوتاہ کسی کی مدت عمر کو مقدم کیا اور کسی کو مؤخر اور ان عمر کی مدتوں کے اسباب کو موت سے متصل کیا اور موت کو عمر کی طویل و دراز رسیوں کی کھولنے والی اور ریسمان عمر کے استحکام کو پارہ پارہ کرنے والی بنا دیا وہ پوشیدہ خطورات اور ضمائر جو دلوں میں گزرتے ہیں وہ آہستہ آہستہ باتیں کرنے والوں کی سرگوشیاں وہ گمان کرنے والوں کے گمانوں میں گذرنے والے خطرے وہ عزائم یقین کی بندشیں وہ دزدیدہ نگاہی اور چوری چھپے پلکوں کے اشارے ان سب امور سے وہ ذات عالم و دانا اچھی طرح واقف ہے وہ نامعلوم امور جو دلوں کے پردوں میں لپٹے ہوئے ہیں وہ باتیں جو قعرہائے پنہاں میں چھپی ہوئی

ہیں وہ پوشیدہ کلام جن کے چوری سے سن لینے پر قوت سامعہ کانوں کو متوجہ کرتی ہے انمیں سے کوئی امر اُس پر پوشیدہ نہیں اسے چھوٹے چھوٹے کیڑوں کے گرمائی مقامات معلوم ہیں وہ زیر زمین بسر کرنے والے حشرات الارض کی زمستانی قیامگاہوں سے اطلاع رکھتا ہے بے زبان حیوانوں کی نالہ وزاری کو سنتا ہے۔ ہموار سے ہموار اور سبک سے سبک قدموں کی آواز بھی اُس پر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتی خوشوں کے غلافوں اور انکے اندرونی حصوں میں میووں کے کشادہ ہونے اور بڑھنے کے مقامات۔ غار ہائے کوہ میں حیوانات وحشی کے پوشیدہ ہونے کی جگہ اور پہاڑوں کی سیل گاہیں درختوں کی چھال اور اُن کی شاخوں میں مچھروں کے چھپنے کے سوراخ ان میں سے کوئی امر اسپر مخفی نہیں۔ وہ شاخوں سے پتّوں کے گرنے کے موقع ومحل اور مخلوط منی کے اصلاب کی راہوں سے آکر ٹھیرنے کے مستقر سے اچھی طرح واقف ہے۔ ابر کا ظاہر ہونا۔ اور آپس میں مل جانا قطرہ ہائے باراں کی ریزش اور انکا اجتماع یہ ساری باتیں اسے معلوم ہیں۔ وہ چیزیں جنہیں بگولوں کے دامن منتشر اور پراگندہ کر دیتے ہیں وہ اشیاء جنہیں بارشیں اپنے سیلابوں سے محو اور فنا کر دیتی ہیں وہ اس کے علم میں موجود ہیں وہ ریگ کے ٹیلوں میں حشرات الارض کو پہچانتا ہے وہ پہاڑ کی چوٹیوں پہ پرندوں کے بسیرے کے مقاموں سے خوب ماہر ہے۔ آشیانوں کی تاریکی میں خوش الحان جانوروں کی آوازیں اسپر ظاہر ہیں اور وہ مروارید جنہیں صدفوں نے اپنے سینہ سے لگا رکھا ہے اور موجیں ان کی پرستاری پر کمر بستہ ہیں۔ ہر گز ہر گز اُس کے احاطۂ علم سے باہر نہیں۔ وہ اشیا جنہیں رات کی تاریکی نے ڈھانک لیا ہے یا وہ چیزیں جن پر آفتاب کی شعاعیں پر توافگن ہیں۔ یا اُن پر متواتر تاریکی یا درخشندگی نور کے پردے پڑے ہوئے ہیں کچھ بھی ہو مگر اس کی نظر سے کوئی چیز باہر نہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے قدم کا اثر ہر ایک آواز کی حرکت۔ ہر ایک کلمہ کی ترجیع۔ ہر ایک لب کی جنبش۔ ہر انسان کی مستقر۔ ہر ایک ذرّہ کے وزن اور ہر ایک نفس ارادی کی ہمہمے وہ ان سب امور کا احاطہ کرنے والا ہے۔ ہر درخت کا میوہ جو زمین پر ہے۔ ہر برگ پختہ نطفہ کا قائم

ہونے کا مقام۔ اجتماع خون کا محل۔ گوشت بنجانے والا خون۔ ظاہر ہونے والی مخلوق۔ حیوانات کے نتیجے۔ ان سب رموز کو اُس کی حکمت اور دانائی گھیرے ہوئے ہے۔ ان اشیاء کے جاننے اور معلوم کرنے میں اسے کوئی مشقت اور محنت عارض نہیں ہوتی اور اس مخلوقات کے نگاہ رکھنے میں جسے اُس نے ایجاد فرمایا ہے اسے کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوتا۔ نہ اشیا کے کامل کرنے سے اور مخلوقات کی تدابیر میں اسپر کوئی دل تنگی اور سُستی طاری ہوتی ہے۔

پروردگارا! تو اسی قابل ہے کہ تیری صفات جمیلہ کا ذکر ہو۔ تیرے احسان و نعمت کو شمار کیا جائے اگر تیری طمع کیجائے تو یہ بہترین طمع ہے۔ اگر تجھ سے امید رکھی جائے تو عمدہ ترین امید ہے۔

پروردگارا! تو نے میرے لئے اپنی اُس مدح کو بچھا دیا ہے جس کے ساتھ میں تیرے غیر کی ستائش نہیں کر سکتا اور نہ اُس مدح کے ساتھ تیرے سوا کسی دوسرے کی ثنا کر سکتا ہوں۔ میں نے اس مدح و ستائش کو (جس کا تو ہی سزاوار ہے) معدنہائے جبرت و خسران اور مقامات شبہ و بہتان کی طرف متوجہ نہیں کیا۔ تو نے میری زبان کو ستائشہائے مردم اور مربوبین مخلوقین (جو بندوں کے پرورش کیے ہوئے ہیں) کی حمد و ثنا سے بالکل لوٹا دیا ہے۔

پروردگارا! ہر ایک مدح و ثنا کرنے والے کے لئے اُس کے ممدوح کے پاس ایک اجر اور بزرگ اجر ایک احسان اور بخششہائے بزرگ کا احسان ہوتا ہے۔ اب میں تجھ سے امید رکھتا ہوں کہ تو مجھے توشہ ہائے بخشش اور گنجہائے آمرزش کی طرف رہنمائی کر اور یہ مقام اے پروردگا اس شخص کے لئے سزاوار ہے جس نے تجھے ایسی توحید کے ساتھ منفرد اور مختص کیا ہو جو تیرے لائق اور قابل ہے جس کا تو اہل ہے اور جس نے تیرے سوا کسی غیر کو ان محامد اور مدائح کا سزاوار نہ دیکھا ہو۔

خداوندا! مجھے تیری طرف حاجت ہے۔ میں تیرا محتاج ہوں اور تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی چیز اس احتیاج کا سدّباب نہیں کر سکتی۔ اس کی ضروریات دفع نہیں ہو سکتیں مگر تیری بخشش بے اندازہ سے۔ تیرے جود و کرم سے خداوندا مجھے اس مقام میں اپنی خوشنودی اور رضا کا جامہ

پہنا مجھے اپنے سوا دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بے نیاز کر دے۔ بیشک تو اپنی مشیتوں پر قادر اور قدرت رکھنے والا ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

عثمان کے قتل کے بعد جب لوگوں نے حضرت سے بیعت کا ارادہ کیا اُس وقت آپ نے فرمایا تم مجھے چھوڑ دو اور میرے غیر سے التماس کرو کیونکہ ہم ایک ایسے امر کی طرف رُخ کر رہے ہیں جس کی مختلف صورتیں ہیں جس کے مختلف رنگ ہیں (ایسا کام ہے جو وجوہ مختلفہ اور حالات متلونہ کا احتمال رکھتا ہے) حالانکہ دل اسکے لئے قائم نہیں ہوئے۔ اور عقلیں اور رائیں اسپر ثابت و قائم نہیں ہوئیں (کسی کے دل میں کچھ ہے کسی کے دل میں کچھ) تحقیق کہ ابر جہالت آفاق پر چھایا ہوا ہے اور شاہ راہیں متروک اور ناپید ہو گئی ہیں (چونکہ امر خلافت بالوحی اور بالنّص متحقق ہوا ہے نہ کہ بالاجماع والبیعہ" اور آپ ہر حالت میں خلیفۂ الٰہی تھے خواہ بیعت ہو یا نہ ہو اور اسی بیعت کی وجہ سے آپ کا حق غصب ہوا لہذا اس بیعت سے من حیث البیعت آپ نے اکراہ فرمایا نہ کہ خلافت سے اور اسی لئے فرمایا کہ تم دوسرے سے بیعت کر لو کیونکہ میری خلافت تو اطاعت واعتقاد دلی پر موقوف ہے نہ کہ بیعت ظاہری پر جو محض حرص وطمع وجہالت سے ہوتی ہے) اور خوب جان لو اگر میں تمہارے التماس کو قبول کروں اور تم سے بیعت لے لوں تو تمہیں احکام خداوندی کا متحمل بناؤں گا جنہیں میں اچھی طرح جانتا ہوں اس وقت میں کسی کہنے والے کے قول کی پروانہ کرونگا نہ لوم لائم اور نہ کسی عتاب کرنے والے کے عتاب کا مجھے خوف ہوگا اور اگر تم مجھے ترک کر دو گے تو اُس وقت میں تمہیں میں سے ایک فرد ہوں (اجرائے امر خلافت کی تکلیف مجھ سے ساقط ہو گی) اور امید ہے کہ میں تم سے زیادہ سننے والا اور مطیع بن جاؤں اس شخص کے لئے جسے تم اپنے امر کا والی قرار دو اور میں تمہارے لئے بحیثیت ایک وزیر کے اس سے بہتر ہوں کہ تمہارا امیر بنوں۔ تم مجھے خلیفہ بالوحی اور بالنّص اور وزیر از جانب خدا تسلیم کرو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم مجھے اپنی بیعت کے

سبب سے خلیفہ مانو۔ تم نے جناب رسول خدا سے بارہا سنا ہوگا علی مِنّی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اور ہارون کی منزلت کو خود قرآن مجید نے واضح کر دیا ہے واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کی وزارت کی درخواست کی ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

ایہا النّاس! بعد حمد و نعت تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے فتنہ و فساد کی آنکھوں کو نکال دیا ہے جبکہ تاریکیوں کی موجیں زوروں پر تھیں اور اُس کے کُتّے کا مرض شدّت پکڑ رہا تھا اور میرے سوا کوئی اس امر کی جرأت نہیں کر سکتا اب تم مجھ سے سوال کرو جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ اور میں تم سے فوت ہو جاؤں۔ قسم اُس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم مجھ سے اُس چیز کا سوال نہ کروگے جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہے اور نہ اُس گروہ کی حالات دریافت کروگے جس کے سَو آدمی ہدایت پانے والے اور سَو گمراہ ہیں الّا یہ کہ میں ان کے آواز دینے والے ان کے کھولنے والے ان کو ہنکانے والے انکے شتر سواروں کی خوابگاہیں ان کے بوجھ رکھنے کے مقامات ان میں سے ازروئے قتل کے قتل ہو جانے والے۔ ازروئے موت کے مرجانے والے۔ ان سب چیزوں کی تمہیں کماحقہٗ خبر دونگا۔ اور اگر تم مجھے نہ پاؤ اور امور مکروہہ و کارہائے شدیدہ و عظیمہ نازل ہوں تو اکثر سائلین سر جھکالیں گے (وہ حیران ہونگے کہ ہم کہاں جائیں کس سے پوچھیں کس طریقہ سے سوال کریں) اور بہت سے سوال کیئے جانے والوں کو اس کے جواب دینے میں خوف اور ترس لاحق ہوگا۔ اور یہ امر (سکوت سائل و خوف مسئول) اس وقت ہوگا کہ جب تمہاری لڑائیاں زوروں پر ہونگی تم جدّ و جہد سے دامن کشی کروگے۔ دنیا تم پر بالکل تنگ ہو جائیگی تم پر نازل ہونے والی بلاؤں کے ایام طویل و دراز ہو جائینگے۔ یہاں تک کہ خدا تعالے اس شخص کو فتح و فیروزی بخشیگا جو تمہارے نیکو کاروں کا بقیہ ہوگا۔ اسے اشرار بنی امیہ کی موت کے بعد سلامتی دین و دنیا اور فتح و فیروزی نصیب ہوگی) اور فتنہ و فساد

جب کسی قوم کی طرف رُخ کرتے ہیں تو اپنے آپ کو صلاح و امن کے ساتھ مشتبہ اور ملتبس کر لیتے ہیں اور جب اس سے مُنہہ موڑتے ہیں تو اپنے شر و فساد سے آگاہ اور متنبہ کرتے ہیں جب بالکل ہی سامنے آجاتے ہیں اس وقت لوگ خبردار ہوتے ہیں اور انہیں مکروہ اور بد سمجھنے لگتے ہیں اور حالات غیبت میں انہیں نیکوترین مردم سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہواؤں کی طرح پھرتے ہیں ایک شہر میں پہنچتے ہیں اور دوسرے شہر سے تجاوز کرتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ تمہارے لئے میرے نزدیک بدترین فتنہ بنی امیہ ہیں۔ بیشک یہ اندھے اور تاریک فتنے ہیں عام لوگ ان کے وقت میں حق کی طرف اصلا نظر نہیں کرتے انکی بلا ہم اہلبیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جو شخص ان کے زمانہ میں چشم بینا سے کام لے وہ بلاؤں کا شکار اور اُن کے عیوب سے نابینا ان کی شرارتوں اور بلاؤں سے سالم اور محفوظ ہے قسم خدا کی تم میرے بعد بنی امیہ کو بہت بڑے حاکم اور خداوند پاؤ گے۔ اس کاٹنے والی اونٹنی کی طرح جو اپنے مُنہہ سے کاٹتی ہو اپنے ہاتھوں سے زمین کو کوٹتی ہو اپنے پاؤں سے لاتیں مار رہی ہو اور اپنے دودھ سے منع کرتی ہو (ایسا ہی بنی امیہ مُنہہ سے خلقت کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ دست تسلط و جور سے لوگوں کو ذلیل اور پیوند زمین کئے دیتے ہیں ظلم و تعدی کے پاؤں سے لوگوں کو ان کے وطنوں سے دور پھینکتے ہیں اور کسی کو نفع نہیں پہنچاتے) وہ تمہیں برابر اذیت پہنچاتے رہیں گے یہاں تک کہ ایک شخص کو بھی تم میں سے ایسا نہ چھوڑینگے جو انہیں نفع نہ پہنچائے یا ان کے نزدیک اس کا نفس بے مضرت ثابت نہو۔ ان کی بلائیں برابر تم پر مسلط رہیں گی جب تک کہ تم میں سے ایک ایک شخص ان کا غلام اور خدمتگار نہو جائے اور جب تک تم ان کی اس طرح اطاعت نہ کرو جیسا کہ بندہ اپنے خدا کی اور غلام اپنے آقا کی اطاعت اور خدمت کیا کرتا ہے ہم اہلبیت ان فتنوں کے گناہوں اور وبال سے رستگار ہونگے اور اس پر آشوب زمانہ میں کسی کو حق کی طرف دعوت نہ کر سکیں گے۔ پھر خداوند عالم تم سے اس فتنہ کو اس طرح قطع کریگا جیسے خراب اور فاسد چمڑے کو کاٹ ڈالتے ہیں اس شخص کے سبب سے جو انہیں ضرر اور رسوائی کے میدانوں میں چرانے والا اور شدت و دشواری کی طرف ہنکانے والا ہے

انہیں موت کا تلخ پیالہ پلا دیا جائیگا۔ سوائے تلوار کے انہیں دوسری چیز عطا نہوگی اور پیراہن خوف وبیم کے سوا انہیں کوئی چیز نہ پہنائی جائیگی۔ اس زمانہ میں قریش اس بات کو دوست رکھینگے کہ تمام دنیا و مافیہا کی عوض مجھے ایک مرتبہ دیکھ لیں اگرچہ وہ اتنا ہی وقت کیوں نہو جتنا کہ بچۂ شتر کے نحر ہونے میں صرف ہوتا ہے۔ اس وقت انہیں میری قدر معلوم ہوگی اور اُس وقت تمنا کرینگے کہ ان سے اس چیز کو بالکلیۃ قبول کروں جس کے بعض حصّوں کو آج طلب کر رہا ہوں۔ اور یہ مجھے دینے سے انکار کرتے ہیں[۱]۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

صاحب برکت و خیر و فضل و احسان وہ خدا ہے جسکی کُنہ معرفت تک وہ ارادے اور عزم نہیں پہنچ سکتے جو دور و بعید اشیا تک رسائی حاصل کرلیتے ہیں اور نہ دقّت نظر اور عقلوں کی دانائی اس تک پہنچ سکتی ہے۔ وہ ایسا اوّل ہے جس کی ابقا کے لئے کوئی نہایت اور انتہا نہیں کہ اس کی طرف وہ منتہی ہو اور نہ اُس کی بقا کے لئے کوئی نہایت اور انتہا ہے کہ اس کی طرف وہ منتہی ہو نہ اُس کی بقا کے واسطے کوئی جزو آخر ہے کہ اُس کے بعد اس کا وجود تمام اور منقضی ہوجائے۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں انبیاء علیہم السّلام کو امین بنایا اور بہترین امنا بنایا۔ عمدہ مستقر میں انہیں ٹھیرایا انہیں نفیس اور بزرگ اصلاب سے طیب وطاہر ارحام کی طرف منتقل کیا ہر ایک زمانہ میں جو گزرا ہے۔ انبیاء اقامت دین الٰہی۔ اس کی خلافت اور جانشینی کے لئے قائم ہوئے یہاں تک کہ خداوند سُبحانہ تعالےٰ کی کرامت اور بزرگی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم پر تمام ہوگئی انہیں ظاہر کیا در آنحالیکہ اُن کے اُگنے کی جگہ بہترین معادن ہے اور ان کے ٹھیرنے کا مکان نایاب ترین اصلہا واقع ہوا ہے۔ اور ایسا درخت ہے جس سے

---

[۱] حضرت کی یہ پیشینگوئی کس قدر جلد پوری ہوگئی یاد کرو واقعۂ حرا کو جو یزید پلید ابن معاویہ علیہ الہاویہ کے زمانہ میں گذرا ۱۲

اپنے پیغمبروں کو ظاہر کیا ہے اور جس سے اپنے امینوں کا انتخاب فرمایا ہے اس کی (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کی) عترت بہترین عترت اس کے اہلبیت عمدہ ترین اہلبیت ہیں اس کا درخت[۱] (نفس نفیس) بہترین اشجار ہے جس نے حرم کبریا میں نشو و نما پائی ہے اس کی کرامت اور مرحمت کے سایہ میں بلند ہوا ہے اسکی بہت سی طویل اور بلند شاخیں ہیں اس میں بہت سے ثمر ہیں جو ابھی رسیدہ نہیں ہوئے پس آپ پرہیزگاروں کے پیشوا ہیں ہدایت یافتگان کے لئے روشنی چشم ہیں آپکا وجود ایک ایسا چراغ ہے جس کی روشنی چمک رہی ہے اور ایسی روشنی ہے جسکا نور بلند ہو رہا ہے اور ایسی آگ روشن کرنے والے ہیں جس کی درخشندگیاں درخشاں ہو رہی ہیں۔ آپ کا طریقہ متوسط اور میانہ روی ہے۔ آپ کی سنت رُشد اور مسلک راہ ہدایت ہے۔ آپ کا کلام حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا اور آپ کا حکم عین عدل ہے۔ خدا تم پر رحمت کرے۔ تم ائمہ دین کی علامتہائے ظاہرہ پر عمل کرو۔ شریعت کی راہ نہایت واضح ہے وہ تمہیں دار السلام کی طرف بلا رہی ہے۔ تم

سلہ اس درخت سے مراد روح اعظم اور حقیقت محمدی و اوّل مخلوق ہے جیسا کہ خصال میں جابر سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا اوّل ماخلق اللہ نوری ابتدعہ من نورہ واشتقہ من جلال عظمتہ یعنی پہلے پہل خداوند عالم نے میرے نور کو خلق فرمایا جسے اپنے نور سے ایجاد کیا اور اپنی بزرگی عظمت سے مشتق اور ظاہر فرمایا۔ بصائر الدرجات میں مروی ہے کہ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیۂ اصلها ثابت وفرعها فی السماء کی نسبت سوال کیا حضرتؑ نے فرمایا کہ قسم خدا کی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس درخت کی اصل اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام اس کی فرع اور باقی ائمہ اُس کی شاخیں ہیں ائمہ علیہم السلام کا علم اس درخت کا میوہ ہے اور ان کے شیعہ اسکے پتے ہیں۔ کیا تو اصل و فرع و میوہ و برگ کے درمیان کسی قسم کی جُدائی اور تفریق دیکھتا ہے۔

راوی نے عرض کی میں تو کوئی جُدائی نہیں دیکھتا ان چیزوں کا مجموعہ درخت ہوتا ہے۔ بعدش امام نے فرمایا کہ قسم خدا کی جب مومن مرتا ہے اس درخت کا ایک پتہ گر جاتا ہے اور جب کوئی مومن متولد ہوتا ہے تو اس درخت میں ایک پتہ اُگ آتا ہے ۱۲

اس مکان میں ساکن رہو جس میں طاعت خداوندی کے باعث رضائے الٰہی چاہی گئی ہے اور خوب جان لو کہ تم اس وقت مقام مہلت و فراغت میں موجود ہو نامۂ اعمال کھلے ہوئے ہیں ان میں قلم چل رہے ہیں۔ بدن صحیح اور تندرست ہیں زبانیں کشادہ ہیں توبہ مسموع ہے اور اعمال مقبول ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ انسان گمراہ تھے۔ حیرانیوں میں گرفتار تھے۔ فتنہ و فساد میں مخبوط ہو رہے تھے۔ خواہشات ہلاکت کی طرف کھینچ رہی تھیں۔ تکبّر اور خود پسندی نے لغزشیں دے رکھی تھیں اور ناد انوں کی نادانیاں انہیں گھیرے ہوئے تھیں۔ وساوس جہالت اور تردد فی الامر کے باعث لوگ حیران و پریشان ہو رہے تھے۔ پس رسول برحق نے ان کے نصیحت کرنے میں ازحد مبالغہ کیا۔ سبیل خدا کے سالک بنے اور خلقت کو راست گفتاری۔ درست کرداری اور موعظۂ حسنہ کی طرف دعوت دی۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لئے زیبا ہے جو اول ہے اور ایسا اول ہے کہ کوئی شے اُس سے قبل نہیں۔ آخر ہے اور ایسا آخر ہے کہ کوئی شے اُس کے بعد نہیں۔ ظاہر ہے اور ایسا ظاہر ہے کہ کوئی شے اس پر غالب نہیں۔ باطن ہے اور ایسا باطن ہے کہ کوئی چیز اس سے نزدیک تر نہیں۔ اسی خطبہ میں جناب رسالتمآبؐ کا ذکر فرمایا ہے انکا مستقر و مرتبہ (پروردگار عالم کے نزدیک) بہترین مستقر و مراتب۔ انکا منبت (اُگنے کی جگہ) اشرف ترین منابت ہے۔ معدنہائے کرامت اور سلامتی کے گہواروں میں ابرار اور نیک بندوں کے قلوب آپ کی طرف منصرف کئے گئے ہیں اور ذوالابصار کی نگاہوں کی مہاریں آپ کی طرف پھیر دی گئی ہیں۔

حقد و حسد کو آپ کے سبب سے دفن کر دیا۔ عداوتوں اور فتنہ ہائے ضلالت کے شعلے آپ کی وجہ سے منطفی ہو گئے، مواخات کے سلسلے قائم ہوئے۔ مشرکین و کفار کی جماعتیں آپ کی وجہ سے پراگندہ اور متفرق ہو گئیں۔ ذلت و خواری کو آپ کے سبب سے نایاب کر دیا۔ عزت دنیوی ذلیل ہو گئی۔ آپ کا سخن بیان احکام خداوندی ہے اور آپ کی خاموشی ہزار ہزار نصائح سے اہم زبان۔ اللہم صل علےٰ محمد و آل محمد۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

اگرچہ خداوند عالم نے ظالم کو مہلت دی ہے مگر اسکا اس ظالم کو گرفت کر لینا فوت نہیں ہوا اور وہ اسکی تاک میں ہے اس کی گزرگاہوں پر کھڑا ہے اور اس کا وہ مقام جو مجرائے آب دہن (ٹیٹوا) ہے پکڑنے کے لئے تیار ہے۔ قسم اس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ قوم (بنی امیہ) تم پر غلبہ حاصل کریگی۔ اس لحاظ سے نہیں کہ وہ اولےٰ بالحق اور حقدار ہے بلکہ اس سبب سے کہ یہ قوم اپنے امیر کی دعوت باطلہ کی نہایت سرعت کے ساتھ اطاعت کرتی ہے اور تم میری دعوت حقہ کو نہایت آہستگی کے ساتھ قبول کرتے ہو میں نے تم کو جہاد کے لئے کوچ کرنے کا حکم دیا تم نے کوچ نہ کیا۔ میں نے امر حق کو تمہارے کانوں تک پہنچایا تم نے سنی ان سنی کر دی میں نے تمہیں آشکارا اور پنہاں طریقوں سے بلایا تم نے جواب بھی نہ دیا میں نے تمہیں نصیحتیں کیں مگر تم نے قبول ہی نہ کیں۔ تم میرے پاس مثل غائب کے حاضر ہو (تمہاری حاضری اور غیر حاضری دونو برابر ہیں) تم مثل آقا کے بندے ہو (ہو تو بندے مگر مزاج آقا کے سے رکھتے ہو۔ مجھ سے بیعت کر رکھی ہے پھر مجھی پر حکومت کرنی چاہتے ہو) میں کلمات اور نصائح کو تم پر تلاوت کرتا ہوں تم اس سے بھاگتے ہو میں تمہیں کامل مواعظ کے ساتھ وعظ کرتا ہوں تم ان سے متفرق ہوتے ہو میں تمہیں اہل بغاوت و ضلال کے ساتھ جہاد کی ترغیب و تحریص دیتا ہوں مگر ابھی میرا قول تمام نہیں ہوتا یہاں تک کہ میں تمہیں اولاد سبا[1] کی مانند متفرق

[1] عرب میں ایک شخص تھا اس کی اولاد ... فرقوں میں متفرق ہو گئی تھی جیسے فرقے (دیکھو صفحہ آئندہ)

و پراگندہ دیکھتا ہوں تم اپنی مجلسوں کی طرف رجوع کرتے ہو اور ایک دوسرے کو اپنی نصیحت سے فریب دیتا ہے۔ میں تمہیں صبح کے وقت سیدھا کرتا ہوں اور شام کے وقت پھر ٹیڑھی کمان کی پشت کی مانند ہو کر میرے پاس آتے ہو۔ اے حاضرین مردم جن کے بدن ان سے غائب ہیں جن کی عقلیں مختلف ہیں۔ جن کی خواہشوں نے ان کے بزرگوں کو فتنہ و فساد میں مبتلا کر دیا ہے تمہارا صاحب تمہارا امیر اطاعت خداوندی کی طرف بلاتا ہے اور تم نافرمانی اور عصیان سے کام لیتے ہو اور امیر اہل شام (معاویہ) خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور شام والے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ قسم خدا کی (تمہارے ان افعال سے بیزار ہو کر) میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ معاویہ مجھ سے اس طریقہ سے تمہارا معاوضہ کر لے کہ دینار (طلائے مسکوک) کی عوض درہم (نقرۂ مسکوک) مجھے میسر ہو اور دس نفر تم میں سے لے لے اور فقط ایک مرد شامی میرے حوالے کر دے۔ اے اہل کوفہ! میں تو تمہاری تین خصلتوں اور دو خصلتوں کے سبب سے تم میں مبتلا ہو رہا ہوں حالانکہ تم صاحب گوش ہو مگر امر حق کے سننے سے تمہارے کان بہرے ہیں سچی بات میں تمہاری زبان گنگ ہے حالانکہ تم صاحب زبان ہو تم دیکھتے ہو صاحب ابصار ہو اور اندھے بنے ہوئے ہو نہ تم دوستوں کی ملاقات کے وقت مردان راستگو اور آزاد ہو اور نہ بلاؤں کے وقت موثق اور معتمد بھائی۔ تمہارے ہاتھ خاک آلودہ ہو جائیں (تم ہمیشہ فقیر رہو) تمہاری مثال ان اونٹوں کی سی ہے جن کے ساربان ان سے غائب اور دور ہوں۔ جب وہ ایک طرف سے جمع ہوتے ہیں تو دوسری طرف سے متفرق ہو جاتے ہیں خدا کی قسم میں تمہیں اپنے عالم خیال میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر حرب و ضرب کی سختی ہو اور تلوار کی لڑائی گرم ہو جائے تو تم مقابلہ سے ہٹ جانے والی عورت کی طرح ابن ابیطالب سے علیحدہ ہو کر گشتہ ہو جاؤ گے۔ قسم خدا کی جانب پروردگار عالم سے میں برہان اور دلیل

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) قبائل یمن سے اور چار فرقے قبائل شام سے ہو گئے۔ کتب تاریخ میں اس کا قصہ مشہور ہے۔ اور "ایادی سبا" عرب میں ایک ضرب المثل ہو گئی ہے ۱۲

پر قائم ہوں میں اپنے پیغمبر کی جانب سے راہ راست پر کھڑا ہوں اور بالتحقیق میں ایک روشن رستے پر ثابت ہوں اور اس رستے کو نہایت درستی کے ساتھ طے کر رہا ہوں تم اپنے نبی کی اہلبیت پر نظر کرو۔ انہیں دیکھو۔ انکے طریقہ سے لازم اور پیوست ہو جاؤ۔ انکے آثار و رفتار کی پیروی کرو کیونکہ یہ لوگ تمہیں ہدایت کے رستے سے نکالکر ہلاکت کی طرف نہ پہنچائیں گے۔ جہاں یہ ٹھیریں وہاں تم بھی ٹھیر جاؤ جب یہ اُٹھیں تم بھی کھڑے ہو جاؤ ان سے مقدم نہ ہو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے ان سے بہت پیچھے نہ رہجاؤ ورنہ ہلاک ہو رہو گے۔ میں نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کے اصحاب کو دیکھا ہے تم میں کوئی بھی تو اُن کی نظیر دکھائی نہیں دیتا وہ اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ اُلجھے ہوئے بال غبار آلود چہرے ان کی راتیں قیام و سجود میں گزرتی تھیں۔ کبھی ان کی پیشانیاں صرف سجود ہوتی تھیں کبھی رخسارے۔ وہ اپنے معاد کے ذکر سے ایسے ہو جاتے تھے جیسے لقیۂ تنہ خرما (ان میں ذرا بھی حس و حرکت نہ رہتی تھی) سجدوں کے طول سے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانیوں پر) گھٹے پڑ پڑ کے ایسے ہو گئے تھے جیسے بکریوں کے زانو۔ جب خدائے تعالےٰ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہوئی جیب و دامن کو تربتر کر دیتی تھیں۔ وہ خوف عقوبت اور امید ثواب سے ایسے لرزتے تھے جیسے سخت آندھی کے وقت درخت جنبش کیا کرتے ہیں۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

قسم خدا کی بنی امیہ سلطنت و حکومت پر برابر قائم رہیں گے جب تک کہ محرمات الٰہی کو حلال نہ کر دیں اور عقد تکالیف شرعیہ کو مکلفین کی گردنوں سے نہ کھول دیں اور اُس وقت تک ان کا دَور دَورہ رہیگا جب تک کہ کوئی کچا مکان اور بالوں کا خیمہ ایسا نہ رہے جس میں ان کا ظلم داخل نہ ہو لیا ہو اور ان کی بدسلوکیاں خلقت کو گھروں سے نہ نکالدیں اور جبتک کہ دو رونے والے ظاہر نہ ہو جائیں۔ ایک اپنے دین کے لئے گریہ کرے (کہ ان کی بیدینی سے اس کا دین

جاتارہا) اور دوسرا اپنی دنیا کے لئے روئے (کہ اُن کے ظلم و جور نے اسکا مال و متاع غارت کر دیا) اور جب تک کہ تمہارے ایک نفس کی خدمت ان کے ایک نفر کے لئے خدمتگاری غلام و خواجہ کی مانند نہو جائے کہ جس وقت سامنے آجائے اطاعت کرے اور جس وقت غائب ہو غیبت میں مشغول ہو اور جبتک کہ تمہارے بزرگ اور تم سے بہتر خدا کا اعتقاد رکھنے والے ان محنتوں میں معتوب نہو جائیں پس اگر خداوند عالم تمہیں ان ظالموں کے ظلم سے عافیت عطا فرمائے تو اسے قبول کرو اور شکر خدا بجالاؤ اور اگر مبتلا کر کے تمہارا امتحان لے تو صبر سے کام لو اور بیشک عاقبت کی نیکیاں پرہیزگاروں ہی کے واسطے مہیا ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

میں خداوند تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں اس عمل پر جو واقع ہو چکا ہے اور مدد چاہتا ہوں ان اعمال خیر کے لئے جو واقع ہونے والے ہیں۔ جس طرح میں تندرستیٔ بدن کا سوال کرتا ہوں اسی طرح سلامتی دین کی طلب کرتا ہوں۔ بندگان خدا! میں تمہیں اس دنیا کے ترک کی وصیت کرتا ہوں جو تمہیں ترک کر رہی ہے اگرچہ تم اُس کے چھوڑ دینے پر راضی نہیں ہو۔ یہ تمہارے بدنوں کو کہنہ کئے دیتی ہے اور تم ان کے نئے ہونے کو دوست رکھتے ہو۔ گویا تمہاری اور اس دنیا کی مثال مسافروں کی سی ہے۔ وہ کسی رستے پر چلے گویا اُنہوں نے اسے قطع کر دیا کسی نشان کا قصد کیا اور اس تک پہنچ گئے اور یہ بات بہت قریب ہے کہ کسی انتہا کی طرف روانہ ہونے والا اس کی طرف روانہ ہوتا ہے حتےٰ کہ اس تک پہنچ جاتا ہے اور یہ امر نہایت ہی بعید ہے کہ ایک شخص جس کے لئے ایک دن ہے وہ باقی رہے اور اس دن سے تجاوز نہ کرے حالانکہ بسرعت طلب کرنیوالا (جو کہ موت ہے) اسے دنیا میں چلا رہا ہے یہانتک کہ وہ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے پس تم دنیا کی عزتوں میں۔ دنیا کے فخر میں دل نہ لگاؤ۔ اسکی نعمتوں اس کے زیورات کے سبب سے عجب و کبر اختیار نہ کرو۔ دنیا کی مضرتوں اور سختیوں میں مبتلا ہو کر جزع فزع نہ کرو کیونکہ اسکی عزتیں

اس کے فخر قطع ہونے والے ہیں۔ اس کی نعمتیں اس کی آرائشیں قریب بزوال ہیں اسکی مفرتیں سختیاں اور بُرائیاں بہت جلد تمام ہو جائینگی۔ دنیا کی ہر ایک مدت (اچھی ہو یا بُری) انتہا کو پہنچنے والی ہے اور ہر ایک دنیا میں بسر زندگی کرنیوالا ابھی ابھی موت اور فنا کی طرف پہنچا جاتا ہے کیا آثار اولین سے تمہیں بصیرت حاصل نہیں ہوتی کیا تمہارے گزر جانے والے آباؤ اجداد کے حالات میں تمہارے لئے مقام عبرت نہیں ہے ہاں ضرور ہے بشرطیکہ تم عقل سے کام لو۔ کیا تم اپنے گزشتگان کو نہیں دیکھتے کہ اب واپس نہ ہونگے۔ کیا تم اپنے پیچھے باقی رہنے والوں پر نظر نہیں ڈالتے کہ یہ باقی نہ رہیں گے۔ افسوس کیا تم دنیا والوں کے حالات نہیں دیکھتے جنہیں انہیں نیرنگیوں میں صبح ہوتی ہے شام ہو جاتی ہے۔ کہیں مُردہ پڑا ہوا ہے۔ عزیز و اقارب رو رہے ہیں اپنے بیگانے ماتم پرسی اور تسلی و تشفی میں مصروف ہیں۔ کہیں بیمار اور مریض کراہ رہا ہے۔ لوگ عیادت کو چلے آرہے ہیں اور ایک دوسرا شخص ہے (جو ہزار ہزار حسرتوں کو سینہ میں چھپائے ہوئے) دم توڑ رہا ہے۔ ایک انسان ہے کہ دنیا کو طلب کر رہا ہے اور موت اُس کی طالب ہے۔ وہ موت سے غافل ہے مگر موت اُس سے غافل نہیں اور یہ شخص اسی اثر ماضیہ پر قائم ہے جس پر ہر ایک باقی رہنے والا چلا جائیگا۔ آگاہ رہو جب تم اعمال قبیحہ کے لئے جلد جلد اُٹھو تو اسے یاد کر لو جو لذتوں کا برباد کرنیوالا خواہشات کو بُرائیوں میں ڈبونے والا اور آرزوؤں کو قطع کرنے والا ہے وہ حقوق خداوندی جو تمہارے ذمے واجب ہیں اور اس کی نعمتیں اور احسانات جن کا شمار نہیں کیا جاتا تم ان کے ادا کرنے اور ان کا شکر بجالانے کے لئے اسی حق سبحانہ تعالےٰ سے مدد کے طلبگار بنو۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد و ستائش کا مستحق وہ خداوند سبحانہ ہے جس نے اپنے فضل و احسان کو دنیا پر پھیلا رکھا ہے اور جس کے دست کرم اس دنیا پر سایہ کئے ہوئے ہیں میں جملہ امور و صحت و مرض و شدت رخا میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اُس کے حقوق کی محافظت کے لئے اسی سے مدد کا طلبگار ہوں میں

شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں اور بیشک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ اس کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں اس نے ان کو بھیجا ہے درآنحالیکہ وہ اس کے حکم کو آشکارا کرنے والے اور اسی کی یاد میں لبوں کو جنبش دینے والے ہیں انہوں نے نہایت ہی امانت کے ساتھ حق رسالت ادا کیا اور خلقت کو ہدایت کرتے ہوئے دنیا سے انتقال فرما گئے وہ ہمارے درمیان حق کی نشانی کو (جو قرآن و اہلبیت ہیں) اپنا خلیفہ چھوڑ گئے جس نے اس نشانی پر سبقت اور تقدیم کی وہ دین سے خارج ہو گیا جس شخص نے خلاف ورزی اختیار کی وہ ہلاک ہوا اور جس شخص نے انہیں لازم سمجھتے ہوئے انکی متابعت کی وہ حق سے ملحق ہو گیا۔ اس نشانئ حق کی دلیل و راہنمائی تانی فی الکلام کے ساتھ تھی۔ وہ بہت دیر کے بعد لوگوں میں کھڑی ہوئی اور کھڑے ہوتے ہی بہت جلد گزر گئی۔ جس وقت تمہاری گردنیں اس کے لئے نرم ہو گئیں (تم نے اطاعت کے لئے سر جھکائے) اور اپنی انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا (اسکی حقیقت اور خلافت کا اعتقاد کرتے ہوئے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائے) اس کی موت آئی اور اسے دنیا سے لے گئی (یہ حضرت اپنی ذات مقدس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں) اب تم اس کے بعد دنیا میں اس وقت تک ٹھیرو جب تک خدا کو منظور ہو حتے کہ تم میں کسی ایسے شخص کو ظاہر کر دے جو تمہیں ایک حلقہ میں جمع کرے اور تمہاری پراگندگیوں کو فراہم کر دے (تمہارے دین و دنیا کا انتظام کرے۔ اور یہ قائم آل محمد کیطرف اشارہ ہے) تم اس امام سے جو حاضر ہو اور انتظام امور دنیا کا اقبال نہ کرتا ہو کبھی اپنے امور کی طمع نہ کرنا اور اس امام سے کبھی مایوس نہونا جو تم سے غائب ہو اور پشت پھرائے ہوئے ہو کیونکہ شاید اس امام غائب کا ایک پاؤں اپنی جگہ (سلطنت ظاہری) سے ہٹا ہوا ہو اور دوسرا قدم اپنے مقام (سلطنت باطنی) پر قائم ہو اور پھر اسکے دونو قدم رجوع کریں یہاں تک کہ اپنے دونوں قدموں (سلطنت ظاہری و باطنی) کو برقرار اور ثابت کرے، آگاہ ہو جاؤ کہ آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کے اہلبیت کی مثال آسمان کے ستاروں کی سی ہے جہاں ایک ستارہ غروب ہوا دوسرا طالع ہو گیا اور تم میں تو گویا خدا کی جانب سے

نعمتیں اور بخششیں کامل ہوگئیں اور میں نے تمہیں اس چیز کو بھی دکھادیا ہے جسکی تم آرزو رکھتے ہو (جو قائم آل محمدؐ کا ظہور ہے)

قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہ کلام بلاغت نظام اپنے اصحاب مخلصین سے ارشاد فرمایا ہے اپنے قلیل زمانۂ حکومت کی بھی خبر دی ہے اور پژمردہ دلوں کو حضرت قائم کے ظہور کا مژدہ سُنا کر خوش وقت فرمایا ہے جسے ایک بہت جلد اور یقیناً پوری ہونے والی پیشینگوئی کہنا چاہیئے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں حضرت نے اکثر واقعات اور فتنہ ہائے عظیمہ کا ذکر فرمایا ہے فرماتے ہیں "بزرگ و برتر وہی ذات ہے جو ہر ایک اوّل سے اوّل اور ہر ایک آخر سے آخر ہے اس کی اوّلیت واجب کر رہی ہے کہ اُس کے لئے کوئی اوّل نہو اور اسکی آخریت سے لازم آرہا ہے کہ اس کا کوئی آخر نہو میں شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ ایسی شہادت ہے جو سرّاً و علانیةً ہر حالت میں موافق ہے۔

ایہا الناس! کہیں میری عداوت اور مجھ سے مخالفت تمہیں جرم اور گناہ میں مبتلا نہ کرادے تم کہیں میری نافرمانی کرنے سے ہلاکت تک نہ پہنچ جاؤ۔ جب تم مجھ سے کوئی کلام سُنو تو اُسے سنکر آپس میں اشارہ بازی نہ کرو۔ ایک دوسرے کی طرف نگاہیں نہ دوڑاؤ قسم اس خدا کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا جس نے انسان کو پیدا کیا میں تمہیں ان چیزوں کی نبی صلعم کی معرفت سے خبر دیتا ہوں جن کا نہ تو پہنچانے والا (پیغمبر) معاذ اللہ کاذب اور دروغگو ہے نہ سننے والا (امیر المومنین) جاہل (جو کچھ میں تمہیں خبر دیتا ہوں یہ وحی خدا ہے اس میں دروغ و افترا کو دخل نہیں) گویا میں ایک گمراہ ہو جانے والے کی طرف دیکھ رہا ہوں جو شہر شام میں حیوانوں کی طرح آواز نکال رہا ہے اس نے نواحی کوفہ میں اپنے علم بلند اور ظاہر کئے ہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب اس کا مُنہہ درندوں کی طرح کُھل جائے اُس کی سرکشیاں شدید ہو جائیں وہ زمین میں نہایت

سختی سے منہہ مارنے لگے اس کے فتنہ آمیز اور نکیلے دانت ابنائے زمانہ کو گزند پہنچائیں لڑائی کی موجیں جنبش کریں دنوں میں اس کے ظلم وستم کی گرفت ظاہر ہو اور راتوں میں اُس کے جور والم کی گزندگی۔ میری نگاہوں میں ہے کہ اس کی زراعت سرسبز ہو اس کے رسیدہ میوے نہال ہو جائیں۔ اسکا گلو شقشقۂ شتر مست کی طرح آواز دینے لگے اس کی تلواروں کی بجلیاں چمکیں اس کے فتنہ ہائے مشکلہ کے علم بستہ ہو جائیں اور اس کے فتنے شب تیرہ و تار اور بحر متواج و متلاطم کی طرح نظر آنے لگیں۔ شہر کوفہ توڑ دینے والی آندھیوں سے شگافتہ ہو جائے۔ تند اور سخت ہوا ان کا اس پر گزر ہو۔ تھوڑے ہی زمانہ میں گروہ مردم دوسرے گروہ کے ساتھ لپٹ جائے۔ مردم ایستادہ تلواروں سے ریزہ ریزہ ہوں اور ریزہ ریزہ ہو کر زیر خاک پنہاں ہو جائیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں بھی مثل سابق احوال آئندہ کی نسبت گہر افشانی فرمائی ہے۔ بروز قیامت مناقشۂ حساب وجزائے اعمال کے لئے پروردگار عالم اولین وآخرین کو جمع کریگا وہ نہایت خضوع اور فروتنی کے ساتھ ایستادہ ہونگے پسینہ اُن کے لئے لجام ہوگا (پیشانی سے بہہ کر مُنہہ تک آئیگا) زمین انہیں اپنے زلزلہ سے لرزائیگی ان سب میں بہتر وہ شخص ہوگا جس کا پاؤں کوئی مقام اور مکان رکھتا ہو وہ اپنے مقام پر نہایت ثبات کے ساتھ قائم ہو اور وہ اپنے نفس کے لئے وسعت وفراخی دیکھ رہا ہو۔

پھر اسی خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں زمانۂ آئندہ میں شب تاریک کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ظاہر ہونگے کوئی مرد قائم انکی مقاومت کی تاب لا سکیگا اور نہ کسی لشکر کا علم انہیں روک سکیگا وہ تمہاری طرف اس طرح آئیں گے جیسے نکیل والی اور لدی پھندی اونٹنی جس کی مہار کھینچنے والا اسے سختی سے چلا رہا ہو اور جس کا سوار نہایت تیزی کے ساتھ اسے دوڑا رہا ہو یہ فتنہ پرداز ایک قوم ہوگی جس کی حرص بہت زیادہ ہوگی اور ماحصل نہایت قلیل ہوگا اس قوم

کے ساتھ ایک ایسا گروہ جہاد فی سبیل اللہ کرے گا جو متکبرین کے نزدیک ذلیل و خوار زمین میں مجہول القدر والحال اور آسمان میں مشہور و معروف ہوگا۔ اے ولایت بصرہ! ویل ہو تجھ پر جس وقت کہ وہ عقوبت الٰہی کا لشکر آئے کہ نہ تو اُس کے گھوڑوں کے پاؤں کا غبار نظر آئیگا نہ اُس کے اسلحہ کی جھنکار سنائی دیگی۔ اے ولایت بصرہ عنقریب تیرے رہنے والے موت احمر میں گرفتار ہونگے تلوار کے گھاٹ اتر ینگے اور غبار آلود گرسنگی (قحط و گرانی) ان پر مسلّط ہوگی۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

تارکین دنیا۔ زاہدین اور اس سے مُنہہ پھیر لینے والوں کی طرح دنیا کی طرف نگاہ کرو۔ کیونکہ خدا کی قسم یہ دنیا اپنے پاس اقامت کرنے والوں اور ساکن رہنے والوں کو بہت جلد دور کر دیتی ہے صاحبان دولت۔ والیان نعمت اور اہالیان امنیت کو بڑے بڑے صدمے پہنچاتی ہے۔ جس نے اس سے روگردانی کی وہ پھر نہیں لوٹے گا۔ اس نے اپنی جوانی اور صحت و زندگی کی طرف سے پیٹھ پھیرلی۔ اور یہ بھی تو معلوم نہیں کہ اس دنیا میں کیا کیا صدمے پیش آئیں گے تاکہ انکا انتظار کریں۔ انکا پہلے سے تدارک کیا جائے۔ دنیا کی خوشحالیاں رنج و اندوہ کے ساتھ ملی ہوئی ہیں دنیا میں مردوں کی قوت ضعف اور سستی کی طرف مائل ہوئی جاتی ہے۔ اب یہی لائق ہے اور یہی چاہئے کہ دنیا کی وہ آرائشیں جو دلوں کو لُبھائے لیتی ہیں جن کا تمہیں بہت کم حصّہ نصیب ہوا ہے تمہیں فریب نہ دیدیں تم مفتوں نہو جاؤ۔ خدا اس بندے پر رحمت نازل کرے جس نے امر دنیا میں غور و فکر سے کام لیکر عبرت حاصل کی اور عبرت کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ اسے معلوم ہوگیا کہ دنیا میں یہ جو کچھ موجود ہے قلیل مدّت میں ناپید ہو جائے گا گویا اُس کی ہستی فی الحقیقۃ نیستی ہے اور تھوڑا سا وقت گزر جانے کے بعد آخرت میں جو شے موجود ہے وہ ہمیشہ رہیگی وہاں کی ہستی کے لئے نیستی کا نام ہی نہیں وہ ہر ایک چیز جو محدود ہے اور گنتی چُنی ہوئی ہے (عمر دنیا) وہ منقضی ہونے والی ہے اور وہ شے جس کی توقع اور امید کی جارہی ہے (آخرت) وہ ضرور آئے گی

اور ہر ایک آنے والی چیز قریب الوقوع اور نزدیک ہے۔

اسی خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے وہ شخص عالم و دانا ہے جو اپنی قدر پہچانے۔ اور انسان کی جہالت کے لئے یہی امر کافی ہے کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ جانتا ہو۔ بیشک اور بے شبہ پروردگار کے نزدیک سب سے زیادہ بغض رکھنے کے قابل وہ بندہ ہے جسے اُس نے اس کے نفس پر اُس کی حالت پر چھوڑ دیا ہو۔ اب اس بندے کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ رستے کے درمیانی حصّہ کو چھوڑ کر بیرونی حصّہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ وہ بغیر راہنما کے سفر کرتا ہے۔ اگر اسے زراعت دنیا کی طرف بلایا جائے تو خوشی خوشی جاتا ہے اور کام کرتا ہے۔ اگر اسے چمن بندیٔ آخرت کی طرف بلائیں تو ہزار ہزار سُستیاں اور کاہلیاں پیدا ہوتی ہیں گویا اس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ عمل دنیا اس پر واجب ہے اور وہ اعمال جن میں تاخیر کی گئی ہے اس کے ذمّے سے بالکل ہی ساقط ہیں۔

پھر اسی خطبہ میں فرماتے ہیں اس پرآشوب زمانہ میں سوائے اس مومن کے کسی کو نجات میسّر نہیں ہو سکتی جو بالکل گمنام و نشان ہو اگر کسی مجلس میں حاضر ہو تو کوئی اُسے نہ پہچانے اور اگر غائب ہو تو کوئی اُسے دریافت اور تلاش نہ کرے ایسے مومن ہدایت کے چراغ اور شب تاریک میں روشن نشان ہیں وہ فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے خلقت میں گردش نہیں کرتے اور نہ سفاہت اور بیہودہ گوئی کے ساتھ کسی کے عیب لوگوں کے سامنے بیان کرتے پھرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے پروردگار عالم اپنی رحمت کے دروازے کھول دیگا اور اپنی عقوبت کی اذیتوں کو ان سے دور فرما دیگا۔

ایّھا النّاس! تم پر عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کو اس میں (فتنہ و فساد سے) اس طرح بھر دیں گے جیسے کوزہ اور برتن اس چیز سے بھر جاتا ہے جو اس میں موجود ہو۔

ایّھا النّاس! پروردگار عالم نے اس بات سے تمہیں پناہ دی ہے کہ وہ تم پر ظلم و جور کرے ہاں تمہیں آزمائش، امتحان اور ابتلا سے پناہ نہیں دی گئی ہے جیسا کہ اس جلّ سبحانہ نے فرمایا ہے اِنَّ

فی ذالک الآیٰت وان کنا لمبتلین" اس امر میں (گرفتاری مردم میں) بہت زبردست علامتیں ہیں اور حقیقۃً ہم آزمائش کرنے والے اور ممتحن ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ پروردگار عالم نے سردار دوجہاں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت مبعوث فرمایا جب کہ عرب میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے قرآن کو پڑھا ہو اور نہ کوئی نبوت اور وحی الٰہی کا مدعی تھا اس پیغمبر عربی (روحی لہ الفدا) نے اپنی تابعین کے ساتھ ان لوگوں سے جہاد کیا جو نافرمانیاں کرتے تھے حالانکہ آپ انہیں مکان نجات کی طرف بلانا چاہتے تھے انکی سامنے قیامت کے مناظر کو پیش کرتے تھے کہ اسکی عقوبتیں انپر نازل ہونگی تھکا ہوا شخص فرو ماندہ ہوجاتا تھا اور وہ شخص جسے بار گمراہی نے شکستہ کر رکھا ہو کھڑا ہوتا تھا۔ آپ اس سے مجادلہ حسنہ کرتے تھے حتےٰ کہ وہ اپنی انتہا اور غایت (اسلام) کو پہنچ جائے مگر سوائے ہلاک ہونے والے شخص کے کہ اسکی شکستگیاں درست نہیں ہوتی تھیں اور یہ مجادلہ برابر جاری رہا حتےٰ کہ ان لوگوں کو انکی نجات کے مکان دکھا دئے انہیں انکے مراتب و منازل میں جگہ دی ان کے عیش و آرام کی آسیا گردش کرنے لگی اور ان کی نیزوں کی انیاں سیدھی ہوگئیں۔ قسم خدا کی میں ان (جنود کفر و ضلالت) کے ہنکانے میں مصروف تھا حتےٰ کہ انہوں نے پشت دکھائی تاب مقاومت نہ لاسکے اور مطیع و رام ہونے کے گہوارے میں جمع ہوگئے میں ان سے جہاد کرنے میں کبھی ضعیف نہیں ہوا نہ مجھ سے بزدلی ظہور میں آئی نہ اُن سے مقاتلہ کرنے میں خیانت کی اور نہ کبھی سستی اور کاہلی کو دخل دیا قسم خدا کی میں ہر آئینہ باطل کو شگافتہ کرونگا جب تک کہ حق کو اُس کے شکم اور اُس کے درمیان سے خارج اور علیحدہ نہ کرلوں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو مبعوث فرمایا وہ جمیع انبیاء کی (تبلیغ کی) شہادت

دینے والے تھے ۔ وہ بشیر و نذیر تھے ۔ وہ عالم طفلی میں بہترین مردم تھے ۔ وہ سن کہولت میں برترین خلائق تھے وہ ارحام و اصلاب کی رو سے اطہر المطہرین اور ادامت بخشش کے لحاظ سے سب بخشش کرنے والوں سے زیادہ جواد و کریم تھے ۔

ایہا النّاس دنیا اپنی لذتوں میں تمہارے لئے شیریں نہیں ہوئی اور تم اس کی پستان کا دودھ پی پی کر توانا اور مضبوط نہیں ہوئے مگر بعد پیغمبر تم نے یہ منافع حاصل کئے (کیونکہ وہ تمہیں ارتکاب ملاہی و مناہی دنیا سے منع فرماتے تھے) اور ان کے بعد تم نے دنیا کے میووں سے لذتیں حاصل کیں ایسی حالت میں کہ اس کی مہار جولانیوں پر ہے (کوئی اس کی مہار تھامنے والا نہیں) اور اس کی کاٹھی کا تنگ بالکل مضطرب اور متحرک ہے ۔ دنیا کی حرام چیزیں ان گروہوں کے نزدیک بمنزلہ درخت سدر (بیری) ہو رہی ہیں جس میں کانٹے نہوں اور اس کے پھل نہایت آسانی سے چن لئے جاتے ہیں اور اس کی حلال اشیاء لوگوں کے درمیان سے معدوم اور مفقود ہو گئی ہیں ۔ خدا کی قسم تم نے اس حالت میں دنیا کے پھل کھائے ہیں کہ اس کا سایہ ایک وقت معدود تک پھیلا ہوا ہے اب تو زمین تمہارے لئے موانعات سے خالی ہے (جتنا چاہو ظلم کرو) تمہارے دست تسلط اس میں کشادہ ہیں اور تمہارے مقتدایان حقیقی کے ہاتھ تم سے باز رکھے گئے ہیں ۔ تمہاری شمشیریں ان پر مسلط ہیں اور ان کی تلواریں تم سے اٹھا لی گئی ہیں ۔ آگاہ ہو جاؤ ہر ایک خون کا خونبہا چاہنے والا موجود ہے اور ہر ایک حق کے لئے کوئی نہ کوئی طالب ہے اور بے شک ہمارے خون کا انتقام لینے والا گویا اپنے نفس کے حق میں حکم کرنے والا ہے وہ خدا ہے اور ایسا خدا ہے کہ جس کا مطلوب اسے عاجز نہیں کر سکتا (اسے کامل دسترس حاصل ہے) اور نہ اس سے بھاگنے والا اسے فوت کر سکتا ہے (وہ ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے) اے بنی امیہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عنقریب تھوڑے ہی سے عرصہ میں تم اس خلافت و سلطنت کو اپنے اغیار (بنی عباس) کے ہاتھوں اور اپنے دشمنوں کے گھروں میں پاؤ گے آگاہ ہو جاؤ کہ بیناترین چشم وہ آنکھ ہے جس کے گوشے

امر خیر میں نفوذ کر جائیں اور سب سے زیادہ سننے والا وہ کان ہے کہ ناصح کی نصیحتیں اسکے قلب میں نقش ہو جائیں۔ ایہا الناس اپنے دلوں کے چراغوں کو نصائح واعظ کی شمع کی لو سے روشن کر لو اور اس صاف وشفاف چشمہ سے اپنے ڈول بھر لو جو کدورتوں سے بالکل مبرّا و منزّہ ہے۔ بندگان خدا! تم اپنی جہالتوں کی طرف رخ نہ کرو اپنی خواہشات کے شکار نہ ہو کیونکہ اس منزل (غصب خلافت) میں قیام کرنے والا عنقریب ایسی حالت میں واصل جہنم ہوگا کہ اس کے بوجھ کو اپنی پشت سے جگہ بہ جگہ اور مکان در مکان نقل کریگا (باپ سے بیٹے کو سلطنت پہنچے گی) ان تدبیروں اور شیطنتوں کے سبب سے جو اس کے لئے پے درپے حادث ہوتی ہیں اور وہ تدابیر یہ ہیں کہ ان چیزوں کو آپس میں ملائے جو ملصق نہیں ہو سکتیں اور ان اشیا کو آپس میں نزدیک کرے جو قریب نہیں ہو سکتیں (معاویہ لوگوں کو مال حرام پر فریفتہ کر کے سلطنت کو اپنی اولاد اور نسل میں باقی رکھنے کی تدبیریں کریگا اور یہ امر مشیت ایزدی کے خلاف ہے۔ خلافت بہت جلد بنی عباس میں پہنچے گی اور وہاں سے اپنے اصلی مکان کی طرف عود کرے گی انشاء اللہ) خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو اس شخص کے پاس اپنی شکایتیں نہ لے جاؤ جو تمہارے سوزش سینہ کی شکایات کو دفع نہیں کر سکتا اور نہ اپنی تدبیر سے ان عقدوں کو کھول سکتا ہے جو تمہارے لئے محکم و استوار ہو چکے ہیں (کوئی شخص اندوہ آخرت کا دفع کرنے والا اور حلال مشکلات دینیہ نہیں ہو سکتا یہ خاص امام برحق کا کام ہے) خوب جان لو امام کے ذمے سوائے اسکے اور کچھ نہیں جو پروردگار نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے اور وہ اتنی باتیں ہیں۔ پند و نصائح میں مبالغہ کرے۔ نصیحتوں میں انتہائی کوشش پر کاربند ہو۔ احیائے سنت نبی کا عامل ہو۔ مستحقین حدود پر حدیں جاری کرے۔ اور حصوں کو ان کے سچے وارثوں تک پہنچا دے۔ تم علم حاصل کرنے میں جلدی کرو قبل اس سے کہ گلشن علم پر خزاں آجائے (امام برحق رحلت فرما جائے) اور قبل اس سے کہ تم اپنی خواہش نفسانی میں مشغول ہو کر چنندہ اور عمدہ علوم سے انحراف کرو۔ اور اہل علم سے روگرداں ہو جاؤ امور منکرہ سے ایک دوسرے کو منع کرو اور خود بھی ان سے باز رہو۔ کیونکہ تمہیں یہی حکم ہے اور تم

اسی پر مامور ہوئے ہو کہ ارتکاب گناہ سے تائب ہونے کے بعد لوگوں کو منہیات سے باز رکھنے کی کوشش کرو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لئے مختص ہے جس نے دین اسلام کو ظاہر اور واضح کیا اور اس کے چشموں کو ہر ایک وارد و صادر کے لئے آسان کر دیا (یہ چشمے پیغمبر اور اسکی عترت طاہرہ ہیں جن میں سے ہر ایک منبع علم اور سہل الماخذ ہے) جس شخص نے چاہا کہ اسلام پر غالب آجائے اسی پر اس کے ارکان کو غالب کر دیا (یہ ارکان پیغمبر اور اوصیائے پیغمبر ہیں جنہوں نے معجزات قاہرہ اور دلائل و براہین سے ہر ایک مخاصمہ کرنے والے کو مغلوب و مقہور کر دیا) جو شخص اس اسلام کے ساتھ متمسک ہو۔ جو شخص اس میں داخل ہو جائے اسکے لئے اسے امن دینے والا اور سلامتی عطا کرنے والا بنا دیا۔ جو شخص اس اسلام کی جرح و قدح میں کلام کرے یہ اس کے لئے ایک زبردست برہان اور حاکم جو اس سے مخاصمہ کرے اسکے واسطے ایک صاحب دلیل اور شاہد۔ جو شخص اس سے روشنی حاصل کرے اس کے لئے نور جو شخص اس کے معارف کو سمجھے اس کے لئے فہم و عقل۔ ہر ایک تدبیر کرنے والے کے لئے حقائق اشیا کا راہنما متلاشی فہم و فراست کے لئے اعلیٰ نشان۔ بینائی کا عزم کرنے والے کے لئے تبصرہ وعظ و نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے عبرت۔ تصدیق کرنے والے کے لئے نجات۔ متوکل کے لئے سبب وثوق و اعتماد جو شخص اپنے امور کو اس کے حوالے کر دے اس کے لئے راحت ابدی اور ہر ایک صابر کو ضرر سے بچانے کے لئے ایک زبردست سپر۔ یہ بزرگیاں ہیں جو خداوند عالم نے اسکو عطا فرمائی ہیں۔ اس اسلام کی راہیں نہایت روشن۔ اس کے اسرار بالکل واضح۔ اسکی صداقت کے نشان کج فہموں کی سرکوبی کرنے والے۔ اس کے چراغ منور اور درخشاں اسکی ریاضتوں کے میدان صاحب کرامت۔ اس کا مطلوب اور اس کی غایت نہایت بلند اس کا بازار طرح طرح کے ہنر کا جامع

اس کی طرف سبقت کرنے والے صاحب قدر و صاحب نفاست۔ اس کے سوار نہایت شریف۔ یہ فضیلتیں اسی کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔ تصدیق اس کا رستہ ہے۔ دلائل صحیحہ اس کی علامتیں ہیں۔ موتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) یہی اس کی غایت ہے۔ دنیا اس کی ریاضت کا میدان ہے۔ قیامت اس کے گھوڑے دوڑانے کا مقام ہے اور بہشت اُس کے محل ہیں۔

اسی خطبہ میں جناب رسالت مآب صلعم کا ذکر فرماتے ہیں۔ ہر ایک خواہش رکھنے والے کے لئے آتش شوق و شعلۂ عشق الٰہی کو بھڑکا دیا۔ ہر ایک محبوس تاریکی ضلالت و جہالت کے لئے ہدایت کی نشانیاں روشن کیں۔ بار الٰہا! وہ تیرا امین ہے اور غبن و خیانت سے بالکل محفوظ ہے۔ وہ قیامت کے روز تیرے بندوں کے اعمال پر شہادت دینے والا ہے۔ تو نے خلقت پر کمال احسان و انعام فرما کر اسے مبعوث کیا تو نے اپنے بندوں پر غایت درجہ مرحمت فرما کر اسے رسول بالحق بنا کر بھیجا۔ پروردگارا! اپنے عدل کا صدقہ اسے حصہ وافر عطا کر اپنے فضل و کرم کا تصدق اس کے اعمال خیر کی المضاعف جزا کرامت فرما۔ پروردگارا کمالات کاملین کی بنا پر اس کے کمالات کی بنیاد کو بلند کر اپنے حضور ان نعمتوں کو مکرم فرما جو اس کے لئے مہیا کی ہیں اسکی منزلت کو اپنے نزدیک مشرف کر دے اسے مدارج عالیہ عنایت فرما اور تمامی خلقت پر اسے بلندی اور بزرگی عطا کر دے۔ اُسی کے زمرے میں ہمیں بھی محشور فرما مگر اس حالت سے کہ نہ ہم ذلیل و خوار ہوں نہ اپنے افعال پر نادم ہوں نہ راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہوں نہ ہمنے اُس کے عہد کو توڑا ہو نہ گمراہ ہوئے ہوں اور نہ بلاؤں کے ساتھ ہمارا امتحان لیا گیا ہو۔

اسی خطبہ میں اپنے اصحاب سے خطاب فرماتے ہیں۔ کرامت خداوندی کے باعث تم اس منزل تک پہنچ گئے تھے کہ تمہاری کنیزوں سے تمہارے خادم بھی مکرم ہو رہے تھے اور تمہارے کرم کا فیض ہمسایوں تک پہنچ رہا تھا تم ان شخصوں پر بزرگی حاصل کر رہے تھے جنہیں تمہیں فضیلت میسر نہ تھی نہ اس کے نزدیک تمہارا کوئی احسان تھا تمہارے تسلط کے سبب سے وہ شخص

بھی تم سے ترسناک تھا جو بالکل نہ ڈرتا تھا اور تمہیں اُس پر حکومت و امارت حاصل نہ تھی مگر افسوس ہے کہ اب تم خدا سے عہد کرنیوالوں کی پیماں شکنی دیکھ رہے ہو اور غضبناک نہیں ہوتے حالانکہ تم اپنے بزرگوں سے کسی شخص کی عہد شکنی کو ننگ و عار سمجھتے ہو۔ احکام خدا اور رسول و وصی رسول کی وساطت سے تم پر صادر ہوتے تھے اور پھر تم سے تمہارے مقلّدین تک پہنچتے تھے اور وہ مرافعات کے لئے پھر تمہاری طرف رجوع کرتے تھے۔ اب تم نے اپنی منزلت میں ظالموں کو جگہ دیدی تم نے اپنے امور کی مہار کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ تم نے خدا کے احکام انہیں سونپ دئے جو شک و شبہہ پر عمل کرتے ہیں۔ اور خواہشہائے نفسانی جن کی سیرگاہیں بنی ہوئی ہیں قسم خدا کی اب ان ظالموں کا خوف تمہیں ہر ایک ستارے کے نیچے پراگندہ اور متفرق کر دیگا اور پروردگار عالم تمہیں ان کی سلطنت کے ضرر کے لئے جمع فرمادے گا (اگرچہ تم اطراف و اکناف عالم میں منتشر ہو جاؤ مگر ظالموں کی اذیتیں تمہیں پہنچکر رہیں گی۔ یہ امر مقدر ہو چکا ہے)

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

ایک روز جنگ صفین میں حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ میں نے صفوف جنگ سے تمہاری جولانیوں تمہاری گریختگیوں اور تمہارے انحراف کو دیکھا۔ شام کے صحرانشینوں اور رذیل لوگوں سے تم بھاگ نکلے حالانکہ تم عمدہ ترین عرب ہو۔ مسند شرف و بزرگی کے صدر نشین ہو۔ تم عرب کی ناک ہو۔ تم زبردست اور عظیم پہاڑ ہو (جو کبھی لاکھ لاکھ حرکتوں سے بھی جنبش نہ کھاتے تھے) میرے سینہ کو اگر کوئی چیز شفا دے سکتی ہے تو وہ یہی ہے کہ میں انجام کار دیکھ لوں کہ تم نے ان کی صفوں کو توڑ دیا ہے جیسا کہ وہ صفوں کو پراگندہ اور منحرف کر چکے ہیں۔ تم نے ان کو مورچوں سے ہٹا دیا ہے جیسا کہ وہ تمہیں ہٹا چکے ہیں۔ تمہارے تیر اور تلواریں انہیں مستاصل کر رہی ہیں اور تمہارے نیزے ان کے سینوں سے پار ہو رہے ہیں اور اُن کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ ان کا ایک دستہ دوسرے پر اس طرح سوار ہے جیسے وہ تشنہ اونٹ جنہیں ان کے

حوضوں سے دور پھینکدیا ہو اور انہیں آبگاہوں سے بالکل منع اور دور کر دیا ہو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریف اُسی خدا کے لئے سزاوار ہے جو اپنی مصنوعات کے سبب سے خلقت میں مشہور و معروف ہے جو اپنے حجج و براہین کے سبب سے خلقت کے دلوں پر ظاہر ہو رہا ہے۔ اس نے بغیر فکر و تفکر کے خلقت کو پیدا کیا کیونکہ افکار صاحبان ضمیر کے ہی لائق ہیں (جن کے لئے قوائے مدرکہ باطنیہ موجود ہیں) اور خداوند تعالیٰ فی نفسہٖ صاحب ضمیر نہیں۔ اس کے علم نے پردہ ہائے غیب کے باطن کو شگافتہ کر دیا۔ اس کا علم عقدہ ہائے مستورہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

جناب رسالت مآبؐ کا ذکر فرماتے ہیں اسی خداوند عالم نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کو برگزیدہ فرمایا شجرۂ انبیاء سے (جو عقول مجردہ ہیں من حیث العقل) روزنۂ روشنی سے (جو نقوس نوریہ ہیں من حیث النفس) ان گیسوؤں سے جو پیشانی کے اوپر بل کھاتے رہتے ہیں (جو طبائع مطہرہ ہیں من حیث الطبع) وسیع و فراخ سیلگاہ کی ناف سے (جو ملائکہ عادلہ ہیں من حیث الاخلاق) ظلمت اور تاریکی کے چراغوں سے (جو انبیاء مرسل علیہم السلام ہیں) حکمت کے چشموں سے (جو ملل و ادیان حقّہ سابقہ ہیں من حیث الدین و الشریعۃ و السنّۃ) **پھر فرمایا** وہ اپنے معالجہ کی رو سے طبیب حاذق ہے (امراض مہلکہ نفسانیہ کا علاج کرنے والا ہے) اس کو علم کا مرہم (جراحتہائے دلی کے مندمل کرنے کے لئے) نہایت استوار ہے اسنے اپنے داغ دینے والے آلات (پند و نصائح) کو آتش حکمت پر گرم کر لیا ہے جس مقام پر چاہتا ہے انکا استعمال کرتا ہے اندھے ہو جانے والے قلوب اور حق سے بہرے ہو جانے والے کان اور اقوال صدق و راستی سے گُنگ ہو جانیوالی زبانیں یہ امراض مہلکہ ہیں وہ انہیں زخموں کو اپنے مرہم سے مُندمل کرتا ہے اور انہیں کے دور کرنے کے واسطے آلات داغ (پند و نصائح) سے کام لیتا ہے۔ اس طبیب کی یہ صفات ہیں جو معالجہ کرنے کے لئے ان مقامات کو تلاش کرتا ہے جہاں غفلتیں ہجوم کر رہی ہیں

ان مکانوں کو ڈھونڈتا ہے جہاں حیرانیاں گمین ہو رہی ہیں وہ مقامات و مکان ایسے ہیں جو ضیائے علم و حکمت سے روشن و منور نہیں ہوئے علوم ثاقبہ کی چقماق سے انہوں نے آگ نہیں بھڑکائی۔ شعلۂ اشتیاق علم افروختہ نہیں ہوا اور اس باب میں ان کی مثال بالکل سخت پتھروں اور چرنے والے جانوروں کی سی ہے۔ بیشک صاحبان بصیرت پر اسرار علوم منکشف ہو گئے گم شدگان کے لئے راہ حقیقت آشکارا ہو گئی۔ قیامت نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھا لیا اس کی علامتیں اور نشانیاں بالکل روشن ہو گئیں جنہیں ہر شخص دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ چشم بصیرت رکھتا ہو۔ مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی جو تمہیں ان جسموں کی طرح نہ دیکھوں جن کی روحیں پرواز کر چکی ہیں۔ نہ تم میں عقل ہے نہ ادراک۔ نہ تم نصیحتوں سے متاثر ہوتے ہو نہ مواعظ سے۔ یا تمہیں وہ روحیں نہ سمجھ لوں جو بدنوں سے بالکل علیحدہ ہیں (تم دشمنوں کے خوف سے بالکل مردہ ہو رہے ہو) افسوس میں تمہیں صلاح و تقویٰ سے الگ رہکر عبادت کرنیوالے دیکھ رہا ہوں (تم بغیر ثبات قدم کے جہاد میں مصروف ہوتے ہو تم وہ تجار ہو جو کسی طرح کا نفع حاصل نہیں کر سکتے۔ تمہارا جاگنا سونا ہے۔ تمہارا حاضر غائب ہے، تم میں جو صاحب نظر ہے بالکل اندھا ہے۔ تمہاری قوت سامعہ بہری اور قوت ناطقہ بالکل گونگی ہے۔ تم کس خواب غفلت میں پڑے ہو گمراہیوں کے علم قائم اور برپا ہو چکے ہیں۔ اس کی شاخیں اطراف و اکناف میں پھیلتی جاتی ہیں وہ تمہارے اموال کو اپنی خواہش اور اشتہا کے موافق وزن کر لیں گی اور اپنے زور بازو سے تمہیں جہاں تک بھی ہوگا زد و کوب کرنے میں کوتاہی نہ کرینگے۔ اس آنے والی ضلالت کا امیر (معاویہ) ملت اسلام سے خارج ہے وہ ضلالت اور گمراہی پر قائم ہے۔ اس وقت (جبکہ اس کا زمانہ آئیگا) تمہارے مال و منال میں سے کوئی چیز باقی نہ رہیگی مگر اس قدر جیسے کہ دیگ میں کھرچن رہجاتی ہے۔ یا وہ درخت میوہ دار جسے باد تند جنبش دیدے کر بے ثمر کر چکی ہو اور پھر اسے ہلایا جائے شاید ایک آدھ پھل ہاتھ آئے تو آئے۔ وہ آنے والی ضلالت تمہیں اس طرح مل ڈالے گی جیسے چمڑے کو دباغت دیا کرتے ہیں۔ تمہیں اس طرح پامال کر دے گی

جیسے خرمن کو ریزہ ریزہ کردیتے ہیں اور وہ تم میں سے مومن کو اس طرح چن لیگی (اور رنج پہنچائیگی)
جیسے کہ مرغ چھوٹے چھوٹے دانوں میں سے بڑے دانے کو انتخاب کرلیتا ہے۔ یہ راہیں تمہیں
کہاں لے جائیں گی یہ تاریکیاں تمہیں کہاں تک حیران کرینگی۔ یہ کذب و دروغ تمہیں کس چیز پر
فریفتہ کرینگے۔ تم کہاں لے جائے جاؤ گے اور کس طرف لوٹو گے۔ کیونکہ ہر ایک مدّت کے منقضی
ہونے کے لئے ایک زمانہ معین ہے اور ہر ایک غیبت کے بعد رجعت ہے ان احوالات میں
گرفتار ہو کر قیامت میں تمہارا کیا حشر ہوگا اور کونسی عقوبت میں گرفتار ہو گے۔ اب تم
اپنے خدا کے خلیفہ کے اقوال کو سنو انہیں قبول کرو۔ اپنے قلوب کو اس کے سامنے حاضر کرو
اگر وہ تمہیں آواز دے اور پکارے تو فوراً خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کاروان سالار
کو یہی لازم ہے کہ وہ قافلے والوں کے ساتھ سچ بولے اپنے پراگندہ ہوجانے والوں کو جمع کرے
اپنے ذہن کو ان کی بہتری کی تدبیروں کے لئے حاضر رکھے اور بیشک تمہارے قافلہ سالار
نے تمہارے واسطے امر (مخفی) کو اس طرح ظاہر کردیا ہے جیسے گردن کے مہرے کو چیر کر
نکال لیتے ہیں اور اس کے پوست کو اس طرح شگافتہ کردیا ہے جیسے درخت کی چھال
کو گوند نکالنے کے واسطے شگافتہ کردیتے ہیں تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جب یہ فتنے برپا ہونگے اس
وقت باطل اپنے ماخذ (ظلم و ستم) کو اخذ کریگا۔ جہالتیں اپنے مرکبوں پر سوار ہونگی۔ بغاوتیں
ترقیاں کرینگی دین و مذہب کی رعایت کرنے والوں کا گروہ نہایت قلیل رہجائیگا۔ زمانہ حیوانات
درندہ اور گزندہ کی طرح خلقت پر حملہ کریگا اور خاموشی کے بعد شتر مست کی طرح آواز نکالے گا۔
لوگ فسق و فجور پر رشتۂ مواخات قائم کرینگے دین و مذہب سے ہجرت کر جائینگے۔ دروغگوئی
مستحسن سمجھی جائیگی اور سچائی پر غیظ و غضب نازل ہو گا جب ایسا زمانہ آئیگا تو اولاد اپنے
آباؤ اجداد پر شدّت اور سختی کرے گی۔ برساتیں گرمیوں سے بدل جائینگی۔ مردم لئیم ترقی
کرینگے کریم اور سخی بندوں کی تعداد بہت تھوڑی رہجائیگی۔ اس زمانے کے لوگ بھیڑیے بنجائینگے۔
سلاطین وحشی درندے ہونگے مردمان متوسط حرام خوری پر کمر باندھیں گے فقیر اور محتاج

شدت اختلاج سے مرجائیں گے راستی پیوند زمین ہوگی۔ کذب اور دروغ کے دریا لہریں لینگے۔ مجتبیں زبانوں پر ہی رہجائینگی۔ دلوں میں آتش عداوت مشتعل ہوگی۔ زنا کی اولاد پھیلےگی۔ عصمت وعفت کو تعجب کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور اسلام کا لباس اس طرح پہنا جائیگا جیسے دیوانے اُلٹی پوستین پہنا کرتے ہیں (اسلام کا لباس کفر و زندقہ کے دیوانوں کی پوشش سے مبدل ہو جائیگا)

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ہر ایک شے اس پروردگار کے سامنے جھکی ہوئی ہے۔ ہر ایک چیز اسی کے سبب سے قائم ہے۔ وہ ہر ایک فقیر کو غنی اور بے نیاز کرنے والا۔ ہر ذلیل وخوار کو عزت بخشنے والا ضعیف کی قوت۔ ہر ایک خائف کا پناہ دہندہ۔ جو اس سے بات کرتا ہے وہ اسے سنتا ہے اور جو خاموش رہتا ہے وہ اسکے رازدلی سے واقف ہے۔ ہر ایک عیش کرنے والے اور زندہ رہنے والے کی روزی کا وہی ذمہ دار ہے اور ہر ایک مرنے والا اسی کی طرف منقلب ہوتا ہے۔ بارالہا! آنکھوں نے تجھے نہیں دیکھا کہ وہ تیری حقیقت اور ماہیت کی خبر دے سکیں بلکہ تیری خلقت میں جو تیرا وصف کرنے والے ہیں تو ان سب سے پہلے ہے تو نے اپنی وحشت اور تنہائی کے دور کرنے کے لیے خلقت کو پیدا نہیں کیا نہ اپنی کسی غرض اور منفعت کے لئے ان میں عمل واثر کیا ہے (انہیں ایجاد کیا ہے) جس کو تو نے طلب کیا وہ تجھ پر سبقت نہیں کرسکا۔ اسکی طاقت نہیں ہوئی کہ تجھ سے متاخر ہوجائے اور جس شخص کو اپنے قبضۂ تصرف میں لیا اُس کی مجال نہیں ہوئی کہ تجھ سے فرار کرجائے۔ جو شخص تیری نافرمانی کرے اس کے اس فعل سے تیری بادشاہت میں نقص نہیں آتا اور جو شخص تیری اطاعت کرے اس کی فرمانبرداری سے تیرا ملک زیادہ نہیں ہوسکتا۔ جو شخص تیرے حکم کو دشمن سمجھتا ہے وہ اسے رد نہیں کرسکتا اور جو شخص تیرے فرمان سے روگردانی کرے وہ تجھ سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ ہر ایک راز تجھ پر ظاہر ہے۔ اور ہر ایک

غیب تیرے سامنے آشکار ہے تو ہمیشہ سے ہے اور تیرے لئے انقضا نہیں تو ہر چیز کا منتہیٰ ہے تجھ سے گریز نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک شے کے لئے تو ہی معاد ہے تیرے حساب سے خلاصی نہیں ہو سکتی ہر ایک متحرک کی پیشانی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے اور تیری ہی طرف ہر نفس کی بازگشت ہے سبحان اللہ میں تیری خلقت کو کس قدر عظیم دیکھ رہا ہوں اور اس عظمت پر تیری قدرت کے پہلو میں کس قدر چھوٹی ہے۔ یہ تیری بادشاہت جسے میں دیکھ رہا ہوں کس قدر خوفناک اور ڈرانے والی ہے اور پھر تیری اس سلطنت کے مقابلہ میں کس قدر حقیر ہے جو نگاہوں سے غائب ہے۔ دنیا پر تیری نعمتیں کس قدر تمام ہو رہی ہیں اور نعمات آخرت کے مقابلے میں یہ نعمائے دنیا کس قدر ہیچ اور ناچیز ہیں۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں تو نے ملائکہ کو اپنے آسمانوں میں ساکن۔ انہیں اپنی زمین سے بلند فرمایا۔ وہ تیری ذات کو سب مخلوقات سے زیادہ پہچاننے والے ہیں (کیونکہ ان میں مادہ کا نام ہی نہیں جس کی کثافت مانع تعقل ہو) وہ تمام مخلوق سے زیادہ تجھ سے خوف کرتے ہیں وہ تجھ سے قریب ترین مخلوق ہیں۔ نہ انہوں نے پشت پدر میں قرار لیا اور نہ رحم مادر میں مکین ہوئے۔ نہ قطرۂ ناچیز سے ان کی خلقت ظہور میں آئی نہ حوادثات زمانہ نے انہیں متفرق کیا ہے اب وہ فرشتے باوجودیکہ ان کا مکان تیرے نزدیک ہے ان کی منزلت تجھ سے نہایت ہی قریب ہے۔ ان کی خواہشیں تیری ہی عبادت میں جمع ہوتی ہیں۔ وہ بکثرت تیری ہی اطاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ تیرے حکم سے مطلق انحراف نہیں کرتے۔ پھر بھی اگر وہ تیری اس کنہ کا معائنہ کریں جو اُن سے مخفی ہے تو بے شک وہ اپنے اعمال کو حقیر سمجھیں۔ اپنے نفسوں کی عیب جوئی کریں اور جان لیں کہ انہوں نے وہ عبادت نہیں کی جو تیری عبادت کا حق ہے اور وہ اطاعت نہیں بجالائے جسے حق اطاعت کہہ سکتے ہیں تو پاک و سبحان ہے تو خالق ہے تو معبود ہے تو نے اپنی خلقت کا عمدہ امتحان لیا تو نے بہشت کو پیدا کیا اس میں کھانے پینے کے سامان مہیا کئے حور و غلمان کو خلق کیا

نفیس نفیس قصر تیار کیے، نہریں بہائیں۔ زراعتیں سرسبز کیں۔ تروتازہ میوے تیار کیے، پھر تو نے ایک بلانے والے کو بھیجا جو ان نعمتوں کی طرف دعوت کرے مگر اس مخلوق نے اس بلانے والے کی آواز کو قبول نہ کیا اور نہ اس چیز کی رغبت کی جس کی تو نے رغبت دلائی تھی۔ اور جس چیز کا تو نے شوق دلایا تھا اس کے لئے اشتیاق ظاہر کیا۔ مگر ہاں ان لوگوں نے دنیا کے مُردار پر توجہ کی۔ اسے کھا کھا کر رسوائیوں میں گرفتار ہوئے۔ اس مردار کی محبت پر اپنا اتفاق ظاہر کیا۔ اسی مُردار خوری پر آپس میں مصالحت کر لی۔ کیونکہ جو شخص جس چیز سے عشق رکھتا ہے تو اس کی عیب بینی سے اس کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اس کا قلب مریض ہو جاتا ہے وہ ایک مریض آنکھ سے دیکھتا ہے اور بہرے کان سے سنتا ہے۔ ایسا شخص بندۂ دنیا ہے اور اس چیز کا غلام ہے جو اس کے ہاتھ میں موجود ہے جس طرف وہ مائل ہوتی ہے وہ بھی اسی طرف جھکتا ہے۔ اور جدھر وہ رُخ کرتی ہے یہ بھی اُدھر ہی متوجہ ہوتا ہے۔ وہ خدا کی جانب سے منع کرنے والے کے منع کرنے سے باز نہیں رہتا اور نہ اُس شخص کی نصیحت قبول کرتا ہے جو خدا کی جانب سے اسی کام پر مامور ہوا ہے۔ حالانکہ یہ شخص گرفتاران غفلت کو اس حیثیت میں دیکھ رہا ہے کہ وہ چیز جس سے وہ جاہل تھے (موت) اُن پر کس طرح نازل ہوتی ہے دنیا کا فراق جس سے اپنے آپ کو امن میں سمجھ رہے تھے کس طرح انہیں عارض ہوا ہے اس چیز (آخرت) کی طرف کس طرح وارد ہوتے ہیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔ پھر موت ان میں زیادتی کے ساتھ داخل ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک شخص اور اس کی گفتار کے درمیان مانع اور حائل ہو جاتی ہے حالانکہ وہ اپنے اہل و عیال و عزیز و اقارب کے درمیان موجود ہے (مگر کوئی اُس کو اس حالت سے نجات نہیں دے سکتا) ابھی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اپنے کانوں سے سنتا ہے اس کی عقل صحیح ہے۔ اس کی فہم و فراست باقی ہے اب وہ فکر کرتا ہے کہ میں نے کس چیز میں اپنی عمر کو فنا کیا۔ کس کار خیر میں میرا زمانہ صرف ہوا۔ اب وہ اپنے اموال کو یاد کرتا ہے جنہیں اُس نے جمع کیا اور جمع کرنے میں مطلق حلال و حرام کا لحاظ نہیں رکھا حلال و حرام کے

واضح طریقوں، مشتبہ مقامات غرض جس طرح بھی ہو اندوختہ کرنے سے غرض رکھی اس طرح جمع کرنے کے گناہ اس کی ذات سے چپاں ہو چکے ہیں۔ اور وہ اس مال کے فراق پر مطلع ہو گیا ہے۔ یہ مال اس کے پس ماندگان کے لئے رہجائیگا وہ اس مال کے سبب سے عیش و آرام اپنا زمانہ گزارینگے اور اس کے پھل وہی کھائیں گے اب یہ مال اس کے اغیار کو گوارا اور اس کا وبال اور بار اس کی پشت کے لئے مبارک ہو۔ اب آثار مرگ اس کے بدن میں برابر ساعت بساعت ترقی کر رہے ہیں یہاں تک کہ اس کے کانوں پر مسلط ہو گئے اور اہل وعیال کے درمیان اس کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ نہ زبان سے کچھ کہہ سکتا ہے نہ کانوں سے سن سکتا ہے۔ وہ گوشۂ چشم کو ان لوگوں کے چہروں کی طرف نظر کرنے کے لئے حرکت دے رہا ہے اور یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ ان لوگوں کی زبان کی حرکتوں کو تو دیکھتا ہے مگر ان کے الفاظ انکی باتیں نہیں سن سکتا۔ اب موت نے اپنی پیوستگی کو اور زیادہ کر دیا اسکی آنکھوں پر بھی قبضہ کر لیا جیسا کہ کانوں پر کر رکھا تھا۔ روح اس کے جسم سے نکل گئی وہ اپنے اہل وعیال میں ایک مُردار کی طرح رہگیا۔ اب وہ لوگ اس کی جانب سے وحشت کر رہے ہیں اس کے پہلو سے دور بھاگ رہے ہیں۔ اس کے قریب سے دور دور ہو رہے ہیں کوئی پاس آنے کا روادار نہیں اب یہ نہ گریہ کرنے والے کی مساعدت کر سکتا ہے اور نہ کسی پکارنے والے کا جواب دے سکتا ہے پھر اسکو زمین کے آغوش میں لٹانے کے لئے اُٹھایا گیا اسے اسکے اعمال کے حوالے کر دیا اور اس کی زیارت سے بھی انقطع ہو گئے۔ (اس کی ملاقات سے ہاتھ دھو بیٹھے) جبتک کہ دنیا کی نوشتہ شدہ عمر اتمام کو پہنچے خلقت کے کام مقدارہائے معینہ تک پہنچ جائیں۔ آخر مخلوقات ان کی حالت اولیت سے لاحق ہو خدا کا وہ حکم نازل ہو جائے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے اور وہ حکم یہی ہے کہ خلقت حساب وکتاب کے لئے نئے سرے سے پیدا کی جائے۔

اس نوشتہ کے پورا ہونے کے وقت پروردگار عالم آسمان کو جنبش دیگا اُسے شق کر دیگا زمین متزلزل کر دی جائیگی۔ لرزے کھائیگی۔ زمین کے پہاڑ جڑوں سے ہلا دئے جائیں۔

وہ ان کی بنیادوں سے اکھاڑ دئے جائینگے اور وہ جبار و قہار اپنی بزرگی و مہابت اور صولت و شوکت کے باعث ان پہاڑوں میں سے بعضوں کو بعض کے ساتھ کوبیدہ کر دیگا۔ زمین میں جو کچھ بھی ہے سب نکال لیا جائیگا۔ پھر خلقت کو از سر نو زندہ کریگا جبکہ ان کی ہڈیاں تک بوسیدہ ہو گئی ہونگی۔ پھر ان کے اعمال مخفیہ اور افعال پوشیدہ پر سوال و جواب کر کے ان کو ممتاز بنائے گا ان کے دو فرقے کر دئے جائیں گے۔ ایک فرقہ پر انعام و اکرام نازل ہونگے اور دوسرے سے انتقام لیا جائے گا اب اہل طاعت و عبادت کو اپنے جوار رحمت میں جزائے نیک عطا کریگا انہیں اپنے بہشت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ساکن فرمائیگا کہ نہ تو اس مکان سے انہیں کوچ کرنے کی ضرورت ہو گی نہ انکے حالات تغیر و تبدل قبول کرینگے نہ انہیں کسی قسم کا خوف عارض ہوگا نہ بیماریاں ان تک رسائی کر سکینگی نہ ہلاکت انہیں لاحق ہو گی نہ سفر کرنا انہیں اس مکان سے باہر نکال سکیگا۔ اور اہل معصیت کی یہ کیفیت ہو گی کہ انہیں نہایت ہی برے مکان میں اتار دیا جائیگا زنجیروں سے ان کے ہاتھ گردنوں سے باندھ دئے جائیں گے ان کی پیشانیوں کو قدموں سے پیوست کر دیا جائے گا پگھلے ہوئے تانبے کا لباس ان کے لئے تجویز ہو گا اور دہکتی ہوئی آگ کے ٹکڑے انہیں پہنائے جائیں گے۔ یہ ایسے عذاب میں ہونگے جس کی آگ نہایت شدید ہو گی اور ایسے مکان عذاب میں ہونگے جس کے دروازے ان پر بالکل بند کر دئے جائیں گے اور ایسی آگ میں ہونگے جو ان کے جلانے پر حریص ہو گی اس سے ہولناک آوازیں پیدا ہونگی خوفناک صدائیں نکلیں گی اور اس کے شعلے دمبدم تیزیاں اور درخشندگیاں دکھائیں گے اس آگ میں قیام کرنے والا باہر نہیں نکالا جائے گا۔ اس کو اس اسیری سے رہائی دینے کے لئے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائیگا۔ اس آگ کی بندشیں اور قیود شکستہ نہ ہونگی اس مکان کے لئے کوئی مدت ہی معین نہیں کہ اس کے بعد نیست و نابود ہو جائے اور نہ اس قوم کے لئے

کوئی وقت معین ہے کہ اس کے بعد قضا کر جائے ہمیشہ زندہ رہیں گے اور ہمیشہ اسی عذاب میں گرفتار رہیں گے۔

ذکر جناب رسالت مآب صلعم اس بزرگوار اور نفس قدسی نے دنیا کو نہایت حقیر اور پست جانا اسے نہایت ذلیل اور خوار سمجھا امر دنیا کو اپنے نفس کے لئے آسان کرلیا اور دوسری نگاہوں میں بھی اس کی مذمت کر کر کے اسے آسان کردیا اور سمجھ لیا کہ پروردگار عالم نے چونکہ مجھے برگزیدہ فرمایا ہے لہذا آرائش دنیا کو (جو نہایت ہی ذلیل چیز ہے) مجھ سے دور کردیا اور میرے اغیار (کفار) کے لئے جنہیں وہ نہایت ہی حقیر سمجھتا ہے۔ اس دنیا کی بساط کو پھیلادیا اس نے دلی نفرت کے ساتھ اس دنیا سے روگردانی کی دنیا کی یاد کو اپنے نفس سے بالکل بھلادیا اور اسی بات کو اچھا سمجھا کہ دنیا کی زینتیں اس کی نگاہوں سے غائب ہو جائیں تاکہ دنیا کے کسی لباس کی آرزو نہو اور اس کی آسودگیوں کی بالکل تمنا نہ کی جائے اس ذات مقدس نے اپنے پروردگار کی رسالت کی کماحقہ تبلیغ کی اور لوگوں کے لئے کوئی عذر باقی نہ چھوڑا اپنی امت کو نصیحتیں کیں عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ جنت کی بشارتیں دیں اور اسی کی طرف دعوت دی۔

ایہا الناس! اب تم خوب سمجھ لو کہ ہم اہلبیت شجرہ نبوت ہیں رسالت کے اترنے کے مقام ہیں ملائکہ کی آمد و شد کے محل ہیں علم کے معدن ہیں اور حکمت و معرفت کے چشمے ہیں اور جو ہمارا دوست ہے جو ہمارا مددگار ہے وہ رحمت الٰہی کا امیدوار ہے اور ہمارا دشمن ہم سے بغض رکھنے والا قہر الٰہی کا انتظار کر رہا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

پروردگار سبحانہ تعالےٰ کا تقرب ڈھونڈنے والے جس چیز کو اپنے تقرب کا وسیلہ بناتے ہیں ان وسائل میں سب سے افضل یہ امور ہیں خدا و رسول پر ایمان لانا جہاد فی سبیل اللہ

کیونکہ جہاد رکن اعلائے اسلام اور کلمۂ اخلاص ہے اور ایمان انسان کی فطرت میں داخل کیا گیا ہے۔ نماز کا قائم کرنا کیونکہ یہ رکن اعظم ملت و مذہب ہے۔ زکوٰۃ کا ادا کرنا کیونکہ یہ فریضۂ واجبہ ہے۔ ماہ رمضان کے روزے کیونکہ یہ عذاب خداوندی کے لئے سپر ہیں۔ خانۂ کعبہ کا حج و عمرہ بجالانا کیونکہ یہ فقر و فاقہ کو دور کرتے ہیں۔ گناہوں کو محو کر دیتے ہیں صلۂ رحم بجالانا کیونکہ اس سے مال زیادہ ہوتا ہے مرگ میں تاخیر ہوتی ہے۔ پوشیدہ طور سے صدقہ دینا کیونکہ یہ گناہوں کو ڈھانک لیتا ہے صدقۂ علانیہ کیونکہ یہ بری حالت کی موت کو دور کرتا ہے خلقت کے ساتھ احسان اور نیکی کرنا کیونکہ یہ مکانہائے ذلت و خواری میں گرنے سے روکتا ہے۔

ایہا النّاس! تم ذکر خدا میں کوشش کرو کیونکہ بہترین اذکار ہے۔ اس سے بہتر کوئی ذکر نہیں۔ تم اس چیز (بہشت) کی طرف رغبت کرو جس کا متقین سے وعدہ کیا گیا ہے اور بیشک اس کا وعدہ بالکل سچا وعدہ ہے تم اپنے نبی کی ہدایتوں کی مقتدی بنو کیونکہ یہ عمدہ ترین ہدایات ہیں اپنے نبی کی راہنمائی کی اقتدا کرو کیونکہ یہ بہترین راہنما ہے تم قرآن کا علم حاصل کرو کیونکہ افضل ترین حدیث یہی ہے اسی میں غور و فکر کرو کیونکہ یہ قرآن تیرہ مردہ قلوب کے لئے باد بہاری کا کام دیتا ہے اپنے مرض ظلمت جہل کے لئے اسی قرآن کے نور سے شفا طلب کرو کیونکہ یہ سینوں کا شفا دینے والا ہے اسکی عمدہ طریقوں سے تلاوت کرو اسی سمجھو اس سے نصیحتیں سیکھو کیونکہ یہ قرآن سب قصوں سے زیادہ نفع دینے والا ہے اور بیشک وہ عالم جو اپنے علم کے اضداد پر عمل کرتا ہے اس متحیر جاہل کی مثل ہے جو اپنے جہل سے کبھی ہوش میں نہیں آتا بلکہ خدا کی حجت ایسے عالم پر نہایت عظیم ہے حسرت و ندامت اسکے لئے لازم تر ہے اور بیشک وہ جناب باری کے نزدیک غایت درجہ میں مستحق ملامت ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد خدا و نعت رسول کے بعد ایہا النّاس حقیقۃً میں تمہیں دنیا سے ڈرا رہا ہوں کیونکہ یہ دنیا

شیریں ہے اور سبز باغ دکھا رہی ہے۔ شہوات کے باعث اسکا طواف کیا جا رہا ہے۔ جلدی
زائل ہو جانیوالی نعمتوں کے سبب سے محبوب ہے تھوڑی سی زندگی کے ساتھ خوش آیند ہے اس نے
آرزوؤں کے ساتھ آرائش کر رکھی ہے۔ مکر و فریب کے ساتھ مزین ہو رہی ہے اس کی
شادیاں اور فرحتیں ہمیشہ نہیں رہیں گی اور نہ اس کے آلام و مصائب سے پناہ مل سکتی
ہے یہ دنیا فریبی ہے مکار ہے ضرر پہنچانے والی ہے آخرت سے منع کرتی ہے بہت جلد زائل
ہو جائے گی یہ اب اتمام کو پہنچی یہ اب ہلاک ہوئی یہ اکالہ ہے اپنے شکاروں کو کھا جانے والی
ہے اور اپنے گرفتاروں کو ہلاک کرنے والی ہے یہ دنیا جب اپنی طرف رغبت کرنیوالوں کی
انتہائی آرزو تک پہنچ جاتی ہے تو پھر اس مثال سے تجاوز نہیں کر سکتی جیسا کہ پروردگار عالم
فرماتا ہے۔ کماءٍ انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض فاصبح ھشیما تذروہ الریاح
وکان اللہ علی کل شئ مقتدرا۔ اس پانی کی مثال ہو جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا اور نباتات
ارضیہ اس کے ساتھ ممزوج و مخلط ہو گئے (چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے لگا) پھر اس
شاداب گیاہ نے ایسی حالت میں صبح کی کہ سوکھ کر ریزہ ریزہ ہو گئی اور ہواؤں نے اسکو ادھر
اُدھر منتشر کر دیا بے شک خداوند جل و علےٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ بعینہٖ یہی
عالم دنیا کا ہے۔ ابھی سر سبز تھی ابھی خشک پڑی ہے اور خرمن ہستی کو فنا کی ہوائیں اُڑائے
لئے جاتی ہیں کوئی ایسا شخص نہیں جس نے دنیا میں کوئی ساعت خوشی کے ساتھ گزاری ہو اور
معًا اس کے بعد ہی آنسو کا تار نہ بندھ گیا ہو کوئی متنفس ایسا نہیں جس کے ساتھ اس دنیا
نے اپنی مسرتوں کے ساتھ ملاقات کی ہو اور پھر اُسے اپنی مضرتوں اور سختیوں کے مزے نہ چکھا دئے
ہوں۔ کسی شخص پر وسعتہائے دنیا کی بارشیں نہیں برستیں مگر یہ کہ فوراً اس پر بلاؤں کے
بادل چھا جاتے ہیں۔ انسان دنیا طلب کے لئے یہی سزاوار ہے کہ جب اس کی لئے دنیا کی
حالت میں صبح کرے کہ اس کی یار و مددگار ہو تو لازم ہے کہ اُس کے واسطے دشمنی کی حالت
میں شام کرے (اس دنیا کا یہی وطیرہ ہے اس کی دوستی کا بالکل اعتبار نہ کرنا چاہیئے) اور اگر ایک

جانب سے دنیا اس کے لئے شیریں اور خوشگوار ہو تو لازمی ہے کہ دوسری طرف سے تلخیاں پہنچائے
کوئی شخص دنیا میں اپنی خوشی و وسعت کی مرادوں کو نہیں پہنچا مگر یہ کہ دنیا اسے مصائب و
حوادث کی مشقتوں کا متحمل بنا دے اور اس دنیا میں کوئی امن کے بازوؤں میں شام نہیں
کرتا مگر یہ کہ خوف و بیم کے سائے میں صبح کرتا ہے۔ یہ دنیا سخت دھوکے دینے والی ہے۔ یہ
سراسر فریب ہے جو اشیاء اس میں موجود ہیں سب کی سب فانی ہیں جو اس کا ملازم
ہوا اسی کو نیست و نابود کر دیا اور اس دنیا میں توشہ و زادراہ کے قابل اگر کوئی چیز ہے تو وہ
تقویٰ ہے اور سوا زہد و تقویٰ کے کسی چیز میں بہتری اور بھلائی نہیں جس شخص نے مال و
متاع دنیا میں بہت قلیل حصّہ لیا اس نے اشیا میں بہت بڑا حصّہ لے لیا جو اسے عقوبتوں سے
امن دینے والی ہیں۔ اور جس شخص نے بہت سا مال دنیا جمع کیا اس نے وہ چیزیں بہت بڑی
مقداریں اکٹھی کر لیں جو اسے ہلاک کرنے والی ہیں اور بہت جلد اس کے پاس سے زائل اور
گم ہو جائیں گی جس شخص نے دنیا پر بھروسا کیا وہی دردرسیدہ بن گیا جو شخص دنیا میں مطمئن
اور صاحب آرام بنا اس نے اسی کو زمین پر پچھاڑ دیا جو صاحب جاہ و منزلت ہوا اسی کو حقیر
اور پست کیا جس شخص نے نخوت کی اسی کو اس دنیا نے ذلت و خواری میں گرفتار کر دیا۔ دنیا کی
بادشاہتیں پلٹنے والی ہیں اس کے عیش مکدر ہیں اس کی شیرینیاں ناگوار ہیں اس کی حلاوتیں
تلخ ہیں اس کی غذائیں زہر ہیں اس کے اسباب پھنکنے والے ہیں اسکی زندگی موت ہے اسکی
صحت و سلامتی عین مرض ہے۔ اسکی سلطنت کھینچ لی گئی ہے۔ قاہر دنیا مقہور ہے اسکے اموال
معرض نکبت میں آئے ہوئے ہیں اور اس دنیا کا ہمسایہ آوارہ و پریشان ہے۔

ایہا النّاس! کیا تم ان لوگوں کے مساکن میں سکونت گزیں نہیں ہو جن کی عمریں تم سے بہت
زیادہ طویل تھیں۔ جن کے آثار تم سے زیادہ باقی رہنے والے تھے جن کی آرزوئیں حد سے زیادہ
بڑھی ہوئی تھیں جن کا شمار تم سے بہت زیادہ تھا جن کے لشکر بہت زیادہ فراہمی اور انبوہ رکھتے
تھے انہوں نے کس کس طرح دنیا کی بندگی نہ کی کن کن طریقوں سے دنیا کو اختیار نہ کیا مگر آخر کار

دنیا سے کوچ کر گئے نہ تو زادِ راہ میسر ہوا جو منزل تک پہنچا دے نہ کوئی سواری میسر ہوئی جو قطع مسافت میں کام آئے۔ کیا تمہیں خبر پہنچی ہے؟ کہ دنیا نے ان کے لئے ایک لمحہ کے واسطے بھی بخشش و عطا سے کام لیا یا کسی قسم کی معاونت سے ان کی اعانت کی یا ان کے ہمراہ ہو کر کسی قسم کا احسان کیا۔ نہیں نہیں بلکہ سخت سخت مصائب کو ان سے شامل حال کر دیا۔ نہیں طرح طرح کی کوفت پہنچا کر مضمحل بنا دیا۔ حوادثات زمانہ سے وہ بالکل مضطرب ہو کر رہ گئے انہیں نتھنوں تک خاک میں آلودہ کر دیا۔ چلمہ ہائے پائے شتر سے خوب ہی زد و کوب کیا۔ اور حوادثات زمانہ کو ان پر مسلط کر ہی دیا بے شک تم نے اس شخص کے لئے دنیا کی ناشناسائی کو دیکھ لیا ہے جو اس کا تقرب تلاش کر رہا تھا اسے ہی اختیار کرتا تھا اسی کی طرف مائل تھا حتیٰ کہ وہ اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدائی اختیار کرتے ہوئے کوچ کر گیا۔ کیا سوائے گرسنگی کے ایسے لوگوں کو اور بھی زادِ راہ دنیا کی طرف سے میسر ہوا کیا سوائے تنگی اور ضیق کے انہیں اور بھی کہیں جگہ دی گیا سوائے ظلمت اور تاریکی کے کچھ اور بھی ان کے لئے ظاہر کیا۔ کیا سوائے پشیمانی کے کوئی اور چیز بھی انکی متعاقب ہوئی۔ اب کیا تم اس دنیا کو اختیار کرتے ہو جس میں یہ یہ صفات موجود ہیں؟ کیا تم دنیا کی اب بھی طمع کرو گے؟ کیا تمہیں اس کی طرف سے اطمینان کلی حاصل ہے؟ کیا تم اس پر حرص کرو گے؟ خوب جان لو! کہ دنیا اس شخص کے لئے نہایت ہی بُرا مقام ہے جو اسے محل تہمت و اتہام نہ سمجھے اور اس میں رہکر خوف و بیم میں اپنی زندگی نہ گزارے۔ افسوس ہے تم کاروبارِ دنیا میں اس قدر مشغول ہو حالانکہ جانتے ہو کہ تمہیں اسے چھوڑ جاؤ گے۔ اس سے کوچ کر جاؤ گے تم ان لوگوں کی نصیحتیں مان رہے ہو جو تم سے پہلے کہا کرتے تھے کون ہم سے زیادہ زبردست اور شدید القوۃ ہے۔ سُنو! وہ لوگ انکی قبروں کی طرف سوار کر دئے گئے اور انہیں سوار نہیں کہا گیا (جیسا کہ حالت حیات میں جب وہ مرکب پر بیٹھتے تھے تو کہا جاتا تھا کس قدر صاحب شوکت سوار ہیں) انہیں انکی قبروں میں منزل دی گئی اور انہیں مہمان نہیں سمجھا گیا (جیسا کہ زندگی میں جب کسی جگہ مقام کرتے تھے طرح طرح کی مہمانیوں سے ان کی تواضع

کی جاتی تھی) اب تو ان کی قبریں پتھروں کے ڈھیر ہیں۔ مٹی ان کے لئے کفن کا کام دے رہی ہے۔ اور بوسیدہ ہڈیاں ان کی ہمسایہ ہیں۔ اب وہ ایسے ہمسایہ ہیں کہ لاکھ لاکھ پکارو مگر ایک جواب نہ دیں گے ان پر کتنا ہی ظلم کیا جائے مگر منع نہیں کر سکتے اور نہ رونے کے لئے ان کی آنکھ میں تراوت باقی ہے۔ اگر اہل دنیا اب ان کے ساتھ احسان کریں تو انہیں خوشی حاصل نہیں ہوتی اور اگر دست کرم کو روک لیں تو وہ مایوس نہیں ہوتے۔ وہ سب ایک جگہ (قبرستان) میں جمع ہیں مگر پھر علیحدہ علیحدہ ہیں (کوئی کسی کا شریک حال ہی نہیں) وہ آپس میں نزدیک ہیں مگر ایک دوسرے کی زیارت نہیں کر سکتے۔ وہ آپس میں خویش و قریب ضرور ہیں مگر ایک دوسرے کے نزدیک نہیں آتا۔ وہ بردبار ہیں کینہ ان کے دلوں سے نکل چکا ہے وہ نادان ہیں حسد ان سے بالکل زائل ہو گیا ہے ان کا درد انہیں خوفناک نہیں کر سکتا ان کے مٹا دینے کی امید نہیں رکھ سکتا ان لوگوں نے روئے زمین کو تہ زمین سے تبدیل کر لیا ہے وسعت کی عوض تنگی قبول کی ہے۔ اپنے اہلبیت پر وحشت کو مقدم کیا ہے اور اپنی روشنیاں تاریکیوں سے مبدل کر لی ہیں۔ اب یہ لوگ پابرہنہ و تن برہنہ پھر زمین پر آئینگے جیسا کہ اس سے مفارقت کی ہے اور پھر اس زمین سے اپنے اعمال کے ساتھ حیات دائمی اور ہمیشہ باقی رہنے والے مکان کی طرف کوچ کرینگے جیسا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کما بدانا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین جیسا کہ ہم نے اول خلق کو ظاہر کیا ہے اسی طرح اسکو لوٹائینگے (جیسا کہ ہم کو ان کی ابتدائی پیدائش پر قدرت حاصل تھی ویسے ہی انکے اعادہ پر بھی ہے) یہ وعدہ ہے جو ہم پر لازم ہے اور بے شک ہم ہر ایک کام کرنے والے ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ملک الموت کا ذکر فرماتے ہیں۔ جس وقت کہ ملک الموت کسی مکان میں داخل ہو اُس وقت آیا تو کسی حواس ظاہری سے اس کا احساس کر سکتا ہے؟ یا جب وہ

کسی کی روح قبض کرتا ہے تو اُسے دیکھتا ہے وہ کس طرح شکم مادر میں اطفال
کی روح قبض کرتا ہے کیا وہ اعضائے مادر میں سے کسی عضو میں داخل ہوتا ہے
یا روح اپنے پروردگار کے حکم سے اس کی (ملک الموت کی) اجابت کرتی ہے۔ کیا وہ
(ملک الموت) اس طفل کے ساتھ احشائے مادر میں ساکن وقائم ہے۔ پھر وہ شخص
کیونکر اپنے خدا کی صفات بیان کرسکتا ہے جو اپنی مثل مخلوق کے اوصاف بیان
کرنے سے عاجز ہو۔ اللہ اکبر یہ ہے فلاسفران ربانی کی کُنہ شناسی۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

میں تم کو دنیا سے ڈراتا ہوں۔ یہ وہ مکان ہے جس کی بنیادیں اُکھڑنے والی ہیں۔ یہ
عیش وآرام کا گھر نہیں۔ یہ لوگوں کو فریفتہ کرنے کے لئے مزین ہو رہی ہے یہ اپنی آرائشوں
سے لوگوں کو فریب دیتی ہے۔ یہ وہ مکان ہے جو اہل دنیا کے لئے خوار ہے۔ انکی ذلت وخواری
کا سبب ہے۔ اس کے حلال حرام سے ملے ہوئے ہیں اس کی بھلائیاں شرارت آمیز ہیں
اس کی شیرینی میں تلخیوں کی آمیزش ہے اسے پروردگار عالم نے اپنے دوستوں
کے لئے خالص نہیں کیا انہیں اسی لئے دنیاوی شوکتیں عطا نہیں ہوئیں اور اپنے
دشمنوں کے ساتھ بخشش ہائے دنیا میں بخل کو دخل نہیں دیا۔ بہبودیاں یہاں نایاب
ہیں۔ شرارتیں مہیا اور آمادہ ہیں۔ اس کے اموال کا اجتماع نیست ہونے والا ہے
اس کا ملک سب سلب کرلیا جائیگا۔ اس کی عمارتیں بہت جلد خراب ہوجائیں گی۔
اب بتاؤ اس مکان میں کونسی خوبی ہے جس کی بنیادیں خراب ہو کر شکستہ ہوجائیں اس عمر
میں کونسی بھلائی ہے جو آہستہ آہستہ توشۂ راہ کی طرح فنا ہوجائے اس زمانہ میں کیا بہتری
ہے جو مسافر کی مسافت کی طرح منقطع ہو رہا ہے۔
ایہا الناس! پروردگار عالم نے تمہارے مطالب ومقاصد میں سے جو کچھ تم پر واجب فرض کیا ہے

اے بجالاؤ تم خدا سے اسی شے کا سوال کرو جو تم سے ادائے حقوق واجبہ کی نسبت اسنے سوال کیا ہے موت کی آواز کو بگوش دل سنو (آمادۂ مرگ رہو) قبل ازیں کہ موت تمہیں بلائے (آثار و علامات مرگ تم پر ظاہر ہوں) بالتحقیق دنیا میں رہکر اس کی طرف رغبت نہ کرنے والوں کے قلوب بار روتے رہتے ہیں گو ہنسی کے سامان ان کے لئے مہیا رہیں ان کا حزن و ملال بہت بڑھا ہوا ہے۔ اگرچہ اسباب فرحت و شادی فراہم ہو جائیں۔ نفس امارہ پر ان کا غصہ طاری ہی رہتا ہے۔ سامان خوشحالی اس چیز کے سبب سو جو ان کے رزق میں مقرر کی گئی ہے حاصل ہول ہوا کریں۔

ایہا النّاس موت کا نقش تمہارے دلوں سے مٹ گیا ہے۔ تم جھوٹی آرزوؤں کے لئے ہر وقت حاضر ہو آخرت سے زیادہ دنیا تم پر مسلّط ہو رہی ہے۔ دنیاوی امور کارہائے آخرت سے زیادہ تمہیں متحرک کر رہے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ از روئے دین اسلام تم آپس میں بھائی بھائی ہو تمہیں کوئی شے ایک دوسرے سے متفرق اور جدا نہیں سکتی مگر تمہارے دلوں کی پوشیدہ خباثت اور تمہارے قلوب کی برائیاں تمہیں پراگندگیوں پر آمادہ کرتی ہیں تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ افسوس مال دنیا کا تھوڑا سا حصہ جب تمہیں ملجاتا ہے بے اندازہ فرحناک ہو جاتے ہو پھولے نہیں سماتے اور وہ اجر کثیر آخرت جس سے تم محروم کر دئے جاتے ہو تمہیں ذرا بھی اندوہناک نہیں کرتا۔ اگر دنیا کی ذرا سی چیز تمہارے پاس سے فوت ہو جاتی ہے تو وہ تمہیں مضطرب اور پریشان کر دیتی ہے۔ اس کا قلق و اضطراب تمہاری صورتوں سے ظاہر ہونے لگتا ہے انتہائی بے صبری تمہارے چہروں پر برس جاتی ہے اس چیز کے سبب سے جو تم سے لے لی گئی ہے۔ گویا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ دنیا تمہاری ہمیشہ کی سکونت کا مقام ہے اور اس کے مال و متاع ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تمہارے پاس باقی رہیں گے تم میں سے کسی فرد واحد کو وہ کونسی چیز اس سے منع کرتی ہے کہ وہ اپنے بھائی کا اس کے ان عیوب کے ساتھ استقبال کرے

جن سے وہ ڈرتا ہے اس کے عیوب کو اس کے سامنے ظاہر کرے) مگر یہ بات ہے کہ اسے بھی یہ خوف لگا ہوا ہے کہ میرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آئیگا (چونکہ تم سب کے سب معائب میں ایک دوسرے کی مثال ہو لہذا کسی کی جرأت نہیں پڑتی کہ دوسرے کے سامنے اس کے عیوب کا اظہار کرے کیونکہ یہ خوف ہے کہ وہ میری قلعی کھولدے گا) اس صورت میں البتہ ترک آخرت و محبت دنیا پر تم لوگوں میں خالص دوستی پیدا ہوگئی اور تم میں سے ہر ایک کا دین اسی قدر رہگیا ہے کہ اُسے فقط زبان سے چاٹ لیا جائے (فقط زبانوں ہی زبانوں پر دین کا نام ہے اور دل اعتقاد سے خالی ہیں) تمہاری یہ خصلت اس غلام کی خصلت سے مشابہ ہے جو اپنے آقا کے کاروبار سے فارغ ہو چکا ہو اور اُس کی خوشنودی حاصل کرلی ہو (جیسا کہ وہ شخص اب مطمئن ہے اور کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتا تم بھی ایسے ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے ہوئے فراغت کے ساتھ باطمینان خاطر بیٹھے ہو

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریف اسی خداوند جل وعلا کے لئے زیبا ہے جو حمد کو نعمت کے ساتھ اور نعمت کو شکر کے ساتھ وصل کر دیتا ہے۔ میں اس کی نعمتوں پر بھی اس کی ویسی ہی حمد وثنا کرتا ہوں جیسا کہ اُس کی بلاؤں پر میں ان نفوس پر حاوی ہو جانے کے لئے اس سے مدد مانگتا ہوں جو سستی سے کام لیتے ہیں اس امر کے بجالانے میں جسپر مامور ہیں اور جس بات سے انہیں ممانعت کی گئی ہے اسی کی طرف دوڑتے ہیں۔ میں ان گناہوں سے استغفار کرتا ہوں جن کا اس کے علم نے احاطہ کرلیا ہے اور اس کی کتاب ان کا احصا کر چکی ہے اس کا علم وہ علم ہے جو کسی شے میں قاصر نہیں اور اُس کی کتاب وہ کتاب ہے جس نے کسی چیز کو شمار کئے بغیر باقی نہیں چھوڑا۔ میں اس پر اس طرح ایمان لایا ہوں اس کے جود کا اس شخص کے مانند اعتقاد کر رہا ہوں جس نے امور غائبہ کا آنکھوں سے

معائنہ کر لیا ہو اور ان چیزوں پر مطلع ہو گیا ہو جن کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ ایمان اور اعتقاد مشرک ہونے سے روکتا ہے اور شک کو یقین سے بدل دیتا ہے۔
میں شہادت دیتا ہوں کہ اس معبود برحق کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا اور یگانہ ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ اس کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں اعتقاد کو بلند کرتی ہیں۔ اعمال و عبادات کو رفیع الدرجات بنا دیتی ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں جب میزان میں رکھدی جائیں تو اسکا پلہ نہایت بھاری ہو جاتا ہے۔ اعمال و عبادات گرانقدر ہو جاتے ہیں اور جب میزان سے یہ دونو شہادتیں اُٹھالی جائیں تو اس کا پلہ نہایت سبک ہو جاتا ہے۔ بندگان خدا! میں تمہیں تقوائے خدا کی وصیت کرتا ہوں جو آخرت کے لئے زاد راہ ہے۔ جو پناہ کا مقام ہے۔ یہ توشہ منزل مقصود پر پہنچا دیگا۔ یہ توشہ حوائجات پر ظفر پانے کے لئے مقام پناہ ہے۔ بُلانے والے کی آواز کا سب سے زیادہ سننے والا اس کی طرف بُلاتا ہے اور اعلےٰ حفاظت کرنے والا (پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ) اس کی حفاظت کرتا ہے بلانے والے نے اسے سُنا دیا اور اس کی حفاظت کرنے والا رستگار ہو گیا۔
بندگان خدا! بیشک تقوائے الہٰی نے محارم الہٰی کو اسکے دوستوں سے منع کر دیا انکے دلوں کو خوف و خشیۂ خدا کا ملازم بنا دیا۔ اسکے سبب سے انکی راتیں نماز گزاریوں کے لئے بیداریوں سے بدل گئیں۔ روزہ داری کے سبب سے انکے ایام کو تشنہ کر دیا اور یہ لوگ اس تعب و تشنگی دنیا کے سبب سے راحت آخرت کی مستحق ہو گئے انہوں نے موت کو بہت نزدیک سمجھا اور عبادت کو ترقیاں دیتے رہے دنیا کی آرزوؤں کو جھوٹا سمجھا اور آخرت پر ہی نگاہیں رکھیں۔
خوب جان لو! یہ دنیا فنا کا گھر ہے یہ رنج و تعب کا مکان ہے یہ متغیر ہو جانیوالا مقام ہے یہ عبور کر جانے کی جگہ ہے اور اسی فنا کے سبب سے زمانہ اپنی کمان کو زہ کر رہا ہے اسکی بلاؤں کے تیر خطا نہیں ہوتے اسکی جراحتوں کا علاج نہیں ہو سکتا زندہ کو موت کے گڑھے میں پھینک دیتا ہے

تندرست کو مریض بنا دیتا ہے اور نجات یافتہ کو ہلاکت کی طرف کھینچ لیتا ہے یہ وہ کھانے والا ہے جسکا پیٹ ہی نہیں بھرتا یہ وہ پینے والا ہے جو کبھی سیراب ہی نہیں ہوتا اور دنیا کے رنج و تعب میں سے یہ امر کسقدر رنج دہ ہے کہ انسان مال جمع کرتا ہے اور خود نہیں کھاتا۔ مکان بناتا ہے مگر اس میں سکونت میسر نہیں ہوتی۔ وہ اس حالت میں جزائے الٰہی کی طرف جاتا ہے کہ نہ تو اپنا جمع کیا ہوا مال اُٹھا سکتا ہے نہ مکانات کو اپنے ساتھ منتقل کر سکتا ہے۔ اب تغیرات دنیا کو دیکھو! تو ایک شخص کو دیکھتا ہے کہ جس کی حالت فقر و فاقہ کے سبب سے نہایت قابل رحم تھی وہ اب دولت و مال کے سبب سے محسود مردم ہو رہا ہے اور جو محسود مردم تھا اسکی حالت نہایت ہی قابل ترحم ہے اور یہ امر صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ قابل رحم شخص ستم کشی کی سختیوں کا متحمل ہوا اور اُس محسود شخص نے صاحب نعمت کی نعمتوں کو بہ ستم چھین لیا۔ اب عبر تہائے دنیا بھی قابل غور ہیں تم نے دیکھا ہوگا کہ ایک شخص اپنی آرزوؤں پر فائز ہوا چاہتا ہے اور اپنی تمناؤں کے بالکل قریب ہے ناگہان موت آئی اور اُسکی آرزوؤں کو قطع کر دیا۔ اب کوئی آرزو ہی نہ رہی جس تک پہنچنے کی تمنا ہو اور کوئی آرزومند ایسا نہیں جسے موت نے چھوڑ دیا ہو۔ سبحان اللہ اس دنیا کی خوشحالیاں کس قدر فریب دینے والی ہیں۔ اس کی سیرابیوں میں کس قدر تشنگیاں مضمر ہیں اس کا سایہ کتنے جلد دھوپ سے مبدّل ہو جائیگا اور بیشک آنے والی شے ایسی نہیں جو پلٹ سکے اور نہ کوئی گزشتہ ہے جو پھر واپس آجائے۔

سبحان اللہ! ملحق ہو جانے کے سبب سے شخص زندہ کس قدر مُردے کے قریب ہے اور منقطع ہو جانے کے سبب سے مردہ زندہ سے کس قدر دور اور بعید ہے انواع عذاب میں کوئی عذاب عذاب الٰہی کے سوا نہیں اور نہ اقسام ثواب میں ثواب خداوندی کے سوا کوئی ثواب ہے دنیا کی ہر ایک چیز سننے کی حالت میں دیکھنے سے بزرگتر ہے (جس قدر کہ اسکے اوصاف سنے جاتے ہیں مشاہدۂ حقیقی کے نزدیک ان کی کوئی وقعت نہیں) اور آخرت کی ہر ایک چیز کا معائنہ اوصاف شنیدنی سے بہت بالا ہے (دیکھنے سے جو اوصاف اسکے معلوم ہوتے ہیں وہ سماعت سے نہیں ہوتے) اب سزاوار ہے کہ تمہیں دیکھنے کی بہ نسبت سننا اور غیب کی نسبت خبر ہی کفایت کرے۔ تم خوب جان لو کہ دنیا میں جو شے ناقص ہے اور اسکے

سبب سے آخرت میں زیادتی ہوگئی وہ اس سے بہتر ہے کہ آخرت میں نقص آئے اور دنیا میں زیادتی ہو کیونکہ اکثر ناقص شدہ چیزیں فائدہ مند ہیں اور اکثر زیادتیاں نقصان آمیز ہیں اور بیشک وہ چیز جس پر تم مامور ہو اس سے نہایت وسیع ہے جس سے تمہیں منع کیا گیا ہے حلال اشیاء ان سے کہیں زیادہ ہیں جو تم پر حرام کی گئی ہیں تم ان زیادہ چیزوں کے سبب سے کم کو ترک کردو اور امور ضیقہ کو ان چیزوں سے بدل ڈالو جو صاحب وسعت ہیں یہ امر یقینی ہے کہ پروردگار عالم تمہاری روزی کا متکفل ہے اور تم محض عمل و عبادت کے لئے مامور ہوئے ہو۔ اب تمہیں سزاوار نہیں کہ تم طلب روزی کو جو تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے اولےٰ اور بہتر سمجھو اور اسے اس عمل پر مقدم سمجھو جو تم پر فرض کیا گیا ہے۔

باوجود ان باتوں کے بھی قسم خدا کی تم لوگوں میں شک ظاہر ہو رہا ہے اور یقین معیوب سا خیال کیا جا رہا ہے۔ اور تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ روزی جس کا ضامن خداوند جل و علےٰ ہے اس کی طلب تم پر فرض ہے اور جو شے حقیقۃً تم پر فرض ہے (عبادت) وہ تم سے اٹھالی گئی ہے۔ بندگان خدا تم اعمال کی طرف جلدی کرو ناگہانی موت سے ڈرو اس لئے کہ عمر رفتہ کے واپس آنے کی اتنی بھی امید نہیں جتنی کہ رجعت رزق کی امید ہے وہ رزق جسے زمانے نے فوت اور گم کر دیا ہے۔ امید ہے کہ وہ کل کو زیادہ ہو جائیگا اور عمر کا وہ حصہ جو کل گم ہو گیا آج اس کے واپس آجانے کی آس نہیں۔ آئندہ کے لئے امید ہے مگر گزشتہ کے لئے بالکل ناامیدی اب تم خدا سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہوتا ہے۔ اور سزاوار ہے کہ تم نہ مرو الّا یہ کہ دائرۂ اسلام میں رہکر موت اختیار کرو۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

بارش کی طلب میں حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا ہے۔ پروردگار خشکی کی وجہ سے ہمارے پہاڑ شق ہو گئے۔ ہماری زمین غبار آلود ہو گئی۔ ہمارے چرپائے پیاسے ہیں۔ اپنی خوابگاہوں

میں حیران و سرگردان ہیں۔ زنان پسر مردہ کی طرح فریاد کر رہے ہیں اپنی چراگاہوں میں تردد کر کے پھر پھر کر ملول ہوئے جاتے ہیں (ایک تنکا گھانس کا میسّر نہیں آتا) ان کی آب گاہوں میں پانی نایاب ہے اور اس کے سبب سے الم رسیدہ ہوئے جاتے ہیں۔ پروردگارا! بکریوں کی نالہ و زاری پر رحم کر اونٹوں کی آرزومندی پر ترحم فرما۔ بارالہٰا ان کی حیرتوں اور پریشانیوں پر کرم کر جو باہر نکلتے ہی انہیں لاحق ہوتی ہیں۔ ان کی آہ و زاری پر توجہ کر جو گھروں میں داخل ہوتے ہی انہیں عارض ہو جاتی ہے۔ بارالہٰا! ہم اس وقت تیری رحمت کی طرف اپنے گھروں سے باہر نکلتے ہیں جب قحط سالی کے مارے ہوئے اونٹ ہمارے گرد جمع ہوتے ہیں اور ان مواضعات نے ہم سے مخالفت کی ہے جن سے بارش کا گمان تھا اب تو ہی نا امیدوں کے لئے امید بن! اور التماس کرنے والوں کی تو ہی کفایت کر۔ ہم تجھے ایسی حالت میں پکار رہے ہیں جبکہ لوگوں پر مایوسی چھا رہی ہے۔ ابر نے بارشوں کو ہم سے موقوف کر دیا ہے چرندے ہلاک ہو چکے ہیں۔ پروردگار تجھ سے ہم منّت کرتے ہیں۔ ہمارے اعمال پر ہم سے مواخذہ نہ کر ہمیں ہمارے گناہوں میں گرفتار نہ کر تو اپنی رحمت کو ہم پر پھیلا دے۔ برسنے والے بادل ہم پر چھا جائیں بارشیں برسیں اور خوب برسیں۔ خوشنما روئیدگی ظاہر ہو ایسی بارش ہو کہ وہ چیزیں زندہ ہو جائیں جو قحط آب سے مُردہ ہو چکی ہیں۔ اور وہ زراعتیں سرسبز نظر آئیں جو مُرجھا کر فوت ہو گئی ہیں بارالہٰا ہم تجھ سے ایسی بارش کی طلب کرتے ہیں جو زندگی بخش ہو ایک جہان کو سیراب کر دے پاک و پاکیزہ ہو۔ برکت والی ہو۔ خوشگوار ہو۔ وسعت و فراخی لانے والی ہو۔ ہری ہری گھانس اُگائے شاخوں میں میوے نمودار کر دے۔ ان کے پتے سبز و شاداب ہو جائیں تو اپنے ضعیف بندوں کو بلند کر دے اور تیرے شہروں کے ساکن جو مُردہ ہو چکے ہیں پھر تیرے فضل و کرم سے زندہ ہو جائیں۔ بارالہٰا! ہم تجھ سے ایسی بارش طلب کرتے ہیں کہ ہماری بلند زمینیں اس کے سبب سے سرسبز پتیاں ظاہر کریں۔ ہماری چھوٹی چھوٹی نہریں جاری ہو جائیں اور اس کے سبب سے ہمارے اطراف و جوانب میں بکثرت آب پاشی ہو جائے ہمارے میوے پھر اسی طرح

تروتازہ ہو ہو کر ہماری طرف رخ کریں ہمارے مویشیوں کی زندگی ہو جائے وہ لوگ جو ہم سے دور رہتے ہیں اس سے منتفع ہوں ہمارے گرد و نواح کے رہنے والے اس سے امداد طلب کریں ہماری یہ آرزو قبول کر کیونکہ تیری برکتیں نہایت وسیع ہیں فقیر اور محتاج مخلوق اور حیوانات وحشی پر تیری بزرگ بخششوں کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ خداوندا! ہم پر وہ بارش نازل ہو جو بالکل بھگو دینے والی ہو برسے متواتر برسے اور یہاں تک برسے کہ سیال ہو جائے وہ ایک دوسرے کے مزاحم ہو اور ایک قطرہ دوسرے کو دفع کرتا رہے اس کی بجلیاں بارشوں کے بغیر نہوں۔ اس کا ابر متفرق۔ پراگندہ اور بے آب نہو اس کے بادلوں کی پھوار ٹھنڈی ہواؤں کے ساتھ نہو جو زراعت اور میووں کے لئے مضر ہے تاکہ اُس کے نباتات کے سبب سے مردمان قحط کشیدہ فراوانیاں اور خوشحالیاں حاصل کریں۔ خشک سالی کے مارے ہوئے اس کی برکت سے زندہ ہو جائیں اور بیشک جب لوگ بالکل مایوس ہو جاتے ہیں تو تو ہی باران رحمت نازل کرتا ہے تو اپنے ابر رحمت کو پھیلا دیتا ہے اور تو ہی مولا ہے تو ہی حاکم ہے اور تو ہی حمید و محمود ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

پروردگار عالم نے جناب محمد مصطفےٰ کو پیغمبر بنا کر بھیجا درآنحالیکہ وہ حق کی طرف خلقت کو بلانیوالا اور اس مخلوق پر شاہد تھا۔ اس اولوالعزم پیغمبر نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو بغیر تانی و تقصیر کے خلقت تک پہنچا دیا اور بغیر سستی و عذر کے راہ خدا میں دشمنان خدا سے محاربہ و جہاد کیا وہ پیشوا ہے اس شخص کا جو پرہیزگار ہے رمتقی ہے۔ وہ بینائی بخشنے والا ہے اس شخص کو جو طالب راہ ہدایت ہو رہا ہے۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں وہ شے جس کی پوشیدگیاں تم سے لپٹی ہوئی ہیں اگر اس کا تمہیں ویسا ہی علم ہو جیسا کہ مجھے حاصل ہے تو البتہ تم ابھی خاک کے ڈھیروں اور قبروں کی طرف نکلجاؤ اپنے اعمال پر دن رات گریہ کرو اپنے نفسوں کے ضرر پر سینہ زنی کرو تم اپنے اموال کو اسی وقت

چھوڑ دو اس حالت میں کہ کوئی بھی ان کا نگہبان نہو نہ تمہارا کوئی جانشین ان کی حفاظت کے لئے تیار ہو اور بیشک تم میں کوئی شخص اگر اپنے غیر کی طرف التفات نہ کرے تو اس کا نفس ہی اسے مغموم اور رنجیدہ کر سکتا ہے۔ مگر افسوس! جو کچھ تم نے یاد کیا تھا بالکل بھلا دیا جس شئے سے تمہیں ڈرایا گیا تھا تم اسی سے اپنے آپ کو امن میں سمجھنے لگے۔ اب تمہاری تدبیر تم سے سرگرداں ہو گئی اور تمہارے امور منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ اب تو میری دعا ہے اور میں اسی بات کو دوست رکھتا ہوں کہ پروردگار عالم میرے اور تمہارے درمیان تفرقہ اندازی کر دے اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملحق فرما دے جو تم سے زیادہ میرے لئے سزاوار ہوں۔ وہ ایسے لوگ تھے قسم خدا کی ان کی راہیں اور تدبیریں میمون و مبارک تھیں وہ دانشمندانہ اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے وہ راست گفتار تھے وہ بغاوت اور جور و ستم کے ترک کرنے والے تھے۔ گزر گئے درآنحالیکہ ان کے پاؤں طریقۂ اسلام پر مستقیم تھے۔ وہ راہ واضح پر چلے اور ہمیشہ رہنے والی سرائے عقبےٰ میں فتح و فیروزی حاصل کی نیک اور گوارا کرامتوں سے فیضیاب ہو گئے۔ قسم خدا کی اب تم پر ایک درشت خو بلند قامت اور جور و ستم کرنے والے کا بیٹا مسلط ہوگا وہ تمہارے سبزہ زاروں کو کھا جائیگا۔ تمہاری چربیوں کو پگھلائے گا۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جس خدا نے تمہیں مال و متاع عنایت فرمائے ہیں اس کے لئے تم نے نہ تو انہیں اموال کو خرچ کیا نہ اس کی خاطر اپنے نفسوں کو ہلاک کیا جس نے تمہیں خلق کیا ہے۔ تم اسی پروردگار کے سبب سے بندگان خدا میں معزز و مکرم ہو اور پھر خدا کا اس کے بندوں میں اعزاز و اکرام نہیں کرتے۔ اس کے خاص بندوں کے بارے میں اس کی عزت کو نگاہ میں نہیں رکھتے۔ تم اپنی منزل سے پہلے ان لوگوں کی منزلوں سے عبرت حاصل کرو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور عبرت سیکھو کہ تم اپنے نزدیک ترین بھائیوں سے قطع ہوتے جا رہے ہو۔

کلام امام علیہ السلام

تم دین حقہ کی نصرت کرنے والے ہو۔ تم برادران دینی ہو۔ یوم دشواری و شدت میں تم ایک دوسرے کی سپر ہو۔ لوگوں کے نزدیک تم ایک دوسرے کے بھیدوں سے واقف ہو۔ میں تمہاری مدد کے سبب سے اس شخص کے ساتھ حرب و ضرب سے پیش آتا ہوں جو حق سے پشت پھراتا ہو اور تمہاری ہی امداد کے سبب سے ان لوگوں کے مطیع ہو جانے کی امید ہے جو لڑائی بھڑائی سے پیش آتے ہیں۔ اب تم ان نصیحتوں کو قبول کرکے جو مکر و فریب سے خالی ہیں۔ شک و شبہہ سے بچی ہوئی ہیں۔ میری اعانت کرو۔ خدا کی قسم مدد کے لیے میں مستحق تر ین مردم ہوں اور میری اعانت ان کے نفس پر بھی مقدم ہے۔

کلام امام ہمام علیہ السلام

جب حضرت نے لوگوں کو بلا کر جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دلائی اور لوگ یہ سنکر تھوڑی دیر کے لئے بالکل خاموش ہو گئے تو اس وقت آپ نے فرمایا۔ کیا چیز ہے جس نے تمہیں گونگا بنا دیا تمہاری زبانیں لال ہو گئیں؟ یہ سنکر ایک جماعت نے کہا یا امیرالمومنین اگر آپ جہاد کے لئے روانہ ہونگے تو ہم بھی آپ کے ساتھ حاضر ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا ہو گیا تم تو سعادت و رشادت کے لئے بالکل حد راستی سے گزر گئے۔ تم تو کسی مقصد میں بھی راہ یافتہ نہیں ہو۔ کیا یہ بات مناسب حال ہے کہ اس سفر میں میں باہر نکلوں؟ نہیں نہیں اس سفر میں وہ جائے گا جسے میں پسند کروں وہ تمہارے ہی دلیروں میں سے کوئی ہوگا۔ اور تمہارے ہی جنگ آزما بہادروں میں سے کوئی انتخاب کیا جائیگا۔ لشکر و شہر کی حفاظت بیت المال کی نگہبانی۔ خراج زمین کا جمع کرنا۔ مسلمانوں کے قضیوں کا چکانا طلب کرنے والوں کے حقوق کی نگہداشت اتنے کام ہیں مجھے سزاوار نہیں کہ میں انہیں

یوں ہی چھوڑ چھاڑ کر ایک دستۂ فوج کے ساتھ باہر نکلوں اور دستۂ فوج کو پیچھے ہولوں جسے آگے روانہ کر رکھا ہو اور اس طرح آواز نکالوں جیسے خالی ترکش میں تیر بے پر کی آواز ہوتی ہو ہاں خوب سمجھ لو میں قطب آسیائے دین ہوں۔ یہ آسیا میرے ہی گرد پھرتی ہو اور میرے ہی سبب سے پھرتی ہے جبتک میں اپنے مکان میں قائم رہوں اور جس وقت اپنی جگہ سے علیحدہ ہو جاؤں تو اس آسیا کی حرکت حیرت میں گرفتار ہو جاتی ہے اس کے آٹا گرنے کا ظرف بالکل مضطرب ہو جاتا ہے۔ خدا کی قسم میرے سفر کرنے کی رائے نہایت بُری رائے ہے واللہ اگر مجھے دشمن سے لڑتے ہوئے شہادت کی آرزو نہ ہوتی گو میرے لئے دشمن سے مقابلہ کرنا مقدر ہو چکا ہے تو میں مرکب پر سوار ہو کر تم سے دور ہو جاتا تم میں سے کسی کو مصاحبت کے لئے طلب نہ کرتا جب تک بھی باد جنوب و باد شمال کا اختلاف باقی ہے کیونکہ تم لوگ طعن کرنے والے ہو عیب لگانے والے ہو۔ حق سے مُنہ پھرانے والے ہو اور نہایت ہی ڈرپوک اور بُزدل ہو۔ بے شک اس سے کوئی فائدہ نہیں کہ از روئے اعداد و شمار تم کثیر التعداد نظر آؤ اور دل تمہارے بالکل ہی تھوڑے اور ضعیف ہوں۔ میں نے تمہیں ایسے رستے پر چھوڑ دیا ہے جو نہایت ہی واضح اور آشکار ہے۔ اس راہ میں سوائے گمراہ جبلّی کے کوئی ہلاک نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو جو اس طریقہ پر قائم رہا وہ جنّت میں داخل ہو گیا جس نے ذرا بھی لغزش کھائی اس کے لئے دوزخ کی آنچ تیار ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

اصحاب امیر المؤمنینؑ میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ پہلے تو آپ نے جنگ صفین میں ہمیں حکم مقرر کرنے سے منع کیا پھر آخر میں اسی کا حکم دیا ہم نہیں جانتے کہ اس امر و نہی میں کونسی شے باعث ثواب ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور تاسف سے فرمایا یہ جزا اُس شخص کی ہے جو عقد کو توڑ ڈالے یعنی وہ جماعت صفّین میں ترک حرب پر اصرار کر رہی تھی۔ محاکمہ پر راضی ہو رہی تھی۔ امیر المومنین پر ہجوم کر لیا تھا کہ اگر لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھایا

تو ہم آپ کو قتل کر دینگے لہذا آپ اضطراراً اس امر پر راضی ہوئے اسی جماعت کی طرف اشارہ کر کے یہ جملہ فرمایا ہے اور اس جملہ کی تشریح پہلے بھی گزر چکی ہے۔ پھر فرمایا۔ آگاہ رہو قسم خدا کی جس وقت کہ میں نے تم کو محاکمہ کا حکم دیا اس حکم دینے کے بعد بھی میں تمہیں اسی (محاربہ) پر سوار کر دیتا جس سے تم کراہت کرتے تھے اور اسی میں خداوند عالم بہتری اور بھلائی کے آثار پیدا کر دیتا اگر تم سیدھے رہتے تو ہدایت پاتے اگر کجی اختیار کرتے میں تمہیں سیدھا کر دیتا اگر انکار کرتے تو میں تمہارا تدارک کرتا اور بیشک یہ نہایت محکم رائے تھی مگر میں کس طرح ایسا حکم دیتا کس کے بھروسے پر یہ فرمان نازل کرتا (جو لوگ ظاہری انصار و اعوان کہلاتے تھے انکی تو یہ حالت تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ سے رُخ پھرائے ہوئے محاکمہ پر تلے ہوئے تھے) میرا ارادہ تھا کہ امت کی ضلالت کے آلام کا تمہارے ساتھ علاج کروں مگر تم تو خود میری نافرمانی کے درد میں گرفتار ہو پھر نوک خار سے خار کیونکر نکلے حالانکہ خار نکالنے والا جانتا ہے کہ یہ نیش خار بھی خلش کئے بغیر نہ رہیگا اور گمان غالب ہے کہ اس کی نوک ٹوٹ کر بھی بدن میں پیوست ہو جائے۔

پروردگارا! اس درد شدید ضلالت کا علاج کرنے والے طبیب بھی اب ملول و غمگین ہو گئے اور ان دور نگے کنوؤں سے طول طویل رسیوں کے ساتھ آب ہدایت نکالنے والے بالکل خستہ و ماندہ ہو کر رہ گئے۔ کہاں ہیں وہ گروہ جنہیں اسلام کی طرف بلایا جاتا تھا اور وہ اسے قبول کر لیتے تھے وہ قرآن کو پڑھتے تھے اور اپنے اعتقادات کو اس کے ساتھ مضبوط کرتے تھے جہاد کے لئے برانگیختہ ہوتے تھے اور اپنی دودھ دینے والی اونٹنیوں کو ان کی اولاد سے جدا کر دیتے تھے وہ اپنی تلواریں نیاموں سے کھینچ لیتے تھے وہ دستہ دستہ اور گروہ گروہ ہو کر اطراف زمین پر چھا جاتے تھے اسپر قبضہ کر لیتے تھے بعض ان میں سے ہلاک ہو جاتے تھے بعض نجات پا جاتے تھے نہ زندہ رہنے والوں کی زندگی پر انہیں خوشخبری کی آرزو تھی نہ مرنیوالوں کی تعزیت میں مصروف ہوتے تھے ان کی آنکھیں روتے روتے تباہ ہو گئی تھیں ان کے شکم روزہ رکھتے رکھتے لاغر ہو گئے تھے۔ دعائیں کرتے کرتے انکے ہونٹ سوکھ گئے تھے شب بیداریوں سے

زرویاں اُن پر چھاگئی تھیں۔ سجدوں کا غبار ان کے چہروں پر موجود رہتا تھا وہ لوگ میرے بھائی تھے جو چلے گئے ہم پر لازم ہے کہ ان کی ملاقات کے پیاسے رہیں اور ان کی جدائی پر اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹا کریں۔

ایہا الناس! شیطان اپنی راہیں تمہارے لئے آسان کر رہا ہے اُس کا ارادہ ہو کہ تمہارے دین کی ایک ایک گرہ کھول ڈالے۔ تمہارے اعتقادات کے عقدوں کو فاسد کر دے تمہاری جماعت میں تفرقہ انداز ہو اور تفرقہ اندازی کے ساتھ فتنے تم میں برپا کر دے تم اُس کے وسوسوں سے منہ پھیر لو تم اس کے نفخات کو اپنے دلوں میں نہ آنے دو تم اُس شخص کی نصیحت قبول کرو جو وعظ و پند کو تمہاری طرف ہدیہ بھیجتا ہے ان نصیحتوں کو اپنے نفوس کی گرہ میں باندھ لو اور ہمیشہ انہیں لازم سمجھو۔

کلام امام علیہ السّلام

ایہا النّاس! میں تمہیں ان پیغاموں کو یاد دلا رہا ہوں جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ نے خدا کی طرف سے پہنچائے تھے بموجب حدیث نبوی لایؤدّی عنّی الا انا او رجل منّی میری طرف سے حق پیغمبری سوائے میرے یا اس شخص کے جو مجھ سے ہو کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ میں تمہیں وعدہ ہائے خداوندی کے اتمام کی یاد دلا رہا ہوں (بموجب فرمان باری تعالےٰ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ مومنین میں سے اکثر ایسے لوگ ہیں کہ ان پیمانوں کو جو خداوند تعالےٰ سے کئے ہیں پورا کرتے ہیں اور بموجب حدیث نبوی علی قاضی دینی و منجز وعدی علی میرے دین کا قاضی اور میرے وعدوں کو وفا کرنے والا ہے) میں تمہیں تمام کلمات الٰہی کی تعلیم دے رہا ہوں اور ہم اہلبیت کے پاس حکمت و علم کے دروازے ہیں بموجب ارشاد پیغمبر (انا مدینۃ العلم و علی بابہا) امور شرعیہ کی روشنیاں ہیں۔ آگاہ رہو کہ شرائع دین پیغمبر (ائمہ ہدیٰ) فی الحقیقۃ ایک ہیں۔ دین کے

رستے میانہ اور راست ہیں۔ جس نے ان رستوں کو اختیار کیا وہ اپنے مقصود (سعادت ابدی) سے ملحق ہو گیا اور جس نے ان سے توقف کیا وہ گمراہ و پشیمان ہوا۔ تم آج کے دن عمل کر لو عبادت کر لو اور اس روز کے لئے ذخیرہ جمع کر لو جس روز بندوں کے اعمال اور فعال کے ذخیرے کھلیں گے اور اعمال نیک و بد پوشیدہ و پنہاں ظاہر ہونگے اور جس شخص کو حالت حیات میں عقل حاضر (امام زمانہ کی نصیحت) نفع نہ بخشے پھر روز ممات عقل بعید اسے نفع پہنچانے میں بالکل عاجز اور نایاب ہے تم اس آگ سے ڈرو جس کی حرارت نہایت سخت اور شدید ہے۔ جس کا قعر نہایت گہرا ہے جس میں رہنے والوں کا زیور لوہا ہے اور ان کے پینے کے لئے چرک و ریم تیار ہے۔ آگاہ رہو کہ زبان صالح اور راست گفتاری انسانوں میں سے جس شخص کو پروردگار عالم عطا فرمائے تو یہ اُس کے لئے اس مال سے بہتر ہے جسے اُس کے بعد وہ شخص وراثۃً لیجائے جو کبھی بھولے سے بھی اس کا ذکر خیر نہیں کرتا۔

کلام امام علیہ السلام

جب خوارج کی جماعت علیحدہ پڑی ہوئی تحکیم کا انکار کر کے حضرت پر طعنہ زنی کر رہی تھی تو آپ ان کی لشکرگاہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا کیا تم لوگ بالتمام ہمارے ساتھ جنگ صفّین میں حاضر تھے؟ اُنہوں نے عرض کی بعض ہم میں سے حاضر تھے اور بعض غیر حاضر پھر ارشاد کیا اچھا تم اپنی دو صفیں مرتب کر لو ایک میں حاضرین جنگ صفّین ہوں دوسری میں وہ لوگ جو غیر حاضر تھے تاکہ میں تم سے کچھ مناسب باتیں کروں۔ ان لوگوں نے شور و غوغا بلند کیا۔ آپ نے فرمایا اپنے شور و شر سے باز رہو میرے قول کی طرف کان لگاؤ اپنے دلوں کو میری طرف پھیر دو اور جس شخص کو اپنی شہادت کے لئے طلب کروں وہ اپنے علم کے موافق بیان کرے۔ یہ فرما کر حضرت نے بہت کچھ ارشاد فرمایا۔ بعض فقرے یہ ہیں جب لشکر معاویہ نے از روئے حیلہ و فریب و مکر و خدعہ

قرآنوں کو نیزوں پر بلند کیا تو کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں یا ہماری دعوت کے شریک ہیں۔ ہماری طرح اقرار شہادتین کرتے ہیں یہ ہم سے طلبگار ہیں کہ لڑائی ترک کیجائے۔ یہ کتاب اللہ کی طرف رُخ کرکے جنگ و جدل کی آرام و راحت چاہتے ہیں۔ اب یہی رائے بہتر ہے کہ ان کے التماس کو قبول کرلیا جائے اور اب انہیں ضیق حرب سے کشادگی دیدی جائے۔ اس وقت میں نے تم سے کہا تھا یہ (قرآن کا نیزوں پر علم کرنا) ایک ایسا امر ہے جو ظاہرا تو ایمان معلوم ہوتا ہے مگر اس کے باطن میں ظلم اور حیلہ و فریب پوشیدہ ہیں۔ اس کا اول تو یہ ہے کہ تم ان پر رحم کرو اور آخر یہ ہے کہ تمہیں پشیمانی اور ندامت نصیب ہو۔ تم اپنے کام میں مشغول رہو۔ اپنے طریقہ کے ملازم رہو۔ دانتوں کو پیس پیس کر مشقت جہاد کا تحمل کرتے رہو۔ تم اس شخص کی آواز پر توجہ نہ کرو جو حیوانات کی طرح صدائے آرہا ہے اگر اس کا جواب دیا جائیگا تو وہ گمراہ کردیگا اور اگر اُسے ترک کردیا جائیگا تو وہ ذلیل و خوار ہوگا ہم جب رسول خدا کے ساتھ رہتے تھے اور باپ۔ بیٹوں۔ بھائیوں۔ عزیزوں کے درمیان سلسلۂ قتال جاری تھا اس حالت میں ہر ایک مصیبت و شدت پر ہم نے جس چیز کو مقدم رکھا وہ ایمان تھا۔ وہ حق پر گزر جانا تھا۔ وہ امر خدا کے سامنے گردن جھکا لینا تھا وہ سخت سے سخت جراحتوں پر صبر کرنا تھا (ہمیں ہر ایک مصیبت میں یہ خیال رہتا تھا کہ ہم ان امور پر ثابت قدم رہیں) اب ہم نے اس حالت میں صبح کی کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ دین اسلام میں اس غرض پر مقاتلہ کرتے تھے جو دین اسلام میں داخل ہوگئی تھی وہ کیا چیز تھی انحراف از حق کجی از راہ راست۔ اشتباہ حق و باطل۔ تاویل قرآن بمعانی باطلہ اور جس زمانہ میں ہم نے صلح کی کہ شاید پروردگار عالم اسی کے سبب سے ہمارے امور متفرقہ کو جمع کردے ہم اس کے سبب سے بقیہ دین و شریعت اسلام کے نزدیک ہوجائیں جو ہمارے درمیان باقی ہے ہم نے اسکی طرف رغبت ظاہر کی اور اس کے دوسرے رُخ سے اپنے آپ کو باز رکھا۔

کلام امام علیہ السلام

ہنگام جنگ حضرت نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا جو شخص کہ دشمن کی ملاقات کے وقت فی نفسہ ثبات قلب دیکھے اور اپنے کسی بھائی میں بزدلی کے آثار ملاحظہ کرے تو اُسے لازم ہے کہ وہ اپنے بھائی سے دشمن کو دفع کرے اس زیادتی شجاعت کی رو سے اسکی مدد کرے جو بافضال خدا حاصل ہوئی ہے اور اس امر میں ایسی ہی کوشش کرے جیسا کہ اپنے نفس سے دشمن کو دفع کرنے کے لئے کرتا ہے کیونکہ اگر خدا کو منظور ہوتا تو اسکو بھی اسی بزدل کی مانند بنا دیتا (اور جب ایسا نہیں بنایا تو اظہار تشکر الٰہی کے لئے بزدل کو دشمن سے چھڑانا لازم و واجب ہے) حقیقت یہ ہے کہ موت نہایت سرعت کے ساتھ طلبگار ہے نہ اسیر راضی رہنے والا اسے فوت کرسکتا ہے نہ اُس سے بھاگنے والا (یہ دونوں کے لئے موجود ہے) مگر عزت کی موت یہی ہے کہ انسان جہاد میں قتل ہو کر مرجائے۔ قسم اُس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں ابن ابیطالب کی جان ہے کہ تلوار کے ہزار ہزار زخم کھا کر مرنا بستر پر مرنے سے نہایت آسان ہے۔ پھر فرماتے ہیں گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سوسماروں کی طرح آپس میں اژدہام کئے ہوئے سخت اور درشت آوازیں نکال رہے ہو حالانکہ تم نے امر حق کو اخذ نہیں کیا اور نہ کسی ظلم کو روکا ہے۔ یاد رکھو نجات کی راہیں تمہارے لئے کھلی ہوئی ہیں۔ جو شخص جہاد میں کوشش کرکے اس میں داخل ہو اس کے لئے رستگاری اور نجات ہے اور جہاد سے توقف کرنے والے کے لئے ہلاکت موجود ہے۔

کلام امام علیہ السلام

اپنے اصحاب کو جہاد پر برانگیختہ کرنے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں۔ زرہ پوشوں کی صفیں آگے بڑھاؤ۔ جو زرہ پوش نہیں ہیں وہ پیچھے رہیں اپنے دانتوں کو ایک دوسرے سے پیوست کرلو کیونکہ یہ بات دشمن کی تلوار کو مغز سر سے دور رکھتی ہے۔ نیزوں کے پہلوؤں سے پلٹے رہو۔ نیزہ بازی کے وقت چوبہائے نیزہ تمہاری بغلوں میں ہوں انیاں باہر نکلی رہیں کیونکہ اسی طریقہ سے دشمن کو چھید لیا جاتا ہے آنکھیں بند کرلو اور دشمن پر جا پڑو اسی سے ثبات دلی نصیب ہوگا اور یہی امر دھڑکتے ہوئے دلوں کو ساکن کردیگا۔ سخت اور

درشت آوازیں نکلیں۔ نعرہ زنی ہوتی رہے کیونکہ اس سے بزدلی پاس نہیں آنے پاتی۔ اپنے علموں کے گرد اگرد رہو انہیں کسی نامناسب مقام کی طرف مائل نہ کرو انہیں خالی نہ چھوڑو اور علمبردار وہی شخص ہوں جو تم میں مانے ہوئے شجاع اور دلیر ہیں۔ وہ بلیات کو تم سے دور کرینگے کیونکہ نزول وقائع وشدائد جنگ پر صبر کرنے والے بہادر ہی اس قابل ہیں کہ علموں کے گرد جمع ہوں اور انہیں چپ وراست وپس وپیش سے تھامے رہیں۔ اور ایسے ہی لوگ نہ تو اس طرح پسپا ہوتے ہیں کہ اپنے رایتوں کو دشمن کے حوالے کر دیں نہ اس قدر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ انہیں بالکل تنہائی کی حالت میں چھوڑ دیں۔ یہ بھی ضرور چاہئے کہ انسان اپنے مدمقابل کو کفایت کر جائے اور اپنے بھائی کو اپنے نفس کی برابر جانے اس دشمن کو ہرگز نہ چھوڑے جو اس برادر سے دوچار ہو رہا ہے۔ یہانتک کہ اس کا مدمقابل اور اُس بھائی کا مدمقابل دونو اسی کی طرف ٹوٹ پڑیں۔ قسم خدا کی اگر تم دنیا کی تلواروں سے فرار کر گئے تو شمشیر آخرت سے سالم نہ رہو گے تم اشراف عرب ہو تم ذی قدر و ذی منزلت ہو۔ سمجھ لو فرار کرنے میں غضب الٰہی ہے۔ ذلت وخواری اس کے ساتھ لازم ہے اور ننگ وعار ہمیشہ کے لئے باقی رہجاتا ہے یہ بھی یاد رکھو کہ فرار کرنے والا اپنی عمر کا حصہ زیادہ نہیں کر لیتا نہ وہ اپنے اور یوم موت کے درمیان حائل ہو کر موت کو روک سکتا ہے۔ کون شخص خدا کی طرف سفر کرنے والا ہے اس پیاسے کی طرح جو چشمہ پر وارد ہونے کے لئے جلدی جلدی قدم بڑھا رہا ہو۔ خوب جان لو کہ بہشت جیسی کہتے ہیں وہ انہیں نیزوں کے سایہ میں ہے جو آج میدان جہاد میں چمک رہے ہیں۔ اسی میدان میں بزرگان واخیار کی آزمائش ہو رہی ہے۔ بار خدایا! اگر یہ رد کر دیں اور گفتار حق کو قبول نہ کریں تو ان کی جمعیتوں کو پریشان کر۔ ان کے کلمات کو ایک دوسرے سے جدا کر دے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک فرما۔ یہ اپنے مقام سے حرکت نہیں کرتے جب تک کہ نیزوں کی متواتر طعنیں ان کی جان نہ لے لیں اور تلوار کی ضرب ان کے مغز سر کو نہ نکال دے ان کے استخوان کو فاسد نہ کر دے۔ ان کے پاؤں اور بازو قطع نہو جائیں یہ اپنی

قیامگاہ سے ہلتے ہی نہیں جب تک ان لشکروں کے آگے نہ گرادئے جائیں جو پے در پے
تعاقب کرتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ اور جن کے شتر سواروں کا غول پس پشت سے آرہا ہے۔
یہ اس وقت تک اپنے مکانوں سے جنبش نہ کرینگے جب تک کہ ان کے شہر اس فوج کو نہ کھینچ لیں
جس کے عقب میں اور بہت سی سپاہ چلی آرہی ہو۔ اور جب تک کہ گھوڑے اپنے سُموں سے
اُن زمینوں کو نہ کوٹ ڈالیں اور جب تک ان کے حیوانات کی شب و روز کی چراگاہوں کے
اطراف کو پامال نہ کردیں۔ انہیں حرکت نہ ہوگی۔

کلام امام علیہ السّلام

جنگ صفین میں مقدمہ تحکیمین کے وقت حضرت نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ ہم نے مردوں کو حاکم نہیں کیا
بلکہ ہم نے قرآن کو حاکم مقرر کیا ہے اور یہ قرآن میان دفتین ایک خط نوشتہ شدہ ہے۔ یہ اپنی زبان سے
گویا نہیں ہوتا اس کے لئے ترجمان اور مترجم کا ہونا ضروری ہے۔ مردوں کے سوا اسکی طرف سے کوئی اور
کلام نہیں کرسکتا اور جب اس قوم نے ہمکو اس امر کی طرف بلایا کہ قرآن کو ہمارے درمیان حاکم قرار دے
تو ہم وہ گروہ نہیں نہیں گے جو قرآن سے روگردانی کرتا ہو۔ پروردگار عالم نے فرمایا ہے فان تنازعتم فی شئی
فردوہ الی اللہ والرسول اگر تم کسی شئی میں تنازعہ کرو تو اس قضیہ کو اللہ و رسول کی طرف رجوع کردو
اور اب رجوع بخدا یہی ہے کہ ہم کتاب خدا کو حکم مقرر کریں اور رجوع بالرسول یہ ہے کہ اسکے طریقہ
کو اخذ کریں اسکی احادیث پر کاربند ہوں اور اگر راستی کے ساتھ کلام اللہ میں حکم کیا جائے تو اسی
قرآن کی رو سے اطاعت کے لئے ہم لائق ترین مردم ہیں۔ قرآن ہماری ولایت و خلافت کی لئے
بیّن دلیل ہے اور اگر سنّت رسول اللہ کے ساتھ حکم کیا جائے جب بھی ہم ہی اولےٰ ترین مردم ہیں
کیونکہ رسول خدا نے بمقام غدیر خم ہماری خلافت کا اعلان کردیا ہے۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ انسانوں کو حکم مقرر کرنے پر راضی نہیں کہ جس طرح وہ چاہیں حکم کریں ہاں اگر
وہ اتباع قرآن و حدیث کو اس معاملہ میں مرکوز خاطر رکھیں تو ہم رضا مند ہیں لیکن اب تمہارا یہ قول کہ

میں نے کس لئے تمہارے اور ان کے درمیان مدت تحکیم کو قرار دیا اس کی وجہ یہ ہے اور اس لئے میں نے ایسا کیا تاکہ جاہل بھی متظاہر اور عالم بھی ثابت ہو جائے اور شاید کہ پروردگار عالم اس صلح سے اس امت کے کام کی اصلاح کر دے۔ اے شخص مخاطب تو اس مصالحت سے غضب و غصہ میں گرفتار نہ ہو جتنے کہ تو ظہور حق کی طلب میں تعجیل کرے اور اول ضلالت کا تابع ہو جائے (تو اس مصالحت کی حکمتوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ہماری مخالفت پر کمر بستہ نہ ہو) اور گمراہی اول قوم کی متابعت نہ کر جو بغیر ظاہر ہونے امر حق کے ہماری مخالفت میں کوشش کرتے ہوئے مجادلہ سے پیش آرہی ہے۔ بیشک افضل الناس خدا کے نزدیک وہی ہے جو عمل بالحق کو دوست رکھے اگرچہ امر حق اختیار کرنے میں اس کا نقصان نہ ہو اور باطل کی طرف توجہ نہ کرے اگرچہ باطل اس کے لئے منفعتوں کی راہیں کشادہ کر دے اور اس کے مال کو زیادہ کر دے تم تا بکجا متحیر رہو گے یہ حیرت تمہیں کہاں سے لاحق ہو گئی ہے اس نے تمہیں ایک حیران قوم کی طرف حرکت کرنے کے لئے مستعد کر دیا ہے اس قوم کے لوگ حق کو نہیں دیکھتے۔ ظلم و جور کی انہیں ترغیب دی گئی ہے وہ اس ظلم و جور سے عدول نہیں کرتے۔ وہ علم کتاب (قرآن) سے دور ہیں۔ وہ راہ راست سے باہر نکلے ہوئے ہیں آہ! تم لوگ بھی ایسے نہیں ہو کہ تمہارے عہد و پیمان کا اعتبار کیا جائے اور تم اپنے عہود و اقوال کے ساتھ معلق ہو جاؤ نہ تم میں ایسے اعوان و انصار ہیں جن کے ساتھ تمسک کیا جائے۔ افسوس ہے تم پر۔ تمہیں دل تنگی نصیب ہو۔ مجھے تمہاری طرف سے بڑی سختیاں پہنچی ہیں۔ میں ایک روز تمہیں بلاتا ہوں۔ ایک روز تم سے اپنے راز بیان کرتا ہوں۔ مگر تم بلانے کے وقت مردان آزاد راست گفتار نہیں ہو اور راز داری کے وقت معتمد اور بے خیانت دوست ثابت نہیں ہوتے۔

کلام امام علیہ السلام

جب حضرت نے مال غنیمت کو مساوی تقسیم کیا کسی کی رو رعایت نہ کی تو اس وقت لوگوں میں

چہ میگوئیاں ہونے لگیں کیونکہ انہیں حکومتہائے سابقہ کا چسکا پڑا ہوا تھا حضرت نے بھی یہ سُنا تو فرمایا کیا تم مجھے یہ حکم دیتے ہو کہ اس شخص پر جس پر میں حاکم ہوا ہوں ظلم و جور کے ساتھ نصرت اور فتح حاصل کروں۔ خدا کی قسم جب تک شب و روز کا اختلاف باقی ہے اور جب تک آسمان میں ایک ستارہ دوسرے ستارے کے قرب کا قصد کر رہا ہے میں کبھی ظلم و جور کے نزدیک نہ جاؤں گا۔ اگر میرا مال بھی ہوتا تو بھی مساوی ہی تقسیم کرتا اور پھر یہ مال تو خدا کا مال ہے اس میں کیونکر مساوات کو ملحوظ نہ رکھوں خبردار ہو جاکہ مال کا غیر مستحق کو عطا کرنا تبذیر ہے اس کو بے مصرف صرف کر دینا ہے اور اسراف بھی اور بحکم خدا یہ دونو حرام ہیں جیسا کہ فرمایا ہو ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین مال کو اس کی مصرف سے علیحدہ صرف نہ کر کیونکہ ایسے لوگ تبذیر کرنے والے اخوان الشیاطین ہیں اور پھر فرماتا ہے لا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین اسراف نہ کرو کیونکہ پروردگار عالم مسرفین کو دوست نہیں رکھتا) خوب سمجھ لو کہ مال کا غیر مستحق کو عطا کرنا دنیا میں تو ایسے شخص کو بلند کرتا ہے مگر آخرت میں پست کر دیتا ہے۔ لوگوں کے درمیان تو اسے گرامی قدر بناتا ہے مگر خدا کے سامنے اسے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔ کوئی شخص بھی مال کو اس کے غیر مستحق مقام میں نہیں رکھتا اور نہ ان لوگوں کو سپرد کرتا ہے جو اس کے اہل نہیں مگر یہ کہ پروردگار عالم اس معطی کو ان لوگوں کے شکریہ سے محروم کر دیتا ہے اور اس کے اغیار سے ان کی محبت بڑھ جاتی ہے اگر کسی روز اس کا نعل (پاؤں) لغزش کھا جائے تو وہ انکی مدد کا محتاج ہوتا ہے اور اس وقت یہ لوگ اس کے لیے بہت بُرے دوست ثابت ہوتے ہیں اور اسے سرزنش کرنے والے بن جاتے ہیں۔

کلام امام علیہ السّلام

حضرت خوارج سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں اگر تم میری مخالفت محض اسی وجہ سے کر رہے ہو کہ تمہارے فاسد گمانوں میں میں نے خطا کی اور گمراہ ہو گیا تو پھر تمام امت محمد صلی اللہ علیہ

وآلہ کو میری گمراہی کے سبب سے کس لئے گمراہ سمجھتے ہو۔ میری خطا پر ان سے کیوں مواخذہ
کر رہے ہو میرے گناہ کے سبب سے انہیں کس لئے کافر شمار کر رہے ہو۔ تمہاری تلواریں جو تمہارے
کاندھوں پر ہیں تم تو انہیں انہیں مقامات میں رکھ رہے ہو جو گناہ اور ستم سے بری ہیں
اور بیگناہوں کو اس شخص کے ساتھ مخلوط کئے دیتے ہو جو تمہارے گمان فاسد میں گنہگار
ہے حالانکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ رسول اللہ نے زنا محصنہ کے ارتکاب کرنے والے کو سنگسار
کیا ہے۔ پھر اس پر نماز بھی پڑھی ہے۔ اس کی میراث اس کے وارثوں کے حوالے
کی ہے اور ایسا ہی قاتل کو قتل کر کے اس کی میراث کا اس کے ورثا کو مالک بنایا ہے
سارق کے ہاتھ کاٹے ہیں۔ زانی غیر محصن کے تازیانے لگائے ہیں اور پھر ان میں مال غنیمت
کو تقسیم کیا ہے۔ مسلمان عورتوں کا ان کے ساتھ نکاح بھی کیا ہے۔ پس رسول اللہ نے ان کو
ان کے گناہوں میں پکڑا ہے ان پر حد جاری کر کے حق خدا کو قائم کیا ہے مگر ان کے حقوں کو
نہیں روکا اور درمیان اہل اسلام سے ان کو خارج نہیں کیا (پھر تم محض گناہ کے توہم پر مسلمانوں
کو کافر کہتے ہو ان کے خون اور مال کو مباح سمجھ رہے ہو تم خلاف طریقہ پیغمبر چل رہے ہو
تم پیغمبر کے معتقد نہیں۔ کافر ہو گئے ہو اور تمہارے ساتھ جہاد واجب ہے) تم بے شک
بدترین مردم ہو اور تم ان لوگوں سے بھی بدتر ہو جنہیں شیطان نے اپنے پھینکنے کے مقام
پر پھینک دیا ہے۔ اور اپنی گمراہی کی سپر ان کے حوالے کر دی ہے بالتحقیق میری شان پر
نظر کر کے دو گروہ ہلاک ہونگے ایک تو محب مفرط جس کو بے اندازہ اور بیجا محبت لے
غیر حق کی طرف لے جاتی ہے۔ دوم مبغض مفرط جس کا میرے ساتھ حد سے بڑھا ہوا بغض
اسے حق پر قائم رہنے نہیں دیتا اور میرے بارے میں بہترین مردم وہ لوگ ہیں جو درمیانی
رستے کو اختیار کر رہے ہیں (میری امامت و خلافت و علم و ایمان و عدل و عصمت
کا بطریق عدل اعتقاد رکھتے ہیں) اور تم بھی اپنے لئے اسی طریقہ کو لازم کر لو اور اس
انبوہ بزرگ شان و مرتبہ کے ملازم ہو جاؤ (جو راہ عدل کو اختیار کر رہا ہے) کیونکہ اس

گروہ پر خدا کا ہاتھ ہے اس جماعت کی مفارقت سے حذر کرو کیونکہ اس گروہ سے تنہائی اختیار کرنا جو محافظ و نگہبان ہی شیطان کا غلام بنا دیتا ہے جیسا کہ بکری گلّے سے جدا ہو کر بھیڑیئے کا شکار ہو جاتی ہے۔ آگاہ رہو کہ جو شخص لوگوں کو اس خصلت (خوارج کی طرف) بلائے اسے قتل کر ڈالو اگرچہ میرے اس عمامہ کے نیچے ہی کیوں نہ چھپا ہوا ہو (چاہے میں ہی کیوں نہوں) اور حکم تو اسی لئے مقرر کئے گئے تھے کہ اس شے کو جلائیں جسے قرآن نے زندہ کیا ہے اور اُسے مار ڈالیں جس کی موت کا حکم قرآن دے رہا ہے اور وہ زندہ کرنا یہی تھا کہ وہ قرآن پر متفق ہو جاتے اور اس قرآن سے علیحدہ ہو جانا اور افتراق کر لینا ہی موت ہے اگر قرآن انکی طرف لیجاتا تو ہم انکی متابعت کرتے اور اگر انہیں ہماری طرف کھینچتا تو وہ ہماری اطاعت میں رہتے تمہارے لئے باپ نہوں! میں تو اس معاملہ میں تمہارے واسطے کسی امر بد کی طرف نہیں آیا تمہیں تمہارے کاموں میں فریب نہیں دیا۔ تمہارے امور کو تم پر مشتبہ نہیں کیا تمہارے ہی بزرگوں کی رائے ان دو شخصوں کے اختیار کر لینے پر مجتمع ہو گئی تھی اور پھر ہم نے ان دونو شخصوں سے عہد و پیمان لیا کہ قرآن سے تجاوز نہ کریں مگر یہ قرآن سے عدول کر کے گمراہ ہو گئے حق کو ترک کر دیا حالانکہ وہ اسے دیکھ رہے تھے۔ ان کے نفس کی خواہشیں اس ظلم و ستم کا باعث ہوئیں وہ انہیں خواہشوں پر گزر گئے حالانکہ ہم نے سابقاً ہی ان دونو شخصوں کی رائے بد اور ظلم و جور کو حکومت بالعدل اور قصد بالحق سے مستثنے کر دیا تھا (ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ رائے بد اور ظلم و جور کے ساتھ حکم جاری نہو عدل اور حقیقت کا لحاظ رکھا جائے اگر ان دونو باتوں کے برخلاف ظلم و جور اور اپنی رائے بد سے کام لیں گے تو ہم قبول ہی نہیں کرنے کے)۔

کلام امام علیہ السّلام

حضرت بصرہ میں آیندہ عظیم الشان لڑائیوں اور قتل و قتال کی نسبت خبر دے رہے ہیں اے احنف گویا میں اس شخص غائب کے ساتھ ہوں اور وہ ایسے لشکر کے ساتھ حرکت کر رہا ہے کہ

جس کے انبوہ سے نہ تو غبار اٹھتا ہے نہ شور و غوغا بلند ہوتا ہے نہ مرکبوں کے لجاموں کی کھڑ کھڑ سُنائی دیتی ہے۔ نہ گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں کانوں میں آرہی ہیں۔ وہ اپنی ٹاپوں سے نہایت خشم کی حالت میں زمین کو پامال کر رہے ہیں گویا ان کے قدم شتر مرغ کے قدموں کی طرح دبیز اور سطبر ہیں۔

سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کلام سے حضرت نے حبشی غلاموں کے امیر کی طرف اشارہ کیا ہے جو برقعہ نامی ایک شخص تھا یہ شخص شہر رے کا باشندہ تھا اور چونکہ ہر وقت برقعہ پہنے رہتا تھا لہذا اسی نام سے مسمےٰ ہو گیا۔ اس نے ۲۵۵ھ میں بصرہ کا رُخ کیا اور یہاں آکر تمام غلامان حبشی کو جو شہر کے کارندے تھے اپنی طرف دعوت کی انہوں نے اس کے حکم سے اور ایک جماعت سے ملکر اپنے تمام مالکوں کو قتل کر دیا اور سب نے اس کے پاس جمع ہو کر بیعت کر لی۔ پھر بلاد عباسیہ کی طرف رُخ کیا اس کے سبب سے بصرے میں بڑے سخت کشت و خون ہوئے لشکر بھاگ نکلے رعیت تباہ ہو گئی۔ اس کا اصلی نام علی بن محمد علوی تھا اور اس کے لشکر میں تمام حبشی بھرے ہوئے تھے اور سب کے سب پیادہ اور پابرہنہ تھے۔

پھر حضرت نے فرمایا ویل ہو تمہارے ان کوچوں کے لئے جو آباد اور معمور ہیں ویل ہو تمہارے ان گھروں کے لئے جو طلا کاری میں غرق ہیں۔ ان کے بالاخانے گرگس کے پروں کی طرح رو بکوچہ ہیں جن کے نابدان خرطوم فیل کی مانند بلند اور طویل ہیں۔

وائے ہو اُس گروہ کے جور و ستم و خرابی پر جس کے کشتوں پر گریہ نہ کیا جائے گا (وہ تو تمام غلام ہیں نہ اہل رکھتے ہیں نہ عیال نہ عزیز و اقارب کشتوں پہ رونے والا پھر کون ہے) اور اس کے غائب کی تلاش نہ کی جائیگی (ان کا شمار بڑھا ہوا ہے جب کوئی شخص مفقود ہو گا فوراً دوسرا اس کا جانشین ہو جائیگا۔ اس کے تجسس کی پروا بھی نہ کی جائیگی۔

میں دنیا کو مُنہ کے بل گرانے والا ہوں (دنیا کے ظاہر و باطن مجھے خوب معلوم ہیں) میں اس کی مقدار کا اندازہ اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ میں حقیقت دنیا پر نظر کرنے والا ہوں۔ میں نے

اس کی عین حقیقت کو دیکھ لیا ہے۔
اسی خطبہ میں ترکوں کا ذکر فرماتے ہیں میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں ان کے شبیہ کیا ہیں گویا ڈھالوں پر ڈھالیں رکھی ہوئی ہیں، حریر نازک و دیبا انکی پوشش ہے۔ ان کے نجیب نفیس اور کوتل گھوڑے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ اس وقت خونریزیاں انتشاد پر ہونگی اور یہاں تک ہونگی کہ زخمی لوگ کشتوں پر رستہ چلیں گے اور اسیر ہوجانے والوں سے فراریوں کی تعداد بہت کم ہوگی۔ یہ سنکر ایک صحابی نے عرض کی یا امیرالمومنین آپ کو علم غیب عطا ہوا ہے حضرت سائل کے اس تعجب اور جہالت پر ہنسے یہ شخص گروہ بنی کلب سے تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا اے گروہ بنی کلب کے بھائی میں نے جو کچھ خبر دی ہے یہ علم غیبی نہیں ہے جو خدائے تعالیٰ سے مختص ہے یہ تو صاحب علم (پیغمبر) کا لکھایا ہوا ہے علم قیامت اور ان چیزوں کے علاوہ جن کا پروردگار عالم نے ذکر فرمایا ہے اور کوئی علم غیب نہیں ہے چنانچہ فرماتا ہے ان اللّٰہ عندہ علم السّاعۃ الآیۃ علم قیامت اسی کے پاس ہے پس وہ سبحانہ تعالیٰ جانتا ہے کہ رحمہائے مادران میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی حسین ہے یا زشت رُو۔ سخی ہے یا بخیل۔ شقی ہے یا سعید۔ اسے معلوم ہے کہ کل بروز قیامت کون شخص آتش جہنم کا ایندھن بنے گا اور کون شخص جنت میں انبیا کا مصاحب ہوگا۔ یہ ہے علم غیب جسے سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا اس کے ماسوا جو علوم ہیں وہ سب خدا نے اپنے نبی کو تعلیم کئے ہیں اور آنحضرتؐ نے مجھے تعلیم فرمائے ہیں اور دعا فرمائی ہے کہ میرا سینہ ان علوم کو حفظ کرلے اور میرے اطراف دل ان پر مشتمل ہوجائیں۔

کلام امام علیہ السّلام

بندگان خدا تم اس دنیا سے جو تمنا رکھتے ہو تم اس میں تھوڑی مدت کے لئے مہمان ہو ضیافت کا وقت بالکل محدود ہے اور جلد منقضی ہوجائیگا۔ تم قرضدار ہو اور تقاضا کرنے والے تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔ دنیا میں تمہاری عمر تمہاری مدت بہت ہی ناقص ہے۔ بالکل قلیل ہے اور وہ قرض عمل وعبادت معیّن ہے اور تغیر و تبدل سے محفوظ اور بسا اوقات کاروبار میں

رنج اُٹھانے والا اس رنج کا ضائع کرنے والا ہے اور بسا اوقات حد سے زیادہ سعی اور تلاش کرنے والا زیاں کار ہوتا ہے اور خسارے میں رہتا ہے۔

تم لوگوں نے ایسے زمانہ میں صبح کی ہے کہ ادبار کے سوا اس میں کسی خیر و برکت کی زیادتی نہیں ہوتی۔ اور سوائے شر و مضرت کے کوئی چیز پیش نہیں آتی اور شیطان ہے کہ آدمیوں کو ہلاک کرنے میں اس کی طمع بڑھتی جاتی ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ شیطان کی معاش کے وسیلے قوت پذیر ہیں اس کے مکر و حیلے ہر جگہ پہنچ گئے ہیں اور اب شکار کر لینا اس کے لئے نہایت آسان ہو گیا ہے۔

تو چاروں طرف انسانوں میں اپنی نگاہیں دوڑایا تو اس فقیر کو دیکھیگا جو فقر و فاقہ کے رنج و تعب سے مرا جاتا ہے یا وہ دولتمند نظر آئیگا جس نے شکر نعمت الٰہی کو کفران کے ساتھ بدل دیا ہے یا وہ بخیل دکھائی دیگا جو مال خدا میں بخل اختیار کر رہا ہے یا اس متمرد اور سرکش کا معائنہ کریگا جس کے کان وعظ و نصیحت کے سننے سے بھاری (بہرے) ہو رہے ہیں۔

کہاں ہیں تمہارے اخیار۔ کدھر ہیں تمہارے صلحا۔ کس طرف ہیں تمہارے آزاد اور بخشنے والے کس جگہ ہیں وہ تمہارے تجارت میں پرہیز کرنے والے اور اپنے مذاہب کو پاک و پاکیزہ رکھنے والے؟ کیا یہ سب کے سب اس دنیائے دنی مجلت کرنے والی اور مکدر جگہ سے کوچ نہیں کر گئے اور تم جیسے پس ماندوں کو لوگوں کے درمیان نہایت ہی بے برکتی اور فرومایگی کی حالت میں نہیں چھوڑا؟ ان کی مذمت میں جب تمہارے لب ہلتے ہیں تو یا تو ان کی حقارت اور بے قدری مقصود ہوتی ہے یا ان کے ذکر سے درگزر کرنا (کہ جانے بھی دو کیا ذکر لیکے بیٹھے ہو) فانا للہ وانا الیہ راجعون فتنہ و فساد آشکار ہو گیا ہے اور کوئی انکار کرنے والا اسے تغیر دینے والا نہیں نہ کوئی منع کرنے والا ممنوع شونده ہے۔ اب اس حالت میں تم ارادہ رکھتے ہو کہ رحمت خداوندی کے مجاور ہو کر اس کی سرائے قدس (بہشت) میں مقیم ہوتے ہوئے اس کے نزدیک عزیز ترین احباب بنجاؤ حاشا ثم حاشا یہ تمنا بالکل بیکار ہے۔ پروردگار عالم اپنے بہشت کی طرف سے فریب نہیں کھا سکتا۔ (وہ دھوکے میں آکر کسی کو ساکن بہشت نہیں کرتا) اور نہ سوائے اسکی طاعت و

عبادت کے اس کی خوشنودیوں تک رسائی ہو سکتی ہے۔ لعنت ہے خدا کی اُن شخصوں پر جو دوسروں کو معروف (نیکیوں) پر عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور خود اُسکے تارک ہیں اور خدا لعنت کرتا ہے ان لوگوں پر جو دوسروں کو منہیات سے منع کرتے ہیں اور خود باز نہیں رہتے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

جس زمانہ میں کہ عثمان نے ابوذر جیسے جلیل القدر صحابی کو مدینہ سے ربذہ کی طرف جلاوطن کیا اور یہ بھی منادی کردی تھی کہ کوئی شخص ان کی مشایعت کو نہ جائے مگر حضرت اسکے ساتھ دور تک تشریف لے گئے اور فرمایا "اے ابوذر تو محض خدا کی ہی وجہ سے خشمناک ہوا تھا اب اسی سے امیدوار رہ جسکی خاطر تو نے خشم اختیار کیا۔ اس قوم نے تیری طرف سے اپنی دنیا کا خوف کھایا (یہ خیال کرلیا کہ اسکے سبب سے اور لوگوں کو ہمارے معائب پر توجہ ہوکر ہماری دنیا میں فرق نہ آجائے) اور تو نے ان کی طرف سے اپنے دین کا خوف کیا اب تو اس چیز کو انہیں کے ہاتھوں میں چھوڑ دے جسکے زوال سے یہ خائف ہو رہے ہیں اور تو اس چیز کو لیکر فرار کر جا کہ جس کے زائل ہو جانے کا تجھے انکی طرف سے خوف ہے۔ کیونکہ بہت سی چیزیں انہیں اس دین کی طرف محتاج کرینگی۔ جو انہیں دنیا کی طرف سے منع کرتا تھا اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو تجھے اس دنیا سے بے نیاز کردینگی جو تجھے دین سے منع کرتی تھیں اور تجھے عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ فردائے قیامت میں کون سیراب ہے اور کون دوسرے کے عیش و آرام پر حسد کرنے والا۔ اگر آسمان و زمین کے دروازے بندے کے لئے بند کر دئے جائیں (چاروں طرف سے تنگی ہی تنگی نظر آئے) تو اس بندے کو چاہیئے کہ تقوے و صلاح اختیار کرے البتہ خداوند عالم اسکے لئے آسمان و زمین میں کشادگی و وسعت ظاہر کردیگا تو سوائے حق کے کسی سے مانوس نہ ہونا اور

لـہ عاملان عثمانی کے ظلم و ستم کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی تھی اور جوش دینداری کے سبب سے غیظ و غضب بھی طاری ہوگیا تھا لہذا اس جرم میں پہلے تو خلیفہ صاحب نے بنفس نفیس لاتوں اور گھونسوں سے خبر لی۔ پھر جلاوطنی کا پروانہ صادر کردیا فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۱۲

سوائے باطل کے کسی سے وحشت نہ کرنا۔ اگر تو ان کی دنیا کو قبول کر لیتا تو البتہ تیرے ساتھ دوستی سے پیش آتے۔ اگر دنیا کو ان سے قرض لے لیتا تو تجھے اپنی مفرتوں سے پناہ دیدیتے۔

کلام امام علیہ السّلام

اے نفوس مختلفہ۔ اے قلوب متفرقہ۔ اے وہ لوگو جن کے بدن حاضر ہیں اور عقلیں غائب ہیں میں تمہیں حق کی طرف مائل کرتا ہوں اور تم اس سے تنفر کر رہے ہو۔ تم اس (حق) سے اس طرح وحشت کرتے ہو جیسے کہ شیر کی آواز سے بکری۔ ہَیہات ہَیہات! نہیں ہو سکتا کہ عدالت کی پوشیدگیوں کو تمہاری امداد سے ظاہر اور حق کی کجی کو تمہارے سبب سے سیدھا کر دوں۔ بارالٰہا تو خوب جانتا ہے کہ جو کچھ مجھ سے (مجاہدہ ومحاربہ) واقع ہوا وہ رغبت سلطنت وحکومت کی وجہ سے نہیں ہوا۔ نہ مال ومتاع دنیوی کی زیادتیوں میں کسی چیز کی خواہش سے۔ اس کی وجہ محض یہ تھی کہ میں تیرے دین کی علامتوں کو لوٹا دوں (آشکارا کر دوں) تیرے بندوں کے درمیان اصلاح ظاہر کروں۔ تیرے مظلوم بندے امن میں آجائیں اور تیری وہ حدود قائم ہو جائیں جو معطّل پڑی ہیں۔

پروردگارا! میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے حق کی طرف رجوع کرکے اسے قبول کیا ہے۔ امور حقّہ کو بگوش دل سنا ہے۔ سوائے رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہٖ کے کسی شخص نے نماز میں مجھ سے سبقت نہیں کی۔ ایہا النّاس! تم خوب جانتے ہو کہ یہ امر سزاوار نہیں ہے کہ مسلمانوں کی فروج۔ انکے خون انکے اموال غنائم۔ انکے احکام ان کی امامت پر وہ شخص مقرر ہو جو بخیل ہے۔ حتّٰے کہ ان کے اموال میں اس کی حرص واقع ہو جائے۔ نہ وہ شخص جو جاہل ہے حتّٰے کہ اپنی نادانیوں سے انہیں گمراہ کر دے نہ ظالم وجابر تاکہ ان کو اپنے جور وستم سے مستاصل کر دے نہ دولتوں اور امارتوں سے ڈرنے والا حتّٰے کہ ایک قوم کو چھوڑ کر دوسری کو اپنی دوستی کے لئے انتخاب کر لے (جو اسکی نظر میں معزز معلوم ہو) نہ رشوت لینے والا۔ تا اینکہ حقوق کو باطل کر دے اور ان حقوق کے ساتھ ایسے مقامات میں کھڑا کیا جائے جو ان کے قابل نہیں (حقوق کو اہل حق سے چھین کر غیر مستحقین تک پہنچا دے) نہ طریقۂ پیغمبر

کو چھوڑنے والا۔ تا اینکہ تمام امت کو ہلاک کر ڈالے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

میں پروردگار عالم کی اس لئے حمد کرتا ہوں کہ اُس نے قابل مواخذہ سے مواخذہ کیا اور مستحق کرامت کو اپنی کرامت عطا فرمائی اور اس لئے کہ اس نے فقر و فاقہ میں (اپنی حکمت و مصلحت کی سبب سے) مبتلا کیا۔ وہ ہر ایک امور پنہاں سے خبردار ہے۔ وہ ہر ایک امر نہاں سے واقف ہے۔ وہ ان خیالات کو جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ وہ ان امور کا عالم ہے جن کے لئے آنکھیں دزدیدہ نگاہی سے کام لیتی ہیں۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ سوائے اس کے اور کوئی خدا نہیں اور بیشک ہم اقراری ہیں کہ محمدؐ اس کا برگزیدہ اور منتخب بندہ ہے۔ ہماری یہ شہادت ایسی شہادت ہے جس میں ہر ایک پوشیدہ و عیاں اور قلب اور زبان برابر ہیں۔ خدا کی قسم یہ ایک عظیم الشان کام ہے بازیٔ طفلاں نہیں۔ یہ سراسر راست اور حق ہے۔ اس میں جھوٹ کو ذرہ بھر دخل نہیں۔ وہ کیا امر ہے۔ وہ موت ہی کہ سننے والا اسکی طرف بلانیوالی کی آواز کو سنتا ہے اور اسکی طرف ہنکانے والا بہت عجلت سے کام لے رہا ہے اے شخص مخاطب خبردار رہ کہ انسانوں کا خدم و حشم تیرے نفس کو فریب نہ دیدے بیشک تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جو تجھ سے پہلے تھا جس نے بہت سامان جمع کیا تھا۔ جو اس کے کم ہو جانے سے حذر کرتا تھا۔ وہ اپنی بڑھی ہوئی آرزوؤں کے باعث فکر عاقبت سے امن میں تھا۔ وہ اپنی موت کو دور سمجھتا تھا۔ اور خیال کرتا تھا کہ موت اسے کیونکر آسکتی ہے مگر اسی موت نے آخرکار اس کو جلاوطن کر دیا۔ اسے اسکی امن کی جگہ سے پکڑ لیا۔ وہ موت کی لکڑیوں (تابوت) پر بار کر دیا گیا۔ لوگ اسے کاندھوں پر اُٹھائے ہوئے۔ اپنی انگلیوں سے تھامے ہوئے ایک دوسرے کے سپرد کر رہے تھے۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو بڑی بڑی آرزوئیں رکھتے تھے۔ وہ بڑی بڑی مضبوط بنائیں (عمارات) تعمیر کرتے تھے۔ مال کثیر جمع کر رہے تھے۔ مگر ان کے مکانوں کی جب آنکھ کھُلی تو دیکھا کہ وہ خود اپنے ساکنین کے لئے قبروں کا کام دے رہے ہیں۔

اور جو کچھ جمع کیا تھا وہ سب برباد ہو چکا ہے۔ ان کے اموال ورثا میں تقسیم ہو رہے ہیں۔ انکی بیویاں دوسرے لوگوں کے تصرف میں پہنچی ہیں اور اب انکی یہ حالت ہو گئی ہے کہ نہ تو اپنی نیکیوں میں کچھ زیادہ کر سکتے ہیں نہ اپنے افعال بد سے توبہ کر کے رضائے الہی کو پا سکتے ہیں۔ یاد رکھو! جس شخص نے تقوے کو اپنے دل کا شعار بنا لیا اسنے اپنے ایام مہلت میں تقدم اختیار کیا اپنے اوقات عمل میں رستگار ہو گیا اب تم بھی اس زہد و تقوے کے لئے جہاں تک ہو سکے کوشش کرو اور جنت کے واسطے وہ اعمال بجا لاؤ جو اس کے لئے عمل میں لائے جاتے ہیں اس لئے کہ دنیا تمہارے ہمیشہ کے قیام کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوئی بلکہ تم اس میں مجازاً پیدا کر دئے گئے ہو تاکہ اس دنیا میں رہکر آخرت کی توشہ اعمال مہیا کرو لہذا تم دنیا کی طرف عجلت کرو عجلت اور مرکب ہائے دنیا کو زوال کے قریب ہی سمجھ لو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

دنیا اور آخرت اسی خداوند حقیقی کی تابع ہیں ان کی مہاریں اسی کے قبضۂ اختیار میں ہیں آسمانوں اور زمینوں نے اپنی کنجیاں اسی کے حوالے کر رکھی ہیں۔ سر سبز اشجار صبح و شام اسی کو سجدہ کرتے ہیں اور اسی کے حکم سے ان درختوں کی شاخوں میں آگ کے روشن شعلے بھڑکتے ہیں اسی کے حکم سے ان میں پھل آتے ہیں اور تو انکے رسیدہ پھلوں اور پکے ہوئے میووں کو کھاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں خدا کی کتاب تمہارے درمیان ہے وہ ایسی بولنے والی ہے کہ کبھی اسکی زبان نہیں تھکتی۔ وہ ایسا مکان ہے کہ اسکے ارکان منہدم نہیں ہوتے۔ وہ ایسی غالب ہے کہ اُس کے دوست اور مددگار کبھی مغلوب نہیں ہوتے۔ پھر فرمایا ہے پروردگار عالم نے پیغمبر صلعم کو اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ ارسال پیغمبران میں بہت وقفہ ہو چکا تھا اور فصاحت و بلاغت کی بابت تنازع اور مشاجرے ہو رہے تھے۔ ارسال رسل کو اس کے بعد موقوف کر دیا۔ وحی اس کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ اس نے خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو خدا سے پشت پھرائے ہوئے تھے۔ اس کے حکم سے عدول کر رہے تھے پھر ارشاد کیا یہ دنیا کوئی چیز نہیں۔ اگر ہے تو اتنی کہ نابینا اپنی بصارت کا منتہے اسی کو

سمجھتا ہے اور وہ چیز جو اس کے علاوہ ہے اُسے نہیں دیکھتا۔ اور صاحب بصیرت کی نگاہیں اس میں نفوذ کرتی ہوئی حقیقت امر کو دیکھ لیتی ہیں۔ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اصلی مکان تو اس کے علاوہ ہی ہے۔ اب صاحب بصیرت دنیا سے دین کی طرف اپنی نگاہوں کو بلند کرتا ہے اور نابینا کی نگاہیں دنیا ہی کی طرف اونچی ہوتی ہیں۔ اوّل الذکر اس دنیا سے آخرت کے لئے توشہ جمع کرتا ہے اور موخر الذکر جو کچھ کماتا ہے دنیا ہی کے لئے کماتا ہے۔

پھر گہر افشانی کی ہے تم خوب جان لو کہ کوئی چیز ایسی نہیں جس سے اس کا مالک سیر اور شاد کام ہو کر ملول نہ ہو جائے۔ سوائے حیات کے۔ کہ بیشک صاحب حیات موت میں راحت نہیں پاتا (اس میں شک نہیں کہ حیات من حیث انہا حیات کمال راحت ہے اور موت بحیثیت موت رنج و تعب ہے۔ اور ارشاد بالا اس امر کے منافی نہیں ہے جو حالت حیات میں عوارض خارجیہ مثل مرض و فقر و ذلت کی وجہ سے آرام و رنج لاحق ہوتے ہیں) یہ جو کچھ بیان کیا بمنزلہ حکمت ہے اور ایسی حکمت ہے جو مُردہ قلوب کو جلا دے اور کور آنکھوں کو روشن کر دے یہ حکمت بہرے کانوں کو شنوا کر دینے والی ہے یہ تشنگان علم کو سیراب کرنے والی ہے۔ اس حکمت میں دنیا سے بے نیاز ہو جانے کے جوہر ہیں اور یہی عذاب آخرت سے سلامتی بخشنے والی ہے اور وہ حکمت کیا ہے؟ وہ کتاب اللہ ہے جس کے سبب سے تم بینائی حاصل کرتے ہو جس کے سبب سے امر حق پر تمہاری قوت ناطقہ رواں ہوتی ہے۔ تم اس کی وجہ سے امور حقّہ کو سنتے ہو اور اس کتاب کے بعض مقام بعض کے مفسّر ہیں ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ وہ احکام و معارف الٰہی میں مختلف نہیں ہیں۔ اور وہ اپنے ملازم کو خداوند عالم سے جُدا نہیں کرتی۔

افسوس! تم اپنے درمیان ایک دوسرے کے حسد پر صلح کر رہے ہو۔ تمہاری کوڑی پہ سبزہ اُگا ہوا ہے (یہ تمہاری مصالحت کوڑی کے سبزے کی مانند ہے جو بظاہر تو سبز و شاداب ہے مگر باطناً مضر اور تلخ ہے) تم دنیوی تمناؤں میں تو ایک دوسرے کے دوست ہو مگر تحصیل اموال

میں ایک دوسرے سے دشمنی اور عداوت کر رہے ہو۔ بیشک شیطان نے تمہیں حیران کر دیا ہے تمہیں دنیا کے فریب دے دے کر گمراہ کر رکھا ہے۔ اب میرے اور تمہارے نفسوں کا اللہ ہی مددگار ہے۔

کلام امام علیہ السلام

جب خلیفہ ثانی نے روم پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور آپ سے بھی مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا "نواحی اسلام کو غلبۂ دشمن سے بچانے اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کا اللہ ہی ضامن اور کفیل ہے۔ وہ ایسا خدا ہے جس نے انہیں اس وقت فتح دی ہے جب انکی تعداد نہایت قلیل تھی۔ اور کسی طرح فتح نہیں پا سکتے تھے۔ انہیں اس وقت مغلوب ہونے سے روکا ہے جب یہ کسی طرح روکے نہ جا سکتے تھے اور وہ خداوند عالم حی لایموت ہے (جیسے اُس وقت موجود تھا ویسے ہی اب بھی قائم ہے) اب اگر تو خود دشمن کی طرف کوچ کرے اور منکوب و مخذول ہو جائے تو یہ سمجھ لے کہ پھر مسلمانوں کو ان کے اقصائے بلاد تک پناہ نہ ملیگی اور تیرے بعد کوئی ایسا مرجع نہو گا جسکی طرف وہ رجوع کریں۔ لہذا تو دشمنوں کی طرف اس شخص کو بھیج جو آزمودہ کار ہو اور اس کے ماتحت ان لوگوں کو روانہ کر جو جنگ کی سختیوں کے متحمل ہوں۔ اپنے سردار کی نصیحت کو قبول کریں۔ اب اگر خدا نے غلبہ نصیب کیا تب تو یہ وہی چیز ہے جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر اس کے خلاف ظہور میں آیا تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو بن ہی جائیگا۔"

کلام امام علیہ السّلام

جب آپ کا عثمان سے تنازعہ ہوا تو مغیرہ ابن اخنس نے عثمان سے کہا کہ تیری طرف سے میں اس کے لئے کافی ہوں۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا او مغیرہ تو ایک ملعون اور دم بریدہ کا خلف ناخلف

ہے اور ایک ایسے خاندان سے ہے جسکی نہ اصل ہے نہ فرع پھر تو مجھے کفایت کر سکیگا۔ قسم خدا کی جسکا تو یاور و مددگار ہو خداوند عالم کبھی اسے غالب نہ کریگا۔ اور وہ شخص کبھی اُٹھکر کھڑا نہ ہو گا جسکا تو اُٹھانے والا ہو۔ جا ہماری مجلس سے دور ہو۔ یہاں سے جا نکل۔ خدا تجھ سے تیرے مقصود کو دور کرے۔ جہاں تک تجھ سے ہو سکے میری دشمنی میں کوشش اور سعی کرلے۔ خدا تجھ پر عقوبتوں کو باقی نہ رکھے اگر تو اپنی جدّ و جہد کو میری دشمنی کے لئے باقی چھوڑے"۔

کلام امام علیہ السلام

تم نے بے سمجھے بوجھے میری بیعت نہیں کی (جیسا کہ خلافت اوّل میں ہوئی تھی) اور میرا اور تمہارا معاملہ واحد نہیں ہے۔ کیونکہ میں تو محض خدا کے لئے تمہاری اعانت کا ارادہ کرتا ہوں اور تم اپنے نفسوں کے منافع کے واسطے میری مدد کا ارادہ کر رہے ہو۔ ایّہا النّاس! اپنے نفسوں پر میری اعانت کرو۔ مجھے اپنے نفسوں پر مقدّم سمجھو۔ قسم خدا کی میں مظلوم کے لئے عادلانہ رفتار اختیار کرتا ہوں۔ میں ظالم کو ناک سے کھینچکر آگاہ حق کی طرف وارد کردونگا۔ اگرچہ وہ اس امر سے کراہت کرے۔

کلام امام علیہ السلام

طلحہ و زبیر کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں۔ قسم خدا کی کسی تقصیر کی وجہ سے انہوں نے میری اطاعت سے انکار نہیں کیا۔ اور نہ اپنے اور میرے درمیان عدالت کو دخل دیا ہے بات صرف اتنی ہے کہ یہ مجھ سے اس حق (مددگاری عثمان) کو طلب کرتے ہیں جسے انہوں نے خود ترک کر دیا ہے اور مجھ سے اس خون کا قصاص لینا چاہتے ہیں جسے انہوں نے خود بہایا ہے۔ اگر میں اس امر میں ان کا شریک ہوتا جب بھی انکے لئے اس کا حصّہ ثابت ہے (خون عثمان پھر بھی ان کے ذمّے باقی رہتا ہے) اور اگر میری شرکت کئے بغیر یہ مباشر

خون عثمان ہوئے ہیں تو پھر تو خونبہا انہیں سے طلب کیا جائیگا۔ اور بے شک ان کی پہلی عدالت یہی ہے کہ اپنے نفسوں کے ضرر پر حکم لگائیں۔ لاریب میری بصیرت میرے ساتھ ہے۔ میں نے کسی امر کو مشتبہ نہیں کیا اور نہ مجھ پر کوئی امر مشتبہ کیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ گروہ باغی ہے۔ اس میں فتنہ و فساد کی بدبودار کالی مٹی بھری ہوئی ہے۔ عداوت و کینہ کے عقرب کا زہر لبریز ہے۔ اور شبہہ اور جہالت کے مطلے اس گروہ سے ملے ہوئے ہیں۔ بیشک و شبہہ خون عثمان صریح البطلان ہے۔ باطل بیخ و بنیاد سے زائل ہے اور اس کے برانگیختہ کرنے والی زبان قطع کی جاچکی ہے۔ قسم خدا کی میں لشکر کے سیلاب سے جنگاہ کے حوض لبریز کردونگا اور میں ہی اسکا پانی کھینچنے والا ہونگا۔ جو اسپر وارد ہوکر سیراب ہونگے پھر وہاں سے پلٹ نہ سکیں گے اور اس حوض پر وارد ہونے کے بعد ٹھنڈے اور شیریں چشموں کا پانی نہ پی سکیں گے۔ پھر فرمایا ہے تم نے میری طرف رخ کیا جیسے کہ آہوان و شتران بچہ دار اپنے بچوں کی طرف رخ کرتے ہیں۔ اور کہنے لگے ہم بیعت کے لئے حاضر ہیں۔ ہم بیعت کے لئے حاضر ہیں۔ میں نے اپنے ہاتھ کو کھینچ لیا مگر تم نے انہیں بیعت کے لئے پھیلا دیا۔ میں نے تمہاری بیعت سے دست کشی کی مگر تم نے بسرعت میرے ہاتھ کو کھینچ لیا۔ بار الہا! ان دونو شخصوں (طلحہ و زبیر) نے مجھ سے قطع تعلق کر کے مجھ پر ظلم کرنا شروع کر دیا۔ ان دونو نے میری بیعت کو توڑ ڈالا۔ لوگوں کو مجھ سے جنگ کرنے کے لئے ترغیب دی۔ تو ان کے عقدوں کو کھولدے (جو انہوں نے مجھ سے لڑائی کے لئے باندھے ہیں) اور ان کے لئے اس شے کو محکم و استوار نہ کر جس کی سبب سے یہ میرے مقابلہ میں نہایت عجلت سے کام لے رہے ہیں اور انہیں اس شے میں برائی دکھادے جس کی آرزو کر رہے ہیں اور جس پر ان کا عملدرآمد ہے میں نے قبل از جنگ ان سے ثبات بیعت کو طلب کیا (چاہا کہ اپنی بیعت پر ثابت و قائم رہیں) میں نے قبل از محاربہ ان کے ساتھ آہستگی اور درنگ سے کام لیا مگر انہوں نے نعمت اطاعت خدا و رسول کا شکریہ ادا

دکیا اور دنیا و آخرت کی سلامتی کو اپنے نفس سے دور کر دیا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں آیندہ پیش آنے والے عظیم حوادثات کی طرف ارشاد فرمایا ہے۔ جس زمانہ میں کہ لوگ ہدایتوں کو اپنی خواہشات کی طرف مائل کرینگے۔ قرآن کی اپنی رائے کے موافق تاویلیں کرینگے تو امام ان کی خواہشوں کو ہدایت کی طرف اور ان کی رائے کو قرآن کی سمت معطوف کرے گا۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں کہ جنگ تم کو اپنی شدتوں پر کھڑا کر دیگی۔ اسکی کچلیاں ظاہر ہو رہی ہونگی (وہ تمہیں کھاجانے کے لئے تیار ہو گی) اسکی چھاتیاں ہلاکت کے دودھ سے بھری ہوئی ہونگی۔ اسکا یہ دودھ پلانا (مال غنیمت کی امید دلانا) ظاہر میں شیریں معلوم ہوگا مگر انجام کار اس کا تلخ ہوگا (قتل کر دئے جاؤ گے) خبردار ہو کہ وہ لڑائی کل ہی ہے اور عنقریب زمانہ تمہارے سامنے ایک ایسی چیز پیش کر دیگا جسے تم پہچان نہ سکو گے۔ امام عادل گروہ عمال کو ان کے اعمال بد میں ماخوذ کریگا۔ اس امام عادل کے لئے زمین اپنے جگر کے سفید و سرخ ٹکڑوں کو ظاہر کریگی (سونے اور چاندی کی کانیں برآمد ہونگی) اور اپنے خزانوں کی کنجیاں اسے سپرد کر دیگی وہ امام عادل تمہیں دکھادیگا کہ طریقہ پیغمبری کی عدالت کیسی ہے اور وہ امام قرآن اور سنت پیغمبر کو زندہ کرے گا۔

پھر فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ شام میں ایک شخص اپنے گلّے کو جمع کرنے کے لئے چرواہوں کی طرح آواز دے رہا ہے اور اپنے علموں کے ساتھ نواحی کوفہ میں قیام پذیر ہوا چاہتا ہے اور وہ کوفہ کی طرف اس طرح رخ کر رہا ہے جیسے زہریلے پتنگے ہجوم کیا کرتے ہیں۔ وہ زمین پر سرہائے کشتہ گان کا فرش کر رہا ہے۔ بالتحقیق کہ اسکا گوشۂ دہن طعمۂ اموال سے پُر ہوگا۔ وہ زمین میں نہایت سختی کے ساتھ سیر کریگا اس کے ماتحت ایک دیر تک جولانیاں دکھانے والی اور بڑی بڑی حملہ آور فوج ہوگی قسم خدا کی ہر آئینہ وہ تمہیں اطراف زمین میں منتشر کر دیگا حتیٰ کہ تھوڑے سے آدمیوں کے سوا تم میں سے کوئی باقی نہ رہیگا اور ان کی مقدار بھی ایسی ہوگی جیسے آنکھ میں سرمہ اور یہ حالت برابر

رہیگی حتّٰے کہ طائفۂ عرب کی طرف اس سے دور ہو جانے والے بُردبار لوگ واپس آجائیں پس تم سنن قائمہ ، آثار بیّنہ کو اپنی ذات سے لازم سمجھ لو اور اس عہد و پیمان قریب کے ملازم ہو جاؤ کہ اہلبیت نبوت سے باقی رہنے والا امام جس پر قائم ہے۔ خوب جان لو کہ شیطان نے اپنی راہیں تمہاری لئے اسی واسطے آسان کر رکھی ہیں کہ تم اس کے تابع اور مطیع ہو جاؤ۔ (اسے اپنا پیشوا تسلیم کر لو)۔

کلام امام علیہ السلام

مجلس شوریٰ میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے پہلے کسی شخص نے حق کی طرف بلانے صلۂ رحم بجالانے اور بخشش و احسان کرنے میں سرعت سے کام نہیں لیا ہے۔ تم میرے قول کو سُنو۔ میرے کلام کو حفظ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج کے دن کے بعد تم اس امر خلافت کو ایسی حالت میں دیکھو کہ اس میں تلواریں کھینچی جائیں۔ عہد شکنیاں ظہور میں آئیں حتّٰے کہ تم میں سے بعض لوگ اہل ضلالت و گمراہی کے امام اور اہل جہالت و نادانی کے پیرو ہو جائیں۔

کلام امام علیہ السلام

لوگوں کے عیب بیان کرنے کی ممانعت میں ارشاد فرماتے ہیں۔ گناہوں سے بچنے والے اور وہ لوگ جن پر سلامتی از گناہ کا احسان کیا گیا ہے ان کے لئے یہی سزاوار ہے کہ صاحبان گناہ و معصیت پر رحم کریں۔ اور بیشک عصمت کا شکریہ ان پر غالب ہوتا ہے اور انہیں دوسرے کے عیب بیان کرنے سے منع کرتا ہے۔ پھر وہ عیب دار شخص جس کے بھائی نے کوئی عیب کیا ہے وہ کیونکر اس امر کا سزاوار نہیں ہے۔ اور وہ کیونکر ایسے عیوب میں مبتلا ہونے پر سرزنش کر سکتا ہے۔ کیا وہ خداوند عالم کی پردہ پوشی کو یاد نہیں کرتا کہ اسکے اس گناہ کو ڈھانک لیا جو اس کے بھائی کے عیب سے بھی بہت بڑا تھا۔ اور ایسا شخص کیونکر کسی گناہ پر کسی کی مذمت کر سکتا ہے کہ جسکے مثل کا وہ خود مرتکب ہو رہا ہے اور اگر بعینہ اس کا

مرتکب نہیں ہوا ہے تو پھر اس گناہ کے علاوہ کوئی اور خدا کی نافرمانی کی ہے۔ جو اس گناہ سے بھی سخت تر ہے۔ قسم خدا کی اگر کبیرہ میں خدا کی نافرمانی نہیں کی اور فقط صغیرہ میں کی ہے تو ہر آئینہ لوگوں کی عیب جوئی پر جرأت کرنی اس گناہ سے بزرگ تر ہے۔

اے بندۂ خدا کسی گناہ کے سبب سے کسی کی عیب جوئی نہ کر شاید وہ بخشدیا گیا ہو۔ تو اپنے نفس سے صغیرہ پر بھی بیخوف نہ رہ کیا عجب ہے کہ اسی کے سبب سے معذّب کر دیا جائے۔ اب بہتر یہی ہے کہ تم میں سے جو شخص کسی کے عیب پر مطلع ہو تو اپنے عیوب پر نظر کر کے اس کی عیب جوئی سے باز رہے۔ وہ نعمت سلامتی از گناہ کا شکریہ ادا کرے۔ یہ شکریہ اسے ان گناہوں سے روکیگا جن میں اس کا غیر مبتلا ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

ایہا الناس! جس شخص نے اپنے اعتقادات مستحکمہ فی الدّین اور درستی راہ کو شناخت کر لیا تو اُسے لازم ہے کہ پھر اُس کے بارے میں لوگوں کی باتیں نہ سنے۔ خبردار ہو کہ تیرانداز تیر چلاتا ہی تو کبھی اُس کے تیر خطا بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن تیر کلام جو تو نے دوسرے کی طرف پھینکا وہ اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ چاہے وہ کلام حق ہو یا باطل۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کلام باطل اپنے کہنے والے کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور خدا سننے والا اور حاضر و ناظر ہے۔ خبردار ہو جا کہ حق و باطل کے درمیان فقط چار انگلیوں کا فاصلہ ہے۔ حضرت سے اس کلام کے معنی پوچھے گئے تو آپنے اپنی چار انگلیوں کو کانوں اور آنکھوں کے درمیان رکھا اور فرمایا۔ باطل تو یہ ہے کہ تو کہے کہ میں نے ایسا سُنا اور حق یہ ہے کہ تیرا قول ہو کہ میں نے یہ امر بچشم خود دیکھا۔

کلام امام علیہ السّلام

نیکیوں کا انکے غیر مستحق مقام میں رکھنے والا نا اہلوں کو سونپنے والا جو کچھ یہ فعل کر رہا ہے۔ ان افعال میں سوائے ازیں

اس کے لئے اور کوئی حصہ نہیں کہ مردمان لئیم اس کی تعریف کریں۔ شریر لوگ اسکی صفت و ثنا میں مشغول ہوں جہال اسکی مدح کیا کریں مگر اسی وقت تک جب تک کہ یہ ان پر احسان کر رہا ہے افسوس! یہ اپنے ہاتھ سے کیا بخشش کر رہا ہے۔ ذات خدا کی طرف سے تو بخل اختیار کئے ہوئے ہے (مستحقین کے ساتھ احسان نہیں کرتا پھر اسکی بخشش کس کام کی) جس شخص کو پروردگار عالم مال عطا کرے اسے یہی چاہیئے کہ قرابت داروں کے ساتھ صلۂ رحم بجالائے۔ اس نیک مال سے برادر مومن کی ضیافت کرے۔ اسیروں کو اور دستگیروں کو فدیہ دیکر چھڑائے۔ اس مال میں سے محتاجوں اور قرضداروں کو عطا کرے اور جزائے نیک حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو ان حقوق اور ضرر حوادث روزگار پر صابر رکھنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ ان خصائل حمیدہ پر فائز ہو جانا شرف بزرگیہائے دنیا اور حصول نیکوئیہائے آخرت کا سبب ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بارش کی طلب میں حضرت نے ارشاد فرمایا ہے۔ آگاہ رہو! یہ زمین جو تمہیں اٹھائے ہوئے ہے یہ آسمان جو تم پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ یہ دونوں کے دونوں تمہارے پروردگار کے مطیع اور فرمانبردار ہیں ان دونوں نے کبھی ایسی صبح نہیں کی ہے جس میں تمہارے ساتھ دلسوزی کر کے اپنی منفعتیں اور برکتیں تمہیں عطا نہ کی ہوں۔ یہ بخشش و عطا نہ تو اس لئے ہے کہ یہ تمہارا تقرب تلاش کرتے ہوں نہ کوئی ایسا نفع ہے جس کی یہ تم سے امید رکھتے ہوں۔ بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ ان دونوں کو تمہاری نفع رسانی پر مامور کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے پروردگار کی اطاعت کی ہے۔ یہ تمہارے مصالح کی حدود پر کھڑے کر دئے گئے ہیں سو کھڑے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بدکاریوں کے وقت خداوند عالم بندوں کو میوہ جات کی قلت میں مبتلا کرتا ہے۔ باران رحمت کو روک لیتا ہے۔ خیرات کے خزانوں کا سد باب کر دیتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا اب بھی توبہ کرے۔ ترک گناہ کا ارادہ کرنے والا اب بھی گناہ ترک کرے۔ یاد کرنے والا اب بھی یاد کرلے۔ اب بھی

وہ شخص اپنے آپ کو گناہوں سے روکنے جو روکنے کے لئے مستعد ہوا ہے۔ اور حقیقۃً پروردگار نے استغفار کو فراوانی رزق کا سبب اور خلقت کے لئے رحمت کا وسیلہ بنایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے استغفروا ربکم انہ کان غفارا ویرسل السمآء علیکم مدرارا الخ تم اپنے پروردگار سے طلب مغفرت کرو کیونکہ وہ غفار ہے۔ بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر بارش برساتا ہے الخ پس رحمت خدا ہے اس شخص پر جس نے اپنی توبہ و پشیمانی کی طرف رخ کیا اپنے گناہوں سے معافی طلب کی اور اپنی مدت کے لئے جلد جلد مستعد ہو گیا۔ بار الٰہا! ہم چوپاؤں اور اطفال کی فریاد وزاری سننے کے بعد اپنی چھتوں اور اپنے گھروں سے تیری رحمت کی طرف نکل آئے ہیں۔ تیری رحمت کی ہی رغبت کرنے والے ہیں۔ تیرے انعام وافضال کے امیدوار ہیں۔ تیرے عذاب اور تیری عقوبت سے خائف ہیں۔

بار الٰہا! اپنی بارشیں ہم پر برسا دے۔ ہمیں ناامید نہ کر۔ ہمیں قحط اور گرانی سے ہلاک نہ کر۔ اور اے ارحم الراحمین تو ان اعمال پر ہم سے مواخذہ نہ کر جو ہماری نادانیوں سے وقوع میں آئے ہیں۔ پروردگارا! ہم تیری طرف نکلے ہیں اور وہ شکایت پیش کرتے ہیں جو تجھ سے مخفی نہیں اور ہم ایسی حالت میں نکلے ہیں جبکہ تنگیوں اور دشواریوں نے ہمیں مضطر کر دیا ہے۔ تنگی لانے والی قحط سالیاں ہم پر آچکی ہیں۔ مشکل مشکل حاجتوں نے ہمیں شکستہ اور ضعیف کر دیا ہے سخت سے سخت بلائیں ہم سے پیوست ہو گئی ہیں۔ خداوندا! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ناامید ہو جانے والوں کی حالت میں اپنے مکانات کی طرف نہ بھیج۔ ہمیں اندوہناک صورتوں کے ساتھ واپس نہ فرما۔ ہمیں ہمارے گناہوں کے سبب سے جواب نہ دے اور ہمارے اعمال بد کی مقدار کے موافق ہم سے مواخذہ نہ فرما۔ بار خدایا! اپنی بارش کو ہم پر پھیلا دے۔ اپنی برکت۔ اپنی رحمت اپنے رزق کو ہم پر نازل کر دے۔ ہم پر وہ بارش برسا جو نافع ہو۔ سیراب کنندہ ہو روئیدگیوں کو اُگانے والی ہو اور تو اس بارش کے سبب سے اس چیز کو اُگا دے جو فوت ہو گئی ہے۔

اس شے کو زندہ کردے جو اب بالکل مردہ ہے۔ ہم تجھ سے ایسی منفعت آمیز بارش کی طلب کرتے ہیں جس سے کثیر التعداد میوے پیدا ہوں۔ تو اسکے سبب سے ہماری ہموار زمینوں کو سیراب کردے۔ ہماری پست زمینوں میں سیلاب جاری ہوں۔ درختوں میں پتیاں نکل آئیں۔ نرخ ارزاں ہو جائے کیونکہ تو اپنی مشیت پر قادر و توانا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

اس نے رسولوں کو اپنی وحی کے ساتھ مخصوص کرکے مبعوث فرمایا۔ انہیں اپنی خلقت کے لئے حجت مقرر کیا۔ اور کوئی عذر ان کے لئے باقی نہ رکھا تاکہ ان کی (مخلوق کی) حجت اُس پر لازم و واجب ہو جائے۔ پس ان رسولوں نے خلقت کو نہایت راست گفتاری کے ساتھ راہ راست کی طرف دعوت کی۔ خبردار ہو کہ خداوند عالم نے اپنے رسول بھیجکر جیسا کہ حق ہوتا ہے خلقت کے احوال کو آشکارا کر دیا نہ اس لئے کہ وہ ان کے اسرار محفوظ سے جاہل تھا جنہیں یہ چھپائے ہوئے تھے۔ اور ان کی پوشیدہ ضمیروں سے ناواقف تھا۔ بلکہ اس لئے کہ انکا امتحان لے۔ انہیں آزمائے کہ کون اعمال صالحہ میں مصروف ہوتا ہے تاکہ ثواب جزائے اعمال ہو اور عقاب بدکرداریوں کے مساوی ہو جائے۔

کہاں ہیں وہ لوگ جو ہمارے بغیر راسخون فی العلم ہونے کے مدعی ہیں۔ یہ ہم پر جھوٹ بولتے ہیں ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ اس لئے کہ پروردگار عالم نے ہمیں (رتبۂ امامت کے ساتھ) رفیع المنزلت بنا دیا ہے اور انہیں (اس رتبہ سے) گرادیا ہے۔ ہمیں یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے اور انہیں محروم کیا ہے۔ ہمیں اپنی رحمت میں داخل کیا ہے اور انہیں خارج کر دیا ہے ہماری رہنمائی سے ہدایت کے طلبگاروں کو ہدایت عطا کی گئی ہے۔ اور ہمارے سبب سے بصیرت طلب کرنے والوں کی نابینائی کو اٹھا لیا گیا ہے۔ بالتحقیق کہ امام (پیشوائے خلق اوصیائے رسول) قبیلۂ قریش سے ہونگے۔ جو اس سلسلہ میں ہاشم کے نونہال ہیں

امامت سوائے بنی ہاشم کے اور کسی کے واسطے زیبا نہیں۔ اور نہ اغیار بنی ہاشم ولاۃ وخلفائے رسول ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے لوگوں نے دنیا کو اختیار کر لیا۔ آخرت کو چھوڑ دیا۔ شراب صافی کو ترک کیا۔ دُرد آشام بن گئے گویا میں اُن کے امام فاسق کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ محرمات الٰہی کا مصاحب ہو۔ ہمور حرام سے الفت اور محبت کر رہا ہے۔ حرام ہی سے موافقت کرتا ہے حتیٰ کہ ارتکاب محرمات کرتے کرتے اس کے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ اس کی خلقت حرام ہی سے رنگی ہوئی ہے اور پھر ان اماموں کی طرف نہایت غیظ و غضب کی حالت میں رُخ کر رہا ہے۔ کف اس کے مُنہ سے جاری ہیں۔ اس کی حالت بالکل اس دریائے مواج کی مانند ہے جسے کسی چیز کے غرق ہو جانے کی پروانہ ہو یا خشک گھانس میں بھڑکتے والی آگ سے مشابہ ہے جسے اس چیز کا ذرا بھی درد نہیں ہوتا جسے جلا دیتی ہے۔

کہاں ہیں وہ عقلیں جو ہدایت کے چراغوں سے روشن ہیں۔ کدھر ہیں وہ آنکھیں جو پرہیزگاری کی علامتوں کو دیکھنے والی ہیں۔ کس طرف ہیں وہ قلب جو خدا کے لئے ہبہ ہو گئے ہیں۔ جن کا عزم اطاعت الٰہی کے لئے کمربستہ ہے۔ وہ دیکھیں کہ یہ دنیا والے کس طرح دنیا پر ہجوم کئے ہوئے ہیں اور اموال دنیا پر کس طرح ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے بہشت اور دوزخ کی بیرقیں بلند کر دی گئی ہیں مگر یہ (بدنصیب) جنّت سے مُنہ پھرائے ہوئے اپنی بدکرداریوں کے ساتھ ساتھ جہنم کی طرف رخ کر رہے ہیں۔ ان کے پروردگار نے انہیں بلایا۔ یہ اُس سے پشت پھرا کر بھاگے اور جب شیطان نے انہیں دعوت دی تو اسے قبول کر کے اسی کی طرف مُنہ کر لیا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

ایہا النّاس! تم اس دنیا میں وہ نشانہ ہو جس پر موت تیر اندازی کر رہی ہے۔ اسکے ہر ایک

گھونٹ میں کدورت ہے۔اس کے ہر لقمہ میں رنج ہے۔آخری فراق کے سوا تم اس کی کسی نعمت کو نہیں پہنچ سکتے۔ہم میں سے کوئی معمر شخص کسی دن اپنی عمر کا حصہ اس کی تعمیروں میں صرف نہیں کریگا۔مگر آخر کار ضرور موت اسے منہدم کردے گی۔اس کے ماکولات میں سے کوئی شے اس کے لئے تازہ نہو گی۔البتہ وہ رزق جو اس سے پہلے موجود تھا ضرور آخر ہوجائے گا۔اس کا کوئی اثر (اولاد) زندہ نہو گا مگر ہاں مر ضرور جائیگا۔کوئی تازہ مال اس کے لئے پیدا نہو گا بلکہ مال تو کہنہ ہوجائیگا۔وہ گھانس جو اس نے اکٹھی کر رکھی ہے تلف ہوجائے گی اور تازہ گھانس اس کے لئے نہ اُگے گی۔ہمارے اصول (آباؤ اجداد) گزر گئے۔ہم ان کی فرع (اولاد) موجود ہیں تو کیا اصل کے زائل ہوجانے پر فروع باقی رہ سکتی ہے؟ **پھر فرماتے ہیں** جب تک طریقۂ پیغمبر کو ترک نہیں کیا گیا کوئی بدعت دین میں پیدا نہیں ہوئی۔تم ان بدعتوں سے پرہیز کرو۔شریعت کے وسیع و فراخ رستے کو اپنے لئے لازم سمجھ لو کیونکہ وہ امور جو خدا و رسول کی طرف سے مقرر ہوئے ہیں نہایت ہی افضل ہیں اور (بندگان ہوا و ہوس کی) اختراعات اور بدعتیں جتنی بھی ہیں سب کی سب شرارت آمیز ہیں۔

کلام امام علیہ السلام

جب خلیفۂ ثانی نے عجمی سپاہ کے مقابلے میں بنفس خود جانا چاہا اور اس امر میں حضرت سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا۔دین اسلام کا غالب آنا اور مغلوب ہوجانا کچھ سپاہ کی کثرت و قلت پر منحصر نہیں۔یہ اسلام اس خدا کا دین ہے جس نے اس کو تمام ادیان و مذاہب پر غالب کیا ہے اور سپاہ اسلام اس خدا کی فوج ہے جس کی اس نے ہر جگہ مدد اور اعانت کی اسے ایک بلند مرتبہ پر پہنچا دیا۔ان کا آفتاب وہاں طالع ہوگیا جہاں ہونا لازم تھا۔ہم لوگ اس وعدۂ خداوندی پر کامل یقین کے ساتھ ثابت ہیں جو اس نے

غلبۂ اسلام کے بارے میں فرمایا بیشک وہ اپنے وعدوں کا وفا کرنے والا ہے۔ وہ اپنی سپاہ کا مددگار ہے۔ دین اسلام کے بزرگ اور صاحب اختیار کا مرتبہ رشتۂ مروارید کی مانند ہے جو موتی کے دانوں کو ایک جگہ جمع کر کے باہم پیوست کر دیتا ہے اگر یہ رشتہ ٹوٹ جائے تو تمام دانے متفرق ہو کر کہیں کہیں بکھر جائیں گے پھر اجتماع کامل نصیب نہ ہوگا۔ آج کے روز اہل عرب اگرچہ قلیل ہیں لیکن اسلام کی شوکت انہیں کثیر ظاہر کر رہی ہے۔ یہ اپنے اجتماع کی وجہ سے یقیناً دشمن پر غالب ہونگے۔ اب تو ان کے لئے قطب آسیا بن جا اور آسیائے جنگ کو گروہ عرب کے ساتھ گردش دے اور اپنے سوا کسی دوسرے شخص کے ماتحت بنا کر انہیں لڑائی کی آنچ سے گرم کر۔ کیونکہ اگر تو مدینہ سے باہر چلا گیا تو عرب کے تمام قبیلے اطراف واکناف سے ٹوٹ پڑیں گے۔ اس وقت پیچھے رہجانے والی عورات سپاہ کی حفاظت تجھ پر اس شے سے مقدم ہو جائے گی جو تیرے سامنے (جنگ فارس) موجود ہے۔ اور دوم یہ امر ہے کہ جب ایرانی کل کو تجھے دیکھیں گے تو آپس میں یہی کہیں گے کہ بس یہی ان عربوں کا سردار ہے۔ اگر تم نے اسے کاٹ چھانٹ دیا تو پھر راحت ہی راحت ہے۔ بے شک یہ اقوال تیری لڑائی پر انہیں حریص کر دیں گے۔ وہ تیری گرفتاری کی حد سے بڑھی ہوئی طمع کرینگے۔ اور یہ جو تو نے بیان کیا کہ ایرانی فوج مسلمانوں پر چڑھائی کر رہی ہے تو پروردگار عالم ان کی اس حرکت کو تجھ سے بھی زیادہ مکروہ سمجھتا ہے۔ اور بے شک وہ جس امر سے کراہت رکھتا ہے اسکے تغیر پر پورا پورا قادر ہے۔ رہا تیرا یہ قول کہ حملہ ور قوم کا شمار بہت بڑھا ہوا ہے ان کی تعداد بڑا اندازہ ہے۔ تو یوں خیال کر کہ ہم گروہ صحابہ نے عہد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ میں کبھی دشمن کے ساتھ کثیر التعداد سپاہی لیکر جنگ نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ خداوند عالم کی اعانت اور اسی کی نصرت کے بھروسے پر کفار سے قتل وقتال کرتے رہے ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

خداوند عالم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو نہایت راستی کے ساتھ اس لئے مبعوث فرمایا کہ اپنے بندوں کو بتوں کی پرستش سے اپنی عبادت اور شیطان کی پیروی سے اپنی اطاعت کی طرف نکال لے جائے

اس مرسل برحق کو قرآن عنایت فرمایا جس نے اس کے اعجاز ظاہر کئے۔ اس کی حقیقت کو محکم اور استوار کر دیا تاکہ جاہل بندے اپنے پروردگار کو پہچانیں۔ منکرین وجود باری اور دہرئے اس کے وجود کا اقرار کریں اور اعتقاد نہ رکھنے والوں کے دلوں میں اس کی ہستیوں کے نقش قائم ہو جائیں۔ وہ خدا جو ہر ایک عیب و نقص سے مبرا اور منزہ ہے اپنی کتاب کے ذریعے سے اپنے بندوں پر ظاہر اور آشکار ہوا۔ بغیر اس بات کے کہ اس کو (ان ظاہری آنکھوں سے) دیکھ سکیں۔ ہاں اس قرآن کے ذریعے سے بھی تجلّی دکھا کر اپنی قدرتیں دکھادیں۔ اپنی سطوتوں سے ڈرادیا۔ اور بتا دیا کہ ان لوگوں کے آثار کس طرح محو کئے ہیں جو اپنے ظلم و ستم سے لوگوں کو مٹا رہے تھے۔ اور کس طرح ان لوگوں کو قتل کیا ہے جو دوسروں کو نہایت ہی سختی اور عذاب کے ساتھ قتل کر رہے تھے۔

ایہا النّاس! عنقریب میرے بعد ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں کوئی شے حق سے زیادہ پوشیدہ۔ باطل سے زیادہ ظاہر اور خدا و رسول پر افترا کرنے سے زیادہ اور کثیر نہ ہو گی۔ اس زمانہ والوں کے نزدیک کتاب خدا کی کماحقہ تلاوت سے بیشتر کسی جنس کی کساد بازاری نہ ہو گی۔ اور تحریف مواضع قرآن سے زیادہ کسی شے کا رواج نہ ہو گا۔ ان کے شہروں میں امر معروف (حکم خدا) سے بڑھ کر کوئی چیز قبیح نہ ہو گی۔ اور نہ امور منکرہ (محرمات الٰہی) سے زیادہ کوئی امر معروف (عمدہ) سمجھا جائے گا۔ کتاب خدا کے اٹھانے والے اسے پھینک دینگے اس پر عمل نہ کریں گے۔ حفاظ اور تلاوت کرنے والے اس کے احکام کو بھلا دینگے۔ اس زمانہ میں یہ کتاب اور اس کے اہل (علما) دونوں کے دونو لوگوں سے دور ہونگے۔ شہر بدر کر دئے جائیں گے۔ اور دونو ایک ہی رستے میں ایک دوسرے کے ہمسفر اور مصاحب ہونگے۔ کوئی پناہ دینے والا انہیں پناہ نہ دیگا۔ یہ دونو دوست اس زمانہ میں لوگوں کے درمیان موجود ہوں گے۔ ان کے ساتھ ہونگے مگر دونو حالتوں میں نہ ہونے کے برابر۔ اس لئے کہ ضلالت اور گمراہی کبھی ہدایت سے موافقت نہیں کرتی گو (اتفاق زمانہ سے) دونو ایک جگہ جمع ہو جائیں۔

اس زمانہ میں لوگ کتاب خدا اور اس کے اہل (علما) سے مفارقت اختیار کرینگے۔ گروہ اسلام سے

علیحدہ ہوجائیں گے۔ گویا وہ خود کتاب اللہ کے امام ہیں اور یہ کتاب ان کی پیشوا نہیں ان کے پاس کتاب خدا کا نام ہی نام باقی رہیگا۔ فقط اس کے خط اور حرکات کو ہی پہچانیں گے۔ بندگان صالحین کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں گے۔ ان کے سخنان راست کو کذب علے اللہ سے منسوب کرینگے ان کو نیکیوں پر بدکاریوں کا عذاب دیا جائیگا۔

ایہا النّاس! بیشک تم سے پہلے جو شخص تھے وہ اپنی طول طویل تمنّاؤں اور موت کو دور سمجھنے کے سبب سے ہلاک ہوئے ہیں۔ ان پر وہ موت نازل ہوگئی جس کا وعدہ کیا گیا تھا اور جس کے سامنے کوئی عذر پیش نہیں جا سکتا۔ نہ وہ کسی کی توبہ کو قبول کرتی ہے۔ اور توڑ دینے والی مصیبتیں اور شدید سے شدید عقوبتیں اس کے ہمرکاب ہوتی ہیں۔

ایہا النّاس! جس نے خدا سے نصیحت کو طلب کرکے اسے قبول کرلیا توفیقات الٰہی اس کے شامل حال ہیں۔ اور جس شخص نے اقوال خدا کو اپنا رہنما بنایا وہ خاص طریقۂ مقربین پر روانہ کردیا جائیگا۔ اور بیشک خدا کا ہمسایہ (اس کی عبادت سے نزدیک ہونے والا اس کے خوف وعذاب سے) امان اور پناہ میں ہے۔ اور دشمن خدا ہمیشہ خائف اور ترساں۔ جس شخص نے خدا کی عظمت وجلالت کو پہچان لیا پھر اپنے آپ کو عظیم الشان سمجھنا اسے زیبا نہیں ہے۔ کیونکہ جو لوگ اس کی بزرگیوں کو جان چکے ہیں ان کی رفعت یہی ہے کہ اس کے سامنے جھک جائیں۔ اور جن لوگوں نے اس کی قدرت کا علم حاصل کرلیا ہے ان کے لئے یہی امر موجب سلامتی ہے کہ اس کے مطیع ومنقاد ہوجائیں۔ اب تم امام برحق سے اس طرح نفرت نہ کرو جیسے ایک تندرست شخص خارش کے بیمار سے اور ایک صحیح البدن انسان امراض ساریہ کے مریض سے وحشت اور تنفّر کیا کرتا ہے۔ خوب جان لو! تم کبھی رشد اور ہدایت کو نہ پہچانو گے جب تک اس شخص کو نہ جان لو جس نے رشادت اور ہدایت کو ترک کرکے گمراہی اختیار کی ہے۔ تم ہرگز عہد وپیمان کتاب خدا کو اخذ نہ کرسکو گے جب تک کتاب خدا سے بدعہدی کرنے والے نفس کی معرفت حاصل نہ کرلو تم کبھی اس کتاب سے متمسک نہ ہوسکو گے جب تک اس شخص کو نہ پہچان لو

جس نے اسے الگ ڈال رکھا ہے۔ تم ان باتوں کو انہیں لوگوں سے دریافت کرو جو کتاب اللہ کے اہل ہیں کیونکہ یہ لوگ علم کی زندگی ہیں (احیائے علوم انہیں کے دم سے ہے) اور جہل کے لئے موت۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو تمہیں ان امورات کی خبر دیتے ہیں وہ اپنے علم کی بنا پر احکام الٰہی نافذ کرتے ہیں۔ ان کا جھوٹی باتوں سے خموش رہنا ان کے ادراک کی بنا پر ہے۔ ان کا ظاہری تقوٰے و زہد اعتقاد باطنی سے وابستہ ہے۔ یہ ایسے لوگ دین کے مخالف نہیں ہوتے۔ نہ اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ وہ (دین) ان کے درمیان ایک سچا شاہد اور خموشی کے ساتھ بولنے والا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بصرے والوں کے ذکر میں بیان فرماتے ہیں۔ ان دونو (طلحہ و زبیر) میں سے ہر ایک شخص اپنے لئے امارت کی امید رکھتا ہے۔ اور اپنے مصاحب سے علیحدہ ہو کر اسے اپنی ہی طرف معطوف کرنا چاہتا ہے۔ افسوس! یہ دونو شخص حبل المتین سے متوسل نہیں ہوتے۔ نہ کسی سبب سے اپنے آپ کو خدا کی طرف کھینچتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک متنفس اپنے مصاحب کے لئے حسد کا اٹھانے والا ہے اور عنقریب ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے لئے حسد کے پردوں کو اٹھائیگا۔ انکا حسد کھُلّم کھُلا ظاہر ہو جائیگا قسم خدا کی اگر یہ اس چیز (امارت) تک پہنچ جائیں جس کا ارادہ کر رہے ہیں تو بیشک ان میں سے ہر ایک دوسرے کی جان لے لے اور ایک دوسرے کو قتل کر ڈالے۔

باغی گروہ کھڑا ہو چکا ہے۔ اب کہاں ہیں امور خیر کے عامل۔ کدھر ہیں امر بالمعروف کا حکم کرنے والے آئیں! شریعت کی راہیں ان کے سامنے رکھدی گئی ہیں۔ زبان پیغمبر سے انہیں پہلے ہی خبر مل چکی ہے (کہ یا علی انک ستقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین اے علیؑ عنقریب تو بیعت توڑنے والوں۔ ظلم کرنے والوں۔ اور خلیفۂ برحق کے مجادلہ کو حلال سمجھنے والوں کے ساتھ مقاتلہ کریگا) یاد رکھو۔ ہر ایک ضلالت کے لئے علت ہوتی ہے (مگر ان کی ضلالت کی علت حسد کے سوا اور کچھ نہیں) ہر ایک عہد توڑنے والے کے واسطے ایک شبہہ ہوتا ہے (مگر ان کے لئے سوائے

بغاوت وطلب ریاست کے اور کوئی شبہہ نہیں) قسم خدا کی میں وہ شخص نہیں ہوں جو ماتم کی آواز پر کان لگا کر کسی کی موت کی خبر سنتا ہے اور روتا ہوا (پرسے کے لئے) حاضر ہوتا ہے میں وہ شخص نہیں ہوں کہ مسلمانوں کی ہلاکت کی خبر سنوں اور ان کی سوگواری وگریہ وزاری میں مشغول ہو جاؤں میں ہرگز خاموش نہ بیٹھونگا۔ دشمن کو فرصت نہ دونگا اور اسے بہت جلد اس کے کیفر کردار کو پہنچا دونگا۔

کلام امام علیہ السّلام

شہادت سے کچھ پیشتر حضرت نے فرمایا ہے۔ ایہا النّاس! ہر شخص اس شے سے ملاقات کرنے والا ہے جس سے اسباب دنیوی جمع کرتے وقت وہ کراہت ظاہر کر رہا ہے۔ مگر موت سے فرار ممکن نہیں ہر شخص کی مدّت عمر اس کے نفس کو موت کی طرف ہنکانے کا مقام ہے۔ اور موت سے بھاگنا عین الحاق مرگ ہے۔ میں نے اپنی عمر کا ایک ایک روز اسی تفحص اور تجسّس میں گزار دیا کہ شاید اسی میں وہ امر (موت) مخفی ہو۔ مگر پروردگار عالم نے انکار کیا۔ اسے پوشیدہ ہی رکھا۔ ہیہات! وہ ایک علم مخزون ہے (خزانہ الٰہی میں پوشیدہ ہے۔ اور سوائے اُس کے کوئی اس پر مطلع نہیں ہو سکتا) مگر ہاں میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں کہ کسی شے کو اس پروردگار یکتا کا شریک نہ بنانا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کی سنّت کو ضائع نہ کرنا۔ ان دونو عمودوں کو قائم رکھنا۔ ان دونو چراغوں کو روشن کئے رہنا۔ مذمّت اور عیب سے تم دور رہوگے جب تک تم ان دونو چراغوں سے نہ بھاگو۔ اور یہ دونو ہر ایک شخص پر اس کی طاقت ووسعت کے موافق بار کئے گئے ہیں اور مردمان بے عقل (دیوانوں نابالغ لڑکوں) کے لئے تخفیف مدّ نظر رکھی گئی ہے کیونکہ تمہارا پروردگار رحیم۔ تمہارا دین مستقیم اور تمہارا امام علیم ودانا ہے۔ (معارف واحکام میں کسی شخص پر سختی نہیں کی بلکہ ہر ایک کو بقدر وسعت وطاقت تکلیف دی گئی ہے) میں کل تو زمانۂ پیغمبر میں تمہارا مصاحب تھا۔ آج تمہارے امتحان کا سبب ہوں (میں امام برحق ہوں تم میری اطاعت وغیر اطاعت میں آزمائے جارہے ہو) اور کل جو میری موت کا روز ہے میں تم سے مفارقت کر جاؤں گا۔ پس خداوند عالم

ہمیں اور تمہیں مغفرت عطا فرمائے اگر ہم اس لغزش گاہ میں ثابت قدم رہیں تو فہو المراد اور اگر ہمارا پاؤں پھسل گیا تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ ہم شاخوں کے سائے میں تھے (جو کبھی یہاں ہے کبھی وہاں) ہواؤں کے چلنے کی جگہ میں تھے (جن کے جھونکے ادھر اُدھر اڑا رہتے تھے) اور ایسے بادلوں کے سائے میں تھے جو فضائے آسمان میں ایک دوسرے سے پیوست تھے اور جن کے سائے کے نشانات زمین میں بالکل محو ہیں اور سوائے ازیں نیست کہ میں تمہارا ایک ہمسایہ تھا میرے بدن نے چند روز تمہاری مجاورت میں بسر کئے۔ انجام کار تم اسے روح سے خالی پاؤ گے۔ یہ متحرک شے ساکن ہو جائے گی۔ یہ گویا زبان بالکل بستہ ہو گی میری یہ سیرت۔ میری یہ حالت خموشی کے ساتھ میرا سر در گریبان ہو جانا۔ میرے اعضا کا حرکت سے باز رہنا۔ میری یہ سب حالتیں تمہیں نصیحتیں کرنے والی ہیں۔ اگر تم سمجھو۔ اور وہ لوگ جو بلاغت آمیز کلام اور سننے کے قابل قول سے عبرت حاصل کیا کرتے ہیں۔ میرے یہ حالات مذکورہ ان کے لئے اعلیٰ درجہ کے وعظ ہیں (اچھا خدا حافظ) اب میں تمہیں وداع کرتا ہوں۔ اور اس شخص کی مانند وداع کر رہا ہوں جسکی ملاقات کا بروز فردا کہیں انتظار کیا جا رہا ہو۔ تم نے میرا زمانہ دیکھ لیا ہے۔ میرے اسرار نہاں اور اعتقادات دلی تم پر کھلے ہوئے ہیں۔ اب میری جگہ خالی ہو جائیگی اس وقت میری قدر و منزلت کو پہچانو گے اور جب کوئی غیر میرا جانشین ہو گا پھر مجھے یاد کرو گے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

زمانۂ آیندہ میں واقع ہونے والے فتنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس ذریت گمراہ نے طریقہ ہائے ہدایت کو چھوڑتے ہوئے ضلالت کے رستے اختیار کئے۔ طریق وسطیٰ عدل کو چھوڑ دیا اور چپ و راست کو ہی اخذ کر لیا۔ اب تم اس چیز کے آنے میں عجلت نہ کرو جو آنے والی ہے اور اس کے آنے کی بالکل توقع ہے اور کبھی اس چیز میں سستی نہ کرو جسے آنے والا زمانہ لئے آ رہا ہے۔ کیونکہ اکثر عجلت کرنے والا جس چیز کے حصول کو دوست رکھتا ہے ا[illegible]

نہیں پایا (مطلوب نہیں ملا کرتا۔ اور یہ گھبرا نا گیا معنی) آج کے دن سے کل کی صبح قریب ہی تو ہے۔ اے میری قوم! یہ ہے وہ زمانہ جس میں ہر ایک وعدہ شدہ شے وارد ہوگی وہ امر ظاہر ہوگا جس کا وعدہ کیا گیا ہے) اور وہ امر موعود اس طرح ظاہر ہوگا کہ تم اسے پہچان ہی نہ سکو گے۔ آگاہ ہو جاؤ جس شخص نے اس زمانہ میں ہم اہلبیت میں سے ان وقوعات کا ادراک کیا وہ اس ظلمت کی راہوں میں روشن چراغ لئے ہوئے سیر کریگا۔ اور اس صفت کو دیکھکر وہ لوگ اسکی پیروی کرینگے۔ جو صفات تقوٰے وصلاح سے متصف ہیں۔ یہاں تک کہ وہ (قائم آل محمدؐ) گرفتاران ظلم وستم کی گردنوں سے طوق نکال دیگا۔ انہیں ان سختیوں سے آزاد کریگا۔ باغی اور طاغی جماعتیں اس کے سبب سے برہم ہونگی وہ دین وایمان کے تفرقوں کو جمعیت سے بدل دیگا۔ جبکہ یہ لوگوں سے پوشیدہ ہونگے کوئی پیچھے آنے والا اس کے اثر اور نشان کو نہ دیکھ سکیگا۔ خواہ کتنی ہی دقت نظر اور تامل سے کام لے۔ اس فتنہ میں جمع ہو جانے والے ذہن اس طرح تیز کردئے جائیں گے جیسے کہ آہنگر شمشیر وخنجر کو صیقل کیا کرتا ہے۔ ان کی آنکھیں قرآن سے روشن کردی جائیں گی۔ قرآن کی تفسیر ان کے کانوں میں ڈال دی جائیگی۔ جب یہ لوگ حکمت اور دانشمندی کی شراب پی لیں گے تو شراب علم ومعرفت کے پیالوں پر جھک پڑیں گے۔

اسی خطبہ میں فرماتے ہیں اس گروہ جبار کی مدت عمر دراز ہے تاکہ اپنی ذلت وخواری اتمام کو پہنچا دیں۔ اور اپنے موجودہ حالات کے تغیر کے مستوجب ہو جائیں (خداوند عالم انہیں بہت مہلت دیگا تاکہ اچھی طرح سے گنہگار ہو کر اپنی نعمتوں کے زوال کا باعث ہو جائیں) حتےٰ کہ مرگ ان کے لئے سزاوار ہو۔ اور دوسری قومیں ان کے فتنوں سے راحت پاکر ان کی جنگ کی برداشت کے لئے بلند ہو جائیں۔ ان آخر الذکر لوگوں نے اپنے صبر میں کوئی بات خدا کے لئے اٹھا نہیں رکھی اور راہ حق میں اپنے نفوس کی بخشش کو بزرگ نہیں سمجھا۔ حتےٰ کہ ان کی بلاؤں کی مدتوں کو قطع کرنے کے لئے خدا کا حتمی حکم ان کے موافق صادر ہو گیا۔ ان لوگوں نے اپنی بینائیوں کو شمشیروں پر اٹھا لیا اور اپنے وعظ کے حکم سے اپنے پروردگار کی اطاعت کے قریب ہو گئے۔

جس وقت پروردگار عالم نے اپنے رسول کی روح کو قبض فرمایا تو ایک قوم اپنے پچھلے پاؤں پر (زمانۂ جاہلیت کی طرف) لوٹ گئی۔ شیطانی رستوں نے انہیں ہلاک کر دیا۔ ان لوگوں نے گمراہوں کی دوستی پر اعتماد کیا اور پیغمبر کے خویش و اقربا کو چھوڑ کر دوسروں کی اعانت کرنے لگے۔ اس سبب (نجات) کو چھوڑ دیا جس کی مودّۃ اور محبت پر مامور ہوئے تھے۔ بنائے خلافت کو اسکی استوار اصل سے نقل کر کے دوسرے غیر مستحق محل میں اسکی بنا قائم کی۔ یہ لوگ گناہ کے معدن ہیں۔ ہر ایک دریائے ضلالت میں داخل ہونے والے کے لئے دروازے ہیں۔ حیرت اور سرگردانی (کے میدانوں) میں ان کی آمدورفت ہے۔ آل فرعون کا طریقہ اختیار کر لیا۔ مستی لذّات دنیا میں گرفتار ہو کر عذاب خدا سے غافل ہیں۔ دنیا کی طرف سے منقطع ہونے والا دولت دنیا سے پیوست ہے اور دین سے علیحدگی اختیار کرنے والا دنیا سے دور ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

میں خداوند عالم سے ان اشیاء پر اعانت طلب کرتا ہوں جو شیطان کی دور کرنے والی ہیں۔ اسکی دام فریب میں گرفتار ہونے سے روکتی ہیں اس کے حیلوں اور مکاریوں سے بچاتی ہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے ہیں۔ اس کے رسول ہیں اس کے برگزیدہ ہیں۔ اس کے خالص کئے ہوئے ہیں کسی شے کے ساتھ اس کی فضیلت کو برابر نہیں کیا جا سکتا اور نہ کسی شخص پر اسکی فضیلت کے برابر ہونیوالی شے کے فقدان پر جبر کیا جا سکتا ہے۔

جن شہروں پر ضلالت کی تاریکیاں چھا رہی تھیں۔ جہالتوں کا غلبہ ہو رہا تھا ظلم و ستم کمال کو پہنچ چکے تھے۔ لوگ (ان شہروں کے ساکن) حرام کو حلال کر رہے تھے۔ حلیم اور بردبار لوگوں کی ذلت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے سستی کے زمانہ میں بسر کر رہے تھے (جو پیغمبروں کی بعثت میں واقع ہو رہی تھی) کفر اور طغیان پر جان دی جا رہی تھی وہ (شہر) اس (نور خدا کی روشنی) کے سبب سے چمک اٹھے۔

اب اے گروہ عرب! خوب سمجھ لو کہ تم تیر بلیات کا نشانہ بن رہے ہو۔ تم ان طرح طرح کی دنیاوی نعمتوں کی مستیوں اور غفلتوں سے پرہیز کرو اور اس عذاب و عقاب سے ڈرو جو ہلاک کرنیوالا ہے۔ تم اشتباہ و التباس کے غبار میں ثابت قدمی طلب کرو۔ فتنہ و فساد کی کجی سے الگ رہو جبکہ اس (فتنہ) کے رموز پنہاں ظاہر ہوں اس کی پوشیدگیاں ظہور میں آئیں اسکا قطب سیدھا ہو جائے (اسکے امیر مسلط ہوں) اسکی آسیا گردش کرنے لگے (اس کی فوجیں حرکت کریں) یہ فتنہ پوشیدہ رستوں میں ظاہر ہو کر علانیہ اور آشکارا قباحتوں کی طرف رجوع کریگا (ابتدا میں اس کی مقدار تھوڑی ہوگی مگر انجام کار حد سے زیادہ بڑھ جائیگا) اسکی جوانی ایک طفل نوخیز کی سی جوانی ہے (جو ضعف کے بعد قوت پکڑتا ہے) اسکے اثر سنگ سخت کے آثار کی مانند ہیں (جس پر پڑ گئے اسے توڑ ڈالا) یہ ظالم گروہ ایک دوسرے سے بطریق عہد و پیمان میراث پائیں گے۔ ان کا راس و رئیس اور پہلا شخص نفس آخر کو اپنے طریقہ پر کھینچنے والا ہے اور یہ آخری شخص اسی پہلے کا مطیع اور اقتدا کرنے والا۔ یہ لوگ اس دنیائے دنی کی لذتوں میں نہایت اشتیاق کے ساتھ راغب ہونگے اور کتوں کے مانند اس گندے مردار کی حرص کریں گے اور عنقریب (بروز آخرت) ماموم امام سے بیزار ہو جائیگا۔ ایک دوسرے سے عداوت و دشمنی کے ساتھ علیحدگی اختیار کرینگے اور وقت ملاقات (بروز قیامت) ایک دوسرے پر لعنت کرے گا۔

پھر اس فتنہ کے بعد ایک اور خلقت میں زلزلہ ڈالدینے والا پیشوائے فتنہ ظاہر ہوگا۔ وہ بھاگنے والوں کو توڑ ڈالے گا۔ حق کی طرف راست ہونے کے بعد قلوب باطل کی طرف مائل ہونگے او ضلالت سے باز رہنے کے بعد لوگ گمراہی میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اس فتنہ کے ہجوم کے وقت خواہشیں مختلف ہونگی۔ اس کے ظہور کے وقت تدبیریں مشتبہ ہو جائینگی۔ جو شخص اس کے قابو میں آئیگا اسے توڑ ڈالے گا اور جو شخص اس کے انہدام کی فکر کریگا اسی کو منہدم کر دیگا۔ اس فتنہ آمیز زمانے میں لوگ ایک دوسرے کو اس طرح کاٹیں گے جیسے طویلے میں گدھے ایک دوسرے کو کاٹا کرتے ہیں۔ جس وقت ان کی پچھاڑیاں کھل جائیں اس زمانے میں امور کے چہرے کور ہو جائینگے۔ (خلقت کے کاموں میں جلا نہ ہوگی) اہل حکمت و معرفت نہایت ہی کم ہونگے۔ ظالموں کا بول بالا ہوگا۔

یہ فتنہ اپنے ظلم کے تیشوں سے صحرانشینوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر گیا۔ اور اپنے مرکبوں کے سینوں سے انہیں ریزہ ریزہ کر دے گا (تفرقہ ڈال دیگا) تنہا رہ جانے والے شخص اس کے غبار میں ضائع اور تباہ ہو جائیں گے (جو شخص اس سے علیحدہ رہیگا اس کے ہمراہ نہ ہوگا برباد ہو جائے گا) اور سوار (اسکی کمک کرنے والے) اس کے راستوں میں ہلاک ہونگے۔ ان پر نہایت ہی تلخ حکم وارد ہوگا۔ اور ان کا بالکل قلع قمع ہو جائیگا۔ یہ فتنہ "تازہ خون کو دوہیگا۔ دین کے نشانوں میں رخنہ اندازی کرے گا۔ یقین کے گلو بند کو کھول ڈالے گا (احکام یقینیۂ دینیہ برطرف کر دئے جائیں گے) عقلمند لوگ اس سے بھاگیں گے اور ناپاک خصلت طبیعتیں اس کو رواج دینگی۔ یہ فتنہ صاحب رعد ہے (گرجنے والا ہے) صاحب برق ہے (جلانے والا ہے) اپنی پنڈلی کو کھولنے والا ہے (اپنے شکاروں کی تلاش کرنے والا ہے) اس کے عہد میں تمام رشتے اور رحم قطع ہو جائیں گے۔ دین اسلام اس سے مفارقت کرے گا۔ اس سے بیزار رہنے والا بیمار اور اس کی گرفت کرنے والا خود گرفتار ہے۔ **اسی خطبہ میں بعض جگہ یہ بھی ہے** ان حالات مذکورہ کے وقت مسلمان یا تو مقتول ہونگے جن کا خون رائگاں جائیگا (کسی کو خونبہا لینے کی جراٴت نہ ہوگی) یا خوفناک ہو کر جائے پناہ تلاش کریں گے۔ انہیں عہد بندیوں۔ قسموں اور ایمان کی مکاریوں سے (بطور مکر اپنے آپ کو صاحب ایمان ظاہر کر کے) فریب دیا جائے گا۔ پس تم فتنہ کی علامتیں اور بدعت کے نشان نہ بنو اور اس چیز کے ملازم ہو جاؤ جس پر جماعت حقہ کی حبل المتین بندھی ہوئی ہے۔ اور اطاعت (خداوندی) کے ارکان اس پر بنا کئے گئے ہیں۔ تم مظلومی کی حالت میں پروردگار کی طرف رُخ کرو۔ ظالم کی حیثیت سے اس کے سامنے نہ جاؤ شیطان کے درجوں اور ظلم و عدوان کے مقاموں سے بچو۔ اپنے شکم میں حرام کے لقمے داخل نہ کرو۔ کیونکہ تم اس شخص کے سامنے موجود ہو جس نے معصیت کو تم پر حرام کیا ہے اور اطاعت کے رستے تمہارے لئے سہل اور آسان کر دئے ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

حمد اور تعریف اسی پروردگار عالم کے لئے مختص ہے جسکی مخلوق اسکے وجود پر ایک دلیل ہے جسکی ازلیت کے لئے یہ کافی برہان ہے کہ اسکی خلقت محدث ہے اور ایک ابتدا رکھتی ہے جسکی مخلوقات کا ایک دوسرے کی صورت سے مشابہ ہونا صاف بتا رہا ہے کہ اس کا مثل و مانند کوئی نہیں۔ مدرکات میں سے کوئی قوت مدرکہ اس کا احساس و ادراک نہیں کر سکتی۔ اور کوئی پردہ اٹھانے والا اسے ظاہر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ صانع اور مصنوع حادّ (گھیر لینے والے) اور محدود (گھیرے ہوئے) رب (پرورش کنندہ) اور مربوب (پرورش یافتہ) میں بہت بڑا فرق ہے۔ وہ احد ہے صفت وحدت کے ساتھ متصف ہے مگر وہ وحدت نہیں جو اعداد کی طرف راجع ہو بلکہ وحدت غیر عددی۔ وہ مخلوق کا ایجاد کرنے والا ہے۔ مگر یہ ایجاد اس معنی میں نہیں کہ اسے اس کے سبب سے کوئی حرکت (عقلیہ وحسیہ لاحق ہوئی ہو یا اسے کوئی تعب و رنج پہنچا ہو) اس میں کسی قسم کا کوئی بھی تغیر پیدا نہیں ہوا کیونکہ حرکت اور تغیر ممکنات کے خواص ہیں اور ذات واجب الوجود کے لئے ممتنع) وہ ہر ایک آواز کو سنتا ہے۔ وہ کل امور کو دیکھتا ہے مگر وہ اس سماعت و بصارت میں کسی آلہ کا محتاج نہیں۔ وہ ہر جگہ موجود ہے مگر بملاقات عقلی وحسی کے ساتھ نہیں (کیونکہ وہ اس کی جنسیت سے بالکل علیحدہ ہے پھر غیر جنس کے ساتھ ملاقات کیسی) وہ ہر ایک چیز سے جدا ہے مگر نہ ایسی مسافت کے ساتھ جسے عقل وحس معلوم کر سکے (کیونکہ علت و معلول میں کوئی فاصلہ نہیں ہوا کرتا ورنہ وجود علت بغیر معلول کے رہا جاتا ہے) وہ ظاہر ہے (ہر صاحب فہم کے سامنے اپنے آثار کے سبب سے آشکار ہے مگر کسی رویت عقلی وحسی کے ساتھ آشکار نہیں۔ وہ پوشیدہ ہے مگر اپنی لطافت اور خفائے ذاتی کے سبب سے پنہاں نہیں (بلکہ اس کا ظہور عین باطن ہے اور اسکا باطن عین ظہور ہو الظاہر و ہو الباطن) وہ ہر ایک شئی سے (اپنے خواص ذاتی کے سبب) جدا ہے کیونکہ اسے ان اشیا پر غلبہ حاصل ہے۔ ان پر قدرت رکھتا ہے (یہی اسکے خواص ذاتی ہیں) اور وہر ایک شئی (اپنے خواص ذاتیہ کے سبب سے) اس سے علیحدہ ہے۔ کیونکہ وہ اسکے سامنے جھکتی ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتی ہے (اسکے ذاتی خواص یہی ہیں۔ پھر جن چیزوں کے

خواص ذاتی میں اس قدر تباین ہو وہ کیونکر متحد ہو سکتی ہیں! جس شخص نے صفات زائدہ بر ذات کے ساتھ اس کا وصف بیان کیا تو اس نے گویا اس کی ایک حد مقرر کر دی اور جس نے حد قائم کی اُس نے گویا اس کو شمار کر لیا۔ اور جس شخص نے اسے شمار کر لیا تو گویا اس نے اسکی ازلیّت کو باطل کر دیا۔ جس شخص نے سوال کیا کہ وہ اب کیونکر ہے کس حالت میں ہے تو وہ صفات زائدہ کے ساتھ اسکے وصف کا طلبگار ہوا۔ اور جس شخص نے یہ دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے تو گویا اس نے اس کے لئے ایک مکان مقرر کر دیا۔ وہ پروردگار عالم ہے اور کسی کو (اسکی کُنہ) معلوم نہیں۔ وہ رب الارباب ہوا اور کسی کا مربوب (پرورش کردہ شدہ) نہیں۔ وہ قادر ہے مقدور نہیں (کوئی دوسرا شخص اس پر کسی قسم کی قدرت نہیں رکھتا)

بعض خطبوں میں یہ عبارت بھی ہے جو قتل عثمان کے بعد آپ کی زبان سے نکلی ہے

آفتاب عالم افروز طالع ہوا۔ حق اور عدالت کی چمکدار بجلیاں چمکیں۔ خلافت واضحہ بالنص والوحی ظاہر ہوگئی۔ منحرف شدہ دین راست ہوگیا۔ اور پروردگار عالم نے ایک قوم ہوا پرست کو گروہ حق پرست کے ساتھ اور ایام شقاوت کو ایام سعادت کے ساتھ ایسی حالت میں تبدیل کر دیا جبکہ ہم ان تغیرات کا اس طرح انتظار کر رہے تھے جیسے قحط سالی میں باران رحمت کا انتظار ہوتا ہے۔ خوب جان لو کہ ائمہ خلق اللہ کے لئے اس ذات وحدہ لاشریک کی طرف سے قائم مقام اور خلیفہ ہیں۔ بندوں پر اس کی طرف سے کارفرما اور حکمراں ہیں۔ وہی شخص داخل بہشت ہوتا ہے جو ان کی حقیّت سے واقف ہو جائے اور یہ اُسے پہچان لیں۔ اور وہی شخص فی النّار ہے جو ان کی صداقت کا انکار کرے اور یہ بزرگوار اس کے اخلاص و اطاعت سے منکر ہوں۔ بیشک پروردگار عالم نے تمہیں اسلام کے لئے مخصوص کیا ہے اور اسی اسلام کے لئے وہ تم سے خلوص کا طالب ہے کیونکہ یہ اسلام سلامتی اور نجات کا نام ہے۔ اور کرامتوں کا جمع کرنے والا پروردگار نے اس کے طریقہ کو برگزیدہ کیا۔ علم ظاہری (معجزات و کرامت) و احکام باطنی (احکام یقینیہ عقلیہ) کے سبب سے اس کی حجتوں اور برہانوں کو ظاہر کر دیا اس کے نہایت ہی عمدہ آثار و اعلام فانی نہونگے اور اسکے عجائبات کبھی منقضی نہونگے۔

اس اسلام پر نعمتوں کی بہاروں کی بارشیں برس رہی ہیں۔ اس میں تاریکیوں کو دور کر دینے والے روشن چراغ ہیں۔ اسلامی کنجیوں کے بغیر سعادت کا دروازہ اور خزانہ کھل نہیں سکتا اور نہ اسکے چراغوں کے بغیر جہالت کی تاریکیوں کے پردے اٹھ سکتے ہیں۔ پروردگار عالم اس (اسلام) کو اس لئے عرصہ شہود میں لایا ہے کہ محارم و منہیات سے پرہیز کیا جائے۔ اور اسے اس لئے مہیا کیا ہے کہ اس کے محل رعایت کی رعایت مدنظر رکھی جائے (کہ جو اسکے احکام و آداب ہیں) اس (اسلام) میں طالبان شفا کے لئے شفا ہے اور خواستگاران کفایت (مطالب دنیا و آخرت کے لئے) کفایت۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس شخص گمراہ کو خداوند عالم کی طرف سے مہلت دی گئی ہے وہ عذاب خدا سے غافل رہنے والوں کے ساتھ بلندی ہدایت سے پستی ضلالت کی طرف گر گیا۔ وہ گنہگاروں کے ساتھ عالم صبح میں داخل ہوگا بغیر اس راہ راست کے جو مقصد تک پہنچانے والی ہو اور بغیر اس امام و پیشوا کے جو اسے نجات کی طرف کھینچنے والا ہو۔ بعض مقام پر اسی خطبہ میں ہے حتیٰ کہ پروردگار عالم نے ان کی جزائے معصیت پر سے پردے اٹھا لئے۔ انہیں (موت کے باعث) غفلت کے پیراہنوں سے باہر نکال لیا۔ انہوں نے آخرت کی طرف رخ کیا حالانکہ (دنیا میں) اسکی طرف پشت کئے ہوئے تھے اور دنیا کی ان دولتوں کی طرف سے پیٹھ پھرا لی جن کی طرف دنیا میں منہہ کئے ہوئے تھے۔ مگر انہوں نے اپنی خواہشوں کے موافق جو کچھ حاصل کیا اس سے منتفع نہو سکے اور اپنی حاجتوں کے موافق جو کچھ بھی پیدا کیا اس سے کچھ بھی انہیں نفع نہ پہنچا۔ بالتحقیق میں اس منزلت اور اس حالت سے تمہیں اور اپنے نفس کو ڈراتا ہوں۔ ہر انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کے سبب سے نفع حاصل کرے۔ بصیر اور بینا وہی شخص ہے جس نے قول حق کو سنا اس میں فکر کی حوادث روزگار پر گہری نظر ڈالی اور بصیرت حاصل کی۔ زمانہ کے عبرت انگیز حالات سے منتفع ہوا ہلاکت کے مقامات میں گرنے سے اجتناب کرتے ہوئے۔ ضلالت کی گھاٹیوں میں گم ہو جانے سے

بچے ہوئے اس وسیع و مبین راہ کو اختیار کیا جو عقل اور شرع کے موافق ہے۔ اب ایسے شخص کو لازم ہے کہ حق سے عدول کرنے، کلام کو تغیر دینے (جھوٹ بولنے) اور صداقت سے ڈرنے کے سبب سے اپنے نفس کے ضرر کے لئے گمراہوں کی اعانت نہ کرے۔

اے سننے والے! دنیا کی مستیوں سے ہوش میں آ ہوش میں آ۔ اپنی غفلت سے بیدار ہو۔ اپنی سرعت عمل اور جلد بازیوں کو کوتاہ کر (جو حصول دنیا کے لئے عمل میں آ رہی ہیں) نبی امی صلے اللہ علیہ وآلہ کی زبان سے جو کچھ تیرے پاس پہنچا ہے اس میں وقت فکر و نظر سے کام لے۔ اس چیز کے بارے میں جس سے تو ناچار ہے اور جس سے کسی طرح گلو خلاصی نہیں ہو سکتی۔ جو شخص فرمان پیغمبر کی مخالفت کرتا ہے تو اسکی مخالفت کر۔ جو شخص ارشاد پیغمبر کے غیر کی طرف بلاتا ہے تو اس شخص کو اسی چیز (محبت دنیا) پر چھوڑ دے جس پر وہ اپنے نفس کے لئے راضی ہو گیا ہے۔ تو اپنے حسبی اور نسبی فخر و مباہات کو چھوڑ دے اپنی کبر و بزرگی الگ ڈال۔ اپنی قبر کو یاد کر قبر کو۔ کیونکہ یہی تیری گزرگاہ ہے۔ اور یاد رکھ جیسی جزا دیگا ویسی ہی جزا پائے گا اور جو کچھ بوئے گا وہی کاٹے گا۔ اور آج کے روز جو کچھ تو نے ذخیرہ آگے روانہ کر دیا بروز قیامت اسی پر وارد ہوگا۔ لہذا تو اپنے قدموں کے لئے آخرت میں جگہ مہیا کر اور وہ توشہ کئے جا جو کل کے روز تیرے کام آئے۔ الحذر الحذر اے نصیحتوں کے سننے والے الحذر۔ تلاش کر تلاش کر اے غافل آخرت کی معاش کو تلاش کر۔ یاد رکھ خبر رکھنے والے شخص کی مانند (جو خدا و رسول وائمہ ہیں) کوئی شخص احوال آخرت کی تجھے خبر نہیں دیگا۔

خداوند تعالے کے وہ احکام جو لوح محفوظ میں ثبت ہیں جن پر ثواب دیا جاتا ہے جن کی بنا پر عذاب کیا جاتا ہے جن کے سبب سے وہ راضی ہوتا ہے۔ اور جن کی وجہ سے غضبناک ہوتا ہے ان احکامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگرچہ بندہ اپنے مقدور بھر سعی اور کوشش کرے تمام نقائص سے اپنے اعمال کو خالص اور بری رکھے مگر یہ بات اُسے کچھ نفع نہ پہنچائے گی اگر وہ ان خصلتوں میں سے (جن کا بیان ہوتا ہے) ایک خصلت کے ساتھ بھی دنیا سے نکل کر اپنے پروردگار سے ملاقات کرے اور اُس خصلت سے توبہ نہ کی ہو۔ وہ خصلتیں یہ ہیں کہ

پروردگار عالم نے اپنی عبادت جو اس پر فرض کی ہے اس میں دوسرے کو شریک کرے یا (ریا کاری کے ساتھ عبادت کرے کیونکہ یہ بھی شرک بااللہ ہے) یا اپنے نفس کی ہلاکت کے وقت غصّہ کو فرو کر دے (جو امور کہ دنیا و آخرت میں ہلاکت نفس کا باعث ہوں ان پر ذرا بھی غصّہ ظاہر نہ کرے) یا یہ کہ ایک امر کا اقرار کرے اور پھر اس کے برخلاف عمل میں لائے (فعل موافق قول نہو) یا یہ کہ کسی حاجتمند کی حاجت کو دین میں بدعت کا اظہار کرکے پورا کرے (جیسے کہ جھوٹی شہادت دینا، حکم کرتے وقت رشوت کا لینا وغیرہ وغیرہ) یا یہ کہ دو صورتوں کے ساتھ آدمیوں کے ساتھ ملاقات کیا کرے (کبھی دوستی کے ساتھ کبھی دشمنی کے ساتھ۔ ایسا شخص لوگوں کو فریب دینے والا اور مکّار ہے) یا دو نوباتوں کے ساتھ آدمیوں کے درمیان گردش کرے (جب کبھی سامنے ہو تو مدح و ثنا اور جب کبھی پیٹھ پیچھے ہو تو مذمّت۔ بیشک نفاق اسی کو کہتے ہیں) اب تو ان خصلتوں کو جان لے۔ کیونکہ مثل اور شبیہ مماثل اور مشابہ کی طرف راہنما ہوتی ہے (کلیّات اپنے جزئیات کے ہی مطابق ہوا کرتے ہیں۔ ایسی خصلتوں والے لوگ جو خلفائے ظلم و جور ہیں ان کے اظہار نام سے غرض کیا۔ کیونکہ الکنایۃ ابلغ من التصریح مشہور ہے)

یہ بھی جان لے! کہ چوپایوں کی زندگی کا مقصد اعلیٰ یہی ہے کہ وہ اپنی شکم پُری کر لیا کریں۔ اور درندوں کا مقصد یہ ہے کہ اپنے غیر سے دشمنی رکھیں اُسے ضرر پہنچائیں اور عورتوں کی غایت اصلی یہی ہے کہ وہ اس زندگی دنیا کی زیب و زینت بنیں۔ اس دنیا میں فساد پھیلائیں اور بیشک مومنین مسکین ہیں۔ بیشک مومنین ناصح مشفق ہیں۔ بیشک مومنین (عذاب خدا سے) خائف اور ترسناک ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

عقلمند اور صاحب خرد انسان دل کی آنکھوں سے اپنی عاقبت اور اپنے انجام کو دیکھتا ہے

اپنے نشیب و فراز کو سمجھتا ہے۔ خدائے برتر کی جانب سے ایک منادی (پیغمبرؐ) ندا کر رہا ہے اور ایک محافظ (وصی برحق) نگہبانی میں مصروف ہے۔ تم اس منادی کی آواز کو سنکر قبول کرو اور اس محافظ کی پیروی کرو۔ ظالم اور فاسق فتنہ وفساد کے دریاؤں کی شناوری کرنے لگے۔ شریعت اور طریقۂ دین کو چھوڑ کر بدعتوں کے ساتھ متمسک ہوئے۔ مومن انقباضی حالت میں خاموش ہو گئے اور جھوٹے گمراہ بولنے لگے۔ خوب سمجھ لو کہ ہم پیغمبر کے شعار (خصائل) ہیں۔ ہم اس کے سچے اصحاب ہیں۔ ہم اسرار پیغمبر کے خزانے ہیں۔ ہم مکان علم پیغمبر کے دروازے ہیں۔ دروازوں کے بغیر دوسری طرف سے مکان میں داخل ہونا جائز نہیں ہے اور جو شخص غیر دروازے سے داخل ہوگا وہ سارق اور چور کہلائیگا۔

بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے اہلبیت پیغمبر میں ایمان کی کرامتیں ہیں۔ وہ رحمت الٰہی کے خزانے ہیں ان کی تقریر صداقت آمیز ہے۔ اگر خاموش رہیں تو اس وجہ سے نہیں کہ کوئی دوسرا ان سے علم میں افضل ہے بلکہ یہ خموشی عین مصلحت اور حکمت ہے۔ پس پیشوائے قوم کو چاہیئے کہ اپنی قوم اور اپنے اہل کے سامنے راست گفتاری سے کام لے۔ اپنی عقل اور فہم کو (ان کی اصلاح کے لئے) حاضر رکھے۔ اور لازمی بات ہے کہ وہ قافلہ سالار اہل آخرت سے ہو۔ کیونکہ وہ آخرت کی ہی طرف ہدایت کرنے کے لئے وارد ہوا ہے۔ اور آخرت ہی اسکا مرجع و معاد ہے۔ جو شخص کہ اہل آخرت سے نہیں بلکہ ابنائے دنیا میں ہے۔ آخرت کی اسے کچھ بھی خبر نہیں وہ جاہل و گمراہ ہے اور بندگان خدا کا ہادی و پیشوا نہیں بن سکتا دل کی آنکھوں سے دیکھنے والا اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنے والا ہے۔ ایک عمل کی ابتدا میں اندازہ کر لیتا ہے کہ یہ عمل اسے نفع پہنچائے گا یا نقصان۔ اگر اسے نفع بخش سمجھتا ہے تو بجا لاتا ہے۔ اور اگر ضرر کے پہلو دیکھتا ہے تو باز رہتا ہے کیونکہ بغیر علم کے عمل کرنے والا اس مسافر کی مانند ہے جو بے غیر رستے پر سفر کر رہا ہو۔ اس کی رستے سے علیحدگی دم بدم اسے منزل مقصود سے دور کرتی ہے اور عامل باعلم اس سیر کرنے والے کی مانند ہو جو ٹھیک اور واضح رستے پر چل رہا ہو۔ اب ہر ایک

ناظر کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ اپنی منزل مقصود کی طرف جا رہا ہے یا رجعت قہقری کرتا ہوا کسی خلاف سمت میں قدم زن ہو رہا ہو۔ خوب جان لے کہ ہر ایک چیز کا ظاہر اسکے باطن کی مانند ہو۔ اگر ظاہر پاک و پاکیزہ ہے تو باطن بھی مطہر ہوگا اور اگر ظاہر میں ہی خباثتیں بھری ہوئی ہیں تو باطن میں پہلے ہونگی اور اسی قول کا موئد وہ ارشاد ہو جو رسول صادق نے فرمایا ہے کہ پروردگار عالم بندہ کو دوست رکھتا ہے (اسے افعال نیک کی توفیق دیتا ہے) مگر اسکے گزشتہ عمل بد کو بغض کی نگاہوں سے دیکھتا ہے (لیکن نظر بر عاقبت اسکے گزشتہ اعمال بد معاف کر دئے گئے ہیں اور ظاہرا اسکی عاقبت بالکل پاک ہے) اور بندے کے افعال نیک گزشتہ کو دوست رکھتا ہے اور اسکے بدن[1] (آخری اعمال بد) کا دشمن ہے (لہذا اب اسے اعمال خیر کی توفیق نہ دی جائیگی۔ عاقبت میں مخذول ہوگا۔ چونکہ اس کا باطن ناپاک اور خبیث ہو اس لئے ظاہر میں بھی یہی حالت نظر آ رہی ہے) اور خوب جان لے کہ ہر عمل ایک روئیدگی ہو کوئی روئیدگی پانی سے مستغنی نہیں اور پانی ہمیشہ مختلف ہوا کرتے ہیں۔ پس جس کو پاک و پاکیزہ پانی سے سینچا گیا ہے تو اسکا درخت بھی مطہر ہے۔ اس کے میوے بھی شیریں ہیں۔ اور جسکی آبیاری بدبودار اور کثیف پانی سے ہوئی ہو اُس کا درخت بھی خبیث اور نجس ہے اور اُس کے ثمر بھی تلخ ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

اس خطبہ میں حضرت نے خفاش (شپرک) کی عجیب و غریب خلقت کا بیان فرمایا ہے۔ حمد اور تعریف اسی خدا کو لئق ہے جسکی کُنہ معرفت تک رسائی کرنے سے تمام اوصاف عاجز اور درماندہ ہیں کسی صفت کی ساتھ اسکی کُنہ کو معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی وصف ہم ایسا بیان اور تجویز نہیں کر سکتے جو اسکی حقیقت تک پہنچا دے۔ اسکی عظمت اور بزرگی نے عقول کو لوٹا دیا ہے اور اسکی سلطنت اور قیومیت کی انتہا تک پہنچنے کے لئے انہیں رستہ نصیب نہیں ہوا۔ وہ خداوند عالم تحقیق شدہ ہے۔ ظاہر ہے۔ اور اُس ہر ایک چیز سے زیادہ واضح اور مبیّن ہو جسے آنکھیں دیکھ سکتی ہیں عقلیں اسکی حد تک نہیں پہنچ سکتیں کیونکہ اگر اسکی حد تک پہنچ جائیں تو وہ

[1] چونکہ افعال قبیحہ قوائے بدنیہ سے صادر ہوتے ہیں نہ کہ قوائے عقلیہ سے لہذا بدن فرمایا ۱۲

مخلوقات کے ساتھ مشابہ اور مماثل ہو جائے۔ نہ اسکی تعیین و مقدار مقرر کرنیکے لئے اوہام اسپر واقع ہوتے ہیں اور کوئی وہم تجویز نہیں کر سکتا کہ وہ ایسا ہے ایسا ہے۔ ایسی صورت ہے اتنی مقدار ہے) اگر ایسا ہو تو پھر وہ ممثل و مانند مخلوق ہو جائے اس نے بغیر تمثیل و بغیر مشورت مشیر اور بدون اعانت معاون خلق کو پیدا کیا اسکی مخلوق محض اسکے حکم اور ارادہ نافذہ اتمام کو پہنچی کیونکہ اسے اسپر قدرت تامہ حاصل ہے لہذا مخلوق نے اسکے امر تکوین کو قبول کیا بغیر کسی قسم کی مداخلت کے موجود ہو گئی اور بغیر کسی قسم کے تنازعہ کے اسکے فرمان کے سامنے سر اطاعت و انقیاد جھکا دیا۔

اسکی لطیف اور پاکیزہ صنعتوں عجیب و غریب حکمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے جو اس نے ان شپرکوں کی خلقت میں علوم و معارف مشکلہ ہمیں دکھائے ہیں۔ اس عجیب و غریب مخلوق (شپرک) میں یہ بات کس قدر تعجب انگیز ہے کہ ہر ایک حیوان کی آنکھیں روشنی میں کھلتی ہیں۔ مگر انکی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ وہ تاریکی جو ہر ایک ذی حیات کی بصارت کو سمیٹ لیتی ہے انکی آنکھوں کو کشادہ کرتی ہے۔ انکی آنکھیں کیوں کور ہو گئیں؟ انہیں کیوں اتنا سجھائی نہیں دیتا؟ کہ ہم اس روشن کرنیوالے اور منور آفتاب سے اس نور کو طلب کریں جس کے سبب سے ہم اپنی معاش کی راہوں میں ہدایت پائیں اور اس آفتاب کی روشنی کے ظہور سے اپنے منافع و مصالح سے واصل ہوں۔ ہاں بیشک ضیائے آفتاب کی لمعانیت نے انہیں تابش آفتاب کی درخشندگی میں آمد و رفت سے باز رکھا ہے۔ انہیں ان کے پوشیدہ مکانات میں پنہاں کر دیا ہے اور یہ آفتاب کی روشنی میں چلنے پھرنے سے ممنوع اور معذور ہیں انہوں نے دن میں اپنی پلکوں پر حدقہ ہائے چشم ڈال رکھے ہیں (آنکھیں بند کر رکھی ہیں) اور رات کو اپنے لئے چراغ بنا لیا ہے اور اسی کی روشنی میں اپنے رزق کی طلب کے لئے رستہ طے کرتی ہیں۔ انکی آنکھوں کو رات کی شدید تاریکیاں (آشکار کو دیکھنے سے) منع نہیں کر سکتیں اور نہ بڑھی ہوئی ظلمتوں میں یہ اپنی پرواز اور رفتار سے باز رہتی ہیں۔ مگر جہاں آفتاب نے رات کے تاریک پردے کو اٹھایا سپیدۂ صبح ظاہر ہوا آفتاب کی نورانی کرنیں سوسماروں پر انکے سوراخوں میں داخل ہو کر پھیلیں اور انہوں (چمگادڑوں) نے اپنی پلکوں پر گوشہ ہائے چشم کو ڈال لیا۔ اور رات کی تاریکی میں جو کچھ معاش حاصل کی ہے اسی پر اکتفا کر کے بیٹھ رہیں۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ میں اس خدائے سبحان کی تسبیح کرتا ہوں جس نے ان کے لئے رات کو دن بنایا۔ طلب معیشت کا وقت قرار دیا اور دن کو انکے آرام و قرار کا وقت معین فرما دیا۔ ان کے بدن کے گوشت ہی سے انکے لئے پر و بازو تجویز فرما دئے۔ جب طیران و پرواز کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ ان کی مدد سے اوپر (فضائے آسمان میں) جا سکتی ہیں۔ ان کے پر کیا ہیں گویا کانوں کے پر ہیں۔ نہ تو انکے اور جانوروں جیسے پر ہیں نہ ان پر کثرت سے بال اگے ہوئے ہیں نہ ان میں کوئی کام کی

ہڈی ہے۔ مگر گیا تو انکی ظاہر رگوں کے مقامات کو دیکھ رہا ہے وہ اس بات کی نشانی اور علامت ہیں کہ انکے بھی ڈیریاں ہیں مگر نہ ایسی رقیق اور باریک جو آسانی سے پارہ پارہ ہو جائیں اور نہ ایسے غلیظ اور دبیز جو اڑتے وقت کسی قسم کا ثقل محسوس ہو۔ یہ جانور اڑتے ہیں اور انکے بچے انکے ساتھ لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ انہیں کو اپنا ملجا و ماوا سمجھتے ہیں جب اسکی ماں زمین پر آتی ہے تو بچہ بھی ساتھ آتا ہے اور جب بلند ہوتی ہے تو وہ بھی ساتھ ہی بلند ہوتا ہے اور جبتک کہ اعضا قوی اور مضبوط ہو جائیں اسکے پر اسکی اڑان کو نہ سنبھال سکیں وہ اپنی زندگانی کے رستوں کو نہ جانے اپنے نفس کے منافع کو نہ پہچانے اس وقت تک اپنی ماں سے مفارقت نہیں کرتا۔

پاک اور پاکیزہ ہے وہ خدا جس نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کی جو اسکے غیر نے اُسکے سامنے رکھدیا ہو ہر ایک چیز کو پیدا کر دیا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں حضرت اہل بصرہ کو مخاطب کر کے آیندہ حوادثات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ آپ اس وقت جس شخص کو یہ قدرت حاصل ہو اور اس بات کی طاقت رکھتا ہو کہ اپنی ذات کو خدا سے وابستہ کردے (اسی پر توکل کرے) تو بیشک اسے ایسا کرنا چاہئے۔ اگر تم نے میری اطاعت کی تو میں تمہیں انشاء اللہ جنّت کے رستے پر ثابت قدم رکھونگا۔ اگرچہ اس رستے میں شدید اور سخت مشقتیں ہیں اور بیشمار تلخیاں چکھنی پڑتی ہیں۔ ہاں وہ فلاں عورت (عائشہ) اسی عورتوں کی بے کی ضعف نے گرفتار کرلیا ہے اور حسد اُسکے سینے میں اس طرح جوش کھا رہا ہے جیسے دیگ آہنگر کی بھٹی میں جوش کھایا کرتی ہے۔ جو چیز کہ میری طرف آئی ہے (امارت) اگر وہ میرے غیر کے پاس ہو اور پھر وہ اس کے چھیننے کے لئے بلائی جائے تو ہرگز ایسا نہیں کریگی (کیونکہ میرے غیر سے اسے مطلق دشمنی نہیں) مگر اسپر بھی اُسکا پہلا احترام باقی ہے (کیونکہ زوجہ پیغمبر ہے) اور بروز حساب خود خداوند عالم اس سے حساب کتاب لیگا (یہ بر سبیل اعتذار فرمایا ہے کیونکہ گو وہ عتاب نبوی کی مستحق تھی مگر آپنے اس سے تعرض نہیں کیا) **بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے** ایمان ایک نہایت ہی روشن رستہ اور نہایت ہی نورانی چراغ ہے۔ ایمان کے ساتھ نیکیوں پر استدلال کیا جاتا ہے اور نیکیاں ایمان پر دلالت کرتی ہیں۔ ایمان کے ساتھ علم کی عمارت تعمیر ہوتی ہے اور علم کے ساتھ موت کے بعد آنیوالی عقوبتوں سے خوف کیا جاتا ہے۔ موت کے ساتھ دنیا ختم کردی جاتی ہے اور ترک دنیا کے ساتھ مثوبات آخرت کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے۔ اور قیامت (آخرت) میں جنت متقین کے واسطے آراستہ کی جائیگی

گمراہوں کے واسطے جہنم کے شعلے ظاہر ہونگے۔ بیشک مخلوق کے لئے کوئی ایسی جگہ باقی نہیں۔ جو انہیں قیامت کی طرف لیجانے سے پناہ دے۔ وہ قیامت کی ریاضتوں اور محنتوں کے میدان (دنیا) میں نہایت سرعت کے ساتھ اپنی غایت اقصے کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ **بعض جگہ اسی خطبہ میں یہ عبارت بھی ہے** بیشک لوگ اپنے مستقر (قبروں) سے باہر آگئے اپنے انتہائی مرجع کی طرف رجوع ہوگئے (خواہ بہشت ہو خواہ دوزخ چونکہ یہ امر ایک یقینی ہے لہذا بصیغہ ماضی بیان ہوا) اور ہر ایک مکان (بہشت و دوزخ) کے لئے اس کا اہل معین ہے اس مکان سے انہیں بدلا نہ جائیگا۔ اور کسی دوسرے مقام کی طرف منتقل نہ کئے جائینگے (خالدین فیہا ابدا) اور بیشک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صفات خدا میں سے دو صفتیں ہیں۔ یہ دونو صفتیں کسی شخص کو موت سے نزدیک نہیں کرتیں اور نہ کسی کے رزق کو کم کرتی ہیں (کہ اس خوف کمی رزق اور نزدیکی مرگ کے سبب سے ان پر عمل نہ کیا جائے) تمہیں لازم ہے کہ کتاب اللہ کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ یہ حبل المتین ہے۔ ایک روشن اور ظاہر نور ہے۔ نفع پہنچانے والی شفا ہے۔ پیاس کی بجھانے والی اور سیراب کرنے والی ہے۔ اس سے تمسک کرنے والا لغزشوں اور خطاؤں سے دور ہے۔ جو اس سے تعلق کرنے اسکے لئے نجات ہے۔ اس میں کوئی کجی نہیں جسے سیدھا کیا جائے۔ ایسی کوئی انحراف نہیں جس سے منہ پھرایا جائے۔ اس کا کثرت کے ساتھ زبانوں پر جاری اور کانوں میں داخل ہونا (تلاوت و سماعت) اسے کہنہ نہیں کرتا (بلکہ وہ ہمیشہ تر و تازہ اور لذیذ ہے) جو اسکا معتقد ہوا وہ صادق ہے اور جس شخص نے اس پر عمل کیا اس نے جنت کی طرف سبقت کی۔ اس وقت حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی ہمیں آیندہ فتنوں کی خبر دیجئے اور آیا کبھی آپنے رسول اللہ سے بھی ان کے بارے میں کچھ سوال کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا جس وقت پروردگار عالم نے یہ آیت نازل کی الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون (کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ فقط اتنا کہدینے پر کہ ہم ایمان لائے چھوڑ دئے جائینگے حالانکہ ابھی انہیں اختلاف خواہشات و فساد رائے کے ساتھ آزمایا نہیں گیا ہے) تو اس وقت میں نے جان لیا کہ جب تک پیغمبر ہمارے درمیان موجود ہیں فتنہ و فساد ہم میں نازل نہیں ہوگا جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم اے رسول جب تک تو ان میں موجود ہے پروردگار عالم انہیں معذب نہیں کریگا) اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے سوال کیا کہ یا حضرت یہ فتنہ کیا چیز ہے جس کی پروردگار عالم نے آپ کو خبر دی ہے آپ نے فرمایا اے علی عنقریب میری امت میرے بعد مفتون ہو جائیگی (اختلاف خواہشات اور فساد رائے میں مبتلا ہوگی) یہ سنکر میں نے عرض کی یا رسول اللہ بروز احد جب مسلمانوں میں سے شہید ہونے والے

شہید ہو گئے اور میں درجۂ شہادت سے منع کیا گیا تو یہ بات مجھے سخت ناگوار ہوئی اور میں نہایت ہی ملول و غمگین ہوا اُس وقت آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے اپنے بعد شہادت کی بشارت دیتا ہوں یہ سنکر حضرت نے ارشاد کیا کہ بیشک میں نے ایسا ہی کہا تھا اور ایسا ہی وقوعہ بھی پیش آئیگا مگر اے علی تم اس وقت کیونکر صبر کروگے میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ تو کوئی صبر کا موقع نہیں ہے بلکہ خوشخبری اور شکر کا مقام ہے۔ پھر فرمایا اے علیؑ یہ قوم میرے بعد اپنے اموال پر مفتون ہو جائیگی یہ لوگ اپنے دین کی سبب سے اپنے پروردگار پر منت رکھیں گے (خدا پر احسان جتائیں گے کہ ہم بھی گوشت خوار مسلمان ہیں) پھر (خیرسی) اُسکی رحمت کی بھی تمنا کرینگے اور (بدانست خود) اُنکی سطوت اور غضب سے ایمن ہونگے۔ یہ لوگ جھوٹے شبہات اور غافل کر دینے والی خواہشوں کے ساتھ محرمات الٰہی کو حلال کرینگے۔ شراب کو نبیذ (آب خرما و انگور) کے ساتھ۔ رشوۃ کو ہدیہ و تحفہ کے ساتھ اور سود کو بیع کے ساتھ مشتبہ کرکے حلال کرلیں گے۔ یہ سنکر میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس وقت یہ لوگ کونسی منزل میں نازل ہونگے (انہیں کونسی جماعت میں شمار کیا جائے؟) آیا دین میں فتنہ و فساد پھیلانے والوں میں یا منزلت ارتداد و مرتدین میں (انہیں فاسق و فاجر سمجھا جائے یا مرتد اور کافر) حضرت نے فرمایا یہ لوگ دین میں فتنہ و فساد پھیلانے والے (فاسق و فاجر) سمجھے جائیں (مرتد اور کافر نہ سمجھا جائے)

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لئے زیبا ہے جس نے حمد کو اپنی ذکر کی مفتاح اپنے افضال و انعام کی زیادتی کا سبب اور اپنی عظمتوں اور نعمتوں کے لئے ایک رہنما بنا دیا۔ بندگان خدا! باقی رہنے والوں کے ساتھ بھی زمانہ کی وہی رفتار چلی جا رہی ہے جو گزشتگان کے ساتھ تھی۔ جس شخص نے اس سے مُنہ پھیر لیا وہ پھر واپس نہیں آئیگا اور جو شے (زندگی و عیش و عشرت) اس میں باقی ہے وہ ہمیشہ نہ رہیگی اس کا انجام کار اول کی ہی مانند ہے (اول عدم تھا آخر بھی عدم ہے) اس کے امور ایک دوسرے پر سبقت کر رہے ہیں اور اسکی نشانیاں ایک دوسرے کی اعانت کر رہی ہیں (قیامت تم سے اس قدر نزدیک ہے) گویا تم میدان قیامت میں کھڑے ہو۔ تمہیں ایک ہنکانے والا اس طرح ہنکار رہا ہے جیسے سار بان ان اونٹنیوں کو ہنکایا کرتا ہے جن کا دودھ خشک ہو چکا ہو۔ اب اگر کسی شخص نے اپنے آپ کو ایسے شغل میں مشغول کرلیا جو زیبا نہیں ہے۔ تو بیشک وہ تاریکیوں میں حیران و سرگردان ہو گیا۔ ہلاکت میں مخلوط ہو گیا اس کے شیاطین

(نفس امارہ) نے اسے سرکشی اور نافرمانی کی طرف کھینچ لیا اور بد اعمالیوں کو اس کے لئے مزین کر دیا پس بہشت ان لوگوں کے واسطے ہے جو اطاعت خدا کی طرف سبقت کریں اور دوزخ کی آگ ان اشخاص کے لئے عاقبت میں مہیا ہے جو اس کی اطاعت اور بندگی میں تقصیر سے کام لیں۔

بندگان خدا! خوب جان لو کہ تقوٰے اور پرہیزگاری ایک سرائے اور نہایت ہی مضبوط اور صاحب عزت قلعہ ہے۔ اور فسق و فجور نہایت ہی بری سرائے ہے اور نہایت ہی ذلیل قلعہ۔ وہ اپنے ساکنین کو عقوبتوں سے نہیں بچا سکتا اور نہ کسی پناہ لیجانے والے کی محافظت کر سکتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تقوٰے کے سبب سے گنہگاروں (کے عقربوں) کے نیش کاٹ دئے جاتے ہیں اور یقین صادق کے ساتھ منتہائے مرتبہ (بہشت) دریافت کر لیا جاتا ہے۔ بندگان خدا! اپنے عزیز ترین اور دوست ترین نفوس (عقل) کو مد نظر رکھکر خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو۔ بیشک خداوند عالم نے راہ حقہ کو تمہارے لئے واضح اور آشکار کر دیا ہے۔ اس کے طریقے روشن کر دئے ہیں کہ یہ شقاوت ہے اور یہ سعادت دائمی۔ تم اپنی باقی رہنے والے دنوں کے لئے ان فنا ہو جانے والی ایام میں توشہ اور زاد راہ حاصل کرو کیونکہ تمہیں اس (زاد و توشہ) کا رستہ دکھا دیا گیا ہے۔ تم (دنیا سے) کوچ کرنے پر مامور ہو۔ تم ان ٹھیرے ہوئے سواروں کے مانند ہو جنہیں کچھ معلوم نہیں ہے کہ ہمیں کس وقت کوچ کا حکم مل جائیگا۔

آگاہ رہو وہ شخص دنیا کے لئے کیا کر سکتا ہے جو آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایسے مال کی محبت میں کیا لیگا جو عنقریب اس سے چھین لیا جائیگا۔ اور اس کا ضرر اس کا حساب اسکے ذمہ باقی رہجائیگا۔ بندگان خدا! جس کا پروردگار عالم نے تم سے وعدہ کیا ہے (عذاب ہو یا ثواب) اس کے لئے کوئی ترک کرنے کی جگہ نہیں (وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا) اور نہ وہ شر و عقاب جس سے تمہیں باز رکھنا چاہتا ہے کوئی رغبت کرنے کی جگہ ہے (عذاب خداوندی نہایت ہی شدید ہے کون عاقل اسپر رغبت کر سکتا ہے) بندگان خدا! تم اس دن سے ڈرو جس روز تمہارے اعمال کی تفتیش کی جائیگی۔ جس دن زلزلے اور سخت زلزلے آئینگے۔ جس دن بچوں پر بھی بڑھاپا چھا جائیگا۔ بندگان خدا! خوب جان لو! تمہارے نفس ہی تمہاری نگہبانی کر رہے ہیں (تمہارے ایک ایک فعل کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ بروز قیامت گواہی دیں گے) تمہارے اعضا تمہاری نگہداشت میں مصروف ہیں اور سچے ملائکہ تمہاری محافظ ہیں جو اعمال (نیک و بد) کی محافظت کر رہے ہیں۔ انہوں نے تمہارا ایک ایک سانس شمار کر لیا ہے۔ رات کی حد سے بڑھی ہوئی

تاریکیاں تمہیں ان کی نگاہوں سے چھپا نہیں سکتیں۔ اور نہ مضبوط و محکم دو منزلہ اور مقفّل دروازے تمہیں ان کی آنکھوں سے پنہاں کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو کل کا دن (قیامت) بہت ہی قریب ہے۔ آج کا دن مع اس چیز کے جو اس میں موجود ہے گزر جائے گا۔ اور کل کا دن آجائیگا جو اس سے بالکل ملحق ہے تم میں سے ہر ایک شخص گویا تن تنہا اپنی اس منزل تک پہنچ چکا ہے جو زمین میں موجود ہے اور اس گڑھے میں جا چکا ہے جو اس کی فرودگاہ ہے۔ آہ! اُف وہ تنہا مکان۔ وہ وحشتناک منزل۔ وہ غربت بھرا اکیلا مقام۔ اب گویا یہ نظارہ پیش سامنے ہے کہ صور اسرافیل کی آواز تمہارے کانوں میں پہنچتی ہے۔ قیامت نے تمہیں گھیر لیا ہے تم اپنی قبروں سے باہر نکل رہے ہو تاکہ تمہارے مقدمات کا فیصلہ ہو۔ حق کو باطل سے جُدا کر دیا جائے۔ اور اب تمہاری یہ حالت ہے کہ تمام باطل ہوسیں تم سے زائل ہو چکی ہیں۔ تمہارے تمام اسباب نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ تم اپنے حقوق کے مستحق ہو۔ اور وہی احکام تمہارے لئے صادر ہو رہے ہیں جن کے تم قابل اور لائق ہو۔ بندگان خدا! تم اس پند و وعظ سے نصیحت حاصل کرو۔ تغیرات زمانہ سے عبرت پکڑو اور اس انذار و تخویف سے فائدہ اُٹھاؤ۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

پروردگار عالم نے پیغمبر آخر الزمان کو اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ ایک عرصہ سے بعثت انبیا موقوف تھی۔ اُمتیں مدّت دراز سے خواب غفلت میں پڑی تھیں اور ملل ماضیہ کی شریعتوں کے محکم احکام بالکل شکستہ ہو رہے تھے۔ وہ بزرگ (پیغمبر) آیا اور ایسی تصدیق ساتھ لایا جو ان (امتوں) کے پاس موجود تھی (توریت و انجیل وغیرہ) اور ایسا نور اپنے ہمراہ لایا جس کے ساتھ اقتدا کی جاتی ہے اور جسے قرآن کہتے ہیں۔ اب تم اس قرآن سے گویائی کو طلب کرتے ہو (کہ وہ خود بخود اپنے احکام و معارف بیان کرے) سنو! وہ گویا اور بولنے والا نہیں ہے (اسکی زبان میں ہوں) اور میں تمہیں اس کے احکام سے خبردار کرتا ہوں۔ آگاہ رہو! اس میں آیندہ واقعات کا علم۔ گزرے ہوئے لوگوں کے قصے۔ تمہارے درد کی دوا۔ تمہارے امور کا انتظام۔ یہ سب باتیں موجود ہیں۔

بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے اس وقت (سلطنت بنی امیہ کے زمانے میں) کوئی مٹی کا مکان اور کوئی کمل کا خیمہ (مکان شہری وصحرائی) باقی نہ رہیگا جس میں ظالم اور ستمگار حرن ملال کو داخل نہ کردیں اور اپنی عقوبت اور شدائد کو اس میں نہ ڈال دیں۔ اس دن لوگوں کے لئے نہ تو آسمان میں کوئی عذرخواہ باقی رہیگا نہ زمین میں کوئی یار و مددگار۔ تم نے امر خلافت کے لئے غیر مستحقین کو چن لیا ہے اور اسے (خلافت کو) ایسی جگہ ڈال دیا ہے جو کسی طرح اسکے قابل اور لائق نہیں (یہ تم نے صریحاً ظلم کیا ہے) اور عنقریب خداوند عالم اس شخص سے انتقام لیگا جس نے ظلم کیا ہے ازراہ ظلم کھلانے والے سے کھلانے کا اور پلانے والے سے پلانے کا۔ اوّل الذکر کو رنج والم کے حنظل تلخ کھلائے جائیں گے اور موخر الذکر کو غم وغصہ کی شراب زہر مار کرائی جائے گی۔ امن وامان کے بدلے خوف اور ہم کا پیراہن اس کے زیب بدن کیا جائیگا اور صحت وسلامتی کی عوض زخم شمشیر کی چادر اڑھائی جائے گی۔ بیشک یہ لوگ گنہگاریوں کے بوجھ اٹھانے والے اونٹ اور گناہوں کے توشہ بردار ہیں۔

میں قسم کھاتا ہوں اور پھر قسم کھاتا ہوں کہ بہر صورت بنی امیہ میرے بعد طعمۂ خلافت کو اس طرح منہہ سے باہر پھینکدینگے جیسے سینہ کا بلغم پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کی شیرینیوں کو نہ چکھ سکیں گے اور کبھی اسکے طعام کو نہ کھا سکیں گے جب تک کہ شب و روز کی گردش باقی ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

میں نے تمہاری مجاورت اور ہمسائگی کا حق اچھی طرح ادا کیا اپنی طاقت کے موافق تمہارے پشت سر کا احاطہ کیا (تمہارے لئے حصار بنکر محافظت کی) تمہیں ذلت و خواری اور ظلم و ستم کے حلقوں سے آزاد کردیا۔ اس لئے کہ میں نے تمہاری تھوڑی ہی سی نیکی پر شکر کیا (تھوڑی بہت جو کچھ بھی تم نے اطاعت کی اسی کو غنیمت سمجھا) اور اس چیز سے چشم پوشی کی جسے آنکھوں نے دیکھا اور بدنوں نے ان منہیات گنہ کی شہادت دی (تم خلفائے جور کی متابعت میں حاضر ہوئے ان کے امور باطلہ کی پیروی کی۔ فی الجملہ جو تم منکرات سابقہ سے تقریباً دست بردار ہو اس لئے تمہارے ساتھ احسان کیا گیا۔ اور اسی کے شکریہ میں

تمہیں ہدایت کی راہ دکھائی گئی۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

اس کا حکم حکم ہے[1] اور حکمت۔ اس کی خوشنودی امان ہے اور رحمت۔ وہ علم کے ساتھ حکم دیتا ہے اور اپنے حلم کے ساتھ بخشدیتا ہے۔ بارالہا! تو ہر ایک نعمت پر حمد و تعریف کا مستحق ہے جسے تو لے لیتا ہے اور عطا کرتا ہے۔ بیماری سے صحت دینا۔ امراض میں مبتلا کرنا ان سب امور پر بیشک تیرا شکریہ زیبا ہے (کیونکہ یہ تیری مصلحت اور حکمت کے مطابق واقع ہوتے ہیں) میں تیری ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جو تجھے سب تعریفوں سے زیادہ خوشنود کرنے والی ہے۔ تمام مدائح سے زیادہ تو اسے دوست رکھتا ہے اور وہ تیرے نزدیک افضل ترین محامد ہے۔ میں ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جو ہر اس مقام کو پُر کردے جسے تو نے پیدا کیا ہے۔ اور اس

[1] احکام خداوندی دو قسم کے ہوتے ہیں اول حکم ارادی تکوینی ایجادی۔ دوم حکم تکلیفی ایجابی۔ ان میں سے اول الذکر کے لئے تو انبیاء کی توسط کی کوئی ضرورت نہیں اس کے ارادے کے خلاف کوئی شے ظاہر ہی نہیں ہوسکتی اور نہ اس میں عصیان اور نافرمانی کو راستہ مل سکتا ہے۔ وہ لامحالہ واقع ہوکر ہی رہتا ہے چنانچہ خود اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے انما امرنا لشئی اذا اردناہ ان یقول لہ کن فیکون۔ جب ہم نے کسی شے کا ارادہ کیا تو حکم کردیا اور کہدیا کہ ہوجا وہ اسی طرح ہوگئی۔ دوسری قسم جو ہے وہ انبیاء کے توسط سے انجام پاتی ہے اور اس حکم سے مقصود کبھی تو شے ماموربہ کا وقوع مدنظر ہوتا ہے اور مشیت الٰہی اسی کی مقتضی ہوتی ہے تو وہ شے بغیر کسی عصیان و نافرمانی کے موجود ہوجاتی ہے مثلاً وہ امور جن کی اپنے اطاعت گزار بندوں انبیاء و اوصیاء و اولیاء کو تکلیف دی ہے وہ بجنسہ انکی ذات سے سرزد ہوتے ہیں کیونکہ ان کے وقوع میں اُسکی مشیت اور اُسکا ارادہ بھی شامل ہے اور کبھی اس حکم سے محض نفس حکم مطلوب ہوتا ہے۔ اور نظر بر مصالح و منافع بندگان یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ ماموربہ واقع بھی ہوجائے مثلاً حکم فرمایا لا تقربا ھٰذہ الشجرۃ۔ اور ظاہر اس حکم کی خلاف ورزی ہوئی مگر اس حکم میں اس کی مشیت اور اُسکا ارادہ شامل نہیں ورنہ کبھی اس حکم کے خلاف واقع ہی نہو سکتا اور یہی سبب ہے جو بسا اوقات ماموربہ واقع نہیں ہوتا اگر اس کا ارادہ بھی اس میں شامل ہو تو یقیناً ہو کر رہے۔ اور انہیں دونوں قسموں کی طرف امام علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے لحصنت بقدر الکفایۃ ۱۲

حدتک پہنچ جائے جس کا تو نے ارادہ کیا ہے۔ وہ ایسی حمد ہے جو تجھ سے پوشیدہ اور مستور نہیں اور کسی نقص
اور قصور کی وجہ سے تیرے تقرب سے محروم نہیں ہوسکتی۔ میں تیری ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کا شمار منقطع
نہیں ہوتا جس کی قوت اور حالت تزائد کبھی فانی نہیں ہوتی۔ ہم تیری بزرگیوں کی انتہا کو نہیں جانتے
صرف اتنا جانتے ہیں کہ حی القیوم ہے نہ تو کبھی اونگھتا ہے اور نہ خواب غفلت میں سرشار ہوتا ہے کوئی
نظر اس مقام تک نہیں پہنچی جسے حق معرفت کہہ سکیں اور نہ کوئی فکر تیری کُنہ کا ادراک کرسکی۔ ہاں تو نے
تمام بصیرتوں کو معلوم کرلیا اور تمام عمروں کا احاطہ کرلیا (ہر ایک مدت بقائے عمر تیرے ہی علم میں ہے)
اور ہر ایک جنبش کرنے کو کامل اختیار اور پائے اقتدار کے ساتھ گرفت کرلیا۔ تیری مخلوقات میں ہم کس کس
چیز کو دیکھیں۔ اسکی عجیب و غریب صنعتوں پر جو تیری قدرت سے واقع ہوئی ہیں کہاں تک تعجب کریں
اس کی توصیف کہاں تک کریں کیونکہ وہ تو تیری زبردست سلطنت کا کرشمہ ہے۔ حالانکہ مخلوق میں سے
بہت سی چیزیں ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ ہماری آنکھیں انکے دیکھنے سے قاصر ہیں ہماری عقلیں اس کے
ادراک سے پہلے ہی منتہی ہو چکی ہیں ہمارے اور انکے درمیان میں پوشیدگیوں کے پردے حائل ہیں۔ اور وہ اشیاء اُن سے
زیادہ بزرگ اور عظیم القدر ہیں جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں۔ اب جو شخص اپنے قلب کو دوسرے اشغال سے فارغ کرلے
اپنی فکر و نظر کے ساتھ عمل کرے اور دیکھے کہ تو نے کیونکر اپنے عرش کو قائم کیا اور کس طرح اپنی مخلوق کو خلق کیا
اپنے آسمانوں کو کس طرح ہوا میں معلق کیا اور کیونکر متلاطم پانی پر اپنی زمین کو بچھایا تو بیشک اُسکی نظر تھک کر
واپس آئے گی عقل مغلوب ہوگی۔ قوت سامعہ سرگرداں ہوگی اور فہم و فراست کو حیرانی لاحق ہوجائیگی۔

ایک مقام پر اسی خطبہ میں ہے بندہ اپنے گمان میں دعوے کرتا ہے کہ وہ خدائیتعالے کی
رحمت کا امید وار ہے اس کا یہ گمان بالکل جھوٹ ہے۔ قسم خدائے بزرگ و برتر کی عجب بات ہے کہ اسکے
اعمال میں اسکی امید نہیں ظاہر ہوتی (دعوے تو یہ ہے کہ میں رحمت الٰہی کا امیدوار ہوں اور اعمال
میں کسی طرح کی اصلاح نہیں وہی بدکاریاں برابر قائم ہیں پھر کیونکر تسلیم کیا جائے کہ وہ رحمت الٰہی کا امیدوار
ہے) بندگان خدا! تم جھوٹ سے ڈرو۔ اس سے پرہیز کرو۔ اس لئے کہ ہر ایک امیدوار امید رکھنے والا ثواب کا
طلبگار رہتا ہے۔ اور ہر ایک خائف اس کی عقوبتوں سے بھاگنے والا جو شخص امید رکھتا ہے اعمال میں ہی

اسکی امید پہچانی جاتی ہے مگر لوگوں کا خداوند تعالےٰ سے امید رکھنا ان کے افعال پر نظر کرکے سخت معیوب معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک خوفِ بلا لوگوں کے اعمال سے تحقیق ہو جاتا ہے۔ مگر خوف خدا ہی متحقق نہیں۔ اسے یہ لوگ بازیچۂ طفلان سمجھ رہے ہیں (مقام تعجب ہے) کہ بندہ نہایت ہی امر بزرگ (ثواب آخرت) میں پروردگار سے امید رکھتا ہے اور بندگان صاحب دولت سے نہایت ہی چھوٹے کام میں۔ اس پر ان بندوں کو وہ چیزیں (مثل خضوع و خشوع و فرمانبرداری) عطا کرتا ہے جو خدا کو نہیں عطا کرتا۔ ایسے شخص نے پروردگار عالم جل شانہٗ کی شان کو کیا سمجھ رکھا ہے کہ بندوں کے واسطے جو اعمال (فرمانبرداری و اطاعت) کرتا ہے وہ اسکے لئے نہیں بجالاتا۔ کیا تو اس بات سے ڈرتا ہے کہ تیری خداوند عالم سے امیدواری جھوٹی ثابت ہو جائے۔ یا تو ایسا ہو جائے کہ پھر کہیں اپنے لئے امیدگاہ نہ دیکھے اور ایسا ہی امیدوار رحمت کی مانند وہ شخص ہے جو بندگان خدا میں کسی بندے سے خوف کرتا ہے تو اس بندے کو ایسی ایسی چیزیں (مثل فرمانبرداری و اطاعت) عطا کرتا ہے جو اپنے پروردگار کو عطا نہیں کرتا۔ ایسے شخص نے بندوں کے خوف کو تو نقد اور واقعی سمجھ لیا ہے اور اپنے خالق کے خوف کو محض ایک وعدہ اور امر احتمالی۔ ایسا ہی وہ شخص جسکی آنکھوں میں دنیا نہایت عظیم الشان بچ گئی ہے اور مقامات دنیا اس کے دل میں نقش ہو گئے ہیں وہ اطاعت خداوندی پر فرمانبرداریٔ دنیا کو اختیار کرتا ہے۔ خدا سے منقطع ہو کر دنیا کی طرف جا رہا ہے اور بالکل دنیا کا ہی غلام بن رہا ہے۔ بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے حالات تجھے پیروی کے لئے کافی ہیں۔ دنیا کی مذمت۔ اسکے عیب۔ اسکے کثرت قبائح۔ اسکی برائیوں اور اس کے مصائب کے لئے تیرے واسطے کافی دلیل اور برہان ہیں اس لئے کہ اطراف دنیا (مال و متاع دنیا) آپکی ذات مبارک سے علیحدہ کر لئے گئے اور اس کی وسعتیں اغیار کے لئے پھیلا دی گئیں (اس سے معلوم ہوا کہ دنیا نہایت ہی بری چیز ہے۔ ورنہ خداوند عالم اپنے محبوب کو اس میں سے کافی حصہ نہ دیتا؟) شیر خواری دنیا (لذات دنیا) حضرت کی ذات سے اٹھالی گئی اسکی زینتوں اور زیبائشوں میں سے کچھ بھی حصہ آپ کو نہیں دیا گیا۔ جناب موسےٰ علیہ السّلام نے ایک دفعہ فرمایا تھا پروردگارا! میں ہر ایک چیز میں جو کچھ خیر قلیل و

کثیر مجھ پر نازل کی ہے تیرا ہی محتاج ہوں اور قسم خدا کی موسٰے علیہ السلام نے صرف ایک روٹی کا سوال کیا تھا کیونکہ آپ اکثر بقولات ارضیہ پر ہی گزارہ کیا کرتے تھے اور ان بقولات کی سبزی دُبلے پن اور لاغری گوشت کے سبب شکم مبارک کے باریک پردے میں سے نظر آیا کرتی تھی۔ اب اگر تو چاہے اور تجھ سے ہو سکے تو اسی جناب کی پیروی کر۔ داؤد علیہ السلام جو نہایت ہی خوش آواز اور قاری اہل جنۃ تھے۔ خرما کی چھال کی زنبیلیں اپنے ہاتھ سے بُنا کرتے تھے اور اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ ان کے بیچنے میں تم میں سے کون میری کفایت کریگا (کون انہیں بیچکر لائیگا) اور انکی قیمت میں سے فقط ایک جَو کی روٹی کھایا کرتے تھے۔ اب اگر تیرا دل چاہے تو انہیں حضرت کی اقتدا کر۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام (وقت استراحت) پتھر کو تو اپنا تکیہ بناتے تھے اور ہمیشہ موٹا جھوٹا کپڑا پہنا کرتے تھے۔ بھوک اُن کے لئے نان خورش تھی۔ رات کے وقت کا چراغ اُنکے لئے قمر تھا۔ جاڑے کے موسم میں زمین کے مشرق و مغرب ان کے لیئے سائے کا کام دیتے تھے ان کے میوے اور خوشبوئیں وہی روئیدگی تھی جنہیں زمین چوپایوں کے لئے اُگاتی ہے نہ ان کی بیوی تھی جس کے سبب سے مفتون ہوں (فتنوں میں مبتلا ہوں) نہ اولاد رکھتے تھے جو انہیں محزون اور غمگین کرے۔ نہ مال دنیا تھا جو آخرت سے روگردان کردے۔ نہ انہیں کسی طرح کی طمع دامنگیر تھی جو ذلیل و خوار کردے۔ دونو پاؤں سواری کا کام دیتے تھے اور دونو ہاتھ خادم کا۔ اب اگر تیری مرضی ہو تو انہیں کا پیرو ہوجا۔

اور اے نادان شخص (کیوں کہیں جاتا ہے) اپنے طیب و طاہر نبی کی ہی پیروی کر۔ اس لئے کہ ہر ایک پیروی کرنے والے کو انہیں کی پیروی لازم ہے۔ اور جو شخص عزت کا طلبگار رہو اسے لازم ہو کہ اپنے ہی پیغمبر سے منسوب ہو جائے کیونکہ محبوب ترین بندگان خداوند عالم کے نزدیک وہی ہے جو اپنے اس پیغمبر کی تاسی اور پیروی کرنے والا۔ اور قدم قدم پر آپ کی متابعت کرنے والا ہو۔ اس لئے کہ آپ نے بقدر کفاف دنیا سے تناول کیا ہے۔ اور گوشۂ چشم عاریۃً بھی اسے سپرد نہیں کیا۔ (بھولے سے بھی اس دنیا پر نگاہ نہیں ڈالی) آپ بدن کے لحاظ سے دنیا میں سب سے زیادہ لاغر تھے اور از روئے شکم دنیا والوں میں سب سے زیادہ بھوکے تھے۔ دنیا آپ کے سامنے پیش کی گئی مگر آپنے اُسے قبول کرنے سے انکار

فرمایا اور جان لیا کہ پروردگار عالم نے اس چیز کو دشمن رکھا ہے۔ نہایت حقیر اور کوچک سمجھا ہے۔ لہٰذا آپ نے بھی اسے دشمن ہی رکھا۔ حقیر اور کوچک ہی سمجھا۔ اگر (خدانخواستہ) یہی بات ہم میں بھی ہوتی کہ جس چیز کو پروردگار عالم دشمن رکھتا ہے اسے دوست سمجھتے۔ اور جس چیز کو وہ کوچک سمجھتا ہے اس کی تعظیم کرتے تو ہمیں مخالفت خداوندی اور اس کے حکم کی نافرمانی کے لئے یہ بات کافی ہوتی۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی یہ حالت تھی کہ آپ فرش فروش اور میز کرسی بغیر زمین پر بیٹھکر کھانا کھاتے تھے اور اس طرح بیٹھا کرتے تھے جیسے غلاموں کی نشست ہوتی ہے۔ اپنے ہاتھ سے اپنا جوتا سی لیتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنا کپڑا دھوتے تھے۔ آپ ننگی پیٹھ والے استر پر سوار ہوتے تھے اور دوسرے شخص کو اپنے پیچھے بٹھالیا کرتے تھے۔ آپکے مکان کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا ہوا تھا اس میں کچھ تصویریں کھینچی ہوئی تھیں۔ اسے دیکھکر اپنی ازواج میں سے کسی ایک سے فرمایا کرتے تھے اس پردے کو میری نظر سے اوجھل کردو کیونکہ میں جب اسکی طرف دیکھتا ہوں تو دنیا اور اسکی زینتوں کو یاد کرتا ہوں۔ آپنے دلی تنفر کے ساتھ دنیا سے اعراض فرمالیا تھا اور اپنے نفس سے اس کی یاد کو بالکل بھلا رکھا تھا۔ آپ اس امر کو دوست رکھتے تھے کہ اس دنیا کی زینتیں آپ کی نگاہوں سے غائب ہو جائیں کہ مبادا اسکے حلّہ ہائے فاخرہ کی طرف توجہ ہو اسے آرام کا گھر خیال کر لیا جائے اور اس میں مقام کی امید رکھی جائے۔ لہٰذا آپنے اس دنیا کو اپنے نفس سے بالکل خارج کر دیا۔ اس کی دوستی کو اپنے قلب سے اٹھا دیا۔ اسے اپنی نگاہوں سے غائب کر دیا۔ اور ایسا ہی جو شخص جس چیز کو دشمن سمجھتا ہے وہ اس بات کو بھی دشمن خیال کرتا ہے کہ اسکی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جائے۔ یا اسکے سامنے اس کا ذکر ہو۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کیا تجھے دنیا کی برائیوں اور اسکے عیوب کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔ حالانکہ آپ مع اپنے خواص اور اہل کے اس دنیا میں بھوکے رہتے تھے اور اسکی آرائشیں بہ سبب بزرگی تقرب خدا آپ سے دور ہو گئی تھیں۔ اب ہر ایک عقلمند کو اپنی ہوش اور عقل سے کام لیکر دیکھنا چاہئے کہ آیا حضرت اس امر کو گرامی اور عزیز سمجھتے تھے یا ذلیل و خوار۔ اگر کوئی شخص کہے کہ توہین کرتے تھے تو قسم خدائے بزرگ و برتر کی وہ جھوٹا ہے اور اگر کہے کہ اسکا اکرام کرتے تھے تو جان لینا چاہئے کہ پروردگار عالم نے اسکے غیر کی اہانت کی ہے جبکہ دنیا کو اس

غیر کے لئے الجھا کر اپنے نزدیک ترین اور مقرب بندوں سے اسے دور کر دیا ہے۔

اب ہر ایک پیروی کرنے والے کو لازم ہے کہ وہ اپنے نبی کی پیروی کرے اسی کے قدم بقدم چلے اسی مقام میں داخل ہو جہاں وہ داخل ہوتا ہے۔ ورنہ ہرگز ہلاکت سے امان نہیں پائیگا اس لئے کہ پروردگار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کو عقوبتوں سے ڈرانے والا۔ جنّت کی بشارت دینے والا اور قیامت کے لئے ایک نشان مقرر فرمایا ہے۔ آپ دنیا سے ایسی حالت میں سدھارے ہیں جبکہ بھوکے تھے اور نہایت ہی سلامتی کے ساتھ آخرت میں وارد ہوئے ہیں۔ آپ نے (دنیا میں ٹھیرنے کے لئے) کبھی ایک پتھر کو دوسرے پتّھر پر نہیں رکھا (عمارتیں تعمیر نہیں کیں) حتےٰ کہ اپنے رستے پر گزر گئے۔ اور خداوند عالم کی طرف بلُانے والے (موت) کی آواز کو قبول کیا۔

خداوند عالم کا ہم پر کس قدر عظیم اور بزرگ احسان ہے کہ ہمیں ایسا انعام بخشا جو پیشوا ہونے کے قابل ہے تاکہ ہم اس کی متابعت کریں۔ وہ ہمارا پیشرو ہے تاکہ اس کے نقش قدم پر چلیں قسم خدا کی میں نے اپنے جُبّے میں اس قدر رفو کرایا ہے کہ اب مجھے رفوگر سے بھی شرم آتی ہے۔ ایک کہنے والے نے مجھ سے یہ کہا بھی کہ اسے اب کیوں نہیں پھینکدیتے۔ میں نے اسے جواب دیا۔ میرے سامنے سے دور ہو جا صبح[1] کے وقت رات کو بخیر وعافیت گزارنے والی قوم حمد وستائش کیا کرتی ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

پروردگار عالم نے محمد صلےّ اللہ علیہ وآلہ کو ایک روشن نور۔ ایک ظاہر برہان۔ ایک واضح شریعت اور ایک ہدایت کرنے والی کتاب کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اس کے اقربا بہترین اقربا ہیں۔ اسکا شجرہ بہترین اشجار ہے جسکی شاخیں (اہلبیت) نہایت ہی معتدل ہیں۔ انکے میوے (علوم) آویزاں ہیں۔ آپکا مولد مکہ معظمہ ہے اور مقام ہجرت طیبۂ مطہرہ۔ اسی مقام پر اسکا ذکر بلند ہوا اور اسی جگہ سے اسکی آواز

---

[1] یہ عرب میں ایک مثل ہے اور اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو حصول راحت کے لئے مشقتوں کا متحمل ہو حضرت کا مطلب یہ ہے کہ میری دنیاوی مشقتوں کے ثمرے آخرت میں ظاہر ہونگے ۱۲

اطراف دنیا میں پھیل گئی۔ خداوند عالم نے آپ کو حجۃ کافی موعظۂ شافی اور تلافی مافات کرنیوالی دعوت
کے ساتھ بھیجا۔ آپ کے سبب سے ان رستوں کو ظاہر کر دیا جو ناواقفیت کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔
آپ کے واسطے سے ان بدعتوں کا قلع قمع کر دیا جو دین الٰہی میں داخل ہو گئی تھیں اور حق و باطل میں
فیصلہ کرنے والے احکامات کو آپ کے سبب سے آشکارا کر دیا۔ اب جس کسی نے اسلام کے سوا کسی دوسرے
دین کو طلب کیا اس کی شقاوت ثابت ہو گئی۔ اسکی نجات کے حلقے توڑ ڈالے گئے ہیں۔ اسکی ذلتیں اور
خواریاں نہایت عظیم ہیں۔ ایک طویل و دراز اندوہ اور ہلاک کرنے والا عذاب اس کا مرجع بنگیا
ہے۔ میں خدا پر توکل کرتا ہوں۔ مجھے اعتماد ہے کہ میری بازگشت اسی کی طرف ہوگی۔ میں اس سے
ایسے رستہ کا طلبگار ہوں جو بہشت تک پہنچا دے اور اسکی رضامندی کے مقام تک سیدھا
جاتا ہو۔ بندگان خدا! میں تمہیں تعریف خدا اور اطاعت خدا کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ
باتیں بروز فردا باعث نجات ہیں اور ہمیشہ کے لئے نجات دینے والی ہیں۔ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ نے لوگوں کو ڈرایا اور اس میں نہایت سعی بلیغ کی۔ آپ نے اطاعت خدا کی تحریص و
ترغیب دلائی اور کامل طور سے دلائی۔ دنیا اور اس کے انقطاع اس کے زوال اس کے انتقال
کو تمہارے سامنے کما حقہ بیان کیا۔ اب تم ان چیزوں سے اعراض کرو جو اس دنیا میں تمہیں
خوشگوار معلوم ہوتی ہیں کیونکہ اس کے مال و متاع میں سے بہت ہی تھوڑی چیز (کفن) تمہاری
مصاحبت کریگی۔ یہ مکان غضب خداوندی سے نہایت ہی نزدیک ہے اور خوشنودی الٰہی سے
منزلوں دور ہے۔ بندگان خدا! تم اس دنیا کے آلام اس کے اشغال سے اپنے نفسوں کو باز رکھو
کیونکہ تم نے اس کی جدائی کا یقین کر لیا ہے اور اس کے تغیر حالات کو اچھی طرح جانتے ہو۔ تم اس
دنیا سے اس طرح حذر کرو جیسا کہ تمہارا ناصح مشفق (امام) اور ہدایت میں طرح طرح کی ایذائیں
اٹھانے والا حذر کر رہا ہے۔ تم عبرت حاصل کرو کیونکہ تم نے اپنے سے پہلے زمانہ والوں کی قبروں کو
دیکھا ہے۔ ان کے وہ اعضا جو باہم وصل تھے اب جدا جدا پڑے ہیں۔ ان کے کان ان کی
آنکھیں بالکل نیست و نابود ہیں۔ ان کی عزت ان کی بزرگی بالکل جا چکی ہے۔ انکی نعمتیں اور

خوشحالیاں قطع ہو چکی ہیں ان کا اولاد کے قریب رہنا فقدان اولاد سے بدل دیا گیا ہے۔ بیویوں کے ساتھ مصاحبت مفارقت ازواج سے بدل چکی ہے۔ اب نہ وہ (اولاد و ازواج کے سبب سے) ایک دوسرے پر فخر کر سکتے ہیں نہ انہیں نسل بڑھانے کی خواہش ہے۔ نہ ایک دوسرے کی زیارت کے خواہشمند ہیں۔ نہ ایک دوسرے کی ہمسائگی کا دم بھرتا ہے۔ بندگان خدا! تم اس طرح ڈرو جیسے اپنے نفس امارہ پر غالب آنے والا۔ اپنی خواہشات کو روکنے والا۔ اور عقل و ہوش کے ساتھ کام کرنے والا ڈر رہا ہے کیونکہ امر دین واضح و آشکار ہے۔ ہدایت کی نشانی قائم ہے نجات کا رستہ نمایاں ہے اور خدا کی راہ بالکل سیدھی ہے۔

کلام امام علیہ السلام

ایام خلافت ظاہری میں ایک شخص نے حضرت سے سوال کیا کہ اس مقام خلافت کے سزاوار تو آپ ہی تھے پھر کیونکر قوم نے آپ کو اس مقام سے علیحدہ کر دیا۔ حضرت نے جواب میں فرمایا۔ اے قبیلۂ بنی اسد کے بھائی! بیشک تیرے مرکب کا تنگ ڈھیلا ہے (تیری معلومات بہت قلیل ہیں تھوڑے سے شبہ سے دانائی اور حکمت کی رکابوں سے تیرے پاؤں نکل جائینگے) تو صواب و سداد کے برخلاف رستوں کی طرف مہار اٹھا رہا ہے (وہ سوال کر رہا ہے جس کا موقع اور مصلحت نہیں۔ اس لئے تو مستحق جواب تو نہیں) لیکن چونکہ تجھے احترام خویشی حاصل ہے (رسول خدا کی بیوی جناب زینب بنت جحش قبیلۂ بنی اسد سے تھیں بدیں وجہ رسول خدا اس قبیلہ کے خویش ہیں) تجھے سوال کرنے کا حق بھی حاصل ہے (کیونکہ تو جاہل ہے اور جاہل کو طلب علم لازم ہے) اور تو علم کا طالب ہو رہا ہے۔ لہٰذا اب معلوم کر حالانکہ از روئے نسب میں سب سے اعلےٰ ہوں اور از روئے رشتہ کے رسول خدا سے نہایت ہی قریب بلکہ پیوست ہوں پھر مجھ پر بلند ہونے کی آرزو کرنا ظاہر ہے کہ اس قوم کے نفوس نے بخل اختیار کیا۔ حق بہ حقدار نہ پہنچایا۔ اور ایک دوسرے گروہ (اہلبیت) نے اپنے نفسوں پر سخاوت کو اختیار کیا (مصلحت وقت دیکھ کر ان سے متعرض نہ ہوئے) کہ حق و باطل میں حکم کرنے والا خدا وند عالم ہی ہے۔ قیامت کے روز اسکے حکم کی طرف

رجوع ہو گی تو اس غارت[۱] کی حالت کو چھوڑ دے جس کے اطراف میں بہت سی فریادیں بلند ہو چکی ہیں (خلفائے گزشتہ کے غصب سے قطع نظر کر) اب اس ابن ابوسفیان کی شان بزرگ دیکھو (جو خلافت کا مدعی ہو رہا ہے) مجھے رُلانے کے بعد اس زمانہ نے (معاویہ کی حالت پر تعجب دلا دلا کر ہنسا دیا۔ اور اگر دیکھا جائے تو قسم خدا کی یہ کوئی تعجب کا مقام بھی نہیں (کیونکہ دنیا کا شیوہ یہی ہے کہ ہمیشہ حق کی خلاف ہو اور امر ناحق کی پرورش کرے) مگر میں پھر اس ابن ابوسفیان کی اس حالت پر تعجب کرتا ہوں

---

[۱] یہ امرء القیس کا ایک شعر ہے جس کا پہلا مصرعہ حضرت نے لیکر دوسرے مصرعہ کی جگہ معاویہ کا حال چسپاں فرما دیا۔ پورا شعر یہ ہے ۔ ودع عنك نهبا صيح في حجراته ؛ ولكن حديث ما حديث الرواحل۔ اسکا قصہ یہ ہے کہ امرء القیس اپنے باپ کے قتل ہونے کے بعد انتقام کے لئے روانہ ہوا اور بنی جدیلہ میں سے ایک شخص مسمّے طریف کے پاس پہنچا وہ بہت اعزاز و اکرام سے پیش آیا۔ اس نے اُس کی بہت کچھ مدح کی اور اسی کے پاس ٹھیرا۔ پھر کچھ سوچ کر کہ شاید اس شخص کے پاس رہکر مجھے کچھ عزت و آرام حاصل ہو جائے اور میں قصاص کو بھول جاؤں وہاں سے چلدیا۔ اور پوشیدہ طور پر خالد نامی اپنے ایک دوست کے پاس پہنچا۔ یہ دیکھکر بنی جدیلہ اُس پر چڑھ دوڑے اور اس کے تمام اونٹ پکڑ لے گئے۔ جب خالد کو یہ خبر پہنچی تو کہا امراء القیس سے کہ وہ ناقے جن پر تو نے اپنا اسباب لاد رکھا ہے مجھے دے تاکہ بنو جدیلہ کے پاس جا کر تیرے اونٹ واپس لے آؤں۔ اس نے دیدئے۔ وہ ناقے لیکر روانہ ہوا اور بنی جدیلہ سے جا کر کہا کہ تم نے اس شخص کے اونٹ کیوں لے لئے جو میری پناہ میں ہے۔ انہوں نے جواب دیا غلط ہے وہ تیری پناہ میں نہیں۔ خالد نے کہا قسم خدا کی وہ میری پناہ میں ہے دیکھو یہ اس کے ناقے میرے پاس موجود ہیں۔ بنی جدیلہ نے یہ دیکھکر وہ ناقے بھی اس سے چھین لئے۔ امراء القیس کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو قصیدہ نظم کیا جسکا ایک یہ شعر ہے مطلب جس کا یہ ہے کہ ان اونٹوں کی غارتگری کے ذکر کو تو چھوڑ دے جنکے اطراف میں بہت سی فریادیں بلند ہو چکی ہیں غارتگروں نے ان کے لوٹتے وقت بہت کچھ شور مچایا ہے مگر اب تو اس تازہ بتازہ بات کو سوچ کہ ان ناقوں کی حدیث کیسی عجیب و غریب ہے۔ چُپ چُپاتے لیکر چلتے بنے کسی کو کانوں کان بھی خبر نہوئی ایسا ہی حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ ان پچھلے اتلاف حقوق کا ذکر چھوڑ دے کیونکہ غاصبوں نے غصب کرتے وقت بہت کچھ شور مچایا ہے کہیں سقیفۂ بنی ساعدہ میں دھینگا مشتی ہوئی کہیں استخلاف پر جھگڑے ہوئے۔ کہیں شورے کا شور مچا۔ اب تو ان معاویہ صاحب کی طرف دیکھو کہ کیا مزے سے چُپکے چُپکے خلافت کے لئے ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں ۱۲

کہ اپنی کارروائیوں سے تعجب کو برطرف کرتا ہوا کجی اور اپنی طرف کو زیادہ ہی کئے جاتا ہے۔ قوم مخالفین نے خدا کے نور (احکام و معارف خدا) کو اسکے چراغ (پیغمبر و اہلبیت) سے بجھانے کا قصد کیا۔ فوّارہ علم کو اسکے چشمے سے اچھلنے سے روکا۔ اپنے اور میرے درمیان ہلاکت اور وبا کا پیدا کرنے والا پانی آمیختہ کر دیا (فتنہ آمیز جنگ و جدل قائم ہوئی) اگر ہم سے اور ان سے ان بلاؤں کے رنج والم دور ہو جاتے تو میں انہیں خالص حق پر قائم کر دیتا۔ اور اگر ان سے اس کے برخلاف صادر ہو تو پھر تو ایسے لوگوں کی گمراہیوں پر حسرت و افسوس کر کے اپنی نفس کو ہلاک نہ کر کیونکہ جو کچھ یہ لوگ عمل کرتے ہیں پروردگار اس سے واقف ہے۔ انہیں خاطر خواہ جزا ملجائے گی۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے زیبا ہے جو بندوں کا خالق ہے۔ وہ فرش رحمت کا بچھانے والا۔ زمین پست و ہموار میں پانی جاری کرنے والا۔ مقامات بلند کا ظاہر کرنے والا نہ اُسکی اولیت کے لئے کوئی ابتدا ہے نہ اسکی ازلیت کے واسطے انقضا۔ وہ اوّل ہے جسکی ابتدا نہیں وہ باقی ہے جسکی انتہا نہیں۔ پیشانیاں اس کے سجدوں میں مصروف ہیں اور لبوں پر اسی کی وحدت کا کلمہ جاری ہے۔ اس نے خلقت کو پیدا کر کے ایک حد اور ایک ہیئت اُس کے لئے مقرر کر دی اور اپنے آپ کو اس کی مماثلت و مشابہت سے علیحدہ رکھا۔ عقول و اوہام تعریف ذاتی و صفی اور حرکات و تغیرات ذاتیہ و صفتیہ کے ساتھ اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ نہ اعضا و آلات قوائے ظاہری و باطنی کی مدد سے اس کی انتہا کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب ہوا۔ کس زمانے میں ہوا۔ نہ اس کے لئے یہ لفظ زبان سے نکل سکتے ہیں کہ وہ کب تک رہیگا۔ وہ ظاہر ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کس چیز سے ظاہر ہے وہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہا جا سکتا کہ کس شے میں پوشیدہ ہے۔ وہ کوئی بدن نہیں جو نیست و نابود ہو وہ کسی پردے میں پوشیدہ نہیں۔ جو محاط ہو جائے ڈھانکنے والی رات۔ ٹھیری ہوئی تاریکی۔ اس پر مہتاب کا ایک جانب سے دوسری طرف گردش کرنا۔ اس کے بعد نورانی آفتاب کا چمکنا۔ پھر غروب و طلوع۔ زمانہ کی گردشیں سامنے آنے والی رات کے پیش نظر ہونے اور روگردانی کرنے والے دن کی روگردانی کے سبب سے

تغیر اوقات۔ ان سب حالتوں میں بندگان خدا میں سے کسی بندہ کا اپنے پوشیدہ خیالات کو انبساط دینا۔
کسی بلند زمین کا نگاہوں سے نزدیک ہونا۔ کسی لفظ کا مُنہہ سے نکلنا۔ ایک لحظہ بھر کے لئے کسی چیز
کی طرف دیکھنا یہ سب امور اس عالم و دانا سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ وہ ہر ایک غایت اور
مدّت سے پہلے ہے (کوئی شخص انتہا اور مدت اس کے لیے مقرر نہیں کرسکتا) وہ ہر ایک احصا و شمار سے
قبل ہے (کوئی شخص اس کی ابتدا و انتہا کو شمار نہیں کرسکتا) یہ حد مقرر کرنے والے لوگ جو اسکی صفت مقدار
مقرر کرتے ہیں اسکے اقطار[۱] کی انتہا قرار دیتے ہیں۔ اس کے لئے مسکنوں میں جگہ قائم کرتے ہیں اسے مکانات
میں متمکن بتاتے ہیں۔ اسکی شان ان سب باتوں سے ارفع و اعلیٰ ہے (کیونکہ یہ خسیس اوصاف ممکنات
سے تعلق رکھتے ہیں۔ واجب الوجود کو اس سے کیا علاقہ) اس قسم کی تعریف اور حد تو مخلوق ہی کے لئے
معین ہے اور اس (خدا) کے غیر کی طرف منسوب ہے۔ اس نے اپنی ازلیت کے اصول اور ابدیت کے
اوائل سے بغیر علت اور مبدا کے خلقت کو پیدا نہیں کیا (ہر ایک شئ کی علت اور ہر ایک چیز کا وہ خود مبدا
ہے) بلکہ جس طرح اس نے چاہا خلقت کو پیدا کیا۔ اسکی حدیں صفتیں اور ہیئتیں مقرر کردیں جس نقش کا ارادہ
کیا اسے کھینچ دیا اور اسکی صورت میں سو سو حسن بھر دئے۔ کوئی شئ (ممکنات میں سے) ایسی نہیں ہے جو اسکے
ارادے سے سرکشی کرسکے اور نہ کسی چیز کی اطاعت سے اسے کچھ نفع پہنچتا ہے۔ اسے گزرے ہوئے مُردوں
کا ایسا ہی علم ہے جیسے ان باقی ماندہ موجودہ زندوں کا۔ وہ چیزیں جو بلند اور رفیع آسمانوں میں ہیں ان پر
اس کا علم ایسا ہی حاوی ہے جیسا کہ زمینوں کی تہ میں چھپی ہوئی اشیاء پر۔

بعض جگہ اسی خطبہ میں ہے اے مخلوق مستوی الخلقۃ اور رحم مادر کی تاریکیوں اور تہ بتہ پردوں
میں رہنے والی جنیندہ مٹی سے تیری ابتدا کی گئی ہے۔ پھر تجھے ایک مقدار معلوم اور مدّت مقسوم تک
ایک مکان اور قرارگاہ میں رکھا گیا ہے۔ تو ایک جنین کی حالت میں شکم مادر میں مکین تھی۔ نہ تو کسی
بلانے والے کو جواب دیتی تھی نہ کسی آواز کو سن سکتی تھی۔ پھر تجھے اس قرارگاہ سے ایسے مکان کی طرف
نکالا گیا جسے تو نے کبھی نہ دیکھا تھا تو اس کے منافع کے رستوں کو بالکل نہ جانتی تھی۔ اب بتا کس شخص
نے تجھے تیری ماں کی چھاتیوں سے غذا حاصل کرنے کی ہدایت کی اور کس شخص نے حاجت کے وقت تجھے

[۱] اقطار جمع قطر ۱۲

تیری خواہش اور تیرے ارادے کے مقامات تعلیم کر دئے۔ بیشک بیشک شناسائی خالق بہت دور ہے۔ جو شخص اپنے صفات و حالات و آلات کے ادراک سے عاجز ہے وہ اپنے خالق کی صفات کی پہچاننے سے عاجز ہے۔ اور نہایت ہی امر بعید ہے کہ وہ مخلوق کی صفات پر قیاس کر کے اوصاف خالق تک رسائی حاصل کرے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

جب خلیفہ ثالث کے عہد میں کھلم کھلا شرع کی مخالفت ہونے لگی تو لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے اور خلیفہ صاحب کی ان ناپسندیدہ حرکات کی شکایت کی اور درخواست کی کہ آپ ہی ان حضرت کو سمجھائیں تو آپ خلیفہ صاحب کے پاس گئے اور فرمایا۔ لوگ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں اور مجھے اپنے اور تیرے درمیان سفیر بنا کر بھیجا ہے۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ تجھ سے کیا کہوں؟ میں اس چیز کو نہیں جانتا جس سے تو جاہل ہو۔ میں کسی ایسے امر پر تجھے رہنمائی نہیں کرتا جسے تو نہ پہچانتا ہو۔ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہی تو بھی جانتا ہے۔ ہم نے کسی چیز میں تجھ پر سبقت نہیں کی جس سے تجھے خبردار کریں۔ ہم تجھ سے کسی امر میں جدا نہیں۔ جو اسے تجھ تک پہنچائیں۔ بیشک جو کچھ ہم نے دیکھا ہے وہی تو نے بھی دیکھا ہے۔ جو کچھ ہم نے سنا ہے وہی تو نے بھی سنا ہے۔ جیسا ہم نے رسول کی مصاحبت کی ہے ویسی ہی تو نے بھی کی ہے۔ ابن خطاب اور ابن ابی قحافہ عمل حق میں تجھ سے اولے و افضل نہیں ہیں۔ تو رسول اللہ سے ازروئے وصلت خویشی بہ نسبت ان دونو کے قریب تر ہے۔ تو دامادی پیغمبر کے اس رتبہ پر پہنچا ہوا ہے جس تک یہ دونو نہیں پہنچے۔ اب تو اپنے نفس کے بارے میں خدا سے ڈر۔ خوف خدا سے کام لے۔ قسم خدا کی تو ایسا نہیں کہ اندھے پن سے تجھے بینا کیا جائے اور جہالت سے دانا بنا دیا جائے۔ تحقیقاً طریقہ حق واضح و آشکار ہیں۔ دین کی علامتیں قائم ہیں اور البتہ قائم ہیں۔ تو خوب جان لے کہ پروردگار عالم کے نزدیک افضل بندگان امام عادل ہے جو ہدایت یافتہ ہو اور لوگوں کو ہدایت کرے۔ سنت معلومہ کو قائم کرے۔ بدعات مجہولہ کا قلع قمع کر دے۔ اور سنتیں جس قدر ہیں وہ سب روشن اور آشکار ہیں۔ ان کے لئے نشانیاں مقرر ہیں۔ علےٰ ہذا بدعتیں بھی ظاہر

ہیں اور انکے لیے بھی علامتیں مقرر ہیں اور شریر ترین مردم خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو ظالم پیشوا ہو۔ گمراہ ہو۔ لوگ اسکے سبب سے گمراہی میں مبتلا ہوں۔ طریقۂ ماخوذۂ پیغمبر کو زائل اور برطرف کردے۔ بدعات متروکہ کو ازسرنو زندہ کرے۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے روز ظالم پیشوا اس طرح لایا جائیگا کہ نہ تو اسکے ساتھ کوئی مددگار ہوگا نہ کوئی عذر کرنے والا۔ وہ جہنم میں ڈالدیا جائیگا۔ اور جہنم میں گر کر اس طرح گردش کریگا جیسے چکی گردش کیا کرتی ہے۔ پھر اسے قعر دوزخ سے بستہ کردیا جائیگا۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تو خدا سے ڈر کر جواب دے۔ کیا تو اس امت کا امام مقتول ہونا پسند کرتا ہے کیونکہ رسول خدا کا ارشاد ہے کہ اس امت کا وہ امام مقتول ہوگا جو قیامت تک کے لیے اس امت پر قتل و قتال کے دروازے کھول دیگا۔ اس کے امور کو مشتبہ کردیگا۔ اس میں فتنہ و فساد کو ثابت اور قائم کریگا۔ لہذا یہ لوگ حق و باطل میں (اس پیشوا کی بدولت) تمیز نہ کرسکیں گے۔ یہ ان فتنوں کو ایک دوسرے پر ڈالیں گے اور ان میں بالکل مخلوط ہوجائیں گے۔ اب تو اس مروان (انکے منشی اور وزیر) کے لیے چوپایوں کا گلّہ نہ بن کہ تیری اس بزرگیٔ سن اور اس طوالت عمر پر تجھے جہاں چاہے ہنکا لیجائے۔ یہ سنکر خلیفہ صاحب نے جواب میں فرمایا آپ ان لوگوں سے کہدیجئے کہ مجھے اتنی مہلت دیدیں کہ میں ان کے مظالم سے نکل سکوں (تلافی مافات کردوں) حضرت نے فرمایا۔ مدینہ میں جو کچھ بیت المال میں موجود ہے اس کے لیے مہلت کی ضرورت نہیں (ابھی ابھی مستحقین کو تقسیم کردے) اور جو مال یہاں سے غائب ہے (دوسرے صوبوں میں پڑا ہوا ہے) اس کے لیے اتنی مہلت کافی ہے کہ تیرا حکم وہاں تک پہنچ جائے (تیرے عامل اگر تو حکم دیگا تو وہاں تقسیم کردینگے)۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

خلقت طاؤس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ پروردگار عالم نے اپنی مخلوقات ذی روح و غیر ذی روح و ساکن و متحرک کو نہایت عجیب و غریب طریقہ سے پیدا کیا۔ اپنی لطیف و پاکیزہ صنعت اور عظیم الشان قدرت پر روشن اور ظاہر دلیلیں قائم کردیں عقلیں اسکی صنعتوں اور قدرتوں کا

اعتراف کرتی ہوئی اس کی مطیع و فرمانبردار ہو رہی ہیں۔ اسکے وجود کا اقرار کر رہی ہیں اور ہمارے کانوں میں
اسکی وحدانیت کی دلیلوں کو نہایت زور شور سے پھونک دیا ہے۔ وہ روشن دلیلیں جو اس نے قائم
کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مختلف صورتوں والے پرندوں کو خلق کیا۔ انہیں زمین کے
شگافوں وسیع فراخ رستوں میں واقع ہونے والے رخنوں اور مضبوط و ثابت پہاڑوں میں ساکن
کیا۔ ان کے پر و باز و مختلف بنائے۔ ایک دوسرے سے نہ ملنے والی ہیئتیں انہیں عنایت کیں۔
تسخیر کی مہاریں ان پر تصرف کر رہی ہیں (وہ اپنے خالق کے حکم کی فرمانبردار ہیں) اور وہ وسیع و
فراخ کرۂ باد کے شگافوں اور فضائے کشادہ میں اپنے بازوؤں کو حرکت دینے والے ہیں وہ پہلے
نیستی کے پردوں میں چھپے ہوئے تھے۔ انہیں خلق کیا اور عجیب و غریب صورتوں کے ساتھ خلق
کیا۔ انہیں حقائق مفاصل سے مرکب کیا جو گوشت میں پوشیدہ رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض کو
اسکی ضخامت و جسامت خلقت کی وجہ سے بلندی کی طرف اور کرۂ ہوا میں نہایت تیزی کے
ساتھ پرواز کرنے سے روک دیا۔ فقط اس قدر اجازت دیدی کہ وہ اپنے پروں کو اچھی طرح
حرکت دے سکے۔ اور اپنی لطیف و پاکیزہ قدرت اور دقیق و باریک صنعت سے کام لیکر مختلف
الالوانی کے ساتھ منتظم کر دیا۔ ان میں سے بعض ایک ہی رنگ کے قالب میں ڈھلا ہوا ہے۔ اور
اس میں کوئی دوسرا رنگ مخلوط نہیں جس میں اسے غوطہ دیا گیا ہو (بالکل یک رنگ ہی سیاہ یا سفید)
اور ان میں سے بعض یک رنگی کی کیفیت میں تو ڈوبا ہوا ہے مگر اس کے برخلاف دوسرے رنگ کا طوق
اسے پہنا دیا گیا ہے اور سب جانوروں میں خلقت کے لحاظ سے نہایت ہی عجیب و غریب طاؤس ہے
جسے پروردگار عالم نے نہایت ہی مضبوط تعدیل و مساوات اعضا کے ساتھ خلق کیا ہے اور اسکے
رنگوں کو نہایت ہی حسن کے ساتھ ایک دوسرے پر ترتیب دیا ہے اسے پر عنایت ہوئے ہیں جن کی
جڑیں ایک دوسرے میں داخل ہیں۔ اسے دُم عطا ہوئی ہے جس کے کھینچنے کی جگہ دراز کردی گئی
جب وہ اپنی مادہ کے پاس آتا ہے تو اپنی لپٹی ہوئی دم کو پھیلا لیتا ہے۔ اسے بلند کرتا ہے وہ اسکے
سر پر سایہ کر لیتی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کشتی کا بادبان ہے اور کسی ملاح نے اس بادبان کو

حرکت دی ہے۔ وہ اپنے طرح طرح کے رنگوں پر ناز کرتا ہے۔ وہ اپنی حرکات میں خوش خرامی دکھاتا ہے۔ وہ مرغ کی مانند جماع کرتا ہے اور نہایت ہی قوی الشہوۃ نر کی طرح آلات نری سے مباشرت کرتا ہے اور جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ طاؤس ایک آنسو کے ساتھ جماع کرتا ہے جسے اسکی آنکھیں گراتی ہیں اور وہ پلک کے کناروں پر ٹھیر جاتا ہے اسکی مادہ اس آنسو کو پی لیتی ہے اور بغیر نر سے جماع کئے فقط اسی آنسو کے پینے سے انڈا دیتی ہے تو یہ گمان اس سے عجیب تر تو نہیں کہ کوّے کی نسبت کیا جاتا ہے (جیسا کہ عوام میں مشہور ہے کہ یہ جماع نہیں کرتا بلکہ اپنی مادہ کی چونچ سے چونچ ملا کر تھوڑا سا پانی جو سنگ دانہ میں جمع ہوتا ہے اسکے مُنہہ میں گرا دیتا ہے اور وہ اس پانی کو پیکر انڈا دیدیتی ہے) کیا تو خیال کرتا ہے کہ اس کے پروں میں چھپی ہوئی استخوان چاندی کے دندانے ہیں۔ یہ عجیب وغریب دائرے جوان پر اُگے ہوئے ہیں کیا تیرا خیال ہے کہ یہ خالص سونے کے حلقے ہیں! زبرجد کے ٹکڑے ہیں! اگر تو انہیں زمین کی روئیدگی کے ساتھ تشبیہ دے تو یہی کہے گا کہ ہر ایک بہار کے مختلف شگوفوں کا ایک گلدستہ بنالیا گیا ہے۔ اور اگر پوشش سے مشابہ کیا جائے تو پھر یا تو زربفت کے ٹکڑے ہیں یا نہایت ہی خوب اور خوش آیند یمنی چادر۔ اور اگر زیوروں سے تشبیہ دیجائے تو وہ ان نگینوں کی مانند ہے جن میں طرح طرح کے رنگ بھرے ہوئے اور نقرہ مرصع بجواہر میں جڑے ہوئے ہوں۔ وہ نہایت ہی ناز وانداز کے ساتھ خوشخرامی میں مصروف ہوتا ہے۔ اپنی دُم اپنے پروں کو دیکھکر اپنے پیرہن کی خوشرنگیاں اس کا حسن وجمال اور اسکے نقش ونگار ملاحظہ کرکے قہقہہ مار کر ہنستا ہے۔ مگر جس وقت اسکی نظر اپنے پاؤں پر جا پڑتی ہے تو ایک ایسی آواز نکالتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب کسی فریاد رس کے سامنے اپنا درد دل اظہار کریگا۔ اور اپنے سچے درد کی شہادت دیگا۔ کیونکہ اس کے پاؤں سیاہ ہیں اور اس مرغ کے پاؤں کی مانند ہیں جو نہ سیاہ ہو نہ سفید۔ اسکی پنڈلی کی ہڈی سے ایک پنہاں خار نکلا ہوا ہے۔ اس کی یال کے مقام پر سبز اور منقش بالوں کے گچھے کے گچھے نظر آرہے ہیں۔ اسکی گردن کا مخرج کیسا چمکیلا ہے۔

اسکی گردن کے جوڑ سے لیکر شکم تک ایک رنگ ہے جیسے یمنی وسمہ کا رنگ ہوتا ہے۔ یا لباس حریر ہے جو پہنایا گیا ہے درآنحالیکہ وہ ایک صیقل شدہ آئینہ ہے۔ اور گویا ایک سیاہ چادر کو اپنے اوپر لپیٹ لیا گیا ہے۔ مگر یہ کہ اسکی رنگت کے پانی کی کثرت اور شدت براقیت و درخشندگی سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چمکدار سبزہ اسکے ساتھ مخلوط ہے۔ اسکے کان کے شگاف کے برابر ہی باریکی سر قلم کی مانند ایک سفید خالص خط بابونہ کی رنگت میں قائم ہے۔ وہ خط سفید باوجود اس کے کہ اس سیاہی میں ملا ہوا ہے جو اس جگہ موجود ہے مگر پھر بھی چمک رہا ہے۔ بہت کم رنگ ہونگے جن سے اس طاؤس نے کوئی حصہ نہ لیا ہو۔ اس نے ہر ایک رنگ سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیا ہے اور پھر اپنی صفائی اپنی براقیت اپنے لباس دیبا کے پروں کی درخشندگی اور اسکی خوش آئیندگی کے ساتھ اس رنگ کو ظاہر کیا ہے۔ اسکے پر ایسے ہیں جیسے بکھرے ہوئے شگوفے جنھیں نہ تو فصل بہار کی بارشوں نے پرورش کیا ہے نہ گرمیوں میں چمکنے والے آفتاب نے۔ اور کبھی وہ اپنے پروں سے برہنہ بھی ہو جاتا ہے (اسکے پر گر پڑتے ہیں) اور اپنے لباس سے عریاں رہجاتا ہے۔ اس کے پر یکے بعد دیگرے گرتے ہیں اور اسی طرح پے در پے نکل آتے ہیں۔ وہ اپنی جڑوں سے اس طرح گر پڑتے ہیں جیسے درختوں کی ٹہنیوں سے پتے پھر قوت نامیہ کے فیضان سے اسی حالت کو پہنچ جاتا ہے جیسا کہ پر گرنے سے پہلے تھا اور اس دوبارہ پیدائش میں نہ تو پہلے رنگوں کی مخالفت ہوتی ہے نہ کوئی رنگ اپنے مقام سے دوسری جگہ واقع ہوتا ہے اگر تو اس کے پروں کی جڑ کے بالوں میں سے کسی بال کو غور سے دیکھے تو ایک مرتبہ تو تجھے گل سرخ کی سی سرخی نظر آئیگی۔ دوسری دفعہ زمرد کی سبزی معلوم ہوگی اور پھر جو دیکھو تو کندن کی زردی بھی موجود ہے۔ اب گہری فکریں اور ہر ایک چیز کی تہ کو معلوم کر لینے والی عقلیں کیونکر اس جانور کے اوصاف بیان کرنے تک پہنچ سکتی ہیں اور کس طرح اس کی انتہا تک رسائی ہو سکتی ہے وصف کرنے والوں کے اقوال اس کے اوصاف کے موتیوں کو کیونکر سلک نظم میں پرو سکتے ہیں حالانکہ اسکے اجزا (پر و بال و استخوان و گوشت و پوست وغیرہ) بہت تھوڑے ہیں پھر بھی اوہام کو ادراک سے اور زبانوں کو اوصاف بیان کرنے سے عاجز کر رکھا ہے۔ سبحان اور منزہ ہے وہ خدا جس نے اپنی

مخلوق کے اوصاف سے عقول کو مقہور کر دیا۔ حالانکہ اس مخلوق کو آنکھوں کے سامنے ظاہر کر دیا ہے وہ اسے دیکھ رہی ہیں کہ مخلوق حدود ذاتی کے ساتھ محصور ہے۔ عدم سے وجود میں آئی ہے۔ اعضا و جوارح سے مرکب ہے۔ اس میں رنگتیں بھی موجود ہیں مگر پھر اسکا وصف بیان نہیں ہو سکتا۔ علیٰ ہذا زبانوں کو بھی اسکے اوصاف کی تلخیص سے عاجز کر دیا ہے اور اسکی توصیف کے درجہ تک پہنچنے نہیں تھکا کر بٹھا دیا ہے تسبیح اور تنزیہ کے قابل وہی معبود ہے جسنے مچھلیوں اور ہاتھیوں سے لیکر چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں اور چھوٹے چھوٹے مچھروں کے پاؤں کو مضبوط اور محکم کر دیا اور اپنی ذات سے یہ عہد وابستہ کر لیا ہے کہ وہ بدن جن میں روح پھونکی گئی ہے ان میں سے کوئی حرکت نہ کرے مگر یہ کہ موت اسکے لئے وعدہ گاہ بنائی گئی ہے اور آخر کار اس دنیا سے نیست و نابود ہو جانا اسکے لئے مقرر کر دیا گیا ہے بعض جگہ اسی خطبہ میں بہشت کی تعریف میں فرماتے ہیں اگر تو اپنے دل کی آنکھوں سے کام لے اور اس چیز کو دیکھ لے جسکی تیرے سامنے تعریف بیان کی جاتی ہے تو بیشک تیرا دل ان عجیب و غریب چیزوں سے ہٹ جائے جو لذات و خواہشات دنیوی کی صورت میں دنیا کی طرف نکالی گئی ہیں تو کبھی اسکی ظاہری زینتوں پر مائل نہو۔ وہ درخت جنکے ریشے صاف و شفاف نہروں کے کناروں پر مشک کے ڈھیروں میں پنہاں ہیں۔ وہ انکی نرم و نازک اور سخت شاخیں اور ان شاخوں میں تر و تازہ موتیوں کے خوشوں کی آویزش۔ ان میوہ ہائے مختلفہ کا اپنے شگوفوں کے غلاف سے نکلنا۔ اگر ان باتوں میں تامل سے کام لے اور ان درختوں کی جنبشوں کا تصور کرے تو تیرا نفس دنیا سے بالکل غافل ہو جائیگا یہ میوے بغیر کسی مشقت کے چنے جاتے ہیں اور چننے والے کی خواہش کے موافق اسکے تصرف میں آتے ہیں۔ اس جنت میں داخل ہونے والوں کے لئے مکانات و قصور کی فضا میں عسل مصفیٰ اور شراب صافی کا دور ہوتا ہے۔ یہ بہشتی لوگ ایک ایسی قوم ہیں کہ عزت و کرامت ہمیشہ ان کے ساتھ ساتھ رہی ہے۔ حتیٰ کہ اس دارالقرار میں قائم ہوئے اور مراحل قیامت کے سفر کی نقل و حرکت سے بالکل پناہ اور امن میں آ گئے۔ اے سننے والے یہ خوش آیند منظر جو تجھ پر ہجوم کر رہے ہیں (جنکی تصویر لفظوں میں کھنچی ہوئی تیرے سامنے موجود ہے) اگر تو ان تک پہنچنے کی تمنا میں اپنے نفس کو مشغول کر دے تو البتہ ان کے شوق میں

تیری جان بدن سے روانہ ہو جائے اور انکی طرف پہنچنے میں تجھے ایسی عجلت لاحق ہو کہ ابھی ابھی اس مجلس سے کوچ کر کے اہل گورستان کی ہمسائگی اختیار کرے۔ خداوند عالم ہمیں اور تمہیں انہیں لوگوں میں سے بنادے جو اپنی دلی تمنا کے ساتھ نیک بندوں کی منزل کی طرف کوچ کرتے ہیں اور جو منزلیں رحمت خداوندی کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

تمہارے خورد اپنے بزرگوں کی پیروی کریں اور تمہارے بزرگ اپنے خوردوں کے ساتھ بعنایت و مہربانی پیش آئیں۔ تم ایام جاہلیت کے جفاکاروں کی مثال نہ ہو۔ جو نہ تو دین کا علم حاصل کرتے تھے نہ خدا کی طرف سے کوئی عقل وعلم (وحی والہام) رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی مثال بالکل حیوان موذی کے بیضہ کی سی تھی۔ جو آشیانہ ہی میں توڑ دیا گیا ہو۔ اب ظاہراً اسکا توڑنا (چونکہ اس حیوان کو مضرت پہنچاتا ہے وزر و وبال ہے۔ اور اسکی حفاظت اور پرورش کرنا (جس سے وہ حیوان موذی نکل آئے) سراسر باعث نکال بعض خطبہ میں ہے میری قوم باہم الفت رکھنے کے بعد پھر ایک دوسرے سے جدا اور اپنی اصل (امام برحق) سے پراگندہ ہو گئی۔ بعض تو ان میں سے اسی درخت کی کسی شاخ سے متمسک ہو جائیں گے (کسی نہ کسی امام کی بیعت کرینگے) جس طرف وہ شاخ مائل ہوگی یہ بھی اسکے ساتھ ہی متوجہ ہونگے۔ بنابریں کہ عنقریب خداوند عالم انہیں بدترین قوم بنی امیہ کے سبب سے جمع کریگا جس طرح فصل خریف میں ابر کے نازک اور مہین ٹکڑے جمع ہوا کرتے ہیں پروردگار عالم انکے درمیان الفت و محبت قائم کر دیتا ہے۔ پھر ان سب کو ملا جلا کر ابر غلیظ کی مانند بنا دیتا ہے پھر خداوند عالم ان لوگوں کے لئے ایسے دروازے کھول دیگا جو اپنے برانگیختہ ہونے کی جگہ سے اس طرح رواں ہونگے جیسے شہر سبا کے دو باغوں کی سیل۔ اب نہ تو کوئی نشیب میں واقع ہونے والا پہاڑ سالم رہیگا نہ کوئی ٹیلہ پہاڑوں کا استحکام اور باہم التصاق اور زمین کے پشتے اس سیل کے رستوں کو نہ روک سکیں گے۔ پروردگار عالم انہیں پہلے تو وادیوں کے پوشیدہ مقامات میں متفرق کر دیگا۔ پھر چشموں کی مانند انہیں زمین میں روانہ کریگا تاکہ ان میں سے ایک قوم سے دوسری قوم کے حقوق لے لے۔ اور ایک قوم کو دوسری قوم کی ولایت میں

متمکن کردی۔ قسم خدا کی یہ مال و متاع جو کچھ ان (بنی امیہ) کے ہاتھ میں ہے اس بلندی و اقتدار کے بعد اس طرح پگھلا دئے جائیں گے جیسے چربی کو آگ پر پگھلا لیتے ہیں۔ ایہا النّاس اگر تم نے امام برحق کی نصرت میں کوئی فروگزاشت نہ کی اور باطل کے شکست کرنے سے تم سست نہوئے۔ پھر نہ تو وہ شخص تمہاری طمع کر سکتا ہے جو تمہارے مانند ہو اور نہ تم پر وہ سخت قوت پکڑ سکتا ہے جو قوی ہو رہا ہے مگر تم تو بنی اسرائیل کی طرح گمراہ ہو رہے ہو۔ مجھے اپنی جان کی قسم کہ میرے بعد تمہاری ضلالتیں اور سرگردانیاں دوچند ہو جائیں گی تم نے حق کو پس پشت ڈالدیا۔ جو شخص نہایت ہی قریب ہے اس کو قطع کر کے ایک نہایت ہی بعید شخص سے وصلت اختیار کی۔ خوب جان لو اگر تم اس شخص کی پیروی کرتے جو تمہیں بلا رہا ہے تو وہ تمہیں رسول کے رستے پر سالک کر لیتا۔ تم راہ راست سے بھٹکنے کی مشقتوں سے بچ جاتے اور اس بارگراں (پیروی باطل) کو اپنی گردنوں سے الگ پھینکدیتے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

اوّل زمانہ خلافت میں حضرت نے فرمایا ہے۔ بیشک پروردگار عالم نے ایک ہدایت کرنیوالی کتاب کو نازل فرمایا اور خیر و شر و حق و باطل کو اس میں ظاہر کر دیا گیا۔ اب تم خیریت کا طریقہ اختیار کرو تو ہدایت پا جاؤ گے۔ اور شر کی طرف سے روگردانی کر لو۔ واجبات کا قصد کر لو۔ بیشک تم ان فرائض کو تقرباً الی اللہ بجالاؤ تاکہ وہ تمہیں بہشت تک پہنچا دیں۔ تحقیقاً پروردگار عالم نے اس شئے کو حرام کیا ہے جو مجہول نہیں ہے (حسب ارشاد پیغمبر تمام مسلمان ان محرمات سے واقف ہیں) اور اس شئے کو حلال فرمایا ہے جو عیب دار اور ناقص نہیں۔ اور مرد مسلمان کی عزّت و حرمت کو تمام احترامات پر فضیلت دی ہے۔ توحید باریتعالےٰ کا اظہار کرنے والے اور خالص اعمال کی بجاآوری کے سبب سے مسلمانوں کے حقوق کو اسی جگہ بستہ کر دیا ہے جہاں ہونے چاہئیں۔ اب مسلمان وہ شخص ہے جسکی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان سالم رہیں۔ اِلّا یہ کہ امر حق کے کہنے سے اگر کسی کو تکلیف پہنچے تو پہنچنے دو۔ پروردگار عالم نے مسلمان کی اذیت پہنچانے کو حلال نہیں کیا۔ لیکن اس شئے کے ساتھ جسے اسنے واجب کیا ہے (احد شرعی

و تعزیرات شرعی) تم اس امر کی طرف جلدی کرو جو عموماً تمام حیوانات اور خصوصاً تمہارے ایک ایک مرد کے لئے موجود ہے۔ وہ امر کیا ہے؟ وہ موت ہے! مردمان رفتہ تمہارے پیشرو اور پیشوا ہیں۔ اور قیامت کا دن تمہیں پیچھے سے ہنکار رہا ہے۔ تم علائق دنیوی سے سبکسار ہو کہ نہایت آسانی کے ساتھ اپنے یاران رفتگان سے ملاقات کرو۔ (قیامت کے قائم ہونے میں کوئی دیر نہیں فقط اتنی دیر ہو کہ) تمہارا اوّل تمہارے آخر کا انتظار کر رہا ہے (جہاں وہ پہنچا اور قیامت موجود ہے)۔

کلام امام علیہ السلام

جب آپ سے بیعت ہو چکی تو ایک گروہ نے آ کر کہا کاش آپ ان لوگوں سے مواخذہ کرتے جنہوں نے عثمان پر چڑھائی کی تھی۔ آپ نے اسکے جواب میں فرمایا۔ اے بھائیو! جو کچھ تم جانتے ہو میں اس سے ناواقف نہیں ہوں مگر مجھے انتقام کی قوت کیونکر حاصل ہو حالانکہ وہ قوم (جو قتل عثمان کے لئے جمع ہوئی تھی) نہایت صاحب شوکت ہے۔ یہ لوگ ہمیں پر مسلط ہیں۔ ہم ان پر تسلط نہیں رکھتے۔ آگاہ رہو! یہ وہ لوگ ہیں جنکے ساتھ ملکر تمہارے غلام بھی برانگیختہ ہو رہے ہیں۔ تمہارے بادیہ نشین اعراب صحرائی ان لوگوں کے ساتھ ملتفت ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ تمہارے درمیان ہیں اور جس طرح بھی چاہتے ہیں تمہیں رنج پہنچاتے ہیں جس چیز کا تم ارادہ کر رہے ہو کیا اس پر قدرت حاصل کرنے کے لئے کوئی موضع۔ مقام تمہاری نظر میں موجود ہے؟ تحقیقاً یہ کام (جس کے تم درپے ہو رہے ہو) زمانہ جاہلیت کے جاہلوں کا کام ہے۔ اس گروہ کی مدد کے لئے بہت سی کمک تیار ہے۔ اور لوگ اس امر میں جبکہ اسے حرکت دی جائے مختلف رائیں رکھتے ہیں۔ ایک گروہ تو اسے صواب و درست سمجھتا ہے اور انہیں نگاہوں سے دیکھتا ہے جن سے تم دیکھ رہے ہو اور ایک فرقہ کچھ اور ہی دیکھتا ہے جسے تم نہیں دیکھتے۔ (وہ تم سے مخالف ہے وہ اس امر میں کوئی صواب نہیں دیکھتا) ایک اور بھی فرقہ ہے جو نہ اسے دیکھتا ہے نہ اسے اچھا سمجھتا ہے (اسکی نظر میں انتقام اور عدم انتقام دونو مساوی ہیں) اب تم ذرا صبر سے کام لو تاکہ لوگ آرام لے لیں انکے دل اور انکی رائیں اپنے مقام پر قائم ہو جائیں (سب متفق الرائے ہوں) پھر حقوق بآسانی لئے جا سکیں گے۔ تم میری

طرف سے آرام کرو مطمئن ہو جاؤ اور دیکھتے رہو کہ میرا حکم تمہارے لئے کس چیز کو لاتا ہے۔ تم کبھی وہ کام نہ کرنا جس سے قوت متزلزل ہو جائے۔ جو قوت و قدرت کو ساقط کردے سستی اور ذلت کا باعث ہو۔ میں عنقریب اس امر خلافت سے اس طرح تمسک کرونگا جس سے یہ محکم و استوار ہو جائے۔ اور جب کوئی چارۂ کار نظر نہ آئیگا تو پھر آخرش درد کی دوا داغ ہے۔[۱]

کلام امام علیہ السلام

جب جمل والے (عائشہ اور اس کے پیروکار) بصرے کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت نے فرمایا پروردگار عالم نے ہدایت کرنے والے رسول کو کتاب ناطق (قرآن شریف) اور امر قائم (شریعت قائم) کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اس سے تجاوز کرنے سے کوئی شخص ہلاک نہیں ہوتا اِلّا وہ شخص جسکی استعداد ہلاکت انتہائی مرتبہ کو پہنچ چکی ہو۔ اور بیشک تلبیسات اور بدعتیں ہلاک کرنیوالی ہیں مگر جسے خداوند عالم ان سے بچاتا ہے وہ ہلاک نہیں ہوتا اور بیشک سلطان الٰہی (خلیفۂ برحق) کی اطاعت میں تمہارے امر کی حفاظت اور تمہاری شریعت کا بچاؤ ہے۔ تم اسکی اطاعت بغیر سرزنش اور بغیر جبر و اکراہ کے (خلوص دل سے) بجالاؤ قسم خدا کی یا تو تم خلیفۂ خدا کی اطاعت کرو یا پروردگار عالم تمہاری دینی سلطنت کو تمہارے غیر کی طرف نقل کر دیگا۔ پھر تا قیام حضرت صاحب الامر علیہ السلام تمہاری طرف اسے منتقل نہ کریگا حتّٰی کہ امر خلافت تمہارے اغیار کی طرف ظاہر۔ اور مجتمع ہو جائیگا۔ یاد رکھو! یہ لوگ میری خلافت پر غضبناک اور خشمناک ہو کر جمع ہوئے ہیں (خونخواہئ عثمان کا تو فقط بہانہ ہے) میں ابھی ان لوگوں کی حرکات پر صبر کرتا ہوں جب تک تمہاری جمعیت کو ضرر پہنچنے کا خوف مجھے نہ لاحق ہو۔ اور اگر ان لوگوں نے اپنی رائے کا ضعف انتہا کو پہنچا دیا اور اپنی ہی بیجا ضد پر اڑی رہی تو بیشک مسلمانوں کے کاموں کا انتظام بگڑ جائیگا۔ جنگ و جدل تک نوبت پہنچے بغیر نہ رہیگی۔

---

[۱] یہ ایک مثل عرب میں مشہور ہے۔ یعنی جب سیدھی انگلیوں سے گھی نہ نکل سکا تو انجام کار اس درد کا علاج قتل و قتال کے داغ سے کیا جائیگا ۱۲

جس شخص کو پروردگار عالم نے اس دنیا کو بطور مال غنیمت عطا فرمایا ہے اس پر حسد کرکے یہ لوگ اس دنیا کے طلبگار ہو رہے ہیں۔ اس جماعت نے احکام اسلام کو اس کے پشت سر (جاہلیت و کفر) کی طرف لوٹانے کا ارادہ کیا ہے۔ اب تمہیں لازم ہے کہ کتاب خدا اور سنت رسول کے ساتھ ہمارے طریقہ پر عمل کرو۔ رسول کے حق کو قائم کرو۔ (جو کچھ حضرت نے وصیت کی ہے کہ میرے اہلبیت کی متابعت کرنا اسے ادا کرو) اس کی شریعت کو بلند و برتر بناؤ۔

کلام امام علیہ السلام

جب جناب امیر علیہ السلام بصرے کے قریب پہنچے تو اہل بصرہ نے ایک قاصد آپکے پاس روانہ کیا کہ حقیقت حال معلوم ہو۔ اور جان لیا جائے کہ حضرت کا عائشہ والوں سے محاربہ کرنا حق ہے یا ناحق۔ تاکہ ان کا شک زائل ہو جائے تو حضرت نے اس قاصد سے کچھ ایسے کلمات ارشاد فرمائے جس سے اسے معلوم ہو گیا کہ آپ سراسر حق پر ہیں۔ پھر حضرت نے اس سے فرمایا کہ اب تو حق کی بیعت کر اُس نے جواباً عرض کیا کہ میں ایک قوم کا قاصد ہوں جبتک ان کے پاس نہ پہنچ لوں کسی تازہ امر کو ظاہر نہیں کرسکتا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ لوگ جو تیرے پیچھے رہگئے ہیں جنہوں نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تو ان کے لئے محل نزول بارش کو دریافت کرے۔ اب تو ان کی طرف واپس ہو اور انہیں پانی اور تر و تازہ روئیدگی کی خبر دے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ تیری مخالفت کرینگے اور ایسے مکان کی طرف رُخ کرینگے جو تشنگی کا مقام اور قحط کا موضع ہو (اگر واقعی امر یونہی ہے) تو پھر اُس وقت کیا کریگا؟ اس نے جواب دیا "میں ان کا ساتھ چھوڑ دونگا اور ان کی مخالفت کرتا ہوا اسی مقام پر جا رہونگا جہاں پانی اور گھانس موجود ہے"۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا "اب تو اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھا دے"۔ اس نے عرض کی "قسم خدا کی اب مجھے قدرت نہیں رہی کہ اس حجت اور برہان کو سُنکر بھی بیعت سے انکار کروں"۔ یہ کہتے ہی حضرت کی بیعت کرلی۔ اس شخص کو کلیب جرمی کہتے ہیں۔ یہ بنی جرم میں سے تھا۔

کلام امام علیہ السّلام

جس وقت مقام صفین میں قوم غدار سے جنگ کا ارادہ کیا تو فرمایا۔ بارالٰہا! اے بلند و بالا! چھت (آسمان) گردوں کے آفریدگار اور ایسے بام کے مالک جسے تو نے شب و روز کے ظاہر ہونے اور غائب ہونے کا مقام۔ شمس و قمر کی سیرگاہ اور سیار ستاروں کے لئے مکان آمد و شد بنا دیا ہے۔ تو نے اس کے ساکنین کو قبیلۂ ملائکہ سے بنایا ہے جو کبھی تیری عبادت سے دلتنگ نہیں ہوتے۔ ای اس زمین کے پرورش کرنے والے جسے تو نے لوگوں کے لئے قرار۔ حشرات الارض۔ چوپائے اور وہ حیوان جو نظر آتے ہیں یا نہیں نظر آتے ان سب کے لئے آرامگاہ بنا دیا ہے۔ اے ان پہاڑوں کے پیدا کرنیوالے جنہیں تو نے زمین کے لئے اوتاد (میخیں) اور خلقت کے لئے باعث اعتماد مقرر کیا ہے (طرح طرح کے معدن اور چشمے مخلوق کی کاربرآری کے لئے انہیں سے برآمد ہوتے ہیں) اگر تو نے ہمیں ہمارے دشمن پر غلبہ عنایت کیا تو ہمیں ظلم و ستم سے دور کردے۔ راہ حق پر ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اور اگر تو نے انہیں ہم پر غالب کیا تو ہمیں خلعت شہادت عنایت کر۔ اور دشمنوں کے ظلم و ستم سے ہمیں بچالے۔ کہاں ہیں دین اسلام کی محافظت کرنے والوں میں سے وہ لوگ جو ملامت سے منع کرتے تھے اور نزول شدائد کے وقت غیرت سے کام لیتے تھے۔ دیکھو! اس وقت ننگ و عار تمہارے پیچھے ہے اور جنت تمہارے سامنے موجود ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہے جسے موجودہ آسمان کا علم دوسرے آسمان کے علم سے نہیں روک سکتا اور نہ اس زمین کی حالات کی واقفیت اسے دوسری زمین کی احوال کو جاننے سے منع کر سکتی ہے۔ ایک کہنے والے نے مجھ سے کہا تھا کہ اے ابن ابیطالب تو اس خلافت پر بہت ہی حریص ہے میں نے کہا نہیں بلکہ تم مجھ سے بہت زیادہ حریص ہو اور پھر لطف یہ کہ مرتبۂ خلافت سے نہایت ہی دور ہو اور میں اس کا

نہایت ہی قریب بلکہ اسکے لئے مخصوص ہوں۔ میں نے اپنا حق اپنے لئے طلب کیا ہے تم میرے اور میرے حق
کے درمیان حائل ہوتے ہو۔ اور طلب حق کے وقت میرے ارادوں کے منہہ پر طمانچہ مارتی ہو۔ جب میں نے بھری
محفل میں حجت اور دلیل کے ساتھ اسکی گوشمالی کی تو وہ مبہوت ہو گیا اور گویا کسی چیز سے واقف ہی
نہ تھا کہ اسکے ساتھ مجھے جواب دے۔ بارالہٰا! میں اس قوم قریش اور انکے معاونین کے انتقام پر تجھی
سے مدد چاہتا ہوں۔ ان لوگوں نے میرے حق قرابت کو قطع کیا۔ میرے مرتبۂ عظیم کی تحقیر کی۔ مجھ سے
اس امر پر تنازعہ کرنے کے لئے جمع ہو گئے جو میرے ہی لئے تھا۔ پھر کہنے لگے آگاہ ہو جا! تیرا ا مر خلافت
کو طلب کرنا بجا ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ تو اُسے ترک کر دے۔ (ان دلائل کا بھی اعتراف کرتے
تھے جو میں اپنے استحقاق پر پیش کرتا تھا مگر پھر بھی غصب سے ہاتھ نہ اٹھایا)

بعض جگہ اسی خطبہ میں جمل والوں کا ذکر ہے وہ اپنے گھروں سے نکلے اور زوجۂ رسول کو
کو اس طرح کھینچتے ہوئے لے گئے جیسے کنیزوں کو خریداری کے وقت کھینچا کرتے ہیں۔ اسے لیکر بصرے
کی طرف متوجہ ہوئے ان دونو (طلحہ و زبیر) نے اپنی بیویوں کو تو گھروں میں پردے کے اندر بٹھا دیا اور
حرم محترم رسول خدا کو باہر لائے جو نہ انہیں زیبا تھا نہ ان کے غیر کو۔ اور اُس لشکر میں لائے جس میں
کوئی شخص نہیں تھا جس نے اپنی اطاعت مجھے عطا نہ کی ہو اور بطوع خاطر نہایت مردانگی سے میری بیعت
نہ کی ہو۔ پھر یہ لوگ میرے عاملوں پر چڑھ گئے جو بصرے میں تھے اور مسلمانوں کے بیت المال اور
نیز دیگر رعایا کو گھیر لیا۔ ایک گروہ کو تو زجر و توبیخ کے ساتھ قتل کیا اور دوسرے گروہ کو مکر و حیلہ کے
ساتھ۔ پس قسم خدا کی اگر مسلمانوں میں سے کسی تک انکی رسائی نہ ہوتی اور فقط وہ شخص ملجاتا
جس کے قتل پر یہ بغیر جرم و خطا کے تلے ہوئے تھے (فقط میری محبت کے سبب سے اس کا
قتل جائز سمجھ رکھا تھا) جس وقت یہ اس مسلمان کے قتل پر تیار ہوتے اور نہ زبان سے نہ ہاتھ سے
کسی طرح بھی اس کے قتل سے انکار نہ کرتے تو بیشک ان کے تمام لشکر کا قتل مجھ پر حلال ہو جاتا۔
اب تو انکے اتنے آدمیوں کے قتل کی حلت کا ذکر چھوڑ کیونکہ انہوں نے اسی تعداد کے موافق مسلمانوں
کو قتل کیا ہے جسے لیکر ان پر چڑھائی کی تھی۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وحی خدا کے امین ہیں پیغمبران خدا کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں اسکی رحمت کی بشارت دینے والے اور اسکی عقوبتوں سے ڈرانے والے ہیں! ایہا الناس! اس خلافت کا سب لوگوں سے زیادہ مستحق وہی ہے جو اس پر ان سب سے زیادہ قوی ہو اور خدا کا حکم جو اس کے بارے میں ہے اسے سب سے زیادہ جانتا ہو۔ اب اگر کوئی فتنہ پرداز فتنہ پردازی کرے تو پہلے اسے اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر وہ باز نہ آیا اور انکار کیا تو اس کے ساتھ مقاتلہ و محاربہ کیا جائیگا مجھے اپنی جان کی قسم اگر اس وقت تک امامت اور خلافت منعقد نہ ہو جب تک کہ عامۃ النّاس اسپر حاضر نہ ہو جائیں (اسپر اجماع نہ کرلیں۔ امامت کا انعقاد اجماع عامۃ الناس پر ہی منحصر ہو) تو پھر تو تحقق امامت کی کوئی سبیل ہی نہیں۔ کسی طرح امامت متحقق ہو ہی نہیں سکتی لیکن انعقاد امامت کرنے والے اسپر بھی حکم لگادیتے ہیں جو ان سے غائب ہے (شخص غائب کی طرف سے بھی وکیل بنجاتے ہیں) اب نہ تو اس شخص کے لئے اپنے قول سے پلٹنے کا موقع ہے جو حاضر تھا اور نہ شخص غائب اپنا مختار ہے جو اپنے لئے کوئی دوسرا رستہ اختیار کرسکے۔ آگاہ ہو جاؤ! میں دو شخصوں سے مقاتلہ کرونگا۔ ایک تو وہ شخص جو مدعی خلافت ہے حالانکہ وہ اسکا مستحق نہیں اور دوسرا وہ شخص جو اس چیز سے اپنے نفس کو منع کرے جو اس پر واجب ہے۔ میں خدا سے ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ اور بندوں کے لئے یہ نہایت ہی عمدہ وصیت ہے اور خداوند عالم کے نزدیک اس کا انجام کار بہت ہی بہتر ہے اب تمہارے اور اہل قبیلہ کے درمیان لڑائی کا دروازہ کھل گیا ہے اور اس علم کو وہی اٹھا سکتا ہے جو صاحب بصیرت ہو۔ صابر ہو۔ مقامات حق کا عالم ہو۔ اب تم اسی رستہ پر چلے چلو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور اس مقام سے الگ رہو جس سے تم منع کئے گئے ہو تم اس امر میں تعجیل نہ کرو جب تک امام کی جانب سے کسی امر یا نہی صادر نہ ہو جائے کیونکہ ہر ایک امر جس سے تم انکار کرتے ہو تمہارے مصالح و فوائد پر نظر کرکے وہ ہمارے لئے موجود ہے (ہمیں ہر ایک قسم کی قدرت و قوت اور ہر طرح کا اختیار حاصل ہے) خبردار ہو جاؤ تم اس دنیا میں اس حالت میں صبح کرتے ہو کہ اس کی تمنا تمہارے

دلوں میں ہوتی ہے اور اسی کی طرف رغبت کرتے ہو اور وہ دنیا اس حالت میں صبح کرتی ہے کہ تم پر غضبناک ہوتی ہے اور تمہیں راضی کر دیتی ہے۔ یہ دنیا تمہارا گھر نہیں نہ یہ وہ تمہاری منزل ہے جس کے واسطے تم پیدا کئے گئے ہو۔ نہ ایسا مکان ہے جسکی طرف تم بلائے گئے ہو۔ آگاہ اور خبردار ہو جاؤ یہ دنیا تمہارے لئے ہرگز ہرگز باقی رہنے والی نہیں۔ اور نہ تم اس کے واسطے باقی رہو گے اگرچہ یہ تم کو فریب دے رہی ہے مگر تمہیں اس دنیا کی شرارتوں سے ڈرایا ہے۔ تم اس تحذیر اور تخویف کو مد نظر رکھ کر اس کے فریب میں نہ آؤ۔ اس کی طمع چھوڑ دو اور اس گھر کی طرف سبقت کرو جس کی طرف تم حقیقۃً بلائے گئے ہو۔ تم اپنے دل کے ساتھ اس دنیا سے روگردانی کرو اور یہی سزاوار ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس کنیز کی مانند گریہ نہ کرے جو کہ اس چیز کے لئے روتی ہے جس سے وہ منع کی جاتی ہے۔ تم اطاعت خدا پر صبر کرکے اور اس چیز کی کماحقہ حفاظت کرکے جسکی حفاظت از روئے کتاب تم پر واجب و لازم ہے۔ نعمات الٰہی کے اتمام کو طلب کرو۔ آگاہ ہو جاؤ! جب تم اپنے دین کے ارکان کی حفاظت کروگے تو اس وقت اگر اشیاء دنیا میں سے کوئی شے تمہارے پاس سے ضائع ہو جائیگی تو اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں پہنچیگا۔ اور خبردار رہو! تمہارے دین کے ضائع ہونے کے بعد کوئی وہ شے تمہیں نفع نہیں پہنچائے گی جس کی تم نے اپنے دنیاوی امور میں محافظت کی ہے۔ خداوند عالم ہمارے اور تمہارے دلوں کو راہ حق کی طرف کھینچ لے اور ان میں صبر و شکر کو القا فرمادے۔

کلام امام علیہ السلام

طلحہ پسر عبید اللہ کا طلب خون عثمان سے کیا مقصد تھا؟ حضرت اسے بیان فرماتے ہیں۔ مجھے جنگ و جدل سے خوف نہیں دلایا گیا۔ میں ضرب نیزہ و شمشیر سے ڈرایا نہیں گیا ہوں۔ مجھ سے پروردگار عالم نے جس فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے میں اسی پر ثابت قدم ہوں۔ قسم خدا کی یہ طلحہ مگر اپنی تلوار کو برہنہ کرکے طلب خون عثمان میں عجلت نہ کرتا۔ مگر اسے یہ خوف لگا ہوا تھا کہ کہیں مجھی سے اسکے خون کا مطالبہ نہ کیا جائے کیونکہ وہ اس مظنہ سے بچ نہیں سکتا اور نہ اس سے زیادہ اس گروہ میں کوئی اس خون پر حریص تھا۔ لہٰذا اب اس نے یہ ارادہ

کیا کہ لوگوں کو اس امر میں مغالطہ میں ڈالدے جسے اسنے کھینچا ہے "تاکہ لوگوں کی نگاہ میں اپنے کام کو مشتبہ کر دے اور وہ شک و شبہہ میں گرفتار ہو جائیں۔ قسم خدا کی عثمان کی بابت ان کاموں میں سے طلحہ نے ایک کام بھی نہیں کیا یا تو یہ کہ جیسا یہ طلحہ گمان کرتا تھا کہ ابن عفان ظالم و جابر ہے تو اسے لازم تھا کہ اس کے قاتلوں کی اعانت کرتا یا اسکے مددگاروں سے دشمنی کرتا اور اگر وہ مظلوم تھا تو پھر اسے یہ لازم تھا کہ اسے قتل سے باز رکھنے والوں میں سے ہوتا۔ اسکی جانب سے معذرت کرتا اور اگر اسکی یہ دونو خصلتیں اسکے نزدیک مشتبہ تھیں تو اسے لازم یہ تھا کہ اسے چھوڑ کر گوشہ گیر ہو رہتا۔ ایک طرف بیٹھ جاتا اور لوگوں کو اسکے ساتھ ہی چھوڑ دیتا۔ مگر اسنے ان تینوں کاموں میں سے کوئی کام نہیں کیا اور ایک ایسے امر کو لے آیا ہے جسکا دروازہ اسے معلوم نہیں اور نہ جس میں اس کا عذر و انکار صحیح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

اے وہ لوگو! جو آخرت سے غافل ہو جن کے اعمال و افعال کو بھلایا نہیں گیا ہے۔ اے اطاعت خداوندی کے ترک کرنے والو جن سے اس ترک اطاعت پر مواخذہ کیا جائیگا میں کیونکر کس لئے تمہیں خدا سے دور ہو جانے والا اور اسکے غیر (شیطان) کی طرف رغبت کرنے والا دیکھوں۔ گویا تم چار پائے ہو جنہیں چرانے والے نے وبا پیدا کرنے والی چراگاہ اور درد پیدا کرنے والی آبگاہ کی طرف چھوڑ دیا ہے یہ حیوان ایسے ہیں جنہیں محض چھری کے لئے چارہ دیا گیا ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ ان کے ساتھ چارہ دیکر کیا ارادہ کیا گیا ہے۔ جس زمانہ میں ان کے ساتھ احسان کیا جاتا ہے تو وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ یکروزہ احسان ان کے لئے ایک زمانہ کا حکم رکھتا ہے۔ اور انکی پرورش ان کے لئے ایک کار متعلقہ اور شغل ہے۔ قسم خدا کی۔ اگر میں چاہوں تو ہر ایک انسان کو اس کے مخرج اس کی منزل اور اسکے تمام امور سے خبر دے سکتا ہوں۔ میں ضرور ایسا ہی کرتا مگر خوف کھاتا ہوں کہ یہ کہیں میرے بارے میں کافر ہو جائیں۔ مجھے رسول اللہ نہ سمجھ بیٹھیں۔ آگاہ رہو! میں نے اپنے دوستان خالص میں سے جنہیں اس کفر سے محفوظ سمجھا گیا ہے۔ ہر ایک شخص کو اس امر کی خبر پہنچا دی ہے قسم اس

خدا کی جس نے رسول کو حق و راستی مبعوث فرمایا اور تمام خلقت میں اسی برگزیدہ کرلیا میں سوائے صدق و راستی کے کوئی بات زبان سے نہیں نکالتا بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے مجھے تمام ان اخبار کی تعلیم کی ہے اور بتادیا ہے کہ فلاں شخص کی ہلاکت کا مقام ہے وہ اس میں ہلاک ہوگا اور یہ فلاں شخص کی نجات کا مقام ہے وہ اس میں نجات پائیگا۔ اس خلافت کا مآل کیا ہوگا؟ یہ بھی مجھے بتادیا ہے اور کوئی امر ایسا باقی نہیں رہا جو میرے سر پر گزرے مگر یہ کہ اُسے میرے کان میں ڈالدیا ہے۔ اور اسکی خبر مجھ تک پہنچادی ہے۔ ایہا النّاس! قسم خدا کی۔ میں نے تمہیں کسی اطاعت خداوندی کی رغبت نہیں دلائی۔ مگر یہ کہ خود میں نے سب سے پہلے اسکی طرف سبقت کی ہے۔ میں نے کسی معصیت سے تمہیں نہیں روکا مگر یہ کہ تم سے پہلے خود میں نے اس سے پرہیز کیا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ایہا النّاس! خدا کے بیان سے نفع حاصل کرو۔ اس کے مواعظ سے فضیحت پکڑو۔ اسکی نصیحتوں کو قبول کرو۔ کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے عذر عذاب کو تمہارے لئے ظاہر کردیا ہے۔ تم پر اس نے حجت پکڑلی ہے اور ان اعمال کو بیان کردیا ہے جو اس کے نزدیک پسندیدہ ہیں یا جن سے وہ کراہت رکھتا ہے۔ تاکہ ان اعمال کو بجالاؤ اور ان افعال سے بچو۔ سنو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ فرماتے تھے۔ مکروہات کے سبب سے (وہ مکروہات جنہیں ہماری طبیعت مکروہ سمجھتی ہے۔ جن کے بجالانے میں محنتہائے شاقہ اُٹھانی پڑتی ہیں) انسان جنت کا مستحق ہوتا ہے اور خواہشات کے سبب سے نار جہنم کا۔ خوب جان لو! اطاعت خداوندی میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کراہت طبع میں نہ حاصل ہوتی ہو (انسان ہر ایک اطاعت خداوندی کو اپنے لئے دشوار اور مشکل سمجھتا ہے) اور نہ معصیت الٰہی میں کوئی ایسی چیز ہے جو خواہش کے ساتھ نہ حاصل کیجائے۔ خداوند عالم اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنی خواہشات نفس کو قطع کیا۔ اپنے نفس کی ہواؤ ہوس کا قلع قمع کردیا۔ کیونکہ یہ نفس قطع خواہشات سے

بہت دور رہنے والی چیز ہے (اسکی آرزوؤں کا روکنا نہایت مشکل ہے) اور اپنی ہوا و ہوس کے سبب سے ہمیشہ معصیت کا مشتاق ہے۔ بندگان خدا! تم یقین کر لو کہ مومن ہر صبح و ہر شام اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے وہ ہمیشہ اسکی عیب گیری کرتا ہوا اسے سرزنش کئے جاتا ہے اور ہمیشہ اپنے لئے خیر اور کمال کا طلبگار رہتا ہے۔ اب تم ان لوگوں کی مانند ہو جاؤ جنہوں نے تم سے پہلے مغفرت الٰہی کی طرف سبقت کی ہے اور تمہارے سامنے گزر گئے ہیں۔ انہوں نے دنیا سے اپنے خیموں کو اس طرح اکھاڑ لیا ہے جیسے کوچ کرنے کے لئے اکھاڑا کرتے ہیں اور دنیا کو اس طرح لپیٹ دیا ہے جیسے منزلوں کو طے کر دیا کرتے ہیں۔ تم خوب جان لو! یہ قرآن ایسا ناصح ہے جس میں ذرا بھی خیانت کی بو نہیں۔ یہ ایسا ہادی ہے کہ ہرگز گمراہ نہیں کرتا۔ یہ ایسا خبر دینے والا ہے کہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ کوئی شخص اس قرآن کا ہم جلیس نہیں ہے مگر یہ کہ وہ ایسی حالت میں اس کے پاس سے اٹھے کہ یا تو اس کے کمال میں زیادتی ہو گئی ہو یا نقص آ گیا ہو۔ زیادتی تو ہدایت کی وجہ سے ہوتی ہے اور نقصان اندھے پن کے سبب سے۔ خوب جان لو! کہ علم قرآن حاصل کرنے کے بعد پھر انسان کو کسی علم کی احتیاج نہیں ہے اور نہ کوئی شخص علم قرآن حاصل کرنے سے قبل تحصیل علوم سے مستغنی ہو سکتا ہے۔ تم اپنے درد دل کے لئے اسی سے شفا طلب کرو۔ اور اپنے نادانی آمیز اقوال سے بچنے کے واسطے اس قرآن سے مدد مانگو کیونکہ اس قرآن میں بڑے سے بڑے درد کی دوا ہے۔ وہ درد کیا ہے؟ یہ ہے کفر۔ نفاق۔ ضلالت۔ گمراہی۔ تم اسی قرآن کے ذریعے سے خدا سے سوال کرو اور نہایت محبت کے ساتھ اسکی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ مگر تم اسکے وسیلے سے خلق خدا سے سوال نہ کرو۔ کیونکہ یہ قرآن ایسی چیز ہے جس کے علم کے وسیلے سے بندے اپنے خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ خوب جان لو! کہ وہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جو شفاعت کردہ شدہ ہے (اسکی شفاعت مقبول ہے) وہ کہنے والا ہے اور اسکی قول کی تصدیق کی جا چکی ہے اور بروز قیامت جس شخص کی اس قرآن نے شفاعت کی تو اس کی شفاعت اس کے بارے میں قبول کی جائیگی۔ اور جس شخص کی نادانیوں اور جہالتوں کو بروز قیامت اس نے ظاہر کیا تو بے شک اس شخص کے ضرر پہنچانے پر اسکی

تصدیق کی جائیگی سُنلو! قیامت کے دن ایک منادی یہ ندا کریگا۔" آگاہ اور خبردار ہو جاؤ کہ ہر ایک زراعت کرنے والا اپنی زراعت کے حساب اور اپنے اعمال کی عاقبت میں گرفتار ہے بجز زراعت قرآن اس سے مستثنیٰ ہے" (قرآن کی زراعت میں تحصیل علم قرآن پر حساب نہیں لیا جائیگا) اب تم اسی قرآن کے کاشتکار اور اسی کی متابعت کرنے والے بنجاؤ۔ اس سے اپنے پروردگار کے وجود پر دلیلیں قائم کرو۔ اپنے نفسوں کے لئے اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اپنی رائے اور اپنے اجتہادات کو اس کے ساتھ قائم کرو۔ اسکے بارے میں اپنی ہوا و ہوس کو بالکل جنس فاسد کا سد خیال کرو۔ بندگان خدا عمل کرو۔ عمل کرو! پھر اپنے انجام کار کو سوچو۔ اپنی عاقبت کا خیال کرو۔ راستی کی طلب کرو۔ راستی کی طلب کرو۔ ایہا الناس! صبر۔ صبر۔ زہد۔ زہد۔ خوب جان لو! تمہارے لئے ایک نتیجہ ہے۔ تم اسکی طرف منتہی ہو جاؤ۔ تمہارے لئے ایک نشانی ہے۔ تم اس اپنی نشانی سے ہدایت کی طلب کرو۔ اسلام کے لئے ایک نہایت اور غایت ہے۔ تم اس غایت کی طرف منتہی ہو جاؤ۔ اپنے وہ حقوق جو خداوند عالم نے تم پر فرض کئے ہیں اپنے وہ انعام اور وظیفے جو تمہارے لئے آشکارا کر دئے ہیں۔ انہیں ادا کر کے انکا شکریہ بجا لاکر خداوند تعالےٰ کی طرف نکلو۔ میں بروز قیامت تمہارے لئے ایک شاہد ہوں۔ حجت و برہان ہوں (بروز قیامت میری محبت تمہاری نجات اور میری عداوت تمہاری ہلاکت پر شہادت دینے والی ہے) آگاہ ہو جاؤ کہ جو کچھ خدا کے علم سابق میں تھا وہ واقع ہو گیا۔ جو اسکا حکم نافذ ہو چکا تھا وہ بتدریج متحقق ہو گیا (فتنہ و فساد اور غصب حقوق کے بعد خلافت مجھ تک پہنچ گئی) بیشک میں وعدۂ الٰہی اور اسکی حجت (قرآن) کے ساتھ کلام کرنیوالا ہوں۔ کما قال اللہ تعالےٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون بتحقیق وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم بھی رہتے ہیں تو ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں) "کہ تم خوف نہ کرو۔ غمگین نہو۔ تمہارے لئے اس بہشت کی خوشخبری ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے"۔ اب تم بھی یہی کہتے ہو کہ ہمارا رب اللہ ہے

تو پھر تم اس کی کتاب اس کے حکم کے رستے اور طریقۂ صالحۂ عبادت پر قائم رہو اس روئیہ سے تجاوز نہ کرو اس طریقہ میں بدعتوں کے موجد نہ بنو۔ اس سے مخالفت نہ کرو۔ کیونکہ بروز قیامت خداوند عالم کے نزدیک صاحبان تعدّی و تجاوز کا مقصود و مطلوب بالکل منقطع ہے۔ پھر تم اخلاق میں تغیر و تبدل کرنے سے اپنے نفسوں کو دور رکھو۔ اپنے اخلاق کو جگہ بہ جگہ نہ پھراؤ۔ (نفاق اختیار نہ کرو کہ کبھی تو راستگفتاری سے کام لیا کبھی دروغ سے) اپنی زبان کو یکساں رکھو۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ اپنی زبان کی محافظت کرے۔ کیونکہ زبان اپنے مالک سے بہت سرکشی کرتی ہے۔ قسم خدا کی میں کسی بندے کو نہیں دیکھتا ہوں کہ وہ متقی ہو اور پھر یہ تقویٰ اسے نفع پہنچائے جب تک اپنی زبان کو قابو میں نہ کرے۔ یاد رکھو! مومن کی زبان اس کے قلب کے پیچھے ہے (وہ جو بات کہتا ہے دل سے کہتا ہے) اور منافق کا قلب اُسکی زبان کے پیچھے ہے (وہ ہمیشہ زبانی جمع خرچ کیا کرتا ہے) کیونکہ مومن جب کسی کلام کے ساتھ تکلم کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اسکی نسبت اپنے نفس میں اچھی طرح سوچ لیتا ہے۔ اگر وہ کلام بہتر ہوا تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر اس میں کسی قسم کا شر نظر آیا تو اسے ڈھانک لیتا ہے اور منافق جو کچھ بھی اُس کے منہ میں آیا بک دیا۔ وہ نہیں سمجھتا کہ کونسا کلام اسے نفع پہنچائیگا اور کونسا نقصان۔ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جب تک قلب کو استقامت نصیب نہیں ہوتی ایمان مستقیم نہیں ہوتا اور قلب اُس وقت تک راست نہیں ہوتا جبتک کہ زبان سیدھی نہ ہو۔ اب جو شخص اس بات کی استطاعت رکھتا ہو (اسے اس بات کی تمنا ہو) کہ ایسی حالت میں خداوند عالم سے ملاقات کرے کہ اس کے ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے اموال سے پاک صاف ہوں۔ اسکی زبان انکی نسبت غیبت و تہمت و فحش گوئی سے سالم ہو تو اسے بیشک یہی عمل کرنا چاہئے اور یہی بات اسپر واجب و لازم ہے۔ بندگان خدا! جان لو کہ مومن اس برس بھی انہیں چیزوں کو حلال جانتا ہے جو اگلے برس حلال تھیں۔ اور اس سال بھی انہیں چیزوں کو حرام سمجھتا ہے جو اگلے سال حرام تھیں۔ اب لوگوں نے اس دین میں احداث کیا ہے اس احداث کے سبب سے وہ چیزیں ہرگز تمہارے لئے حلال نہیں ہو سکتیں جو تم پر حرام کی گئی ہیں۔ یاد رکھو! حلال وہی ہے جسے خداوند عالم نے حلال کیا ہے۔ اور

حرام وہی ہے جسے اس نے حرام فرمایا ہے۔ تم نے امور کا اچھی طرح تجربہ کرلیا ہے۔ اپنے دانت ایں پیوست کر دئیے ہیں (انہیں اچھی طرح جان چکے ہو) اور تم ان لوگوں کی حالت سے نصیحت حاصل کر چکے ہو جو تم سے پہلے تھے۔ تمہارے لئے مثالیں بیان کر دی گئی ہیں۔ تم ایک واضح اور روشن امر کی طرف بلائے گئے ہو۔ اب وہی شخص اس نصیحت کو یاد نہیں کہہ سکتا ہے۔ جو بہرا ہو اور وہی شخص چشم پوشی کریگا جو اندھا ہو۔ اور پھر یہ بھی خوب سمجھ لو کہ جس شخص کو نازل ہونے والی بلائیں اور تجربے نفع نہ پہنچائیں تو وعظ و نصیحت میں سے کوئی چیز اسے نفع نہیں پہنچا سکتی نقصان اور ضرر اس کے سامنے موجود ہے یہاں تک کہ وہ اس چیز کو پہچان لیگا جس کی نفع کا انکار کرتا تھا اور اس چیز کا انکار کریگا جسے اپنے لئے ضرر پہنچانے والی سمجھتا تھا۔ یاد رکھو! آدمی دو قسم کے ہیں ایک تو شریعت پیغمبر کی پیروی کرنے والا۔ دوسرا ایسی بدعت کا ایجاد کرنے والا جسکے لئے پروردگار کی جانب سے کوئی حجت شرعی مقرر نہیں۔ اور نہ کسی حجت کی روشنی (احدیث پیغمبر) اس کے ساتھ ہے۔ بالتحقیق پروردگار عالم نے کسی شخص کو اس قرآن کی مانند نصیحت نہیں کی۔ (قرآن سے بہتر کسی شخص کے لئے نصیحت کا طریق ہو ہی نہیں سکتا) یہ خداوند عالم کی حبل المتین ہے۔ یہ نہایت ہی با امن رستہ ہے۔ پژمردہ دلوں کی بہاریں اسی میں ہیں۔ یہ علم و معرفت کا چشمہ ہے۔ آئینۂ دل کی جلا اس کے سوا کسی دوسری چیز سے ہو ہی نہیں سکتی۔ مگر افسوس! اس کے معانی کے یاد کرنے والے اس کے احکام پر عمل کرنے والے چل بسے اور وہ لوگ باقی رہگئے جو اسے فراموش کر چکے ہیں یا جان بوجھ کر فراموش کرتے جاتے ہیں۔ پس اب اگر کسی شخص کو دیکھو کہ امر خیر بجالا رہا ہے تو اس کام میں اس کی اعانت کرو۔ اور اگر کسی شریر کو شرارتوں میں مشغول دیکھو تو اس سے گزر جاؤ کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے "اے پسر آدم اعمال خیر کو بجالا۔ فتنہ و فساد کو چھوڑ دے پھر تو نہایت ہی خوش رفتار۔ اور وسط راہ میں چلنے والا ہو جائیگا۔ خبردار ہو جاؤ! ظلم کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ظلم جو بالکل بخشا نہیں جائیگا۔ دوسرا وہ ظلم جو ترک نہیں کیا جائیگا اسپر مواخذہ ضرور ہوگا۔ تیسرا وہ ظلم جو بخشا جائیگا۔ اور کسی قسم کا مواخذہ نہ ہوگا۔ اب وہ

ظلم جو بخشا نہیں جائیگا وہ تو شرک باللہ ہے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ پروردگار عالم اس بات کو کبھی نہ بخشیگا کہ اسکے ساتھ دوسرے کو شریک کیا جائے اور وہ ظلم جس کو بخشدیا جائیگا وہ بندے کا ظلم ہے جو وہ بعض قباحتوں صغائر کے وقت اپنے نفس پر کرتا ہے اب وہ ظلم جو ترک نہیں کیا جائے گا جس پر پورا پورا مواخذہ ہوگا وہ بندوں کا ظلم ہے جو وہ ایک دوسرے پر کرتے ہیں اور عقبےٰ کا قصاص اور مواخذہ بہت سخت ہے (پناہ بخدا) وہ قصاص یہ نہیں کہ ایک چھری کا زخم لگا دیا اور بس یا تازیانے مار دئے گئے بلکہ یہ وہ عذاب ہے جسکے سامنے یہ قصاص نہایت ہی حقیر شمار کیا جاتا ہے۔ اب تم اپنے نفسوں کو دین الٰہی میں دورنگی (نفاق) سے دور رکھو۔ کیونکہ امر حق میں وہ اجتماع (جہاد) جسے تم مکروہ سمجھ رہے ہو اُس تفرقہ سے ہزار درجہ بہتر ہے جو باطل کی دوستی میں لاحق ہوتا ہے اور بیشک پروردگار عالم نے گزشتہ و موجودہ اشخاص میں سے کسی کو اس تفرقہ میں بہتری و بہبودی عطا نہیں فرمائی۔ خوشحال اس شخص کا جس کا عیب اسے لوگوں کے عیوب کی طرف نظر کرنے سے منع کردے (وہ اپنے ہی عیب کو پیش نظر رکھے) اور خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اپنے گوشۂ تنہائی میں بیٹھا ہے۔ جو کچھ خدا نے دیا ہے کھائے کر شکریہ ادا کرے۔ اپنے پروردگار کی اطاعت میں مشغول رہے۔ اپنی خطاؤں پر گریاں ہو۔ وہ اپنے ہی نفس کے لئے کسی شغل (عبادت) میں مصروف رہے۔ اور لوگ اس کی ذات سے راحت و آرام میں رہیں۔

کلام امام علیہ السلام

معاملہ "حکمین" کے متعلق حضرت ارشاد فرماتے ہیں۔ تمہارے سرداروں کی رائے اس امر پر متفق ہوگئی کہ وہ دو آدمیوں کو (طرفین سے) انتخاب کریں۔ چنانچہ یہ انتخاب ہوگیا۔ اور ہم نے ان دونو شخصوں (عمرو عاص و ابو موسےٰ اشعری) سے عہد لیا کہ اپنے آپ کو قرآن کا پابند کریں اس کے احکام سے تجاوز نہ کریں۔ ان کی زبانیں قرآن کے ہی ساتھ رہیں (وہ قرآن کے ہی موافق

حکم دیں) ان کے قلوب قرآن کی ہی متابعت کریں۔ اب وہ حکم قرآن میں حیران ہو گئے حق کو چھوڑ دیا حالانکہ اسے دیکھ لیا تھا۔ مگر ان کی خواہش نفسانی یہی ظلم و جور تھا اور احکام میں کجی کرنا عادت میں داخل تھا۔ حالانکہ ہمنے پہلے ہی ان کی سوء تدبیری اور احکام میں ظلم و جور کرنے کو حکم بالعدل اور عمل بالحق کے ساتھ بدلنے کی قید لگا دی تھی۔ اب جب انہوں نے احکام حقہ کو جو معروف و مستحسن ہیں معکوس کر دیا اور حق کے رستے سے خلاف کیا تو اپنے نفسوں کا اختیار رہمارے ہاتھ میں ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ایک کام اسے دوسرے کام سے روک نہیں سکتا نہ زمانہ اسے متغیر کر سکتا ہے۔ کوئی مکان اسپر حاوی نہیں ہو سکتا۔ کوئی زبان اس کی کما حقہ توصیف نہیں کر سکتی۔ نہ تو اس سے پانی کے قطروں کا شمار چھپا ہوا ہے نہ آسمان کے تارے اس سے پوشیدہ ہیں۔ ہوا کا کرہ ہوا میں متموج مورچہ کی سنگ سخت پر جنبش۔ اندھیری رات میں چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی خوابگاہیں۔ ان میں سے ایک بھی چیز اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں وہ پتوں کے گرنے کے مقام سے واقف ہے۔ وہ گوشہ چشم سے خفی سے خفی اشارے کو بھی جانتا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس خدا کے کوئی خدا نہیں۔ کوئی اُس کا عدیل اور ثانی نہیں۔ نہ اس کی ذات میں کسی طرح کا شک ہے۔ اسکا دین چھپا ہوا نہیں۔ نہ اُسکے ایجاد کرنے سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ میں اس شخص کی مانند یہ شہادت دے رہا ہوں جس کی نیت سچی ہو۔ جس کا باطن ریا سے پاک صاف ہو۔ جسکا یقین خالص ہو۔ جس کی ترازو کا پلّہ (اعمال صالح کی کثرت سے) بہت ثقیل اور بھاری ہو۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں اور خلائق میں اسکے برگزیدہ رسول ہیں اس کی (توحید کی) حقیقتوں کو ظاہر کرنے کے لئے منتخب ہیں۔ اسکی بزرگی اور عظیم الشان کرامات (معجزوں) کے ساتھ مختص ہیں۔ اس کی نہایت ہی عمدہ اور مکرم رسالتوں کے واسطے چنندہ ہیں۔

آپ ہی کی ذات سے ہدایت کی علامتیں روشن کی گئی ہیں اور ضلالت اور اندھے پن کی سیاہیوں پر آپ ہی کی وجہ سے جلا ہوئی ہے۔ ایّہا النّاس! جو شخص دنیا کا متمنّی ہو اسکے ساتھ ہمیشہ بسر کرنا چاہتا ہو تو یہ دنیا ایسے شخص کو فریب دیدیتی ہے۔ اور جو شخص اس کی طرف رغبت رکھتا ہے یہ ظالم کبھی اسکی طرف راغب نہیں ہوتی جو شخص اسپر غالب آیا (اسکے مال و متاع پر قبضہ کیا) اسی کو مغلوب و مقہور کر دیا۔ قسم خدا کی جو کوئی گروہ اپنی زندگی میں تر و تازہ نعمتوں سے شادکام رہا ہو یہ نعمتیں ان لوگوں سے ہرگز زائل نہیں ہوتیں مگر انہیں گناہوں کے سبب سے جن کا انہوں نے ارتکاب اور اکتساب کیا ہے۔ کیونکہ پروردگار عالم اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اور جس وقت ان پر عقوبتیں نازل ہوں۔ نعمتیں زائل ہو جائیں۔ اگر اس وقت خالص دل سے اپنے پروردگار کے سامنے تضرّع و زاری کریں تو بیشک پروردگار عالم اس چیز کو ان پر واپس کر دیگا جو ان سے بھاگ چکی ہے۔ اور ان کے ہر ایک تباہ ہو جانے والے امر کی اصلاح فرما دیگا میں تم سے اسی امر کا خوف کرتا ہوں کہ تم کہیں ایام جاہلیت میں گرفتار نہ ہو جاؤ (جو خلفائے گزشتہ کا زمانہ ہے) اب وہ امور گزر گئے جس کی طرف تم نہایت ہی توجہ سے مائل تھے اور میں تمہاری ان حرکات کو نہایت ناپسند کرتا تھا۔ اب اگر تم پر تمہارا امر لوٹا دیا جائے تو بیشک تم نیکبخت اور سعادتمند ہو جاؤ گے۔ اور مجھ پر تمہاری خاطر کوئی عمل واجب و لازم نہیں۔ الّا یہ کہ میں تمہیں تمہاری اصلی حالت پر لوٹانے میں کوشش کروں اور جب میں نے کچھ کہنے کا ارادہ کیا ہے تو یہی کہا کہ پروردگار عالم نے تقصیرات گزشتہ کو معاف کر دیا (اب آیندہ اس قسم کی تقصیر نہ کرنا مضٰے ما مضٰے۔

کلام امام علیہ السّلام

اہل یمن میں سے ایک شخص ذعلب نامی نے عرض کی "یا امیرالمومنینؑ آپنے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟" حضرت نے فرمایا "کیا میں اَن دیکھے خدا کی عبادت کرتا ہوں؟" عرض کی "آپنے اُسے کیونکر دیکھا؟"

فرمایا "مشاہدہ و معائنہ کے ساتھ آنکھیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں (وہ اس چشم حسّی سے نظر نہیں آتا) مگر قلوب مومنین حقائق ایمان کے ساتھ اس کا ادراک کرتے ہیں۔ وہ ہر ایک چیز سے نزدیک ہی مگر ملامست و مماثلت کے ساتھ قریب نہیں (جو کہ جسمیت کا خاصہ ہے) وہ ہر ایک سے بعید ہے مگر تبائن اور مفارقت زمانی و مکانی کے ساتھ بعید نہیں۔ وہ بغیر تردد و فکر کے متکلم ہے وہ بغیر ہمت کے ارادہ کرنے والا ہے۔ وہ خالق ہے مگر خود اعضاؤ جوارح سے منزہ ہے۔ وہ ایسا لطیف ہے جس کا خِفا اور پوشیدگی کے ساتھ وصف نہیں کیا جا سکتا (چونکہ وہ ہماری ظاہری آنکھوں کو نظر نہیں آتا اور ان سے پوشیدہ ہے اس لئے اسے لطیف نہیں کہتے۔ بلکہ وہ شدت ظہور کے سبب سے ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہی) وہ نہایت ہی بزرگ اور عظیم الشان سلطنت کا مالک ہے۔ مگر (معاذ اللہ) ظالم و جابر نہیں۔ وہ بصیر ہے مگر چشم حاسّہ کے ساتھ موصوف نہیں (وہ ہماری تمہاری جیسی آنکھیں نہیں رکھتا) وہ رحیم ہے۔ محسن ہے۔ مگر اس رحمت و احسان کے سبب سے اسے سوزش قلب لاحق نہیں ہوتی۔ اس کی عظمت کے سامنے تمام نفوس ذلیل اور خاضع ہیں اور اسکی مہابت و مخافت کے سبب سے تمام قلوب ترسناک ہیں۔

کلام امام علیہ السلام

حضرت اپنے اصحاب کی مذمت میں فرماتے ہیں۔ جو امر کہ گزر گیا اور جو فعل کہ مقدر اور مشخص کر دیا ہی میں اسپر خدا کی حمد کرتا ہوں اور اس امر پر بھی اس کی تحمید و تقدیس کرتا ہوں کہ مجھے تمہارے ساتھ مبتلا کیا۔ ای میرے حکم کی اطاعت نہ کرنے والے اور میری دعوت کو قبول نہ کرنے والے گروہ اگر تمہیں محاربہ دشمن سے مہلت دی جاتی ہی تو تم لہو و لعب اور ہوا و ہوس میں مشغول ہو جاتے ہو۔ اور تمہیں ساتھ لیکر دشمن سے جنگ کی جاتی ہی تو مقابلہ میں ضعیف و سست ہو جاتے ہو۔ اگر لوگ اپنے امام کے پاس جمع ہوں تو تم میں تفرقہ پڑ جاتا ہے۔ اور اگر کسی مشقت و محنت کی طرف بلانے والی آواز کو قبول بھی کرتے ہو تو پھر بہت ہی جلد رجعت قہقری کر جاتے ہو۔ تمہارے دشمن کے لئے کوئی مربی باقی نہ ہے۔ وہ جہاد جو تمہارے

ذمّے واجب ہے اس میں نفرت حاصل کرنے کے لئے جس چیز کا تم انتظار کر رہے ہو وہ تمہاری موت اور ذلت ہے (تم جو جہاد اور نصرت میں سُستی اور کاہلی سے کام لے رہے ہو اسکا انجام تو موت اور خواری ہے) قسم خدا کی اگر میرا روز موعود (موت) آجائے اور بیشک وہ ضرور آئیگا۔ تو وہ ایسی حالت میں میرے اور تمہارے درمیان تفرقہ اندازی کریگا کہ میں تمہاری مصاحبت کے لئے دشمن ہونگا اور تمہارے سبب سے کسی قسم کی قوت و شوکت مجھے حاصل نہوگی (تم میری زندگی تک مجھ سے برگشتہ رہوگے۔ مجھے دشمن سمجھوگے اور تمہارے سبب سے میں کبھی صاحب شوکت نہ ہوسکونگا) خدا کے بندو! کیا دین میں اتنی بندش کی قوت نہیں ہے جو تمہیں ایک جگہ جمع کر دے؟ کیا تمہیں اپنے امثال واقران کو دیکھکر بھی حمیّت اور غیرت نہیں آتی جو تمہیں (مدافعۂ دشمن کے لئے) تیز و طرار کر سکے کیا یہ مقام تعجب نہیں ہے کہ معاویہ نہایت ہی سفیہ ستمگاروں کو بُلاتا ہے۔ اور وہ بغیر کسی قسم کے احسان وانعام و بخشش کے اسکی متابعت کرتے ہیں۔ اور میں تمہیں انعام و احسان کے ٹکڑوں کی طرف بُلا رہا ہوں۔ حالانکہ تم اہل اسلام کے خلف ہو۔ معقول انسانوں کی اولاد ہو۔ مگر پھر بھی مجھ سے متفرق ہوتے ہو اور برابر مجھ سے اختلاف کئے جاتے ہو۔ میرا کوئی حکم تمہارے لئے ایسا صادر نہیں ہوتا جو موجب خوشنودی ہو اور تم اس پر رضامند ہو جاؤ اور نہ کوئی ایسی چیز جو باعث غضب ہو اور تم اسپر اجتماع کرلو (میرا کوئی امر و نہی خواہ تمہیں پسند ہو یا ناپسند مگر تم اس سے لامحالہ انحراف کروگے) اور یاد رکھو کہ بہترین اشیاء جس کی ملاقات کا مجھے اشتیاق ہے میرے نزدیک موت ہے (کیونکہ اسی کے سبب سے میں تمہاری بیجا مخالفتوں سے نجات پاکر بہشت بریں کی سیر کرونگا) میں نے تمہیں کتاب خدا کا سبق دیا۔ تمہاری تعلیم میں حجت و برہان کے ساتھ ابتدا کی تمہیں اس چیز کو پہنچوا دیا جس کا تم انکار کرتے تھے۔ جس سے تم جاہل تھے۔ میں نے تمہیں وہ چیز (شراب معارف دینیہ پلادی) جسے تم اپنے لبوں سے دور رکھتے تھے جو تمہیں ناگوار خاطر تھی۔ کاش اندھا شخص بینا ہو جاتا اور خواب غفلت کا سرشار جاگ اُٹھتا اور دیکھ لیتا کہ وہ قوم جسکا پیشوا معاویہ اور معلم ابن نابغہ (عمرو عاص) ہے کسقدر جہل خداوندی کے قریب ہے۔ کس درجہ خدا کو بھولی ہوئی ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

حضرت نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو خبر لانے کے لئے بھیجا کہ اس سپاہ کوفہ کا احوال معلوم کرے جس نے جماعت خوارج سے ملحق ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ اور وہ حضرت کی طرف سے بہت دہشتناک ہے۔ جب وہ شخص واپس آیا تو آپ نے فرمایا "کیا وہ لوگ اپنے آپ کو امن میں سمجھ کر یہیں خیمہ زن ہیں یا خوف کی حالت میں کوچ کر گئے؟" اس شخص نے عرض کی۔ "یا امیرالمومنین وہ سب کے سب روانہ ہو گئے"! حضرت نے فرمایا۔ "وہ رحمت خدا سے دور ہوں جیسے کہ قوم ثمود دور ہو گئی۔ تمہیں آگاہ ہونا چاہئے کہ اگر نیزے ان کی طرف استوار کر دئے جاتے اور شمشیریں انکے سروں پر گرتیں تو بیشک وہ اپنے اس کئے سے پشیمان ہوتے۔ بیشک آج کے روز شیطان نے انہیں ہزیمت دی اور متفرق کر دیا۔ اور کل بروز قیامت وہ ان سے بیزار ہوگا۔ اور یہ اس سے خلوت اختیار کرینگے۔ اب ان کے لئے یہی کافی ہے کہ ہدایت سے خارج ہو گئے۔ ضلالت اور کوری میں گر پڑے۔ واصل بحق ہونے سے منع کر دئے گئے۔ اور بیابان حیرت و گمراہی میں رہکر سرکش اور نافرمان بن گئے۔

نیرنگِ فصاحت

(ترجمۂ)

نہج البلاغۃ

جلد ثانی

خطبۂ جنابِ امیر علیہ السّلام

نوف بکالی جو قبیلۂ ہمدان کے گروہ بکال میں سے ایک شخص تھا اور حضرت کا صحابی تھا وہ بیان کرتا ہے کہ جناب امیر علیہ السّلام ایک روز کوفہ میں ایک پتّھر پر کھڑے ہو کر خطبہ خوان ہوئے۔ اس پتّھر کو حضرت کے لئے جعدہ ابن ہبیرہ مخزومی نے نصب کیا یہ شخص (جعدہؔ) حضرت کا بھانجا امّ ہانی دختر ابی طالب کے شکم سے تھا۔ اس وقت حضرت ایک پشمینہ کا جُبّہ پہنے ہوئے تھے۔ شمشیر پہلو میں لٹکی ہوئی تھی۔ جس کا پرتلہ خُرما کی چھال کا تھا۔ پاؤں میں نعلین تھیں جو خُرمے کی ہی چھال سے بُنی ہوئی تھیں۔ اور پیشانی مبارک (کثرت سجود سے) ایسی معلوم ہو رہی تھی جیسے اونٹ کے زانو پر زمین پر گرنے سے گھٹّا پڑ جاتا ہے۔ آپ نے حاضرین کو مخاطب پا کر فرمایا۔ حمد و ستائش اسی پروردگار کے لئے زیبا ہیں جو تمام خلائق کا مرجع اور ہر ایک کام کا

منتہیٰ ہے۔ میں اس کے عظیم الشان احسان اسکی روشن بُرہان اور اسکے بابرکت فضل و امتنان پر اسکی حمد کرتا ہوں۔ یہ ایسی حمد ہے جو اس کے حق کی بجالانے والی۔ اسکے شکر کی ادا کرنے والی۔ اسکے ثواب سے نزدیک کرنے والی اور اس کے مزید احسان و انعام کی موجب ہے۔ میں اس سے اعانت اور مدد طلب کرتا ہوں جیسے وہ شخص کیا کرتا ہے جو اسکی جود و بخشش کا امیدوار ہو۔ اپنی منفعت کا آرزومند ہو۔ شدائد دنیا کو دفع کرنے کے لئے اسی کی ذات پر توکّل اور اعتماد رکھتا ہو۔ اسکے کرم و عطا کے سبب سے اسکا معترف ہو۔ قول و فعل کے ساتھ اسکی اطاعت کرتا ہو۔ اور میں اس شخص کی مانند اس پر ایمان لایا ہوں جو اس کے کرم کا امیدوار ہو۔ حالت ایمانی میں اسکی طرف رخ کر رہا ہو اطاعت کرتا ہوا اُس کے سامنے خاضع اور خاشع ہو جس نے اس کے لئے اس کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے اپنی نیّت کو خالص کر لیا ہو۔ اسکی بزرگی اور عظمت و جبروت کا اعتقاد کرتا ہوا اس کی تعظیم کرتا ہو۔ اور نہایت ہی کوشش اور رغبت کے ساتھ اس کی طرف پناہ لے جا رہا ہو۔ وہ خدائے بزرگ و برتر کسی شے سے متولّد نہیں ہوا کہ عزّت میں اس شے کا شارک ہو۔ نہ اس نے اپنے لئے بیٹا پیدا کیا جو اس کی ارث پا کر ہلاک ہونیوالا ہو۔ نہ کوئی وقت اس پر مقدّم ہے نہ زمانہ۔ نہ اسکو کوئی زیادتی عارض ہوتی ہے نہ نقصان۔ بلکہ ان چیزوں کے سبب سے عقلوں پر (اس کا وجود) آشکار اور ظاہر ہے۔ جو اس نے ہمیں دکھادی ہیں۔ جیسے کہ اس کی محکم اور استوار تدبیروں کی علامتیں (کہ تدبیر تکوینی میں خلقت اس سے تخلّف ہی نہیں کر سکتی) اور قضائے مبرم یہ باتیں اس کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔ اسکی مخلوقات میں سے اسکے وجود اور اسکے خالق ہونے پر شہادت دینے والا ایک یہ امر بھی ہے کہ مضبوط اور ثابت شدہ آسمانوں کو بغیر قائم ہونیوالے ستونوں اور بغیر کھمبوں کے پیدا کر دیا۔ ان کو موجود ہو جانے کے لئے آواز دی۔ انہوں نے اسکی دعوت کو پوری پوری اطاعت اور متابعت کے ساتھ قبول کیا۔ نہ کچھ توقف کیا نہ درنگ۔ اگر وہ اسکی ربوبیت کا اقرار نہ کرتے۔ انکی یہ اطاعت طوع و رغبت کے ساتھ نہ ہوتی تو ہرگز انہیں مقام عرش نہ بناتا۔ انہیں اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنی خلقت کے اعمال صالح اور کلمات پاکیزہ کے

صعود کرنے کا مقام نہ قرار دیتا۔ ان کے ستاروں کو نشانیاں قرار دے دیا کہ اطراف و ولایات عالم کے وسیع فراخ رستوں میں مختلف ہونے والے مقامات میں حیران و سرگردان لوگ انسے رہنمائی طلب کرتے ہیں۔ رات کے تاریک پردوں کی نہایت ہی گہری سیاہی انکے نور کی روشنی کو روک نہیں سکتی اور نہ اندھیری راتوں کے سیاہ لباس قمر کی اس روشنی کو روک سکتے ہیں جو آسمانوں میں پھیلی ہوئی ہے پاک و پاکیزہ ہے وہ خدا جس پر ہموار زمین کے قطعات اور ایک دوسرے سے متصل ہونیوالے سیاہ پہاڑوں کے ٹیلوں میں پوشیدہ کر لینے والی رات اور حد سے بڑھی ہوئی تاریکی مخفی نہیں رہ سکتی۔ بارش برسانے کے لئے افق آسمان میں جو رعد کی گرج پیدا ہوتی ہے۔ وہ شے جسکے سبب سے بادلوں کی بجلیاں پھیل جاتی ہیں وہ پتے جو زمین پر گرتے ہیں جنہیں ان کے گرنے کے مقام سے تند و تیز آندھیاں اور آسمان کی متواتر بارشیں کہیں سے کہیں اڑا لے جاتی ہیں ان میں سے کوئی بات ایسی نہیں جو اس پر پوشیدہ ہو۔ قطرات باران کے زمین میں گرنے کے مقام۔ بادلوں میں انکے قائم رہنے کی جگہ کو جانتا ہے وہ چیونٹی کی خوابگاہ اور اُس کی رفتار کے مکان سے واقف ہے۔ اسے معلوم ہے کہ پشہ کے لئے کس قدر خوراک کافی ہوسکتی ہے۔ اسے علم ہے کہ عورت اپنے شکم میں کیا اٹھائے ہوئے ہے (لڑکی ہے یا لڑکا) حمد و تعریف اسی خداوند عالم کے لئے زیبا ہے جو عرش و کرسی۔ ارض و سما۔ جن و انس کی خلقت سے پہلے موجود تھا۔ نہ وہ کسی وہم کے ساتھ مدرک ہوسکتا ہے نہ کوئی عقل اس کے ادراک پر قادر ہوسکتی ہے۔ سائل کا سوال اُسے کسی دوسرے کام سے نہیں روکتا۔ اور نہ کوئی بخشش اس کے خزانۂ قدرت کو کم کرسکتی ہے۔ وہ آنکھ کے ساتھ دیکھا نہیں جاسکتا۔ وہ کسی مکان میں محدود نہیں۔ ازواج (جفت) کے ساتھ اس کی توصیف نہیں کی جاسکتی۔ وہ کسی آلہ کی مدد سے خلقت کو پیدا نہیں کرتا۔ حواس ظاہری و باطنی اس کا ادراک نہیں کرسکتے۔ نہ انسانوں پر اُس کا قیاس جاسکتا ہے۔ وہ خدا جس نے حضرت موسےٰ کے ساتھ ایسا کلام کیا جو کلام کرنے کا حق ہوتا ہے۔ مگر اس گفتگو میں (ہمارے تمہارے جیسی زبان) اور لہوات[1] سے کام نہیں لیا اپنی علامات و شواہد میں سے بغیر مدد جوارح و آلات

---

[1] لہوات جمع لہاۃ۔ لہاۃ اس گوشت کو کہتے ہیں جو حلق کے قریب لٹکا ہوا ہے جسے "کوا" کہا جاتا ہے ۱۲

کے ایک زبردست اور عظیم الشان نشانی دکھائی۔ ایہا المتکلف! اب اگر تو اپنے پروردگار کی معرفت حاصل کرنے کے لئے متحمل شدائد ہونے میں صادق ہے تو جبرئیل ومیکائیل اور ان ملائکۂ مقربین کے لشکر کی معرفت کی تکلیف برداشت کر جو اسکے اطراف عالم قدس میں موجود ہیں اور خضوع وخشوع کی حالت میں زمین کی طرف جھکے جاتے ہیں انکی عقلیں اس بات سے حیران ہیں کہ اس احسن الخالقین کی کنہ کو معین کر دیں (پھر جب وہ اسکی کماحقہ توصیف وتعریف نہیں کر سکتے تو تیری کیا مجال ہے کہ اس راہ میں ذرا بھی زبان ہلا سکے) اور یاد رکھ کہ صفات کے ساتھ وہ شے پہچانی جاتی ہے۔ اس کا ادراک کیا جاتا ہے جو صاحب ہیئت واشکال اور صاحب اعضا وآلات ہو۔ یا وہ شخص صفات سے پہچانا جا سکتا ہے۔ جس کی مدت معین فنا کو پہنچے اور وہ گزر جائے (جو چیز کہ صاحب شکل واعضا ہوتی ہے وہ ہیئت وشکل واعضا کے ساتھ مدرک ہوتی ہے۔ یا جو شخص کہ منقضی اور فانی ہے وہ اپنی چند سال کی مدت بقا کے ساتھ جو گزر گئی یا گزر جائیگی ادراک کیا جا سکتا ہے۔ یعنی ہر ایک چیز جو صاحب کیفیت ومقدار وزمانہ ہو عقل اور خیال اسے ان اوصاف کے ساتھ معلوم کر سکتے ہیں لیکن پروردگار عالم ان حالتوں سے بالکل مبرا ومنزہ ہے۔ پھر کیونکر مدرک با وصاف ہو سکے) بیشک وہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اس نے اپنے نور سے ہر ایک تاریکی کو روشن اور ہر ایک نور کو اپنی پیدا کی ہوئی ظلمت سے تاریک کر دیا۔ بندگان خدا! میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہیں نعمتوں کے لباس فاخرہ پہنا رکھے ہیں۔ جس نے تمہارے اسباب معاش کو وسعت عطا فرمائی ہے۔ سنو! اگر کسی شخص کو دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لئے کوئی وسیلہ دستیاب ہوتا اور موت کے دفع کرنے کے لئے کوئی رستہ مل جاتا۔ تو وہ شخص حضرت سلیمان ابن داؤد علیہما السلام ہوتے۔ جن کے لئے مرتبۂ نبوت اور تقرب خداوندی کے باوجود جن وانسان کی مملکت بھی مسخر کر دی گئی تھی۔ جس وقت انہوں نے اپنے دنیاوی حصہ کو پورا کیا اور اپنی مدت زندگانی تمام کی تو کمان نیستی کے کمانداروں نے ان پر موت کے تیر چلائے اور انکی مملکت نے ایسی حالت میں صبح کی کہ ان کے وجود سے خالی تھی۔ انکے مکانات بیکار پڑے تھے جنہیں ایک دوسری

قوم نے تصرف کیا۔ بیشک ازمنۂ گزشتہ میں تمہارے لئے بہت عبرتیں موجود ہیں کہاں ہے قوم عمالقہ[۱] اور ابناء العمالقہ۔ کہاں ہیں فراعنہ[۲] اور ابناء الفراعنہ۔ کہاں ہیں رس کے شہروں کی رہنے والی قومیں[۳] اور وہ گروہ جو انبیاء کو قتل کرتے تھے۔ مرسلین کے طریقوں کی روشنی کو بجھاتے تھے سنت جبارین کو زندہ کرتے تھے۔ کدھر ہیں وہ بادشاہ جو بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ چڑھائی کرتے تھے جنھوں نے ہزار در ہزار فوجوں کو شکست دی۔ بیشمار لشکر جمع کئے اور بہت سے شہروں کی بنا قائم کی۔

بعض خطبوں میں حضرت صاحب الامر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف کے متعلق یہ عبارت درج ہے بیشک اس نے (حضرت صاحب الزمان نے) حکمت کی سپر کو زیب بدن کر لیا۔ اس نے حکمت کی کما حقہ معرفت اور اس سے فراغت حاصل کرنے کے لئے اسکی طرف رخ کرکے اسے مع اسکے تمام آداب کے حاصل کیا اور اس (حضرت صاحب الامر) کے نزدیک یہ حکمت ایک گم شدہ چیز تھی جسے تلاش کیا اور ایک ایسی مایحتاج تھی جسکا خدا سے سوال ہوتا تھا۔ پس وہ (صاحب الامر) بھی نظروں سے پوشیدہ ہے جبتک کہ دین اسلام نگاہوں سے پوشیدہ ہے اس اسلام نے اپنی دم کا حصۂ زیریں زمین پر ٹیک رکھا ہے۔ اپنے سینہ کو زمین سے ملا دیا ہے اور تھکے ہوئے اونٹ کی طرح لوگوں کے لئے بالکل بیکار ہے۔ وہ (صاحب الامر) حجج خداوندی کا ایک جلیل الشان بقیہ ہے۔ وہ اس کے انبیاء کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ ایہا الناس! میں نے تمہارے سامنے ان پند ونصائح کو منتشر کیا ہے جن کے ساتھ انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو وعظ کیا کرتے تھے اور ان تمام حقوق کو ادا کر دیا جنہیں اوصیائے پیغمبران ادا کیا کرتے تھے۔ میں نے اپنی نصیحتوں سے تمہیں ادب سکھایا۔ مگر تم ہی سیدھے نہ ہوئے میں نے تمہیں طرح طرح کے زجر و توبیخ کے ساتھ حق کی طرف ہنکایا۔ مگر تم ہی ایک جگہ جمع نہ ہوئے۔ خدا کے بندو! کیا میرے سوا کسی اور امام کی توقع رکھتے ہو جو تمہیں طریقۂ حق پر چلائے۔ اور تمہیں راہ راست دکھا دے۔ خبردار ہو جاؤ کہ قوت اسلامی نے جو اطاعت پیغمبر کے سبب سے

---

[۱] عملیق کی اولاد میں سے ایک زبردست گروہ تھا ۱۲ [۲] عمالقہ کی اولاد جو حجاز میں حکمرانی کرتی تھی ۱۲ [۳] فراعنہ۔ شاہان مصر ۱۲ [۴] یہ قومیں صنوبر پرستی میں مشغول رہتی تھیں۔ صنوبر وہ درخت تھا جسے یافث ابن نوح نے نہر رس کے کنارے پر لگایا تھا ۱۲

دنیا کی طرف منہ کر رکھا تھا اب اس نے اس کی طرف سے پشت پھرا لی اور کفر و ضلالت جو اسکی طرف سے پشت پھرائے ہوئے تھے اب وہ اسکی طرف مُنہ کر رہے ہیں کیونکہ خلیفۂ حق کی اطاعت نہیں کی جاتی۔ جو دنیا بطریق احسن حاصل ہو۔ بندگان نیک کوچ کرنے کا عزم بالجزم کئے ہوئے ہیں۔ اور باقی نہ رہنے والی دنیا کے مال قلیل کو فانی نہونے والی آخرت کے مال کثیر کے عوض بیچ ڈالا ہے۔ ہمارے بھائی جن کا خون جنگ صفین میں بہہ گیا انہوں نے ہمیں کس قدر ضرر پہنچایا (کس قدر اپنی جدائی کا رنج دیا) وہ آج کے دن زندہ نہوئے جو غم و غصّہ کو نوش کرتے اور کدورت آمیز پانی پیتے۔ قسم خدا کی انہوں نے تو پروردگار عالم سے ملاقات کی اِس واہب العطایا نے ان کے اجر کو وفا کیا۔ انہیں ان کے خوف کے بعد دار الامن میں جگہ دی۔ کہاں ہیں میرے وہ بھائی جو راہ خدا میں سوار ہوتے تھے۔ اور اسی اعتقاد حقّہ پر گزر گئے۔ کہاں ہیں عمّار کدھر ہے ابن تیہان۔ کس طرف ہے ذوالشہادتین (خزیمہ جسے رسول خدا دو عادل گواہوں کے برابر سمجھتے تھے) کہاں ہیں ان کی مثالیں اور کس طرف ہیں ان کے دینی بھائی جو خدا کی راہ میں مرنے کی قسمیں کھائے ہوئے تھے اور جن کے سر فاسق و فاجر شامیوں کی طرف بھیجے گئے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ فرما کر حضرت نے ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور بہت دیر تک رویا کئے پھر فرمایا۔ آہ! وہ میرے دینی بھائی جو قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور اُس کے معانی کو اپنے دل میں نقش کر لیتے تھے وہ امور واجبات میں تفکر سے کام لیتے ہوئے انہیں قائم کرتے تھے وہ سنّت پیغمبر کو جلاتے تھے۔ وہ بدعتوں کو دور کرتے تھے۔ جب انہیں جہاد کی طرف بلایا جاتا تھا تو نہایت خوشی سے قبول کرتے تھے۔ اپنے پیشوا پر بھروسا رکھتے تھے اور اسکے اوامر و نواہی کی اطاعت کرتے تھے۔ اس مقام پر پہنچکر حضرت نے باآواز بلند فرمایا الجہاد! الجہاد!! بندگان خدا خبردار ہو جاؤ۔ میں آج لشکر کو تیار کرنے والا ہوں اب جو شخص خدا کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ کرے وہ نکل آئے۔ راوی (نوف) بیان کرتا ہے کہ حضرت نے امام حسینؑ کو اس وقت دس ہزار سواروں کا سر لشکر مقرر فرمایا۔ دس ہزار

سوار قیس ابن سعد کی ماتحتی میں دیئے۔ دس ہزار سواروں کا سالار ابو ایوب انصاری کو مقرر کیا باقی فوج دیگر امرا کے سپرد کی۔ اور آپ صفین کی طرف مراجعت کا ارادہ رکھتے تھے مگر افسوس کہ ابھی جمعہ بھی نہ آنے پایا تھا کہ ابن ملجم لعنۃ اللہ علیہ نے سر مبارک پر ضربت لگائی تمام لشکر لشکرگاہ سے واپس آ گیا اس وقت ہم بعینہٖ ان بکریوں کی مانند تھے جن کا کوئی گلہ بان نہ ہو اور بھیڑیئے ہر طرف سے انہیں لیے جا رہے ہوں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

حمد و تعریف اسی خداوند عالم کے لئے مختص ہے جو بغیر دیکھنے کے پہچانا گیا ہے جو کسی قسم کے رنج اور تعب سے متاثر ہوئے بغیر پیدا کرنے والا ہے۔ اپنی قدرت کاملہ سے خلقت کو ایجاد کیا۔ اپنے قہر و غلبہ سے تمام خداؤں کو بندہ بنا لیا (بندوں کو اپنے قہر و غلبہ کے اظہار کے لئے خداوند بنایا) تمام بزرگوں کا اپنے جود و کرم کے سبب سے سردار ہو گیا (کم رتبہ بندوں کو اپنے جود و کرم کے اظہار کے لئے بزرگ اور سردار بنایا) وہ خدا جس نے اپنی خلقت کو دنیا میں ساکن کیا جن و انسان کی طرف اپنے رسول بھیجے تاکہ انکے لئے دنیا کے پوشیدہ پردوں کو ظاہر کریں۔ انہیں دنیا کی مضرتوں سے ڈرائیں۔ دنیا کی عبرت انگیز مثالیں ان کے سامنے بیان کریں۔ دنیا کے عیب انہیں دکھائیں اسکی صحتیں اسکی بیماریاں اس کے حلال و حرام اور وہ چیزیں جو مطیع و فرمانبردار کے لئے خداوند عالم نے مقرر کی ہیں وہ اشیا جو نافرمانوں کے لئے مہیا ہیں جنت اور نار عزت اور خواری ان سب باتوں سے عبرت دلانے کے لئے ان کے گرد ہوں۔ میں اسکی حمد کرتا ہوں۔ اسی کی ذات کی طرف رخ کئے ہوئے ہوں۔ جیسا کہ وہ اپنے بندوں کی طرف رخ کر کے نعمتیں عطا فرما کر ان سے حمد اور شکر کا طالب ہوا اس نے ہر ایک چیز کے لئے ایک مقدار مقرر کر دی۔ ہر مقدار کے لئے ایک مدت معین فرمائی۔ اور ہر مدت معین کے لئے ایک نوشتہ تحریر فرما دیا (جس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا)

بعض خطبہ میں ذکر قرآن مذکور ہے قرآن (معروف کا) حکم کرنے والا منکرات سے منع کرنے والا (بلحاظ زبان) خاموش ہے (بروئے بیان حجت الٰہی) ناطق ہے

خلق اللہ کے لئے حجت خداوندی ہے۔ ان سے اس کا اقرار اور عہد لیا گیا ہے۔ لوگوں کے نفوس اس کے بدلے گروی رکھے ہوئے ہیں (کہ اگر وہ اس کے عہد پر قائم نہ رہیں گے تو انہیں عذاب نصیب ہوگا) اس نے معارف قرآنی کو (زبان فیض ترجمان رسول کے ساتھ) تمام کر دیا اس دین کو جو اس (قرآن) سے منسوب ہے گرامی قدر سمجھا۔ اور ایسی حالت میں اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ کی روح قبض فرمائی۔ جبکہ ہدایت قرآنی کے احکام کو خلق اللہ تک پہنچانے سے فارغ ہو چکے تھے۔ اب تم انہیں اوصاف بزرگی کے ساتھ اس سبحانہ تعالے کو یاد کرو جن کے ساتھ خود اس نے اپنے نفس کو یاد کیا ہے۔ اس لئے اپنے دین میں سے کوئی شے تم پر پوشیدہ نہیں رکھی۔ نہ کوئی شے ایسی چھوڑی ہے جس سے وہ راضی ہو یا اسے مکروہ سمجھے مگر یہ کہ اس کے واسطے ایک ظاہر نشان مقرر کر دیا ہے۔ اور ایک محکم نشانی مقرر فرما دی ہے جو یا تو مکروہات سے باز رکھتی ہے۔ یا اس کی مرضی کی طرف بندوں کو بلاتی ہے۔ پس اسکی رضا اور اسکا غضب مابقی اور زمانہ آئندہ میں ایک ہیں (کسی قسم کا تغیر و تبدل اسکے احکام میں ہو نہیں سکتا) یاد رکھو کہ وہ چیزیں جو تم سے پہلے تھیں۔ اور جنہیں خداوند عالم دشمن سمجھتا ہے اگر تم انہیں بجالاؤ تو کبھی تم سے راضی نہ ہوگا۔ اور وہ امور جو تم سے قبل تھے جنہیں وہ دوست رکھتا ہے۔ اگر تم ان پر عمل کرو گے تو کبھی تم پر غضبناک نہ ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم لوگ ظاہر بظاہر نشان قدم (سنت پیغمبرؐ) پر چل رہے ہو۔ اور اسی قول کا اعادہ کرتے ہوئے کلام کر رہے ہو جو تم سے پہلے لوگ کہا کرتے تھے (کہ ہم طریقۂ نبی اور ماجاء بہ النبی پر ایمان لائے ہیں لہذا تم بھی انہیں لوگوں کی طرح سنت پیغمبرؐ اور احکام الٰہی کی متابعت کرو) بیشک پروردگار عالم کا جود و کرم تمہاری ضروریات دنیا کے لئے کافی ہو چکا ہے۔ اس نے تمہیں شکران نعمت کی تحریص کی ہے۔ تمہاری زبانوں کے لئے شکریۂ نعمت کو واجب کر دیا ہے۔ تمہیں زہد و تقوےٰ کی وصیت کی ہے اور اسے اپنی رضا و مقصود کا منتہےٰ اپنی مخلوقات کے لئے مقرر کیا ہے۔ اب تم اس خدا سے ڈرو جسکی آنکھوں کے سامنے تم حاضر ہو۔ جس نے تمہاری وجود کی کاکلوں کو

اپنے ید قدرت میں رکھا ہے۔ تمہارے حالات کے تغیر و تبدل اس کی مٹھی میں ہیں۔ اگر تم اپنے اعتقادات کو پوشیدہ رکھتے ہو تو اسے انکا علم حاصل ہو چکا ہے اور اگر تم آشکارا طور سے اعمال بجالاتے ہو تو انہیں اس نے لکھ لیا ہے۔ سنو! اس کام کے لئے اس نے حفاظت کرنیوالے بزرگ ملائکہ (کرامًا کاتبین) کو موکل کر دیا ہے۔ جو کسی واقع ہونے والے اور محقق عمل کو (صغیرہ ہو یا کبیرہ) قلم انداز نہیں کرتے۔ نہ کسی واقع نہ ہونے والے اور باطل فعل کو اپنے دفتر میں رقم کرتے ہیں۔ خوب جان لو! جو شخص خدا سے ڈرتا ہے۔ وہ اس کے لئے فتنہ و فساد سے نکلنے کی جگہ اور ظلمت کو نور بنا دیگا۔ اور اسے ایسی جگہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ساکن کریگا کہ اس کا نفس جس کا مشتاق ہے۔ اسے اپنے نزدیک ایسے مکان کی منزل کرامت میں نازل فرمائیگا جسے اس نے خاص اپنے نفس کے لئے (اپنے مقرب اور مخلص بندوں کے لئے) بنایا ہے جس مکان کی چھت اس کا عرش ہے جس کا نور اسکی خوشنودی ہے۔ جس کے زوار اسکے ملائکہ ہیں۔ جس کے رفقا اور مصاحب اس کے رسول ہیں۔ اب تم آخرت کے لئے مہیا اور تیار ہو جاؤ۔ اپنی موت طبیعی پر مرگ ارادی کے ساتھ سبقت کرو کیونکہ عنقریب لوگوں کی آرزوئیں منقطع ہو نگی۔ موت انہیں گرفتار کرلیگی اور توبہ کا دروازہ ان کے لئے بند ہو جائیگا حقیقۃً تم نے ایسی حالت میں صبح کی ہے جسکی طرف رجوع کرنے کے لئے تم سے پہلے لوگ درخواست کر چکے ہیں (انہیں آرزو ہی رہی کہ ہمیں توبہ پر قدرت حاصل ہو۔ ہم اپنے کئے سے پشیمان ہوں اور حتی الامکان تلافی مافات کرلیں) تم مسافر ہو۔ اس مکان سے سفر کرنے کے لئے تیار ہو جو تمہارا اصلی گھر نہیں ہے۔ تمہیں کوچ کرنے کا اذن مل چکا ہے اور تم یہاں سے فقط زادراہ حاصل کرنے پر مامور ہوئے ہو۔ خوب جان لو کہ یہ نازک اور باریک جلد آتش دوزخ کی برداشت نہیں کر سکتی۔ تم اپنی جانوں پر رحم کرو۔ تم نے تو اکثر نفوس کو مصائب دنیا کے وقت آزمالیا ہے۔ پھر تم نے اپنے ہی میں سے کسی ایک کو دیکھا ہے کہ ایک پھانس کے چبھ جانے سے کیسی جزع فزع کرتا ہے۔ کسی عضو سے ذرا سا خون نکل آنے پر کس طرح لڑکھڑا جاتا ہے

ریگ گرم کی سوزش اور احراق سے کس طرح بلبلا اٹھتا ہے۔ پھر کیا حال ہوگا ایسے شخص کا جب وہ آتشین توؤں کے درمیان۔ دہکتے ہوئے پتھروں کا ہم خواب اور شیطان کا ہم نشین ہوگا کیا تمہیں علم ہے؟ کہ ایک فرشتہ (مالک دوزخ) جب آتش دوزخ پر غضبناک ہوتا ہے تو اس کے غضب سے اسکے بعض حصے بعض حصوں کے التہاب اور جوش کو توڑ ڈالتے ہیں (غالب آجاتے ہیں) اور جب وہ اس (آتش دوزخ) پر چیختا ہے تو جہنم کے شعلے اسکی چیخ سے فریاد کرتے ہوئے دوزخ کے دروازوں میں لپکنے لگتے ہیں۔ اب اے عمر رسیدہ بوڑھے شخص جس کے ساتھ بوڑھاپا مخلوط ہو گیا ہے تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ آگ کے طوق تیری گردن کی ہڈیوں میں جگہ لے لیں گے طوق و زنجیر تجھ سے پیوست ہو جائیں گے یہاں تک کہ تیرے بازوؤں کے گوشت کو کھالیں گے

بندگان خدا! خدا سے ڈرو! خدا سے ڈرو! ابھی تم سقم و بیماری سے پہلے صحت کی حالت میں صحیح و سالم ہو۔ تنگی اور ضیق سے پہلے وسعت اور فراخی تم کو حاصل ہے۔ لہذا تم اپنی گردنوں کی بندشیں کھولنے میں کوشش اور سعی کرو۔ قبل اس سے کہ وہ گرہیں مضبوط طریقہ سے لگادی جائیں اپنی آنکھیں کھولو (شب زندہ دار رہو) اپنے اپنے شکم کو (روزے رکھ رکھ کر) دُبلا اور لاغر بناؤ اپنے قدموں کو (راہ خدا میں) استعمال کرو۔ اپنے اموال کو (راہ خدا میں) نفقہ کرو۔ تم اپنے بدنوں پر قبضہ کرکے ان کے ساتھ اپنے نفسوں پر جود و بخشش کرو (اپنے نفسوں کو آخرت میں آرام دینے کیلئے ان بدنوں کو عبادت الٰہی میں گھلا دو) اور ہرگز ہرگز اس امر میں بخل نہ اختیار کرو۔ پروردگار عالم فرماتا ہے ان تنصروا الله ینصرکم و یثبت اقدامکم اگر تم خداوند عالم کی نصرت کرو گے تو وہ تمہاری نصرت کریگا۔ تمہارے قدموں کو ثابت اور قائم رکھیگا۔ پھر فرماتا ہے من ذا الذی یقرض الله قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ ولہ اجر کریم کون شخص ہے کہ جو خداوند عالم کو بطور قرض حسنہ قرض دے اور وہ (خداوند عالم) اس (قرض) کے معاوضہ کو اسکے لئے دُگنا کر دے۔ اور ایسے شخص کی واسطے اجر کریم ہے۔ سنو! خداوند عالم نے کسی ذلت و خواری کی وجہ سے تم سے مدد نہیں مانگی۔ اور اپنے خزانہ کی کمی پر تم سے قرض کا طالب نہیں ہوا۔ اس نے تم سے مدد طلب کی ہے حالانکہ زمین و آسمان کے

نکہ اسکے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ وہ صاحب غلبہ و حکمرانی ہے۔ اس نے تم سے قرض طلب کیا ہے حالانکہ زمین و آسمان کے خزانے اُس کے تصرف میں ہیں۔ وہ بے نیاز ہے۔ حمید ہے۔ اب اسکے سوا کوئی بات نہیں کہ وہ تمہیں آزمارہا ہے کہ دیکھیں کون شخص تم میں سے اعمال نیک بجالاتا ہے اب تم اپنے اعمال کی طرف جلدی کرو اور مکان خداوندی (بہشت) میں خدا کے خالص بندوں اور اس کے ہمسایوں کے ساتھ ہوجاؤ۔ وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ پروردگار عالم اپنے رسولوں کو ان کا رفیق بناتا ہے۔ اپنے فرشتوں کو انکی زیارت کے واسطے بھیجتا ہے۔ وہ ان کے کانوں کو اس بات سے عزیز اور مکرم رکھتا ہے کہ وہ کبھی آتش دوزخ کی آواز سنیں (انکے کان کبھی دوزخ کی دہشتناک آوازوں کو نہ سنیں گے) انکے بدنوں کی اس بات سے حفاظت کرتا ہے کہ کسی زحمت اور تعب کے متحمل ہوں (انکے بدن کسی رنج و زحمت کا تحمل نہ کرینگے انہیں کسی قسم کی تکلیف نہوگی) یہ خدا کا فضل و احسان ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور وہ خدا بڑے عظیم الشان فضل و کرم کا مالک ہے۔ میں نے تم سے ایسی باتیں بیان کیں جنہیں تم سن رہے ہو (میں نے اپنا فرض ادا کر دیا اب تمہیں اختیار ہے کہ عمل کرو یا نہ کرو) اور ہمارے تمہارے نفسوں کے لئے وہی خدا مستعان ہے وہی ہمیں کافی ہے اور وہی ہے نہایت عمدہ وکیل اور صاحب اختیار۔

کلام امام علیہ السّلام

برج ابن مسہر طائی ایک خارجی تھا اور شاعر تھا۔ ایک دفعہ اُس نے لاحکم الا اللّٰہ کہا جو خوارج کا تکیہ کلام تھا۔ اور حضرت نے اُسکی زبان سے یہ کلمہ سُن لیا سنکر آپ نے فرمایا "خاموش ہو اے اثرم[۱] خدا تیری صورت کو مسخ کردے قسم خدا کی خلیفہ برحق آشکار ہوا اور اُسکے لشکر میں تو ایسی حالت میں تھا کہ تیری شخصیت نہایت گمنامی کی حالت میں تھی (تو اسقدر حقیر اور پست مرتبہ تھا کہ کوئی تجھے نہ جانتا تھا) تیری آواز نہایت خفی تھی کوئی تیری بات کو توجہ سے نہ سنتا تھا) یہاں تک کہ سردار لشکر باطل (معاویہ) نے فریاد بلند کی اب تو اس طرح ظاہر ہوا جیسے بکری کے سینگ اچانک ظاہر ہوجاتے ہیں (پردۂ اختفا سے نکل کر یکبارگی تجھے یہ قدرت حاصل ہوگئی کہ تو یہ کلمات زبان سے نکالے)"

---

[۱] اثرم اس شخص کو کہتے ہیں جس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہوئے ہوں ۱۲

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حضرت کے ایک صحابی ہمام نہایت ہی عابد وزاہد تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ حضرت سے دریافت فرمایا کہ آپ متقین کے ایسے اوصاف بیان فرمائیے جنہیں میں گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔ حضرت نے اسکے جواب میں ذرا تامل کیا۔ پھر فرمایا "اے ہمام خدا سے ڈرو اور نیک کام میں مشغول ہو کیونکہ اللہ متقین اور محسنین کے ساتھ ہے" ہمام نے ان الفاظ پر قناعت نہ کی یہاں تک کہ حضرت کو قسم دی کہ آپ ضرور کچھ اور بیان فرمائیے۔ یہ سنکر حضرت نے خداوند تعالےٰ کی حمد وثنا کی۔ نبی پر درود بھیجا اور فرمایا۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد اے ہمام تجھے جاننا چاہیئے کہ پروردگار نے موجودات کو اپنی مصلحت ایجاد کے موافق ایجاد کیا۔ وہ انکی اطاعت سے بے نیاز اور انکی معصیت سے بے خوف تھا کیونکہ نافرمان کی نافرمانی اسے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی نہ مطیع کی اطاعت اسے کچھ فائدہ دے سکتی ہے پھر ان کے درمیان انکی معاش کو تقسیم کیا۔ اور دنیا میں انہیں ان کے مناسب مقامات پر ساکن کر دیا اب ان موجودات میں جو متقی ہیں وہ صاحب فضائل وکمالات ہیں۔ انکی گفتار درست اور صواب ہے ان کی پوشاک میانہ روی اور اعتدال ہے۔ اور رفتار انکی تواضع اور فروتنی ہے۔ وہ چیزیں جو خداوند عالم نے ان پر حرام کی ہیں انہوں نے اپنی نگاہیں ان سے ڈھانک رکھی ہیں وہ اپنے کانوں کو اسی علم پر ٹھیراتے ہیں (اسی بات کو سنتے ہیں) جو انکے لئے نفع بخش ہو انکے نفس ان کے سبب سے اس طرح بلاؤں میں گرفتار ہیں گویا کہ فراخی و آسائش میں نازل ہوتے ہیں (وہ اپنے نفوس کے لئے بلاؤں کو عین خوشی اور آسائش سمجھتے ہیں) وہ مدت معین جو خداوند عالم نے انکے لئے مقرر کر دی ہے اگر نہ ہوتی تو ان کی روحیں ثواب خداوندی کے شوق اور عذاب خدا کے خوف کے سبب سے ایک لحظہ بھر کے لئے بھی ان جسموں میں نہ ٹھیرتیں۔ انکے نفوس میں خلاق عالم کی عظمت نقش ہو گئی ہے اور اس کے سوا ہر ایک شے ان کی آنکھوں میں حقیر جچ رہی ہے۔ اب جنت کے ساتھ انکی کیفیت ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص اس میں رہکر اسکی نعمتوں کے مزے لے چکا ہو۔ اور جہنم کے ساتھ ان کی حالت اس شخص کی سی ہے جو اس میں رہکر اس کے عذاب کا ذائقہ چکھ چکا ہو۔ ان لوگوں (متقیوں) کے قلوب دنیا میں محزون وغمگین رہتے ہیں۔ لوگ ان کی برائیوں سے امن میں ہیں (وہ کسی کے

ساتھ برائی ہی نہیں کرتے) ان کے جسم (کثرت عبادت وخوف سے) نحیف ہیں انکی حاجتیں (دنیا میں) نہایت ہی تھوڑی ہیں (فقط قوت لایموت کے متمنی ہیں۔ وہ بھی کبھی دوسرے کبھی تیسرے) ان کے نفس نہایت ہی پاک وپاکیزہ ہیں۔ اس چندروزہ دنیا میں مصائب پر صبر کرنا عاقبت میں ان کے لئے راحت ابدی ہے۔ اور نہایت ہی نفع بخش تجارت ہے۔ جسے ان کے پروردگار نے ان کے واسطے میسر کیا ہے اہل دنیا ان سے میل ملاپ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ انکی ملاقات کا ارادہ نہیں کرتے۔ دنیا نے انہیں شدائد ومصائب میں اسیر کر رکھا ہے اور انہوں نے اپنی خواہشات نفسانی ولذات کو دنیا پر فدا کر دیا ہے (اس سے بالکل ترک تعلق کر چکے ہیں) رات کے وقت ان کے قدم نماز کے لئے صفیں باندھکر اجزائے قرآن کی تلاوت میں معروف ہوتے ہیں۔ نہایت ہی عمدگی کے ساتھ قرأت کرتے ہیں۔ اس قرآن کے سبب سے اپنے نفوس کو رنج آلام میں ڈالتے ہیں (اسے پڑھتے ہیں اور روتے ہیں) اور اس کے سبب سے اپنے اپنے جہل کے درد کی دوا کو پیدا کرتے ہیں۔ جب کسی ایسی آیت پر گزرتے ہیں جس میں جنت کا شوق دلایا گیا ہے تو اسی آیت پر ثواب کی طمع کرتے ہوئے ٹھیر جاتے ہیں۔ ازروئے اشتیاق کے اس کے حصول کی کوشش کرتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں گویا وہ شے جس کی بشارت دی گئی ہے بالکل آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ اور جب کوئی ایسی آیت نگاہ سے گزرتی ہو جس میں دوزخ سے خوف دلایا گیا ہے تو بگوش دل اسے سنتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ گویا جہنم کے افروختہ ہونے کی آواز اور دوزخیوں کے شیون انکے کانوں کی جڑوں میں موجود ہیں۔ پس یہ لوگ اپنی کمریں اطاعت خداوندی کے لئے خم کرتے ہیں۔ اپنی پیشانیوں۔ اپنی ہتھیلیوں۔ اپنے زانوؤں اور اپنے پاؤں کے سروں کو سجدوں کے لئے فرش کر دیتے ہیں اور خداوند تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری گردنیں عذاب کی زنجیروں سے کھول دی جائیں ہمیں عذاب دوزخ سے آزادی عطا فرمائی جائے۔ دن کے وقت یہ لوگ بردبار ہیں۔ عالم ودانا ہیں۔ ابرار ہیں۔ پرہیزگار ہیں۔ انہیں خوف خدا اس طرح کا ہیدہ کرتا ہے جیسے چوب تیر کو رندہ کرکے باریک کر دیا کرتے ہیں۔ دیکھنے والا ان کی طرف دیکھتا ہے اور انہیں دردمند اور مریض

خیال کرتا ہے حالانکہ اس جماعت کو کسی قسم کا مرض ظاہری لاحق نہیں۔ اور وہ دیکھنے والا کہہ اُٹھتا ہے کہ یہ لوگ بالکل حیران و پریشان ہیں حالانکہ انہیں ایک امر بزرگ نے حیران کر رکھا ہے (جو شوق و اشتیاق لقائے پروردگار عالم ہے) یہ اپنی تھوڑی سی عبادتوں پر راضی نہیں ہوتے نہ عبادت کثیر کو کثیر سمجھتے ہیں۔ وہ ہر وقت اپنے نفس کو تاخیر و تقصیر عبادت کا اتہام لگاتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے اعمال کی طرف سے خوفناک ہیں (کہ دیکھئے قبول بھی ہوتے ہیں یا نہیں) اور جس وقت ان میں سے کسی شخص کی عصمت کا ذکر ہوتا ہے تو وہ ان الفاظ سے خوف کرتا ہے جو اسکی نسبت استعمال کئے جاتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ میں اپنے نفس کی حالت اپنے غیر سے اچھی طرح جانتا ہوں اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس کی حالت کا عالم ہے۔ بار الٰہا! تو مجھ سے ان اقوال کی نسبت مواخذہ نہ کرنا جو ان لوگوں کی زبانوں سے نکل رہے ہیں۔ مجھے اس سے بہتر و افضل بنا دے جیسا کہ یہ حضرات گمان کرتے ہیں اور میرے وہ گناہ بخشدے جنہیں یہ لوگ نہیں جانتے۔ ان میں سے ایک شخص کی یہ حالت ہے کہ تو اسے دین میں قوی دیکھیگا نرمی کے وقت صاحب احتیاط پائیگا۔ اس کا ایمان عین الیقین ہوگا۔ علم کی حرص بڑھی ہوئی ہوگی۔ بردباری میں علم کا جلوہ ہوگا۔ عین بے نیازی اور بے پروائی کی حالت میں میانہ روی اور اعتدال سے کام لیگا۔ اسکی عبادت میں خضوع و خشوع ظاہر ہوگا۔ عین احتیاج کی حالت میں صبر و شکیبائی ظاہر کرے گا۔ عین شدت اور سختی کے وقت صبر کا پابند رہیگا۔ اکل حلال کی طلب کریگا۔ ہدایت میں خوشحال ہوگا۔ طمع کو معیوب سمجھے گا۔ اعمال صالحہ بجالائیگا اور نہایت ہی خوف کی حالت اس پر طاری ہوگی۔ وہ شام کریگا مگر ایسی حالت میں کہ اسکی ہمتیں شکریہ خالق ادا کرنے ہی میں مصروف ہونگی اسے صبح ہوگی اور ایسی حالت میں ہوگی کہ اسکے ارادے یاد الٰہی کے لئے ہی کمربستہ ہونگے۔ وہ نہایت ہی خوف کی حالت میں سوئے گا اور نہایت فرحناک حالت میں صبح کریگا۔ حذر اور خوف ان غفلتوں سے ہوگا جن سے اسے ڈرایا گیا ہے اور فرحت و انبساط اس فضل و کرم کے سبب سے ہونگے جو اسے حاصل ہوتے ہیں۔ اگر اسکا نفس اس چیز کو کہ

اسے تنگ کرے اور اسے دوست سمجھے جسے وہ (متقی) مکروہ سمجھتا ہے تو وہ کبھی یہ مکروہ اور خراب شے اسے عطا نہیں کریگا (وہ اپنے نفس امارہ کا ہرگز پابند نہ ہوگا) اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اسی (عزت آخرت) میں ہے جو کبھی زائل نہ ہوگی۔ وہ اس چیز سے پرہیز کرتا ہے جو باقی رہنے والی نہیں۔ اس نے حلم اور علم کو باہم ملا رکھا ہے۔ قول کو فعل کے ساتھ مرکب کر دیا ہے۔ تو دیکھتا ہے کہ اسکی آرزو قریب ہے۔ اسکی لغزشیں قلیل ہیں۔ اسکا قلب خاشع ہے۔ اسکا نفس قانع ہے۔ اسکی خواہش بہت تھوڑی ہے۔ اس کی روزی آسان ہے۔ اسکا دین محفوظ ہے۔ اس کی شہوات نفسانیہ مُردہ ہیں۔ اس کے غصہ کا جوش فرو ہو چکا ہے لوگ اس سے خیر کے ہی امیدوار ہیں اسکے شر سے امین ہیں۔ اگر وہ غافل انسانوں میں نشست و برخاست کرے تو ذاکرین (خدا کو یاد کرنے والوں) میں لکھا جائیگا (کیونکہ اسکا دل ذکر الٰہی میں محو ہے) اور اگر مجلس مذاکرہ علما میں جیٹھے تو غافلوں کی فہرست میں اس کا نام درج نہ ہوگا۔ (گو وہ بظاہر ان کے اقوال کو سن رہا ہے اور خاموش ہے۔ مگر دل میں یاد الٰہی لبریز ہے) جو شخص اس پر ظلم کرے اسے معاف کرتا ہے۔ اپنے حق کے غصب کرنیوالے پر بخشش کرتا ہے جو شخص اس سے قطع رحم کرے وہ اسکے ساتھ صلۂ رحم بجالاتا ہے۔ فحش سے دور ہے۔ اس کا قول نہایت نرم ہے۔ اس کی بدی لوگوں سے علیحدہ ہے۔ اسکی نیکیاں لوگوں کے لئے حاضر اور موجود ہیں۔ اسکی خیر لوگوں کی طرف رخ کر رہی ہے۔ اسکی شرارتیں ان کی طرف پشت کئے ہوئے ہیں۔ وہ بلاؤں کے وقت صاحب وقر و تمکین ہے۔ شدائد و مصائب کے وقت صابر ہے۔ حالت خوشحالی میں شاکر ہے۔ جس سے بغض رکھتا ہے اس پر ستم نہیں کرتا۔ جس شخص کو دوست رکھتا ہے اس کے بارے میں گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا۔ قبل اس سے کہ حق پر شہادت دی اسکا اعتراف اور اقرار کرلیتا ہے۔ جو چیز اسے سونپ دی جائے اسے ضائع نہیں کرتا نہ اس چیز کو بھولتا ہے جس کا اس کے سامنے ذکر کر دیا گیا ہو۔ وہ لوگوں کو بُرے القاب کے ساتھ نہیں پکارتا نہ اپنے ہمسائے کو ایذا پہنچاتا ہے۔ مصیبت کے وقت دوسروں کو شماتت اور ملامت نہیں کرتا۔

(بلکہ دلداری کرتا ہے) کسی امر باطل میں داخل نہیں ہوتا۔ نہ راہ حق سے خارج ہوتا ہے! اگر خاموش رہے تو یہ خاموشی اسے غمگین نہیں کرتی۔ اگر ہنسے تو اسکی آواز بلند نہیں ہوتی (فقط زیر لب تبسم ہوتا ہے) اگر اسپر ظلم کیا جائے تو صبر کرتا ہے یہانتک کہ پروردگار عالم اسکی طرف سے انتقام لیلے۔ اس کا نفس اس کی طرف سے رنج میں رہتا ہے اور لوگ اسکے سبب سے راحت پاتے ہیں۔ وہ آخرت کے لئے اپنے نفس کو رنج و تعب میں ڈالتا ہے اور لوگوں کو اپنے نفس سے راحت پہنچاتا ہے۔ جو شخص اس سے دور رہتا ہے وہ بھی اس سے دوری اختیار کرتا ہے وہ دنیا سے پرہیز کرتا ہے۔ اسکی آلائشوں سے بالکل پاک صاف ہے۔ جو شخص اس سے نزدیک ہوتا ہے وہ بھی اسکے قریب ہو جاتا ہے۔ وہ ہر ایک کا دلسوز ہے۔ ہر شخص سے بملائمت پیش آتا ہے اس کا لوگوں سے دور رہنا کبر و رعونت اور عظمت کی وجہ سے نہیں نہ اسکا انسے نزدیک ہونا مکر اور فریب کی راہ سے ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہمام نے یہ کلمات سنکر ایک ہولناک چیخ ماری اور اس چیخ کے ساتھ ہی اسکا دم نکل گیا۔ (اللہ اللہ کیا متبرک اور خدا رسیدہ نفوس تھے) یہ دیکھکر حضرت نے فرمایا قسم خدا کی میں اسکے لئے اسی بات سے ڈرتا تھا اور اسی لئے جواب میں درنگ کیا تھا پھر فرمایا کہ حد سے بڑھی ہوئی نصیحتیں اپنے اہل کے ساتھ یہی کام کیا کرتی ہیں۔ اس وقت ایک کہنے والے نے کہا یا امیر المومنین آپنے اس عمل کو کیوں نہ کیا۔ ان نصیحتوں نے آپ میں یہ تاثیر کیوں نہ دکھائی؟ حضرت نے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر ہر ایک موت کے لئے ایک وقت معین ہے جس سے درگزر نہیں ہو سکتی۔ اور ایک سبب ہوا کرتا ہے جس سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا۔ میں اب تجھے مہلت دیتا ہوں پھر اس قسم کے کلام کا اعادہ نہ کرنا کیونکہ اس کلام کو شیطان نے تیری زبان پر جاری کیا تھا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ میں حضرت نے منافقین کا حال بیان فرمایا ہے۔ میں خداوند تعالے کی حمد و ثنا کرتا ہوں کہ اس نے بندوں کو اطاعت اور اپنی معصیت سے باز رہنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں اسکے

اتمام منت واحسان اور اسکی حبل المتین سے تمسک کرنے کا سوال کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں۔ آپ نے خوشنودیٔ خدا کے لئے ہر قسم کی سختی اور مصیبت کو برداشت کیا۔ اور اسی کی رضامندی کو مدنظر رکھکر ہر ایک غم و غصّہ کو نوش فرمایا۔ خویش و اقارب نے آپ سے اختلاف کیا۔ بیگانے اور غیر مخالفت پر جمع ہوئے۔ اور طائفۂ عرب نے اپنی لگاموں کو آپکی طرف (لڑائی کے لئے) منعطف کر دیا۔ اپنی سواریوں کے شکم پر اس سے محاربہ کرنے کے لئے قمچیاں ماریں (اس سے لڑنے کے لئے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو دوڑاتے ہوئے لائے) حتےٰ کہ مقامات و منازل دور و دراز سے اپنی عداوتوں کو لاکر اس کے مملکت کے صحن میں کھڑا کر دیا۔

بندگان خدا! میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہیں اہل نفاق سے ڈراتا ہوں کیونکہ وہ لوگ گمراہ ہیں۔ گمراہ کرنے والے ہیں۔ وہ خود لغزش میں گرفتار ہیں اور دوسروں کو بھی لغزشوں میں آلودہ کرتے ہیں۔ وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں اور طرح طرح کے فتنے و فساد برپا کرتے ہیں۔ وہ ہر ایک تکیہ گاہ میں تمہاری گرفتاری کا قصد کرتے ہیں۔ اور ہر ایک گزرگاہ میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ انکے دل دردآلود ہیں۔ انکی صورتیں پاک صاف ہیں۔ ظلم میں نہایت تیزی کے ساتھ چلتے ہیں اور بظاہر نہایت آہستہ آہستہ جنبش کرتے ہیں۔ انکا کسی کی توصیف کرنا درد کی دوا ہے۔ انکا قول شفائے امراض ہے مگر ان کے افعال درد بیدرماں ہیں۔ وہ خوشحال لوگوں کے حاسد ہیں۔ بلاؤ مصیبت کے محکم کرنے والے اور امیدوں سے ناامید کرنے والے ہیں۔ انکے لئے ہر ایک رستے میں کوئی نہ کوئی گرا پڑا موجود ہے (ایک نہ ایک شکار مل ہی جاتا ہے) اور ہر ایک دل کی طرف انکے لئے ایک شفاعت کرنے والا موجود ہو (کسی نہ کسی طرح لوگوں کے دلوں میں گھر کر ہی لیتے ہیں) اور ہر ایک سوزش دل میں انکے لئے آنسو موجود ہیں (انکی ظاہری سکینی پر ہر ایک کو ترس آجاتا ہے) وہ حمد و ثنا کو آپس میں بطور قرض استعمال کرتے ہیں اور اسکی جزا کے امیدوار ہیں (انکی دلی خواہش یہی ہے کہ ۔ من تراحاجی بگویم تومراحاجی بگو) سوال کرتے ہیں تو الحاح وزاری سے کام لیتے ہیں۔ اگر کسی کو ملامت کریں تو اس کا ایک ایک عیب ظاہر کرتے

ہیں۔ اگر انہیں حاکم بنا دیا جائے تو حکومت میں اسراف سے کام لیتے ہیں۔ یہ لوگ ہر ایک حق کے لئے باطل۔ ہر ایک راستی کے لئے کجی۔ ہر ایک زندہ کے لئے کشندہ۔ ہر ایک دروازے کے لئے کنجی اور ہر ایک رات کے لئے چراغ مہیا کرتے ہیں۔ (انہیں طرح طرح کے فریب آتے ہیں اور کوئی مکاری ایسی نہیں جو ان کی ذات میں موجود نہو) وہ لوگوں کی طمع کو ناامیدی سے پیوست کرتے ہیں۔ (جب کسی شخص نے کوئی کام شروع کرنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے بھانپ ماری کہ اس میں تمہیں خسارہ رہیگا نقصان اٹھاؤ گے اور اس کی علت غائی فقط یہ ہی (تاکہ ان کا بازار خوب گرم ہو۔ اور اپنے مال و متاع کو اس بازار میں رواج دیں۔ (دوسرا شخص فائدہ نہ اٹھانے پائے) وہ ایک بات کہتے ہیں اور اسے لوگوں پر مشتبہ کر دیتے ہیں۔ کسی کام کی تعریف و توصیف کرتے ہیں اور روپیہ سمیٹتے ہیں۔ راہ باطل کو آسان کرتے ہیں اور مقامات ضیقہ کو اپنے پہلو میں رکھتے ہیں۔ یہ لوگ شیطان کی جماعت ہیں۔ آگ کے چشمے ہیں۔ یہ سب کے سب شیطانی گروہ ہیں۔ اور خبردار ہو جاؤ کہ شیطانی گروہ میں جتنے بھی ہیں وہ زیاں کار اور نقصان رسیدہ ہیں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہیں جس نے اپنی بادشاہت کے آثار اور اپنی کبریائی کے جلال کو ظاہر فرمایا اور اس طرح ظاہر فرمایا کہ عقلوں کی آنکھوں کو اپنی قدرت کے عجائبات سے حیران کر دیا اور نفوس کی فکروں کے خطرات کو اپنی صفت کی حقیقت کے پہچاننے سے منع کر دیا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس خداوند عالم کے کوئی خدا مستحق ستائش نہیں۔ اور ایسی شہادت دیتا ہوں جو اعتقادی ہے۔ ریب و ریا سے خالی ہے۔ یقینی ہے۔ اور اطاعت و عبادت سے معمور ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے بندے ہیں اس کے رسول ہیں۔ انہیں ایسی حالت میں مبعوث فرمایا جبکہ ہدایت کی نشانیاں منہدم تھیں۔ دین کے رستے معدوم تھے۔ آپ نے حق کو آشکار اور ظاہر کیا۔ خلقت کو نصیحتیں کیں۔ راہ راست

کی طرف ہدایت کی عدل و قسط کے ساتھ حکم دیا۔ درود ہو خدا کی طرف سے اُس پر اور اسکی آل پر۔
بندگان خدا! خوب سمجھ لو کہ خداوند عالم نے تمہیں یونہی عبث اور فضول پیدا نہیں کیا۔ نہ تمہیں بغیر کسی نگہبان کے رہا کر دیا ہے۔ وہ اپنی ان نعمتوں کی مقدار جانتا ہے جو تم پر نازل ہوتی ہیں اور اسکے احسان جو تم پر ہوتے ہیں اسنے انکا احصا کر لیا ہے اب تم اسی سے فتح و نصرت کی طلب کرو اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور عطیہ و بخشش کو اسی سے مانگو تمہیں کسی پردے نے اس سے قطع نہیں کر دیا ہے (تمہارے اور اسکے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے) نہ اُسکے سامنے حاضر ہونے کا دروازہ تمہارے لئے بند کیا گیا ہے بیشک وہ ہر ایک مکان اور ہر ایک وقت اور زمانہ میں موجود ہے وہ ہر انس و جن کے ساتھ ہے۔ عطاء و بخشش اس کے کرم میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتے نہ جود و کرم اس کے خزانہ کو ناقص کر سکتا ہے۔ سوال کرنے والا اس کے خزانے کو ختم نہیں کر سکتا عطیات اور بخششیں اسکی نعمتوں کو اتمام تک نہیں پہنچا سکتیں۔ جود و کرم میں اسے ایک شخص دوسرے سے منحرف نہیں کر سکتا (کہ اسے دے اور دوسرے کو نہ دے) نہ کوئی آواز اسے دوسری آواز کی سماعت سے روک سکتی ہے بخشش و عطا اسے چھین لینے سے مانع نہیں ہو سکتی (وہ انعام بھی دیتا ہے اور چھین بھی سکتا ہے) غصہ و غضب اسے رحمت سے روگرداں نہیں کر سکتے اور نہ رحمت اسے عذاب سے حیران کر سکتی ہے (یہ نہیں ہو سکتا کہ رحمت اسے عذاب سے روک سکے) اسکی ذات کا پوشیدہ رہنا اسے ظہور سے پنہاں نہیں کر سکتا نہ اسکا ظاہر ہونا اسکی پوشیدگی کو قطع کرنے والا ہے۔ وہ ہر ایک شئے سے بحسب قیومیت نزدیک ہے اور پھر (بحسب ذات) بعید ہے۔ وہ بلند ہے اور قریب ہے۔ وہ ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے۔ مخفی ہے اور آشکار ہے وہ ہر ایک چیز سے نزدیک ہے اور کوئی شے اس سے نزدیک نہیں۔ اسنے خلقت کو ایک حالت سے دوسری حالت میں آ کر پیدا نہیں کیا۔ نہ کسی ضعف و ناتوانی کے باعث انکی مدد طلب کرنے کیلئے خلق کیا ہے۔
بندگان خدا! میں تمہیں خوف خدا کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ پرہیزگاری ایک مہار ہے (جو تمہیں جنت کی طرف لیجاتی ہے) اور ایک ستون ہے (جو تمہیں جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہے) تم اسکی مضبوط رسیوں کے ساتھ چپساں ہو جاؤ۔ اسکی حقیقتوں سے (جو اعتقادات یقینیہ دینیہ ہیں) متمسک ہو رہو۔ یہ تقویٰ تمہیں اس روز راحت و آرام کے مکانوں۔ وسعت اور کشائش کے

شہروں، حفاظت کے قلعوں اور عزت کی منزلوں کی طرف راجع کر دیگا جس دن آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائینگی اطراف عالم تاریک ہو جائینگے ان اونٹنیوں کا گراں بہا بچہ دینا بالکل بیکار اور معطل ہو جائیگا جو بچہ دینے کے قریب ہی ہوں۔ صور سرافیل پھونکا جائیگا اور ہر ایک روح بدن سے نکل جائیگی۔ ہر ایک زبان گونگی ہو گی۔ بڑے بڑے بلند پہاڑ اور سخت سخت پتھر ہموار اور نرم ہو جائیں گے۔ سخت پتھروں کی تو یہ حالت ہو گی جیسے چمکدار سراب[۱] ہوا کرتا ہے۔ انکے قرار کی جگہ ہموار اور پست ہو جائیگی نہ اُس روز کوئی شفیع ہو گا جو شفاعت کرے۔ نہ کوئی عزیز و قریب ہو گا جو عذاب کو دور کرے۔ نہ کوئی عذر خواہ ہو گا جو کسی قسم کا فائدہ پہنچا سکے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ راہ خدا کا نشان قائم نہ تھا ہدایت کی چمکدار علامتیں غائب تھیں۔ ظاہر اور واضح رستہ (اسلام) نظروں سے پوشیدہ تھا بندگان خدا! میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہیں دنیا سے ڈراتا ہوں کیونکہ یہ کوچ کرنے کا گھر ہے۔ یہ کدورتوں کا محل ہے۔ جو شخص اس میں سکونت رکھتا ہے وہ مسافر ہے اور جو شخص اس میں مقیم ہے وہ اس سے دور ہونے والا ہے۔ یہ آناً فاناً کشتی کی طرح اپنے رہنے والوں کو ایسی حالت میں حرکت دیتی ہے کہ باد تند و تیز اسے بھنور میں لاکر توڑ ڈالے (اب مسافروں کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ بعض تو غرق ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں اور بعض موجوں کے پیچ و تاب پر سوار ہوتے ہیں۔ اور ہوا نہیں کہیں سے کہیں پہنچا کر بالکل عالم تنہائی میں چھوڑ دیتی ہے) اب جو ان میں سے غرق ہوا تو اُسکی تلافی مافات کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اور جس نے ان میں سے نجات پائی وہ بھی ہلاکت کی طرف جا رہا ہے (کیونکہ موت سے کسی حالت میں نجات نہیں)۔ بندگان خدا! تم اس وقت عمل و عبادت میں کوشش کرو۔ جبکہ تمہاری زبانیں کھلی ہوئی ہیں۔ تمہارے بدن صحیح و سالم ہیں تمہارے اعضا

[۱] وہ ریت کے چمکدار اور شفاف ذرّے جن پر پانی کا دھوکا ہوتا ہے ۱۲

رکوع و سجود کے لئے لازم ہیں اور تمہاری گردش کا مقام بالکل کشادہ ہے اور تمہارے حرکت کرنیکا مقام وسیع و فراخ ہے قبل اس سے کہ تمہیں موت آجائے تم مرگ کے پنجے میں گرفتار ہوجاؤ موت کا تم پر نازل ہونا ایک امر یقینی ہے۔ تم اسکا بالکل یقین رکھو اور اس کے آنے کا انتظار نہ کرو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ میں سے جو لوگ دین و کتاب الٰہی کے حافظ تھے انہوں نے جان لیا تھا کہ میں نے کبھی ہرگز خدا اور رسول کے احکام کو رد نہیں کیا۔ بیشک میں نے اکثر ان مقامات میں نفس رسول کو اپنے نفس پر مقدم سمجھا ہے جہاں سے بڑے بڑے پہلوان لوٹ آتے تھے اور میرے پاؤں شجاعت اور جوانمردی کی حالت میں واپس ہوتے تھے۔ اس وجہ سے پروردگار عالم نے میرا اکرام کیا مجھے مکرم سمجھا اور واقعاً حضرت کی روح مبارک اس حالت میں قبض کی گئی ہے کہ آپ کا سر میرے سینہ پر تھا۔ دہن مبارک کا خون (لعاب) میرے ہاتھوں پر رواں ہوا۔ اور میں نے ان خون آمیز ہاتھوں کو (خیر و برکت کے لئے) اپنے چہرے پر پھیر لیا۔ میں حضرت کے غسل کی طرف متوجہ ہوا اور ملائکہ اس کام میں میرے مددگار تھے۔ اہلبیت اور تمام جن وانس و ملائکہ نے آواز گریہ بلند کی۔ ملائکہ کا ایک گروہ (پرسے کے لئے) نیچے آتا تھا اور ایک گروہ اوپر جاتا تھا۔ میرے کانوں نے ان کے ہمہموں سے مفارقت نہیں کی (ان کی آوازیں برابر میرے کانوں میں آیا کیں) یہ حضرت پر نماز پڑھتے تھے حتےٰ کہ ہم نے حضرت کو ضریح اقدس میں پنہاں کیا۔ اب کون شخص زندگی اور موت کی حالت میں مجھ سے زیادہ حضرت کا حقدار ہو سکتا ہے۔ تم اپنی آنکھوں اور اپنی بینائی سے کام لیکر جہاد کی طرف عجلت اور سرعت سے کام لو۔ اور یہی سزاوار ہے کہ تمہاری نیتیں دشمن کے جہاد میں راست اور درست رہیں۔ قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں کہ میں طریقۂ حق پر قائم ہوں۔ اور وہ لوگ (بنی امیہ) باطل کی لغزش گاہوں پر کھڑے ہوئے ہیں۔ میں ان اقوال کو زبان سے نکال رہا ہوں جنہیں تم سن رہے ہو۔ اور پروردگار سے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت کی طلب کر رہا ہوں۔

خطبہ جناب امیر علیہ السّلام

وہ سنسان بیابانوں میں حیوانات وحشی کی آوازوں کو سُنتا ہے۔ وہ خلوتوں میں بندوں کے گناہوں سے واقف ہے۔ اسے بڑے بڑے اور ذخار دریاؤں میں مچھلیوں کی مختلف حالتیں معلوم ہیں۔ وہ تیز و تند ہواؤں اور آندھیوں کے سبب سے واقع ہونے والے پانی کے تلاطم کو جانتا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد خدا کے برگزیدہ ہیں۔ اسکی وحی کے سفیر ہیں وہ اسکی رحمت کے رسول ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد۔ ایہا النّاس! میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہاری خلقت کی ابتدا کی اور اسی کی طرف تمہارا مرجع اور معاد ہے۔ تمہارے مطالب کی برکت و فیروزی اسی کے ساتھ ہے۔ اور وہی تمہاری خواہشات کا منتہٰے ہے۔ تمہارے رستوں کی راستی اسی کی طرف ہے اور تمہارے خوف و خطر کی پناہ گاہ وہی ہے۔ یاد رکھو کہ تقوائے الٰہی تمہارے قلوب کے درد کی دوا ہے۔ تمہارے دلوں کے اندھے پن کے لئے بصیرت ہے۔ تمہارے جسموں کے امراض کی شفا ہے۔ تمہارے سینوں کے فساد کی اصلاح کرنیوالا ہے۔ تمہاری آنکھوں کے پردوں کو جلا دینے والا ہے۔ تمہارے دلی خوف کے لئے باعث امن ہے۔ تمہاری ظلمت ضلالت کی سیاہی کی روشنی اور ضیا ہے پس تم اطاعت خداوندی کو اپنے جبّہ سے نزدیکتر اپنا پیراہن بناؤ بلکہ پیراہن سے بھی نزدیک اپنے باطن (قلب) میں داخل کر لو۔ اپنی پسلیوں کے درمیان (جو دل کی جگہ ہے) روح لطیف کی طرح اسکی حفاظت کرو۔ اسے اپنے امور پر مسلط کر کے اپنا بادشاہ منزل آخرت میں وارد ہونے کے وقت اسے اپنی آب گاہ (چشمہ) اور اپنے مطالب حاصل کرنے کے لئے اسے شفیع بنا لو۔ اپنے خوف و دہشت کے دن کے لئے اسے ایک ڈھال مقرر کرو۔ اپنی قبروں کی تاریکیوں کے لئے اسے روشن چراغ بناؤ۔ اپنی وحشت اور تنہائی کی طول کے لئے تسکین دینے والا اور اپنی آخرت کی منزلوں کے اندوہ و تعب کے لئے اسے ایک فرحت قائم کرو کیونکہ یہ خداوند تعالےٰ کی اطاعت احاطہ کر لینے والے مہلکات انتظار کئے ہوئے خوف

اور بھڑکتی ہوئی آگ کی گرمی سے بچانے والی ہے جس شخص نے خوف خدا کو اختیار کیا تو قریب آجانے والی سختیاں اس سے دور ہو گئیں۔ تلخکامیاں بخشنے والے امور اس کے لئے شیریں اور خوشگوار ہو گئے۔ جمع ہونے کے بعد رنج اور اندوہ کی موجیں اسکے واسطے کشادہ ہو گئیں۔ زحمت دینے والی دشواریاں اس کی خاطر سہل اور آسان ہوئیں قحط اور کمیابی کے بعد ابر کرم کا پانی اسکے واسطے جاری ہو گیا۔ وہ رحمت جو اس سے متنفر تھی اس پر جھک پڑی نعمتوں اور آسائشوں کا پانی زمین کی تہ میں پہنچ جانے کے بعد اسکے واسطے ابلنے لگا۔ برکت اور خیر کی گھٹائیں اس پر برس پڑیں جبکہ وہ نہ برسنے کی قسم کھا چکی تھیں۔ تم اس خدا سے ڈرو جس نے اپنے مواعظ سے تمہیں نفع پہنچایا۔ اپنے رسول کو بھیجکر تمہیں نصیحتیں کی۔ اپنی نعمتوں کے سبب سے تم پر احسان کیا۔ اب تم اپنے نفسوں کو اس کی عبادت کے لئے رام کر لو اور اس کے حق اطاعت کو ادا کرتے ہوئے اُس کے سامنے حاضر ہو جاؤ پھر تم اس بات کو سمجھو کہ یہ دین اسلام خدا کا دین ہے اور ایسا دین ہے جسے اس نے اپنے نفس کے لئے انتخاب کر لیا ہے اپنی آنکھوں کے سامنے اسے پرورش کیا ہے۔ اپنی بہترین مخلوق کے لئے اسے خالص کر دیا ہے۔ اپنی محبت پر اُس کے ستون قائم کئے ہیں۔ اسکی عزت کے سبب سے تمام ادیان باطلہ کو ذلیل اور اُسکی بلندی کے سبب سے تمام باطل ملتوں کو پست کر دیا۔ اسکی بزرگی و کرامت کی وجہ سے اسکے دشمنوں کی توہین کی۔ اسکی نصرت اور امداد کر کے اسکے دشمنوں کو مخذول و منکوب کیا اسکے ارکان کے ساتھ ضلالت کے ستون منہدم کر دئے اسکے چشموں اور حوضوں سے ہر ایک پیاسے کو سیراب کیا۔ اور ان حوضوں کو اسکے پانی کھینچنے والوں کے سبب سے لبریز کر دیا۔ پھر اسلام کو ایسا بنایا۔ کہ جس شخص نے اس سے تمسک کیا اس کے واسطے انکساری اور ذلت نہیں۔ نہ اُسکے حلقے کھُل سکتے ہیں نہ اسکی بنیاد کے لئے انہدام اور بربادی ہے۔ نہ اسکے ستونوں کو واسطے زوال ہے۔ اس کا شجر اکھڑ نہیں سکتا۔ اس کی مدت منقطع ہونے والی نہیں۔ اسکے رستے مٹ نہیں سکتے۔ اس کے درخت کی شاخیں قطع نہیں ہو سکتیں۔ اسکے رستے تنگ نہیں۔ اس کی

آسانیوں کے واسطے صعوبتیں اور سختیاں کہاں؟ نہ اُسکی روشنی کے واسطے تاریکی۔ نہ اسکی راستی کے لئے کجی۔ نہ اسکی شاخ میں پیچیدگیاں۔ نہ اُس کی وسیع و فراخ راہ کے واسطے کوئی رنج اور تعب۔ نہ اسکے چراغ گل ہو سکتے ہیں نہ اُس کی شیرینیوں میں تلخیوں کی آمیزش ہے۔ اسلام کیا ہے؟ ایسے ستون ہیں جن کی جڑوں کو اس خالق اکبر نے طریقۂ حقہ میں پیوست کر دیا ہے۔ ان کی بنیادیں ان کے واسطے قائم اور ثابت کر دی ہیں۔ ایسے چشمے ہیں جن سے ہزاروں چشمے نکل رہے ہیں۔ ایسے چراغ ہیں جن کی لوئیں برافروختہ ہیں۔ ایسے منارے ہیں کہ جو اپنے مسافروں کے لئے مقتدا بنے ہوئے ہیں۔ ایسی نشانیاں ہیں کہ ان کے سبب سے ان کے رستوں کا قصد کیا جاتا ہے۔ ایسی آبگاہیں ہیں جو اپنے وارد ہونے والوں کو سیراب کر دیتی ہیں۔ پروردگار عالم نے اس اسلام کو اپنی خوشنودی کا منتہیٰ اپنے ستونوں کی بلندی اور اپنی اطاعت کا رکن قرار دیا ہے۔ یہ دین اسلام خداوند عالم کے نزدیک مضبوط ارکان والا۔ بلند بنیاد والا۔ برہان روشن۔ آتش شعلہ ور۔ صاحب قہر و غلبہ بادشاہ۔ ایک بلند نشانی۔ اور گرد و غبار سے پاک ہے۔ تم اس سے مشرف ہو جاؤ۔ سعادت حاصل کرو۔ اسکا اتباع کرو۔ اسکے حقوق کو بجا لاؤ اور اسے اسکے مقام ہی میں رکھ دو۔ اب سنو! کہ خداوند عالم نے محمد مصطفیٰ صلّے اللہ علیہ وآلہ کو حق کے ساتھ اس وقت مبعوث فرمایا جبکہ انقطاع (وقت موت) دنیا سے قریب ہو گیا تھا اور وہ آخرت کی طرف مشرف ہونے کے لئے رخ کر رہی تھی۔ اسکی زیبائشیں درخشندگیوں کے بعد تاریک ہو چکی تھیں اور اہل دنیا درد و شدت کی پنڈلیوں پر قائم تھے۔ اس کے نرم و نازک فرش درشت اور کھردرے ہو گئے تھے۔ اسکی مدتوں کی بربادی اس کی نیستی کی علامتوں کے نزدیک ہونے۔ اہل دنیا کے گزرنے۔ اسکے حلقوں کے ٹوٹنے۔ اسکے وسائل کے پراگندہ ہونے۔ اسکی نشانیوں کے مٹ جانے۔ اسکی پوشیدگیوں کے اظہار۔ اسکی درازی کی کوتاہ ہونے کے وقت میں اسکی بندشیں کھلنے ہی کے قریب تھیں۔ پروردگار عالم نے آپ کو اپنی رسالت کا پہنچانے والا۔ آپ کی امت کے لئے کرامت و رحمت۔ آپکے اہل زمانہ کے لئے فصل بہار مددگاروں کے لئے باعث رفعت و بلندی اور آپکے انصار کے لئے باعث شرف قرار دیا۔ پھر آپ پر کتاب نازل فرمائی

جو ایک نور ہے۔ جسکے چراغ گل نہیں ہو سکتے۔ وہ ایک چراغ ہے کہ جس کا بھڑکنا موقوف نہیں ہوتا۔ ایک سمندر ہے جسکی تہ نہیں مل سکتی۔ ایک رستہ ہے کہ جسپر چلنے والا گمراہ نہیں ہو سکتا۔ ایک شعاع ہے جس کی روشنی تاریک نہیں ہوتی۔ وہ فرقان (حق و باطل کا جدا کرنے والا) ہے جسکی دلیلوں کی چنگاریاں کجلا نہیں سکتیں۔ وہ ایک ایسی بنیاد ہے جسکے ارکان منہدم نہیں ہو سکتے۔ ایک شفا ہے جسکے امراض کا خوف نہیں ہوتا وہ ایک ایسا غلبہ ہے جسکے انصار مغلوب نہیں ہوتے۔ وہ ایک ایسا حق ہے جس کے مددگار کبھی مخذول نہیں ہو سکتے۔ وہ معدن ایمان ہے۔ وسط ایمان ہے۔ اس میں علم کے چشمے ہیں۔ علم کے دریا ہیں۔ عدل و انصاف کے باغ ہیں عدل و انصاف کے حوض ہیں وہ اسلام اور اسکی بنیاد کا پایہ ہے۔ اس میں حق کی سیلگاہیں ہیں۔ اور حق کے سبزہ زار ہیں۔ ایک ایسا بحر ہے کہ پانی نکالنے والے اسے خالی نہیں کر سکتے۔ ایسے چشمے ہیں کہ پانی کھینچنے والے ان میں سے ایک قطرہ بھی کم نہیں کر سکتے۔ آبگاہیں ہیں کہ وارد ہونے والے جنہیں نقصان ہی نہیں پہنچا سکتے۔ منزلیں ہیں کہ جن کے رستے مسافروں کو گمراہ ہی نہیں کرتے۔ نشانیاں ہیں کہ سیر کرنے والے جن سے کوری نہیں ہو سکتے۔ ایسے بلند مقامات ہیں کہ قصد کرنے والے جن سے منحرف ہو ہی نہیں سکتے۔ خداوند عالم نے اسے (قرآن کو) تشنگی علما کے لئے سیرابی قلوب۔ فقہا کو واسطے بہار اور صلحا کے طریقوں کی خاطر نہایت عمدہ مقصد بنا دیا۔ وہ ایک ایسی دوا ہے جس کے بعد کوئی مرض باقی نہیں رہتا اور ایک ایسا نور ہے جس کے ساتھ ظلمت کا ذرا بھی ملاپ نہیں۔ پروردگار عالم نے اسے ایک ایسی ریسمان قرار دیا جسکے حلقے نہایت مضبوط ہیں ایک ایسی پناہ گاہ بنایا جسکی چوٹی بلند ہے۔ جو شخص اسکی طرف متوجہ ہو۔ جو شخص اس میں داخل ہو۔ جو شخص اسکی پیروی کرے۔ جو شخص اسے اپنے اوپر لازم کرے۔ جو شخص اس کے ساتھ کلام کرے۔ جو شخص اس کے ساتھ دعوے کرے۔ ان سب شخصوں کے لئے یہ عزت ہے۔ سلامتی دینے والا ہے۔ راہنما ہے۔ معذرت ہے۔ برہان اور دلیل ہے۔ ایک زبردست شاہد ہے۔ جو شخص اسے اٹھائے اسکا اٹھانیوالا ہے۔ جو شخص اسکی مدد سے مجادلہ و جنگ کرے اسکے لئے فتح و فیروزی ہے۔ جو شخص اس پر عمل کرے اسکے واسطے

ایک شتر بارکش ہے۔ جو شخص فہم و فراست کے ساتھ نظر کرے اس کی خاطر ایک نشانی ہے۔ جو زرہ پہن لے اس کے واسطے ایک ڈھال ہے۔ جو شخص اس کی بات کان میں رکھے اسکے واسطے علم ہے۔ روایت کرنے والے کے لئے حدیث ہے اور حاکم کے لئے ایک زبردست حکم۔

کلام امام علیہ السلام

حضرت اپنے اصحاب کو وصیّت فرماتے ہیں۔ تم لوگ حکم نماز کی اطاعت کے لئے معاہدہ کرو۔ اسکی حفاظت کرو۔ اسے کثرت کے ساتھ بجا لاؤ۔ اسکے وسیلہ سے تقرب الٰہی کو تلاش کرو۔ کیونکہ یہ نماز مومنین کے لئے ایک نوشتہ ہے جسکا وقت معین کیا گیا ہے۔ کیا تم نے اہل جہنم کا جواب نہیں سنا؟ جس وقت ان سے دریافت کیا گیا کہ "تمہیں کس چیز نے راہی جہنم کیا" انہوں نے کہا کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔ یاد رکھو! کہ نماز گناہوں کو اس طرح گراتی ہے جیسے درختوں سے پتے جھڑا کرتے ہیں۔ گناہوں کو اس طرح کھول دیتی ہے جیسے گلے سے گلوبند کھول دیتے ہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے اسے ایک ایسے چشمے سے تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے دروازے پر ہی ہو اور وہ اس میں دن رات پانچ مرتبہ غسل کیا کرے۔ پھر امید نہیں کہ کسی قسم کا میل اس کے جسم پر باقی رہجائے۔ مومنین میں سے ان لوگوں نے اس نماز کا حق پہچانا ہے جنہیں متاع دنیوی کی زینت اور مال و اولاد کی طرف سے حاصل ہونے والی آنکھوں کی ٹھنڈک اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔ پروردگار عالم فرماتا ہے رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ ایسے بھی لوگ ہیں جنہیں کوئی تجارت اور کوئی خرید و فروخت یاد الٰہی۔ اقامت نماز اور ادائے زکوٰۃ سے باز نہیں رکھتی۔ جب جناب رسول خدا کو جنت کی بشارت دی گئی اور یہ حکم الٰہی پہنچا وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیہا تو اپنے اہل کو نماز کا حکم کر اسکی مشقت کا متحمل ہو جا۔ تو حضرت نماز گزاری کے سبب سے بہت دردمند رہتے تھے (کثرت نماز سے آپ کا جسم نہایت رنج اٹھاتا تھا)

اپنے اہل و عیال کو اسکا حکم کرتے تھے اور بنفس نفیس اسکی مشقتوں پر صابر تھے۔

پھر اہل اسلام کے لئے نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ بھی تقرب خداوندی کا وسیلہ قرار دی گئی ہے۔ جو شخص زکوٰۃ بطیب خاطر ادا کرتا ہے وہ اسکے لئے کفارہ بنا دی جاتی ہے۔ آتش دوزخ کو روکتی ہے اور اس سے رہائی عطا کرتی ہے۔ اب کوئی شخص اپنے نفس کو زکوٰۃ کا مطیع نہ بنائے (زکوٰۃ نکالتے وقت اُسکا نفس متالم نہو) زکوٰۃ نکالتے وقت اپنے حزن و اندوہ کو زیادہ نہ کرے کیونکہ جو شخص قلبی سرور کے ساتھ زکوٰۃ نہیں ادا کرتا اور پھر ایسی چیز کی امید رکھتا ہے جو اس سے افضل و بہتر ہے تو ایسا شخص یقیناً طریقۂ پیغمبرؐ سے جاہل ہے۔ اسکے ثواب میں خسارہ ہے۔ وہ گمراہ کار ہے اور ایسے شخص کی پشیمانی اور ندامت بہت طویل و دراز ہے۔ پھر امانتوں کا ادا کرنا بھی تم پر لازم ہے کیونکہ جو شخص امین نہیں وہ یقیناً زیاں کار اور ثواب اخروی سے بے بہرہ ہے۔ یہ ادائے امانت ایسی چیز ہے کہ پروردگار عالم نے اسے (اپنے علم و تقدیر میں) قائم ہونے والے آسمانوں، بچھی ہوئی زمینوں، طویل و دراز اور راستی کے ساتھ نصب ہو جانے والے پہاڑوں کے سامنے پیش کیا (کہ تم امانت کو ادا کر سکتے ہو؟ تم امین بن سکتے ہو؟) اور ان سے زیادہ طویل و عریض و بلند کوئی مخلوق نہیں ہے مگر اُنہوں نے انکار کر دیا (وہ اسکی قابلیت ذاتی و استعداد جبلی نہ رکھتے تھے کیونکہ کمالات علمیہ و عملیہ میں ترقی کرنے کا حوصلہ تو خواہ خلقاً ہو خواہ تدریجاً انسان کامل ہی کے لئے ہے۔ ان اشیاء کا انکار اس وجہ سے نہیں تھا کہ یہ امر ان کے قبضۂ قدرت میں تھا اور پھر اپنی عظمت و قدرت کے سبب سے انحراف کیا ہیں۔ اگر یہ بات ہوتی) اگر کوئی چیز اپنے طول و عرض و قوت و غلبہ کے سبب سے حکم الٰہی سے انحراف کر سکتی ہے تو البتہ آسمان و زمین اور پہاڑ بھی امتناع کرتے۔ (فی الحقیقت یہ قوتیں اس انکار کا سبب نہیں، بلکہ ذاتی قابلیت نہونے کی وجہ سے انہوں نے انکار کیا اور اسی عدم استعداد پر نظر کر کے) وہ امانت میں خیانت کرنے کی عقوبتوں سے ڈر گئے۔ اور اس شے کو جان لیا جس سے وہ شخص جاہل ہے جو ان سے نہایت ہی ضعیف اور کمزور ہے وہ انسان ہے۔ اور بیشک یہ انسان بڑا ہی اپنے نفس پر جبر کرنے والا اور بے دانش (مگر کمال دانش کی قوت اور استعداد لئے ہوئے) تھا تحقیقاً پروردگار عالم پر وہ اعمال مخفی نہیں ہیں جو بندے

اپنے دن اور اپنی رات میں بجالاتے ہیں۔ وہ از روئے خبیر ہونے کے اعمال بندگان میں نفوذ کر گیا (وہ ان کے اعمال کا پورا پورا عالم ہے) اور از راہ علم ان اعمال کا احاطہ کر لیا۔ سنو! تمہارے اعضا اسکے گواہ ہیں۔ تمہارے آلات (قوائے) اسکے لشکر ہیں۔ تمہاری ضمیریں (قوائے باطنی) اسکے جاسوس ہیں اور تمہاری خلوتیں اس پر آشکار ہیں۔

کلام امام علیہ السلام

قسم خدا کی معاویہ مجھ سے زیادہ عقلمند اور زیرک نہیں۔ مگر وہ مکار ہے۔ فسق و فجور کرتا ہے۔ اگر یہ باتیں قبیح نہوتیں تو میں (امور دنیاوی میں ظاہر پرستوں کے نزدیک) مدبر ترین مردم ہوتا لیکن ہر ایک مکار اور ظالم فاسق و فاجر ہے اور ہر ایک فاسق و فاجر کافر۔ ہر ایک مکار اور ظالم کے واسطے ایک نشان ہوگا جس سے وہ قیامت میں پہچانا جائیگا۔ قسم خدا کی میں مکاروں کی مکاریوں سے غافل نہیں کیا گیا ہوں اور کسی شخص کی سخت گیری کے سبب سے نرم نہیں ہوا۔

کلام امام علیہ السلام

ایہا الناس چونکہ ہدایت کے رستوں پر چلنے والے قلیل ہیں لہذا تم اس سبب سے طریق ہدایت سے وحشت نہ کرو کیونکہ لوگ ایسے دستر خوان پر جمع ہو رہے ہیں جس میں شکم سیری (عیش دنیا) کا زمانہ بہت کوتاہ ہے اور اسکی بھوک (زحمت حساب و عذاب آخرت) بہت طویل ہے۔ ایہا الناس! خداوند عالم اپنے عذاب پر لوگوں کو جبھی جمع کرتا ہے جب وہ گناہوں پر راضی ہو جاتے ہیں (چاہے ایک شخص ہی کیوں نہ مرتکب گناہ ہو مگر سب سے اسکے کردار کی نسبت باز پرس ہوگی) ناقۂ صالح کو ایک ہی شخص نے تو پے کیا تھا مگر خداوند عالم نے اپنے عذاب کو سب کے لئے عام کر دیا کیونکہ وہ بھی عموماً اس شخص کے اس ارتکاب پر راضی تھے اور نہ اسے اسکی حرکت سے نہ روکتے) جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے فعقروا ھا فاصبحوا نادمین ان سب نے اس ناقہ کو پے کیا اور ایسی حالت میں انہوں نے صبح کی کہ قوم کی قوم (علامات

عذاب کا مشاہدہ کرکے) نادم اور پشیمان تھی (فقط ایک شخص کے گناہ میں سب کو ملوث کرلیا) ایہاالناس! جو شخص طریق واضح پر سالک ہوا وہ چشمے پر پہنچ گیا اور جس نے (راہ مستقیم) کی مخالفت کی وہ ہلاکت کے بیابان میں گر پڑا۔

کلام امام علیہ السّلام

حضرت سیدۃ النساء العالمین کے دفن کے وقت آپ نے فرمایا جس طرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے راز کی باتیں عرض کیا کرتے تھے۔ سلام ہو آپ پر اے رسول خدا میری طرف سے اور آپ کی اس دختر کی طرف سے جو آپ کے پہلو میں وارد ہونے والی ہے اور آپ سے ملحق ہونے کے لئے جلدی کر رہی ہے۔ یا رسول اللہ آپ کی برگزیدہ دختر کے انتقال سے میرا صبر کم ہو گیا۔ اسکی مصیبت کی وجہ سے میری چستی و چالاکی جاتی رہی (میں ضعیف ہو گیا) مگر ہاں میرے واسطے اسی امر کی پیروی موجود ہے کہ آپکی بزرگ فرقت پر صبر کیا۔ آپکی سنگین اور سخت مصیبت کو وقت صبر و شکیبائی سے کام لیا میں نے اپنی ہاتھوں سے آپ کو لحد میں رکھا اور میرے ہی گلے اور سینے کے درمیان آپکی روح روانہ ہوئی۔ (بوقت انتقال آپکا سر میرے سینہ پر تھا۔ پھر جب میں نے اس مصیبت پر صبر کیا تو اب بھی صبر کرونگا) فانا للہ وانا الیہ راجعون ایک امانت واپس لے لی گئی۔ ایک یادگار اور نشانی اٹھالی گئی۔ اب میرا حزن و ملال دائمی ہے۔ اب میری راتوں میں نیند کہاں جبتک کہ پروردگار عالم میرے لئے اس مقام (بہشت) کا ارادہ کرے جس میں آپ مقیم ہیں عنقریب آپ کی دختر آپکو آگاہ کریگی۔ آپ اس سے اچھی طرح سوال کیجئے۔ آپ میری موجودہ حالت کو ان سے دریافت فرمائیے (کہ جفا کار امت نے کیا کیا سلوک کئے ہیں) حالانکہ ابھی آپ کے انتقال کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور زمانہ آپکی یاد سے خالی نہیں ہوا۔ آپ پر اور آپ کی دختر پاکیزہ گہر پر میری طرف سے اس طرح سلام ہو کہ جیسے کوئی شخص اپنے دوست کو وداع کرتے ہوئے سلام کیا کرتا ہے۔ جو اس کی ملاقات سے غضبناک اور بددل نہیں ہوتا۔ اگر میں آپ کی زیارت سے واپس ہو جاؤں تو کسی ملال کی وجہ سے واپس نہیں جاؤنگا اور اگر میں آپ کی زیارت کے لئے ٹھیرا رہوں تو اجر سے بدگمانی کی وجہ سے نہیں جس کا پروردگار عالم نے صبر کرنیوالوں سے وعدہ کیا ہے (بے صبری کی وجہ سے میرا قیام نہوگا بلکہ شدت محبت کا یہی مقتضا ہے)

کلام امام علیہ السلام

ایہا الناس! دنیا ایک مجازی گھر ہے اور آخرت دار القرار ہے۔ تم اپنی گزرگاہ سے اپنی قرارگاہ کے لئے توشہ حاصل کرو۔ اپنے پردہ ہائے غفلت کو اس ذات کے سامنے پارہ پارہ نہ کرو جو تمہاری پوشیدگیوں سے واقف ہے۔ دنیا سے اپنے دلوں کو نکال لو قبل اس کے کہ تمہارے بدن یہاں سے خارج ہوں۔ تم اس دنیا کی تکلیفوں سے آزمائے گئے ہو تم غیر دنیا (آخرت) کے لئے خلق کئے گئے ہو۔ افسوس! جب کوئی شخص مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اسنے کیا ترکہ چھوڑا اور فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ اسنے کونسا ذخیرہ اپنی آخرت کے لئے روانہ کیا۔ تمہارے آباؤ اجداد پر رحمت خدا نازل ہو۔ تم اپنے اموال کے بعض حصے کو آگے روانہ کرو (راہ خدا میں صرف کرو) تاکہ تمہارے لئے ذخیرہ آخرت ہو جائے۔ اپنے تمام مال کو دنیا میں نہ چھوڑو۔ مبادا تمہارے لئے ایک وبال ہو جائے۔

کلام امام علیہ السلام

اکثر اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے۔ خداوند تعالے تم پر رحمت نازل کرے۔ تیار ہو کیونکہ تمہارے درمیان کوچ کی آواز بلند کردی گئی ہے۔ اپنی اقامت دنیا کو بہت کم کردو اور نہایت ہی عمدہ توشہ حاصل کرکے اس مقام کی طرف رجوع کرلو جو تمہارے سامنے موجود ہے۔ یاد رکھو! دشوار گزار گھاٹیاں۔ ہولناک اور خوفناک منزلیں تمہارے پیش نگاہ ہیں۔ ان میں وارد ہونا اور انکے نزدیک کھڑا ہونا لابدی ہے (لہٰذا زادِ راہ کے بغیر گزارہ نہیں) خوب جان لو! کہ موت تمہارا ملاحظہ کررہی ہے۔ تم سے قریب ہی ہے گویا تم اس کے پنجے میں گرفتار ہو۔ وہ تمہارے درمیان آویختہ ہے۔ کارہائے مشکلہ تمہیں اچانک آلیں گے۔ تم ناگہانی طور سے سخت خوف کے مقامات میں پھنس جاؤگے۔ لہٰذا علائق دنیوی کو بہت جلد قطع کرڈالو اور پرہیزگاری کے توشہ سے قوت حاصل کرلو۔

کلام امام علیہ السلام

جب طلحہ و زبیر نے حضرت سے بیعت کرنے کے بعد آپ کو سرزنش کرنی شروع کی کہ کس لئے ہمارے مشوروں کی

کاربند نہیں ہوتے اور کیوں امور خلافت میں ہماری مدد نہیں کی جاتی۔ اس وقت حضرت نے فرمایا۔ تم ایک معمولی سی بات پر خشمناک ہو گئے۔ اور بہت سی نیکیوں کو پس پشت ڈال دیا کیا تم مجھے اطلاع نہیں دو گے؟ کہ کس چیز میں تمہارا حق ہے جس سے میں نے تمہیں دور کر دیا ہو۔ وہ کونسا حصہ ہے؟ کہ جسے تم سے علیحدہ کر کے اپنے لئے اختیار کر لیا۔ یا کوئی ایسا حق ہے؟ کہ مسلمانوں میں سے کسی شخص نے مجھے پہنچایا ہو کہ میں اس کے نافذ کرنے سے عاجز تھا یا اس کے حکم سے جاہل تھا یا اس کے باب میں میں نے خطا کی تھی۔ قسم خدا کی نہ مجھے خلافت کی رغبت تھی نہ اس ولایت کی حاجت لیکن تم لوگوں نے مجھے اسکی طرف دعوت دی اور مجھے اسپر سوار کر دیا۔ جب خلافت میرے قبضہ میں آئی تو میں نے کتاب اللہ کی طرف نظر کی کہ کیا چیز اس نے ہمارے لئے برقرار رکھی ہے اور کس بات کا ہمیں حکم دیا ہے۔ میں نے اسی کی پیروی کی اور جو کچھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے طریقہ اختیار کیا تھا اسی کی اقتدا کی اب مجھے اس امر پر (یعنی کتاب و سنت میں) تمہاری رائے کی ہرگز احتیاج نہیں ہے نہ میں تمہارے کسی غیر کی رائے کا محتاج ہوں۔ کوئی حکم ایسا واقع نہیں ہوا جسے میں نہ جانتا ہوں اور اسکے بارے میں تم سے اور اپنے بھائی مسلمانوں سے مشورہ کروں۔ اگر ایسا واقع ہوتا (یعنی مجھے تمہارے مشورہ کی احتیاج ہوتی) تو میں تم سے اور تمہارے اغیار سے اس معاملہ میں کبھی روگردانی نہ کرتا۔ ہاں یہ مساوات کے بارے میں جو تم ذکر کر رہے ہو (کہ ہمیں بھی مال غنیمت وغیرہ میں سے اور لوگوں کی برابر حصہ ملتا ہے) سو یہ ایک ایسا امر ہے جس میں میں نے اپنی رائے سے حکم نہیں کیا۔ نہ اپنی خواہش نفس سے اس کا مرتکب ہوا ہوں۔ بلکہ میں نے اور تم دونوں نے اس حکم کو پالیا ہے جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ لائے تھے جس سے آپ فارغ کر دئے گئے ہیں جو کامل ہو چکا ہے۔ لہذا اس امر میں بھی مجھے تمہاری احتیاج نہیں جس کی تقسیم سے خداوند عالم فارغ ہو چکا ہے (یہ مساوی تقسیم اسی کی جاری کی ہوئی ہے) اور اس بارے میں اسکا حکم نافذ ہو چکا ہے۔ اب تمہارا اور تمہارے اغیار کا کوئی حق نہیں کہ مجھے اس معاملہ میں معتوب کریں۔ خداوند عالم ہماری اور تمہاری جانوں کو امر حق کی طرف گرفت کرے ہمارے اور تمہارے دلوں میں صبر کو القا کر دے۔ پھر فرمایا۔ خداوند عالم اس شخص پر رحمت نازل کرے جس نے حق کو دیکھا اور اسکی اعانت کی یا ظلم و جور پر نظر کی اور اسے حق کی طرف پھیر دیا۔ اور صاحب حق کی ذمہ داری کے ساتھ ہو گیا

کلام امام علیہ السّلام

جنگ صفین میں آپ کے اصحاب میں سے ایک گروہ اہل شام کو سب وشتم کرتا تھا آپ نے یہ خبر سُنی تو فرمایا۔ میں تمہارے لئے اس امر کو مکروہ سمجھتا ہوں کہ تم دشنام دینے والے بنجاؤ۔ لیکن اگر تم انکے اعمال کا بیان کرو۔ انکی خراب حالتوں کا ذکر کرو تو البتہ یہ گفتار نہایت درست ہے۔ اعتذار کے لئے نہایت بلیغ ہے۔ اب تم جو انہیں دشنام دیتے ہو تو اسکی بجائے یہ کہو۔ پروردگار!! ہمارے اور ان کے خون کو بہنے سے بچا۔ ہمارے اور ان کے درمیان اصلاح کردے۔ انہیں ان کی گمراہی سے امر حق کی طرف ہدایت فرما! تاکہ حق کو وہ پہچان لے جو اسے نہیں پہچانتا۔ اور وہ شخص گمراہی اور دشمنی سے باز آئے جو ضلالت وعداوت کی حرص کرتا ہوا اس کی پیروی کر رہا ہے۔

کلام امام علیہ السلام

جنگ صفین میں آپ نے ایک روز ملاحظہ فرمایا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام لڑائی میں بہت تیزدستی سے کام لے رہے ہیں تو اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم میری طرف سے اس لڑکے کی حفاظت کرو۔ مبادا کہیں اسکی مصیبت مجھے توڑ ڈالے کیونکہ میں ان دونو (حسنین علیہما السلام) کی موت کے بارے میں نہایت بخیل ہوں (مجھے ان کی موت گوارا نہیں کہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کی نسل قطع نہو جائے)

کلام امام علیہ السّلام

جنگ صفین میں جب آپکے اصحاب امر تحکیم کے بارے میں مضطرب ہوئے اور آپ پر زور ڈالا تو آپ نے فرمایا۔ ایہا الناس! میرا حکم اس چیز پر ہمیشہ تمہارے ساتھ رہا جسے میں دوست رکھتا تھا حتے کہ دشمن کی لڑائی نے تمہیں شست اور ضعیف کر دیا۔ قسم خدا کی اس جنگ نے تمہیں ماخوذ کیا اور ترک کر دیا حالانکہ یہ تمہارے دشمن کو زیادہ شست اور ضعیف کر ڈالی

تھی۔ (اگر تم ذرا بھی مردانگی سے کام لیتے تو دشمن پسپا ہو جاتا۔ مگر افسوس! تمہاری ہمتیں ہی ٹوٹ گئیں) افسوس! کل تک میں تمہارا امیر تھا اور آج ایسی حالت میں صبح کی ہے کہ تمہارا محکوم ہوں۔ کل تک میں تمہیں باز رکھتا تھا آج تم مجھے باز رکھتے ہو۔ حقیقۃً تم نے حیات دنیا کو دوست سمجھا۔ اور اب مجھے قدرت نہیں ہے کہ تمہیں اس شے پر بار کر دوں جس سے تم کراہت کرتے ہو۔

کلام امام علیہ السّلام

بصرے میں آپ علا ابن زیاد الحارثی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جو آپ کے صحابی تھے اور فرمایا۔ تُو نے اس دنیا کے مکان کو وسیع کرنے کے لئے کیا کچھ کیا۔ حالانکہ تو آخرت کے گھر کو وسیع و فراخ کرنے کیلئے زیادہ محتاج ہے۔ ہاں اگر تو چاہے کہ اس (وسعت مکان دنیاوی) کے سبب سے آخرت میں بھی ایک وسیع مکان کا مالک ہو تو اس مکان میں مہمانوں کی ضیافت کر صلۂ رحم بجالا۔ لوگوں کے حقوق اس مکان میں رکھ بوجہ شرعی ادا کر اس وقت البتہ تو اپنی مراد کو پہنچ جائیگا۔ علا نے یہ سنکر عرض کی میں آپ سے اپنے بھائی عاصم ابن زیاد کی شکایت کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کس لئے؟ اُسنے کیا کیا؟ عرض کی وہ ایک عبا پہنے ہوئے دنیا سے عزلت گزیں ہو گیا ہے۔ فرمایا اسے ہمارے پاس لاؤ جسوقت وہ حاضر ہوا تو فرمایا اے اپنی جان کے دشمن تجھے خبیث شیطان نے حیران کر رکھا ہے۔ تو اپنے اہل و عیال و اولاد پر بھی رحم نہیں کرتا۔ کیا تو دیکھتا ہے کہ پروردگار عالم نے طیّبات دنیا کو تیرے لئے حلال کیا ہے اور پھر وہ اس بات کو بھی مکروہ سمجھتا ہے کہ تو ان میں سے کچھ حاصل کرے۔ تو اس عمل اور اس سمجھ کی باعث پروردگار کے سامنے نہایت ذلیل ہے۔ اس نے عرض کی یا امیر المومنین! میرا یہ عمل آپ کے ہی عمل کی مانند ہے آپ بھی تو موٹا اور جھوٹا کپڑا پہنتے ہیں۔ بالکل بے مزہ اور بد ذائقہ کھانا نوش فرماتے ہیں۔ یہ سنکر فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر میں تیری مانند نہیں ہوں (تجھے میری ہمسری زیبا نہیں) اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے ائمہ حق اور پیشوایان عادل پر فرض کر دیا ہے کہ وہ ضعیف اور محتاج نفوس کے

سبب سے اپنے نفس پر سختیاں کریں تاکہ فقیر کا فقر اور محتاج کی محتاجی اسے مضطرب نہ کر دے۔

کلام امام علیہ السلام

ایک سائل نے سوال کیا کہ یا حضرت یہ جھوٹی اور مختلف حدیثیں جو لوگوں میں مشہور ہیں انکی نسبت کچھ ارشاد فرمائیے۔ فرمایا۔ لوگوں کے ہاتھ میں حق ہے۔ باطل ہے۔ صدق ہے۔ کذب ہے۔ ناسخ ہے۔ منسوخ ہے۔ عام ہے۔ خاص ہے۔ محکم ہے (جسکے معنی ظاہر ہیں) متشابہ ہے (جس کے معنی ظاہر نہیں) محفوظ ہے اور موہوم ہے (یہ آیات کلام الٰہی ہیں جو ان روشوں پر لوگوں کے درمیان موجود ہیں) بالتحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے زمانہ میں آپ پر جھوٹ بولا (ایک جھوٹی حدیث کو آپ سے نسبت دی) آپ اسی وقت خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولیگا تو اسے لازم ہے کہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے۔ اب یہ جان لے کہ حدیث کو تجھ تک پہنچانے والے چار قسم کے لوگ ہیں پانچواں نہیں۔ اول شخص منافق جو ظاہراً ایمان کو ظاہر کرتا ہے۔ بتکلف اسلام کے ساتھ آراستہ ہے۔ گناہ سے پرہیز نہیں کرتا۔ نہ گناہ میں کسی قسم کا حرج دیکھتا ہے دانستہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ پر جھوٹ بولتا ہے۔ اب اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ یہ منافق ہے کاذب ہے۔ تو اسکی بات کو قبول نہ کریں۔ اسکے قول کی تصدیق نہ کریں لیکن وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ رسول کا صحابی ہے۔ اسنے رسول خدا کو دیکھا ہے۔ آپ کے اقوال کو سنا ہے۔ احکام خدا کو آپ سے لیا ہے پس اسکی قول کو لے لیتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ پروردگار عالم نے تجھے منافقین کی حالت سے اچھی طرح خبر دے ہی دی ہے۔ انکی تعریف بیان کر ہی دی ہے۔ پھر یہ لوگ منافقین پیشوایان ضلالت اور مکر و بہتان کے ساتھ جہنم کی طرف بلانے والوں کے مقرب خاص ہو گئے۔ ان ائمہ ضلالت نے ان لوگوں کو صاحب اختیار بنا دیا۔ انہیں لوگوں کے امور پر قبضہ دیدیا۔ انہیں لوگوں کی گردنوں پر حاکم بنا دیا۔ اور انکی اقوال باطلہ کی بدولت خوب دنیا کو کھایا (یہ جھوٹی حدیثیں گھڑنے والے انکے لئے دنیا کمانے کا وسیلہ بن گئے) اور عوام الناس اموال دنیا اور بادشاہوں کے ساتھ ہوتے ہی ہیں سوائے اس شخص کے

جسے خداوند عالم محفوظ رکھے۔ ان چار قسم کے راویوں میں سے ایک یہ قسم ہے جس کا بیان ہوا۔ دوسرا راوی وہ ہے جس نے رسول اللہ صلعم سے کسی بات کو سنا مگر اسے اسی طرح یاد نہ رکھا جیسا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا۔ اب اس نے اس حدیث کو بیان کرنے میں غلطی کی مگر دانستہ جھوٹ نہیں بولا۔ اب یہ شخص جو کچھ اسکے پیش نظر ہے اسی کو روایت کرتا ہے۔ اسی پر عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس حکم کو رسول خدا سے سُنا ہے۔ اب اگر مسلمانوں کو علم ہو جائے کہ یہ شخص غلطی کا مرتکب ہوا ہے۔ اسکے اس کلام کو قبول نہ کریں اور اگر اس شخص کو بھی اپنی غلطی معلوم ہو جائے تو البتہ اسے ترک کر دے۔ تیسرا شخص وہ ہے جس نے رسول خدا سے کسی بات کو سُنا کہ آپ اُسکا حکم کرتے تھے۔ پھر آپ نے اس سے منع کر دیا اور اس شخص کو علم نہیں ہے۔ یا اس نے کسی بات سے منع کرنے کو سنا کہ پھر حضرت نے اس پر عمل کرنے کا حکم دے دیا اور یہ شخص اس آخری حکم کو نہیں جانتا لہذا اس شخص نے منسوخ کو تو یاد رکھا اور ناسخ کی حفاظت نہ کی اگر اسے معلوم ہو جائے کہ یہ حکم منسوخ ہے تو بیشک اسے چھوڑ دے۔ اور مسلمان بھی اگر اسکی زبان سے یہ حکم سننے کے وقت معلوم کر لیں کہ یہ منسوخ ہو چکا ہے تو اس پر عمل نہ کریں۔ اب آخری چوتھا شخص وہ ہے جس نے خدا و رسول پر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ کیونکہ وہ جھوٹ سے بغض رکھتا ہے۔ خداوند عالم سے ڈرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ کی تعظیم کرتا ہے۔ کبھی غلطی نہیں کرتا۔ بلکہ جس بات کو جس طریقہ پر رسول خدا سے سنا اسی طرح یاد رکھا۔ یہ شخص وہی چیز لایا جس طریق پر کہ اس نے سنا۔ نہ اس میں زیادتی کی نہ نقصان۔ ناسخ کی حفاظت کی اس پر عمل کیا منسوخ کو یاد رکھا۔ اس سے پرہیز کیا۔ عام و خاص کو پہچانا ہر ایک شے کو اس کے مقام میں رکھا محکم و متشابہ کی معرفت حاصل کر لی۔ کبھی رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کے کلام بلاغت نظام کے دو پہلو ہوا کرتے تھے۔ ایک تو کلام خاص ہوتا تھا (چند آدمیوں کے لئے مختص تھا) اور ایک عام (جو تمام آدمیوں سے عام طور پر تعلق رکھتا تھا) اب اُس شخص نے اس کلام کو سنا جو نہیں جانتا کہ خداوند عالم نے اس سے کیا مراد لی ہے اور حضرت کا اس سے کیا مطلب ہے۔ اس سننے والے نے اس کلام کو اُٹھا لیا (یاد رکھا) اور اسکے معنی کی شناخت۔ اسکے مقصود کی پہچان۔ اس کے سبب کی معرفت (جس لئے یہ کلام دہن اقدس رسول سے نکلا ہے) کے بغیر اس کی توجیہ کرنے لگا اور (یہ امر بھی قابل غور ہے کہ) تمام اصحاب رسول خدا سے سوال کرنے اور حضرت کے کلام کو سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے تھے حتےٰ کہ وہ دوست رکھتے تھے (انکی تمنا ہوتی تھی) کہ کوئی اعرابی یا تازہ وارد شخص آ کر حضرت سے سوال کرے تاکہ

وہ بھی سُن لیں (جو کچھ حضرت اس سائل کے جواب میں ارشاد فرمائیں) اور ایسے کلام ذو معنی میں سے مجھ تک کوئی شے نہ پہنچتی تھی۔ مگر یہ کہ میں حضرت سے اسکی بابت سوال کرتا تھا اور حضرت جو کچھ ارشاد فرماتے تھے اسی یاد رکھتا تھا۔ یہ ہیں وہ وجوہات جن کے سبب سے لوگ اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ ہیں ان کی روایتوں کے مختلف ہو جانے کے اسباب۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اسکی سلطنت کا اقتدار اور اسکی لطیف صنعتوں کی عجائبات میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ ذخار۔ متواج۔ اور فراہم ہو کر ہیبت ناک آواز نکالنے والے دریا کے پانی سے زمین خشک کو پیدا کیا۔ پھر اس پانی سے طبقات پیدا کئے اور انہیں جمع ہونے کے بعد طبقات ہفت آسمان سے ممتاز کر دیا۔ وہ اسکے حکم سے استادہ اور اپنی ہیئت پر قائم ہو گئی۔ (جوان کی لئے قرار دی گئی تھی) کبود اور سیلان کرنیوالا پانی۔ تسخیر شدہ دریا۔ انہیں اٹھائے ہوئے ہے جو اس کے حکم کا ماننے والا ہے اسکی ہیبت و سطوت کا مطیع ہے اور اسکے خوف کے سبب سے رواں ہونے سے بالکل ساکن ہے۔ پھر زمین کے پتھروں۔ اس کے بلند بلند پشتوں۔ اسکے ٹیلوں اور اسکے پہاڑوں کو خلق کیا۔ انکے قائم ہونے کی جگہ میں انہیں ثابت اور برقرار کیا۔ انکی جائے قرار میں انہیں قائم کر دیا۔ انکی چوٹیاں کرۂ ہوا میں گڑ گئیں اور انکی جڑیں پانی میں پیوست ہو گئیں۔ پس پہاڑوں کو زمین کی ہمواریوں سے بلند کیا۔ ان کی بنیادیں اطراف زمین کے پشتوں اور اس کی علامتوں کے مقامات میں پھیلا دیں۔ ان پہاڑوں کی چوٹیاں بلند کیں اور زمین سے انکی بلندیوں کو بہت دراز کر دیا انہیں زمین کے لئے ستون اور نگاہبان بنایا۔ انہیں میخوں کی طرح زمین میں گاڑ دیا زمین اپنی حرکت سے ساکن ہو گئی اور اس بات سے محفوظ ہو گئی کہ اپنے ساکنین کو متحرک کرتی یا انہیں اس پانی میں غرق کر دیتی جو اسے اٹھائے ہوئے ہے۔ یا اپنی مقامات سے ہٹ جاتی سبحان اور پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے زمین کی حفاظت کی جبکہ محیط ہونیوالی پانی لہرا رہے تھے۔ اسے خشک کر دیا جبکہ اسکے اطراف میں رطوبت پھیلی ہوئی تھی۔ اسے اپنی خلقت کی لئے آرامگاہ بنایا ایک عظیم الشان اور راکد دریا پر اسے انکی نشستگاہ کی لئے پھیلا دیا۔ وہ دریا بالکل تھما ہوا ہے۔ وہ ایک حالت پر قائم ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ میں سرایت نہیں کرتا حالانکہ تند و تیز آندھیاں

اسے صدمہ پہنچاتی ہیں۔ اور گرانے والے (برسنے والے) بادل اسے جنبشیں دیتے رہتے ہیں۔ اور بیشک اس نظارہ میں اس شخص کے لئے خاص عبرت ہے جو خدا سے ڈرنے والا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بار الہا! تیرے بندوں میں سے جس بندے نے ہماری سچی۔ حق سے انحراف نہ کرنے والی۔ امور دین و دنیا کی اصلاح کرنے والی خلق خدا کو ضرر نہ پہنچانے والی گفتار کو سنا اور سننے کے بعد اس سے انکار کیا تو اسکی وجہ یہی ہے کہ اسنے تیری (تیرے مجاہدین کی) نصرت سے روگردانی کی۔ تیرے دین کو غلبہ دینے سے سست ہو گیا۔ اے شہادت دینے والوں کے سردار ہم اس شخص کے لئے تیری اور تمام اس مخلوق کی جو تیری زمین اور تیرے آسمانوں میں ساکن ہے شہادت طلب کرتے ہیں۔ پھر تو (اس شہادت کے بعد) اپنے مجاہدین کو اس کی نصرت سے بے نیاز کرنیوالا اور اس بندے کو اس کے گناہ میں ماخوذ کرنے والا ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہیں جو اپنی مخلوقات کی مشابہت اور مماثلت سے بلند و برتر ہے۔ توصیف کرنے والوں کے اقوال پر غالب ہے۔ دیکھنے والوں کے لئے اپنی تدبیروں کے عجائبات کے سبب سے ظاہر ہے۔ وہم کرنیوالوں کی فکر سے۔ اپنی عزت و غلبہ کے جلال کی وجہ سے پوشیدہ ہے۔ حاصل کرنے۔ زیادہ ہونے اور کسی علم سے فائدہ اٹھانے کے بغیر عالم ہے۔ بغیر کسی قسم کی فکر اور خطرے کے تمام امور کا معین اور مقدر کرنیوالا ہے۔ ایسا خدا ہے جسے ظلمت اور جہالت کی تاریکیاں ڈھانک نہیں سکتیں۔ وہ انوار کے ساتھ روشن نہیں ہوتا (وہ بذاتہ نور محض ہے جس میں کسی قسم کی زیادتی اور نقص واقع نہیں ہوتا) نہ رات اسے پوشیدہ کر سکتی ہے (کسی حجاب میں محجوب نہیں ہو سکتا) نہ کوئی دن اس پر جاری ہوتا ہے (تجدد نور سے کوئی تازہ بینائی اسے حاصل نہیں ہوتی) اس کا ادراک نگاہوں کے ساتھ نہیں ہوتا نہ اسکا علم اخبار (خبر دینے) کے ساتھ قائم ہے (اسکا علم کسی کے خبر دینے کا محتاج نہیں)

بعض جگہ اسی خطبہ میں رسول اللہؐ کا ذکر ہے انہیں ایک سا روشنی اور ضیا کے ساتھ خداوند عالم نے مبعوث فرمایا۔ برگزیدگی اور انتخاب میں آپ کو مقدم کیا۔ کشائشوں کو آپ کے ساتھ جمع فرمایا۔ آپ کے سبب سے غلبوں کو شکست دی۔ صعوبتوں (اور نفس امّارہ کی سرکشیوں) کو آپ کا مطیع بنا دیا۔ ناہموار زمینیں آپ کے سبب سے ہموار اور نرم ہوگئیں۔ حتیٰ کہ گمراہی اور ضلالت کو دائیں بائیں سے الگ اور جُدا کر دیا۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ (خداوند تعالےٰ) عادل ہے۔ اس کا ہر ایک فعل عدل ہے۔ وہ حاکم ہے اور اس کا ہر ایک حکم قطعی اور یقینی ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں۔ اس کے رسول ہیں۔ اس کے بندوں کے سردار ہیں۔ جس وقت کہ پروردگار عالم نے مخلوق کو اصلاب وارحام میں منتقل فرمایا تو آپ کو بہترین اصلاب وارحام میں جگہ دی۔ آپ کی اصل میں کسی زانی کو حصّہ نہیں دیا۔ نہ کسی فاسق وفاجر کو آپ کے سلسلۂ مطہرہ میں جگہ دی۔ خبردار ہو جاؤ کہ خداوند عالم نے عبادت کے لئے اہل عبادت۔ اعتقادات حقّہ دینیّہ کے لئے ستون (انبیاؑ اوصیاء علیہم السّلام) اور ہر ایک اطاعت کے لئے حفاظت کرنے والے قرار دئے ہیں۔ بیشک تمہارے واسطے ہر ایک اطاعت کے وقت اللہ تعالےٰ کی جانب سے ایک معین ومددگار مقرر ہے جو تحریراً وتقریراً حق کو بیان کرتا رہتا ہے اور دلوں کو اسی پر ثابت اور قائم رکھتا ہے۔ ہر ایک اکتفا کرنے والے کے لئے باعث کفایت اور ہر ایک طالب شفا کے واسطے موجب شفا ہے۔ خوب جان لو! کہ خداوند عالم کے خالص بندے اسکے علم کے محافظ ہیں۔ اسکے مستورات (معارف پوشیدہ) کی حفاظت وصیانت کرتے ہیں۔ اسکے چشموں کو جاری کرتے ہیں۔ آپس میں مدد کرنے کے لئے ایک دوسرے سے توصّل محبّت کے ساتھ ایکدوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ شراب معرفت کی چھکا دینے والے جام ایک دوسرے کو پلاتے ہیں اور خوب

سیراب کرکے واپس ہوتے ہیں ان کی معرفتوں میں کسی قسم کا شک وشبہہ مخلوط نہیں ہوتا۔ ان میں غیبت اور دوری پیش قدمی نہیں کرتی (وہ ہر وقت خداوند جل وعلا کی حضور میں حاضر ہیں) پروردگار عالم نے انکی خلقت وجبلت اور انکے اخلاق کو اسی حالت سے وابستہ کیا ہے۔ وہ (اپنی خلقت اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے) آپس میں محبت کرتے ہیں اور اسی سبب سے مقام وصال میں موجود ہیں۔ انکی قدر ومنزلت دوسرے انسانوں کی نسبت اس تخم کی مانند ہے جسے چُن کر لے لیا گیا ہو اور باقی کو پھینک دیا ہو۔ اب یہ نقص وعیب سے الگ ہو کر بالکل خالص ہے اور اس امتحان وانتخاب نے اسے بالکل پاک وپاکیزہ کر دیا ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ کرامت اور بزرگی کو قبول کرے سختیوں اور مصیبتوں سے حذر کرے گو وہ ابھی آئی ہی ہوں۔ نیز اسے چاہئے کہ اپنی تھوڑی سی ایام (عمر) اور اس منزل دنیا میں اپنی نہایت قلیل قیام پر نظر ڈالے حتیٰ کہ اس منزل کو ایک دوسری منزل کے ساتھ بدل ڈالے اور اس مکان کے لئے کچھ کام کرے جسکی طرف رجوع کرنیوالا ہے وہ اعمال بجالائے جن کے سبب سے اپنی جائے انتقال کی معرفت حاصل ہو۔ وہ صاحب قلب سلیم جس نے اپنی رہنما کی اطاعت کی۔ ہلاکت کی طرف لیجانے والے رہبر سے پرہیز کیا۔ اس شخص کی بینائی اور شناسائی کو بسبب جس نے اسکو بصارت عطا کی ہے (ہدایت کی راہ بتائی ہے) اس رہنما کی اطاعت کی وجہ سے جس نے اسکو حکم دیا ہے سلامتی کے رستے پر چلا قبل اس سے کہ ہدایت کے دروازے (موت کے سبب سے) بند ہو جائیں اس کے اسباب منقطع ہو رہیں راہ حق تلاش کرنے میں عجلت کی۔ باب توبہ کے کھل جانے کی استدعا کی۔ اپنے افعال سے گناہوں کو زائل کر دیا۔ راہ حق پر کھڑا ہو گیا اور عین وسط راہ (میانہ روی) کی طرف اسے ہدایت کر دی گئی۔ ایسا شخص بیشک خوش نصیب ہے اور اسی شخص کے لئے جنّت کی خوشخبری ہے۔

دعائے جناب امیر علیہ السلام

الحمد للّٰہ الذی لم یصبح بی میتًا ولا سقیمًا ولا مضروبًا علی عروقی بسوءٍ ولا ماخوذًا باسوءِ عملی ولا مقطوعًا دابری ولا مرتدًا عن دینی ولا منکرًا لربی ولا مستوحشًا من ایمانی ولا ملتبسًا عقلی ولا معذبًا بعذاب الامم من قبلی اصبحت عبدًا مملوکًا ظالمًا لنفسی لک الحجة علیّ ولا حجة لی لا استطیع ان

اخذ الا ما عطیتنی ولا اتقی الا ما وقیتنی اللّٰھم انی اعوذبک ان افتقر فی غناک او اضل فی ھداک او اضام فی سلطانک او اضطھد والامر لک اللّٰھم اجعل نفسی اول کریمۃ تنتزعھا من کرائمی و اول ودیعۃ لتر تجعھا من ودائع نعمک عندی اللّٰھم انا نعوذ بک ان نذھب عن قولک او نفتتن عن دینک او تتابع بنا اھوائنا دون الھدیٰ الذی جاء من عندک ترجمہ حمد و تعریف اسی خدا کی ہے جس نے مجھے ایسی حالت میں داخل صبح کیا کہ نہ مردہ ہوں نہ مریض ہوں اور نہ میرے رگ و ریشہ پر برائی کی چوٹ پڑی ہے۔ نہ میں اپنی بدعملی میں ماخوذ ہوں۔ نہ میری نسل قطع کی گئی ہے۔ نہ اپنے دین سے پھرا ہوا ہوں۔ نہ اپنے پروردگار کا منکر ہوں نہ اپنے ایمان سے رم کر رہا ہوں۔ نہ میری عقل شک و شبہہ میں گرفتار ہے نہ اپنی پہلی امتوں پر نازل ہونے والے عذاب سے معذب ہوں۔ میں نے ایسی حالت میں صبح کی ہے کہ بندہ ہوں۔ غلام ہوں۔ اپنے نفس کے واسطے ظالم ہوں۔ (الٰہی) تجھے مجھ پر حجت حاصل ہے اور میرے پاس کوئی حجت نہیں۔ تیرے عطیہ کے سوا میں کسی چیز کے لے لینے کی قدرت نہیں رکھتا۔ میں بچ نہیں سکتا مگر اسی چیز سے جس سے تو بچائے۔ بار الٰہا! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ باوجود تیری تونگری کے محتاج رہوں۔ یا تیری ہدایت کے ہوتے ہوئے گمراہی اختیار کروں۔ یا تیری سلطنت کے باوجود مظلوم ہو جاؤں۔ یا کسی کا مقہور رہوں حالانکہ حکم تیرے ہی واسطے ہے۔ پروردگارا! میری[1] روح کو میری ان بزرگ نعمتوں میں اول بزرگ نعمت بنا دے جنہیں تو سلب کرتا ہے اور تیری نعمتوں کی امانتیں جو میرے پاس موجود ہیں جنہیں تو واپس لے لیتا ہے ان امانتوں میں میری روح کو درجۂ اولیت عطا کر۔ پروردگارا! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ تیرے قول اور حکم سے نکلیں۔ یا تیرے دین سے سرکشی کریں۔ یا ہماری خواہشیں ہمیں مطیع اور تابعدار بنالیں بغیر اس ہدایت کے جو تیری بارگاہ سے (ہمارے درمیان) آئی ہے۔

[1] یعنی جب تک میری روح قبض نہ ہو تمام نعمتیں میرے پاس باقی رہیں ۱۲

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد و صلوٰۃ کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ پروردگار عالم نے تمہارے امور کی سرداری کے لئے میری نسبت تم پر ایک حق واجب کیا ہے۔ اور جیسا کہ تم پر میرا حق ہے ویسا ہی مجھ پر بھی تمہارا حق ہے۔ پس یہ حق ایک دوسرے کی توصیف کرنیکے لئے فراخ ترین اشیا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے تنگ ترین اشیا (زبانوں کے ساتھ وصف حق کی شرح نہایت وسیع ہے اور صدق حق کے لئے حقیقت کا ادا کرنا نہایت مشکل) کسی شخص کا حق دوسرے کے ذمّے نہیں ہے اِلّا یہ کہ اس کے ذمّے بھی اس کا کچھ نہ کچھ حق ہو اور جو کسی کا حق اس پر جاری ہے۔ وہی حق اسکے لئے دوسرے پر موجود ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اسی کا حق دوسروں پر واجب ہو اور اسکے ذمّے کسی کا حق نہ ہو تو یہ تو حق سبحانہ تعالےٰ ہی کے لئے مخصوص اور خالص ہے نہ کہ بندوں کے لئے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر قدرت اور اختیار رکھتا ہے اور جس چیز پر بھی اس کا حکم جاری ہوا ہے عدالت کے ساتھ جاری ہوا ہے لیکن اس نے بندوں پر اپنا یہ حق واجب کیا ہے کہ اسکی اطاعت کریں اور اس اطاعت کی جزا میں (اپنی عدالت کے سبب سے) اپنے فضل و کرامت اور اس مزید توسع اور وسعت سے کام لیکر جو اسے زیبا ہے بندوں کے لئے دوگنا ثواب مقرر فرمایا ہے پھر پروردگار عالم نے اپنے حقوق میں سے کچھ حقوق بعض انسانوں کے لئے بعض پر مقرر کئے ہیں۔ انہیں ان کے رستوں میں مساوی کیا ہے اور بعض حقوق بعض کے مقابلہ میں واجب کئے ہیں جبتک کوئی شخص اس حق کو نہ ادا کردے جو اسکے ذمّے واجب ہے اس وقت تک اپنے حقوق کے طلب کرنیکا استحقاق نہیں رکھتا اور ان حقوق میں سے نہایت ہی بزرگ حق حاکم کا حق ہے رعیّت پر اور رعیّت کا حق ہے حاکم پر جسے پروردگار عالم نے واجب کیا ہے۔ یہ ایک فریضہ ہے جو اس سبحانہ تعالےٰ کی جانب سے تمام حکام و رعایا کے لئے تمام رعایا و حکام پر فرض ہوا ہے اور انہیں حقوق کو پروردگار عالم نے انکے دین کے لئے باعث عزّت اور باہمی محبتوں کے لئے ایک نظام قرار دیا ہے۔ اب خوب سمجھ لو کہ حکام کی بغیر

رعایا کی اصلاح نہیں ہوا کرتی اور نہ رعایا کی استقامت اور راستی کے بغیر بادشاہوں کے کام صلاح پذیر ہو سکتے ہیں۔ اب جس وقت کہ رعایا نے اپنے حاکم کا حق ادا کر دیا اور حاکم اپنی رعایا کے حق سے سبکدوش ہوگیا۔ اب لوگوں کے درمیان حق کا غلبہ ہوگیا۔ دین کے رستے قائم ہوئے۔ عدالت کی علامتیں سیدھی ہوئیں۔ طریقہ حسنہ دینیہ اپنے طریقوں پر جاری ہو گئے۔ اس غلبۂ حق کے ساتھ زمانے کی اصلاح ہوگئی۔ بقائے دولت میں طمع کی گئی اور دشمنوں کی حرص مایوس ہو کر رہ گئی اور جس وقت کہ رعیت نے اپنے حاکم پر غلبہ کیا اس سے سرکشی اختیار کی یا حاکم نے اپنی رعایا کے ساتھ ظلم کیا تو اب اس مقام پر تدبیریں اور رائیں مختلف ہوگئیں۔ ظلم و ستم کی نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ دغل و فساد دین میں بکثرت ہونے لگا۔ جادۂ شریعت کو چھوڑ دیا گیا۔ ہوا و ہوس کے ساتھ عمل ہونے لگے۔ احکام و فرمان معطل ہوگئے نفسانی بیماریاں بڑھ گئیں۔ لوگ ایک عظیم الشان حق کے معطل ہو جانے اور ایک زبردست باطل کی پیروی سے کچھ متوحش اور متنفر نہیں ہوئے۔ اب یہاں ابرار اور نیک بندے ذلیل و خوار ہیں اشرار کا غلبہ ہے اور خداوند عالم کی عقوبتیں بندوں کے نزدیک ہوتی جا رہی ہیں۔ اب تم پر واجب ہے کہ حق کے ادا کرنے اور اسکی ادائگی میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی نصیحت کرو کیونکہ کوئی شخص اس سے سبکدوش نہیں ہے۔ اگرچہ خوشنودیٔ خدا میں اُس کی حرص بڑھی ہوئی ہو عمل کرنے میں اسکی کوشش اور تلاش اطاعت خداوندی کی اس حقیقت اور کُنہ کو کیوں نہ پہنچ جائے جو اس خالق اکبر کے قابل ہے۔ مگر حقوق واجبہ بندوں پر یہی ہیں کہ وہ اپنی طاقت کے موافق نصیحت کریں اور اپنی بساط کے مطابق حق کے قائم کرنے میں ایک دوسرے کی اعانت اور مدد سے کام لیں۔ کوئی شخص اس بات سے بلند و برتر اور مستغنی نہیں ہے کہ پروردگار عالم نے جو اپنا حق اسپر قائم کر دیا ہے اسکے ادا کرنے میں اسکی مدد کی جائے (وہ ضرور اس امر میں دوسرے کا محتاج ہے) گو اس شخص کی قدر و منزلت امر حق میں کتنی ہی بڑھی ہوئی ہو۔ اس کی فضیلت دین میں مقدم ہی کیوں نہو۔ اور کوئی شخص اس بات سے عاجز اور پست نہیں ہے کہ وہ امر حق میں کسی کی مدد کرے یا اسکی اعانت کی جائے گو لوگ اسے حقیر سمجھیں اور آنکھیں اس کی طرف حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھیں۔ اس کلام کو سنکر حضرت کے

اصحاب میں سے ایک شخص نے طول طویل تقریر کی جس میں بہت کچھ حضرت کی مدح وثنا کی اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا حضرت نے اسکی یہ تقریر سنکر فرمایا "جس شخص کے دل میں جلال خداوندی کی بزرگی قائم ہو، جس شخص کے دل میں خدا کا مرتبہ بلند ہے (اسکی عظمت وجلالت کے آثار اسکے دل میں نقش ہو چکے ہیں) اسکا حق یہی ہے کہ ماسوائے اللہ اسکی آنکھوں میں حقیر ہو (کیونکہ وہ اسکی عظمت و بزرگی کا قائل اور معتقد ہو چکا ہے) اور سب سے زیادہ یہ حق اس کے ذمے واجب ہے جسپر خداوند عالم کی عظیم الشان نعمتیں نازل ہوں جس شخص پر انعام و احسان خداوندی نہایت ہی لطیف اور نیک ہو کیونکہ کسی شخص پر خداوند تعالے کی باعظمت نعمتیں نازل نہیں ہوتیں مگر یہ کہ اس کے ذمے اس معطی برحق کا حق نہایت ہی بزرگ ہو جاتا ہے۔ اور خوب جان لو! کہ بندگان صالح کے نزدیک بدترین حالات حکام یہ حالتیں ہیں کہ جن سے یہ گمان ہو کہ رعایا پر افتخار جتانا انکے نزدیک عمدہ چیز ہے اور انکے امور کی بنا تکبر پر قائم ہوئی ہے سنو! حقیقۃً میں اس امر کو مکروہ سمجھتا ہوں جس سے تمہارے گمانوں میں یہ امر جولانیاں دکھائے کہ میں اپنی مدح وثنا کے سننے کا مشتاق ہوں تمہیں ہرگز ہرگز یہ گمان نہ ہونا چاہیے کہ مجھے اپنی ستائش کے سننے کا شوق ہے (میں اس بات کو خود مکروہ سمجھتا ہوں) بحمداللہ میں ایسا نہیں۔ اور اگر (بر تقدیر) میں اس بات کو اچھا بھی سمجھتا (کہ میری مدح وثنا ہو اور میں سنا کروں) تو بیشک خداوند عالم کے مقابلہ میں اپنی پستی اور فروتنی کا اندازہ کرکے اس فعل کو ترک کر دیتا کیونکہ اپنی عظمت اور کبریائی کے باعث وہی اس مدح وثنا کا مستحق حقیقی ہے اکثر اوقات لوگ بلاؤں سے نجات حاصل کرنے کے بعد (جب ذرا انہیں کچھ دنیوی اعزاز حاصل ہو جاتا ہے) مدح وستائش کو خوشگوار سمجھتے ہیں مگر تم ہرگز میری تعریف اور ثنا نہ کرو۔ مجھے ذرا بھی نہ سراہو۔ کیونکہ خلق اللہ اور خدا کے وہ حقوق جنکی ادائگی سے میں فارغ نہیں ہوا ہوں ان سے بچنے کے لئے اور وہ فرائض جنکا بجالانا اور جاری کر دینا میرا فرض ہے انکے ادا کرنے کے واسطے میں تمہاری اور خداوند تعالے کی طرف اپنے نفس کو خارج کر رہا ہوں (ان حقوق خداوندی وخلق اللہ کے ادا کرنے اور ان فرائض کے بجالانے میں ہمہ تن مصروف ہوں) اب تم مجھ سے اس طرح کلام نہ کرو جیسا کہ ظالم بادشاہوں کے سامنے کلام کیا کرتے ہیں۔ تم کبھی میرے سامنے ان الفاظ سے اپنے نفس کی حفاظت نہ کرو جن سے غضبناک اور صاحب سطوت بادشاہوں کے سامنے حفاظت کیا کرتے ہیں۔ چاپلوسی، تصنع اور نفاق کے ساتھ مجھ سے

اختلاط نہ کرو۔ کبھی گمان بھی نہ کرو کہ اس حق میں جو میرے سامنے بیان کیا جائیگا مجھے کسی قسم کی گرانی محسوس ہوگی۔ خیال بھی نہ کرو کہ میں اپنے نفس کے لئے بزرگی اور عظمت کا طالب ہوں کیونکہ جس شخص کے سامنے امر حق بیان کیا جائے یا کوئی انصاف کی بات پیش کیجائے اور یہ دونو باتیں اسے ناگوار گزریں تو بیشک ان دونو پر عمل کرنا بھی اسے ناگوار ہوگا۔ لہذا ہرگز قول حق اور منصفانہ مشورے سے میرے سامنے کف لسان کو عمدا روا نہ کرو کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ میرا نفس خطاؤں سے مبرا نہیں ہے نہ میرا فعل خطا سے امن میں ہے۔ مگر خداوند عالم میرے نفس کی اس چیز سے حفاظت کرتا ہے جس پر وہ مجھ سے زیادہ قابض ہے۔ اب تم سمجھ لو کہ ہم اور تم دونو بندے ہیں۔ دونو اس پروردگار کے غلام ہیں جس کے سوا کوئی پروردگار نہیں۔ ہم اپنے نفسوں پر اسقدر قادر نہیں ہیں جتنا کہ وہ۔ اسنے ہمیں ایسے مقام (جہالت) سے نکالدیا جس میں ہم موجود تھے اور ایسی راہ (علم) پر کھڑا کردیا جس کے سبب سے ہم صالح ہوگئے۔ ہماری ضلالتوں کو ہدایتوں سے بدل دیا اور اندھے پن کی عوض ہمیں بصیرت و بصارت عطا فرمادی۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

بارالہا! میں تجھ سے اس گروہ قریش کے لئے انتقام طلب کرتا ہوں کیونکہ ان لوگوں نے میرے رحم (قرابت پیغمبر) کو قطع کیا۔ میرے ظرف کو اوندھا کردیا۔ اور اس حق پر مجھ سے تنازعہ کرنیکے لئے جمع ہوگئے جسکا میں ان سے زیادہ مستحق تھا اور مجھ سے کہنے لگے کہ بیشک یہ خلافت تیرا حق ہے اگر تو اسے لیلے (کیونکہ تو پیغمبر کا بازو ہے تیری خلافت پر نص موجود ہے) مگر اب تو حق یہی ہے کہ تجھے اس سے روکدیا جائے (کیونکہ اجماع باطل ہو چکا ہے) اب تو نہایت ہی رنج والم کی حالت میں صبر کر اور نہایت متاسفانہ اور افسوسناک طریقہ سے مرجا۔ اب (یہ باتیں سنکر) میں نے نگاہ دوڑائی تو اہلبیت کے سوا کسی کو اپنا معین و مددگار اور دشمن کو دور کرنے والا نہ پایا۔ مگر میں نے ان کے (اہلبیت کی) موت سے بخل کیا (اور اچھا نہ سمجھا کہ یہ چند متبرک نفوس اس لڑائی جھگڑے میں کٹ جائیں) اب میں نے کدورت آمیز آنسو بہانے کے لئے آنکھوں کو بند کرلیا۔ دلی سوزش بجھانے کی واسطے لعاب دہن پی کر رہ گیا۔ اور خشم و غضب کو فرو کرنے کی خاطر ایسے ناگوار طریقہ سے صبر کیا جو درخت حنظل سے بھی زیادہ تلخ اور

تیز چھریوں کی بُرش سے زیادہ قلب کو اذیت پہنچانیوالا ہے۔ بعض جگہ اسی کلام کی متعلق بصرہ پر چڑھائی کرنے والوں کی بابت مرقوم ہے۔ فرماتے ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بیت المال پر جو میرے ہاتھ میں تھا۔ میرے عمال اور تمام ان اہل شہر (بصرہ) پر چڑھ آئے جو بالکلیہ میرے مطیع تھے اور مجھ سے بیعت کئے ہوئے تھے۔ ان کے کلمات کو پراگندہ کر دیا مجھ پر ان کے اجتماع کو فاسد اور خراب کر دیا میرے شیعوں پر دوڑ پڑے۔ ایک گروہ کو تو ان میں سے مکر و فریب کے ساتھ قتل کیا۔ دوسرے گروہ نے اپنی شمشیریں دانتوں سے کاٹ لیں (نہایت ہی خشمناک حالت میں تلواریں علم کر لیں) انہوں نے جنگ کی اور نہایت ہی صادق اور سچے اعتقاد کے ساتھ ملاقات پروردگار عالم پر فائز ہو گئے۔

کلام امام علیہ السلام

جب جنگ جمل میں طلحہ اور عبد الرحمٰن بن عتاب ابن اسید کے قتل کی خبر حضرت کو پہنچی تو فرمایا "ابو محمد (طلحہ) نے اس غربت اور تنہائی کے مکان میں صبح کی۔ آگاہ رہو۔ قسم خدا کی میں اس امر کو مکروہ سمجھتا تھا کہ قریش ستاروں کے شکم کے نیچے (کھلے میدان میں) قتل ہوں۔ مگر افسوس اولاد عبد مناف کی طرف سے میں نے اپنے بارے میں نہایت بغض و کینہ اور ظلم و ستم کا ادراک کیا اور گروہ حجاج کے بزرگ ایسے امر کی طرف گردنیں اُٹھاتے ہوئے مجھ سے رم کر گئے جس کے وہ ہرگز قابل اور سزاوار نہ تھے۔ لہذا اس وقت ان کی گردنیں ٹوٹ گئیں۔"

کلام امام علیہ السلام

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی توصیف میں فرماتے ہیں۔ آپ نے اپنی عقل کو زندہ کیا۔ اپنے نفس کو مار ڈالا حتےٰ کہ (ان ریاضتوں سے) آپ کا بدن نہایت لاغر ہو گیا۔ قوائے قویہ نہایت ضعیف اور نحیف ہو گئے۔ آپکا مادۂ غلیظ بالکل لطیف اور مجرد ہو گیا اور ایک نہایت ہی درخشندہ اور نہایت چمکدار نور (روح القدس) آپکے لئے چمکا جس نے آپ کو معرفت الٰہی کی راہ بتائی اور راہِ ترقیاتِ معارف پر سالک کر دیا۔ حجابہائے الٰہیہ کی

دروازوں نے آپ کو باب السّلام (کُنہہ عبودیت و ربوبیت) اور دار الاقامۃ (مقام قاب قوسین او ادنیٰ) تک پہنچا دیا۔ مقام دار امن و راحت میں اسکے پاؤں آرام و اطمینان بدنی کے ساتھ قائم و ثابت ہو گئے۔ اس عمل کے سبب سے جسے اسکے قلب نے استعمال کر کے اپنے پروردگار کو راضی اور خوشنود کر لیا۔

کلام امام علیہ السلام

اپنے اصحاب کو جہاد کی ترغیب دلاتے ہیں۔ پروردگار عالم تم سے شکر نعمت کا طالب ہے۔ تمہیں اپنے امر (خلافت) کی میراث (بنی امیہ سے) دینے والا ہے۔ تمہیں اس مدت میدان ریاضت میں اس نے مہلت دے رکھی ہے تاکہ تم باہم تنازعہ کر کے گوئے سبقت (سلطنت) لے جاؤ۔ اب تم اپنی کوششوں کے زیر جاموں کی گرہیں مضبوط باندھ لو اپنی خوراکیں کم کر دو۔ شادی کا ارادہ اور ولیمہ کی دعوت یہ دونوں آپس میں جمع نہیں ہوتے (ایسا ہی شکم سیریاں بھی جہاد کے ساتھ مجتمع نہیں ہو سکتیں جبکا پیٹ ٹخنوں تک لٹکا ہوا ہو وہ کیا جہاد کے لئے تلوار اُٹھائیگا) افوہ! راتیں کا سونا دن کے ارادوں کو کسقدر توڑنے والا ہے۔ اور تاریک راتیں مہمات کی یادداشت کو کس قدر محو کرنے والی ہیں (لذت و راحت دولت و سلطنت کوشش اور تلاش کے بغیر میسر نہیں ہوتی) غفلتیں ارادوں کو شکستہ کر دیتی ہیں۔ رات کو پاؤں پھیلا کر سونا ہمتوں کو قاصر کر دیتا ہے جیسا کہ شادی کا عزم اور ولیمہ کی دعوت وقت واحد میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح گوہر مقصود کی تلاش کا ارادہ اور رات کی نیند اکٹھے نہیں ہوا کرتے متلاشی کو نیند ہی نہیں آتی۔

کلام امام علیہ السلام

سورۂ مبارکۂ الھٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر (تمہیں مال و اولاد کی کثرت نے لہو و لعب میں ڈالدیا۔ اطاعت الٰہی سے روگرداں کر دیا حتےٰ کہ تم نے قبروں کی زیارت کی اسی حالت میں تمہیں موت آگئی) کی تلاوت کے بعد حضرت نے فرمایا۔ تعجب ہے اس شخص کی حالت پر کہ اپنے عزیز و اقربا کی کثرت اور آباؤ

اجداد کی عزت پر فخر کرتا ہے۔ اسکا مطلب کسقدر عقل سے دور ہے۔ وہ قبروں کی زیارت کرنیوالا ہے۔ اور پھر کس قدر غافل ہے۔ اسے ایک کام در پیش ہے جو کسقدر سخت اور مشکل ہے حقیقۃً یہ لوگ موت کو یاد کرنے والوں سے اپنے آپ کو خالی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان تک مکانات بعیدہ میں پہنچے ہوئے ہیں۔ آیا یہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کے قتل ہونے کے مقامات پر فخر کرتے ہیں۔ اپنے ہلاک ہونیوالوں کا شمار کرکے انکی کثرت کا اظہار کرکے خوش ہوتے ہیں۔ یہ لوگ انکے جسموں کو واپس لانا چاہتے ہیں جو زمین میں پڑے ہیں ان کی حرکات کو دیکھنا چاہتے ہیں جو اب بالکل ساکن ہیں۔ وہ مردمان گزشتہ اگر جائے عبرت بن جائیں تو اس سے لاکھ درجہ بہتر ہے کہ وہ ان کے لئے محل افتخار ہوں (تم انکے حالات سے عبرت اور نصیحت حاصل کرو) یہ لوگ جو انکے سبب سے (ان پر فخر کرکے) حقارت اور ذلت کے نواح میں خیمہ زن ہوتے ہیں (کیونکہ پروردگار عالم اس افتخار کو دوست نہیں رکھتا) تو اس سے تو یہی مناسب ہے کہ انکی وجہ سے عزت کی مقام میں کھڑے ہو جائیں (اگر انکے حالات سے عبرت حاصل کرلینگے تو بیشک ایک معزز مقام انکے لئے تیار ہو جائیگا) انہوں نے ان کی طرف نابینا آنکھوں سے دیکھا اور وہ نہایت نادانی اور سخت جہالت کی حالت میں ان کے پاس سے سفر کر گئے۔ اب یہ لوگ اگر ان سے انکے ٹوٹے ہوئے مکانوں کے صحنوں سا کنین سے خالی رہجانے والی اور ویران منزلوں کی نسبت (جنکی یہ حالت انکے بعد ہی ہوئی ہے) سوال کریں تو بیشک وہ یہی کہیں گے کہ ہم تو گمراہی کی حالت میں زیر زمین چلے گئے مگر تم بھی جاہل ہو کر ہمارے پیچھے پیچھے چلے آرہے ہو۔ تم لوگ ان کی کھوپریوں کو روندر ہے ہو۔ ان کے خاک ہوجانیوالے جسموں پر کھڑے ہوتے ہو۔ جن مقامات کو وہ چھوڑ کر چلے گئے وہاں اپنے جانوروں کو چراتے ہو۔ جن مکانوں کو انہوں نے خراب کر دیا ہے ان میں سکونت کر رہے ہو۔ اور بیشک تمہارے اور انکے درمیان جتنے بھی دن ہیں وہ گریہ کرنے والے اور تم پر نوحہ کرنے والے ہیں سنو! وہ لوگ جو تم سے پہلے چلے گئے ہیں تمہارے لئے انجام کار ہیں (آخر تم بھی انہیں کے پاس جا رہو گے) تمہاری منزلوں کے پیشوا ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے واسطے عزت اور اختیار کے مقامات اور فخر و افتخار کے ہاتھ مہیا تھے۔ انہیں سے کچھ بادشاہ تھے کچھ رعایا۔ مگر اب سب کے سب عالم برزخ کے شکم میں چلے گئے اور اسی عالم برزخ میں زمین

ان پر مسلط کر دی گئی جس نے اُنکے گوشت کو کھالیا۔ ان کا خون چوس لیا۔ اور انہوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ قبروں کے شگافوں میں پڑے ہیں۔ قوّۃ نامیّہ بالکل نابود ہے۔ بے حس و حرکت ہیں۔ ایسے غائب ہیں کہ تلاش کرنے پر بھی نہیں ملتے۔ نہ انہیں آلام دنیوی کا ورود ڈرا سکتا ہے نہ دنیا کے حالات کی ناخوشی انہیں غمگین اور اندوہناک کرتی ہے۔ انہیں دنیا کی لرزشوں کا ذرا خوف نہیں وہ دنیا کی سخت سے سخت اور شدید سے شدید آوازوں پر بھی کان نہیں دھرتے۔ وہ ایسے غائب ہیں جن کا انتظار نہیں کیا جاتا۔ ایسے غیر حاضر ہیں جن کے حاضر ہونے کی امید نہیں۔ ان لوگوں کا دنیا میں بڑا مجمع تھا مگر اب پراگندہ ہیں یہ باہم الفت اور محبت رکھتے تھے مگر اب ایک دوسرے سے جُدا ہیں ان کی موت پر ایک طویل زمانہ گزر جانے اور انکی دوری منزل سے یہ بات پیدا نہیں ہوئی کہ ان کی خبریں کور اور مجہول ہیں یا ان کے مکانات کی زبانیں گنگ اور لال ہو گئی ہیں نہیں ! ہے

یہ بے سبب نہیں خالی گھروں کے سناٹے ؎ مکاں بھی یاد کیا کرتے ہیں مکینوں کو

لیکن انہوں نے موت کا پیالہ پیکر گویائی کو گونگے پن قوت سامعہ کو بہرے پن اور حرکات کو سکون کے ساتھ تبدیل کر لیا۔ گویا یہ لوگ پہلے ہی سے اس خواب غفلت میں مدہوش ہو جانے کے لئے تیار تھے یہ ایسے ہمسائے ہیں جو آپس میں ذرا بھی انس نہیں رکھتے۔ یہ ایسے دوست ہیں جو کبھی ایک دوسرے کی زیارت نہیں کرتے۔ تعارف اور ملاقات کے حلقے انکے درمیان مندرس اور کہنہ ہو گئے عطوفت و مہربانی اور بھائی بندی کے اسباب ان سے منقطع ہو گئے یہ سب کے سب اکیلے اور تنہا ہیں حالانکہ ایک جگہ رہتے ہیں۔ ایک دوسرے سے دور رہتا ہے حالانکہ یہ آپس میں دوست ہیں نہ یہ لوگ رات کے لئے صبح کو جانتے ہیں اور نہ دن کے لئے شام کو۔ دن رات میں سے ہر ایک واحد (دن ہو یا رات) جس دن میں یہ رحلت کرتے ہیں ان کے لئے ہمیشہ اور یکساں ہے۔ انہوں نے اپنے دار آخرت کی ہلاکتوں کو بچشم خود دیکھا اور انہیں ان علامات آخرت سے بھی شدید پایا جنہیں دیکھ دیکھ کر ڈرا کرتے تھے اور اس مقدار سے بھی عظیم محسوس کیا جسے یہ اپنے تصوّر میں قائم کیا کرتے تھے۔ اب یہ دو نو غایتیں (سعادت و شقاوت) ان کے لئے منزل گاہ تک کھینچی گئیں اور یہ منزل گاہ انتہائے خوف و رجا کے مقام تک پہنچ گئی۔ اب اگر وہ بولنا چاہیں تو اس شے کی صفت بیان کرنے سے جسکا مشاہدہ اور معائنہ

کر رہی ہیں عاجز اور درماندہ ہو جائیں۔ اگرچہ اب ان لوگوں کے آثار دیکھے نہیں جاتے۔ انکی خبریں منقطع ہیں۔ مگر عبرت کی آنکھیں اُنکی طرف رجوع ہوتی ہیں اور عقل کے کان انکی باتوں کو سنتے ہیں۔ وہ کلام کرتے ہیں مگر زبان سے نہیں بولتے (زبان حال انکی شاہد حال ہے) دیکھو! وہ کہتے ہیں کہ وہ رنگ و روغن والی صورتیں زشت ہو گئیں۔ وہ نرم و نازک بدن مٹی میں اٹ رہے ہیں۔ اب ہم نے ایک کہنہ اور بوسیدہ لباس پہن لیا ہے۔ اور خوابگاہ کی تنگی نے ہمیں مشقتوں میں ڈال رکھا ہے۔ ہم ایک دوسرے سے وحشت کی میراث پا رہے ہیں۔ ہماری خاموش منزلیں ہم پر منہدم ہوئی جاتی ہیں جس نے ہمارے جسموں کی نزاکت اور اسکی خوبیوں کو بالکل مٹا دیا ہے۔ ہماری خوش آئند صورتیں مکروہ ہیں ویران مکانوں میں ہماری اقامت حد سے زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ ہم اپنے کرب کے لئے کوئی کشائش نہیں پاتے۔ نہ ہم ان تنگیوں سے نکل کر وسعتوں میں آ سکتے ہیں۔ اب اگر تو اپنے ذہن میں ان کی تصویر کھینچے یا پردے تیری آنکھوں کے سامنے سے اٹھا دئے جائیں تو وہ تجھے عجیب حالت میں نظر آئیں گے کہ تو دیکھے گا ان کے کانوں میں حشرات الارض نے سوراخ کر لئے ہیں۔ وہ اب بالکل بہرے ہیں۔ مٹی کا سرمہ ان کی آنکھوں میں گھلا ہوا ہے۔ اور وہ سر کی ہڈیوں میں پیوست ہو کر رہ گئی ہیں۔ اپنی تیزی اور فصاحت و بلاغت کے بعد ان کی زبانیں ان کے دہنوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ ان کے سینوں میں بیدار رہنے والے دل بالکل مُردہ پڑے ہیں۔ انکے ہر ایک عضو پر ایک نت نئی کہنگی اور بوسیدگی وارد ہو کر اسے فاسد اور بد ہیئت کرتی رہتی ہے۔ آفت کے رستوں کو انکی طرف آسان کرتی ہے اور وہ ان آفتوں کے لئے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں نہ تو ان کے ہاتھ ہیں جو بلاؤں کو دفع کر سکیں نہ دل ہیں کہ فریاد کر لیں۔ بے شک اگر تو تصوّر سے کام لیگا تو لاریب بہت سے دلوں کو دردمند اور بہت سی آنکھوں کو خونبار دیکھ لیگا جنہیں کسی خرابی اور رسوائی سے چھٹکارا نصیب نہیں ہے اور نہ انکی کوئی سختی اور صعوبت دفع ہو سکتی ہے۔ آہ! ؎

پنہاں ہوں جس میں چاند کے ٹکڑے ہزار ہا
نسبت ہے آسمان کو ایسی زمیں سے کیا

اس زمین نے کس قدر نازہ بتازہ جسموں اور رنگ و روغن والی تصویروں کو کھالیا جو نعمتوں میں پلے تھے۔ جو عزتوں میں پرورش پائے ہوئے تھے۔ رنج کی گھڑی بھی خوشی ہی میں گزارتے

تھے۔ جب کوئی مصیبت نازل ہوتی تھی تو خوشوقتیوں کی طرف پناہ لے جاتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنی خوش گزرانی کو تلف نہ کرتے تھے۔ اپنے لہو ولعب میں سخت بخل سے کام لیتے تھے (انہیں اپنے عیش وطرب کا ترک گوارا نہ تھا) وہ اپنی دنیوی زیبائشوں کو دیکھ دیکھکر ہنستے تھے۔ اور دنیا ان کے آخرت سے غافل کر دینے والے عیش کی فراہمی کو دیکھ دیکھکر ان پر خندہ زنی کر رہی تھی۔ کہ ناگاہ زمانے نے اپنے خار وخاشاک سے انہیں زدوکوب کر ڈالا گردش ایام نے ان کی قوتیں توڑ دیں۔ موت نے نہایت ہی قریب سے ان پر قہر آلود نگاہ ڈالی۔ انہیں ایسے آلام میں مخلوط کر دیا جس سے وہ واقف ہی نہ تھے۔ انہیں غم ورنج کا ہمراز بنا دیا جسے وہ اپنے نزدیک بھی نہ آنے دیتے تھے۔ امراض کی سستیاں ان میں پیدا ہوئیں۔ حالانکہ وہ صحت سے مانوس تھے (بالکل صحیح وسالم تھے) اب جیسا کہ اطبا نے انہیں عادی بنا رکھا تھا یہ اسی عادت کی طرف پناہ گزیں ہوئے کہ امراض حار کی تسکین ادویہ باردہ سے ہو جائیگی۔ اور مادۂ باردہ کا قلع قمع ادویہ حارہ سے ہو رہے گا۔ مگر ٹھنڈی دوائیں ان کی گرمی کو بجھا نہ سکیں بلکہ اور آگ بھڑک اٹھی۔ مادۂ باردہ (بلغم وسودا) کو گرم دواؤں سے ذرا بھی حرکت نہ ہوئی بلکہ اور ہیجان پیدا ہو گیا۔ مرکبات معتدلہ (گرم اور ٹھنڈی ملی ہوئی دواؤں) نے بھی کچھ نفع نہ بخشا۔ بلکہ ہر ایک صاحب درد عضو کو ان گرم وسرد طبیعتوں کی بدولت مدد مل گئی۔ اس کا درد اور بھی بڑھ گیا غرض ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اب طبیب بھی عاجز آ گیا تیماردار بھی اسے بھول بیٹھے (جاؤ خدا کے حوالے) اہل وعیال اس کے اس بے طرح درد سے تھک کر بیٹھ رہے۔ اب جو شخص اس کی نسبت کچھ سوال کرتا ہے تو وہ کچھ جواب نہیں دیتے۔ اب آنے جانے والوں نے اس کے سامنے ہی اس امر پر بحث شروع کی جسے عزیز واقربا چھپا رہے تھے۔ کوئی کہتا تھا۔ بھائی مقدرات الٰہی میں کیا چارہ ہے۔ کوئی عزیز واقربا کو اس کی صحت کی امید دلاتا تھا۔ کوئی انہیں اس کی موت پر دلاسہ اور تسلی دیتا تھا۔ انہیں یاد دلاتا تھا کہ اس سے پہلے مرنے والوں پر بھی تو آخر تم نے صبر کیا ہے۔ اب اسی کی پیروی کرو۔ وہ مریض اسی

کش مکش کی حالت میں دنیا کی فراق اور عزیز و اقربا کے چھوڑنے پر مستعد تھا ہی کہ ناگاہ اس کے غم و رنج کا ایک اور عارضہ اسے لاحق ہو گیا۔ اسکی نفوذ کرنے والی عقلیں حیران ہو گئیں۔ اسکی زبان کی رطوبت خشک ہو گئی۔ اس نے کس قدر ایک بلانیوالے کی بات کو جواب دینے کا اہتمام کیا کیونکہ یہ اسے پہچانتا تھا مگر عاجز ہو ہو کر رہ گیا۔ آنے والے نے کسقدر اسے آوازیں دیں جن سے اسکا دل دردمند ہو گیا کیونکہ یہ انہیں سنتا تھا۔ مگر جواب دینے کیلئے اسکی زبان نہ چل سکی۔ گنگ ہو کر رہ گئی۔ یہ آواز دینے والا یا تو کوئی اس کا بزرگ تھا (باپ وغیرہ) جسکی یہ تعظیم کرتا تھا۔ یا کوئی اسکا خورد تھا (اولاد وغیرہ) جس کے ساتھ یہ نہایت مہربانی سے پیش آتا تھا۔ اور بیشک موت کی سختیاں ایسی ہی ہیں۔ بہت مشکل ہے کہ انکا بیان کما حقہ ہو سکے۔ یا ان کی شرح اہل دنیا کی عقلوں پر راست آجائے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

آیہ مبارکہ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ (بہت سے ایسے بندے ہیں جنہیں خرید و فروخت ذکر الہی سے باز نہیں رکھتی) کی تلاوت کے بعد حضرت نے فرمایا۔ بیشک پروردگار عالم نے اپنی یاد کو دلوں کے لئے ایک جلا بنا دیا ہے جبکہ وہ گراں گوشی کے بعد اس ذکر الہی کے سبب سے (اوامر و نواہی خداوندی کو) سنتے ہیں۔ اسی کے سبب سے اندھے پن کے بعد انہیں بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ دشمنی اور عداوت کے بعد اسی کے سبب سے (انبیاء و اوصیا کے) مطیع و منقاد ہو جاتے ہیں۔ جبکہ مرسلین کی بعثت میں وقفہ ہوتا ہے تو اس وقت پروردگار عالم کے جس کی نعمتیں ایک طول طویل زمانے میں معزز اور بزرگ ہیں کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جن کے پردۂ دل سے وہ اپنی راز کی باتیں کرتا ہے۔ انکی عقلوں کی باطن میں ان سے کلام کرتا ہے (اپنے معارف و حقائق کو القا کرتا ہے) وہ کبھی اپنے کانوں۔ کبھی اپنی آنکھوں۔ کبھی اپنے دلوں میں اسکے نور کی مصاحبت اختیار کرتے ہیں (آثار گزشتگان کو سنکر عبرت پکڑتے ہیں۔ زمانے کی رنگتوں کو دیکھتے ہیں۔ کائنات پر ایک گہری نظر ڈال کر وجود خالق کا دل سے اقرار کرتے ہیں) لوگوں کو ایام گزشتہ میں انعام و انتقام الہی کی یاد دلاتے ہیں۔ اس باری تعالے کے مقام اور مرتبہ کی شناخت کرا کے انہیں ڈراتے ہیں۔ یہ لوگ گویا خضر بیابان ہیں۔ جو شخص میانہ روی اختیار کرتا ہے اسکے طریقہ و روش کی یہ لوگ تعریف

کرتے ہیں۔ انہیں نجات کی خوشخبری دیتے ہیں۔ اور جو وسط راہ سے تجاوز کر کے ادھر اُدھر کی راہیں اختیار کرتا ہے اسکے رویہ کی یہ لوگ مذمت کرتے ہیں۔ اسے ہلاکت سے ڈراتے ہیں۔ انہیں اوصاف و محامد کی سبب سے یہ لوگ ان تاریکیوں کے چراغ اور ان شبہات اور گمراہیوں کے لئے راہنما ہیں۔ حقیقۃً ذکر خدا کے قابل کچھ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس ذکر کو مال و متاع دنیوی کے بدلے اختیار کیا ہے۔ انہیں کوئی تجارت اور کسی قسم کی بیع و شرے یاد الٰہی سے روک نہیں سکتی۔ وہ اسی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن کاٹتے ہیں۔ اور غافل انسانوں کے کانوں میں محرمات الٰہی سے باز رکھنے والی آوازیں پہنچاتے رہتے ہیں۔ عدل اور انصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اس پر عامل ہوتے ہیں۔ افعال بد سے لوگوں کو منع کرتے ہیں اور خود بھی ان سے باز رہتے ہیں گویا انہوں نے اپنی مدت دنیوی کو آخرت کی طرف روانہ ہو کر قطع کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ دنیا ہی میں موجود ہیں (اگر علائق دنیوی سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے) اور علاوہ ازیں گویا وہ ایک مدت دراز تک عالم برزخ میں رہکر اہل برزخ کے پوشیدہ اسرار سے مطلع ہو گئے ہیں اور قیامت نے اپنے وعدوں کو اُن پر ثابت اور محقق کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ اہالیان برزخ اور قیامت کے حالات پر پڑے ہوئے پردے اہل دنیا کے سامنے سے اٹھا رہے ہیں۔ گویا وہ ایسی اشیاء کو دیکھ رہے ہیں جنہیں اور لوگ نہیں دیکھتے اور ایسی آوازوں کو سُن رہے ہیں جنہیں اور لوگ نہیں سن سکتے۔ اگر تو اپنی عقل کے آئینہ میں ان کے مقامات محمودہ اور مجلسہائے شائستہ کی تصویر کھینچے جبکہ ان کے اعمال کے دفتر کھلے ہوئے ہوں (وہ خود اپنے افعال پر منصفانہ نگاہیں ڈال رہے ہوں) اپنے نفسوں سے ہر ایک صغیرہ اور کبیرہ پر حساب لینے کا ارادہ کر رہے ہوں جن پر وہ مامور ہیں اور ان کے بجا لانے میں کوتاہی کی ہے یا جس سے منع کئے گئے ہیں اور ان میں افراط کی ہے۔ انکی پشت ان کے وبال کا بوجھ اٹھا رہی ہو اور وہ اس بوجھ کو اٹھائے ہوئے استقلال کو ہاتھ سے دے چکے ہوں با آواز بلند نہایت ہی درد آمیز طریقہ سے گریہ کر رہے ہوں۔ اپنے محاسبہ کے مقام میں کھڑے ہوں پشیمانی اور اعتراف گناہ کے مقام میں کھڑے ہوئے اپنے پروردگار کے سامنے نالہ وزاری کر رہے ہوں تو اس حالت میں تو انہیں ہدایت کی نشانیوں اور تاریکیوں کے چراغ کی مانند دیکھیگا کہ فرشتے ان کے گرد جمع ہو رہے ہیں تسکین الٰہی ان پر نازل ہو رہی ہے۔ آسمانوں کے دروازے انکے واسطے کھلے ہوئے ہیں اور ایسے مقامات کرامت اور رحمت کی منزلیں انکے لئے تیار کی گئی ہیں جنکی پروردگار عالم نے انہیں اطلاع فرمائی ہے۔

خداوند عالم ان کی کوششوں سے راضی اور خوشنود ہے۔ اور ان کے مدارج کو اس نے نہایت ہی پسندیدہ بنا رکھا ہے۔ اسکی درگاہ میں دعا کر کے معافی کی ہواؤں کو یہ لوگ استشمام کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اسکے فضل و کرم کے مرہون ہیں۔ اسکی عظمت و جلالت کے سامنے ذلت اور خواری کے اسیر ہیں۔ اندوہ الم کی طویل مدت نے انکے دلوں کو زخم زخم کر رکھا ہے اور روتے روتے انکی آنکھوں میں جراحتیں نمودار ہو گئی ہیں۔ طاعت الٰہی کے ہر ایک دروازے کی طرف رغبت کرنے کے لئے انکے پاس ایک کھٹکھٹانے والا ہاتھ ہے (جو ایک جواد کے دروازۂ جود و کرم کو کھٹکھٹا رہا ہے) یہ لوگ اس شخص سے سوال کرتے ہیں جس کے جود و کرم کی وسعت گاہیں تنگ نہیں ہیں۔ اسکی درگاہ میں حاضر ہونیوالا نا امید ہو کر پھرتے ہیں۔ اب تو بھی اعمال نفسانی کا اپنے نفس سے حساب لے کیونکہ تیرے نفس کے سوا جتنے نفوس ہیں انکے بھی ایک دوسرا شخص جو تیرا غیر ہے حساب لینے والا ہے۔

کلام امام علیہ السلام

آیۂ شریفۂ یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم (اے انسان ضعیف البنیان تجھے کس چیز نے تیرے کرامت والے پروردگار کی اطاعت سے مغرور کر رکھا ہے) کی تلاوت کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا۔ انسان نہایت ہی نرم و نازک (بالکل بے حقیقت) چیز ہے جس سے براہ حجت و برہان یہ سوال کیا گیا ہے۔ وہ فریفتہ ہو جانے والی مخلوق میں سے براہ عذر و معذرت نہایت ہی قطع شدہ مخلوق ہے۔ وہ جہالت کے سبب سے اپنے نفس کے ساتھ نہایت ہی شدید (ظالم) ہے۔ اے انسان تجھے کس چیز نے تیرے پروردگار کی عبادت سے مغرور کر دیا۔ کس چیز نے تجھے گناہوں پر جری اور دلیر بنا دیا۔ کس شے نے تجھے تیرے نفس کی ہلاکت سے مانوس کیا۔ کیا تیرے درد کے لئے صحت نہیں؟ کیا تیرے خواب کے لئے بیداری نہ ہو گی؟ کیا تو اپنے نفس پر اتنا بھی رحم نہیں کرتا جتنا کہ اس کے غیر پر کرتا ہے۔ کیونکہ بسا اوقات تو کسی شخص کو آفتاب کی حرارت میں بیٹھے ہوئے دیکھتا ہے اس پر سایہ کر لیتا ہے کسی کو کسی درد میں مبتلا پاتا ہے ایسا درد جو اسکے بدن کو سخت اذیت پہنچاتا ہے تو اس پر رحم کر کے آنسو بہانے لگتا ہے پھر کس چیز نے تجھے تیرے درد کے واسطے صبر عنایت کر دیا۔ تجھے تیرے مصائب پر قوی بنا دیا۔ تجھے

تیرے نفس پر رونے دھونے سے معذور کر دیا۔ حالانکہ اپنا نفس تجھے نہایت ہی عزیز ہونا چاہیئے اور ہے (اگر قوت احساس نہیں رہی جس سے یہ جہالت کا درد محسوس ہو سکے) افسوس! رات کا خوف عذاب خداوندی کو تیرے سامنے پیش کر کے تجھے کیوں بیدار نہیں کرتا؟ حالانکہ تو اپنی معصیتوں اور اپنے گناہوں کے سبب سے ورطۂ قہر خداوندی میں گرا ہوا ہے۔ اب تو مستقل ارادے اور عقل کی کوشش سے اپنی کاہلی و سستی اور دل میں قائم ہو جانے والے فسق کی بیماری کا علاج کر کس شخص نے تیری نگاہوں میں تیری غفلتوں کو بیداری ثابت کر دیا ہے؟ تو خداوند عالم کا مطیع ہو جا۔ اسکی یاد سے مانوس ہو۔ تو اپنے ذہن میں اس حالت کا تصور تو کر کہ تو اس سے روگرداں ہو رہا ہے۔ وہ تیری طرف رخ کر رہا ہے۔ تجھے اپنی معافی کی طرف بلا رہا ہے تیرے گناہوں کو اپنے فضل و کرم کی چادر میں ڈھانک رہا ہے۔ اور تو اس سے منہہ پھرائے ہوئے اس کے غیر کی طرف متوجہ ہے۔ بلند و برتر ہے وہ خدا جو قوی اور قادر ہے۔ وہ تجھ پر اور تیری فروتنی پر جو ضعیفی ہے کس قدر کرم اور رحم کرتا ہے۔ پھر تیری دلیری گناہوں پر کس قدر بڑھی ہوئی ہے۔ حالانکہ تو اسکی چادر رحمت کی پناہ میں مقیم ہے۔ اس کے وسیع و فراخ فضل و کرم کے دامن میں لپٹنے والا ہے۔ اسنے اپنے فضل و کرم کو تجھ سے روک نہیں لیا۔ تجھ سے اپنی پردہ پوشش کو علیحدہ نہیں کیا۔ تو ایک لحظہ بھر کے لئے بھی اسکے لطف و کرم کے سبب سے نعمتوں سے خالی نہیں ہے جنہیں وہ تیرے واسطے ظاہر کرتا رہتا ہے۔ یا تیرے بہت سے گناہوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ یا بہت سی بلاؤں کو تجھ سے روکتا ہے۔ اب تیرا اس کے ساتھ کیا گمان اور خیال ہے اگر تو اس کی اطاعت کرے۔ قسم خدا کی اگر دو برابر کی قوت والوں اور برابر کی قوت رکھنے والوں میں یہ صفت (قوت و قدرت) ہوتی تو بیشک تو پہلا حاکم ہوتا جو اپنے نفس کو اخلاق ذمیمہ اور اعمال بد کا حکم کرتا (کیونکہ حالت موجودہ میں گو تو اپنے پروردگار کا کسی حالت میں ہم پلہ نہیں مگر پھر بھی اسکی نافرمانی کئے جاتا ہے) میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا نے تجھے مغرور نہیں کیا بلکہ تو ہی دنیا پر فریفتہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس دنیا نے تیری آنکھوں کے سامنے سے پردے اٹھا دئے ہیں۔ طرح طرح کی نصیحتیں

تیرے لئے ظاہر کر رکھی ہیں۔ تجھے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے۔ وہ کمی جو تیرے رزق میں ہونے والی ہے۔ وہ بلائیں جو تیرے جسم پر نازل ہونے والی ہیں۔ جن کا تجھ سے اس دنیا نے وعدہ کر لیا ہے۔ یہ بالکل سچی ہے۔ انہیں ضرور وفا کریگی۔ ان وعدوں میں اس نے بالکل دروغ گوئی سے کام نہیں لیا۔ تجھے کسی قسم کا فریب نہیں دیا۔ افسوس! دنیا کی طرف سے تیرے سامنے پیش ہونے والا ناصح خدعہ و فریب کے ساتھ متہم ہوتا ہے اسکی سچی سچی خبر دینے والا جھٹلایا جاتا ہے۔ اگر تو ویران شہروں اور سنسان مکانوں سے اس دنیا کی معرفت حاصل کرے تو تو انہیں خدا کی یاد دلانے ایک شفیق اور مہربان دوست کے درجے کو طے کرتے ہوئے مواعظ و نصائح تک پہنچانے اور برائیوں سے منع کرنے میں نہایت ہی اعلیٰ اور عمدہ پائے گا۔ واہ کیا اچھا ہے اس شخص کا مکان جو اس دنیا میں گھر بنانے پر راضی نہیں ہوتا کیا خوب ہے اس شخص کا محل۔ جو اس دنیا کو اپنی منزل سمجھ کر اس میں متوطن نہیں ہوتا۔ بیشک کل کے دن نیک بختان دنیا وہی لوگ ہیں جو آج اس دنیا سے فرار کر رہے ہیں۔ جس وقت ایک ہولناک آواز دنیا کو متزلزل کر دیگی۔ قیامت اپنی سختیوں اور شدتوں کے ساتھ ثابت اور ظاہر ہو جاویگی۔ ہر ایک عبادت گاہ کے ساتھ اس کا اہل ملحق ہو جائیگا۔ ہر ایک معبود کے ساتھ اس کی عبادت کرنے والا ملاقات کریگا۔ ہر اطاعت کئے جانے والے کے ساتھ اسکی اطاعت کرنے والا قائم ہوگا۔ اس روز کوئی ہوا کو شگافتہ کرنے والی نظر اور زمین میں چلنے والے قدموں کی آہستہ روی اس کے عدل و انصاف میں جاری نہ ہو گی (اسے عدل و انصاف سے باز نہ رکھ سکے گی) مگر یہ کہ اسکا حق اسے ضرور ملیگا۔ افوہ! اس روز کس قدر حجتیں ہیں جو باطل ہیں۔ کس قدر عذر و معذرت کے رشتے ہیں جو منقطع ہیں۔ اب تو اس کام کو اختیار کر جس کے سبب سے تیرا عذر قائم رہے۔ تیری حجتیں ثابت رہیں۔ اس ناپائدار دنیا سے وہ چیز حاصل کر لے جو تیرے واسطے باقی رہے۔ اپنے سفر کے لئے تیار ہو جا۔ برق نجات کی روشنی پر نظر کر اور اپنے بوجھ اٹھانے والے اونٹوں کے تنگ کس لے۔

کلام امام علیہ السلام

قسم خدا کی اگر میں درخت سعدان کے سہ پہلو کانٹوں پر سو کر رات گزاروں۔ اگر زنجیروں میں باندھ کر میری گردن میں طوق پہنا دئے جائیں تو میرے نزدیک یہ امر اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں بروز قیامت ایسی حالت میں خدا اور رسول سے ملاقات کروں کہ میں نے کسی بندے پر ظلم کیا ہو۔ اور کسی کے مال و متاع کو غصب کرلیا ہو۔ میں اپنے ایسے جسم کو آرام پہنچانے کے لئے کیوں کسی پر ظلم کروں جو کہنہ اور بوسیدہ ہونے کے لئے عجلت کر رہا ہے جو مدتوں تک ہزاروں من مٹی کے نیچے پڑا رہیگا۔ قسم خدا کی میں نے اپنے بھائی عقیل کو دیکھا جو بالکل بینوا اور محتاج تھا حتےٰ کہ اس نے تمہارے گندم میں سے (بیت المال کے اس حصے میں سے جو فقط تمہارے لئے باقی تھا) مجھ سے ایک صاع گندم کی درخواست کی۔ میں نے اس کے بچوں کو بھی دیکھا کہ فقر اور فاقہ کے مارے انکی رنگتیں خاکستری ہو رہی تھیں۔ ان کے چہرے گویا وسمہ اور نیل سے سیاہ ہو رہے تھے (وہ عقیل) میرے پاس آئے۔ حالانکہ مجھ سے تاکیداً درخواست کر چکے تھے۔ اور پھر اسی گفتگو کا اعادہ کیا جسے میں مکرر سُن چکا تھا۔ اب میں نے اس کی باتوں پر کان لگائے اور معاً میرے کانوں نے یہ گمان کرلیا کہ میں اس (عقیل) کے ہاتھ اپنے دین کو بیچ رہا ہوں۔ اور اپنے طریقہ کو چھوڑ کر اس کی قید میں گرفتار ہو رہا ہوں۔ اب میں نے ایک لوہے کے ٹکڑے کو اس کے امتحان کے واسطے گرم کیا۔ اس گرم شدہ قطعۂ حدید کو اسکے جسم کے قریب لے گیا تاکہ اس سے اسے عبرت حاصل ہو۔ اس نے اسکی سوزش کو محسوس کرکے ایسی فریاد کی جیسے نہایت ہی دردمند فریاد کیا کرتا ہے۔ اور قریب تھا کہ داغ دینے سے اس کا بدن سوختہ ہو جائے۔ یہ دیکھکر میں نے کہا اے عقیل اپنے فرزندوں سے بچھڑ کر رونے والیاں تجھ پر روئیں۔ ایک ایسے لوہے کے ٹکڑے سے فریاد کرتا ہے جسے آدمزاد نے محض خوش طبعی کے لئے گرم کیا ہے۔ اور مجھے ایسی آگ کی طرف کھینچتا ہے جسے ایک قہار جبار نے اپنے غضب اور غصہ کے ساتھ بھڑکا رکھا ہے۔ تو تو ایک لوہے کے ٹکڑے کی اذیت سے نالہ وزاری کرے اور میں اس جبار کی بھڑکائی ہوئی

آگ کے شعلوں سے فریاد نہ کروں اب یہ امر بھی ایک عجیب ہے کہ شب آئندہ کو بھی میرے بھائی عقیل میرے پاس آئے اور ایک برتن کو لپیٹے ہوئے لائے جس میں حلوا تھا میں اس (حلوے کو) ایسا مکروہ سمجھتا تھا گویا اس میں سانپ کا لعاب دہن ہے یا اسکی قے ملی ہوئی ہے میں نے ان سے کہا کہ یہ کسی میرے کام کا صلہ اور بدلہ ہے یا زکوٰۃ ہے یا صدقہ ہے۔ اور یہ تمام ہم اہلبیت پر حرام ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ نہ وہ بلکہ یہ ایک ہدیہ ہے۔ میں نے اس سے کہا اے عقیل! مردہ فرزند کی ماں تجھے مردہ دیکھے کیا تو میرے پاس اس لئے آیا ہے کہ از راہ دین و شریعت مجھے فریب دے۔ کیا تو مخبوط الحواس ہے؟ مجنون ہے؟ کیا تو بیہودہ گو ہے؟ قسم خدا کی اگر وہ ہفت اقلیم مجھے عطا کی جائیں جو آسمان کے نیچے ہیں اس لئے کہ میں ایک چیونٹی کے حق میں خدا کی نافرمانی کروں اس طرح کہ ایک جو کے چھلکے کو اس سے چھین لوں تو میں ہرگز یہ فعل نہ کرونگا بیشک تمہاری دنیا میری نگاہ میں اس چھلکے سے بھی کم ہے جو ایک چیونٹی کے منہ میں ہوتا ہے جسے وہ دانت کے کنارے سے کاٹ کر منہ میں رکھ لیتی ہے۔ علی کو اس نعمت سے کیا کام؟ جو فنا ہونے والی ہے۔ اس لذت سے کیا غرض جو باقی نہیں رہے گی۔ ہم لغزشوں کی برائی اور عقل کی بے ہوشی سے خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور اسی سے مدد کے طالب ہوتے ہیں۔

دعائے جناب امیر علیہ السلام

اللّٰھم صن وجھی بالیسار ٭ ولا تبذل وجھی بالاقتار ترجمہ بار الٰہا! میری آبرو کو تونگری کے ساتھ محفوظ رکھ ٭ اعتبار کی عوض تنگدستی عطا نہ فرما ٭ فاسترزق طالبی رزقك ٭ واستعطف شرار خلقك ٭ ترجمہ (مبادا) میں ان لوگوں سے رزق طلب کروں جو تجھ سے اپنی روزی کے طلبگار ہوتے ہیں۔ تیری بدترین مخلوق سے مہربانی کی خواہش کروں وابتلی بحمد من اعطانی ترجمہ (دنیا والوں میں سے) اس شخص کی تعریف اور حمد وثنا میں مبتلا ہو جاؤں جو مجھے کچھ عطا کرے۔ وافتتن بذم من منعنی ترجمہ اور اس شخص کی مذمت میں مفتون ہو جاؤں جو دست کرم

کو مجھ سے روک لے وانت من وراء ذلک کلہ : ولی العطاء والمنع ترجمہ حالانکہ ان سب کے پیچھے تو ہی مالک ہے چاہے عطا کرے چاہے نہ کرے انک علی کل شئ قدیر ترجمہ بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

یہ دنیا ایک ایسا مکان ہے جسے بلاؤں نے گھیر رکھا ہے۔ اور مکر وحیلہ کے ساتھ مشہور و معروف ہے۔ (اس کی بے وفائیاں مشہور ہیں) اسکے حالات ہمیشہ (ایک طریقہ پر) نہیں رہتے۔ نہ اس میں آجانے والے صحیح و سالم رہ سکتے ہیں۔ اس دنیا کے حالات مختلف ہیں اس کی دفعات متغیر ہیں۔ اسکا عیش ناپسندیدہ ہے۔ اور امان اس گھر میں معدوم ہے۔ اہل دنیا اس دنیا میں ایسے نشانے ہیں جنہیں ہدف بنادیا گیا ہے۔ وہ دنیا انہیں اپنے تیروں کی بوچھار کرتی ہے۔ اور اپنی موت کے ساتھ انہیں فنا کر دیتی ہے۔ بندگان خدا! آگاہ ہو جاؤ۔ تم اس دنیا میں ایسے رستے پر کھڑے ہو جس پر سے تمہارے قبل بہت سے لوگ گزر گئے ہیں جن کی عمریں تم سے زیادہ طویل تھیں۔ ان کے مکانات تم سے زیادہ آباد تھے اور تمہاری بہ نسبت انکی نشانیاں عدم سے بہت دور تھیں۔ پھر یکایک ان کی آوازوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ بالکل بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کی نخوتوں کی ہوا بھی تموج سے علیحدہ تھیں۔ ان کے جسم بوسیدہ تھے۔ ان کے مکانات خالی پڑے تھے۔ اور ان کے آثار و نشانیاں بالکل منہدم ہو چکے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے بڑے بڑے مضبوط محلوں اور بچھے ہوئے نرم و نازک فرشوں کو پتھروں۔ پتھروں کی دیواروں۔ زمین سے چسپاں ہو جانے والی لحد والی اور ایسی قبروں سے بدل لیا جن کی عمر کی بنیاد ویرانیوں پر رکھی گئی ہے اور جن کی بنیادیں خاک ہو جانے کے لئے باندھی گئی ہیں۔ ان قبروں کی جگہ قریب ہی ہے اور ان کا ساکن عالم غربت میں ایسے اہل محلہ کے درمیان جانے والا ہے جو اس سے وحشت

کرتے ہیں ان لوگوں سے ملاقات کریگا جو کار دنیوی سے فارغ ہوکر کار آخرت میں مشغول ہیں۔ وہ لوگ اپنے وطن میں ایک دوسرے سے محبت کرنے کی خواہشمند نہیں۔ وہ ایک دوسرے سے ہمسایوں کی طرح مواصلت نہیں کرتے حالانکہ ان کے درمیان ہمسائگی کی نزدیکی اور مکانات کا قرب موجود ہے۔ یہ ایک دوسرے کی زیارت کر کس طرح سکیں۔ ان کے اعضا کو سینوں کی بوسیدگی نے پیس رکھا ہے سخت سخت پتھروں اور مٹی نے ان کے جسموں کو کھالیا ہے۔ اور گویا تم بھی اسی حالت کی طرف پلٹ چکے ہو جس میں وہ لوگ موجود ہیں۔ اس خوابگاہ (قبر) کی عوض تمہیں بھی رہن کر لیا گیا ہے اور اس امانت گاہ نے تمہیں ایک جگہ جمع کر لیا ہے۔ اس وقت کیا حال ہوگا تمہارا جب تمہارے کام انجام کو پہنچ جائیں گے۔ تمہیں تمہاری قبریں باہر نکال کر پھینکدینگی۔ اس وقت ہر ایک نفس آزمایا جائیگا کہ کیا چیز اس نے اپنی آخرت کے لئے روانہ کر رکھی ہے اور پھر وہ نفس خداوند عالم کی طرف (حساب کے لئے) لوٹائے جائینگے جو ان کا سچا حاکم اور مالک ہے۔ پھر وہ چیز ان سے گم ہوجائیگی انکے کام نہ آئیگی جسکے سبب سے اپنے خدا پر افترا کرتے تھے

دعائے جناب امیر علیہ السلام

اللّٰھم انت انس الانسین باولیائک واحضرھم بالکفایۃ للمتوکلین علیک۔ تشاھدھم فی سرائرھم وتطلع علیھم فی ضمائرھم وتعلم مبلغ بصائرھم۔ فاسرارھم لک مکشوفۃ وقلوبھم الیک ملھوفۃ ان اوحشتھم الغربۃ انسھم ذکرک وان صبت علیھم المصائب لجاؤا الی الاستجارۃ بک علما بان ازمۃ الامور بیدک۔ ومصادرھا عن قضائک اللّٰھم ان فھمت عن مسئلتی او عمھت عن طلبتی فدلنی علی مصالحی وخذ بقلبی الی مراشدی۔ فلیس ذٰلک بنکر من ھدایاتک ولا ببدع من کفایاتک۔ اللّٰھم احملنی علی عفوک ولا تحملنی علی عدلک ترجمہ پروردگارا! تو تمام انس رکھنے والوں سے زیادہ اپنے دوستوں سے مانوس ہے جو لوگ تجھ پر توکل کئے ہوئے ہیں تو انکی کفایت کے لئے سب دوستوں سے پہلے موجود ہے۔ تو ان لوگوں کی پوشیدگیوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو ان کے ضمیروں اور ان کی دلی باتوں سے واقف ہے۔ تو انکی نگاہوں کی حدوں کو

جانتا ہے۔ انکے اسرار۔ انکے بھید تجھ پر ظاہر ہیں اور ان کے دلوں میں تیری ہی حسرت و تمنا ہے (اگر تیری) جدائی انہیں متوحش کر رہی ہے تو تیری یاد ان سے مانوس ہے اور اگر انپر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں تو وہ اس بات کا علم رکھتے ہوئے تیری ہی پناہ میں آتے ہیں کہ تمام کاموں کی مہار تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور انکے صادر ہونے کی جگہ تیرے ہی حکم میں ہے۔ بار الہا اگر میں اپنے سوال کرنے سے عاجز اور درماندہ ہو جاؤں یا اپنی حاجت کی سبب سے حیران ہو جاؤں تو مجھے میری مصلحتوں پر رہنمائی کر۔ میری ہدایتوں کی طرف میرے دل کو تھام لے۔ تیری یہ ہدایتیں کچھ عجیب نہیں ہیں۔ نہ تیرا کفایت کرنا کوئی نیا کام ہے بار خدایا مجھ اپنی معافی کی طریقہ پر اٹھا لے اپنی عدالت کی طرف پر مجھے یاد نہ کر۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

حضرت ثانی کی تعریف میں بطور ایہام فرماتے ہیں "فلاں شخص کے شہروں کی آبادی خدا کے لئے ہو کہ اس شخص نے کجی اور ضلالت کی قیمت کی (کجی اور ضلالت فی الدین کو خرید لیا) ستون (ظلم) کا معالجہ کیا (خلافت اول کی بنا ڈالی) سنت اور طریقہ (غصب خلافت) کو قائم کیا فتنہ و فساد کو اپنا جانشین کیا۔ ایسی حالت میں دنیا سے گیا کہ (اطاعت الہی سے) بالکل پاکدامن تھا (اطاعت شیطان میں) قلیل العیب تھا۔ نہایت ہی عمدہ اور بہتر فتنہ کی ساتھ دین میں پہنچا (جو خلافت اول ہے) اور نہایت ہی بد اور شریر فتنہ پر سبقت کی (جو خلافت ثالث ہے) اپنی ہوا و ہوس کی وجہ سے خدا کی اطاعت ادا کی اور اپنے حق کے سبب سے خدا سے اتقا کیا (نہ کہ محض للہ متقی بنا) وہ دنیا سے کوچ کر گیا اور ایسے مختلف رستوں میں لوگوں کو چھوڑ گیا کہ نہ جس میں گمراہ ہدایت پا سکتا ہے نہ کسی ہدایت یافتہ کو یقین کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔

کلام امام علیہ السلام

اپنی خلافت کی بیعت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ تم نے بیعت کے لئے میرا ہاتھ پھیلا دیا میں نے اسے کھینچ لیا۔ تم نے میرا ہاتھ کھینچا میں نے اسپر قبضہ کر لیا پھر تم میرے گرد ہو کر اس طرح ایک دوسرے کے مزاحم ہونے لگے جیسے کہ پیاسے اونٹ اپنی آبگاہوں پر وارد ہو کر ایک دوسرے کی مزاحمت کیا کرتے ہیں۔ حتے کہ میری نعلین کے تسمے ٹوٹ گئے۔ ردا

میرے کاندھے سے گر پڑی ضعیف آدمی اس ہل چل میں پس گیا اور لوگوں کی خوشی کی اس بیعت میں یہ نوبت پہنچی کہ چھوٹے تو خوشوقت ہوئے۔ کبیر السن بیچارے بیعت کے لئے آتے آتے راہ میں گر پڑے بیمار و نے اس بیعت کی مقام تک پہنچکر رنج اٹھایا (ہلکان ہوگئے) اور اس بیعت کے لئے لڑکیوں تک نے اپنے گھونگھٹ الٹ دیئے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

بیشک خوف خدا درستی اور راستی کے دروازے کی کنجی ہے آخرت کے لئے ایک ذخیرہ ہے۔ ہر ایک غلامی سے آزادی دینے والا اور ہر ایک ہلاکت سے رستگار کرنے والا ہے۔ اس تقوے اور اتقا کے سبب ہر ایک طلب کرنیوالا اپنے مطلوب پر فائز ہو جاتا ہے اور ہر ایک عذاب سے بھاگنے والا نجات پا جاتا ہے۔ وہ طرح طرح کی بخششوں اور عجیب عجیب انعامات تک پہنچایا جاتا ہے۔ پس تم عمل کرو کیونکہ عمل اوپر لے جایا کرتا ہے۔ توبہ کو ساتھ نفع اٹھایا جا سکتا ہے۔ دعا سنی جاتی ہو۔ ابھی انسان کی حالت آرام میں ہو (اسے اضطراب مرگ لاحق نہیں ہوا) اور (کراماً کاتبین کے) قلم جاری ہیں (وہ اسکے نامۂ اعمال کی تحریر سے فارغ نہیں ہوئے کیونکہ یہ زندہ ہے لہذا جہاں تک نیکیاں کمائی جائیں کمالے) تم اعمال کی طرف جلدی کرو کہ مدت عمر سرنگوں ہے۔ مرض اعمال سے روکنے والے ہیں اور موت ابھی ابھی گرفتار کر کے لے جانے والی ہے بیشک موت تمہارے لئے شکنندۂ لذات ہے۔ تمہاری خواہشات کو مکدر کرنے والی ہے۔ تمہارے مقصود کو دور کرنیوالی ہے۔ وہ زیارت کرنے والی ہے مگر دوستی کے طریقہ سے نہیں۔ وہ ایک ہمسر ہے مگر مغلوب ہونیوالی نہیں۔ ایک قاتل ہے جس سے خونبہا نہیں لیا جا سکتا۔ اسکی رسیوں نے تمہیں لٹکا رکھا ہے۔ اسکی مصیبتیں تمہیں پکڑے ہوئے ہیں۔ اس کے تیروں کے پیکان تمہاری طرف پھینکے گئے ہیں۔ تمہارا قصد کر رہے ہیں۔ اسکا قہر تمہارے لئے شدید ہے۔ اسکی دشمنی لگاتار تم پر چلی آرہی ہے۔ تم سے اسکی دوری بہت ہی قلیل ہو۔ قریب ہی ہو کہ اسکے ابر خشم کی تاریکیاں۔ اس کے امراض کی آگ کے شعلے۔ اسکی شدتوں اور سختیوں کی ظلمتیں اسکو عالم جانکنی کی بیہوشیاں۔ اسکے روح کو باہر نکالنے کے آلام۔ اسکی گھیرنے والی تاریکی۔ اسکی بدطعمیاں تمہیں ڈھانک لیں۔ گویا وہ ناگہانی طریقہ سے تم پر آ گئی۔ تمہارے رازداروں کو خاموش۔ تمہارے

پکارنے والوں کو متفرق کر دیا۔ تمہارے آثار مٹا دئے۔ تمہارے آباد گھر بیکار اور ویران کر دئے۔ تمہارے وارثوں کو برانگیختہ کیا کہ تمہاری میراث کو باہم تقسیم کر لیں۔ اب یہ میراث ایسے خالص دوست کو ملی جو کسی طرح کا (تمہیں) نفع نہیں پہنچا سکتا۔ ایسے غمخوار عزیز کو پہنچی جو (تم سے) دکھ درد کو روک نہیں سکتا۔ اور ایک دوسرے شماتت کرنے والے کے درمیان تقسیم ہو گئی جو (تمہارے مرگ پر) ذرا بھی گریہ وزاری نہیں کرتا۔ اب کوشش اور تلاش۔ مہیا اور آمادہ ہو رہنا۔ توشے کی جگہ سے توشہ حاصل کرنا۔ تمہارا فرض ہے۔ تمہیں دنیا اس طرح فریب نہ دیدے جیسے ان لوگوں کو فریب دے چکی ہو جو امم ماضیہ اور ازمنہ سابقہ میں تم سے پہلے موجود تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کا دودھ دوہ لیا تھا۔ اس کی عزتوں کو پہنچے ہوئے تھے۔ اس کے گنے ہوئے درہموں کو فانی اور انہوں نے اسکے نئے لباس کو پرانا کر دیا تھا۔ اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ قبریں تو مسکن ہیں۔ مال جو کچھ باقی ہے وہ وارثوں کے لئے میراث ہے۔ نہ یہ پہچانتے ہیں کہ کون ہمارے پاس آیا۔ نہ کسی رونے والے کی طرف اعتنا کرتے ہیں۔ نہ کسی بلانے والی کی آواز کا جواب دیتے ہیں۔ تم دنیا سے حذر کرو۔ یہ بڑی مکارہ ہے۔ یہ سخت فریب دینے والی ہے دے دیتی ہے اور پھر چھین لیتی ہے۔ پہناتی ہے اور پھر اُتروا لیتی ہے۔ اس کی آسائشوں کو ہمیشگی نہیں۔ اس کا رنج وتعب منقضی نہیں ہوتا۔ نہ اس کمبخت کی بلائیں فرو نشینی اختیار کرتی ہیں

زاہدوں کی صفت میں فرماتے ہیں۔ وہ گروہ ہیں تو دنیا والوں میں سے مگر اس دنیا کے اہل نہیں۔ وہ اس دنیا میں اس شخص کی طرح رہتے ہیں جو دنیا سے نہو۔ دنیا سے کسی قسم کا علاقہ نہ رکھتا ہو۔ فنائے دنیا اور رجوع بآخرت جو کچھ ان کی نگاہوں کے سامنے موجود ہے اسی کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔ وہ موت جس سے بحسب طبیعت اجتناب کرتے ہیں۔ اسی کی طرف تعجیل اور شوق سے کام لیتے ہیں۔ ان کے بدن اہل آخرت کے درمیان متحرک ہیں۔ یہ لوگ اہل دنیا کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے اجسام کی موت کو نہایت بزرگ سمجھتے ہیں اور اپنے زندہ رہنے والے دلوں کا مر جانا بہت ہی عظیم سمجھتے ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

حضرت نے یہ خطبہ منزل ذی وقار میں جو بصرہ سے قریب ہے فرمایا۔ جبکہ حضرت بصرہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ اور واقدی نے اپنی کتاب "جمل" میں اس خطبہ کو درج کیا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس چیز کو آشکارا کر دیا جس پر مامور ہوئے تھے۔ اپنے پروردگار کے پیغامات کو نہایت احسن طریقہ سے پہنچایا۔ پس پروردگار عالم نے اسے ملتئم اور مندمل کر دیا جو کہ آپکے سبب سے شق اور آشکار ہوا تھا۔ آفاق کی نشانیاں جو کہ متفرق ہو رہی تھیں وہ آپ کے سبب سے جمع کر دیں۔ نیا جان ارحام اور مالکان حقوق عقل کے درمیان الفت پیدا کر دی۔ جبکہ سخت اور شدید عداوت انکے سینوں میں بھری ہوئی تھی۔ اور آگ بھڑکانے والے کینے دلوں میں موجود تھے۔

کلام امام علیہ السّلام

عبداللہ ابن ذمعہ آپ کے شیعوں میں سے تھا۔ اس نے زمانۂ خلافت میں آپ سے کچھ مال طلب کیا تو آپ نے فرمایا۔ یہ جو کچھ مال ہے نہ تو میرے لئے ہے نہ تیرے واسطے۔ سوائے ازیں کہ یہ مسلمانوں کی غنیمت ہے۔ اور کچھ نہیں۔ یہ انکی کھینچی ہوئی شمشیریں ہیں۔ اگر تو میدان حرب میں ان کے شریک ہوتا تو ان کے ہی حصّہ کے موافق تجھے بھی ملجاتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ لہذا اُنکے ہاتھوں کا چُنا ہوا میوہ اغیار کے مُنہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

کلام امام علیہ السّلام

آگاہ ہو جاؤ کہ زبان اعضائے انسان کا ایک ٹکڑا ہے۔ جبکہ انسان دوسرے مولفات اور مشاغل میں مصروف ہو تو گفتار اس زبان کی مساعدت نہیں کرتی اور جبکہ انسان صاحب وسعت خلق ہو تو کبھی نطق و بیان اسے مہلت نہیں دیتا اور ہم اہلبیت پیغمبر کلام کے بادشاہ ہیں۔ اس کے

ریشے ہمیں میں داخل ہیں۔ اس کے اصول و قواعد سے ہمیں واقف ہیں۔ اور اسکی میوہ دار شاخیں ہمیں پر سایہ افگن ہیں۔ تم خوب جان لو! خدا تم پر رحم کرے کہ واقعی تم ایسے زمانہ میں موجود ہو جس میں سچی اور حقیقت آمیز بات کہنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ اور زبان راست گوئی سے گنگ ہے۔ ملازم حق ذلیل و خوار ہے۔ اس زمانے والے عصیان و گناہ کے گوشوں میں معتکف ہیں۔ گناہگاروں کے ساتھ تساہل کرنا (نہی عن المنکر کا خیال نہ کرنا) ان کے مصطلحات میں داخل ہے ان کے جوان بدخلق ہیں۔ ان کے بوڑھے گناہگار ہیں۔ ان کے عالم منافق ہیں ان کے قاری اور طالب علم خالص دل سے تحصیل علم نہیں کرتے۔ بلکہ انکی تحصیل میں ریاکاریاں مخلوط ہیں۔ انکے خورد اپنے بزرگوں کی تعظیم نہیں کرتے۔ نہ ان میں کا مالدار انکے فقیر کو راہ خدا میں کچھ کھانے کے لئے دیتا ہے۔

کلام امام علیہ السلام

ذغلب یمانی نے احمد ابن قتیبہ سے اس نے عبداللہ ابن یزید سے اس نے مالک بن دحیہ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ جناب امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر تھے لوگوں کے اختلافات کا آپ کے سامنے ذکر ہوا تو فرمایا "بیشک یہی بات ہے کہ اختلاف طینت و سرشت کے اسباب نے ان میں تفرقہ اندازی کی اور یہ اس طرح سے کہ یہ لوگ اصل طینت میں شور زار۔ شکر زار۔ ناہموار اور ہموار زمینوں کی مٹی کا ایک مخلوط قطعہ تھے۔ پس اب یہ اپنی مٹی کے قرب پر ایک دوسرے کے نزدیک ہوتے ہیں۔ اور اسی مٹی کے اختلاف کی مقدار پر ایک دوسرے سے دور رہتے ہیں۔ اب بہت سے لوگ ایسے بھی پائے جائیں گے جو حسین و خوبصورت ہیں مگر بیوقوف ہیں۔ طویل القامت ہیں مگر پست ہمت۔ اعمال پاک و پاکیزہ ہیں لیکن قبیح المنظر ہیں۔ جسم و جثہ تو یوں ہی سا ہے مگر آزمائش کے لحاظ سے بہت دور ہیں (امتحان کی سختیاں نہایت استقلال سے برداشت کرتے ہیں) از روئے طبیعت مشہور و معروف ہیں۔ انکی طبیعت لوگوں کو پسند ہے مگر ان کا تصنع لوگوں کو برا معلوم ہوتا ہے پریشاں قلب ہیں۔ پریشاں حواس ہیں طلیق اللسان ہیں۔ تیز دل (تیز طبیعت) ہیں"۔

کلام امام علیہ السلام

جب آپ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کو غسل دیکر کفنانے لگے تو فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کی وفات سے نبوّت۔ وحی۔ آسمان کی خبریں منقطع ہوگئیں۔ جو آپ کے غیر کے مرنے سے نہ ہوئی تھیں۔ آپ مصیبت پہنچانے کے لئے مخصوص ہوئے حتےّ کہ اپنے غیر کی مصیبت سے ہمیں مطمئن کردیا۔ (آپ کی وفات سے جو مصیبت ہم پر پڑی ہے دوسرے کی موت میں یہ رنج واندوہ کہاں) آپ کی مصیبت ایک عام مصیبت ہو۔ حتےّ کہ لوگ آپ کی مصیبت سے یکساں دلگیر ہو رہے ہیں اور اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے۔ جزع فزع سے منع نہ فرماتے تو ہم اس مصیبت پر مجرائے اشک کا پانی انتہا کو پہنچا دیتے (آنکھ اور دماغ کی تمام رطوبتیں قربان کردیتے) اس مصیبت کا رنج دائمی تھا۔ اس کا اندوہ ہمیشہ رہنے والا تھا۔ گو یہ دائمی رنج واندوہ بھی آپ کی اس مصیبت پر تھوڑا تھا لیکن موت ایک ایسی چیز ہے جسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے دفع کرنے کی استطاعت نہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اپنے پروردگار کے سامنے ہمارا بھی ذکر کرنا۔ ہمیں اپنے دل میں رکھنا فراموش نہ کردینا۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد وتعریف اسی خدا کے لئے مختص ہیں کہ حواس خمسہ جسکا ادراک نہیں کرسکتے اور نہ مکانات اسپر حاوی ہوسکتے ہیں۔ آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں۔ جہالت کے پردے اسے پوشیدہ نہیں کرسکتے۔ وہ اپنے قدم پر اپنی خلقت کے حدوث کے سبب سے دلالت کر رہا ہے۔ حدوث خلقت کے باعث اپنے وجود کے لئے ایک زبردست دلیل ہے اور مخلوقات کے آپس میں مشابہت اور مجانست رکھنے سے اس بات کو دکھادیا ہے کہ ہمارا کوئی مشابہ نہیں۔ وہ خدا جو اپنے وعدوں میں سچا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے سے بلند مرتبہ ہے۔ اسکی یہ شان نہیں کہ ضعیف بندوں پر ظلم کرے۔ وہ انصاف کے ساتھ اپنی خلقت میں قائم ہے۔ وہ ان کے احکامات میں عدل سے کام لیتا ہے۔ اس نے

حدوث اشیا کو اپنی ازلیت کے لئے دلیل بنا دیا۔ ان اشیاء کی عاجزی اور ضعف کے سبب سے انہیں داغ دینے (فنا کر دینے) کو اپنی قدرت کے لئے ایک شاہد کھڑا کر دیا۔ ایک اضطراری کیفیت جو انہیں فنا کی طرف لے جا رہی ہے۔ اسی کیفیت کو اپنی ہمیشگی کے لئے ایک برہان قائم کر دیا۔ وہ واحد ہو مگر وحدت عددی کے ساتھ نہیں (کیونکہ جو شئے وحدت عددی کے سبب سے واحد ہوا کرتی ہے وہ کثیر بالذات اور واحد بالاعتبار ہوتی ہے) وہ دائم اور ہمیشہ ہے مگر زمانہ کی ادامت کی سا نہیں (کیونکہ زمانہ ممکن الفنا ہے اور وہ واجب البقاء وہ دوام حقیقی ذاتی کے سبب سے دائم ہے نہ کہ دوام عارضی کی وجہ سے) وہ بغیر کسی چیز پر سہارا اور اعتماد کئے ہوئے قائم ہے عقلیں اس سے ملاقات کرتی ہیں مگر مشاہدہ کے ساتھ نہیں۔ تمام وجودات کے آئینے اس کی شہادت دے رہے ہیں مگر رویت حقیقی کے ساتھ نہیں۔ اوہام و عقول اسکا احاطہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ ان کے لئے وجودات کے آئینوں میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اوہام و عقول سے اسکا ادراک ممتنع ہے اور خود انہیں کو ان پر حاکم کر دیا ہے (اوہام و عقول اس کے ادراک کر لینے میں اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں) وہ خداوند مطلق صاحب طول و عرض و عمق نہیں۔ تمام نہایات اس کی طرف کھنچتی ہیں تاکہ از روئے تجسیم عقلیں اور وہم اسے بزرگ سمجھ لیں۔ اعتقاد کر لیں کہ وہ ایک بزرگ جسم یا ذات ہے نہ کہ صاحب اعضاء و جوارح و دست و پا۔ تمام غایات اس کی طرف منتہی ہوتی ہیں تاکہ از روئے تجسید (جسدیت و جسمیت) عقول و اوہام اُس کو ایک عظیم الشان ذات خیال کر لیں (یہ جسم نہیں جیسا کہ مخلوقات کا جسم ہے) بلکہ یہ اعتقاد کر لیں کہ وہ مرتبہ کی رو سے نہایت عظیم ہے اور بلحاظ سلطنت و بادشاہی نہایت ہی بزرگ ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں۔ اس کے برگزیدہ رسول ہیں اس کے ایسے امین ہیں جس سے وہ ذات باری راضی اور خوشنود ان پر اور ان کی آل پر خدا کا درود اور سلام ہو۔ انہیں حجتوں کے ثبوت۔ غلبہ کے ظہور اور راہ خدا کے آشکار کرنے کے ساتھ بھیجا۔ آپ نے اسکی رسالت کو پہنچایا۔ اسے آشکار کر دیا اور خلقت کو اس کی ہدایت کرکے نجات کے رستے پر کھڑا کر دیا۔ طریق نجات کو دریافت کرنے کے نشان اور

روشنی کے منارے قائم کر دیئے (جو ائمہ ہدیٰ و اولیائے خدا ہیں) اصول اسلام کے پہاڑوں کو محکم اور مضبوط کر دیا۔ ایمان کے حلقے مستحکم اور پائدار کر دئے۔ **بعض جگہ اسی خطبہ میں اقسام حیوانات کی عجیب و غریب خلقت کا ذکر ہے۔** اگر لوگ اس کی عظیم الشان قدرت اور بزرگ و برتر نعمت کو گہری نظر سے دیکھیں تو بیشک طریق ہدایت کی طرف رجوع ہو جائیں۔ آتش سوزاں کے عذاب سے خوف کریں۔ لیکن افسوس کہ قلب بیمار ہیں اور بصیرتیں معذور ہیں۔ کیا وہ لوگ ایک چھوٹی سی مخلوق کی طرف نہیں دیکھتے کہ خداوند عالم نے کس طرح اسکی پیدائش اور خلقت کو مضبوط کیا ہے۔ اسکی ترکیب کیونکر استوار کر دی ہے۔ اسکے لئے کان اور آنکھ پیدا کئے ہیں اور نہایت معتدلانہ طریقہ سے اس کے استخوان و پوست کو خلق فرمایا ہے۔ وہ لوگ چیونٹی کے چھوٹے سے جثے اور اسکے اعضا کی پوشیدگی کی طرف نظر کریں تاکہ آنکھوں کی نگاہ اور ادراک فکر سے انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ کیونکر اپنی زمین اور اپنے مکان پر حرکت کرتی ہے۔ کس طرح اپنے رزق پر گرتی ہے۔ دانۂ گندم کو اپنی سوراخ کی طرف لیجاتی ہے۔ اور اپنے مستقر اور مقام میں اسے مہیا کر دیتی ہے۔ اپنی گرمیوں میں اپنے جاڑوں کے لئے اور اپنے مکان میں سفر سے مراجعت کر کے وارد ہونے کے واسطے ذخیرہ جمع کرتی ہے۔ وہ اپنے رزق کی مکفول ہے۔ اسے اسکی حالت کے موافق روزی دی گئی ہے۔ وہ ذات منان صاحب احسان اس سے غافل نہیں۔ وہ صاحب دیانت پروردگار اسے محروم نہیں کرتا۔ خواہ وہ صاف اور خشک پتھر میں ہو یا نشیب دار پتھروں میں۔ اگر تو اس کی خوراک کے رستوں پر غور کرے۔ انکے نشیب و فراز کو دیکھے۔ اسکی اندرونی پسلیوں پر نگاہ ڈالے۔ سر میں قائم ہونے والی آنکھوں اور کانوں کو ملاحظہ کرے تو بیشک تو حکم لگا دیگا کہ اس کی خلقت عجیب و غریب ہے۔ اور تو اس کی توصیف کرنے میں رنج و تعب سے ملاقات کریگا۔ تیری عقل حیران ہو جائیگی۔ پس بلند و برتر ہے وہ ذات جس نے اسے اس کے قوائم (پاؤں) پر قائم کیا۔ اس کے ستون بدن پر اسکی بنیاد قائم کی۔ اس کی پیدائش میں کوئی پیدا کرنے والا اس خالق اکبر کا شریک نہیں۔ نہ کسی صاحب قدرت نے اسکی خلقت میں اس قادر مطلق کی مدد کی ہے۔ اگر تو اپنے فکر کے رستوں

میں سفر کرے حتیٰ کہ منتہائے فکر تک پہنچ جائے تو کوئی دلیل و برہان تجھے رہنمائی نہیں کریگی مگر فقط اس بات پر کہ چیونٹی کا پیدا کرنیوالا بھی وہی ہے جو خالق اشجار ہے۔ کیونکہ تمام اشیا کی تفصیل نہایت دقیق ہے۔ اور تمام ذی روح کا اختلاف نہایت گہرا اختلاف ہے۔ چھوٹی۔ بڑی۔ بھاری ہلکی ضعیف و قوی جتنی بھی چیزیں ہیں سب کی پیدائش اسکے نزدیک برابر ہے۔ اور اسی چیونٹی کی پیدائش کی مانند خلقت آسمان و ہوا اور چلنے والی ہوا اور پانی کی ایجاد بھی ہے چاند۔ سورج۔ روئیدگی شجر۔ پانی۔ پتھر۔ دن و رات کے اختلافات۔ ان دریاؤں کی روانیاں۔ ان پہاڑوں کی کثرت۔ ان پہاڑوں کی چوٹیوں کے طولانی سلسلے۔ یہ زبانوں کی تفریق۔ یہ زبانوں کا اختلاف۔ تم ان چیزوں پر نظر تو ڈالو۔ اب ویل ہے اس شخص کے لئے جو ان کی معیّن اور مقدر کرنے والے کا انکار کرے۔ ان کے مدبّر کے وجود کا منکر ہو۔ وہ لوگ (منکرین اور دہریے) گمان کرتے ہیں کہ انکی پیدائش روئیدگی کی مانند ہے۔ انکا کوئی زراعت کرنیوالا نہیں۔ نہ انکی صورتوں کے اختلاف کے واسطے کوئی صنعت گر ہے مگر جس چیز کا وہ دعوٰے کرتے ہیں اس کی بابت کسی دلیل اور برہان کی طرف پناہ نہیں لیجاتے (پیش نہیں کرتے) نہ جس کو انہوں نے ذہن نشین کرلیا ہے اسکی تحقیق کرتے ہیں۔ کیا کوئی بنا بغیر بانی کے ہو سکتی ہے؟ یا قتل بغیر قاتل کے واقع ہو سکتا ہے؟ اب اگر تو چاہے تو ٹڈی کی خلقت پر غور کر۔ اس زمانہ کو یاد کر جبکہ اس کے لئے دو سرخ آنکھیں اور دو سفید نورانی حدقۂ چشم پیدا کئے۔ اسکے لئے پوشیدہ کان تجویز ہوئے۔ اس کا منہ اس کی حالت کے مناسب کھولدیا۔ اسے حس قوی عطا کی۔ اسکے لئے دو دانت بنائے جن سے وہ روئیدگی کو کاٹتی ہے۔ دو پنجے بنائے جس سے وہ زراعت کو پکڑ لیتی ہے۔ زراعت کرنے والے اپنی زراعت میں اس سے خوف کرتے ہیں اور اسکے روک دینے کی قدرت اور استطاعت نہیں رکھتے۔ خواہ اپنی تمام جمعیت کیوں نہ کھینچ لیں۔ مگر یہ تو اچھلتی کودتی ہوئی کھیت پر آہی گرتی ہے۔ اور اس سے اپنی بھوک اور خواہشات کو دور کرلیتی ہے حالانکہ اس کی خلقت اور تمام جثہ اگر دیکھو تو چھنگلیا کی برابر بھی نہیں۔ پس صاحب برکت و خیر ہے وہ خدا جسے ہر شخص جو زمین و آسمان میں ہے طوعاً و کرہاً سجدہ کرتا ہے۔ رخسارے اور

منہ اس کے سامنے عاجزی کی خاک پر ملے جاتے ہیں۔ اسکی قدرت کو تسلیم کرنے اور اپنے ضعف کا اقرار کرنے کے سبب سے اسکی اطاعت کرتے ہیں اسکے خوف اور بیم سے اسکی فرمانبرداری میں مشغول ہیں۔ مرغان ہوا اُس کے حکم کے مسخر ہیں۔ اسنے انکے ایک ایک بال و پر کا احصا اور ایک ایک سانس کا شمار کر لیا ہے۔ انکے پاؤں کو خشکی اور تری میں ثابت اور قائم رکھا ہے (وہ خاک و آب پر برابر چلتے پھرتے ہیں) ان کی روزی معین فرمادی ہے۔ ان کی جنسوں کا احاطہ کر لیا ہے کہ یہ کوا ہے یہ عقاب۔ یہ کبوتر ہے اور یہ شتر مرغ۔ اسنے ہر ایک جانور کو اسکے نام و نشان کے ساتھ بلایا (پیدا کیا) اسکے رزق کا کفیل ہوا۔ اس نے غلیظ اور دبیز بادلوں کو پیدا کیا۔ انکی بارشوں کو متواتر برسایا۔ ہر ایک جگہ کے واسطے اس بارش میں سے حصہ مقرر کیا۔ زمین کو ترو تازہ کر دیا جبکہ وہ بالکل خشک اور بنجر پڑی تھی۔ نباتات کو اُگایا جبکہ وہ بالکل نابود و ناپید ہو چکی تھی۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

توحید کے اسرار جیسے اس خطبہ میں حضرت نے بیان فرمائے ہیں کسی خطبہ میں بیان نہیں فرمائے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ترجمہ میں ذرا زیادہ تشریح سے کام لیا جائے۔

جس شخص نے اسے کیفیات سے مُکیّف سمجھا اسے اُسے واحد و یگانہ تسلیم نہیں کیا یعنی اسکی صفات کو زائد عن الذات کہنے والا عقیدہ توحید سے بالکل خارج ہے۔ مثلاً اُسے موجود اور عالم کہیں بایں معنے کہ وہ ایک ذات ہے جو علم اور وجود سے متصف ہے۔ جیسا کہ ہم کسی انسان کو کہدیں کہ وہ موجود اور عالم ہے۔ اسکی ذات جو انسانیت ہے صفت وجود و علم سے متصف ہے تو اسکے یہ معنی نہیں ہونگے کہ وہ صرف موجود اور عالم ہے اور وجود و علم اسکی عین ذات ہے۔ یا مثلاً ایک وحدت اور تنہائی کی صفت ہی جو کثرت کی مقابل ہے۔ اب اگر کسی شخص کو واحد کہیں تو ظاہراً مراد یہی ہوگی کہ وہ کثیر نہیں۔ نہ یہ کہ اسکی ذات سب سے علیحدہ ہی تو اب اگر خداوند تعالے کو بھی یہی سمجھا جائے۔ یہ تمام صفات ثبوتیہ اسکی ذات سے منفک خیال کی جائیں تو ایسی فہم و فراست کا انسان کیونکر

اسے واحد اور یگانہ تسلیم کر سکتا ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ یہ تمام صفات وحدت و وجود و علم وغیرہ سب عین ذات ہیں۔ اگر اسکی ذات ان صفات سے جدا اور علیحدہ چیز ہو تو پھر وہی عقیدہ توحید میں نقص بلکہ شرک نظر آئے گا۔ چنانچہ پہلے خطبہ میں بھی حضرت فرما چکے ہیں کہ جس شخص نے اوصاف زائدہ کے ساتھ پروردگار کی توصیف کی اس نے اس کے لئے ایک دوسرا ہمسر پیدا کر دیا اور ایسا شخص یقیناً دوئی کا قائل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس واجب الوجود کی صفات کمالیہ زائد نہیں جیسا کہ ممکن الوجود (انسان) کی صفتیں بالبداہتہ زائد ہیں۔ معمولی بات ہے۔ یوں سمجھ لو کہ انسان جب پیدا ہوا تو بالکل ایک مضغہ گوشت تھا اسے تمیز کس بات کی تھی۔ لکھنا پڑھنا علوم و فنون اسے رفتہ رفتہ ہی حاصل ہوئے۔ پھر کیا ہم خداوند عالم کو بھی ایسا ہی سمجھ لیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم اسے اس ممکن الوجود کی مانند سمجھ لیں۔ اگر ہماری عقل کی کجی ایسا ہی سمجھنے پر مجبور کرے تو پھر تو لامحالہ گویا اسے ممکن الزوال بھی سمجھ لیا گیا۔ حاشا ثم حاشا۔ "جس شخص نے اسے مثال کے ذریعہ سے پہچانا وہ اسکی حقیقت تک نہیں پہنچا۔ اس نے اس کی ذات کو شناخت نہیں کیا۔ کیونکہ وہ فرد حقیقی ہے۔ اسکے ماسوا جتنی مخلوق ہے۔ وہ سب کی سب زوج (جوڑا) ہے لہذا زوج کبھی فرد کے لئے مثال نہیں بن سکتا۔ نہ فرد حقیقی دو ہو سکتا ہے۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ ایک دو ہو جائے اور یہ محال ہے۔

جس شخص نے اسکو اس کے غیر کے مشابہ کر کے پہچانا اس نے ہرگز اس کی شناخت کا قصد نہیں کیا کیونکہ اس کا غیر جو کچھ بھی ہے وہ ممکن الوجود ہے اور اس کی ذات ہے واجب الوجود۔ پھر واجب کی ممکن سے مشابہت کیا اور بیشک جو چیز ممکن سے مشابہ ہو گی۔ وہ ممکن ہی ہو گی۔ جس شخص نے اسکی طرف حس یا عقل کے ساتھ اشارہ کیا اس نے اسکی ذات کا ارادہ اور قصد نہیں کیا۔ اسے بالکل نہیں پہچانا۔ کیونکہ قوت احساس کا مشارٌ الیہ جسم کے سوا دوسری چیز نہیں ہو سکتا۔ اور عقل کے مشارٌ الیہ کے لئے بھی کوئی نہ کوئی ہیئت ہونی چاہئے۔ اور جسم و جسمانیات اور ہیئات وغیرہ جو بھی ہیں سب مخلوق اور مصنوع ہیں۔ پھر خالق مخلوق اور صانع مصنوع کیونکر ہو سکتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ ان چیزوں کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کرنے والا۔ اسے بھی مخلوق اور مصنوع سمجھتا ہے اور یہ

عقیدہ توحید کے بالکل منافی اور منجر بکفر ہے۔ ہر ایک شے جو اپنی ذات اور حقیقت کے ساتھ معلوم اور معروف ہے وہ مصنوع ہے کیونکہ وہی شے اپنی حقیقت کے سبب سے معلوم ہو سکتی ہے جو صاحب ہیئت ہو جو اس کے خلاف ہے وہ خالص نورانیت اور شدت ظہور کی وجہ سے معروف و معلوم بحقیقت نہیں ہو سکتا۔ اس کے سوا جو کوئی بھی قائم ہے وہ معلول ہے۔ اسکی بنیاد کسی نہ کسی علت پر ضرور ہے کیونکہ وہ ممکن ہے اور ممکن اپنی ہستی اور نیستی میں علت کا محتاج ہے لہذا بغیر علت کے جو چیز قائم ہے وہ اسی کی ذات ہے۔ وہ فاعل مستقل ہے کسی آلہ کی تحریک کا محتاج نہیں ورنہ لازم آئیگا کہ وہ اپنی فاعلیت اور مبدئیت میں پورا نہو بلکہ ناقص ہو۔ نہیں نہیں وہ ہر جہت سے کامل ہے بلکہ تمام مخلوق اس کی محتاج ہے اور اسکے حکم کی محکوم ہے۔ وہ ہر ایک چیز کے لئے ایک مقدار مقرر کرنے والا ہے۔ مگر اس میں اسے کسی قسم کا فکر اور خلجان خاطر لاحق نہیں ہوتا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ اس کا علم محیط اور اسکی قدرت نفوذ کرنے والی نہو۔ وہ بغیر کسی قسم کا فائدہ حاصل کئے تونگر اور غنی ہے۔ زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس کا مصاحب نہیں کیونکہ تمام زمانہ مع ما فیہا معلول ہیں اور اس سے مؤخر ہیں۔ پھر کیونکر اس کے مصاحب ہو سکتے ہیں۔ آلات اور قوائے نے (در بارۂ ایجاد خلق) اس کی اعانت نہیں کی۔ کیونکہ جو ذات عین غنی ہو وہ کسی کی محتاج کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس کی ہستی تمام زمانوں سے سابق اور اوّل ہے۔ عالم امکان کے امتداد زمانہ نے اس کا احاطہ نہیں کیا۔ کیونکہ یہ زمانہ متناہی اور منتہی ہے۔ اور اس کی ذات ہے غیر متناہی اور ہر ایک چیز کو گھیر لینے والی۔ پھر متناہی غیر متناہی اور محاط محیط کا احاطہ کیونکر کر سکتا ہے۔ اس کا وجود اس کی ہستی نیستی سے مقدم ہے۔ یعنی کسی طریقہ سے بھی اسپر عدم کی حالت طاری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایک وجود محض میں نیستی کو کسی قسم کا دخل نہیں ہو سکتا۔ اسکی ازلیت اور ہمیشگی ابتدا پر مقدم ہے۔ اسکی ازلیت میں ابتدا کو کچھ دخل نہیں۔ کیونکہ ازلیت کے معنی یہی ہیں کہ جس کی ابتدا نہو۔ اب گویا ابتدائیت اور ازلیت دو نقیض ہیں۔ پھر اجتماع نقیضین کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس نے جو قوائے مدرکہ پیدا کئے ہیں اس ایجاد سے معلوم ہو گیا کہ آلات اور اکیہ اس کے

واسطے نہیں۔ وہ انسانوں جیسے قوائے مدرکہ نہیں رکھتا۔ کیونکہ معلول کی حقیقت میں سے اگر کوئی چیز
علت میں پائی جائے تو تقدم شے علےٰ نفسہ لازم آتا ہے۔ اس نے اشیا کے درمیان یہ
ایک صفت ضدیت پیدا کی ہے۔ اکثر اشیا ایک دوسرے کی ضد ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اسکی ذات
میں یہ صفت نہیں۔ ورنہ بہ دلیل اوّل یہاں بھی تقدم شی علےٰ نفسہ ہوا جاتا ہے۔ اسنے اشیا میں ایک
صفت مقارنت پیدا کی ہے۔ اکثر اشیا ایک دوسرے کے مقارن اور ہمسر ہیں۔ اس سے پہچانا گیا
اسکے واسطے کوئی قرین اور ہمسر نہیں۔ نور اور روشنی کو تاریکی کی۔ واضح ہونے کو مبہم اور مشتبہ ہونے کی
خشکی کو تری کی۔ گرمی کو سردی کی ضد مقرر فرمایا۔ وہ اپنی قدرت کاملہ سے امور متضاد کو مرکب کرتا
ہے جیساکہ چار عناصر متضادہ۔ آگ۔ ہوا۔ پانی۔ مٹی۔ کو خلعت ترکیب پہنا کر موالید ثلاثہ حیوانات
و جمادات و نباتات کو پیدا کر دیا۔ جو امور کہ ایک دوسرے سے بالکل متبائن اور الگ ہیں ان کو ایک
دوسرے سے مقارن اور قریب کر دیا۔ جیساکہ نفس مجرد جسم مادّی سے بالکل علیحدہ چیز ہے۔ کہاں لطافت
کہاں کثافت مگر اسکی زبردست قدرت نے اسے حکم دیا ہے کہ اسی مادی بدن کے قریب رہے
جو اشیاء ایک دوسرے سے دور ہیں ان میں قربت پیدا کر دی جیسے کہ پیری کو جوانی اور موت کو حیات
کے ساتھ ملا دیا۔ جو چیزیں کہ آپس میں قریب اور نزدیک ہیں ان میں تفرقہ پیدا کر دیا جیسے کہ روح کو
بدن سے خارج کر دی۔ صورت کو مادّہ سے الگ کر دیا۔ وہ کسی حد کے ساتھ محدود نہیں۔ کیونکہ کسی حد کو
قبول کرنا یہ مادہ اور امکان کا خاصہ ہے اور وہ ذات باری بالکل منزّہ ہے۔ وہ کسی عدد کے ساتھ محسوب
نہیں ہوتا۔ کیونکہ عدد میں ضمناً کثرت موجود ہے اور عدد واحد کہتے ہیں قلیل کو۔ اور اس کی وحدت
ہے حقیقی اور غیر عددی اس میں کثرت کا شائبہ ہی نہیں۔ پھر کیونکر عدد کے ساتھ اس کا شمار ہو سکتا ہے
آلات اور قوائے ادراکیہ جو کسی چیز کی حد (تعریف) بیان کر کے اسے معدود کرتے ہیں تو حقیقت
وہ اسی مخلوق کو معدود کرتے ہیں جو ان کے مثل ہے۔ نہ کہ خالق کو اور آلات حسّیہ اور عقلیہ
کے ساتھ انہیں کے امثال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ نہ کہ خالق اکبر کی طرف۔ کیونکہ
اس کی شان نہایت ارفع و اعلےٰ ہے کسی آلہ کے ساتھ اس کی طرف اشارہ نہیں کر سکتے

اور نہ وہ کسی آلۂ حسیہ اور عقلیہ کا مشارٌالیہ ہو سکتا ہے۔
کلمات مُنذُ و قد و لولا کا اطلاق خداوند عالم کی ذات پر صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس کی ازلیت۔ اس کے کمال۔ اسکی قدامت نے ان کلمات کو اس کی ذات سے دور کر دیا ہے کیونکہ یہ کلمات حدوث و ابتدا و نقصان پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اس کی ذات ان باتوں سے منزہ و مبرا ہے۔ نہ وہ حادث ہے۔ نہ اُس کی کوئی ابتدا مقرر کیجا سکتی ہے۔ نہ اس میں کسی قسم کا نقصان آسکتا ہے۔ وجود اشیا کے سبب سے صانع اشیا عقلوں پر ظاہر اور منجلی ہو گیا۔ کیونکہ جمیع موجودات نور الٰہی کا مظہر ہیں۔ اور ان کا ظہور اسی ظاہر حقیقی کی مظہریت کے سبب سے ہوتا ہے جو صانع موجودات ہے۔ اور ممتنع ہے کہ وہ ان اشیا کی آنکھوں سے دیکھا جائے کیونکہ وجودات کا ظرف اس صانع حقیقی کی تابش نور اور شدت ظہور کی وسعت نہیں رکھتا۔ نفس وجودات اشیا ظاہر حقیقی کے ظہور سے مانع ہے اور ہر ایک چیز اپنی طاقت۔ بساط اور وسعت کے موافق جلوۂ ظہور حق دکھاتی ہے۔ نہ کہ اسکی درخشندگی اور لمعانیت کے موافق۔ لہذا نور حق کما ہو حقہ اپنی شدت ظہور اور قصور موجودات کے سبب سے پوشیدہ ہے۔ بلکہ نفس موجودات کے سوا کوئی اس کے لئے حجاب ہی نہیں اور یہی وہ حجاب ہیں جو عرفا کی نگاہوں سے اُٹھ جاتے ہیں (جیسا کہ جناب امام حسین علیہ السلام ایک دعا میں فرماتے ہیں انت الّذی تعرفت الیّ فی کلّ شیٔ فرأیتک ظاھراً فی کلّ شیٔ۔ تو وہ ہے کہ تو نے ہر ایک شے میں مجھے اپنے وجود کی معرفت حاصل کرادی۔ اور میں نے تجھے ہر ایک شے میں ظاہر دیکھ لیا) نہ اس پر سکون جاری ہوتا ہے۔ نہ حرکت۔ اور کیونکر وہ چیز اُس پر جاری ہو جائے جسے اس نے اپنی مخلوقات میں جاری کیا ہے۔ کس طرح وہ چیز خاص اس کی ذات میں عود کر سکتی ہے جسے اس نے پیدا کیا ہے۔ اور کس قاعدے سے وہ شے اس کی ذات میں پیدا ہو سکتی ہے جسے اس نے پیدا کیا۔ کیونکہ اگر وہ متحرک ہو۔ اور حرکت کہتے ہیں قوت

سے فعل کی طرف تدریجاً خارج ہونے کو۔ تو لازم آتا ہے کہ اس کی ذات متفاوت ہو
کیونکہ وہ حرکت جس کے معنی بیان کر دئے ہیں اگر اسے لاحق ہو گی تو یا تو نقصان
سے کمال کی طرف خروج ہو گا یا بالعکس کمال سے نقصان کی طرف اور کمال اس کی
عین ذات ہے۔ پس بہر دو تقدیر اُس کی ذات میں تغیر و تفاوت لازم آتا ہے۔ اور
دونو باتیں ذات واجب کے لئے بالبداہۃ محال ہیں۔ نیز حرکت سے یہ بھی لازم آئے گا
کہ اُس کی ذات کی حقیقت کا تجزیّہ ہو جائے۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو سکے۔ اس لئے کہ کیونکہ
بالفعل و بالقوۃ سے مرکب ہوگا۔ اور ہر مرکب صاحب اجزا ہے۔ اسکا تجزیہ ہو سکتا ہے۔
اگرچہ براہ عقل ہی ہو۔ اور پھر وہ ممکنات کی صف میں آجاتا ہے۔ نیز اگر اسکی ذات پر حرکت
طاری ہو تو پھر لازم ہے کہ اسکی حقیقت اور کُنہ ازلی نہو۔ کیونکہ جو شے متغیر بالذات ہے
وہ ضرور حادث بالذات ہے اور جو شے ذاتاً حادث ہو وہ ازلی بالذات کیونکر ہو سکتی ہے۔
اگر حرکت اس کے واسطے تسلیم کی جائے تو لازم ہے کہ اس کے لئے مُؤخّر (مبداء) بھی ہو جبکہ
اس کے لئے مقدم موجود ہے۔ اسے یوں سمجھئے کہ مثلاً انسان کسی مکان کی طرف جا رہا ہے تو
یہ مقصود بہر حال اس کے سامنے موجود ہے۔ اب لازمی بات ہے کہ وہ کسی جگہ سے ضرور
چلا ہوگا اور وہ بہر حال اسکے پس پشت ہوگی۔ اور یہی جگہ اسکا مبدا ہے۔ یعنی اسی مقام سے
اسکی حرکت کی ابتدا ہوئی ہے۔ اب یہ معلوم ہوا کہ متحرک کے لئے مقصود کا سامنے ہونا لازم ہے
تو پھر ایسا ہی پروردگار کو بھی سمجھئے۔ اور جب اس کے سامنے کوئی چیز ہوئی جسکی طرف وہ
حرکت کر رہا ہے تو پھر اس کے پیچھے بھی کوئی چیز ہوگی۔ یہی مبداء ہے۔ اور اس ذات باری کے
لئے کوئی مبداء نہیں۔ لہذا حرکت اس کی ذات میں جاری نہیں ہو سکتی۔ نیز حرکت اگر اس پر
طاری ہو تو بیشک اس کی ذات میں نقصان لازم آئے اور ساتھ ہی یہ بات بھی کہ وہ اپنے
تمام ہونے اور تکمیل کو طلب کرے۔ کیونکہ جب وہ قوت سے فعل کی طرف خارج ہو رہا ہے
یعنی متحرک ہے اور یہ قوت ذات اور صفات میں ایک قسم کا نقصان ہے تو لازم آتا ہے

کہ وہ بھی ناقص ہو۔ اور ہر ناقص بالذات اپنی تمامیت اور اپنے متمم کا طالب ہوتا ہے اور باریتعالےٰ کے لئے یہ امر محال ہے کیونکہ وہ ہر جہت سے کامل ہے۔ اور کامل کی تکمیل تصور میں بھی نہیں آتی۔

اب یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جب وہ اپنی تکمیل کا طالب ہوا کیونکہ حرکت کی وجہ سے اس میں نقصان ثابت ہو چکا ہے تو بیشک مصنوعات کی نشانیاں اس میں قائم ہو جائینگی اور جب اس میں مصنوعات کی نشانیاں پائی گئیں تو پھر یہ بھی اور مخلوقات اور مصنوعات کی طرح صانع عالم کے لئے دلیل ہوگا بعد اس بات کے کہ صنعت عالم پر مدلول ہو چکا ہے۔ عالم کی صناعیاں اُس کی ذات کے لئے دلیل ہو چکی ہیں۔ نیز اگر وہ متحرک ہو تو پھر لازم ہے کہ وہ دلائل و براہین جو اس بات سے منع کر رہی ہیں کہ جو چیز اس کے غیر ممکنات میں اثر کرتی ہے وہ اسکی ذات میں مؤثر ہو۔ پھر یہ ان دلائل و براہین سے خارج ہو جائیگا۔ لازمی بات ہوگی کہ اسے بھی اثر قبول کرنے والا اور مصنوع سمجھا جائے۔ جو ممکن الوجود کی شان ہے۔ حالانکہ وہ واجب الوجود ہے۔ کوئی چیز اس میں اپنی تاثیر نہیں دکھا سکتی۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ متحرک کا حرکت سے باز رہنا اسی کا نام سکون ہے۔ پھر جب اس ذات باری تعالےٰ میں حرکت ہی محال ہے تو سکون تو بداہتہً محال ہوگا۔ وہ ایسا خدا ہے کہ کبھی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ تغیر و تبدل ممکن الوجود کی شان ہے۔ وہ ہرگز فانی نہیں۔ اس لئے کہ وہ عین ہستی ہے۔ اور ہستی حقیقی نیست نہیں ہوا کرتی۔ اور مخلوقات سے غیبت اختیار کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ انکی ہستی کا نگہبان ہے۔ اگر مخلوقات سے غائب ہو جائے تو پھر وہ باقی ہی کہاں رہ سکتی ہیں۔ نہ تو اس نے کوئی بیٹا پیدا کیا کہ خود مولود اور معلوم ہو جائے۔ کیونکہ ہر ایک باپ بیشک صاحب جز مادی و مرکب و مصنوع و معلول ہوتا ہے۔ نہ کسی سے پیدا ہوا ہے کہ محدود اور متناہی فی الوجود ہو جائے اور وجود کے لئے ابتدا ظاہر ہو کیونکہ ہر ایک مولود حادث ہے اس کا وجود وجود والد پر منتہی ہوا کرتا ہے بیٹوں کے پیدا کرنے (والد ہونے) سے اس کی ذات بہت بزرگ ہے۔ عورتوں کو چھونے اور ان سے لذت حاصل کرنے سے وہ بالکل پاک و پاکیزہ ہے۔

کیونکہ تناسل اور عورتوں سے مقاربت یہ اس کی ادنے مخلوقات (حیوانات) کے خواص ہیں۔ اور خالق عالم کسی طرح مخلوق کے اوصاف سے متصف نہیں ہو سکتا۔ وہم اور عقل اس تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی کہ اسے وجود وہمی اور عقلی کے ساتھ موجود اور محدود کر سکیں۔ قوائے باطنی اس کا تصوّر نہیں کر سکتے جو اس کی کوئی تصویر کھینچ سکیں۔ حواس ظاہری اس کا ادراک نہیں کر سکتے جو اسے وجود حسّی مثالی میں قائم کر دیں۔ ہاتھوں کی چھونے والی قوت اس کا احساس نہیں کر سکتی جو اسے مس کرے۔ وہ کسی حالت کے عارض ہو جانے کے سبب سے متغیّر نہیں ہوتا کیونکہ حالات مختلفہ کا عارض ہونا ممکن الوجود (مخلوق) کی شان ہے۔ وہ احوال و اوصاف میں مبدّل نہیں ہوتا۔ اسکی حالتیں اور صفات بدلتی نہیں۔ وہ ہمیشہ ایک حالت پر رہتا ہے۔ دن اور رات کی گردشیں اسے کہنہ نہیں کر سکتیں۔ نہ روشنی اور ظلمت اسے متغیّر کر سکتی ہے۔ وہ اجزا و جوارح و اعضا میں سے کسی شے کے ساتھ وصف نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان چیزوں کے ساتھ متصف ہونا عجز اور احتیاج کی دلیل ہے اور وہ خلاق عالم کسی شے کا محتاج نہیں۔ وہ اعراض میں سے کسی عرض کے ساتھ موصوف نہیں اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں غیر چیز اور فلاں بعض اجزا اسکے شامل حال ہیں۔ کوئی حد۔ کوئی نہایت۔ کوئی انقطاع اور کوئی غایت اس کے لئے بیان نہیں کیجا سکتی۔ نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں اسپر حاوی ہے۔ اسے بلند یا پست کئے ہوئے ہے۔ کیونکہ وہ ہر ایک وجود پر حاوی اور محیط علے الاطلاق ہے پھر کسی چیز کا محوی اور محاط نہیں ہو سکتا۔ نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلاں چیز اسے اٹھائے ہوئے ہے۔ اسے فلاں طرف مائل (کج) کر رہی ہے۔ یا اُسے سیدھا کر رہی ہے۔ وہ کسی چیز میں داخل نہیں۔ جیسا کہ صورت ہیولے میں عرض جوہر میں روح بدن میں۔ زندگی حیوان میں یا جسم مکان اور زمانہ میں داخل ہے۔ بلکہ وہ اس طرح داخل ہے جیسے معنی بیان میں۔ نہ وہ کسی چیز سے خارج ہے کیونکہ وہ ہر ایک وجود کا قائم کرنے والا ہے۔ اسکی قدرت کاملہ اس مخلوق کو تھامے ہوئے ہے۔ وہ بغیر زبان اور لہوات[1] کے خبر دیتا ہے۔ یعنی کلام کرتا ہے۔ وا

[1] لہوات۔ لہاۃ کی جمع۔ وہ گوشت کا ٹکڑا جو تالو کے قریب لٹکا ہوا ہے۔ اردو میں جسے "کوّا" کہتے ہیں۔ ۱۲

بغیر ہوا کو شگافتہ[1] کرنے اور آلات سماعت (کان) کے سنتا ہے کیونکہ اسے کسی آلہ کی احتیاج نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ احتیاج ممکن الوجود کی شان ہے۔ وہ کلام کرتا ہے مگر چند محدود الفاظ کے ساتھ نہیں وہ خالق الفاظ ہے۔ وہ تمام اقوال واعمال کا اپنے عین علم کی رو سے یاد رکھنے والا ہے۔ اسے قوت حافظہ کی مدد سے یاد رکھنے کی حاجت نہیں۔ وہ ارادہ کرتا ہے اور اُسے خاطر میں نہیں لاتا۔ سوچتا نہیں۔ وہ بغیر رقت اور نرمی قلب کے بندے کو دوست رکھتا ہے اس سے خوشنود ہوتا ہے اور بغیر دلی رنجش کے اسے دشمن سمجھتا ہے اس پر غضبناک ہوتا ہے کیونکہ رنجش اور نرمی دل مادے کے خواص ہیں۔ اور خداوند عالم اس سے بالکل مبرا ہے بلکہ اسکی توفیق وثواب ورضوان کو ہی رضا ومحبت سے تعبیر کرتے ہیں اور عذاب و عقاب وجہنم اس کے بغض اور غضب سے عبارت ہے۔ وہ جس چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ "کن" "ہو جا"۔ وہ ہو جاتی ہے۔ یہ لفظ کن نہ تو ایسی آواز کے ساتھ ہوتا ہے جو ہوا کو شگافتہ کرے نہ کوئی ایسی صدا ہے جو سنی جائے۔ اور سوائے اسکے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کلام خدا اسی کی ایجاد ہے۔ اسی کا بنایا ہوا ہے۔ اسی نے اسے قائم کیا ہے۔ یہ کلام اس ایجاد سے پہلے موجود نہ تھا کیونکہ اگر یہ قدیم ہوتا تو بیشک دو خدا ماننے پڑتے اور یہ کہا جاتا کہ وہ (کلام) عدم سے وجود میں آیا۔ پس صفات محدثات اس کلام پر جاری ہیں۔ اس کے اور محدثات کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں۔ اور نہ اسے محدثات پر کچھ فضیلت ہے۔ اگر ایسا ہوتا صفات محدثات اس پر جاری نہ ہوتیں (تو بیشک اسے قدیم ماننا پڑتا۔ اس میں بھی ازلیت کا وجود تسلیم کرنا پڑتا۔ اور اس صورت میں) صانع اور مصنوع بالکل مساوی اور برابر ہو جاتے۔ (صانع کو مصنوع پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہ ہوتی)۔ پیدا شدہ چیز پیدا کرنیوالے کے ہمسر ہو جاتی (اور پھر دو خداؤں کا وجود تسلیم کرنا پڑتا) پس حق الامر یہی ہے کہ وہ ارادے کے بعد موجود ہوا ہے۔ حادث کی صفات اس میں بھی موجود ہیں۔ اسمیں اور حوادثات میں کسی قسم کا فرق نہیں۔ جیسے اور اشیاء خداوند عالم کی ایجاد ہیں ویسے ہی یہ بھی ہے جسطرح وہ اور موجودات کا

[1] آواز جو ہمارے کانوں میں پہنچتی ہے تموّج ہوا اُس کا سبب ہے۔ جب آدمی کے منہ سے کوئی لفظ نکلتا ہو تو اسکی ضرب سے ہوا میں تموّج پیدا ہوتا ہے اور وہی تموّج ان الفاظ کو سامع کے کانوں سے ٹکراتا ہے ۱۲

مبدأ اور مبدع ہے۔ ویسے ہی اس کا بھی ہے۔ کسی شخص کو یہ گمان نہ ہونا چاہیئے کہ یہ کلمۂ کن جب نہ از قسم صوت ہے نہ از قبیل حرف اور ہے اس کا کلام اور اسکی صفت اور موقوف علیہ ہے تمام ایجادات کا تو پھر چاہیئے کہ عین ذات اور قدیم ہو۔ یہ بات ہرگز نہیں۔ اس بات کے ماننے دائرۂ توحید سے خروج لازم آتا ہے۔ یہ اسی خالق کا مخلوق ہے اور اسی فاعل حقیقی کا مفعول کیونکہ نیستی سے وجود میں آیا ہے۔ اس سے پہلے اس کا وجود نہ تھا اور یہی محدثات کی صفت ہے۔ اسنے خلقت کو بغیر کسی مثال کے پیدا کیا۔ اسکے سامنے کوئی ایسی مثال موجود نہ تھی جو اسکے غیر نے قائم کی ہو۔ اسنے اپنی خلقت میں کسی شخص سے اس مخلوقات کے پیدا کرنے میں مدد نہیں مانگی۔ اس نے زمین کو پیدا کیا۔ اسے اپنے دست قدرت میں تھام لیا۔ اور یہ امر اسکے دوسرے اشغال کا مانع نہیں ہوا۔ اس زمین کو تہ اور بنیاد کے بغیر برقرار رکھا۔ بغیر پاؤں کے قائم کر دیا۔ بغیر ستون کے سطح آب سے بلند کیا۔ کجی اور ٹیڑھے پن۔ ایک دوسرے پر گرنے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے سے اسے باز رکھا۔ اسکے پہاڑوں کو ثابت اور مستقیم کیا۔ اس کی دیواریں باندھ دیں اس کے چشمے جاری کر دئے۔ اس کی سیلگاہیں شگافتہ کر دیں۔ جس چیز کو اس نے پیدا کیا اسکی پیدائش کے سبب سے وہ سُست نہیں ہوا۔ اسے کسی قسم کی تکان محسوس نہیں ہوئی۔ اور جس چیز کو اس نے قوت دی اسکے سبب سے ضعیف نہیں ہو گیا۔ وہ خداوند برتر اپنی سلطنت اور بزرگی کے سبب سے ہر ایک چیز پر غالب ہے۔ اپنے علم و معرفت کی رُو سے ہر ایک شے کے باطن میں نفوذ کئے ہوئے ہے۔ وہ اپنی عزت و جلال کے سبب سے کل مخلوقات پر مسلط اور بلند و برتر ہے۔ اپنی مخلوق میں سے جس شے کو وہ طلب کرے وہ شے اسے عاجز نہیں کر سکتی نہ اس کے حکم سے گردن پھرا سکتی ہے تا اینکہ اس پر غالب ہو جائے۔ کوئی شے اُسے فوت نہیں کر سکتی۔ اس سے بھاگ نہیں سکتی۔ نہ کہ اس سے سابق ہو جائے۔ وہ کسی صاحب مال سے روزی طلب کرنے کا محتاج نہیں۔ بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک شے کو رزق پہنچاتا ہے۔ تمام اشیا اسکے سامنے سر نیاز جھکائے ہوئے ہیں۔ جمیع موجودات اسکی بزرگی اور عظمت کے سامنے ذلیل

دخوار ہیں۔ کوئی شے اسکی سلطنت سے نکل کر اس کے غیر کی طرف فرار نہیں کر سکتی تاکہ اس کے نفع اور ضرر ثواب و عذاب سے اپنے نفس کو محفوظ رکھ سکے کوئی ہمسر نہیں جو اسکی ہمسری کرے۔ کوئی نظیر اور مثال نہیں جو اسکے مساوی ہو۔ وہ تمام مخلوقات کو انکی ہستی کے بعد نیست اور فنا کرنے والا ہے۔ حتٰی کہ جو موجود ہے وہ مفقود ہو جائے۔ ذرا بھی اسکی ہستی کا اثر باقی نہ رہے اور دنیا کی ایجاد و اختراع کے بعد اس کا فنا کر دینا کوئی تعجب آمیز اور عجیب وغریب بات نہیں اور کیونکر عجیب وغریب ہو اگر مخلوقات میں تمام پرندوں اور چرندوں کو اور جو بھی انکی چراگاہوں میں ہوں یا مردہ پڑے ہوں انہیں جمع کیا جائے انکی مختلف اصلوں اور علیحدہ علیحدہ جنسوں کے اقسام حاضر کئے جائیں۔ انکے گروہ میں سے کند ذہن اور عقلمند سب اکٹھے ہوں اور سب کے سب مل جلکر ایک پشہ کو پیدا کرنا چاہیں تو کبھی اس کی خلقت پر قادر نہیں ہو سکتے۔ وہ کبھی نہ جان سکیں گے کہ اس کی پیدائش کا کیا طریقہ ہے۔ اس کے علم میں انکی عقلیں حیران ہو جائیں انکی قوتیں عاجز اور سرگردان ہو کر رہجائیں۔ وہ ذلت خستگی کی حالت میں اس امر کا اعتراف کرتی ہوئی باز رہجائیں گی پلٹ جائیں گی کہ ہم مقہور و مغلوب ہیں۔ وہ اس کی ایجاد سے عجز کا اقرار اور اس کے فنا کر دینے پر اپنی مجبوری کا اظہار کرینگی۔ اور بیشک خداوند سبحانہ تعالےٰ دنیا کو فنا کر دینے کے بعد پھر اسی حالت تنہائی کی طرف عود کریگا۔ کوئی چیز اس کے ساتھ نہ ہوگی۔ جیساکہ وہ خلقت دنیا سے پہلے تھا۔ ایسا ہی اس کی فنا کے بعد بھی ہو جائیگا۔ نہ وقت ہوگا نہ مکان۔ نہ کوئی مدت نہ زمانہ۔ کیونکہ فنائے دنیا کے وقت مدتیں۔ اوقات۔ سال۔ ساعات۔ سب فنا اور معدوم ہو جائیں گے۔ سوائے اس واحد و قہار کے کوئی چیز باقی نہ رہے گی جس کی طرف سب کی بازگشت ہے۔ جب اس نے مخلوقات کو خلق کیا تو اس مخلوق کو کسی قسم کا اختیار حاصل نہ تھا جو اس کے حکم کن سے سرکشی کرتی۔ اور علےٰ ہذا فنا کے وقت اسے روک دینے کی طاقت نہوگی۔ کیونکہ اگر وہ فنا کو روک دینے پر قادر ہوتی تو ہمیشہ باقی رہتی جسقدر مخلوق اس نے پیدا کی ہے اس مقدار کی پیدائش نے اسے خستہ اور ماندہ نہیں کر دیا

اس نے خلقت کو اپنی سلطنت کے استحکام اور اس کے زوال و نقصان کے خوف سے پیدا نہیں کیا۔ نہ کسی صاحب کثرت و شوکت دشمن کے مقابلہ میں مدد مانگنے کے لئے۔ نہ ہیجان میں آجانے والے شریر دشمن سے محترز رہنے کے واسطے۔ نہ اپنے ملک میں زیادتی کی خاطر۔ نہ کسی شریک سلطنت پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے۔ نہ اس وحشت و تنہائی کے سبب سے جس میں وہ موجود تھا تاکہ اس سے مانوس ہوجائے۔ انہی وجوہات میں سے کسی وجہ سے اس نے خلقت کو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ محض اپنے فیض و فضل وجود و کرم کے سبب سے اپنے کمالات کے اظہار کو اچھا سمجھا۔

پھر وہ اس مخلوق کی تکوین کے بعد اسے فنا کردے گا۔ اس وجہ سے نہیں کہ انکی حالتوں کی اصلاح اور ان کے امورات کی تدبیر کرتے کرتے دلتنگ ہوگیا ہے۔ نہ کسی راحت و آرام حاصل کرنیکے لئے۔ نہ اس لئے کہ اس میں سے کوئی شے اس پر گراں گزرتی ہے۔ نہ اس کی بقا کی طویل مدت نے اسے ملول کیا ہے۔ جس نے بہت جلد اسے اس کے فنا کردینے پر متوجہ کیا ہے لیکن سبحانہ تعالٰے نے اپنے لطف و کرم سے اس مخلوق کو تدریجاً اس کے مصالح و منافع تک پہنچا دیا۔ محض اپنے حکم سے اسے نیست ہونے سے محفوظ رکھا۔ ان کے آثار اور ثمرات کو اپنی قدرت و توانائی سے مستحکم اور استوار کردیا۔ لہذا اُن کے اعمال کا ثمر چکھانے کو لئے انہیں ان کی پہلی حالت کی طرف لیجائیگا۔ کیونکہ دوسرے عالم کی حیات ممکن ہی نہیں جبتک کہ اس عالم میں موت نہ واقع ہو۔ وہ انہیں فنا کی طرف واپس کریگا۔ مگر اس لئے نہیں کہ کسی بات میں وہ ان کا محتاج ہے۔ نہ اس لئے کہ ان میں سے کسی کی مدد کا طالب ہے۔ نہ اپنی تنہائی کی حالت سے موانست کی حالت کی طرف متصرف ہونے کے لئے۔ نہ اس واسطے کہ وہ انکی وجہ سے اپنے کسی جہل و نادانی کی حالت سے نکل کر انکی بدولت علمی مرتبہ پر فائز ہوگا۔ نہ وہ عقل کا طالب ہے۔ نہ انکے سبب سے فقر اور حاجت کے مکان سے تونگری اور کثرت انصار کے دروازے میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ نہ ان کی وجہ سے ذلت اور خواری سے دور ہوکر عزت اور قدرت کے مرتبہ تک پہنچنا اسے مدنظر ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السلام

زمانۂ آئندہ کے عظیم الشان واقعات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! میرے ماں باپ ان دوستوں پر فدا ہوں جو تھوڑے سے لوگ ہیں۔ انکے نام (صفات و کمالات) آسمان میں مشہور و معروف ہیں۔ اور زمین میں ان کا قدر و مرتبہ مجہول اور نا معلوم ہے (یہ اشخاص ائمۂ ہدیٰ ہیں) خبردار ہو جاؤ! اور اپنے امور کے ادبار انکی خیر و صلاح کے مفقود ہونے۔ اپنی مواصلت دینی و دنیوی کے انقطاع اور اپنے رذیل و ذلیل لوگوں کی حکومت کے منتظر رہو۔ یہ واقعات اس وقت واقع ہونگے جبکہ مومن کو ایک درہم حلال طریقہ سے حاصل کرنے کی مشقت کے مقابلہ میں تلوار کی ضرب آسان ہوگی اور یہ امر اس وقت ہوگا جبکہ انعام پانے والے کا اجر عطا کرنے والے سے بہت بڑھ جائیگا۔ کیونکہ وہ بخشش و عطا از راہ حرام و فتنہ و فساد و ریاکاری ہوگی۔ یہ واقعہ اس وقت ہوگا جبکہ تم لوگ بغیر شراب پئے اپنی نعمتوں۔ آسائشوں اور خوش گزرانیوں میں مست ہو جاؤ گے۔ بغیر ضرورت اور احتیاج کے قسم کھاؤ گے حلف اٹھاؤ گے۔ بغیر حرج اور نقصان کے جھوٹ بولو گے۔ یہ واقعہ اس وقت ہوگا جبکہ بلائیں تمہیں اس طرح گزند پہنچائینگی جیسے کہ پالان شتر کوہان شتر کو پہنچایا کرتا ہے۔ الٰہی اس زحمت کا زمانہ کس قدر دراز ہے؟ اور اس آرزو کا حصول کس قدر دور ہے؟

ایہا الناس! ان مہاروں کو الگ ڈال دو۔ جن کا بوجھ تمہارے ہی ہاتھوں سے تمہاری پشتیں اٹھائے ہوئے ہیں۔ اپنے سلطان اور حاکم کے پاس متفرق نہو۔ مبادا تم اپنے ان کرداروں کے سبب سے مذمت کے مستحق ہو جاؤ۔ فتنہ و فساد کی آگ جو بھڑک رہی ہے جسکی طرف تم رخ کر رہے ہو اس میں اپنی پوری طاقت کو صرف کر کے داخل نہو۔ بلکہ اسے بجھا دو۔ اس آتش سوزاں کے رستوں سے دور ہو جاؤ۔ راہ فتنہ و فساد کے قصد کو ترک کر دو۔ مجھے اپنی جان کی قسم کہ اس آتش فتنہ و فساد کے شعلوں میں وہی شخص ہلاک ہوگا اور جل بھن کر رہجائیگا جو مومن ہے اور وہ شخص اسکی اذیت سے دور اور محفوظ رہیگا جو مومن نہیں۔ بیشک سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ تمہارے

درمیان میری مثال ایسی ہے جیسے تاریکی میں چراغ ہوتا ہے۔ جو شخص اس تاریکی میں آتا ہے اس چراغ سے اکتساب ضیا کرتا ہے۔ ایہا الناس تم سنو! نصیحتوں کو یاد رکھو۔ اپنے دل کے کانوں کو متوجہ اور حاضر کرو تا کہ تم اچھی طرح سے ان باتوں کی حقیقت کو سمجھ لو۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

ایہا الناس! میں تمہیں خدا سے خوف کرنے اور اس کے عذاب سے پرہیز کرنے کی وصیت کرتا ہوں اس کے وہ احسانات جو تم پر نازل ہو رہے ہیں۔ اسکی وہ نعمتیں جو تمہیں عطا ہوئی ہیں۔ اسکی وہ بلائیں جو تمہارے سامنے موجود ہیں جن میں تمہیں مبتلا کر رکھا ہے (وہ کیا بلائیں ہیں؟ مال اور اولاد) میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان تمام بخششوں پر کثرت کے ساتھ اسکی حمد وثنا کرو اس نے تمہیں کس قدر نعمتوں سے مخصوص کیا ہے۔ کس قدر احسانات کے ساتھ تمہارا تدارک کیا ہے۔ تم اس کے سامنے اپنی برائیوں کو ظاہر کر رہے ہو۔ اور وہ تمہارے عیوب کو ڈھانک رہا ہے۔ تم اسکی گرفت اور اسکے عذاب کے متعرض ہو۔ اسکے مستحق ہو رہے ہو اور وہ تمہیں مہلت دئے جاتا ہے۔

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ موت کو یاد رکھو۔ اس سے غافل نہ ہو۔ تم اس چیز سے غفلت کس طرح کر رہے ہو جو تمہاری طرف سے غافل نہیں۔ اور کیونکر اسکی طمع کر رہے ہو جو تمہیں مہلت نہیں دیتی۔ تمہارے لئے یہی وعظ کافی ہے کہ تم نے ان لوگوں کا معائنہ کیا ہے جو قبروں کی طرف اٹھائے گئے ہیں ایسی حالت میں کہ وہ سوار ان دنیا کی مانند نہیں۔ وہ ان قبروں میں نازل کئے گئے ہیں مگر دنیا کی منزلوں میں نازل ہونے والوں کی طرح نہیں۔ گویا وہ دنیا کی تعمیرات کے لئے پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ گویا ہمیشہ سے آخرت ہی ان کا گھر تھا۔

جو لوگ اس دنیا میں متوطن تھے وہ رم کر گئے۔ اور انہیں مقامات (قبور) کو وطن بنانا پڑا جن سے وحشت کرتے تھے۔ اسی شغل کی طرف رخ کر لیا جس سے جدا ہوتے تھے۔ مشاغل دنیا کو چھوڑ دیا جن کی طرف کار آخرت کو ترک کر کے متوجہ ہوتے تھے۔ نہ انہیں اب یہ قدرت ہے کہ برائیوں اور قباحتوں

سے الگ ہو جائیں۔ نہ اس بات کی طاقت رکھتے ہیں کہ نیکیوں میں کچھ زیادتی کر لیں۔ انہوں نے دنیا سے محبت کی اس دنیا نے انہیں دھوکا دیا۔ انہوں نے اسے معتمد سمجھا۔ اس پر اعتماد کیا اور اس نے انہیں خاک میں گرا دیا اللہ تعالےٰ تم پر رحمت نازل کرے اب تم اپنی ان منزلوں کی طرف سبقت کرو جن کی تعمیر اور آبادی کا تمہیں حکم دیا گیا ہے جنکی تمہیں ترغیب دلائی گئی ہے جن کی طرف تم بلائے گئے ہو۔ اور پروردگار عالم کی اطاعت پر صابر رہکر اُسکی معصیتوں سے پرہیز کرتے ہوئے۔ اسکی نعمتوں کے اتمام کو اپنے لئے طلب کرو۔ کیونکہ کل کا دن آج کے دن سے بالکل قریب ہے۔ ساعتیں اس دن کو گزارنے کے لئے کس قدر جلدی کر رہی ہیں اور مہینے کے ختم کرنے میں ایام کس قدر تعجیل سے کام لے رہے ہیں۔ اور سال کو ختم کر دینے کی مہینوں کو کس قدر عجلت ہے اور عمر کے گزارنے کی برسوں کو کس قدر جلدی پڑی ہوئی ہے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

ایمان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ ایمان ہے کہ جو قلب میں قائم۔ راسخ اور ثابت ہو (سچی اور یقینی دلیلوں نے اسے دل میں نقش کر دیا ہو۔ کسی مشکک کے شک پیدا کرنے سے زائل نہو۔ تو ایسا ایمان بیشک باقی ہے جب تک کہ نفس باقی ہے) دوسرا وہ ایمان ہے جسے ایک وقت معلوم تک عاریتاً قلب اور سینے کے درمیان رکھ لیا جائے (محض زبان پر ہی ادّعائے ایمان ہو۔ دل میں اسکا کوئی اثر نہو۔ ذرا سے شک اور گمان پر زائل ہو جائے اور اُسکے زائل ہونے کا احتمال موت کے وقت تک باقی ہے) اب اگر کسی شخص کے ضعف ایمان کے سبب سے اسکی طرف سے بیزاری تمہارے سامنے موجود ہو جائے (تم اس سے تبرّا کرنے لگو) تو ذرا توقف کرو حتےٰ کہ اسے موت آجائے۔ اسوقت بیزاری کی حد قائم اور ثابت ہو جائیگی (اگر وہ وقت اخیر تک اپنی ہی فاسد یقین پر قائم رہا تو بیشک اس سے بیزار رہو۔ اور اگر موت کے وقت اسکے ایمان کی پختگی کی علامتیں ظاہر ہوئیں تو پھر بیزاری کی کوئی وجہ نہیں)۔ اپنے وطن سے خدا اور رسول کی اطاعت کی طرف راہ خدا میں ہجرت جیسے پہلے واجب تھی اب بھی اسی حد پر موجود ہے۔ (اب ان کے خلفا کی اطاعت کی طرف ہجرت کرجاؤ) خداوند تعالےٰ کو اہل زمین میں سے اس جماعت کی کوئی احتیاج نہیں ہے جس نے ہجرت ایمانی

کو پوشیدہ رکھا یا اس کا اعلان کیا۔ ہجرت کا نام کسی شخص پر واقع نہیں ہوتا۔ کوئی شخص اس صفت سے متصف نہیں ہو سکتا جب تک کہ زمین کی حجّت (امام برحق) کی معرفت اسے حاصل نہ ہو جس شخص نے اس حجت کو پہچان لیا۔ اس کا سچے دل سے اقرار کیا۔ وہی مہاجر ہے۔ اور اسی طرح ضعف ایمان کا نام اس شخص پر واقع نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کو ضعیف الایمان نہیں کہہ سکتے جس کے پاس حجت الٰہی پہنچی۔ اس کے کانوں نے اسے سُنا۔ اور اس کے دل نے اسے یاد رکھا۔ بے شک ہمارا کام۔ ہمارا مرتبہ (جو مرتبۂ ولایت و امامت ہے) بہت مشکل ہے اور نہایت ہی مشقتیں جھیل کر میسر آتا ہے اس بوجھ کو وہی بندہ اٹھا سکتا ہے جس کے ایمان قلبی کا پروردگار عالم نے امتحان کر لیا ہو۔ اور ہماری باتوں کو یاد نہیں رکھا جاتا مگر وہی سینے اور نفس یاد رکھتے ہیں جو امین ہیں۔ صاحب امانت ہیں۔ اور وہی عقلیں ان کی حفاظت کرتی ہیں جو محکم، مضبوط اور متین ہیں۔ ایہا النّاس! پوچھ لو مجھ سے جو کچھ کہ تمہیں پوچھنا ہو قبل اس سے کہ تم مجھے گم کر دو۔ میں تمہارے درمیان سے اُٹھ جاؤں۔ کیونکہ بیشک میں آسمان کے رستوں سے زمین کے رستوں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہوں۔ تم مجھ سے دریافت کر لو قبل اسکے کہ فتنہ و فساد اپنے پاؤں کو بلند کرے اور اپنی قوم کی عقلوں کو لے جائے۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

میں اس کے انعامات کا شکریہ ادا کرتا ہوا اسکی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ اسکے وہ حقوق جو مقرر کئے گئے ہیں ان کے ادا کرنے میں اسی سے مدد اور اعانت کا طالب ہوں۔ اسی کی توفیق کا خواستگار ہوں۔ کیونکہ وہ زبردست لشکر اور ملائکہ کی سپاہ کا مالک ہے۔ اس کی سلطنت نہایت بزرگ اور عالیشان ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ نے بندوں کو اسکی فرمانبرداری کی طرف بُلایا۔ دین الٰہی کے لئے جہاد کر کے دشمنان خدا کو مقہور اور مغلوب کیا۔ لوگ آپ کی تکذیب پر جمع ہوئے۔ بہت کچھ کوشش کی کہ آپ کے نور کو بجھا دیں۔ مگر اس اجتماع اور کوشش نے آپ کو جہاد راہ خدا سے باز نہیں رکھا

اب تم تقوائے الٰہی سے تمسک کرو کیونکہ وہ ایک ایسی رسّی ہے جس کے گوشے نہایت مضبوط ہیں وہ ایک ایسا مقام ہے جسکی بلندی نہایت محکم اور استوار ہے۔ موت کی سختیوں کو مدنظر رکھکر اسکی طرف مبادرت اور جلدی کرو۔ آنے سے پہلے اس کے لئے فرش بچھادو۔ نازل ہونے سے پہلے اس کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ اس لئے کہ ہر شخص کا انجام کار قیامت ہے جس سے پہلے موت ضروری ہے۔ اور عقلمند شخص کے لئے یہی موت ایک عمدہ وعظ ہے۔ اور جاہل کے لئے اس مقام عبرت میں ہی رہنا کافی ہے۔ قیامت میں پہنچنے سے پہلے بھی ایک چیز ہے جسے تم جانتے ہو۔ وہ کیا ہے؟ قبروں کی تنگی۔ کسر و انکسار کی سختی۔ اور مطلع یعنی قیامت کا خوف۔ خوف و بیم کا رہ رہکر طاری ہونا۔ فشار قبر سے اوضاع و اطوار کا مختلف ہونا۔ کانوں کا بہرہ پن۔ لحد کی تاریکی۔ عذاب کا ہول۔ قبر کا چھپا لینا۔ اور پتھروں کا سدّ باب کر دینا۔ اتنی منزلیں طے کرلو گے جب کہیں قیامت کی شکل دیکھو گے۔ بندگان خدا! خدا سے ڈرو۔ خدا سے ڈرو۔ بیشک دنیا تمہارے ساتھ ایک طریقہ پر گزر رہی ہے۔ اسکا طریقہ یہی ہے کہ تمہیں ہنکائی لئے چلی جائے۔ تم اور قیامت ایک رسّی میں بندھے ہوئے ہو (نہ تم اس سے دور ہو نہ وہ تم سے الگ ہے) گویا وہ قیامت اپنی علامات کو لئے ہوئے آچکی ہے۔ اپنے عظیم الشان آگے روانہ ہونے والے نشانوں کے ساتھ خود بھی نزدیک ہو چکی ہے۔ اس نے تمہیں پل صراط پر کھڑا کر دیا اور گویا تمہیں اپنے زلزلوں سے مشرف کر رہی ہے۔ اپنی نیت سے (حساب و کتاب کا) بار اُتارنے کے لئے سینہ کو ٹکا دیا ہے۔ اور دنیا اہل دنیا سے منقطع ہو گئی ہے۔ انہیں اپنی پرستاری اور خدمت کے حلقے سے باہر نکال دیا ہے اور اس دن کی مانند ہو گئی ہے جو گزر گیا ہو۔ اس مہینے کی مثال ہے جو منقضی ہو چکا ہو۔ اور اسکی جدید چیزیں کہنہ اور بوسیدہ ہیں۔ اس کی فربہی لاغری سے بدل گئی ہے۔ ایک ایسے موقف میں کھڑا ہونا ہے جو بالکل تنگ ہے۔ عظیم الشان مشتبہ امور کا مقام ہے۔ ایک ایسی آگ میں قیام ہے جس کی حرص اور بھوک نہایت سخت ہے جس کی ہولناک آواز نہایت بلند ہے جسکے شعلے درخشندہ ہیں جس کے نالے

خشم آلود ہیں۔ جس کے انگارے دہک رہے ہیں۔ جسکا بجھ جانا ایک امر بعید ہے جسکا ابتدا جن شعلہ خیز ہے۔ جسکا خوف نہایت ڈرانے والا ہے۔ جسکی تہ مستور اور پوشیدہ ہے۔ جسکے اطراف بالکل تاریک ہیں۔ جسکی دیگیں کھول رہی ہیں۔ جسکے امور رسوا کرنے والے ہیں۔ جو لوگ متقی ہیں وہ گروہ درگروہ جنّت کی طرف لیجائے جائیں گے جو عذاب سے امن میں ہونگے۔ عتاب و قہر جن سے منقطع ہوگا۔ آتش جہنم سے دور کردئے جائیں گے۔ سرائے بہشت میں انہیں آرام دیا جائیگا وہ اپنی منزل اور مکان سے خوشنود ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں پاکیزہ اور خالص تھے۔ جن کی آنکھیں ہر وقت (خوف الٰہی سے) آنسو برساتی رہتی تھیں۔ دنیا میں خضوع و خشوع اور استغفار کے سبب سے ان کی راتیں دن ہو رہی تھیں (وہ عبادت کے لئے شب بیداری کرتے تھے) جن کے دن وحشت عذاب اور امور دنیوی کے قطع ہونے کے باعث بالکل رات کا کام دیتے تھے۔ ان کو ازراہ ثواب جنت عطا کی گئی وہ ایک ہمیشہ رہنے والے ملک اور قائم رہنے والی نعمتوں میں اسی گلزار خلد کے مستحق تھے۔ اسی کے اہل اور لائق تھے۔

بندگان خدا! تم اس چیز کی رعایت کرو جس کی رعایت کے سبب سے تم میں سے رستگار ہونے والا رستگار ہو جائے اور جس کے ضائع کرنے سے تم میں سے جو تبہ کار ہو وہ خسارے اور نقصان میں رہے۔ تم اپنے اعمال کے ساتھ اپنی موت کی طرف جلدی اور مبادرت کرو۔ کیونکہ تم ان اعمال کے بدلے گروی رکھے ہوئے ہو جو تم نے آگے بھیجدئے ہیں۔ اور انہیں کردار کے موافق جزا دئے گئے ہو جنہیں تم نے پیشوا بنا رکھا ہے۔ بیشک ڈرانے والی موت تم پر نازل ہو چکی ہے اس تک پہنچکر تم واپس نہیں آسکتے۔ نہ اسکی بندشوں کو تم کھول سکتے ہو۔ خدائے تعالےٰ ہمیں اور تمہیں اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت پر قائم رکھے اور اپنے فضل و رحمت پر نظر کرکے ہم کو اور تم کو معاف کردے۔ تم اس زمین کوفہ میں ساکن رہو۔ اہل نفاق کی فتنہ و فساد پر صبر کرو۔ اپنی زبان کی خواہشوں۔ اپنی شمشیروں۔ اپنے ہاتھوں کو حرکت نہ دو (اہل فتنہ و فساد سے جنگ نہ کرو) اس چیز کی طرف عجلت نہ کرو جس کی خداوند عالم نے تمہیں اجازت

نہیں دی ہے۔ کیونکہ تم میں سے جو شخص اپنے فرش پر مرجائے اور اسے اپنے خدا۔ اُس کے رسول اور اہلبیت رسول کے حقوق کی معرفت حاصل ہے تو بیشک وہ حالت شہادت میں موت سے بغلگیر ہوا۔ اس کا اجر و ثواب خداوند عالم پر واقع اور ثابت ہوا۔ جن اعمال صالحہ کی اس نے نیت کی تھی انکے ثواب کا مستوجب ہوا۔ اس کی نیت شمشیر کھینچنے کی قائم مقام ہے (اگر جہاد در راہ خدا میں تلوار علم کرنے کی نیت تھی تو اسے جہاد کا ثواب عطا ہوگا) اور خوب سمجھ لو کہ ہر ایک شے کے لئے ایک مدت اور وقت معین ہے۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

حمد اور تعریف اسی پروردگار کے لئے مختص ہیں جس کی حمد ہر ایک چیز میں پھیلی ہوئی ہے جس کا شکر غالب اور قاہر ہے۔ جسکی بزرگی بلند ہے۔ میں اسکی توام اور پیوستہ نعمتوں اور عظیم الشان احسانات پر اُسکی حمد کرتا ہوں۔ ایسا خدا جس کا حلم نہایت بزرگ ہے اور اسی حلم کے سبب سے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ ہر ایک چیز میں اس کا جو حکم جاری ہوا عدل کے ساتھ جاری ہوا۔ وہ زمانۂ گزشتہ کا عالم ہے اور زمانۂ آئندہ کے حالات سے واقف ہے۔ وہ اپنے علم سے خلق کا پیدا کرنے والا ہے وہ اپنے حکم سے مخلوقات کا موجد ہے۔ اس بارے میں نہ اسنے کسی کی اقتدا کی۔ نہ کسی سے تعلیم لی۔ نہ کسی صنعت گر حکیم کی بنائی ہوئی مثال سے بہرہ ور ہوا۔ نہ اسے اس معاملہ میں کوئی خطا لاحق ہوئی۔ نہ صاحبان عقل و تدبیر کے مجمع کے سامنے اس کام کو انجام دیا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے ہیں۔ اسکے رسول ہیں۔ ایسی حالت میں آپ کو مبعوث فرمایا جبکہ لوگ سختیوں اور شدتوں کے میدانوں میں سیر کر رہے تھے۔ حیرت اور ضلالت میں گرفتار ہوکر مضطرب تھے۔ ہلاکت کی مہاریں انہیں کھول رہی تھیں اور زنگ آلودہ قفل ان کے دلوں پر جڑے ہوئے تھے۔ بندگان خدا! میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تقوے فی الحقیقت خداوند تعالےٰ کا ایک حق ہے جو تمہارے ذمّے ہے اور خداوند عالم

پر جو تمہارا حق ہے (تمہیں درجات عالیہ عطا کرنا) اس کے ادا ہونے کا سبب یہی تقویٰ ہے۔ تم متقی بننے کے لئے خداوند عالم سے مدد مانگو اور اسکے سبب سے رضوان الٰہی پر فائز ہونے کے لئے اسی پروردگار سے اعانت طلب کرو۔ بیشک یہی تقوےٰ آج کے دن تو ایک سپر اور ڈھال ہے (حدود شرعیہ سے بچاتا ہے) اور کل کے روز قیامت میں جنت کا سیدھا رستہ ہے۔ اس کا مسلک واضح اور روشن ہے اس کے رستے کا سالک صاحب منفعت اور رستگار ہے۔ اس کا امین اور اسکی حفاظت کرنے والا وہی حافظ حقیقی ہے۔ اس (تقویٰ) نے ہمیشہ گزشتہ اور باقی ماندہ امتوں پر اپنے نفس کا اظہار کیا ہے کیونکہ بروز فردا انہیں اسی کی حاجت ہے جبکہ خداوند عالم اس کو واپس کر لیگا جسے اُسنے پیدا کیا ہے اور چھین لیگا جو کچھ کہ اسنے عطا کیا ہے اور سوال کریگا اس شے کی بابت جو اس نے بخشی ہے کس قدر کم ہے وہ گروہ جس نے اس تقوےٰ کو قبول کیا اور اسے اس طرح اُٹھا لیا جو اس کے اُٹھانے کا حق ہوتا ہے ایسے لوگ تعداد میں نہایت قلیل ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنکی توصیف خداوند تعالےٰ نے بایں الفاظ فرمائی ہے وقلیل من عبادی الشکور "میرے شکر کرنے والے بندے تھوڑے سے ہیں" تم اس پرہیزگاری کی طرف اپنے کانوں کو متوجہ کرو۔ ہمیشہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو۔ ہر ایک سلف اپنے خلف کو اس پرہیزگاری میں اپنا عوض اور بدلہ بنا دے (ہر ایک بزرگ اپنے خورد کو اسی کی نصیحت کرے) ہر ایک مخالف کو اسکے موافق سے بدل ڈالو (جتنے اس پرہیزگاری کے مخالف ہیں انہیں اسکی موافقت پر آمادہ کرو) تم اسکے سبب سے اپنے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ اپنے دنوں کو اسی کی ہمراہی میں بسر کرو۔ اسے اپنے دنوں کا شعار بنالو۔ اس کے سبب سے اپنے گناہوں کو دھو ڈالو۔ اسی کے ساتھ اپنے امراض کا علاج کرو۔ اور اسی کے ساتھ موت کی طرف عجلت کرو جس شخص نے اسے ضائع کیا ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ اس سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ اور جو شخص اس پرہیزگاری اور تقوےٰ کی اطاعت کر رہا ہے اس سے علیحدہ نہ رہو۔ خبردار! اس کی محافظت کرو۔ اس تقوےٰ کے سبب سے اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھو۔ تم دنیا سے نہایت پاک و پاکیزہ رہو۔ اور آخرت کو مشتاق اور شیفتہ ہو جاؤ۔ جس شخص کو تقوےٰ نے بلند کیا ہے اس کو پست نہ کرو اور جس شخص

کو دنیا نے رفعت بخشی ہے اسے بلند نہ سمجھو۔ دولت دنیا کی چمکدار بجلیوں کی طرف نظر بھی نہ کرو۔ اس دنیا کی باتوں کو نہ سنو۔ اس کی آواز کا جواب نہ دو۔ اس کی اشراقیت اور چمکیلے پن سے روشنی کے طالب نہ ہو۔ اسکی نفاستوں پر فریفتہ نہ ہو جاؤ کیونکہ اسکی بجلی منفعت سے خالی ہے۔ (محض چمک ہی چمک ہے بارش کی بوند کا نام نہیں) اس کی باتیں جھوٹی ہیں۔ اسکے اسباب و اموال تاراج شدہ ہیں (موت عنقریب انہیں برباد کرنے والی ہے) اس کی نفیس نفیس چیزیں مسلوب ہیں کھینچ لی گئیں (موت ابھی ابھی انہیں سلب کئے لیتی ہے) آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا عقوبتوں کی پیشرو ہی اسپ سرکش ہے۔ دروغ گو اور خائن ہے انکار کرنے والی اور کفران نعمت کرنیوالی منحرف ہونیوالی اور حق سے اعراض کرنیوالی ہے۔ کج ہونیوالی اور منتقل ہونے والی ہے۔ اس کا حال انتقال و زوال ہے اسکے قدم رکھنے کی جگہ مضطرب اور متزلزل ہے۔ اسکی عزت ذلت ہے۔ اسکی کوششیں فضول اور بے فائدہ ہیں۔ اسکی بلندی پستی ہے۔ وہ لڑائی کا مقام ہے۔ برہنہ کرنے کی جگہ ہے۔ غارتگری کا گھر ہے اور ہلاکت کی منزل ہے۔ اہل دنیا روانہ ہونے۔ آخرت سے ملحق ہونے۔ اور دنیا سے جدائی اختیار کرنے کے لئے اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ بالکل تیار ہیں۔ اس دنیا کی راہیں سرگشتہ ہیں۔ اس کی گریزگاہیں عاجز کرنے والی ہیں۔ اس کے مطلب اور مقصد فریب دینے والے ہیں۔ حصار ہائے دنیا نے اہل دنیا کو ہلاکت کے سپرد کر دیا۔ دنیا کی منزلوں نے دنیا والوں کو باہر پھینک دیا۔ مطالب و مقاصد دنیا نے طالبان دنیا کو خستہ اور ماندہ کر دیا۔ جو ان میں سے رستگار ہیں۔ ان میں سے بعض کو مصائب دنیا نے پے کر دیا ہے۔ ان کے ہاتھ پاؤں قطع کر دئے ہیں۔ بعضوں کا گوشت بیابان میں درندوں کے ناخنوں سے کٹا ہوا ہے۔ بعض کے اعضا اور سر بریدہ پڑے ہیں۔ بعض کے خون لڑائیوں میں بہا دئے گئے ہیں۔ بعضے تاسف اور افسوس کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہے ہیں۔ کوئی کف افسوس مل رہا ہے۔ کوئی فکر والم میں اپنے رخسارے پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہے۔ کوئی اپنی تدبیر اور رائے کے عیب بیان کر رہا ہے۔ اور کوئی اپنے ارادے سے نہایت ناکامی کے ساتھ واپس آ رہا ہے۔

بیشک حیلہ گری اور چارہ سازی نے پشت پھرالی۔ ایک ناگہانی گرفت (موت) سامنے آگئی وہ وقت

بھاگنے کا وقت نہیں۔ ہیہات ہیہات۔ اب گریز کہاں۔ جو اسباب عبادت کہ فوت ہوئے ہو گئے۔ جو زمانہ اطاعت گزر گیا گزر گیا۔ دنیا اپنی دلی خواہش کے موافق گزر گئی۔ کہ جو تنا ہے۔ نہ کہ اہل دنیا کی خواہش پر اس نے رفتار کی جو بقا ہے۔ اب اہل دنیا کے حالات پر زمین و آسمان روئے اور اب ان کے لئے عذاب و عقاب سے مہلت نہ تھی۔

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

اس خطبہ کا نام "قاصعہ" ہے یعنی ابلیس کی تحقیر کرنے والا اس میں شیطان کی مذمت کی گئی ہے کہ اس نے تکبر کو اختیار کر کے سجدۂ آدم سے انکار کیا تھا۔ اور یہ شیطان پہلا شخص ہے جس نے عصبیت اور تعصب کو ظاہر کیا اور غیرت و حمیت (جاہلانہ) کی پیروی کی۔ اس خطبہ میں لوگوں کو ڈرایا گیا ہے کہ وہ شیطانی رستہ پر چلنے سے باز رہیں۔ حمد و تعریف اسی خدا کے لئے مختص ہیں جس نے عزت اور کبریائی کا لباس پہنا۔ ان دونو صفتوں کو بدون مخلوقات اپنے نفس کے لئے اختیار کر لیا۔ ان دونو صفتوں کو اپنے غیر کے لئے ممنوع اور حرام کر دیا۔ اپنی سلطنت کی بزرگی اور جلالت کے سبب سے انہیں انتخاب کر لیا۔ اور بندوں میں سے جو کوئی بھی ان دونو صفتوں میں اس سے تنازعہ کرے اس کے لئے لعنت مقرر کر دی۔ پھر اس کے سبب سے اپنے مقرب فرشتوں کی آزمائش کی "تاکہ ان میں سے خاکسار اور متواضع تکبر کرنے والوں سے متمیز ہو جائیں پس اس سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا حالانکہ وہ اسرار دلی سے واقف ہے۔ اور غیب کی پوشیدگیوں کا عالم ہے کہ میں گیلی مٹی سے ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں۔ جب میں اس کی خلقت کو تمام کر کے اپنی روح اس میں پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدے میں گر جانا۔ یہ حکم سنکر کل ملائکہ نے بالاجماع سجدہ کیا مگر ابلیس اس حکم پر کاربند نہوا۔ اسے غیرت لاحق ہوئی۔ اس نے اپنی خلقت کے سبب سے (جو آگ سے تھی)، آدم پر فخر چاہا۔ اور اپنی اصلیت کے سبب سے آدم سے تعصب کیا۔ پس یہ خدا کا دشمن ہے متعصبین کا پیشوا ہے۔ تکبر کرنے والوں کا بزرگ اور امام ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے تعصب اور عصبیت

کی بنیاد رکھی۔ اس نے ردائے کبریائی کے بارے میں خدا سے تنازعہ کیا۔ تذلل اور خاکساری کا لباس پھینک کر معزز اور معظم لباس پہننا چاہا۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ پروردگار عالم نے اس کے تکبر کے سبب سے اسے کس طرح ذلیل کیا۔ اور اس کے بلند ہونے کی خواہشوں پر اسے کیونکر پستی کے گڑھے میں ڈال دیا۔ دنیا میں اسے راندۂ درگاہ بنا دیا اور آخرت میں اسکے لئے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر دی۔

اگر پروردگار عالم یہ ارادہ کرتا کہ آدم علیہ السّلام کو ایسے نور سے پیدا کرے جس کی روشنیاں آنکھوں میں چکاچوند پیدا کر دیں۔ اس کا حسن منظر عقلوں کو مغلوب کر دے یا ایسی خوشبو سے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا جس کی بو تمام نفوس کو گھیر لے تو بیشک وہ ایسا کر سکتا تھا۔ اور اگر وہ آدم علیہ السلام کو اس طرح پیدا کرتا تو ہمیشہ گردنیں اسکے سامنے جھکی رہتیں۔ اور اس حکم سجدہ میں اس کی آزمائش بھی ملائکہ پر خفیف ہو جاتی۔ اسکے نور کی شرافت اور بزرگی کو دیکھکر سب کے سب سجدہ میں گر پڑتے۔ لیکن خداوند عالم ایسی چیزوں کے ساتھ بندوں کو آزماتا ہے جنہیں وہ نہیں جانتے۔ تاکہ اس آزمائش کے سبب سے اپنے غیر سے جدا ہو جائیں۔ انکا تکبر فنا ہو۔ انکا عجب و تبختر دور ہو جائے۔

اب تم اس فعل سے عبرت حاصل کرو جو خدا نے ابلیس کے ساتھ کیا۔ اسکے طول طویل عمل۔ اس کی سخت کوشش اور تلاش کو ایک ساعت میں باطل کر دیا۔ حالانکہ وہ چھ ہزار برس سے خدا کی عبادت کر رہا تھا۔ اور نہیں معلوم کہ وہ سال دنیا کے ہیں یا آخرت کے۔ پھر کون ہے جو ابلیس کے بعد اسی جیسی معصیت کر کے عقوبت الٰہی سے سالم رہ سکے۔ حاشا و کلّا کبھی نہیں۔ اور پروردگار عالم کبھی اس امر کے سبب سے بشر کو داخل جنت نہ کریگا جسکی وجہ سے ایک فرشتے کو جنت سے خارج کر دیا۔ کیونکہ اُسکا حکم اہل آسمان و اہل زمین میں ایک ہے۔ اور خداوند عالم اور اسکی کسی مخلوق کے درمیان اس امر کے مباح کرنے کی رخصت نہیں جسے اس نے تمام عالم پر حرام کر دیا ہے۔

بندگان خدا! تم حذر کرو۔ کہیں وہ ابلیس اپنے درد (تکبر) کو تم میں نافذ کردے۔ اور آہستہ آہستہ اپنے سواروں اور پیادوں کو تمہاری طرف روانہ کرے۔ مجھے اپنی جان کی قسم! اس نے اپنے جھوٹے وعدوں کے تیر تمہارے واسطے کمان میں جوڑ لئے ہیں۔ وہ اپنی کمان کو نہایت سختی کے ساتھ تمہارے لئے کھینچ رہا ہے۔ اور کس قدر فریب سے وہ تم پر تیرباراں کر رہا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اے میرے پروردگار میں اپنے بہک جانے کے سبب سے زمین میں بندوں کے لئے معاصی کو مزین اور آراستہ کردونگا۔ میں انکی نظر سے غائب رہکر ایک پوشیدہ اور بعید مقام سے ایک سیدھے اور پہنچنے والے گمان کے ساتھ سنگسار کرکے ان تمام کو گمراہ کرونگا۔ چنانچہ حمیت اور غیرت کے بیٹوں۔ تعصب کے بھائیوں۔ تکبر اور جہالت کے سواروں نے ابلیس کے اس قول کی تصدیق کردی (وہ اسکے اغوا میں آگئے) حتیٰ کہ تم لوگوں میں جو سرکش ہیں وہ اس کے مطیع ہوئے۔ اور اسکی طمع تمہارے درمیان محکم و استوار ہو گئی۔ پس حالتیں پوشیدہ اسرار سے نکل کر امور ظاہرہ تک پہنچیں۔ اور جھک گئیں۔ (ظاہر ہوگیا کہ تم میں سے کس کس شخص کو اس نے فریب دیا ہے۔ اور کون کون اسکے اغوا کا شکار ہے)۔ اس کا قبضہ اور تسلط تم پر مضبوط طریقہ سے ہو گیا۔ اور اس کی فوجیں تمہاری طرف یلغار کرتی ہوئی دوڑ پڑیں۔

اب اس ابلیس سیاہ نے تمہیں ذلت اور خواری کے گڑھوں میں ڈالدیا۔ تمہیں قتل کے بھنور میں اُتار دیا۔ تمہاری آنکھوں میں نیزہ زنی کرکے زخموں کی گرمیوں اور شدتوں میں تمہیں روند ڈالا۔ تمہارے حلقوم کو کاٹ دیا۔ تمہاری ناک کو فنا کر ڈالی۔ تمہاری قتلگاہوں کا ارادہ کیا۔ اور قہر و غلبہ کے حلقوں میں کھینچکر تمہیں اس آگ کی طرف روانہ کر دیا جو تمہارے لئے تیار کی گئی ہے۔ پس وہ ابلیس زخم پہنچانے اور باطل کرنے کی رو سے تمہارے دین میں اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کی راہ سے تمہاری دنیا میں ان لوگوں سے بھی زیادہ بزرگ اور مقتدر ہو گیا جن کے لئے تم عداوت کو نصب کر رہے ہو۔ اور

ان سے مقابلہ و محاربہ کرنے پر جمع ہو رہے ہو۔ اب تم اس کے ضرر کو دور کرنے پر مستعد ہو جاؤ اور اپنی کوششوں کو اس کے دفعیہ کے لئے مختص کر دو۔

حیات خداوندی کی قسم ہے۔ اسنے تمہاری اصل (تمہارے جدّ امجد حضرت آدمؑ) پر فخر چاہا۔ تمہاری نجابت اور بزرگی کی قدح اور تحقیر کی (جبکہ پروردگار عالم سے براہ طنز و تحقیر کہا کہ اسی شخص کو مجھ پر بزرگی عطا فرمائی ہے) تمہارے حسب و نسب کی کرامتوں کو دور کر دیا (جبو قت کہ اپنے آپ کو تم سے بزرگ سمجھا) اپنے سواروں کو تمہاری طرف کھینچ لیا (جو واہمہ کے لشکر ہیں) اپنے پیادوں (لشکر تخیلات) کو تمہارے رستے کی طرف متوجہ کر دیا۔ تاکہ ہر مکان میں تمہارا شکار کرلے اور ان کشتوں کو ہر ایک طرف سے ضرب پہنچائے۔ تم اسے کسی حیلہ و تدبیر سے روک نہیں سکتے۔ اور ذلت کی شدتوں۔ تنگی کے حلقوں۔ موت کے میدانوں اور بلاؤں کی جولانگاہوں میں تم کسی حیلہ سے اسے دور نہیں کر سکتے۔

پس وہ عصبیت کی چنگاریاں اور جاہلیت کے کینے جو تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہیں انہیں بجھا دو۔ کیونکہ مرد مسلمان میں یہ حمیّت شیطان کے وسوسوں۔ اسکی نخوتوں۔ اسکے فسادات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور اس حمیّت کو وہی اس کے دل میں پھونک دیتا ہے۔ تم اپنے سروں پر تذلّل۔ فروتنی۔ اور خاکساری کا تاج رکھنے اور عزت طلبی۔ افتخار اور بزرگی کو اپنے پاؤں کے نیچے گرانے پر اعتماد اور تکیہ کرو۔ تکبّر کے طوق کو اپنی گردن سے علیحدہ کر ڈالو۔

اپنے اور اپنے دشمن ابلیس اور اسکے لشکروں کے درمیان تواضع اور فروتنی کی سلاح اور آلات حرب اختیار کرلو۔ بیشک ہر ایک گروہ میں اس کے لشکری۔ اس کے مددگار۔ اس کے پیادے اور سوار موجود ہیں۔ تم اس متکبّر کی مانند نہ بنو جسنے اپنے بھائی پر تکبّر کیا۔ (جو کہ قابیل ہے جس نے بنی نوع انسان میں پہلے پہل اپنے ابن مادر یعنی بھائی کے مقابلے میں تکبّر اختیار کیا) بغیر اس فضیلت اور زیادتی کے جو خداوند عالم نے اس محسود میں پیدا

کی تھی۔ مگر یہ کہ حسد سے پیدا ہونے والی دشمنی کی وجہ سے عظمت اور بزرگی اس کے نفس تک پہنچی (محض عداوت اور حسد کی راہ سے اس نے اپنے آپ کو بزرگ سمجھا ورنہ ہابیل پر اسے کسی قسم کی فضیلت عطا نہیں ہوئی تھی) حمیت اور غیرت نے غصّہ و غضب کی آگ کو اسکے دل میں بھڑکا دیا۔ شیطان نے اس کی ناک میں تکبّر کی ہوا پھونک دی اور ایسی ہوا پھونکی جس کا انجام پروردگار عالم نے ندامت اور پشیمانی قرار دیا۔ اور روز قیامت تک قتل کرنیوالوں کا گناہ اس کے ذمّے لازم کر دیا۔

آگاہ ہو جاؤ! تم بغاوت کی گہرائیوں میں گر گئے۔ خدا سے دشمنی ظاہر کرنے اور امیر المومنین سے مقابلہ و محاربہ کرنے کے سبب سے زمین میں فساد کیا۔ تم اس حمیّت اور غیرت کے تکبّر اور جاہلیت کے فخر سے حذر کرو۔ خدا سے ڈرو۔ خدا سے ڈرو۔ کیونکہ یہ فخر عداوت کا اُٹھانے والا ہے۔ نفخۂ شیطان ہے۔ اور ایسی پھونک ہے جس کے سبب سے اسی شیطان نے گزشتہ امتوں اور اگلے وقت کے لوگوں کو فریب دیا حتیٰ کہ وہ اس کی جہالت کی تاریکیوں۔ اسکی ضلالت میں گرفتار ہو جانے کے مقاموں میں بایں حالت جلدی جلدی گام زن ہوئے کہ ہنکائے جانے میں بالکل اس کے رام تھے۔ اسکی قید کو نرم اور آسان سمجھ لیا۔ ایسے امر کو اختیار کیا جس میں تمام دل ایک دوسرے کے مشابہ تھے اور پے در پے اسی پر زمانے گزر گئے۔ تکبّر کو اپنا شعار بنایا جس کے سبب سے انکے سینے نہایت تنگ ہو گئے۔

آگاہ ہو جاؤ! ڈرو اور اپنے ان بزرگوں اور سرداروں کی اطاعت سے ڈرو جو اپنی شرافت اور نجابت کے سبب سے تکبر میں گرفتار ہیں۔ جو اپنے نسب سے بالا تر بلندیاں تلاش کر رہے ہیں۔ اپنے پروردگار کے کام پر قباحت اور زشتی کو ڈال رہے ہیں (اسکے امور کو قباحتوں سے منسوب کر رہے ہیں) اس کے احکام کو رد کرتے ہوئے اسکے احسانات و انعامات کا کفران کرتے ہوئے اس شے کا انکار کر رہے ہیں جو پروردگار عالم نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ بیشک یہ لوگ تعصب کی بنیادوں کے قاعدے ہیں۔ ارکان فتنہ و فساد کے ستون ہیں اور

جاہلیت کے افتخار بالاجداد کی شمشیریں۔
تم خدا سے ڈرو! اُسکی نعمتیں جو تم پر نازل ہو رہی ہیں ان کے باعث ایک دوسرے کی ضد نہ بنو اس کے وہ افضال واکرام جو تمہارے سامنے موجود ہیں۔ ان کے سبب سے آپس میں حسد نہ کرو۔ اور ان ملانے والوں کی اطاعت نہ کرو جن کی کدورتوں کو تم نے اپنی صاف وشفاف شرابوں کے ساتھ ملا کر پی لیا ہے۔ جن کے امراض کو تم نے اپنی صحت میں مخلوط اور ممزوج کر لیا ہے۔ اور جن کے باطل کو تم نے اپنے امورحقہ میں دخل دے دیا ہے۔ وہ لوگ فسق وفجور کی بنیادیں ہیں۔ وہ پروردگار کی نافرمانیوں کے مصاحب ہیں۔ ابلیس نے انکو اپنی ضلالت کا بوجھ اُٹھانے والے اونٹ اور اپنا لشکر مقرر کیا ہے۔ جن کے سبب سے وہ لوگوں پر حملہ کرتا ہے۔ انہیں اپنا مترجم بنایا ہے۔ تمہاری عقلوں کو چرانے کے لئے انکی زبانوں سے باتیں کرتا ہے۔ انہیں کے سبب سے تمہاری آنکھوں میں داخل ہوتا ہے (دنیا کو تمہاری نگاہوں میں مزین کرتا ہے) اور انہیں کے وسیلے سے تمہارے کانوں میں (دنیا کی آواز) پھونکتا ہے۔ اب اس نے تمہیں (تمہاری عقلوں کو) اپنے تیر پھینکنے کی جگہ (تمہاری آنکھوں کو) اپنے پاؤں رکھنے کا مقام اور (تمہارے کانوں کو) اپنے ہاتھ کے پکڑنے کا موضع بنا لیا۔
تم عبرت حاصل کرو۔ کہ وہ تکبر کرنے والی امتیں جو تم سے پہلے تھیں۔ کیا کیا خدا کے عذاب۔ اس کے غضب۔ اس کے نازل ہونے والے شدائد اور عقوبات وعتاب ان پر نازل ہوئے ہیں۔ تم انکے رخساروں کی منزلوں۔ انکے پہلوؤں کے گرنے کے مقامات سے نصیحت پکڑو۔ نصیحت کبر اور تکبر کے اونٹوں سے خدا کی طرف پناہ لیجاؤ جیسا کہ تم زمانے کی ہلاکتوں سے اس سے پناہ مانگتے ہو۔ سنو! اگر خداوند عالم اپنے بندوں میں سے کسی کو تکبر کی اجازت دیتا تو البتہ اپنے خاص پیغمبروں کو اس کی رخصت عطا فرماتا۔ لیکن اس سبحانہ تعالےٰ نے کبر وتکبر کو انکی طرف سے مکروہ سمجھا۔ انکی تواضع اور فروتنی سے خوش ہوا۔ انہوں نے اپنے رخسار زمین سے چسپاں کر دئے۔ اپنے چہروں کو خاک پر ملا۔ اور مومنین کے لئے اپنے

خدمتگاری کے پروں کو گرادیا۔ وہ ایک گروہ تھے جو ضعیف و ناتوان شمار ہوتے تھے۔ خدا نے
ان کو بھوک اور گرسنگی سے آزمالیا تھا۔ انہیں مشقتیں جھیلنے میں مبتلا کیا تھا۔ ان کے خون کا
امتحان لیا تھا (کہ انکے دل میں کس قدر خوف خدا ہے) اور مصیبتوں سے ان کو مضطرب کردیا تھا
غنا اور فقر کے مقامات میں آزمائش و امتحان کے مواقع کو بھلاکر اولاد اور مال کے ساتھ پروردگار
عالم کی خوشنودی اور اس کے غضب کا اعتبار نہ کرو۔ کیونکہ اس حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا
ہے ایحسبون انما نمدّھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات بل لّا یشعرون
کیا وہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نے انکی مال و اولاد سے مدد کرکے خیرات و منافع میں انہیں
سبقت دی بلکہ وہ نہیں جانتے (انہیں نہیں معلوم کہ ہم نے مال اور اولاد کے ساتھ انکی مدد کرکے
انہیں آزمایا ہے) بیشک پروردگار عالم فی نفسہ متکبر بندوں کو اپنے دوستوں کے ساتھ
آزماتا ہے جو انکی نظر میں ضعیف سمجھے گئے ہیں۔ فی الحقیقت موسےٰ علیہ السّلام مع اپنے بھائی ہارون
کے فرعون کے پاس آئے اور یہ دونو صُوف (پشم) کی عبائیں اوڑھے ہوئے تھے۔ ہاتھوں
میں عصا لئے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرعون سے شرط کی کہ اگر اسلام لے آئے تو اسکی بادشاہی
باقی رہیگی۔ اس کا غلبہ ہمیشہ رہیگا۔ یہ دیکھکر فرعون نے حاضرین سے کہا۔ کیا تم تعجب نہیں
کرتے کہ یہ دونو میرے بقائے مُلک اور دوام عزّت کی شرط کررہے ہیں اور حالت یہ ہے جیسا
کہ تم ان کی فقیری اور ذلّت کا معائنہ کررہے ہو۔ پھر کیوں ان پر ایک مٹھی سونا پھینک نہ
دیا جائے۔ اور فرعون نے یہ لفظ اس لئے کہے کہ وہ سونے کو اور اس کے جمع کرنے کو بزرگ
اور صُوف اور اس کی پوشش کو حقیر سمجھتا تھا۔

جس وقت کہ پروردگار عالم نے اپنے انبیا کو مبعوث فرمایا اگر وہ اس وقت ارادہ کرتا کہ انکے
لئے چاندی سونے کے خزانے۔ خالص سونے کے معادن اور باغات کی کاشت کرنے کے
مقامات کا افتتاح کردے۔ فضائے آسمان میں اُڑنے والے پرندوں اور زمین کے وحشیوں
کو ان کے ساتھ جمع فرمادے (مطیع و فرمانبردار بنادے) تو بے شک وہ ایسا کرسکتا

تھا۔ اور اگر وہ ایسا کرتا تو دولتمند متکبروں کا امتحان ان متواضع نفوس کی ساتھ ساقط ہوجاتا جزاو سزا باطل ہوجاتی۔ خدا کی خبر دہی (علوم یقینیہ حقّہ و احکام شرعیّہ و وعدہ و وعید اخرویہ کی متعلق) مضمحل ہوجاتی۔ بیشک قول خدا و رسول کو قبول کرنے والوں کے لئے امتحان شدہ لوگوں کا ثواب ثابت نہ رہتا۔ نہ مومنین ثواب محسنین کے مستحق ہوتے۔ نہ اسماء و صفات باریتعالےٰ کے لئے معنی لازم رہتے۔ لیکن پروردگار عالم نے اپنے رسولوں کو ان کے ارادوں میں صاحب قوت و استقلال اور انکے حالات ظاہری میں جنہیں آنکھیں دیکھ رہی ہیں (مثل فقر و فاقہ و مصائب) ضعیف و ناتوان بنایا۔ مگر ایسی قناعت کے ساتھ جو ان کے دلوں اور آنکھوں کو تونگری کے ساتھ لبریز کردیتی ہے اور ایسی احتیاج اور فقیری کے ساتھ جو بیدلوں کے کانوں اور اندھوں کی آنکھوں کو اذیت سے پُر کردیتی ہے۔

یہ رسول اگر ایسے صاحب قوّت ہوتے کہ کوئی ان پر تسلط کرنے کا قصد نہ کرسکتا۔ ایسے غلبہ والے ہوتے کہ کوئی ان پر ظلم و ستم نہ کرسکتا۔ ایسے مُلک کے مالک ہوتے جس کی طرف لوگوں کی گردنیں کھنچی چلی آتیں۔ اور مرکبوں کے تنگ کی گرہیں ان کی طرف مضبوط ہوجاتیں (لوگ جوق درجوق ان کے پاس چلے آتے) تو بے شک خلقت کو بہ نسبت آزمائش کے یہ کام بہت سہل اور آسان اور استکبار و تکبّر سے ان کے لئے بہت دور ہوتا (اگر انبیا صاحب دولت و حشمت ہوتے تو پھر کوئی ان کے مقابلے میں تکبّر نہ کرتا۔ اکثر بلکہ ہمگین ان کی اطاعت اختیار کرتے۔ سعید بحسب طینت اور شقی بحسب طبیعت۔ مگر شقی اور سعید کی کوئی پہچان نہ رہتی) اور البتہ یا تو لوگ غالب ہوجانے والے خوف سے ایمان لاتے (جیسے کہ ارباب دولت اپنے مال و منال کی تباہی کے خوف سے ایمان لاتے ہیں) یا ایسی رغبت ہوتی جو انہیں ایمان کی طرف مائل کردیتی (جیسے کہ اکثر لوگ حصول دولت کی امید پر ایمان لاتے ہیں) ان دونو صورتوں میں خلقت کی نیتیں مشترک ہوجاتیں (خوف دنیا و آخرت کے درمیان یا طمع منفعت دنیا و امید ثواب آخرت کے درمیان) اور افعال و اعمال حسنہ

منقسم ہو جاتے (کیونکہ نیتیں مشترک تھیں۔ لہٰذا نصف ثواب کے مستحق ہوتے نہ کہ تمام ثواب کے) لیکن پروردگار عالم نے یہ ارادہ کیا کہ اس کے رسولوں کی اطاعت، اسکی کتابوں کی تصدیق۔ اسکی ذات کے سامنے خضوع و خشوع۔ اس کے حکم کی فرمانبرداری۔ اسکی متابعت کا تسلیم کرنا۔ یہ تمام امور اسی کے لئے مختص ہوں۔ اسکے غیر (طمع دنیوی) کے ساتھ مشترک ہونے کا شائبہ بھی انہیں نہ ہو۔ اور جس قدر کہ امتحان اور آزمائش زیادہ ہوتی ہے اسی قدر ثواب اور جزا کے درجات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ پروردگار عالم نے بندگان اولین کو ابتدائے حضرت آدم صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ سے لیکر اس عالم موجودہ کے آخرین تک پتھروں کے ساتھ آزمایا ایسے پتھر جو نہ ضرر پہنچا سکتے تھے نہ نفع۔ نہ سنتے تھے نہ دیکھتے تھے۔ ان پتھروں کو اپنا ایسا بیت الحرام بنایا جسے لوگوں کی منفعت کے لئے قرارگاہ اور تکیہ گاہ قرار دیا۔ اور بلحاظ پتھر کے قطعات زمین میں سے نہایت ہی سخت قطعہ بروئے کلوخ و زمین خشک دنیا کی شہروں میں تقریباً ایک ہی شہر سخت پہاڑوں۔ ریگ کے ٹیلوں۔ کم آب چشموں اور متفرق قریات کے درمیان اسے ایک نہایت ہی تنگ وادی قرار دیا۔ نہ شتر اس میں پرورش پا کر تر و تازہ اور فربہ ہو سکتے ہیں۔ نہ سُم دار حیوان۔ نہ کھروں والے۔ پھر آدم اور اس کی اولاد کو حکم دیا کہ اپنے قصد اور توجہ کو اس کی طرف مائل کریں۔ پس وہ (بیت الحرام) ان لوگوں کے منافع سفر کا مرجع۔ ان کے بوجھ اُتار دینے کے مکان کی انتہا ہو گیا۔ منقطع ہو جانے والے سمندروں کے جزیروں۔ عمیق غاروں میں واقع ہونے والے مکانوں۔ بے آب و گیاہ اور دور و دراز بیابانوں سے سفر کرتے ہوئے دلوں کے میوے اس (بیت الحرام) کی خواہش کرتے ہیں۔ حتےٰ کہ نہایت شوق کے ساتھ اطاعت کی حالت میں اپنے شانوں کو حرکت دیتے ہیں (سفر بیت الحرام کرتے ہیں) اس کے اطراف میں خوشنودی خدا کے لئے صدائے لبیک بلند کرتے ہیں خداوند تعالےٰ کے لئے بالوں کو پریشان اور غبار آلود کئے ہوئے ایسی حالت میں اپنے پاؤں پر دوڑتے ہیں کہ اپنے پیراہنوں اور لباسوں کو پشت پر لا در کھا ہے۔ اپنے بدن کے

حسین مقامات کو بال نہ ترشوانے کے سبب سے زشت اور بدروپ کر لیا ہے۔ اور یہ حکم امتحان عظیم آزمائش شدید۔ ایک بیّن جانچ پڑتال اور انتہائی رستگاری کے لئے صادر فرمایا اور اس امتحان و آزمائش کو اپنی رحمت کے سبب سے جنت تک پہنچ جانے کا سبب اور وسیلہ قرار دے دیا۔

اگر پروردگار عالم نے اپنے بیت الحرام اور اپنی عبادت کے بزرگ مقامات کو باغوں۔ نہروں۔ نرم اور ہموار زمینوں۔ میوہ کے قریب پہنچے ہوئے درختوں کے جھنڈ۔ گندم کے دانوں سرسبز مرغزاروں۔ باغات والی کشت زاروں۔ پانی سے سیراب رہنے والے اطراف۔ تروتازہ زراعتوں اور آباد رستوں کے درمیان واقع ہونے والے قریات میں قائم کرتا تو بے شک اس امتحان کی نرمی کی بنا پر جزا اور ثواب کی مقدار بھی بالکل قلیل کر دیتا۔ وہ بنیادیں جن پر بیت الحرام محمول ہے۔ وہ پتھر جن کے سبب سے بیت اللہ بلند اور رفیع ہے اگر سرسبز زمرّد۔ سرخ سرخ یاقوت اور نور و روشنی کے درمیان واقع ہوتے تو بیشک اس کے سبب سے سینوں میں شبہات کے غلبے کو خفیف اور ضعیف ابلیس کی کوششوں کو قلوب سے الگ اور شک و شبہہ کے مقامات کو لوگوں سے دور کر دیتا۔ لیکن پروردگار عالم اپنے بندوں کو طرح طرح کی سختیوں سے آزماتا ہے۔ قسم قسم کی مشقتوں سے انکی عبادت کی تحقیق کرتا ہے۔ انواع انواع کے مکروہات میں مبتلا کرتا ہے۔ کیوں؟ انکے دلوں سے تکبّر کو خارج کرنے کے لئے فروتنی۔ ذلت اور خاکساری کو ان کے نفوس میں جگہ دینے کے لئے اور اس لئے کہ اس امتحان آزمائش کو اپنے فضل و کرم کی طرف کھلے ہوئے دروازے۔ اپنی بخشش اور معافی کے لئے آسان سبب مقرر فرما دے۔

ڈرو اور دنیا میں جور و ستم کرنے۔ ظالم ہو کر سختیٔ آخرت کی طرف متوجہ ہونے اور تکبّر کی بد انجامی میں خدا سے ڈرو۔ کیونکہ یہ تکبّر شیطان کا ایک زبردست دام شکار ہے۔ اس کے خدع و فریب کا ایک عظیم مقام ہے۔ یہ تکبّر ایسا ہے کہ ہلاک کر ڈالنے والے

زہروں کے جوش دینے کی مانند لوگوں کے دلوں کو کھولا دیتا ہے۔ یہ تکبّر (یا زہر) اپنے اثر کو کبھی نہیں روکتا۔ کسی عالم کے علم اور کسی فقیر کے پھٹے پرانے کپڑوں کا لحاظ کر کے کبھی انکے مقتل کو خطا نہیں کرتا۔ اسی سبب سے کہ یہ تکبّر قتال ہے) پروردگار نے اپنے مومن بندوں کی نماز زکوٰۃ اور ایام مفروضات میں صیام کی کوششوں کے ساتھ حفاظت کی ہے۔ تاکہ ان کے ہاتھ پاؤں آرام پائیں۔ ان کی آنکھیں جُھک جائیں۔ ان کے نفوس میں تذلّل اور خاکساری پیدا ہو جائے۔ ان کے قلب پست ہو جائیں اور اس تکبّر کا زوال ان اشیاء کو کر دیا ہے جو ان عبادات میں موجود ہیں جیسے کہ خاکساری کی راہ سے چہروں کو خاک آلود کرنا۔ حقارت کی تلاش کے سبب سے اپنے شریف اعضا کو زمین سے چپاں کرنا۔ ذلّت کی جستجو کی بابت روزہ داری کے شکم کو پشت کے ساتھ ملحق کر دینا۔ ادائے زکوٰۃ کے وقت ثمرات و منافع زمین وغیرہ ذالک کو محتاجوں اور فقیروں کے درمیان صرف کرنا۔ دیکھو ان عبادات میں کس طرح فخر ہائے آشکار کو، ہر طرف اور تکبّر کے ظاہر ہونے کو منع کیا گیا ہے۔

میں نے خوب غور سے دیکھا۔ مگر دنیا والوں میں سے کسی شخص کو ایسا نہ پایا جو اشیا میں سے کسی شے کے سبب سے تعصّب کرے (مگر اس علت کی سبب سے جو یا تو نادان کی تلبیسات کو اٹھائے ہوئے ہو یا بیوقوں کی عقل کے ساتھ چپاں ہو۔ مگر سوائے تمہارے اے اہل کوفہ! کیونکہ تم لوگ ایسے امور میں تعصب کرتے ہو جس کی وجہ اور جس کی علت ابلیس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اس ابلیس نے آدم علیہ السّلام پر ان کی طینت کے سبب سے تعصّب کیا۔ اپنی خلقت کی سبب سے ان پر اعتراض کیا اور کہا میں ناری ہوں تو خاکی ہے۔ لیکن مرفہ الحال امتوں میں سے صاحبان نعمت نے نعمتوں کے واقع ہونے کے مقامات کے فوائد کے سبب سے تعصّب اختیار کیا اور کہا کہ ہم کثیر الاولاد ہیں کثیر المال ہیں۔ اور ہم عذاب کردہ شدہ نہیں۔ پس اگر تعصّب ضروری ہی ہو تو بزرگ خصائل۔ محمود اور قابل تعریف افعال اور امور حسنہ کی سبب سے تمہارا تعصّب ہونا چاہیئے جن میں عرب کے بزرگ اور صاحب مجد خاندانوں اور قبیلوں کے صاحب رفعت

دلبندی امیروں نے خلقہائے مرغوب۔ عقلہائے بزرگ۔ جلیل الشان افکار اور پسندیدہ علامتوں کے سبب سے زیادتی اور فضیلت کی تلاش کی ہو۔

تم خصائل محمودہ کے لئے ضرور تعصب کرو جیسے کہ ہمسائے کی محافظت۔ عہد و پیمان کی وفا۔ نیکی کی اطاعت۔ تکبر کی نافرمانی۔ فضیلت اور بزرگی کا حصول۔ بغاوت اور ظلم سے بچنا۔ قتل کو بہت بڑا امر اور برا سمجھنا۔ خلق کے ساتھ انصاف کرنا۔ غصہ کا ضبط۔ فساد فی الارض سے اجتناب۔ وہ عقوبتیں جو بدکرداری اور زشتی اعمال کے باعث تم سے پہلی امتوں پر نازل ہوئی ہیں۔ ان سے ڈرو۔ یاد کرو۔ خیر اور شر میں ان کی کیا حالتیں تھیں۔ تم حذر کرو اس بات سے کہ ان کے مانند ہو جاؤ۔ اب جس وقت کہ تم انکے حالات کی تفاوت کے متعلق فکر سے کام لو تو اس امر کو اپنی ذات سے لازم کر لو جس کے سبب سے عزت انکے حالات کے ساتھ لازم ہوئی۔ جس کے سبب سے دشمن ان سے دور ہو گئے۔ عافیت ان کی طرف جاری ہوئی۔ نعمتیں انکی مطیع و منقاد ہوئیں۔ تفرقہ سے بچنے۔ باہم الفت و محبت کو لازم کر لینے۔ اسی الفت کی ترغیب دینے اور اسی کی وصیت کرنے کے سبب سے کرامت اور بزرگی ان کے اجتماع کی رسیوں سے پیوستہ ہو گئی۔ اور ہر ایک اس کام سے پرہیز کرو جسنے انکی پشت کے فقروں (مہروں) کو توڑ ڈالا۔ دلوں میں کینہ رکھنے۔ سینوں میں دشمنی کے اٹھانے۔ ایک دوسرے سے پشت پھرا لینے اور باہم ہاتھوں کی مدد نہ کرنے کے سبب سے ان کی قوت ضعیف اور سست ہو گئی۔

تم ان مومنین کے حالات کو تدبر اور تفکر کی نگاہوں سے دیکھو جو تم سے پہلے گزر گئے کہ وہ لوگ آزمائش اور امتحان کی حالت میں کیونکر بسر کرتے تھے۔ کیا وہ لوگ ایک سنگین بوجھ اٹھانے کی لحاظ سے سخت ترین مخلوق نہ تھے؟ کیا از روئے امتحان و آزمائش بندوں میں سب سے زیادہ مشقت اٹھانے والے نہ تھے؟ کیا از راہ حالت وہ تمام اہل دنیا سے زیادہ تنگ اور تنگدست نہ تھے؟ جابر بادشاہوں نے انہیں گرفتار کیا۔ انہیں نہایت ہی

بڑا عذاب پہنچایا۔ انہیں سخت تلخیوں کے پیالے پلائے۔ ہلاکت کی ذلتوں اور سلطنت کی مغلوبیت میں ہمیشہ ان کا یہی حال تھا۔ ان تکلیفوں کے روکنے کے لئے کوئی چارۂ کار نہ پاتے تھے۔ دفاع کرنے کا کوئی رستہ نہ دیکھتے تھے حتیٰ کہ پروردگار عالم نے اپنی دوستی میں اذیت کھینچنے پر ان سے صبر کی تلاش اور کوشش اور اپنے خوف کے سبب سے مکروہات و مصائب کے اٹھانے کو دیکھا انکے لئے بلاؤں کی تنگیوں کو کشائش مقرر کیا۔ ذلت کی جگہ عزت۔ خوف کی جگہ امن کو ان کے لئے بدل دیا۔ پس وہ لوگ بادشاہ۔ حکام۔ پیشوایان راہ نما ہو گئے۔ اور خداوند تعالٰے کی جانب سے وہ کرامت انہیں پہنچی کہ جس کی طرف آرزوئیں روانہ نہ کرتی تھیں (انہیں ان مدارج کی آرزو بھی نہ تھی)۔

اب تم دیکھو کہ اشراف و بزرگان قوم کیونکر آپس میں جمع تھے۔ خواہشیں متفق تھیں۔ قلوب راستی کی طرف مائل تھے۔ ہاتھ ایک دوسرے کے معاون تھے۔ تلواریں ایک دوسرے کی مددگار تھیں۔ نگاہیں انجام کار کو دیکھ لیتی تھیں۔ نیتیں واحد تھیں۔ کیا وہ اطراف زمین میں پرورش کنندہ نہ تھے؟ کیا وہ اہل دنیا کی گردنوں پر حاکم اور بادشاہ نہ تھے۔ اب تم ان امور کی طرف دیکھو جو انکے انجام میں واقع ہوئے جبکہ ان میں تفرقہ واقع ہو گیا۔ الفتیں پراگندہ ہو گئیں۔ دل اور زبانیں مختلف ہو گئیں۔ وہ ایک دوسرے سے مخالف ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ایک دوسرے سے جنگ کر کے متفرق ہو رہے۔ پروردگار عالم نے اپنی کرامت کا لباس ان پر سے اُتار لیا۔ اپنی نعمت کی خوشنودی کو ان سے سلب کر لیا۔ اور ان کی خبروں کے قصے تم لوگوں میں عبرت کے لئے باقی چھوڑ دئے تاکہ تم میں عبرت حاصل کرنے والے لوگ عبرت حاصل کریں۔

تم اولاد اسمٰعیل و بنی اسحاق و بنی اسرائیل کی حالتوں کو دیکھکر عبرت حاصل کرو انکے حالات کی مناسبت کس قدر زیادہ ہے۔ انکی مثالوں کی مشابہت کس قدر قریب ہے۔ انکے امور میں تامل کرو۔ انکے پراگندہ ہونے کی حالت کو دیکھو اور ان راتوں میں انکی تفریق کا اندازہ کرو جبکہ اکاسرہ یعنی شاہان عجم اور قیاصرہ یعنی شاہان روم انکے خداوند اور بادشاہ تھے۔ انہیں

آفاق کے پُر نعمت مکانوں۔ عراق کے دریاؤں اور دنیا کے سبزہ زاروں سے لیکر شیح[1] کے اُگنے کے مقامات ہوا کی جولانیوں کے بیابان اور مکان ہائے سختی معیشت تک جمع کر دیتے تھے۔ پھر انہوں نے ان کو ایسی حالت میں چھوڑ دیا کہ یہ فقیر و محتاج ہو گئے۔ یہ زخم دار اونٹوں کے مصاحب اور اُون والی بکریوں کے مالک (اونٹ اور بکریاں چرانے والے) بن گئے۔ بلحاظ مکانات ذلیل ترین امم اور براہ قیام تنگ ترین قبائل ہو گئے۔ کسی دعوت کے پروں کے نیچے نہ آتے تھے جو ان سے تمسک کر لیں (کوئی اپنے مقامات میں ان کی دعوت نہ کرتا تھا جو اس کی پناہ لیں) نہ کسی کی محبت کے سائے میں آنا نصیب ہوتا تھا جسکی عزت پر یہ اعتماد اور بھروسہ کر لیں دختروں کو زندہ در گور کرنے۔ بتوں کے پوجنے۔ صلۂ رحم کے منقطع کرنے۔ متفرق دشمنوں کے ہاتھ سے تاراج ہونے کے سبب سے جہل و نادانی میں گرفتار ہو کر۔ دشوار بلاؤں میں مبتلا رہکر۔ انکی کثرت متفرق ہو گئی۔ ہاتھوں (قوتوں) میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور ان کے حالات مضطرب ہو کر رہ گئے۔ تم ان پر خدا کی نعمتوں کے نازل ہونے کے مقامات کی طرف نظر کرو جبکہ ان کی طرف ایک عظیم الشان پیغمبر (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ) کو مبعوث فرمایا۔ ان کی اطاعت کو اسکی شریعت کے ساتھ لبستہ کر دیا۔ انکی الفت کو اس کی دعوت پر جمع فرما دیا کس طرح نعمتوں نے اپنی کرامت کے بازو ان پر پھیلا دئے۔ اور خوش گزرانی کی نہروں کو ان کی طرف جاری کر دیا۔ اپنی برکت کے فائدوں میں ان کی شریعت کو جمع کیا۔ انہوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ نعمتوں میں غرق اور معیشت کی سرسبزی میں خوشحال ہو گئے۔ ان کے امور نے بادشاہ قاہر اور غالب کے سائے میں منزل حاصل کی انکے حالات نے انکو غلبہ کرنے والی عزت کے پہلو میں جگہ دیدی۔ قائم اور برقرار بادشاہی کی بلندی میں امور نے ان پر مہربانی کی۔ وہ اہل عالم پر حکمران اور اطراف زمین میں بادشاہ ہوئے۔ اور اب ایسے شخص کے امور کے مالک ہو رہے ہیں جو ان کے امور کا مالک تھا۔ اس شخص کے بارے میں

[1] شیح ایک قسم کی گھانس ہے جسے فارسی میں درمنہ کہتے ہیں ۱۲

احکام جاری کر رہے ہیں جو ان کے بارے میں جاری کیا کرتا تھا۔ نہ کوئی نیزہ انکے لئے ہاتھوں میں دبایا گیا ہے نہ کوئی پتھر انکے لئے کوفتہ کیا گیا ہے (کوئی شخص انکی قوت کے سبب سے انہیں برائی نہیں پہنچا سکتا) آگاہ ہو جاؤ! کہ اطاعت کی رسی سے تم نے اپنے ہاتھوں کو حرکت دی ہے۔ وہ حصار جو تمہاری گرد کھینچا گیا تھا تم نے احکام جاہلیت کی پیروی کر کے اس میں رخنے ڈالدئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ محبت اور الفت کی رسی جو تمام امت کے درمیان باندھی گئی ہے جس کے سائے میں وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ نعمتوں کے ساتھ جسکے پہلو میں جگہ لیتے ہیں۔ اسکے سبب سے پروردگار عالم نے تمام امت پر احسان رکھا ہے۔ مخلوقات میں سے ایک متنفس بھی اسکی قیمت کو نہیں جانتا کیونکہ وہ ہر ایک قیمت سے بالاتر ہے اور ہر ایک بزرگ چیز سے بزرگتر۔

خوب جان لو! کہ تم لوگ ہجرت کے بعد بیابان جہالت کے ساکن ہو گئے (مدینۂ علم کو جھٹلا دیا) اور دوست ہونے کے بعد مختلف مختلف گروہ اور فرقے ہو گئے۔ تم فقط اسلام کے نام سے تعلق رکھتے ہو ایمان سے تمہیں کوئی علاقہ نہیں۔ فقط اس کی علامت کو پہچانتے ہو جو (اظہار شہادتین ہے) تمہارا قول ہے کہ آتش جہنم قبول مگر ننگ و عار گوارا نہ کرینگے۔ گویا تم ارادہ کر رہے ہو کہ اس ظرف اسلام کو اس کی ہتک حرمت کر کے۔ اسکے عہد و میثاق کو توڑ کر منہ کے بھل گرا دو۔ وہ اسلام جسے پروردگار نے تمہارے لئے اپنی زمین میں حرم (دشمنوں کو داخل ہونے سے منع کرنیوالا) اور اپنی خلقت کے درمیان جائے امن قرار دیا۔ اور بیشک اگر تم غیر اسلام کی طرف پناہ لے جاؤ۔ اور کفار تم سے محاربہ کریں تو پھر نہ جبرئیل و میکائیل تمہاری مدد کر سکتے ہیں نہ مہاجرین و انصار۔ سوائے اسکے کہ تم آپس میں اپنی شمشیروں کو کوفتہ کر لو۔ حتیٰ کہ پروردگار عالم تمہارے درمیان حکم صادر کرے۔ بیشک تمہارے پاس خدا کے عذاب۔ اس کے عقوبات کی کوفتگی اس کے ایام غضب۔ اسکے وقائع عقاب کی مثالیں موجود ہیں۔ تم اس کی گرفت کو جھٹلا کر اس کے خشم اور غصّہ کو سہل سمجھ کر۔ اس کے عذاب سے ناامید ہو کر۔ ان وعدہ ہائے عذاب کو دور نہ سمجھو۔ کیونکہ پروردگار عالم نے گزشتہ زمانہ کی امتوں پر تمہارے سامنے

لعنت نہیں کی۔ مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کر دینے کے سبب سے۔ پس نادانوں اور بیوقوفوں پر ارتکاب معاصی کے سبب سے لعنت کی۔ اور عقلمندوں کو ترک نہی عن المنکر کے سبب سے۔ آگاہ ہو جاؤ! تم نے اسلام کی بندش کو قطع کر ڈالا۔ اس کے حدود کو معطل اور اس کے احکام کو بالکل مُردہ کر دیا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ پروردگار عالم نے مجھے ظالموں، نکث بیعت کرنے والوں اور فساد فی الارض کے بانیوں سے قتال کا حکم دیا ہے۔ لیکن بیعت توڑنے والے۔ میں نے ان سے مقاتلہ کیا۔ اور صاحبان ظلم و جور (اہل شام)۔ میں نے ان سے جہاد کیا۔ اور مارقین یعنی مردمان مفسد خارج از دین (خوارج) میں نے انہیں بھی ذلیل و خوار کر دیا۔ اب رہا ردھہ[1] کا شیطان۔ میں اسکے قتل کے لئے اس صدائے صاعقہ[2] کے باعث کافی ہو گیا۔ جس کے سبب سے میں نے اسکے دل کی طپش کی آواز اور اس کے سینے کے جنبش کرنے کی صدا سُن لی۔ اور اہل بغاوت میں سے کچھ تھوڑا سا بقیہ (گروہ شامی) باقی رہگیا۔ البتہ اگر پروردگار عالم مجھے مکرر انکے ساتھ مقاتلہ کرنے کا اذن دیتا تو بیشک میں انہیں مقہور و مغلوب کر دیتا۔ الّا یہ کہ وہ اطراف بلاد میں نہایت پریشانی کے ساتھ منتشر اور متفرق ہو جاتے۔

میں نے بزرگان عرب کے سینوں کو زمین پر رکھدیا اور قبیلۂ ربیعہ و مضر کی نئی برآمد ہونے والی شاخوں کو توڑ ڈالا۔ تم اس قرابت قریبہ اور منزلت خاصّہ کے ساتھ خوب جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے نزدیک میرا کیا مقام ہے۔ جب میں لڑکا تھا تو آپ نے مجھے اپنی گود میں اُٹھایا۔ اپنے سینے سے لپٹایا۔ اپنے فرش پر مجھے اپنے پہلو میں رکھتے تھے

---

[1] ردھہ نہروان میں ایک مقام کا نام ہے ۱۲

[2] روایت میں وارد ہے کہ جنگ نہروان میں جناب امیر علیہ السّلام نے ایک ایسا نعرہ کیا کہ ذوالثدیہ جو اس قوم کا بزرگ اور شیطان تھا اس کے خوف سے بھاگا اور غاروں میں گر کر ہلاک ہو گیا۔ اور بقول صاحب منتھی الارب شیطان ردھہ سے مراد معاویہ ابن ابوسفیان بھی ہے ۱۲

جسم اطہر کو میرے جسم سے مَس کرتے تھے۔ اپنی خوشبو مجھے سنگھاتے تھے۔ پہلے کسی چیز (طعام) کو خود چباتے تھے۔ پھر میرے مُنہ میں وہ لقمہ دیتے تھے۔ آپ نے میری گفتار میں کوئی دروغ اور میرے کردار میں کوئی فساد نہیں پایا۔ اور جس وقت جناب رسول اللہ کا دودھ بڑھایا گیا تو اُسی وقت سے پروردگار عالم نے اپنے فرشتوں میں سے ایک بزرگ فرشتے (جبرئیل علیہ السلام) کو آپ کا ہم نشین اور جلیس بنا دیا کہ آپ کو روز و شب کل عالم (ماسوے اللہ) کے اخلاق کریمہ و محاسن عظیمہ کے رستوں پر سالک کرتا تھا۔ اور میں ان کی اس طرح پیروی کرتا تھا جیساکہ بچۂ شتر اپنی ماں کی پیروی کیا کرتا ہے۔ آپ ہر روز مجھے اپنے اخلاق کریمہ کے ایک علم کی تعلیم کرتے تھے اور مجھے اس کی پیروی کا حکم دیتے تھے۔ ہر سال میں ایک مہینہ آپ کوہ حرا میں مقیم رہتے تھے۔ میں آپ کو دیکھتا تھا اور میرے سوا کوئی نہ دیکھ سکتا تھا۔ کسی گھرانے کے لوگ اس روز اسلام کے حلقہ میں جمع نہ تھے سوائے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وحضرت خدیجہ کے اور میں ان دونو کا تیسرا تھا۔ میں وحی اور رسالت کا نور دیکھتا تھا۔ ریح نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا۔ جس وقت وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی فریاد (قوت غصبیہ و شہوتیہ کے انکسار کی صدا) سُنی۔ عرض کی یا رسول اللہ یہ کیسی فریاد ہے؟ فرمایا یہ شیطان ہے جو اپنی عبادت اور اپنے تسلط سے مایوس ہو گیا بیشک جو میں سُنتا ہوں تو بھی سُنتا ہے۔ جو کچھ میں دیکھتا ہوں تو بھی دیکھتا ہے۔ اِلّا یہ کہ تو نبی نہیں ہے۔ لیکن نبی کا وزیر ہے۔ اور بے شک تو ایک خیر بزرگ (اسلام) پر ثابت رہے گا۔

میں اس وقت جناب رسول اللہ کے ساتھ ہی تھا جبکہ بزرگان قریش حضرت کی خدمت میں آئے اور کہا "اے محمد تو ایک امر بزرگ کا دعوےٰ کرتا ہے۔ جسکا تیرے آبا و اجداد اور تیرے گھر میں سے کسی شخص نے دعوےٰ نہیں کیا۔ ہم تجھ سے ایک امر کا سوال کرتے

ہیں۔ اگر تو نے اسکا جواب ہمیں دیدیا اور اس چیز کو ہمیں دکھا دیا تو ہم جان لیں گے کہ بیشک تو نبی اور رسول ہے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ تو ایک بڑا جھوٹا جادوگر ہے۔" یہ سنکر جناب رسول اللہ نے ان لوگوں سے فرمایا۔ تم کیا سوال کرتے ہو۔ وہ کہنے لگے کہ اس درخت کو (جو سامنے موجود ہے) ہماری خاطر سے بلا لو حتےٰ کہ یہ اپنی جڑوں سمیت اُکھڑ کر چلا آئے۔ اور تیرے سامنے کھڑا ہو جائے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا۔ بیشک خداوند عالم ہر ایک شے پر قادر ہے لیکن اگر خداوند عالم تمہارے لئے ایسا ہی کر دے تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ شہادت حقہ ادا کرو گے؟ انہوں نے کہا "ہاں" آپ نے فرمایا میں ابھی تمہیں اس چیز کو دکھاتا ہوں جسے تم طلب کرتے ہو۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم امر خیر (اسلام) کی طرف رجوع نہ کرو گے۔ تم میں وہ شخص[1] موجود ہے جو کشتہ کر کے کنوئیں میں ڈالدیا جائیگا اور وہ شخص[2] حاضر ہے جو اپنے گروہ میں تفرقہ ڈالکر انہیں مختلف گروہوں میں تقسیم کر رہا ہے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا "اے شجر اگر تو خدا اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے۔ اگر تو جانتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں تو اپنی جڑوں سمیت اُکھڑ کر باذن اللہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو جا"۔ قسم اس ذات وحدہ لاشریک کی جس نے حضرت کو مبعوث فرمایا ہے وہ اپنی جڑوں سمیت اُکھڑ کر وہاں سے چلا۔ ایک سخت آواز اس سے پیدا تھی اور ایک ایسی صدا نکل رہی تھی جیسے ایک تیز پرندے کے پروں سے اڑتے وقت پیدا ہوتی ہے۔ حتےٰ کہ وہ اپنے پر و بال کھولے ہوئے حضرت کے سامنے آگیا۔ اپنی ایک طویل شاخ کو حضرت پر ڈالا اور بعض ٹہنیوں کو میرے شانے پر بھی۔ کیونکہ میں حضرت کے دائیں جانب بیٹھا ہوا تھا۔ جب قریش نے یہ امر مشاہدہ کیا تو سرکشی اور تکبر کی راہ سے کہنے لگے۔ "اب اس درخت کو حکم دے کہ اس کا نصف تیرے پاس چلا آئے اور نصف دیگر اپنی جگہ پر قائم رہے"۔ حضرت نے یہی حکم دیا۔ حکم سنتے ہی اس درخت کا آدھا حصہ نہایت ہی عجیب اور سخت طریقہ سے پہلی مرتبہ سے زیادہ آواز اور صدا دیتا ہوا چلا اور قریب تھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کو لپیٹ لے۔ یہ دیکھکر پھر انہوں نے

---

[1] چنانچہ ابوجہل اور عتبہ بن ولید وغیرہ کے کشتے بروز جنگ بدر کنوئیں میں ڈالے گئے ۱۲

[2] جیساکہ ابو سفیان و عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ ۱۲

کفر اور سرکشی کی راہ سے کہا۔ "اس آدھے حصے کو حکم دے کہ اپنے نصف دیگر کی طرف پلٹ جائے، جیسا کہ پہلے تھا (ویسا ہی باہم پیوست ہو جائے) پس حضرت نے حکم دیا اور وہ پلٹ گیا۔ اس وقت میں نے کہا۔ "سوائے خدا کے کوئی خدا نہیں۔ یا رسول اللہ میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں اور سب سے پہلا شخص ہوں۔ جو تیری نبوت کی تصدیق اور تیرے کلمات کی بزرگی کے لئے اس درخت سے مشاہدہ ہونے والے افعال کا اقرار کر رہا ہے۔ جو بحکم خداوند تعالیٰ اس سے صادر ہوئے" یہ دیکھکر اس گروہ نے کہا۔ نہیں نہیں بلکہ یہ جھوٹا جادوگر ہے اور جادوگری میں نہایت ہی چالاک اور چابک دست ہے۔ اور کیا اس شخص کے مانند اور بھی کوئی تصدیق کر سکتا ہے۔ اور اس اشارے سے مراد مجھے لیا۔ اور بیشک میں اس گروہ میں سے ہوں جنہیں راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہیں پکڑ سکتی۔ ان کی صورتیں صدیقین کی صورتیں ہیں۔ ان کے کلام متقیوں کے کلام ہیں۔ وہ خدا کی یاد میں راتوں کے آباد کرنے والے ہیں اور دن میں متلاشیان ہدایت کے لئے ہدایت کی نشانیاں۔ وہ قرآن کی ریسمان سے متمسک ہیں طریقہ خدا و طریقۂ رسول کو زندہ کرتے ہیں وہ تکبر نہیں کرتے۔ وہ بلندیوں کے طالب نہیں۔ وہ حاسد اور کینہ ور نہیں۔ وہ فتنہ و فساد برپا نہیں کرتے۔ ان کے دل جنت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جسم اعمال و عبادات میں۔

کلام امام علیہ السلام

جب عثمان محصور ہو گئے تو حضرت سے سوال کیا کہ آپ کچھ روز کے لئے اس کی جاگیر ینبع کی طرف مدینہ سے نکل کر جائیں تا کہ لوگوں کا شور و غل ان کے نام کے ساتھ کم ہو جائے کیونکہ لوگ یہی کہہ رہے تھے کہ ہم اسے معزول کر کے جناب امیر کو خلیفہ کریں گے تو اس مطلب کے اظہار کے لئے بطور قاصد عبداللہ ابن عباس کو حضرت کے پاس بھیجا۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی یہی سوال کر چکا تھا۔ بہر حال جناب امیر علیہ السلام نے عبداللہ ابن عباس سے فرمایا۔ اے ابن عباس

عثمان کا یہ ارادہ ہے کہ مجھے پانی کی مشکیں لاد کر چلنے والا اونٹ بنا دے کہ میں مدینہ میں آؤں اور وہاں سے روگردانی کروں۔ بیرون مدینہ میرے پاس قاصد بھیجا تاکہ میں مدینہ میں چلا آؤں۔ اور اب قاصد بھیجا ہے کہ میں یہاں سے نکل جاؤں۔ قسم خدا کی میں نے محاصرہ کو اس سے دفع کیا حتیٰ کہ اب مجھے گنہگار ہونے کا خوف ہے (کیونکہ وہ لوگ جو حق کی طرف مائل ہوں ان کی زجر و توبیخ بیشک گناہ ہے۔ اور وہ خلیفہ برحق یعنی ذات مبارک کی طرف ہی رجوع کر رہے تھے)۔

کلام امام علیہ السلام

رسول خدا کے ہجرت کرنے کے بعد آپ پر جو سختیاں واقع ہوئیں کیونکہ آپ بحکم حضرت امانتوں کی ادائگی اور دیگر مصلحتوں کے سبب سے مکہ معظمہ ہی میں تشریف فرما تھے حتیٰ کہ آپ کے ہی بستر پر آرام کیا۔ جس رات کہ کفار نے جناب پیغمبر کے قتل کا مشورہ کیا تھا ان سختیوں کا ذکر آپ نے ایک طولانی تقریر میں فرمایا ہے جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔ "پس میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے رستے کی متابعت کی۔ میں آپ کی تلاش [1] میں روانہ ہوا۔ ایک ایک منزل میں آپ کی خبر دریافت کرتا تھا حتیٰ کہ منزل عرج میں حضرت کو پالیا"۔

[1] وہ فقرہ جس کا یہ ترجمہ ہے یہ ہے فاطاء ذکرہ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ میں نے انکے ذکر کو روند ڈالا جس کا مطلب یہ ہے۔ جو اوپر رقم کر دیا گیا۔ سید رضی علیہ الرحمہ اس فقرے کی نسبت فرماتے ہیں کہ "یہ فقرہ انتہائی ایجاز اور فصاحت تک پہنچا ہوا ہے"۔ ہمارے خیال میں زمانہ والے جو معمولی معمولی ادیبوں کے کلام شستہ کر اعجاز اعجاز کے نعرے بلند کیا کرتے ہیں اگر اس فقرے کی نسبت اس لفظ کا استعمال کریں تو نہایت ہی مناسب اور انسب ہے۔ اسی بنا پر مبصرین کا قول ہے کہ مواعظ پند و نصائح کے علاوہ جس فصاحت و بلاغت اور کمالات علم ادب پر یہ کتاب شامل ہے کوئی دوسری کتاب نہیں ہو سکتی۔ الا قرآن۔ پھر کیوں نہ ہو کہ یہ آخر وہی تو آبدار موتی ہیں جو قرآن ناطق کے صدف دہن سے نکلے ہیں ۱۲

خطبہ جناب امیر علیہ السلام

تم عمل و عبادت کرو۔ کیونکہ اس وقت تم بقا کی وسعت میں موجود ہو۔ نامۂ اعمال کھلے ہوئے ہیں (جو چاہو درج کرا لو) توبہ کا بستر بچھا ہوا ہے۔ حق کی طرف سے پیٹھ پھرانے والا حق کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اور گناہگار کو توبہ کی طرف رجوع کرنے کی امید ہے۔ تم عمل کرو قبل اس کے کہ عمل و عبادت کا شوق (موت کے سبب سے) مٹ جائے۔ مہلت منقطع ہو جائے۔ مدت عمر گزر جائے۔ توبہ کا دروازہ بند ہو۔ ملائکہ (نامۂ اعمال کو لیکر) اوپر صعود کر جائیں۔ جو انسان اپنے نفس کے لئے اپنے ہی نفس سے منفعت حاصل کرے۔ اپنی ہی زندگی سے اپنی موت کے لئے حیات اخذ کرے۔ اپنی ہی نیستی سے اپنے باقی رہنے کی سبیل نکالے۔ اپنی رواں دواں عمر سے قائم رہنے والی عمر کی تحصیل کرے تو ایسا شخص وہ ہے جو خدا سے خوف کرتا ہے۔ یہ ایسا شخص ہے جس نے نہایت ہی مناسب لگام کے ساتھ اپنے نفس کی حفاظت کی ہے اور نہایت ہی مناسب اور لائق مہار کے ساتھ اسے کھینچ لیا ہے۔ پس لگام کے ساتھ تو اُسے خدا کی نافرمانی سے باز رکھا ہے اور مہار کے ساتھ اسے اطاعت الٰہی کی طرف کھینچ لیا ہے۔

کلام امام علیہ السلام

حکمین (عمرو عاص و ابو موسٰے اشعری) اور اہل شام کی مذمت میں ارشاد فرماتے ہیں۔
وہ لوگ (اہل شام از عمرو عاص و ابو موسٰے اشعری) ستمگار ہیں۔ رذیل ہیں۔ شریر ہیں۔ رذیلوں کے غلام ہیں۔ یہ ہر ایک جانب سے جمع ہوئے اور ہر ایک مخلوط و ممزوج کو چُن لیا (میل ملاپ کی جگہ تفرقہ اندازی کر دی) یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے لئے سزاوار ہے کہ انہیں سمجھایا جائے۔ تادیب کیجائے۔ تعلیم دی جائے۔ انہیں امور حقّہ کا خوگر

کیا جائے۔ ایک حافظ اور نگہبان (بچوں کی مانند) اُن پر مقرر ہو اور (لڑکوں کی طرح) انکا ہاتھ پکڑا جائے۔ یہ لوگ مہاجرین و انصار میں سے نہیں۔ نہ ان لوگوں میں سے ہیں جو مدینہ میں قبل از ہجرت اسلام لائے تھے۔ اور جنہوں نے وہاں مسجد بنائی تھی۔

آگاہ ہو جاؤ! کہ ان لوگوں نے اپنے نفسوں کے لئے اپنے نزدیک ترین قوم (عمرو عاص کو اختیار کیا۔ اس چیز (تسلّط و سلطنت معاویہ) کے سبب جسے وہ دوست رکھتے ہیں اور تم نے اپنی حکومت اور اپنی طرف سے حَکَم بننے کے لئے نزدیک ترین قوم (ابو موسےٰ اشعری) کو اس چیز (تسلّط و سلطنت حضرت) کے سبب اختیار کیا جسے تم مکروہ سمجھتے تھے۔ حالانکہ ابھی کل ہی تم نے عبداللہ بن قیس (ابو موسےٰ) کے ساتھ عہد کیا تھا۔ تم نے اس سے ملاقات کی تھی (جب میں جنگ جمل کے لئے بصرے کی طرف جا رہا تھا) اور وہ کہہ رہا تھا کہ یہ حرکت باعث فتنہ و فساد ہے۔ تم اپنی کمانوں کے چلّوں کو کاٹ ڈالو اپنی تلواروں کو میان میں کر لو۔ اگر وہ اپنے اس قول میں صادق تھا تو وہ اس سفر میں ہمارے ہمرکاب رہکر سخت گناہ کا مرتکب ہوا۔ اور اگر وہ کاذب تھا تو صریحاً اُس کا اتہام اور فسق و فجور ثابت ہوتا ہے۔ خیر بہر طور اب تم عبداللہ ابن عباس کے حکم کے ساتھ (جو امیر المومنین کی خلافت کے مشتاق ہیں) عمرو عاص کے سینے میں (جو شوق امارت معاویہ ہے اس کو) دفع کر دو۔ زمانے سے مہلت حاصل کرو۔ فرصت کو غنیمت سمجھو۔ کیا تم اپنے شہروں کو نہیں دیکھتے ہو۔ جن پر دشمن چڑھائی کر کے جنگ کر رہے ہیں۔ کیا اپنے ان پتھروں (قلعوں) پر نگاہ نہیں ڈالتے ہو جن کی طرف مخالفوں کے تیر پھینکے جا رہے ہیں۔

خطبۂ جناب امیر علیہ السّلام

اس خطبہ میں حضرت آل محمد علیہم السّلام کے اوصاف حمیدہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ وہ (آل محمدؐ)

علم کی زندگی ہیں۔ جہالت کی موت ہیں۔ (جہالت کے مار ڈالنے والے ہیں)۔ ان کی بُرد باری تمہیں ان کے علم کی خبر دیتی ہے۔ انکی خموشیاں۔ انکی درستی اور راستی کلام کی دلیں ہیں۔ وہ حق کے مخالف نہیں ہوتے۔ نہ اُس میں اختلاف کرتے ہیں۔ وہ اسلام کے ستون ہیں۔ وہ تمسک کرنے کے لئے مخصوص ہیں۔ ان کے سبب سے دین اسلام اپنی اصلیت کی طرف رجوع ہوا۔ باطل اپنے مقام سے دور ہوگیا۔ اس (باطل) کی زبان اپنے جنت سے قطع ہوگئی۔ انہوں نے حفاظت اور رعایت کو سمجھ کر دین اسلام کو سمجھا۔ نہ کہ محض سُن لینے اور روایت کی راہ سے کیونکہ علم دین کی روایت کرنے والے تو بہت ہیں مگر اسکی رعایت کرنیوالے بہت قلیل ہیں۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

اپنے اصحاب کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ پروردگار عالم نے جو نعمتیں تم پر نازل کی ہیں ان کے ادائے شکر کا تم سے طلب کرنے والا ہے۔ اپنی امارت اور سلطنت کو تمہارے لئے ارث بنانے والا ہے۔ ریاضت اور عبادت کے طول طویل میدان میں تمہیں مہلت دینے والا ہے۔ تاکہ تم اس کی جنت کے حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت کرو۔ اب تم اپنے زیر جاموں کی گرہ مضبوط باندھ لو۔ اکل و شرب کی زیادتیوں کو تہ کر کے رکھدو کیونکہ مستقل ارادے اور شادی کی ضیافتیں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے۔ راتوں کا سونا ارادوں کو کسقدر توڑنے والا ہے؟ ہمتوں کے یاد رکھنے کو کس قدر محو کرنے والا ہے؟

تمام شد

حصہ ثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توقیعاتِ امیرؑ

اس بے مثل اور نادر کتاب کا یہ تیسرا حصّہ ہے جس میں وہ چنندہ مکتوب درج ہیں جو آپ نے دشمنوں کو بھیجے۔ وہ فرامین تحریر ہیں جو آپ نے اپنے شہروں کے امیروں اور صحابہ کے نام جاری فرمائے۔ وہ عہد نامے اور احکام مندرج ہیں جو آپ کے عمال و حکام کے نام اجرا ہوئے۔ وہ برگزیدہ وصیتیں جمع کی گئی ہیں جو اپنے اہلبیت اور اصحاب کو فرمائیں۔ اگرچہ حضرت کا تمام کلام ہی تمام خلقت کے الفاظ اور کلام سے ایک نمایاں فضیلت اور بزرگی لئے ہوئے نظر آتا ہے۔

فرمان امیر علیہ السّلام

جب حضرت نے مدینہ سے بصرہ کی طرف حرکت کی تو حضرت امام حسن علیہ السلام اور عمّار یاسر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ یہ فرمان کوفہ والوں کو بھیجا۔

یہ نامہ خدا کے بندے علی امیر المومنین کی طرف سے اہل کوفہ کو بھیجا جاتا ہے جو رئیس انصار

اور بزرگ گروہ عرب ہیں۔ تم لوگوں کو حمد و صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہئے کہ بیشک میں تمہیں عثمان کے حالات کی خبر دیتا ہوں تاکہ وہ باتیں جو تم نے سُن رکھی ہیں عینی مشاہدے کے مانند ہو جائیں (کیونکہ خبر دینے والا صدیق اکبر ہے) حقیقۃً لوگوں نے اسپر طعنہ زنی شروع کی (ان کردار کے باعث جو اس سے واقع ہوئے) اور مہاجرین میں سے میں ایک شخص تھا جو خلقت کو اسکی طرف سے خوش کرنے کی کوشش اور ان کی سرزنش اور عتاب کی آگ کو فرد کر رہا تھا۔ اور طلحہ و زبیر کی معمولی اور آسان رفتار بھی اسکے قتل کے لئے رفتار شتر سے کم نہ تھی (وہ نہایت ہی عجلت کی حالت میں اسکے قتل کے مشتاق تھے) اور ان دونوں کا آہستہ آہستہ ہنکانا بھی سختیوں کا پہلو لئے ہوئے تھا۔ عائشہ کی جانب سے ناگہانی غصہ اس کے بارے میں نازل ہو رہا تھا۔ لہٰذا ایک جماعت اس کے قتل پر مستعد ہو گئی۔ اسے قتل کر ڈالا۔ اور بغیر کسی قسم کی کراہت اور جبر کے مجھ سے بیعت کر لی۔ بلکہ میری بیعت کی طرف راغب اور صاحب اختیار تھے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ مقام ہجرت (جو مدینہ ہے) اپنے اہل کے ساتھ کندہ ہو گیا (اس میں اب صلاحیت نہیں رہی کہ اسے وطن بنایا جائے) اور اسکے اہل اسکے ساتھ اُکھڑ گئے (اس کی سکونت سے کنارہ کشی کی) وہ اس طرح جوش میں آ گیا جیسے دیگ میں جوش پیدا ہوا کرتا ہے۔ فتنہ و فساد اپنے قطب پر قائم ہو گیا۔ اب تم اپنے امیر کی طرف جلدی کرو۔ اپنے دشمن کے جہاد کے لئے عجلت سے کام لو۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فرمان امیر علیہ السّلام

شہر بصرہ کے فتح کرنے کے بعد حضرت نے یہ فرمان اہل کوفہ کے نام صادر فرمایا۔

اے اہل کوفہ! تمہارے پیغمبر کے اہلبیت کی اطاعت کے سبب سے خداوند عالم تمہیں اس سے بہتر جزائے خیر عنایت کرے۔ جیسا کہ وہ اپنی اطاعت پر عمل کرنے والوں اور اپنی نعمت

کا شکریہ ادا کرنیوالوں کو جزا نیک عطا فرماتا ہے۔ تم ذاتِ امیر کے حکم کو سنا۔ اس کی اطاعت کی۔ تمہیں اس نے بُلایا۔ تم نے اس کی آواز کو قبول کیا۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

شریح ابن حارث جسے حضرت نے اہل کوفہ پر قاضی مقرر کیا تھا۔ آپ کو اطلاع ملی کہ قاضی موصوف نے آپ کی عہد خلافت میں ایک مکان اسّی دینار سُرخ کے بدلے خریدا ہے۔ یہ سُنکر حضرت نے اسے بلایا اور فرمایا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تو نے ایک مکان اسّی دینار کے بدلے خرید کیا ہے۔ اس کے متعلق ایک قبالہ بھی لکھا ہے اور گواہیاں بھی لے لی ہیں۔ شریح نے عرض کی۔ یا امیرالمومنین حقیقت امر یہی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت نے اس کی طرف ایک غضبناک نظر سے دیکھا اور فرمایا۔ اے شریح خبردار ہو جا! وہ چیز تیرے پاس آنے والی ہے جو تیرے قبالوں پر نظر نہ کریگی تیری حجت کی نسبت سوال نہ کریگی حتے کہ تجھے اس مکان سے باہر کر دیگی ایسی حالت میں کہ تو اس مقام سے دوسری جگہ کی طرف کوچ کرنیوالا ہوگا۔ وہ تن تنہا تجھے تیری قبر کے سپرد کر دیگی۔ دیکھ اے شریح اور نظر کر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس مکان کو تو نے اپنے غیر کے مال سے خریدا ہو یا اس مکان کی قیمت مال حرام سے حاصل کی ہو۔ اگر ایسا ہی ہے تو تو نے اس وقت دار دنیا و دار آخرت میں خسارہ اٹھایا۔ آگاہ ہو جا کہ اس مکان کی خریداری کے وقت اگر تو میرے پاس آتا تو تجھے اس نسخہ کی موافق ایک ایسا کتبہ لکھ دیتا جسے دیکھکر تو ایک درہم کے بدلے بھی تو اس مکان کی خریداری کی طرف راغب نہ ہوتا۔ ایک درہم سے زیادہ تو کجا۔

وہ نسخہ یہ ہے

اس قبالہ یا کتبہ میں اس چیز کا ذکر ہے جسے ایک بندۂ ذلیل و خوار نے ایک میت سے خرید کیا ہے جو کہ کوچ کرنے کے لئے اپنے مکان سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اس ذلیل بندے نے اس مردہ شخص سے ایسا مکان خریدا ہے جو فنا ہونیوالوں کے گرد و نواح اور ہلاک ہونیوالوں کی ولایت میں دنیا کی

فریب اور غرور کا مکان ہے۔ اس مکان کو حدود اربعہ اس طرح سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پہلی حد تو اسبابِ آفات کی طرف منتہی ہوتی ہے اور دوسری اسبابِ مصائب کی طرف تیسری حد کی انتہا ہلاک کرنے والی خواہشوں سے متعلق ہے اور حد رابع بہکانے والے شیطان کی طرف انتہا پذیر ہے۔ اور اسی حد چہارم میں اس مکان کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس بندۂ فریب خوردہ نے ایک موت کی باعث خارج شدہ شخص سے اس مکان کو قناعت کی عزت سے نکلنے اور طلب و تضرع کی ذلت میں داخل ہونے کے بدلے خرید کیا ہے۔ اس خریدار نے کچھ بھی نہ سمجھا کہ آنے والے عوارضات کو خرید لیا۔ اب اسکی خلاصی خدا کے ہی ہاتھ ہے جو بادشاہوں کے بدن کا مخلوط کرنے والا ہے جو ظالموں کی جان کا سلب کرنیوالا ہے جو سرکش بادشاہوں کا برباد کرنے والا ہے۔ مثل کسریٰ و قیصر و تبع (جو یمن کے بادشاہ تھے) و حمیر (جو اولاد حمیر ابن سبا میں سے بادشاہ گزرے ہیں) کے مانند جس نے مکانات بنائے ان کی بنا میں نہایت استواری اور استحکام سے کام لیا۔ انہیں سجایا۔ انہیں طرح طرح کے فرشوں سے آراستہ کیا۔ مال جمع کئے۔ املاک و باغات ذخیرہ کئے اور اپنے گمان میں یہ سمجھ لیا کہ اسکی اولاد کے لئے نفع بخش ہونگے۔ حالانکہ یہ تمام موقف عرض اعمال و حساب اور موضع ثواب و عقاب کی طرف کوچ کرنیوالے ہیں جبکہ مقدمات کے فیصلہ کا حکم صادر ہوگا اور اس وقت امور باطلہ کا ارتکاب کرنیوالے خاسر اور زیانکار ہیں۔ ہوا و ہوس کی اسیری سے نکلتے ہوئے علائق دنیا سے رہائی حاصل کرتے ہوئے عقل ان باتوں پر گواہی دے رہی ہے جو مذکور ہوئیں۔

فرمان امیر علیہ السّلام

اپنے لشکر کے ایک افسر کو آپ نے یہ فرمان بھیجا۔ اگر مخالفین اطاعت کے سائے کی طرف پلٹ آئیں تو یہ وہی امر ہے جسے میں دوست رکھتا ہوں اور اگر اس قوم کے امور شقاوت اور نافرمانی کی طرف منتہی ہوئے تو فوراً اپنی فرمانبردار سپاہ کو ہمراہ لیکر عاصی اور نافرمان سے محاربہ کے لئے تیار ہو جا جو شخص تیرا مطیع ہے اسی کے ساتھ اس شخص کی طرف سے مستغنی اور بے نیاز ہو جا جو تیری اطاعت

سے واپس ہو گیا ہے۔ کیونکہ جو شخص جہاد سے کراہت رکھتا ہے اسکا غائب ہونا اسکے حاضر ہونے سے بہتر ہے اسکی نشست اسکی برخاستگی سے زیادہ مفید ہے۔

فرمان امیر علیہ السلام

حضرت نے اشعث ابن قیس حاکم آذربائیجان کے پاس یہ فرمان بھیجا حقیقت یہ ہے کہ تیری حکومت تیری واسطے طعمہ اور کھانے کی چیز نہیں ہے۔ لیکن یہ ایک امانت ہے جس کا بار تیری گردن پر دھرا ہوا ہے۔ تیرے امیر نے تجھے اپنی طرف سے چوپان اور شبان کی طرح مقرر کیا ہے۔ تجھے یہ بات سزاوار نہیں کہ امور رعایا میں بطور خود منفرد ہو جائے (اپنے امیر کے حکم کے بغیر ان کے امور میں تصرف کرے) کسی امر بزرگ کی طرف متوجہ ہو مگر حجت اور دلیل کے ساتھ۔ تیرے دست تصرف میں خداوند عز وجل کے اموال میں سے ایک مال ہے۔ تو ایک میر اخزانچی ہے تاکہ اس مال کو مجھ تک صحیح و سلامت پہنچا دے۔ اور مجھے امید ہے کہ میں تیرے لئے بدترین حکام نہ ثابت ہونگا والسلام

فرمان امیر علیہ السلام

معویہ کو حضرت نے یہ فرمان رقم فرمایا۔ بے شک مجھ سے اسی قوم نے بیعت کی ہے جس نے ابوبکر و عمر و عثمان سے کی تھی۔ اور اسی امر (خلافت) پر بیعت کی ہے جس پر اشخاص مذکورہ کی بیعت وقوع میں آئی تھی۔ اب کسی شخص حاضر کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ رستہ اختیار کرے اور نہ شخص غائب اس امر کا مجاز ہے کہ اس بیعت کی تردید کرے۔ حقیقۃً شوریٰ مہاجرین و انصار کے لئے ہی زیبا ہے۔ جس شخص پر انہوں نے اجماع کر لیا اور اسے امت کے ساتھ نامزد کر دیا تو انکا یہ اجماع (انکے زعم میں) خوشنودی پروردگار عالم ہے۔ اگر کوئی خارج ہونیوالا انکے حکم سے طعنہ زنی اور احداث بدعت کر کے (مثل معاویہ و اصحاب جمل) نکل گیا تو اسے اسی اجماع کی طرف لوٹا دو جس سے وہ خارج ہوا ہے۔ اگر اس نے انکار کیا تو اس سے مقاتلہ کرو کیونکہ وہ سبیل مومنین کے برخلاف اتباع

کر رہا ہے۔ اور پروردگار عالم اسے اس کام کی طرف متوجہ کر دیگا۔ جس کی طرف اس نے توجہ کی ہے۔ سن او معویہ! مجھے اپنی جان کی قسم۔ اگر تو دل کی آنکھوں سے دیکھے اور خواہشاتِ بیجا کی پیروی نہ کرے تو مجھے خون عثمان سے سب لوگوں سے زیادہ بری اور مبرّا پائیگا۔ تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں اس سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین تھا۔ مگر یہ دوسری بات ہے کہ تو اس شخص سے خونبہا طلب کرے جو خون بہانے والا نہیں۔ اگر ایسا ہو تو تو شوق سے دعوے کر جو تجھے معلوم ہوا ہے۔ والسلام۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

شام کے صوبیدار کو تحریر فرماتے ہیں۔ حمد خدا و نعت رسول کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تیری طرف سے مجھے متواتر اور متصل نصائح اور مزین رسالے پہنچے۔ تو نے محض اپنی گمراہی کے سبب سے انہیں تحریر کیا ہے۔ اور محض اپنی سوء تدبیر کی وجہ سے انہیں روانہ کیا ہے۔ یہ مکتوب اُس شخص کے ہیں جسکے واسطے کوئی آنکھ نہیں جو اسے ہدایت کر سکے۔ نہ کوئی کھینچنے والا جو اسے صراط مستقیم پر چلا سکے۔ ہوا و ہوس نے اس کی دعوت کی۔ اس نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا۔ ضلالت اور گمراہی نے اسے کھینچا۔ اسنے انکی متابعت کی۔ وہ آواز بلند کرتے ہوئے ہذیان میں مبتلا ہے۔ اور مخبوط الحواس ہو کر ضلالت میں گرفتار ہو گیا ہے۔ **بعض جگہ اسی فرمان میں مرقوم ہے**۔ اس لئے کہ وہ بیعت (جو مجھ سے کی گئی) ایک بیعت ہے۔ اس میں دوبارہ نظر کی گنجائش نہیں۔ نہ از سرِ نو اس میں اختیار حاصل ہو سکتا ہے۔ اس سے خروج کرنے والا اس پر طعنہ زنی کرنے والا ہے اور

لہ حضرت کا یہ استدلال انہی لوگوں کے اعتقاد کے موافق ہے کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ دشمن کو اسی کے مسلمات سے الزام دیا کرتے ہیں۔ ورنہ نظر بمذہب حقہ اثنا عشریہ وہ اجماع جس میں قول معصوم شامل ہو حجت نہیں جیسا کہ کتب علم کلام میں بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہو چکا ہے ۱۲

اس میں تفکر کو دخل دینے والا مُداہن اور منافق۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

جریر ابن عبداللہ بجلی سے حضرت نے فرمایا جبکہ وہ حضرت کی طرف سے قاصد بنکر معاویہ کے پاس گیا تھا۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ جس وقت میرا فرمان تجھے ملے تو معاویہ کو حکم قطعی پر عمل کر۔ حکم جازم پر اسے گرفت کر۔ پھر اسے وطن سے باہر کر دینے والی جنگ اور فروتنی پیدا کرنے والی صلح کے درمیان مختار کر دے۔ اگر وہ جنگ کو اختیار کرے تو پھر اس کی طرف اقدام نہ کر۔ اور اگر صلح کو پسند کرے تو اس سے بیعت لے لے۔ والسلام۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

معاویہ پسر ہند کے نام یہ فرمان جاری فرمایا ہے۔ ہماری قوم (قریش) نے ہمارے نبی کے قتل کا ارادہ کیا۔ ہماری اصل کو منقطع کرنا چاہا۔ ہمارے بارے میں بہت کچھ عزم اور مشورے کئے۔ ہمارے حق میں طرح طرح کے افعال کے فاعل ہوئے ہمیں شیرینیوں سے منع کیا۔ خوف اور ترس کو ہماری ذات سے لازم کر دیا۔ ہمیں ایک سخت اور درشت پہاڑ کی سکونت کے لئے مضطر اور مجبور کیا (جو شعب ابیطالب مشہور ہے) ہمارے لئے لڑائی کی آگ بھڑکائی۔ اس وقت خداوند عالم نے ہمارے لئے ہمارے پیغمبر کے اطراف سے دشمن کے دفعیہ کا ارادہ کیا۔ اور چاہا کہ عقب احترام پیغمبر سے دشمنوں کو دور کر دے (اسکی حرمت کی محافظت کرے) اب جو لوگ ہم میں مومن تھے (مثل ابوطالب و حمزہ) وہ اس دفعیہ کے ساتھ طالب اجر تھے۔ ثواب کے امیدوار تھے اور جو ہم میں سے کافر تھے (مثل عباس اور تمام بنی ہاشم) وہ اپنی اصل اپنے نسب و اپنے

خاندان کی حمایت کررہے تھے۔ اور قریش میں سے جو شخص اسلام لے آیا تھا وہ ان مصائب سے خالی تھا جن میں ہم گرفتار تھے۔ یا تو وہ مشرکین کا خلیفہ تھا۔ کفار قریش کے ساتھ اس کے عہد و پیمان ہو چکے تھے اور یہ عہد و پیمان اسے ان کے شر سے بچا رہے تھے۔ یا اس کا قبیلہ اس کی حمایت کے لئے کھڑا ہوا۔ بہرحال وہ قتل سے مکان امن میں تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب لڑائی کی آگ بھڑکتی تھی۔ اور لوگ لڑائی سے طرح دے جاتے تھے تو اپنے اہلبیت کو آگے کر دیتے تھے اور ان کے سبب سے اپنے اصحاب کو تلواروں اور نیزوں کی آنچ سے بچا لیتے تھے۔ پس عبیدہؓ ابن حارث بدر کے روز قتل ہوئے حمزہؓ نے جنگ احد میں شہادت پائی۔ اور جعفرؓ غزوہ مونہ میں شہید ہو گئے۔ اور اس شخص[1] نے بھی اس چیز کا (شہادت کا) ارادہ کیا جس کا یہ شہدا ارادہ کر چکے تھے۔ اگر میں چاہوں تو اس شخص کے نام کا ذکر کر دوں۔ لیکن ان کی موت مقدر ہو چکی تھی اور اس شخص کی مرگ کا دن ابھی نہیں آیا تھا۔

تعجب ہے اور سخت تعجب ہے اس زمانے پر۔ میں اب ایسا ہو گیا ہوں کہ وہ میری ہمسری کر رہا ہے جس نے میرے قدم کے برابر بھی کوشش نہیں کی۔ اس شخص کے لئے کچھ بھی میری مانند فضیلت و شرافت فی الاسلام موجود نہیں۔ ایسی فضیلت کہ کوئی اس کا تقرب تلاش نہیں کر سکتا۔ اِلّا یہ کہ مدعی اس چیز کا دعوےٰ کرے جسے میں نہ پہچانتا ہوں۔ اور مجھے خدا کی طرف سے بھی گمان نہیں ہے کہ وہ اسے پہچان لے (مجھے اس کی نیستی کا کامل یقین ہے) اور حمد و تعریف ہر ایک حالت میں خداوند عالم ہی کے لئے مختص ہے۔

ہاں۔ مگر۔ یہ جو تو نے سوال کیا ہے کہ میں قاتلان عثمان کو تیرے پاس بھیجدوں۔ میں نے اس امر میں بہت کچھ نظر دوڑائی مگر مجھے نظر نہ آیا کہ انہیں تیرے یا تیرے غیر کے پاس بھیجدینا میرے امکان میں ہو۔ مجھے اپنی جان کی قسم اگر تو اپنی سرکشی اور نافرمانی سے علیحدہ نہو گا تو

[1] خود نفس نفیس مراد ہے ۱۲

بہت جلد انہیں پہچان لیگا جبکہ وہ تیری طلب کرینگے۔ وہ بروبحر اور میدان وجبل میں اپنی طلب کے باعث تجھے تکلیف نہ دینگے۔ مگر یہ کہ اس طلب کا حصول تجھے بدحال کر دیگا۔ اور اس کا ثمر تجھے خوشحال نہ کر سکے گا۔ اور بس والسلام علےٰ اہلہ۔

فرمان امیر علیہ السلام

معاویہ پسر ابوسفیان کو تحریر فرماتے ہیں۔ اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جبکہ دنیا کے لباس تجھ سے زائل کر دئے جائیں گے جنہیں تو پہنے ہوئے ہے۔ وہ دنیا جو کمال زینت کے ساتھ مزین ہو رہی ہے۔ اپنی لذتوں کے سبب سے فریب دے رہی ہے۔ اس نے تجھے بلایا۔ تونے اسکی اجابت کی۔ اس نے تجھے کھینچا۔ تونے اس کی متابعت کی۔ اس نے تجھے حکم کیا اور تونے اس کی اطاعت کی۔ اور قریب ہے کہ ایک مطلع کرنے والا اس چیز پر تجھے مطلع کرے (جو عذاب آخرت ہے) جس سے کوئی نجات دینے والا تجھے نجات نہیں دے سکے گا۔ تو اس کام سے باز رہ۔ روز حساب کی تیاری کو اخذ کر۔ وہ چیز جو تجھ پر نازل ہونے والی ہے اس کے لئے دامن کو کمر سے لپیٹ لے۔ اپنے سننے سے گمراہوں کی باتوں کو تمکین نہ دے۔ اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تجھے اس چیز سے خبردار کرتا ہوں جسے تونے اپنے نفس سے بھلا دیا ہے۔ یاد رکھ تو کفران نعمت کر رہا ہے شیطان نے تیری ذات سے اپنے ماخذ کو اخذ کر لیا ہے۔ اس کی امید تیری ذلت میں انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اور وہ تیرے خون اور روح کے جاری ہونے کے مقام میں روانیاں دکھا رہا ہے (رگ وریشہ میں سرایت کر گیا ہے)۔

اے معاویہ تو کس زمانے میں بغیر سبقت سابق اور بغیر شرف بلند رعیت کی سیاست کرنے والا (امر و نہی کرنے والا) تھا۔ کس عہد میں امر امت کا حاکم تھا میں سابقہ شقاوتوں کے لوازم سے خدا کی طرف پناہ لیجاتا ہوں۔ میں تجھے ڈراتا ہوں کہ کہیں تو آرزو کے فریب

اور نفس کی طمع میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گرفتار ہو جائے۔ ایسی حالت میں کہ تیرا ظاہر و باطن مختلف ہو (منافق ہو جائے) تو نے لڑائی کے لئے دعوت دی ہے۔ اب تو آدمیوں کو تو ایک طرف چھوڑ اور میرے پاس چلا آ۔ دونوں لشکروں کو لڑائی سے روک دے تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ ہم دونوں میں سے کس کے دل پر زنگ چھایا ہوا ہے۔ اور کس کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ یاد رکھ! میں وہ ابوالحسن ہوں جس نے جنگ بدر میں تیرے دادا۔ تیرے ماموں۔ تیرے بھائی کا سر شگافتہ کر کے انہیں قتل کر ڈالا۔ اب بھی وہی تلوار میرے ساتھ ہے اور اسی دل کو پہلو میں لئے ہوئے اپنے دشمن سے ملاقات کرتا ہوں۔

میں نے دین میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔ نہ طریقۂ نبوی میں بدعتیں احداث کیں۔ اور بیشک میں اس طریقہ پر ہوں جسے بطوع خاطر تم نے ترک کر دیا۔ اور جس میں تم نہایت کراہت کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔ تیرا گمان ہے کہ تو عثمان کی خونخواہی کو لئے آیا ہے۔ اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ عثمان کا خون کس مکان میں واقع ہوا۔ اب تو اسی جگہ سے اسکے خون کا طلبگار رہو۔ اگر واقعی تو خونبہا کا طالب ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ جہاں تجھے جنگ نے گزند پہنچائی تو تو اس طرح نالہ و فریاد کر رہا ہے جیسے کہ اونٹ بوجھ کی زیادتی کے سبب سے۔ تو نے جس وقت مجھے دعوت دی تو گویا میں تیری جماعت کو متواتر ضربوں کے سبب سے واقع ہونے والی قضا کی وجہ سے گشتہ پر کشتہ گرنے کے باعث کتاب اللہ کی طرف جزع و فزع کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ حالانکہ وہ جماعت کافر ہے۔ منکر حق ہے۔ بیعت کر کے اس سے عدول کرنے والی ہے۔

وصیت جناب امیر علیہ السلام

جب فوج ظفر موج کو دشمن کی طرف حرکت دی تو یہ وصیت فرمائی۔ جب تم دشمن کے مقابل پہنچ جاؤ۔ یا وہ تمہارے برابر آ جائے تو بیشک یہی چاہئے کہ تمہارے لشکر کا مقام

بلندیوں کے نزدیک ہو یا دامن کوہ میں یا رود بار کے کنارے پر تاکہ دشمن تمہاری نگاہوں کے سامنے رہے۔ اور البتہ تمہاری جنگ ایک دستہ یا دو دستہ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ اور پہاڑوں کے قلعوں اور ٹیلوں کی بلندیوں پر اپنے لئے نگہبانوں کو مقرر کر دو۔ تاکہ دشمن کسی خوف یا امن کے مقام سے تمہاری طرف نہ آسکے۔

خوب یاد رکھو کہ جماعت (فوج) کے پیشوا انکے نگہبان ہیں۔ اور پیشوا کی آنکھیں انکے قراول۔ تم تفرقہ کے حذر کرتے رہنا جب کہیں اترو تو سب کے سب ساتھ ہی اُترو۔ اور جب کوچ کرو تو سب مل کر کوچ کرو۔ جب کسی مقام پر تمہیں رات ہو جائے تو اپنے نیزوں کو دائرے کی شکل میں بنالو۔ خواب کا ذائقہ نہ چکھو مگر نہایت ہی کم یا بطور مضمضہ (جیسے مضمضہ یعنی کلی کا پانی حلق سے نیچے نہیں اُترتا۔ فقط زبان میں ذرا ترا وت آجاتی ہے ایسے ہی نیند کے لئے ذرا کی ذرا آنکھیں بند کر لو۔ مگر وہ تم پر غالب ہونے پائے)

وصیّت جناب امیر علیہ السّلام

جب معقل پسر قیس ریاحی کو حضرت نے مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر جس کی تعداد تین ہزار تھی شام کی طرف روانہ کیا تو یہ وصیّت فرمائی۔ اس خدا سے خوف کر جس سے ملاقات کرنا تیرے لئے ضروری ہے۔ اور سوائے اس کے کوئی تیرا انتہی نہیں۔ اسی کے ساتھ مقابلہ کرنا جو تیرے ساتھ جنگ کرے۔ سردی کے موسم میں صبح اور عصر کے وقت سفر کر اور لوگوں کو دوپہر کے وقت قیلولہ کی فرصت دے۔ حرکت کرنے میں رفاہت اور راحت کے ساتھ رہ۔ ابتدائے شب میں سفر نہ کر کیونکہ پروردگار عالم نے اسے جائے قرار بنایا ہے۔ اور اسے مقام کرنے کے لئے مقدر کیا ہے نہ کہ کوچ کرنے کے واسطے اس اوّل شب میں اپنے بدن کو راحت دے اور اپنی پشت کو آرام پہنچا۔ جبکہ تو صبح کے پھیلنے سے واقف ہو گیا یا صبح طالع ہونے کو ہوئی تو اس وقت برکت خداوندی پر بھروسا کر کے سفر کر۔

جب تو دشمن سے ملاقی ہو جائے تو اپنے اصحاب کے وسط میں کھڑا ہو جا اور دشمن سے اس شخص کی مانند قریب نہ ہو جو لڑائی کے ساتھ آویزش کا ارادہ کر رہا ہے۔ نہ دشمن سے اس شخص کی مانند دوری اختیار کر

جو کہ لڑائی سے خوف کھا کر دور رہتا ہے۔ حتےٰ کہ میرا حکم تیرے پاس پہنچ جائے۔ دیکھنا! قبل اس سے کہ دشمن تمہیں لڑائی کے لئے میدان میں طلب کریں قبل اس سے کہ انکے عذر تمام ہوں کہیں ان کی طرف سے سینوں میں جوش کھانیوالی دشمنیاں تمہیں ان کے ساتھ قتل و قتال پر آمادہ نہ کریں (اتمام حجت لازم ہے اور بعدہ سبقت بھی دشمن ہی کی طرف سے ہونی چاہیئے)۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

حضرت نے اپنی سپاہ کی دو سرداروں کے نام یہ فرمان جاری فرمایا ہے۔ میں نے تم پر اور تمہارے ماتحتوں پر مالک ابن حارث اشتر کو امیر کیا ہے۔ تم اُسکے قول کو سننا۔ اسکی اطاعت کرنا اور اسے اپنی زرہ اور سپر بنا لینا۔ کیونکہ وہ شخص ہی جسکی طرف سے کاہلی اور سُستی کا خوف نہیں۔ نہ اسکی لغزشوں کا ڈر ہے۔ نہ اس چیز میں جسکی طرف تیزی کے ساتھ جانا نزدیک باحتیاط ہے اسکی آہستگی کا خوف۔ نہ اس شے میں جس کی طرف نہایت آہستگی کے ساتھ جانا قرین خیر ہو اس کی تیز روی کا ڈر۔

وصیت جناب امیر علیہ السلام

مقام صفین میں دشمن کے مقابل ہونے سے پہلے حضرت نے اپنے لشکر کو یہ وصیت فرمائی۔ جبتک وہ ابتدا نہ کریں تم ہرگز ان سے جنگ نہ کرنا۔ کیونکہ بحمداللہ تم طریق حجت پر قائم ہو۔ تم انہیں چھوڑ دینا۔ حتےٰ کہ وہ ابتدا کریں۔ یہ ایک دوسری حجت اور برہان تمہارے ہاتھ آئے گی۔ جب بحکم خدا انہیں ہزیمت نصیب ہوجائے تو کبھی کسی پیٹھ پھرانے والے سے جنگ نہ کرنا۔ کسی عیب دار اور برہنہ کو آزار نہ پہنچانا۔ زخمی کی طرف مستعدی سے کام نہ لینا۔ عورتوں کو اذیت پہنچا کر انہیں ہیجان اور غیظ و غضب میں نہ لانا۔ اگرچہ وہ تمہارے سرداروں کو سب و شتم کریں۔ تمہارے امیروں کو گالیاں دیں۔ کیونکہ انکی قوتیں ان کی عقلیں۔ انکے نفس ضعیف ہیں۔ ہم عہد رسول اللہ میں اسی امر پر مامور تھے کہ انسے باز رہیں حالانکہ وہ عورتیں مشرکہ تھیں۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی مرد کسی

عورت کو بکڑ کر سنگریزے یا عصا سے مارتا تو اس سبب سے اس کے بعد اس کی اولاد اور اسکی نسل کو سرزنش کی جاتی تھی۔

اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تھا تو حضرت فرماتے تھے۔ پروردگارا! تیری ہی طرف منتہائے قلوب ہے۔ تیری ہی جانب گردنیں کشیدہ ہوتی ہیں۔ تیری ہی سمت آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ قدم منتقل شدہ ہیں اور بدن لاغر شدہ (تیری رحمت کا ہر ایک کو انتظار ہے) بارالہا! پوشیدہ بغض اور دشمنی آشکار ہو گئی حسد کی دیگیں جوش میں آ گئیں۔ پروردگارا! ہم اپنے پیغمبر کے غائب ہونے۔ اپنے دشمن کی کثرت۔ اپنی خواہشوں کی پراگندگی کی تجھ سے ہی شکایت کرتے ہیں۔ بارالہا! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان میں حق کو کھولدے۔ کیونکہ تو نہایت ہی بہتر کھولنے والا ہے۔

نیز لڑائی کے وقت حضرت اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے۔ تم پر وہ فرار دشوار نہو جس کے بعد تمہیں پھر لڑائی کی طرف آنا ہو۔ تم پر دشمن کی جانب سے وہ ہٹنا مشکل نہو جس کے بعد پھر حملہ کرنا مد نظر ہو (اگر بر تقدیر تم ایک مرتبہ بھاگ نکلو اور لڑائی سے پلٹ آؤ تو اس سے تمہیں تنگدل نہونا چاہیئے) اپنی تلواروں کو ان کا حق ادا کر دو اور کشتگان شمشیر کے گرنے کے مقام کے لئے دشمن کے پہلوؤں کو مہیا کر دو۔ اپنے نفسوں کو اندرون سینہ تک کارگر ہو جانے والی نیزہ بازی اور خوفناک شمشیر زنی پر تحریص کرو۔ اپنی آوازوں کو دور کر دو (خموشی کے ساتھ سر جھکائے ہوئے حملہ کر دو) کیونکہ یہ امر بزدلی کا دور کرنے والا ہے۔ قسم اس خدا کی جس نے دانے کو شگفتہ کیا۔ جس نے انسان کو پیدا کیا کہ یہ لوگ (مخالفین) اسلام نہیں لائے۔ مگر ہاں فقط انہوں نے اپنے جان و مال کی سلامتی طلب کی ہے (محض براہِ خوفِ نقصانِ جان و مال اقرار شہادتین کیا ہے۔ ورنہ انکے قلوب کو صداقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں) ان لوگوں نے کفر کو چھپا رکھا ہے۔ جس وقت اسکے اظہار کے لئے انہیں اعوان و انصار دستیاب ہونگے اسی وقت اسے ظاہر کر دینگے۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

نامہ معاویہ کے جواب میں حضرت یہ فرمان تحریر فرماتے ہیں۔ لیکن تو مجھے شام کی جانب طلب کرتا ہے

تو یہ سمجھ لے کہ جس چیز سے میں کل تجھے منع کر چکا ہوں وہ شے آج بھی تجھے نہ بخشونگا۔ اب رہا تیرا یہ قول کہ جنگ وجدل نے گروہ عرب کو کھا لیا ہے مگر بالکل ہی قلیل نفوس کی روح باقی رہگئی ہے تو آگاہ ہوجا کہ جس شخص کو حق نے کھا لیا اسکا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور رہا ہمارا اور دوسرے لوگوں کا جنگ وجدل میں مساوی ہونا تو یہ سنلے کہ تو میرے یقین پر اپنے شک کی وجہ سے حکم لگانے کا مجاز نہیں۔ اور یاد رکھ اہل عراق جسطرح کہ آخرت کی حرص کرتے ہیں۔ اہل شام اس طرح دنیا پر حریص نہیں۔ اب تیرا یہ بھی قول ہے کہ ہم عبد مناف کی اولاد ہیں۔ تو پھر یہ بات کیا ہوئی۔ ہم بھی تو اسی کی نسل سے ہیں۔ مگر یہ خوب سمجھ لے کہ تمہارا جد امیہ ہمارے جدّ بزرگوار ہاشم کا ہمرتبہ نہیں۔ اور نہ حرب جو تیرا جد ہے عبد المطلب کی برابری کر سکتا ہے۔ نہ ابو سفیان ابو طالب کی مانند ہے۔ نہ کوئی مہاجر اسیران آزاد کردہ کے مساوی ہو سکتا ہے۔ نہ نسبِ ظاہر مشتبہ نسب سے کوئی نسبت رکھتا ہے۔ جیسے کہ تم لوگ مشتبہ النّسب ہو۔ نہ صاحب حق کو اہل باطل سے کچھ مشابہت۔ نہ مومن کو منافق سے کچھ نسبت۔ اور یاد رکھ بد ترین خلف وہ خلف ہے جو اپنے جہنّم میں گر جانے والے اسلاف کی پیروی کرے۔

ہمارے ہاتھ میں ابھی تک پیغمبری کی فضیلت ہے۔ وہ پیغمبری جس کے سبب سے ہم نے ہر ایک غالب کو ذلیل کر دیا۔ اور ہر ایک ذلیل کو اسکے سببے بلند و رفیع الشان بنا دیا۔ جبکہ پروردگار عالم نے اہل عرب کو گروہ در گروہ اپنے دین میں داخل کیا اور یہ امت طوعاً و کرہاً اسلام لائی تو تم اس وقت جبکہ سبقت کرنیوالے اپنی سبقت کے سببے رستگار ہوئے اور پہلے پہل ہجرت کرنے والے اپنی فضیلت پر گزر گئے ان لوگوں میں سے تھے جو یا تو مال دنیا کی طرف راغب ہو کر مسلمان ہوئے یا جان و مال کے خوف سے۔ تو خدا سے ڈر اور شیطان کو اپنی ذات میں کوئی حصّہ نہ دے۔ نہ اپنے نفس پر اسکے لئے رستہ کشادہ کر۔

فرمان جناب امیر علیہ السّلام

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ جب آپکی طرف سے بصرے کے عامل تھے تو آپنے انکے نام یہ فرمان صادر فرمایا۔

خوب سمجھ لے کہ بصرہ ابلیس کے اترنے کی جگہ ہے۔ فتنہ و فساد کی کشت زار ہے۔ لہذا وہاں کی رہنے والوں کو پر احسان کر کے انہیں جوان اور تر و تازہ کر۔ خوف کی گرہ انکے دلوں سے کھولدے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تو قبیلہ بنی تمیم کے ساتھ بدخوئی سے پیش آیا اور ان کے ساتھ درشتی اور سختی اختیار کی۔ یہ خوب سمجھ لے کہ بنی تمیم کا ستارہ غروب نہیں ہوا۔ اِلّا یہ کہ ایک دوسرا ستارہ انکے لئے چمک گیا۔ بیشک ان لوگوں نے ایام جاہلیت اور ایام اسلام میں کبھی بغض اور کینے کی طرف سبقت نہیں کی۔ انہیں ہمارے ساتھ ایک پیوستہ قرابت اور مختصہ خویشی حاصل ہے۔ اور ہم ان کے ساتھ صلہ و احسان کر کے ماجور ہوتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ قطع رحم کرنے سے ہمیں وزر و وبال لاحق ہوتا ہے۔ پس توقف کر۔ اے ابن عباسؓ۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ اس شے میں جو از قسم نیک و بد تیرے ہاتھ پر اور تیری زبان پر جاری ہوئی ہے۔ کیونکہ ہم تیرے نیک و بد میں شریک ہیں (بسبب حکومت تیری نیکی بدی کے ذمہ دار ہیں) تو میرے گمان شائستہ کے نزدیک رہ اور میری رائے کو تیرے بارے میں سست اور ضعیف نہ ہونا چاہئے۔ والسلام۔

فرمان جناب امیر علیہ السلام

اپنے ایک عامل کے نام حضرت نے یہ فرمان جاری فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تیری ولایت کے دیہات والے تیری سنگدلی اور درشت خوئی کی شکایت کرتے ہیں۔ ان کی شکایت ہے کہ تو انہیں حقیر سمجھتا ہے۔ تو ان پر ظلم و ستم کرتا ہے۔ میں نے ان کے بارے میں فکر کی تو میں نے نہ دیکھا کہ وہ اپنے شرک کے سبب سے (کیونکہ مجوس ہیں) مزید اکرام کے سزاوار ہوں۔ نہ انہیں اس قابل دیکھا کہ انہیں دور کر دیا جائے۔ ان پر ظلم و ستم کیا جائے کیونکہ ان سے عہد ہو چکا ہے۔ وہ ذمی ہیں۔ لہذا اب تو ان کے لئے نرم دلی کا لباس پہن لے جسکے ایک ٹکڑے میں سختی کی بھی آمیزش ہو۔ ان کے ساتھ سختی اور نرمی کے درمیان برتاؤ کر۔ تقرب اور نزدیکی دوری اور راندگی کو ان کے واسطے مخلوط و ممزوج کر دے۔ انشاء اللہ۔

فرمان جناب امیر علیہ السّلام

زیاد ابن ابیہ (یعنی اپنے باپ کا بیٹا۔ چونکہ اس کے باپ کا نام معلوم نہ تھا لہذا حضرت عائشہ نے یہ لقب اس کے لئے تجویز فرما دیا تھا) کو جناب عبداللہ ابن عباس نے شہر بصرہ پر اپنی طرف سے خلیفہ کر رکھا تھا۔ جو حضرت کی طرف سے بصرہ اور شہر ہائے اہواز و فارس و کرمان پر حاکم تھے۔ حضرت نے زیاد مذکور کے نام یہ فرمان جاری فرمایا۔ بیشک میں خدا کی سچی قسم کھاتا ہوں۔ اگر مجھے خبر مل گئی کہ تو نے مسلمانوں کے مال میں تھوڑی یا بہت کچھ بھی خیانت کی تو میں تجھ پر نہایت سختی کے ساتھ حملہ کرونگا جو تجھے ایسی حالت میں چھوڑ دیگا کہ تو قلیل المال ہو۔ تیری پشت گناہوں کے بوجھ سے سنگین ہوگی اور تو نہایت ہی پست مرتبہ رہجائیگا۔ والسّلام۔

فرمان جناب امیر علیہ السّلام

اسی زیاد کے نام یہ فرمان جاری فرمایا ہے۔ تو میانہ روی کو اختیار کرتے ہوئے اسراف کو ترک کردے۔ اور آج کے دن روز فردا کو یاد کر۔ بقدر ضرورت خود مال کو جمع رکھ اور جو تیری حاجت سے زیادہ ہو اسے روز احتیاج (آخرت) کے لئے نفقہ کردے۔ کیا تو امید کرتا ہے کہ پروردگار عالم تجھے تواضع کرنے والوں کا ثواب عطا کرے حالانکہ تو اسکے نزدیک متکبرین میں سے ہو۔ کیا تو طمع رکھتا ہے کہ خداوند تعالےٰ تجھے صدقہ کرنے والوں کا اجر مرحمت فرمائے حالانکہ تو نعمت میں غلطاں ہو اور اسے ضعیفوں اور بیوہ عورتوں تک پہنچنے سے روک رہا ہو! یاد رکھ آدمی کو اسی چیز پر جزا دی جاتی ہے جو اس نے آگے بھیج رکھی ہے۔ اور اسی چیز پر آخرت میں وارد ہونے والا ہے جو از قسم اعمال اسنے پہلے روانہ کردی ہے والسلام

فرمان جناب امیر علیہ السّلام

حضرت نے عبداللہ ابن عباس رضؓ کے نام یہ فرمان نافذ فرمایا ہے۔ اور عبداللہ ابن عباس

کا قول ہے کہ کلام رسول کے بعد کسی کلام نے مجھے اتنا نفع نہیں بخشا جیسا کہ اس کلام نے وہو ہذا:۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ انسان اگر اس چیز کو حاصل کر لے جو گم کر دینے کے قابل نہیں تو یہ چیز اسے کمال مسرور کرتی ہے۔ اور جو چیز کہ گم کرنے کے لائق ہے اگر اس کی تحصیل کر لے تو بیشک اُسے انتہائی بدحالی لاحق ہو گی۔ نظر بریں اب زاوار ہے کہ وہی چیز تجھے خوشحال کرے جو از قسم ثواب آخرت تجھے پہنچی ہے۔ اور تجھے اسی ثواب آخرت پر افسوس کرنا چاہئے جو تجھ سے فوت ہو گیا ہے۔ دنیاوی عیش و آرام جو حاصل ہوں تیری فرحت ہر گز ہر گز ان کے ساتھ زیادہ ہونے پائے اور انہیں لذائذ دنیوی میں سے اگر کوئی چیز گم ہو تو ہر گز جزع فزع کرتے ہوئے اس پر افسوس نہ کرنا کیونکہ یہ تیرا حزن و اندوہ اور افسوس اسی شے کے بارے میں واقع ہونا چاہئے جو موت کے بعد پیش آنے والی ہے۔

کلام جناب امیر علیہ السلام

اپنی وفات سے کچھ پیشتر بطور وصیت حضرت نے ارشاد فرمایا ہے۔ تمہیں میری یہی وصیت ہے کہ خداوند عالم کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ قرار دینا۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کی سنت کو ضائع نہ کرنا۔ ان ہر دو عمود اور ستونوں کو قائم رکھنا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو مذمت شرعی تم سے ساقط ہے۔ دیکھو! میں کل تمہارا مالک تھا۔ آج تمہارے لئے عبرت ہوں۔ اور کل ہونے پر تم سے مفارقت کر جاؤں گا۔ اگر میں فنا ہو گیا تو یہ نیستی میری میعاد ہے (جو خداوند عالم نے مقرر کی ہے) اگر میں باقی رہا اور اس زخم سے جانبر ہو گیا تو میں اپنے خونبہا کا خود مالک ہوں۔ اگر میں معاف کر دوں تو میری یہ معافی قربۃً الی اللہ ہے۔ اور تمہارے لئے بھی ایک نیکی ہے پس تم بھی معاف کرنا۔ کیا تم دوست نہیں رکھتے ہو کہ پروردگار عالم تمہاری مغفرت کرے۔ قسم خدا کی وارد

ہونے والی موت مجھے ناگہاں نہیں آئی جو میں اسے مکروہ سمجھوں۔ نہ یہ موت ایسی ظاہر ہونے والی ہے جس کا میں انکار کروں۔ میری مثال تو اس پیاسے کی سی ہے جو نہایت ہی اضطراب کی حالت میں آبگاہ پر وارد ہوتا ہے (میں تو موت کو اپنی حیات کا چشمہ سمجھتا ہوں۔ پھر گھبرانا کیسا) میں تو وہ طالب ہوں جسنے اپنے مطلوب کو پالیا ہے اور جو کچھ خدا کے پاس نیکو کاروں کے لئے ہے وہی بہتر ہے۔

وصیّت جناب امیر علیہ السّلام

حضرت نے یہ وصیت اپنے اموال کے بارے میں کی ہے کہ انہیں کس طرح صرف کرنا چاہئے اور یہ وصیت نامہ جنگ صفین سے مراجعت فرمانے کے بعد تحریر فرمایا ہے۔ یہ وہ وصیت ہے جس کے ساتھ خدا کے بندے علیؑ ابن ابیطالب امیر المومنین نے محض طلب رضائے خدا کے لئے اپنے مال میں علدر آمد کا حکم دیا ہے تاکہ وہ مجھے اس کے سبب سے جنت میں داخل کرے اور مجھے امن وامان عطا فرمائے **بعض جگہ اس وصیّت میں یہ عبارت بھی مرقوم ہے** اس حکم وصیت کے ساتھ حسنؑ ابن علیؑ قائم ہو۔ موافق شرع اس مال میں تصرف کرے اور حسب شرع اس مال کو فقراو مساکین میں تقسیم کرے۔ اگر حسنؑ کو کوئی حادثہ پیش آئے اور حسینؑ زندہ ہو تو اس کے بعد وہ اس حکم کے ساتھ قیام کرے اور اس وصیت کو اس کے مصدر اور موقع کے متعلق جاری کرے۔ بیشک علیؑ کے اس مال وقف میں فاطمہؑ کے دونو بیٹوں کا وہی حق ہے جو تمام اولاد علیؑ کا ہے (یہ بات نہیں کہ امام ہو کر یہ مال مثل صدقات واجبہ ان پر حرام ہو جائے) میں نے محض خوشنودیٔ خدا وقربت رسول اللہ کے سبب سے۔ حرمت رسول کی بزرگی اور اسکی قرابت کی شرافت کو سمجھ کر اس وصیت کو پسران فاطمہؑ کے متعلق رکھا ہے۔ اور علیؑ اس شخص کے ساتھ جسے یہ مال وصیۃً سونپتا ہے یہ بھی شرط کرتا ہے کہ وہ اس مال کو اس کی اصل پر باقی رہنے دے

اس کے محاصل کو اسی طرح فقرا و مساکین میں تقسیم کرے جیسا کہ اُسے حکم دیا گیا ہے اور اسی ہدایت کی گئی ہے اور یہ شرط ہے کہ ان دیہات وقف کے نخلستان میں سے نونہالوں کو فروخت نہ کرے جبتک کہ تمام زمین درختوں کی روئیدگی سے نخلستان کے مشابہ نہو جائے اور میری کنیزوں میں سے جو کنیزیں باقی رہیں جن کسی میں نے مقاربت کی ہے اور کسی کے اولاد ہو یا وہ حاملہ ہو تو مع اس ولد کے اسکی قیمت کیجائیگی اور وہ کنیز اس مولود کے حصّہ کی بالعوض آزاد سمجھی جائیگی اور اگر وہ مولود مر جائے اور وہ کنیز زندہ رہے پھر بھی وہ آزاد ہے۔ بندگی اس سے اُٹھ گئی ہے اور وہ بالکل آزادی کی حالت میں آزاد ہے۔

وصیّت جناب امیر علیہ السلام

جس شخص کو مال زکوٰۃ کے جمع کرنے کے لیئے حضرت نے عامل مقرر کیا تھا اُسے یہ وصیّت فرمائی ہے۔ وضح رہے کہ حضرت کی وصیّتیں اسی لیئے درج کی گئی ہیں کہ خلق اللہ کو معلوم ہو جائے کہ آپ ستون حق کو قائم رکھتے تھے۔ اور ہر ایک امر صغیر و کبیر و ظاہر و پنہاں میں احکام عدالت کو ظاہر فرماتے تھے۔

خدا سے ڈرنے کا جو رستہ ہے اسی پر سرگرم رفتار ہو۔ وہ خدا جس کا کوئی شریک نہیں کسی مسلمان کو حزن و اندوہ میں نہ ڈال نہ ایسی حالت میں کسی پر گزر کر کہ وہ تیرے گزرنے کو مکروہ سمجھتا ہو۔ اسکے مال میں خداوند عالم کا جو حق ہے اس سے زیادہ نہ لے۔ اگر تو کسی قبیلہ کے پاس پہنچے تو انکی آبگاہ پر اُتر۔ بغیر اس کے کہ تو ان کے گھروں میں داخل ہو۔ پھر نہایت تسکین و وقار کے ساتھ انکے پاس جا حتےٰ کہ تو ان کے درمیان میں قائم ہو جائے۔ اب انہیں سلام کر۔ ان کی تعظیم میں ذرّہ بھر کوتاہی کو عمل میں نہ لا۔ بعدہ ان سے کہہ کہ بندگان خدا! مجھے خدا کے ولی اور اس کے خلیفہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تمہارے اموال میں جو کچھ خدا کا حق ہے اسے حاصل کروں۔ کیا تمہارے اموال میں خدائیتعالےٰ کا کچھ حق ہے؟ اگر ہے تو اسے ولی خدا تک پہنچا دو۔ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ نہیں تو اسکی طرف مراجعت نہ کر اور اگر کوئی اقرار کرنے والا تیرے سامنے اقرار کرے تو اس کے ساتھ روانہ ہو کر بغیر اس کے کہ تو اسے ڈرائے یا کسی خوف کا وعدہ کرے یا اسپر ظلم کرے یا سخت گیری کو کام میں

لائے۔ پھر جو کچھ سونا چاندی وہ تجھے عطا کرے اسے لے لے۔ اگر اس کے پاس گائے۔ بکریاں یا اونٹ
ہوں تو ہرگز بغیر اذن مالک ان کے گلّے میں داخل نہو۔ کیونکہ ان کے بیشتر حصّہ کا وہی مالک ہے
(مال زکوٰۃ تو بہت تھوڑا سا ہے) جب تو ان کے نزدیک جائے تو اس مالک پر تسلط اور غلبہ حاصل
کر لینے والے کی مانند ان میں داخل نہو۔ اس مالک کے ساتھ ظلم وستم سے پیش نہ آ۔ ان چوپاؤں کو
اِدھر اُدھر رمیدہ نہ کر۔ انہیں فریاد بلند کرنے کے لئے آمادہ نہ بنا۔ مالک کو ان کے بارے میں جلال
اور رنجیدہ نہ کر۔ اس مال کے دو حصّے کردے اور مالک کو اختیار دیدے کہ جس حصّہ کو چاہے پسند کرلے
جب اس نے ایک حصّہ اختیار کر لیا تو ہرگز اس اختیار پر اس سے متعرّض نہو۔ پھر باقی جو کچھ رہے
اسکے دو حصّے کر۔ پھر اسے ہی پسند کرنے کا اختیار دے اور ہرگز اسکے پسند کر لینے پر تعرّض نہ کر۔ برابر یہی
عمل بجالا حتےٰ کہ اسکے مال میں سے وہ شے باقی رہ جائے جس میں خداوند تعالےٰ کا حق پورا ہو سکتا ہے۔
اس وقت حق خداوندی پر قبضہ کرلے۔ اگر وہ تیری اس تقسیم کو باطل سمجھے تو پھر اس مال کو مخلوط کردے
اور پھر وہی عمل کر جو پہلے کر چکا ہے۔ حتّےٰ کہ اس کے مال میں خداوند تعالےٰ کا جو کچھ بھی حق ہے تو اُسے
متصرف ہو جائے۔ اور کسی شتر مُسن یا پیر یا شکستہ یا مریض لاغر کو قبول نہ کر اور ان پر سوائے
اس شخص کے کسی امین کو مقرر نہ کر جسکے دین پر تجھے اعتماد ہو اور وہ مسلمانوں کے حال پر مہربان ہو
حتےٰ کہ تو اس مال مسلمین کو انکے ولی اور حاکم تک پہنچادے اور وہ اس مال کو انکے درمیان تقسیم کردے۔ ان
اموال پر کسی کو موکل نہ کر سوائے اس کے جو ناصح ہو۔ شفیق ہو۔ امین ہو۔ حفاظت کرنے والا ہو۔ درشت خو
نہو ستمگر نہو۔ نہ انہیں تھکائے نہ اُنہیں ایذا پہنچائے۔ پس جو کچھ تیرے پاس جمع ہوا ہے اسے ہمارے
پاس روانہ کردے تاکہ ہم اسے صرف کریں جس طرح کہ خداوند عالم نے حکم دیا ہے۔ جب تو نے انکی نگرانی
کے لئے کسی امین کو مقرر کر لیا تو اسے وصیت کر کہ وہ شتر مادہ اور اس کے بچے کے درمیان حائل نہو۔
اُس کا دودھ زیادہ نہ نکالے۔ مبادا اس کے بچے کو ضرر پہنچے۔ نہ سوار ہونے کے سبب سے انہیں ایذا
میں گرفتار کرے اور اُن اونٹوں کے درمیان نہایت ہی عادلانہ طریقہ کو اختیار کرے جو سواری دے چکے
ہیں اور جنہوں نے سواری نہیں دی (بطریق عدالت کبھی ان پر سوار ہونا چاہئیے کبھی انپر یا ان

اس موکل کو وصیت کرنا کہ تھکے ہوئے اونٹ پر راہ پیمائی کو آسان کر دے اور پیچھے رہ جانے والے شتر لنگ و خارش دار کا انتظار کرے۔ ان کی گزرگاہوں میں پانی کے چشموں پر انہیں وارد کرے۔ انہیں علف زاروں کے چٹیل اور صاف رستوں کی طرف مائل نہ کرے۔ انہیں وہاں چند ساعت راحت پہنچائے۔ آبگاہوں اور سبزہ زاروں میں ٹھیرنے کی انہیں مہلت دے۔ حتےٰ کہ نہایت پاکی اور پاکیزگی۔ فربہی و تیاری کی حالت میں ہمارے پاس لے آئے۔ نہ انہوں نے کوئی زحمت کھینچی ہو نہ کسی قسم کی مشقت اور تکلیف برداشت کی ہو۔ تاکہ ہم خدا کی کتاب اور اسکے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ کی سنت کے موافق انہیں تقسیم کر دیں۔ اور بیشک یہ امر یعنی مال خدا کا جمع کرنا تیرے ثواب کے لئے نہایت ہی بزرگ اور تیری رشادت سے نہایت ہی قریب ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

عہد جناب امیر علیہ السلام

ایک عامل کی نسبت حضرت نے یہ وصیت فرمائی ہے جسے تحصیل زکوٰۃ کے لئے مقرر فرمایا تھا میں اسکے امور کی پوشیدگیوں اور خفیات اعمال میں جہاں خدا کے سوائے کوئی حاضر نہیں۔ جہاں خدا کے سوا کوئی نگہبان نہیں۔ اسے خدا سے ڈرنے کا حکم دیتا ہوں اور میں اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ کبھی اس امر کو معمول بہ نہ بنائے کہ ظاہرا طور پر خداوند تعالےٰ کی اطاعت کرے اور پوشیدگی میں اسکی مخالفت پر کاربند ہو۔ اور جو شخص اپنے قول و فعل۔ ظاہر و باطن میں مختلف نہیں تو وہ ایسا شخص ہے جس نے امانت کو ادا کر دیا۔ اور خالصۃً لوجہ اللہ عبادت الٰہی بجا لایا نیز میں اسے حکم دیتا ہوں کہ برائی کے ساتھ پیش آنے والا بنکر مسلمانوں کے روبرو نہو۔ نیز کسی قسم کا بہتان نہ باندھے اور منصب امارت کی بزرگی کے سبب سے ان سے روگردانی اختیار نہ کرے۔ کیونکہ وہ برادران دینی ہیں اور مستحقین کے حقوق نکالنے میں مددگار ہیں۔

بیشک اس مال زکوٰۃ میں تیرا بھی ایک واجب حصّہ اور حق معین ہے۔ اور صاحبان فقر و فرمان ضعیف و صاحب احتیاج بھی اس میں شریک ہیں۔ بیشک ہمنے تیرے حق کو ادا کر دیا ہے۔

اب تو بھی ان لوگوں کے حقوق ان تک پہنچا دے۔ ورنہ فی الحقیقت قیامت کے دن بہت سے لوگ تیرے دشمن ہونگے۔ اور بیشک اس شخص کے لئے سخت مضرت اور خرابی ہے کہ خدا کے نزدیک فقرا و مساکین سوال کرنے والے۔ زکوٰۃ سے دور کر دئے جانے والے۔ قرضدار اور مسافر جس کی دشمنی پر کمر باندھیں۔ جس شخص نے امانت کو ذلیل و خوار کیا۔ خیانت کر کر کے خوب شکم پری کی۔ اپنے دین اور اپنے نفس کو خیانت سے پاک کیا تو بے شک اسنے اپنے نفس کو رسوائی و فضیحت دنیا میں جگہ دی اور ایسا شخص آخرت میں نہایت ہی ذلیل اور نہایت ہی بدنام ہے۔ اور سب سے بڑی خیانت اس امت کی خیانت ہے۔ اور سب سے زیادہ کھوٹا پن اماموں اور پیشواؤں کا چشم پوشی کرنا۔ والسلام۔

عہد جناب امیر علیہ السلام

جب حضرت نے محمدؓ ابن ابی بکر کے لئے حکومت مصر کا گلوبند تجویز کیا تو یہ وصیت فرمائی۔ ان لوگوں (اہل مصر) کے لئے اپنے پروں کو بچھا دے۔ اپنے پہلوؤں کو ان کے لئے نرم کر۔ (تاکہ وہ تیرے پہلو سے منتفع ہوں) اپنے چہرے کو ان کے واسطے کشادہ رکھ (ان کے ساتھ کشادہ پیشانی سے پیش آ) ان کی حالت کو ملاحظہ کرنے کے وقت انکے درمیان عادلانہ رفتار اختیار کر حتےٰ کہ بزرگان قوم تجھے طریق عدالت سے منحرف کر دینے کی طمع نہ کریں اور بیچارے ضعیف تیری عدالت سے مایوس نہ ہو جائیں۔ بندگان خدا! پروردگار عالم تم سے ہر ایک گناہ صغیرہ و کبیرہ ظاہر و پوشیدہ کی نسبت سوال کریگا۔ اب اگر وہ تمہیں معذب کرے تو تم نہایت ہی ظالم ہو۔ اور اگر وہ معاف فرما دے تو بیشک وہ نہایت ہی کریم ہے۔ بندگان خدا! خوب جان لو کہ متقی اور پرہیزگار منفعت دنیا و آخرت کو حاصل کرتے ہوئے گزر گئے۔ انہوں نے اہل دنیا کی ان کی دنیا میں مشارکت کی اور ان کی آخرت میں شریک نہوئے۔ (کیونکہ انکے منافع اعمال آخرت اچھے نہیں) وہ لوگ ساکنین دنیا

سے بہتر ہو کر دنیا میں ساکن رہے اور نہایت ہی عمدہ طریقہ سے لذات دنیوی کو چکّھا۔ انہوں نے دنیا کے حظ اُٹھائے جیسے کہ صاحبان وسعتِ نعمت لطف اُٹھاتے ہیں۔ اور اس دنیا سے وہی چیز (سرور و خوشوقتی) حاصل کی جو ستمگاروں اور متکبّروں کو میسّر ہوئی۔ پھر اس دنیا سے مقصد اقصےٰ تک پہنچانے والا توشہ اور فائدہ دینے والی تجارت کو ساتھ لیکر یہاں سے انقلاب پذیر ہو گئے۔ وہ اپنی دنیا میں رہکر ترک دنیا کے ذائقے چکھ گئے۔ اور یقین کر لیا کہ ہم بروز فردا اپنی آخرت میں خدا کے ہمسائے ہیں۔ نہ انکے واسطے کوئی دعوت رد کی جاتی ہے (نہ ان کی دعا کو درجۂ قبولیت سے گرایا جاتا ہے) نہ لذّت کا کوئی حصّہ ان کے واسطے ناقص اور کم ہوتا ہے۔

بندگان خدا! موت سے اور اس کی نزدیکی سے حذر کرو اور نہایت ہی محکم طریقہ سے موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بیشک وہ موت ایک امر عظیم اور شغل بزرگ کے ساتھ آئے گی۔ یا تو اس کے ساتھ نیکی ہی نیکی ہو گی اور کسی قسم کی بُرائی کی جھلک اس میں نہو گی۔ یا شر کے ساتھ آئے گی جس میں ذرّہ بھر اور ہرگز خیر کا جلوہ نہو گا۔ پس کون شخص اعمال جنّت بجالا کر جنّت کے قریب ہے اور کون شخص دوزخیوں کے سے افعال کر کے دوزخ کے قریب تر ہے۔ حقیقۃً تم لوگ موت کی طرف ہنکائے گئے ہو۔ اگر تم قائم رہو جب بھی تمہیں گرفتار کرلے گی۔ اور اگر فرار کرو گے جب بھی وہ سائے کی طرح تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔ وہ تمہاری کاکلوں کے ساتھ بستہ کر دی گئی ہے اور دنیا تمہارے عقب سے لپیٹ لی گئی ہے۔ تم اس آگ سے حذر کرو جس کی گہرائی بہت دور ہے جس کی حرارت نہایت شدید ہے جس کے عذاب نت نئے واقع ہوتے ہیں۔ وہ ایسا گھر ہے جس میں ذرّہ بھر رحمت کا اثر نہیں۔ اسمیں رہنے والے کی کوئی التماس قبول نہیں۔ نہ اس کے اندوہ و ملال کے لئے کشائش ہے۔ اگر تم استطاعت رکھتے ہو کہ تم نہایت سختی کے ساتھ خدا سے حذر کرو اور یہ کہ اسکے ساتھ تمہارا گمان نیک ہو جائے تو ان دونو (حسن ظن و خوف خدا) کو جمع کر دو۔ کیونکہ بندے کا

حسن ظن اپنے پروردگار کے ساتھ بقدر خوفِ خدا ہوتا ہے۔ بیشک آدمیوں میں سے اسی شخص کا حسن ظن پروردگار کے ساتھ عمدہ ہوتا ہے جو ان سب سے زیادہ خدا کا خوف کرتا ہے۔ اے محمد ابن ابی بکر میں نے اپنے نزدیک اپنی نہایت ہی بزرگ سپاہ پر تجھے حاکم مقرر کیا ہے جو اہل مصر ہیں۔ اب تجھے یہی بات زیبندہ ہے کہ اپنی خواہش نفسانی کی ہمیشہ مخالفت کر اور اپنے دین کی حمایت میں مجاہدہ و مقاتلہ کرتا رہے۔ اور جب تک زمانہ کی ایک ساعت بھی تیرے لئے باقی رہے تو خلق میں سے کسی شخص کی رضامندی کے لئے پروردگار عالم کو غضبناک نہ کر۔ کیونکہ رضائے خدا غیر خدا کی خوشنودی کی جانشین ہے اور اسکی رضامندی خوشنودی خدا کی قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ وقت معین پر نماز پڑھ اور جلدی سے فارغ ہوجانے کے لئے وقت نماز کی طرف جلدی نہ کر (وقت سے پہلے نماز نہ پڑھ) نہ کسی امر غیر نماز میں مشغول ہونے کے سبب سے وقت نماز میں تاخیر کر۔ اور خوب جان لے کہ تیرے تمام اعمال تیری نماز کے تابع ہیں۔

بیشک امام ہدیٰ اور پیشوائے ضلالت دونو برابر نہیں ہو سکتے۔ نہ ولی نبی اور عدو نبی میں کچھ مساوات ہے۔ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ میں اپنی امت پر کسی مومن اور مشرک کے سبب سے نہیں ڈرتا ہوں کیونکہ مومن کو اسکے ایمان کی وجہ سے پروردگار عالم عذاب سے بچالیگا اور مشرک کا اسکے شرک کی وجہ سے قلع قمع کر دیگا۔ لیکن میں ہر ایک اس منافق سے تم پر خوف کرتا ہوں جو عالم زبان ہو (اس کی زبان پر حق جاری رہے۔ مگر دل سے اس کا معترف نہو) وہ بات کہے جو تمہارے نزدیک معروف اور مستحسن ہو۔ اور وہ افعال بجالائے جنہیں تم قبیح سمجھتے ہو۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

معاویہ کے جواب میں حضرت کا یہ ایک یادگار مکتوب ہے۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئے

کہ تیرا خط مجھے ملا۔ تونے اس میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالے نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو اپنے دین کے لئے برگزیدہ کرلیا۔ اور صحابہ میں سے جو بزرگوار اس پیغمبر کی تائید پر کمربستہ ہوئے انکی مدد کی۔ افسوس۔ تیری طرف سے زمانے نے ہمارے لئے تعجب کو پوشیدہ رکھا۔ خدا کی شان تو ایسا ہو گیا کہ ہمیں ان احسانات الٰہی کو یاد دلائے جو ہم پر نازل ہوئے ہیں۔ ہمارے سامنے ان نعمتوں کا ذکر کرے جو ہمارے نبی کی شان میں ہم پر مبذول ہوئی ہیں۔ تیری تو اس بارے میں یہی نقل ہوئی جیسے کوئی خرما دیہات ہجر کی طرف لیجائے (جہاں اس کثرت سے نخلستان ہیں کہ اور ولایتوں میں وہاں سے لیجاتے ہیں) یا اُس شخص کی مانند ہے جو اپنے (استادِ تیر اندازی کو تیر اندازی کے واسطے بلائے۔ تونے گمان کر رکھا ہے کہ افضل الناس اسلام میں فلاں اور فلاں ہیں۔ پھر ایک ایسے امر کا ذکر کیا کہ اگر وہ بالتمام صحیح ہو تو اس کا کوئی نفع تجھے نہیں پہنچ سکتا۔ اور اگر وہ ناقص ہو تو اس میں رخنہ پڑجانے سے تیرا کوئی نقصان نہیں۔ تجھے فاضل ومفضول اور حاکم و محکوم کی بحث سے علاقہ کیا۔ طلقاء (قید سے آزاد ہونے والے) اور پسران طلقاء کو اس سے حاصل جو وہ مہاجرین اولین کے درمیان سلسلۂ تمیز قائم کریں۔ انکے درجات کو ترتیب دیں۔ انکی طبقات مختلفہ کی شناسائی کے مدعی ہوں۔ یاد رکھ! تیرا مطلب تجھ سے بہت دور ہے۔ ایک ایسے تیر نے آواز بلند کی جو قمار بازی کے تیروں میں سے نہیں اور اس شخص کے بارے میں حکم کرنا شروع کیا جو اس پر حاکم ہے۔

او انسان! کیا تو اپنے لنگ ہونے پر قیام نہیں کرتا (کیا تجھے نہیں معلوم کہ تو درجۂ مہاجرین تک نہیں پہنچ سکتا) کیا تو اپنے بازوؤں کی کوتاہی کو شناخت نہیں کرتا۔ تو اس مقام پر واپس نہیں جاتا جہاں تجھے تیرے قدر و مرتبہ نے واپس کر دیا ہے۔ تجھے کسی مغلوب ہو جانیوالے کے مغلوب ہونے سے کیا ضرر۔ تجھے کسی مظفر و منصور کے ظفر حاصل کرنے سے کیا نفع۔ تو نہایت ہی شدت کے ساتھ میدان گمراہی میں گامزن ہے۔ تو وسط راہ سے بالکل منحرف ہے۔ کیا تو اپنے مخبر کے غیر کو نہیں دیکھتا؟ میں خداوند عالم کی نعمتوں کو بیان کرتا ہوں۔ گروہ مہاجرین میں سے ایک جماعت نے راہ خدا میں شہادت پائی۔ ان میں

سے ہر ایک کے لئے ایک درجہ اور فضیلت ہے۔ حتےٰ کہ ہمارے شہید نے جنس شہادت کی طلب کی اور وہ سیّد الشہدا کہلائے۔ (خود رسول اللہؐ نے انہیں سیّد الشہدا فرمایا) اور ان پر نماز پڑھنے کے بعد رسول خدا نے ستر تکبیریں ان کے لئے مخصوص فرمائیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ راہ خدا میں ایک گروہ کے ہاتھ کاٹے گئے۔ ان میں سے ہر ایک کے واسطے ایک بزرگی ہے۔ حتےٰ کہ ہم میں سے ایک نفس واحد کے ساتھ یہی ہوا جو ان لوگوں میں سے ایک شخص کے ساتھ ہوا تھا۔ مگر ہمارے اس متنفس کی نسبت رسول خدا نے لقب طیار فی الجنۃ اور ذوالجناحین تجویز فرمایا۔ اگر خداوند عالم مرد کو اپنے تزکیۂ نفس اور بزرگی کے بیان کرنے سے منع نہ فرماتا تو ذکر کرنے والا (امیر المومنینؑ) ایسی ہزاروں فضیلتوں کا ذکر کر دیتا جنہیں مومنین کے قلوب پہچانتے ہیں اور سننے والوں کے کان انہیں دور نہیں گراتے (قبول کر لیتے ہیں) تو اس شخص کی سی خصلت چھوڑ دے جسے ایک تیر خوردہ (صید شدۂ شیطان) نے راہ حق سے منحرف کر دیا ہے۔ سُن او معٰویہ۔ بیشک ہم لوگ خداوند عالم کی صنعتیں ہیں۔ اور لوگوں کو ہمارے سبب سے تکمیل نصیب ہوئی ہے۔ ہماری عزت کی ہمیشگی اور تیری قوم پر ہماری قوت عادی نے ہمیں اپنے نفسوں کو تمہارے ساتھ مخلوط کرنے سے منع نہیں کیا۔ دوسرے ہمسروں اور زمانے والوں کے کردار کی مانند ہمارے تمہارے درمیان سلسلۂ مناکحت جاری رہا حالانکہ تم ہمارے ہمرتبہ نہیں ہو۔ اور پھر تم کیونکر ہمارے ہمرتبہ اور ہمسر ہو سکتے ہو جبکہ پیغمبر ہم میں سے ہیں۔ اور تکذیب کرنے والا (ابو جہل) تم میں سے۔ اسد اللہ (امیر المومنینؑ) ہم میں سے۔ اور اسد بن العزٰے پیغمبرؐ کی جنگ پر قسم کھانے والوں کا رفیق تم میں سے۔ جوانان بہشت کے دو سردار ہم میں سے اور اطفال[1] آتش جہنم تم میں سے۔ بہترین نسار عالم ہم میں سے اور حمالۃ الحطب تم میں سے۔ اور ایسی بہت سی چیزیں ہیں جن میں ہماری فضیلت

[1] جیسا کہ رسول خدا نے عتبہ بن ابی معیط سے فرمایا کہ تو اور تیری اولاد جہنمی ہے ۱۲

اور مدح ہے اور تمہارے لئے مذمت۔ ہمارا اسلام وہ ہے جو ہر ایک شخص کے گوش زد ہے۔ تمہاری جاہلیت وہ ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ وہ چیز جو ہم سے باہر نکال لی گئی ہے کتاب خدا اسے ہمارے لئے جمع کر رہی ہے۔ وہ کتاب خدا یہ قول خدا ہے کہ حکم خدا میں صاحبان قرابت میں سے بعض بعض سے افضل ہیں۔ اس خداوند تعالےٰ کا یہ فرمان ہے۔ دوست ترین مردم ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ ہیں جو اس کی اور اس پیغمبر کی متابعت کرتے ہیں اور وہ لوگ جو خدا اور رسول پر ایمان لائے اور اللہ مومنین کا مددگار ہے۔ پس ہم لوگ ایک تو از روئے قرابت افضل ہیں اور دوسرے اطاعت پیغمبر کے سبب سے۔ تجھے معلوم بھی ہے کہ بروز سقیفہ مہاجرین نے انصار کے سامنے قرابت رسول کی ہی حجت پیش کی تھی اور اُن کو مغلوب کر دیا تھا۔ اب اگر اس دلیل کے ساتھ غلبہ حاصل ہو سکتا ہے تو امر حق (خلافت) ہمارے واسطے ہے نہ کہ تمہارے لئے اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو انصار اپنے دعوے پر قائم ہیں۔

تو یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے تمام خلفا سے حسد کیا۔ اور ہر ایک سے بغاوت کی اگر فی الحقیقت یونہی ہے تو تجھے اس کی بابت باز پرس کرنے کا حق حاصل نہیں ہے کہ یہ تیرے لئے ایک عذر ہو جائے۔ یہ ایک ایسی شکایت ہے جس کا عیب تجھ سے بہت دور ہے (تجھ میں اس بات کی قابلیت ہی نہیں) پھر تو (از راہ طعن) یہ بھی کہتا ہے کہ میں (امیر المومنین) بیعت کے لئے اس طرح کھینچا گیا جیسے کہ مہار والا اونٹ کھینچا جاتا ہے حتے کہ میں نے بیعت کر لی۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ تو نے ارادہ تو کیا میری مذمت کا مگر تیرے منہ سے کلمات مدح نکل گئے (اور فضیلت وہی ہے جس کی شہادت دشمن بھی دے اٹھے) تیرا ارادہ ہوا کہ مجھے رسوا کرے مگر خود رسوا ہو گیا کیونکہ مسلمان کی آئین کوئی ذلت ہی نہیں کہ وہ مظلوم ہو۔ جبتک کہ اپنے دین میں شک کرنیوالا اور اپنے یقین میں شبہات کو دخل دینے والا نہ ہو۔ اور یہی میری حجت ہے جس سے مقصود تیرا غیر ہے (تجھ پر کوئی حجت نہیں قائم کرتا۔ بلکہ ان خلفا کے سامنے پیش کرتا ہوں جو اپنی خلافت کی حقیت کے لئے اجماع کی دلیل پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ تیرا دعوے تو ہر طرح سے باطل ہے) لیکن میں نے اس حجت کا تھوڑا سا حصہ

تیرے سامنے بھی بیان کر دیا جسکا ذکر میں نے مناسب سمجھا۔
پھر تو نے میرے اور عثمان کے معاملہ کا ذکر کیا ہے۔ اب لازم ہے کہ اس شبہہ کا جواب تجھے دیا جائے۔ تو اسکا قرابت دار بنکر اس کا خونبہا طلب کر رہا ہے۔ جواب یہ ہے کہ پہلے یہ دیکھ کہ ہم میں سے کون اسکا سب سے زیادہ دشمن تھا۔ اور کون اسکے قتل کی طرف راہ دکھانے والا تھا کیا وہ شخص ایسا ہو سکتا ہے جس نے اپنی نصرت اسے عطا فرمائی اور اس نے یہ کہکر کہ مجھے تیری نصرت کی احتیاج نہیں اور تو اپنے نفس کو مجھ سے باز رکھ اسے بٹھا دیا۔ اور اسے اسکے ارادے سے باز رکھا۔ یا وہ شخص اسکی دشمنی سے متصف ہے جس سے اسنے مدد طلب کی اور اس نے تاخیر سے کام لیا۔ اور حوادث روزگار کو اس کی طرف منتشر کر دیا حتےٰ کہ اسکی تقدیر کا لکھا پورا ہوا۔ حاشا ثم حاشا جو یہ دونوں شخص مساوی ہوں۔ قسم خدا کی خداوند عالم نے نصرت و مدد کو منع کرنے والوں اور ان قائلین کو معلوم کر لیا ہے جو اپنے بھائیوں سے کہتے تھے کہ ہماری مدد کو آؤ۔ اور وہ مکروہ سمجھ کر انکے پاس نہ آئے۔ میں اس سبب سے عذر نہیں کرتا کہ میں نے احداث بدعت کے متعلق اس کی عیب گوئی کی۔ اگر میرا اسے ہدایت اور ارشاد کرنا ہی اس کے نزدیک گناہ ہو تو اکثر اوقات جسے ملامت کی جاتی ہے اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ اور کبھی کثرت کے ساتھ نصیحت کرنے والا خود متہم ہو جاتا ہے۔ مگر میں نے اپنی استطاعت کے موافق انکی اصلاح کا ارادہ کیا۔ اور مجھے خدا کی ہی جانب سے ہدایت کی توفیق عطا ہوئی ہے اور میں اسی پر توکل کرتا ہوں۔

پھر تو نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ میرے اور میرے اصحاب کے لئے تیرے پاس تلوار کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔ بیشک تو نے ان لوگوں کو ہنسا دیا جو تیری گفتار ناہنجار سنکر افسوس کے آنسو بہا رہے تھے۔ بھلا تو نے کب دیکھا کہ عبدالمطلب کے بیٹے دشمنوں کو دیکھکر بزدل بن گئے یا چمکتی ہوئی تلواروں سے ڈر گئے۔ تھوڑی دیر صبر کر ابھی حمل ایک نامی شجاع لڑائی سے ملحق ہوتا ہے عنقریب تجھے اس شخص کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بلاتا ہے جسکا تو طلبگار ہے وہ

چیز تجھ سے قریب ہے جسے تو دور سمجھ رہا ہے۔ میں مہاجرین و انصار اور ملازمان احسان کی ایک فوج کثیر لئے ہوئے تیری طرف یلغار کرتا ہوا آرہا ہوں۔ جن کا انبوہ نہایت سخت ہے۔ جن کا غبار بلند ہو رہا ہے۔ وہ لوگ موت کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور بہترین ملاقات جن کے نزدیک خداوند عالم کی ملاقات ہے (انہیں موت کی پروا نہیں۔ وہ موت کو حیات جاودانی سمجھتے ہیں) جنگ بدر میں صفیں اُلٹ دینے والے شجاعوں کی اولاد انکے ساتھ ہے اور ہاشمی تلواریں ان کے ہمراہ ہیں۔ اور تو نے اپنے بھائی اپنے خالو اپنے دادا اور اپنے اہل کے بارے میں ان تلواروں کے واقع ہونے کے مقامات کو دیکھ لیا ہے اور اب یہ تلواریں ستمگاروں سے دور نہیں ہیں۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

اہل بصرہ کے نام حضرت نے یہ مکتوب تحریر فرمایا ہے۔ تمہاری عہد شکنی اور خصومت کے سبب سے آخر وہ امر ظاہر ہو گیا جس سے تم غافل نہیں تھے۔ اب میں نے تمہارے گنہگار کو معاف کیا۔ تمہارے بھاگنے والے پر سے تلوار اُٹھالی۔ تمہارے متوجہ بحق ہونے والے کا عذر قبول کیا اگر ہلاک کرنے والے امور اور منحرف رائے و تدبیر والوں کی بےعقلیوں نے تمہیں میری مخالفت اور میری عداوت کے رستے پر لگا دیا تو اس وقت میں اپنے راہواروں کو نزدیک کر دونگا اور اپنی سواری کے اونٹوں پر زین کس لونگا۔ اگر تم نے مجھے اپنی طرف حرکت کرنے کے لئے مضطر کیا تو میں دفعتاً ایک ایسا حادثہ تم پر نازل کر دونگا کہ حادثۂ جنگ جمل کو اس سے وہی نسبت ہوگی جیسے کھانا کھانے کے بعد آدمی اُنگلیاں چاٹا کرتا ہے۔ باوجودیکہ میں تم میں سے جو فرمانبردار ہے اس کی فضیلت سے واقف ہوں۔ جو نصیحت کرنے والا ہے اس کا حق پہچانتا ہوں (گناہگار سے درگزر کرتا ہوا بیگناہ سے اور پیماں شکن سے چشم پوشی کرتا ہوا فساد کرنے والے سے مواخذہ نہیں کرتا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

معاویہ پسر ہند کے نام حضرت نے یہ خط رقم فرمایا ہے۔ اس چیز میں جو تیرے نزدیک ہے (از قسم نعمات الٰہی) خدا سے ڈر۔ اور غور سے خداوند عالم کے حق میں نظر کر جو تیرے ذمے واجب ہے۔ اور اس چیز (امام زمان) کی معرفت کی طرف رجوع ہو جا جس کے نہ جاننے سے تو معذور نہیں ہے۔ یاد رکھ کہ طاعت و عبادت کے لئے آشکار علامتیں۔ روشن رستے۔ واضح اور بیّن جادے اور کثیر المطلوب فائدے مقرر ہیں۔ ان علامتوں۔ رستوں۔ اور جادوں تک عقلمند پہنچ جاتے ہیں۔ اور بیوقوف ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ جو شخص ان سے منحرف ہوا وہ حق سے منحرف ہو گیا۔ بیابان گمراہی میں گرفتار ہوا۔ پروردگار عالم اپنی نعمت اس سے سلب کر لیگا اور اپنے عذاب کو اس کے واسطے حلال فرمائیگا۔ اپنی نفسانیت سے ڈر۔ اپنی نفس کو بچا۔ پروردگار عالم نے تیرے واسطے تیرے رستے کو آشکار کر دیا ہے اور اس مقام کو ظاہر فرما دیا ہے جہاں تیرے ساتھ تیرے امور کا منتہا ہے۔ تو انتہائی نقصان۔ خسارے۔ اور منزلت کفر کی طرف روانہ ہوا۔ تیرے نفس نے تجھے شرارت کی دلدل میں پھنسا دیا۔ نہایت سختی کے ساتھ تجھے ضلالت میں داخل کر دیا۔ تجھے ہلاکت کے مقامات میں وارد کیا۔ اور مسالک حقہ پر سالک ہونا تیرے لئے سخت دشوار کر دیا۔

وصیّت جناب امیر علیہ السلام

جنگ صفین سے واپسی کے بعد حضرت نے یہ وصیّت جناب امام حسن علیہ السلام کے لئے تحریر فرمائی ہے۔ فنا ہونے والے زمانے کی خصومتوں کے سامنے عجز کا اقرار کرنے والے بڑھاپے کی طرف عمر کو روگرداں کرنے والے۔ تحمل مصائب میں زمانے کی اطاعت

کرنے والے۔ خواہشات دنیا کی مذمت کرنے والے۔ مردوں کے مساکن میں ساکن رہنے والے اور اس دنیا سے کل کو کوچ کر جانے والے والد کی طرف سے یہ وصیت اُس بیٹے کے نام ہے جو میسر نہ ہونے والی چیز (اہتدائے خلق) کی آرزو رکھتا ہے۔ ایک ہلاک ہونے والے اور فنا فی اللہ شخص کے رستے پر سالک ہے۔ بیماری کے تیروں کا نشانہ ہے۔ شدائد روزگار کا مرہون ہے۔ مصیبتوں کے تیر کھائے ہوئے ہے۔ قہر دنیا کا بندہ ہے۔ خدع و فریب کی سرا کا تاجر ہے۔ موت کا قرضدار ہے اور موت کا ہی اسیر ہے۔ غم و آلام کا ہم عہد ہے۔ حزن و اندوہ کا مصاحب ہے۔ تیر آفات کا ہدف ہے۔ دشمنوں کی خواہشوں کا کشتہ ہے اور مرجانے والوں کا جانشین ہے۔ حمد خدا و نعت رسول کے بعد جاننا چاہئے کہ مجھ سے دنیا کا برگشتہ ہونا۔ زمانہ کا سرکشی کرنا۔ عاقبت (موت) کا میری طرف متوجہ ہونا۔ ان امور کو میں نے پہچان لیا ہے۔ اور انہیں نے مجھے اپنے غیر کی حالت کے ذکر۔ اپنے نفس کے علاوہ دوسرے کے امور کا اہتمام کرنے سے منع کر دیا ہے۔ مگر جب سے کہ بدون آلام مردم میرے نفس کا الم میرے ساتھ منفرد ہو گیا اس وقت میری تدبیر نے مجھ سے سچی بات کہی۔ اور مجھے میری خواہش (ہدایت خلق) سے برگشتہ کر دیا۔ خاص میرے ہی کام (رحلت دنیا) کی میرے لئے تصریح کر دی۔ جد و جہد کے مقامات کو طے کرنے کے لئے میرے بازو کھول دئے۔ اس جستجو اور تلاش میں کسی قسم کا لہو و لعب شامل نہیں۔ مجھے ایسی صداقت کے واسطے آمادہ کیا جس میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں۔ اے فرزند! اب میں نے تجھے اپنی ذات کا بعض حصہ پایا نہیں بلکہ تجھے کیا دیکھا بالتمام اور بالکلیہ اپنے ہی آپ کو دیکھا۔ حتےٰ کہ اگر کوئی مصیبت تجھے لاحق ہو تو گویا مجھ پر نازل ہوئی۔ اور گویا اگر تجھے موت آئے تو وہ مجھے آئی۔ پس اب تیرے امور میں میری توجہ ایسی ہی ہے جیسا کہ اپنے امور میں ہوتی ہے۔ لہذا میں نے اپنا یہ وصیت نامہ تیرے واسطے تحریر کر دیا۔ اور میں اس تحریر کی حفاظت کا طالب ہوں۔ (اسے احتیاط اور حفاظت سے رکھنا) میں تیرے لئے باقی رہوں یا فنا ہو جاؤں

اے فرزند میں تجھے خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میری وصیت ہے کہ تو امر خدا کا ملازم رہ۔ اس کی یاد کے ساتھ اپنے قلب کو آباد کر۔ اس کی حبل المتین کے ساتھ متمسک ہو۔ وہ وسیلہ جو تیرے اور خداوند عالم کے درمیان ہے۔ کونسا وسیلہ اس سے زیادہ مضبوط ہے جو تو اس وسیلہ کو اخذ کرے۔ نصیحتوں کو قبول کرکے اپنے دل کو زندہ کر۔ زہد و تقوئے اختیار کرکے اسے مردہ کردے۔ یقین کے ساتھ اسے قوت دے۔ موت کی یاد کے ساتھ اسے مطیع و فرمانبردار کر نیستی کے لئے اسے مقرر کردے۔ دنیا کے مصائب اسے دکھا۔ زمانے کے حملوں اور گردش لیل ونہار کی زشتیوں سے اسے ڈرا دے۔ گزرے ہوئے لوگوں کی حکایتیں اس کے سامنے پیش کر اور تجھ سے پہلے لوگوں پر جو حوادثات گزرے ہیں اسے ان کی یاد دلا۔ ان لوگوں کے گھروں اور نشانات کی سیر کر۔ پھر نظر کر کہ انہوں نے کیا کیا۔ کس چیز سے منتقل ہوئے۔ کہاں وارد ہوئے۔ اور کس مقام کو اپنی منزل بنایا۔ بیشک تجھے معلوم ہو جائے گا کہ وہ اپنے دوستوں سے الگ ہو کر غربت اور تنہائی کے مکانوں میں جا بسے۔ اور عنقریب گویا تو بھی انہیں میں سے ایک شخص کی مانند ہو جائیگا اب تو اپنی منزل کی اصلاح کر۔ اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے تابع نہ بنا۔ اس چیز میں گفتگو کرنے کو چھوڑ دے جسے تو نہیں جانتا۔ اس شے کے بارے میں حکم نہ لگا جسکی تکلیف تجھے نہیں دی گئی اس رستہ کو ترک کردے جس پر چلنے سے تجھے ضلالت کا خوف ہے۔ کیونکہ ضلالت اور گمراہی کی حیرانیوں کے وقت ٹھیر جانا طرح طرح کے خوف پر سوار ہو جانے سے بہتر ہے۔ نیکیوں کا حکم کر کیونکہ تو اس کا اہل ہے۔ اپنے ہاتھ اور زبان سے نہی منکر عمل میں لا۔ جو امور منکرہ کو بجا لاتا ہے اس سے بقدر اپنی طاقت و وسعت کے علیحدگی اختیار کر۔ فی سبیل اللہ جہاد کر جیسا کہ جہاد کا حق ہوتا ہے۔ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تجھے راہ خدا میں گرفت نہ کرے (بلا خوف لومۃ لائم راہ خدا پر سالک ہو جا) وہ شدائد جو حق کا رستہ اختیار کرنے میں پیش آتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی حق ہو۔ ان میں پیوست ہو جا۔ فقہ دین کو

حاصل کر۔ اپنے نفس کو مکروہات پر صبر کرنے کا معتاد بنا۔ کیونکہ صبر اخلاق حسنہ میں سے نہایت ہی عمدہ خلق ہے۔ اور کل امور میں اپنے نفس کو اپنے پروردگار کی پناہ میں لے آ۔ کیونکہ اندریںصورت تو اسے ایک محفوظ مقام اور صاحب قوت منع کرنے والے کی طرف پناہ دیگا۔ اپنے سوال کو اپنے پروردگار کے لئے ہی خالص کر دے۔ کیونکہ بخشش کرنا اور محروم کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ نہایت کثرت کے ساتھ خیر اور برکت کا طلبگار رہو۔ میری وصیت کو سمجھ اور میری نصیحتوں سے اعراض کرتے ہوئے میرے سامنے سے روانہ نہ ہو۔ کیونکہ بہترین گفتار وہی ہے جو کچھ نہ کچھ نفع پہنچائے۔ اور جان لے کہ اس علم میں کوئی خیر و برکت نہیں جس سے کسی قسم کا نفع نہ حاصل ہو۔ اور جس علم سے نفع نہ اُٹھایا جائے اسکا یاد کرنا اور سیکھنا بھی کچھ ضرور نہیں۔ اے بیٹا! جب میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ کبیر السّن ہو گیا ہوں اور میں نے نظر کی کہ ضعیفی اور سُستی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس وقت میں نے تجھے وصیّت کرنے کے لئے عجلت سے کام لیا۔ اس وصیّت سے میں نے اکثر خصائل کو بیان کر دیا اور اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ موت مجھے عجلت کے ساتھ آ جائے اور میں اپنے دل کی باتوں کو تجھ تک نہ پہنچا سکوں یا میری رائے اور عقل میں نقص واقع ہو جیسا کہ میرے جسم میں ظاہر ہو گیا ہے یا بعض خواہشہائے قاہرہ و فسادات دنیا میری طرف سبقت کریں۔ اور تو ایک شتر وحشی کی مانند رہ جائے۔ کیونکہ تازہ قلب اوفتادہ اور خالی زمین کی مانند ہوتا ہے۔ جو شئے اس زمین میں ڈالی جائے وہ اسے ہی قبول کر لیگی۔ لہذا میں نے تجھے ادب سکھانے کے لئے عجلت سی کام لیا قبل اسکے کہ تیرا قلب (حزن و اندوہ کے سبب سے) سخت ہو جائے اور تیری عقل (مصائب و نوائب کے سبب سے صبر کرنے کی تدبیر میں) مشغول ہو جائے۔ اور تو اپنی رائے اور تدبیر کی کوشش کے ساتھ اس امر کا استقبال کرنے لگے جسکی طلب اور جس کے تجربہ کے لئے صاحبان تجربہ تیرے لئے کافی ہیں۔ حقیقۃً تو طلبگاریوں کی مشقت سے کفایت کیا گیا ہے (اب تجھے کسی بات اور کسی نصیحت کے طلب کرنے کی ضرورت نہیں) اور تجربہ کے علاج سے معاف کر دیا گیا

ہے (کیونکہ ایک تجربہ کار کے اقوال تیرے سامنے موجود ہیں) نہایت ہی سہولت کے ساتھ تجھے وہ چیز حاصل ہو گئی ہے جس تک ہم نہایت محنت و مشقت کے ساتھ پہنچے اور تیرے لئے وہ چیز ظاہر ہو گئی ہے جو بسا اوقات ہم پر مخفی اور پوشیدہ تھی۔

اے فرزند! اگرچہ میں اس عمر تک نہیں پہنچا جس تک مجھ سے پہلے لوگ پہنچے ہیں، مگر میں نے انکے اعمال کو دیکھا۔ ان کے خبروں میں تدبر اور تفکر سے کام لیا۔ انکے نشانات کی سیر کی۔ حتیٰ کہ میں بھی انہیں میں سے ایک شخص کی مانند ہو گیا بلکہ گویا ان کے امورات کے سبب سے جو مجھ تک پہنچے ہیں۔ میں نے انکے اولین سے لیکر آخرین تک کے ساتھ عمر بسر کی اور انکے اچھے برے اور نفع و ضرر کو پہچان لیا۔ اب میں نے تیرے واسطے ہر ایک امر اور ہر ایک امر کی تہ کا خلاصہ کر دیا ان امور کی نیکی کا تیرے لئے ارادہ کیا۔ اور انکی ناشائستگیوں کو تجھ سے برگشتہ کر دیا۔ نیز تیرے ہر کام میں ہر جگہ میں نے اپنی توجہ کو لازم سمجھا۔ جیسا کہ ایک شفیق والد کا فرض ہے۔ میں نے تیرے کام کے موافق تیرے ادب سکھانے کا عزم بالجزم کر لیا تھا کہ جب تو نوجوان ہو صاحب نیت سلیم ہو اور ایک صاف شفاف نفس کا مالک ہو تو تجھے کتاب اللہ عزوجل کی تعلیم دوں اسکی تاویل پر عبور کرا دوں۔ اسلام کے طریقے اسکے احکام اس کے حلال و حرام تجھے سکھا دوں۔ اور اس تعلیم کے غیر کی طرف تجھے تجاوز نہ کرنے دوں۔ پھر مجھے خوف ہوا کہ مبادا تجھ پر وہ علوم و معارف مشتبہ ہو جائیں جن میں لوگوں نے اپنی نفسانی خواہشوں اور فاسد رایوں کے سبب سے اختلاف کیا ہے۔ اور وہ انپر مشتبہ ہو گئے ہیں۔ پس میں نے ان کو مضبوط اور محکم کر دیا۔ اس لئے کہ تجھے آگاہ کر دینا میرے نزدیک اس سے بہتر اور محبوب تھا کہ میں تجھے ایسے امر کے حوالے کر دوں جس میں تیری ہلاکت سے بیخوف نہیں ہوں اور مجھے امید ہے کہ پروردگار عالم تیری شہادت و سعادت کے باعث تجھے توفیق دیگا اور تجھے تیرے مقصود کی طرف ہدایت کریگا لہذا میں نے اپنی یہ وصیت تیرے لئے معہود کر دی۔

اے فرزند خوب جان لے کہ میری وصیت میں سے نہایت ہی عمدہ چیز جو تجھے اختیار کرنی

چاہیئے۔ وہ خوف خدا ہے اور انہیں امور (علوم یقینیہ و اعمال دینیہ) پر اقتصار کرنا جو پروردگار عالم نے تجھ پر فرض کئے ہیں۔ اور اسی طریق کو اختیار کرنا جس پر تیرے آباؤ اجداد بزرگوار (انبیا و اولیا) اور تیرے اہلبیت صالحین گزر گئے ہیں۔ بیشک ان لوگوں نے اپنے نفسوں کے بارے میں نظر ڈالنے کو ترک نہیں کیا۔ جیساکہ تو بھی نظر کرنے والا ہے۔ انہوں نے فکر و تدبر سے کام لیا۔ جیساکہ تو فکر کر رہا ہے۔ پس اس تفکر و تدبر نے ان لوگوں کو اس شے کے اعتقاد کی طرف راجع کر دیا جسے وہ پہچانتے تھے۔ اور اس شے سے باز رکھا جس کی انہیں تکلیف نہیں دی گئی تھی۔ اب اگر تیرا نفس اس اعتقاد اور قبول سے انکار کرے بغیر اس کے کہ تجھے ان بزرگوں کا سا علم حاصل ہو تو اب یہی سزاوار ہے کہ تیری طلب اس بارے میں تفہم و تعلم کی راہ سے ہونی چاہیئے۔ نہ کہ شبہات کے گرداب میں گر کر اور مخاصمت و مجادلت میں پیوست ہو کر۔ اور اس امر میں نظر ڈالنے سے پہلے اپنے پروردگار سے اعانت کی طلب شروع کر۔ اور اپنی توفیقات میں اسی کی طرف راغب ہو۔ اور ہر ایک امر مخلوط و باطل کو ترک کر دے۔ جو تجھے شبہات میں داخل کرے۔ یا ضلالت کی طرف پہنچائے۔ اب جب تو نے یقین کر لیا کہ تیرا قلب صاف و شفاف آئینہ ہو کر آرام کرنے لگا۔ تیرا عزم تمام ہوتا ہوا بالجزم ہو گیا اور تیرا مقصد اس عزم و ارادے میں ایک ہی مقصد ہے (جو قریب بخدا ہے) پس اب تو اس چیز پر نظر ڈال جس کی تفسیر میں نے تیرے واسطے بیان کر دی ہے۔ اور اگر فراغت و وسعت نظر و فکر کے ساتھ مشابہ شکوک و شبہات سے الگ رہکر تیرا نفس جمع ہوا جسے تو دوست رکھتا ہے تو خوب جان لے کہ تو مانند ناقۂ شب کور مخبوط ہے۔ اور شدید تاریکی کے گرداب میں گرفتار ہے۔ اور جو شخص کہ مخبوط ہو۔ مخلوط بہ شبہات ہو۔ ایسا شخص ہرگز طالب دین نہیں ہو سکتا۔ اور ایسی حالت میں اپنے نفس کو طلب معرفت دین سے باز رکھنا نہایت ہی مناسب ہے۔

اے فرزند میری وصیت کو سمجھ اور خوب جان لے کہ جو موت کا مالک ہے وہی حیات کا بھی

حاکم ہے۔ جو پیدا کرنے والا ہے وہی مار ڈالنے والا بھی ہے۔ جو فنا کرنے والا ہے وہی حیات کی طرف واپس کرنے والا ہے۔ جو مبتلا کرنے والا ہے وہی بلاؤں سے نجات دینے والا ہے۔ دنیا اسی انعام و ابتلا و جزائی المعاد اور اس چیز پر جسے ہم نہیں جانتے قائم ہے جس خدا نے اسے پیدا کیا ہے۔ اب اگر ان میں سے کسی شے کی حکمت تجھ پر مشتبہ اور پوشیدہ ہو تو اسے اپنی نادانی پر محمول کر۔ کیونکہ اول وقت جب تو پیدا کیا گیا ہے نادان پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تو عالم ہوا اور بہت سے امور ہیں کہ جن کی حکمتیں تجھے معلوم نہ ہوں۔ تیری رائے ان میں متحیر ہو جائے۔ تیری بصارت گمراہ ہو جائے۔ پھر اس کے بعد تجھے اس کا علم حاصل ہو۔ لہذا اب تو اسی ذات سے تمسک کر جس نے تجھے خلق کیا جس نے تجھے رزق عنایت فرمایا۔ تیری خلقت کو مساوی رکھا کسی قسم کا نقص نہیں آنے دیا۔ اب لازم یہی ہے کہ تیری عبادت اسی کے لئے مخصوص ہو۔ تو اسی کی طرف توجہ کرے اور خوف و ترس جو کچھ بھی ہو اسی کی ذات سے ہو۔

اے فرزند! خوب سمجھ لے کسی شخص نے پروردگار عالم کی ایسی خبر نہیں دی جیسی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ نے بیان فرمائی ہے۔ لہذا اسی کی رہبری سے راضی ہو اور اسی کے نجات کی طرف کھینچنے سے خوشنود رہ۔ بے شک میں نے نصیحت کرنے میں کسی قسم کی تقصیر نہیں کی اور تو محض اپنی نظر و فکر سے کام لیکر کبھی اپنے نفس کی منفعت تک نہ پہنچ سکے گا۔ اگرچہ تو اس کے لئے میری نظر اور میرے علم کے برابر سعی و کوشش عمل میں لائے۔ اے فرزند! خوب سمجھ لے کہ اگر خداوند عالم کا کوئی دوسرا شریک ہوتا۔ تیرے پاس اسکے پیغمبر بھی آتے تو اس کے ملک۔ اسکی سلطنت کے نشانات کو دیکھتا۔ تو اس کے افعال اس کی صفات کو پہچانتا لیکن حقیقتًہ وہ خداوند عالم واحد و یگانہ ہے۔ جیسا کہ خود اس نے اپنے نفس کی توصیف کی ہے۔ اس کی مملکت میں کوئی شخص اس سے عناد اور ضد نہیں کر سکتا وہ ابد الآباد تک زائل نہوگا۔ اس کی ابتدا ہمیشہ سے ہے۔ تمام اشیا سے پہلے۔ وہ

تمام اشیاء کے بعد تک رہیگا جس کے لئے کوئی انتہا مقرر نہیں ہو سکتی۔ اس امر سے اس کی شان بہت ارفع و اعلےٰ ہے کہ اسکی ربوبیت قلب یا بصر کے احاطہ کے ساتھ ثابت کی جائے۔ جب تونے یہ امر پہچان لیا تو اب لازم ہے کہ تو وہی عمل کرے جو تیرے مثل ضعیف انسان) کے لئے سزاوار ہے ایسی حالت میں کہ وہ اپنے قدر و مرتبہ کی پستی کا قائل ہو۔ قلت مقدرت کا مقر ہو اپنی عاجزی کی کثرت کا اقرار کر رہا ہو۔ اطاعت خدا کی توفیق کی طلب میں اس کے عذاب سے ڈرنے میں اس کی ناخوشی سے خوف کرنے میں۔ خداوند عالم کی طرف اپنی عظیم احتیاج کو جانتا ہو۔ اس لئے کہ خداوند تعالےٰ نے سوائے نیکی کے تجھے کسی چیز کا حکم نہیں دیا اور اعمال قبیحہ کے سوا اور کسی شے سے نہی نہیں فرمائی ہے۔ اے فرزند میں نے تجھے دنیا۔ حالات دنیا۔ زوال دنیا۔ انتقال دنیا سے خبردار کر دیا ہے۔ آخرت کی اور آخرت کی اس چیز کی جو اہل آخرت کے لئے تیار کی گئی ہے خبر دیدی ہے۔ ان دونو (دنیا و آخرت) کے بارے میں بہت سی مثالیں بیان کر دی ہیں تاکہ تو ان سے عبرت حاصل کرے۔ اور ان مثالوں کی پیروی کرے۔ حقیقت یہ ہے۔ جو شخص دنیا کے حالات سے خبردار ہو اس کی مثال ایک مسافر گروہ کی سی ہے جنہیں ایک منزل بے آب و گیاہ کی خبر دی جائے۔ وہ اس خبر کو سُنکر منزل شاداب اور نواح سبزہ زار کا قصد کریں۔ رستے کی مشقتوں۔ سفر کی درشتیوں۔ طعام کی بدمزگیوں کے متحمل ہوں۔ تا اینکہ اپنے مکان کی وسعت اور اپنی منزل قرار تک پہنچ جائیں۔ اب ان زحمتوں میں وہ کسی آزار کو نہ پائیں گے۔ نہ انہیں خرچ کرنے کے لئے کسی قرض اور تاوان کی ضرورت ہوگی اور ان کے نزدیک کوئی شے اپنی منزل سے قریب ہونے اور اپنے محلوں کے نزدیک آجانے سے زیادہ دوست نہیں ہے۔ اور اس شخص کی مثال جو اس دنیا کے فریب میں آجائے ایسے گروہ کی سی ہے جو ایک شاداب منزل میں مقیم ہوں۔ پھر انہیں ایک قحط ناک منزل کی خبر دی جائے۔ اور کوئی شے ان کے نزدیک اس مقام سے مفارقت کرنے میں جاہل

وہ موجود ہیں مگر وہ نہو۔ نہ وہ اس مفارقت کو دشوار خیال کریں۔ وہ اسی بے آب گیاہ منزل کی طرف راہی ہوں اور اسی کی طرف پلٹ جائیں۔

اے فرزند! تو اپنے اور اپنے غیر کے درمیان اپنے نفس کو ترازو بنالے اور اپنے غیر کے لئے بھی اسی چیز کو اچھا سمجھ جسے اپنے نفس کے لئے اچھا سمجھتا ہے اور اس چیز کو اسکے واسطے مکروہ خیال کر جسے اپنے نفس کے لئے مکروہ خیال کرتا ہے۔ کسی پر ظلم نہ کر جیسا کہ تو اپنی مظلومیت کو پسند نہیں کرتا۔ احسان کر جیسا کہ تجھے مرغوب ہے کہ تیرے ساتھ احسان کیا جائے اپنے نفس کی عیب جوئی کر جیسا کہ اپنے غیر کی قباحتوں کو تلاش کرتا ہے۔ لوگوں کی طرف سے اسی چیز پر راضی رہ۔ جس پر کہ تو اپنے نفس کی طرف سے ان لوگوں کے واسطے خوشنود رہتا ہے اس چیز کو بیان نہ کر جسے تو نہیں جانتا۔ جس شئے کو جانتا ہے اسی کی نسبت گفتگو کر کسی شخص کی نسبت ایسی بات نہ کہہ جسے تو دوست نہیں رکھتا کہ تیری طرف اسے منسوب کیا جائے۔ خوب جان لے تکبر کرنا درستی اور صواب کی ضد ہے۔ اور عقلوں کے لئے آفت ہے۔ پس کسب معیشت میں سعی اور کوشش کر (یہ نہیں کہ عجب و تکبر کے باعث روزی کمانے سے بیٹھ رہے) اپنے غیر کے واسطے خزانہ دار بن (پس ماندوں کے لئے جمع نہ کر) اور جب تو اپنے مقصود تک پہنچ جائے تو اپنے پروردگار کے سامنے نہایت ہی خاضع اور خاشع ہو جا۔ خوب جان لے کہ تیرے سامنے ایسا راستہ ہے جسکی مسافت بعید ہے جسکی مشقتیں نہایت شدید اور سخت ہیں۔ اس راہ میں تو سرسبز اور شاداب منزلوں کی طلب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا نہ منزل مقصود تک پہنچا دینے والے توشہ سے بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ اور اس توشہ کے اٹھانے پر بھی تجھے سبک پشت رہنا چاہیئے (تیری پشت پر گناہوں کا بوجھ نہو) اپنی پشت پر اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ اٹھا کیونکہ اس کا بوجھ تجھ پر وبال ہو جائیگا۔ اور جب تو کسی صاحب احتیاج کو دیکھے کہ وہ تیرے توشہ کو یوم قیامت تک اٹھانے کے لئے تیار ہے اور وہ تجھے اس توشہ کے ساتھ فردائے قیامت میں وہیں پہنچا سکتا ہے جس جگہ کا

کہ محتاج ہے۔ تو اسے غنیمت سمجھ اور اس توشہ کو اس پر بار کر دے۔ حتے الامکان اور حسب مقدرت اس توشہ کو بڑھائے جا۔ شاید کہ کسی وقت تو اس توشہ بردار کو طلب کرے اور نہ پائے اور اس شخص کو غنیمت سمجھ جو تیری تونگری کی حالت میں تجھ سے قرض مانگ رہا ہے تاکہ تیری احتیاج کے روز اس قرض کو ادا کر دے۔

خوب جان لے کہ تیرے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں سبک بار کی حالت زیادہ بوجھ اُٹھانے والے کی بہ نسبت نہایت اچھی ہے۔ اور سُست رفتار سریع السیر کی نسبت نہایت بدحال ہے۔ اور اس گھاٹی سے اُترنے کی جگہ لامحالہ بہشت ہے یا دوزخ ہے۔ پس اُترنے سے پہلے اپنے لئے سبزہ زار کی تلاش کر اور وارد ہونے سے پہلے استراحت کا مقام مہیا کر لے کیونکہ موت کے بعد معافی تقصیر نہیں ہے۔ نہ پھر دنیا کی طرف بازگشت ہوگی خوب جان لے کہ وہ خلاق برتر جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کے خزانے ہیں۔ اس نے تجھے دعا کا حکم دیا ہے اور اسکی قبولیت کا متکفل ہو گیا ہے۔ اس نے تجھے حکم دیا ہے کہ تو اس سے سوال کرے تاکہ وہ عطا فرمائے۔ تو اس سے رحمت طلب کر۔ تاکہ وہ تجھ پر رحمت نازل کرے۔ اس نے اپنے اور تیرے درمیان کسی ایسے شخص کو قائم نہیں کیا ہے جو اسے تیرے سامنے سے پوشیدہ کر دے۔ تجھے کسی ایسے شخص کی التجا کرنے کے لئے مضطرب نہیں کیا ہے جو اس کے سامنے تیری شفاعت کرے۔ اگر تو گناہ کرے تو تجھے توبہ کرنے سے منع نہیں کیا۔ نہ تجھے عذاب کرنے میں عجلت سے کام لیا ہے۔ بلکہ رسوائی میں تجھے رسوا نہیں کیا۔ در قبول توبہ کو تیرے واسطے بند نہیں کر دیا۔ گنہگاریوں پر تجھ سے مناقشہ اور مواخذہ نہیں کرتا (اگر توبہ کر لی جائے) تجھے اپنی رحمت سے مایوس نہیں کیا ہے بلکہ اعمال بد سے باز رہنے کو بھی تیرے واسطے ایک نیکی قرار دیا ہے۔ تیرے عمل بد کو فقط ایک بُرائی شمار کیا ہے۔ اور ایک عمل نیک کی عوض دس گُنی نیکیاں محسوب فرمائی ہیں۔ اور گناہوں سے بازگشت کرنے کا دروازہ تیرے لئے

کھول دیا ہے۔ جب تو نے اسے پکارا اس نے تیری آواز کو سن لیا۔ جب تو نے اس سے سرگوشی
کی اس نے تیری سرگوشی کو معلوم کر لیا۔ تو نے اپنی حاجتوں کو اس کے پاس پہنچایا۔ اپنی
دلی آرزو کو اس کے سامنے منتشر کر دیا۔ اپنے آلام کا اس کے آگے شکوہ کیا۔ اپنے رنج والم
کے برطرف ہونے کی اس سے درخواست کی۔ اپنے امورات میں اس کی اعانت کا طالب ہوا
اس کی رحمت کے خزانوں میں سے اس چیز کا سوال کیا۔ جس کے عطا کر دینے پر اس کے سوا
کوئی قادر نہیں ہے جیسا کہ عمروں کی زیادتی۔ بدنوں کی صحت۔ رزقوں کی وسعتیں اب
اس نے اپنے خزانوں کی کنجیوں کو تیرے حوالے کر دیا۔ کیونکہ تو نے اس سے سوال کیا تھا
اور اس نے تجھے اس میں تصرف کی اجازت دیدی۔ پس تو نے جب چاہا دعاؤں کے ساتھ
اس کے ابواب نعمت کی کشائش کو طلب کیا۔ اور جب چاہا بدفعات متعددہ اسکی رحمت
کی بارشوں کو طلب کر لیا۔ اب یہ بھی لازم ہے کہ دعاؤں کا ذرا تاخیر کے ساتھ قبول ہونا
تجھے مایوس نہ کر دے کیونکہ عطا و بخشش بقدر نیت ہوا کرتی ہے اور بسا اوقات قبولیت میں اس لئے
تاخیر ہوتی ہے تاکہ اسکے سبب سائل کا اجر عظیم ہو جائے اور آرزومند کے لئے بخششیں کثیر
ہو جائیں اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ تو نے کسی ایسی چیز کا سوال کیا جسکا برگشتہ کر دینا
ہی تجھے عطا کرنے سے بہتر ہے۔ اور بہت سے امور ایسے ہیں جنہیں تو طلب کرتا ہے۔ اگر وہ
تجھے عطا کر دئے جائیں تو ان میں تیرے دین کی ہلاکت ہے۔ لہذا تیرا سوال اسی چیز کی بابت
ہونا چاہیے جس کے حسن تیرے واسطے باقی رہیں۔ اس کا وبال تجھ سے دور رہے۔ اور یہ بھی
جان لینا چاہیے کہ نہ مال تیرے واسطے باقی رہ سکتا ہے نہ تو اس کے واسطے۔

خوب جان لے کہ تو آخرت کے واسطے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ دنیا کے لئے۔ تو فنا کے واسطے خلق ہوا ہے
نہ کہ بقا کے لئے۔ تیری پیدائش موت کی خاطر ہے نہ کہ زندگی کے واسطے۔ تو اکھڑنے والی منزل
میں موجود ہے۔ تو ایسے مکان میں ہے جس پر بقدر حاجت اکتفا کرنی چاہیے۔ ایسے رستے پر کھڑا
ہے جو آخرت کی طرف جا رہا ہے۔ تو موت کا شہر بدر کیا ہوا ہے۔ ایسی موت جس سے بھاگنے والا

نجات نہیں پا سکتا۔ نہ اس کا طالب اسے فوت کر سکتا ہے۔ ضرور ہے کہ موت اسکا ادراک کرے بس تو موت سے خوف کر کہ وہ تجھے پکڑ لے۔ اور تو بد حالیوں پر قائم ہو۔ تو ان معصیتوں سے توبہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہو اور وہ موت تیرے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے۔ اسوقت بیشک تو اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالیگا۔ اے فرزند موت کو بکثرت یاد کر۔ اس چیز کا کثرت کیساتھ ذکر کر جس میں تو ناگہانی طور سے داخل ہوگا اور موت کے بعد اسکی طرف پہنچے گا۔ حتےٰ کہ تجھے موت آجائے ایسی حالت میں کہ تو اس کی وجہ سے اپنے سلاح کو مضبوط پکڑ رہا ہو۔ اور اپنی کمر کو مضبوط کر رہا ہو۔ وہ ناگہانی طریقہ سے تیرے پاس نہ آجائے کہ آتے ہی تجھ پر غلبہ کرے اور تجھے مضرت پہنچائے۔ اہل دنیا کا اشتیاق انکی حرص جو دنیا کی طرف تو دیکھ رہا ہے حذر کر کہ تو بھی کہیں اس اشتیاق و حرص پر فریفتہ نہ ہو جائے۔ بالتحقیق خداوند عالم نے تجھے حالات دنیا سے خبردار کر دیا ہے۔ اور خود دنیا نے بھی اپنی ذات کی تعریف تیرے سامنے بیان کر دی ہے اپنے عیوب کو ظاہر کر دیا ہے۔ بیشک اہل دنیا عو عو کرنے والے کتے ہیں۔ مضرت پہنچانے والے درندے ہیں۔ ان میں سے بعض بعض کے لئے بھونکتا ہے اور دنیا میں غلبہ حاصل کرنے والا دنیا کے ذلیل اور پست شخص کو کھا رہا ہے۔ اس دنیا کے بزرگ دنیا کے خوردوں کو مقہور کر رہے ہیں۔ یہ لوگ چارپائے ہیں جن کا ایک گروہ تو دست و پا بستہ ہے۔ مقید ہے۔ اور دوسرا رہائی یافتہ۔ ان لوگوں نے اپنی عقلوں کو گم کر دیا ہے اور نا معلوم بیابانوں کی طرف جانے کے لئے سوار ہوئے ہیں۔ یہ حیوانات چرندہ ہیں جو ایک وحشتناک بیابان کی آفت میں گرفتار ہیں۔ جن کے لئے کوئی محافظ نہیں ہے جو ان کی حفاظت کرے۔ نہ کوئی چرواہا جو انہیں چرائے۔ دنیا انہیں کوری اور اندھے پن کے رستے کی طرف لے گئی۔ انکی آنکھوں کو ہدایت کی مناروں کی طرف سے سی دیا۔ یہ لوگ گمراہی دنیا میں سرگشتہ ہو گئے۔ نعمت دنیا میں غرق ہو رہے۔ دنیا کو اپنا پروردگار بنا لیا۔ دنیا انکے ساتھ کھیلنے لگی۔ اور یہ اس کی نعمتوں کے ساتھ لہو و لعب میں مشغول ہو گئے۔ اس دنیا کے بعد جو چیز آنے والی ہے اسے بھلا دیا ٹھیر ٹھیر کر

تاریکی روشن ہو۔ گویا حقیقتاً مسافر (اپنی منزل پر) وارد ہو گئے۔ جو شخص عجلت کر رہا ہے نزدیک ہے کہ (اپنے ہمراہیوں سے) ملحق ہو جائے۔ خوب جان لے کہ رات اور دن جس کی سواری کے اونٹ ہوں تو بیشک وہ شخص حرکت دادہ شدہ ہے اگرچہ ٹھیرا ہوا ہو۔ وہ قطع مسافت کر رہا ہے۔ اگرچہ مقیم وایستادہ ہو یقیناً سمجھ لے کہ تو اپنی آرزو تک نہ پہنچے گا۔ اپنی اجل سے درگزر نہیں کر سکے گا۔ تو اس شخص کے رستے میں ہے جو تجھ سے پہلے تھا۔ پس طلب دنیا میں سستی کر۔ اور اکتساب دنیا میں بامہلت رہ۔ تعجیل نہ کر کیونکہ اکثر طلبگاریاں فنائے مال کی طرف منجر ہوتی ہیں۔ پس ہر ایک طالب مرزوق (رزق دادہ شدہ) نہیں ہے۔ نہ ہر ایک بامہلت رہنے والا طلب دنیا میں تعجیل نہ کرنے والا محروم۔ اپنے نفس کو ہر ایک خصلت خبیثہ دنیہ سے الگ اور مکرم رکھ۔ اگرچہ تیرا نفس تجھے اشیائے مرغوب کی طرف ہنکائے کیونکہ اپنے نفس کی خواہشات کو جو تو بجالا رہا ہے اس خدمت کا تجھے عمدہ عوض نہیں مل سکتا۔ اپنے غیر کا بندہ نہ بن۔ کیونکہ پروردگار عالم نے تجھے (اپنے سوا دوسرے کی اطاعت سے) آزاد رکھا ہے۔ اس منفعت میں کیا بھلائی اور بہتری ہے جو بد کرداری کے ساتھ حاصل ہو۔ وہ وسعت کیا چیز ہے جس تک دشواریوں کے ساتھ رسائی ہو۔

اپنے نفس کو اس بات سے دور رکھ کہ طمع کے اونٹ تجھے لیکر نہایت سرعت کے ساتھ رواں ہوں۔ اور مقامات ہلاکت میں تجھے لا ڈالیں۔ اگر تیرا حوصلہ ہے۔ تجھے استطاعت ہے۔ کہ تیرے اور خدا کے درمیان کوئی منعم حائل نہ ہو تو بے شک ایسا ہی حوصلہ کر۔ بیشک تیری قیمت تجھے مل جائیگی۔ اور تیرا حصہ تجھے نصیب ہو جائے گا۔ یاد رکھ کہ خداوند عالم کی طرف سے عطا ہونے والی تھوڑی سی چیز بھی اس کثیر سے اکرم اور اعظم ہے جو مخلوق کی طرف سے عطا ہو۔ اگرچہ تمام روزیاں (بواسطہ اور بے واسطہ) اسی کی طرف سے ہیں۔ اس مال دنیا کی تلافی جو تیری خاموشیوں کے سبب سے فوت ہوا ہے تیرے اس چیز کے دریافت کرنے سے آسان ہے جو بسبب گفتار گم ہوئی ہے۔ ریسمان سر مشکیزہ کی بندش سے اس شے کی حفاظت کر جو

شکیزہ میں ہے۔ اس چیز کی محافظت جو تیرے ہاتھوں میں موجود ہے میرے نزدیک اس شئی کی طلب سے محبوب ہی جو تیرے غیر کے ہاتھوں میں ہے۔ مایوسی کی تلخیاں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہیں عفت و عصمت کے ساتھ صنعت و حرفت میں مشغول رہنا اس تونگری سے اعلےٰ اور نیک ہی جو فسق و فجور سے حاصل ہو۔ انسان اپنے راز اور بھید کی بہت حفاظت کرنیوالا ہی اور بسا اوقات اس شئی کی تحصیل میں کوشش کرتا ہی جو اسکے لئے سخت مضر ہو۔ بسیار گو ہمیشہ ہذیان گو ہوتا ہی۔ جو فکر و تدبّر سے کام لیتا ہی وہ بینا ہو جاتا ہے۔ تو صاحبان خیر کی مصاحبت اختیار کر۔ اور انہیں میں سے ہو جا۔ اہل شر سے الگ رہ اور ان سے بالکل دور ہو جا۔ حرام خوری نہایت ہی بُری چیز ہے۔ ضعیف اور کمزور پر ظلم انتہائی درجہ کی زشتی لئے ہوئے ہے۔ جبکہ آہستہ رفتاری درشت رفتاری کے مشابہ ہو گئی تو اندریںصورت درشت رفتاری میانہ رفتاری ہو جائیگی۔ بسا اوقات دوا مرض ہو جاتی ہی اور مرض دوا ہو جاتا ہے۔ اکثر اوقات نصیحت نہ کرنے والے سے بھی نصیحت حاصل ہو جاتی ہی (بقول لقمان را پرسیدند ادب از کہ آموختی گفت از بے ادباں) اور طلب نصیحت کرنے والا مغشوش ہو جاتا ہی۔ ناصح خیانت سے کام لیتا ہی۔ آرزوؤں پر بھروسا کرنے سے اپنے نفس کو علیحدہ رکھ۔ کیونکہ تمنائیں احمقوں کا سرمایہ ہیں اور دانشمندی یہ ہی کہ تجربہ کو ذہن نشین کر لیا جائے۔ اور بہترین تجربہ وہ ہے جو تجھے نصیحت کرے۔ وقت فرصت کی طرف مبادرت کر۔ اسے غنیمت سمجھ۔ قبل اس سے کہ ہنگام فرصت غم و غصّہ کا وقت ہو جائے۔ ہر ایک طلب کرنیوالا مطلوب تک نہیں پہنچا کرتا۔ نہ ہر ایک مسافر واپس آسکتا ہی۔ سب سے بڑا فساد یہ ہی کہ زاد راہ کو ضائع کیا جائے اور معاد و آخرت کو فاسد کر دیا جائے۔ ہر ایک کام کے لئے ایک انجام ہی۔ قریب ہی کہ تیرا مقدر تجھے مل جائے۔ دنیا کا تاجر اپنے آپ کو ہلاکت میں گرانیوالا ہی۔ بسا اوقات تھوڑا سا مال بہت مال کے برابر فائدہ پہنچاتا ہے۔ ذلیل و خوار دوست اور متہم بخرابات دوستی میں کوئی برکت اور خیر نہیں۔ زمانہ و اہل زمانہ کے ساتھ تساہل سے پیش آ۔ جب تک اسکی سواری کا مرکب تیرا مطیع ہو۔ جبتک تو انپر مسلّط رہے۔ تمنّا ہائے کثیر و لایعنی کے سبب سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈال

اس امر سے دور رہ کہ لجاجت و منت کا مرتکب تجھ سے سرکشی کرے۔ اپنے بھائی کے ساتھ صلۂ رحم بجا لا جبکہ وہ قطع رحم کا مرتکب ہو۔ جب وہ تجھ سے اعراض اور روگردانی کرے تو اس سے بلطف پیش آ۔ اس کی قربت اختیار کر۔ جو وہ بخل پر کاربند ہو تو تو بذل و عطا سے کام لے۔ جب وہ تجھ سے علیحدگی تلاش کرے تو اس کے نزدیک رہ۔ جب وہ سختی کرے تو نرمی اور ملائمت سے پیش آ۔ جب وہ جرم و گناہ کرے تو اسکے عذر کو قبول کر اور بالکل اس طرح رہ جیسے تو اسکا غلام ہے۔ گویا وہ تیرے واسطے ایک منعم ہے۔ اس بات سے پرہیز کر کہ تو ان خصائل کو ان کے مواضع غیر میں رکھے اور اس رفتار کو نا اہلوں کے لئے اختیار کرے۔ اپنے دوست کے دشمن کو دوستی کے لئے انتخاب نہ کر اور اس طرح اپنے دوست کے ساتھ دشمنی نہ کر۔ اپنے بھائی کے لئے نصیحت کو مخصوص کر دے۔ خواہ وہ اسے اچھی معلوم ہو یا بری۔ غیظ و غضب کو شربت کے گھونٹ کی طرح پی جا۔ کیونکہ میں نے کوئی جرعہ بنظر انجام اس سے بہتر شیریں نہیں دیکھا۔ نہ بنظر عاقبت کسی اور جرعہ کو لذیذ پایا۔ جو شخص تجھ سے بدرشتی پیش آئے اس کے لئے نرمی اور ملائمت سے کام لے۔ کیونکہ اندریں صورت شاید وہ بھی تجھ سے بہ نرمی پیش آنے لگے۔ اپنے دشمن پر احسان کر۔ کیونکہ احسان بر دشمن دو قسم کی فتوح (دوستی کے ساتھ غالب ہونا یا دشمنی کے ساتھ فتح پانا) میں سے ایک نہایت ہی شیریں فتح و ظفر ہے۔ اگر تو اپنے بھائی کے ساتھ سے سلسلۂ برادری کو قطع کرنا چاہے تو اپنے نفس کی طرف سے کچھ تھوڑا سا تتمہ اس کی برادری کے لئے باقی رکھ۔ (بالکل قطع نہ کر) تاکہ جب اسے معلوم ہو جائے کہ ابھی تیرے دل میں اس کی جگہ ہے تو اس کی طرف پلٹ آئے۔ جو تجھ سے نیکی کا گمان کرے اسکے گمان کی تصدیق کر (اسکے ساتھ نیکی کر) اپنے بھائی کا حق ضائع نہ کر۔ اس برادری پر بھروسا کر کے جو تیرے اور اسکے درمیان واقع ہے۔ کیونکہ جب تو نے اُسکا حق ضائع کر دیا تو وہ تیرا بھائی نہ رہا (پھر برادری پر بھروسا کیسا؟) تیرے اہل و عیال تیرے ساتھ بدترین خلق بنکر پیش نہ آئیں جو تیری طرف راغب نہیں ہے تو بھی اسکی طرف رغبت نہ کر۔ اور یہی سزاوار ہے کہ تیرے صلۂ رحم پر تیرے بھائی کا قطع رحم غالب نہ آجائے۔ اور تیرے احسانات پر اسکی برائیاں قوت حاصل کرنے نہ پائیں۔ جس شخص نے تجھ پر ظلم کیا ہے اُسکا ظلم تیری نگاہوں میں بزرگ

نہ معلوم ہو کیونکہ اس نے خود اپنی مضرت اور تیرے نفع میں سعی و کوشش کی ہے جس شخص نے تجھے خوشحال کیا ہے اس کی جزا یہ نہیں کہ تو اس کے ساتھ برائی کرے۔

اے بیٹا! خوب جان لے کہ رزق کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ رزق جسے تو طلب کرتا ہے (بغیر استحقاق)، دوسرا وہ رزق جو تیرا طلبگار ہے (تو اس کا مستحق ہے) اگر تو اس تک نہیں پہنچے گا تو وہ خود تجھ تک پہنچ جائیگا۔ ضرورت اور حاجت کے وقت خضوع و خشوع اور عدم احتیاج کے وقت جور و جفا۔ یہ دونو کس قدر بری خصلتیں ہیں۔ دنیا میں کوئی چیز تیرے لئے نفع بخش نہیں۔ اِلّا وہ شے جو تیری عاقبت کی اصلاح کرے۔ اگر تو اس چیز پر جزع فزع کرے جو تیرے ہاتھ سے نکل گئی ہے تو ہر ایک اس شے پر گریہ و زاری کر جو (از قسم منفعت آخرت) تجھ سے پیوست نہیں ہوئی جو چیز زمانہ گزشتہ میں تجھے حاصل تھی (اور اب وہ ناپید ہو گئی ہے) اسی سے موجودہ حالت میں موجود نہ ہونیوالی چیز پر استدلال کر (جیسے وہ فنا ہو گئی یہ بھی فنا ہو جائے گی۔ پھر حصول فانی کے لئے دردسری کیوں) کیونکہ امور دنیا ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ وہ شخص نہ بن جسے نصیحت کوئی نفع نہیں دیتی۔ جبتک کہ اسے کوئی انتہائی رنج نہ پہنچایا جائے۔ کیونکہ عاقل ادب اور تعلیم کے ساتھ نصیحت کو قبول کرتا ہے اور بہائم سوائے ضرب کی کسی چیز سے نصیحت قبول نہیں کرتے۔ آلام و اندوہ کی واردات کو صبر کی ہمتوں اور حسن یقین کے ساتھ اپنے نفس سے دور کر۔ بیشک جس شخص نے درمیانی رستے کو چھوڑا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ ہر شخص کا مصاحب اسکے خویش و اقربا کی مانند ہے۔ دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی راستگوئی سے کام لے۔ خواہشات نفسانی کوری اور تاریکی ضلالت کے شریک ہیں۔ اکثر اوقات شخص بعید (بیگانہ) شخص قریب (عزیز) سے (بلحاظ دوستی) قریب ہوتا ہے۔ اور شخص قریب شخص بعید سے بھی دور ہو جاتا ہے۔ غریب وہ شخص ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ جس شخص نے حق کے تجاوز کیا اسے رستہ چلنا بہت دشوار ہے۔ جس نے اپنے مرتبہ پر اقتصار کیا۔ تو وہ مرتبہ اس کے لئے باقی رہیگا سب سے زیادہ مضبوط وسیلہ وہ شے ہے جسے تو نے اپنے اور خداوند عالم کے درمیان وسیلہ قرار دیا ہو۔ جو شخص تیری طرف اعتنا نہیں کرتا وہ تیرا دشمن ہے۔ کبھی ایسے شخص سے

نا امید ہونا بھی حصول مطلب کا باعث ہو جاتا ہے جبکہ اس شخص سے تو اپنی ہلاکت آخرت کی طمع کرتا ہے۔ ہر ایک عیب اور زشتی اس قابل نہیں کہ جس کا اظہار کیا جائے (کسی کے عیب کو ظاہر نہ کر) نہ ہر ایک وقت فرصت ایسا ہے کہ پھر حاصل ہو جائے (موجودہ وقت فرصت کو غنیمت سمجھ) اکثر اوقات شخص دانا و بینا بھی اپنے مقصد میں خطا کر جاتا ہے اور کور چشم اپنے مطلوب تک پہنچ جاتا ہے۔ ارتکاب قبائح کو تاخیر میں ڈالدے۔ کیونکہ تو ہر وقت اس کی طرف تعجیل سے کام لے سکتا ہے۔ جاہل ناحق شناس سے احسان کا قطع کرنا عقلمند حق شناس سے احسان کرنے کی برابر ہے۔ جو شخص (اموال و اولاد وغیرہ پر بھروسا کر کے) حوادثات زمانہ سے ایمن ہے۔ زمانہ اس کے ساتھ خیانت کریگا اور جو شخص مساعدت زمانہ کو بزرگ سمجھے (اپنے آپ کو زمانہ کی مساعدت کے سبب سے بزرگ خیال کرے) زمانہ اس کی توہین کریگا۔ ہر ایک تیر انداز نشانہ نہیں اُڑا سکتا۔ جس وقت سلطنت میں تغیر آتا ہے زمانہ بھی بدل جاتا ہے۔ رستہ کی نیکی بدی کے دریافت کرنے سے پہلے ہمسفر کی خوبی و بُرائی کو دریافت کرلے۔ گھر کے اچھے بُرے ہونے کی نسبت پوچھنے سے پہلے ہمسایہ کی حالت معلوم کرلے کہ اچھا ہے یا بُرا۔ سخن مضحک کے ذکر سے پرہیز کر۔ اگرچہ تیرے غیر نے اسے تجھ سے بیان کیا ہو۔ عورتوں کے مشورہ سے بچارہ کیونکہ ان کی رائیں اور عقلیں ضعف و ناتوانی کی طرف منتہی ہوتی ہیں۔ انکے ارادے سستی (فی الاعتقاد) کی طرف مائل ہیں۔ تو انہیں پردے میں رکھکر انکو نامحرم کے دیکھنے سے باز رکھ کیونکہ پردے کی سختی انکی عصمت و عفت کو باقی رکھنے والی ہے اور ان کا پردے سے نکلنا کسی ایسے شخص کے ان کے پاس لے آنے سے سخت تر نہیں ہے جس پر تجھے بھروسا نہو (مرد ہو یا عورت۔ جس پر اعتماد نہو اسے ان تک نہ آنے دے کیونکہ یہ امر ان کے لئے بے حجاب ہونے سے بھی بڑا ہے) اگر تجھے مقدرت حاصل ہے۔ کسی ایسے امر پر جس کی سبب سے یہ تیرے غیر کو نہ پہچانیں تو اس عمل کو بجالا۔ عورتوں کو ان کے امورات اور اشغال پر اس قدر مسلط نہ کر کہ جو اپنے مرتبہ سے ترقی کر جانے کی ہوس کریں (عورت ہو کر مردوں کے امورات کو انجام دینے

کی فکر کریں) کیونکہ یہ عورتیں خوشبو ہیں یہ تو اسی کام کی ہیں کہ انہیں سونگھ لیا جائے نہ کہ مردوں کے قائم مقام ہو کر کارفرمائی کرنے لگیں۔ جو امور ان کے نفس سے متعلق ہیں ان کو عزیز رکھنے سے تجاوز نہ کر۔ انہیں اس بات کی طمع کرنے کا موقع نہ دے کہ وہ اپنے غیر کی شفاعت کرنے کی خواہش کریں۔ اس امر سے پرہیز کر کہ تو انہیں ان کی غیرت کے مقام میں جاگزیں کرے (ایسی جگہ انکی تزویج کرے جو ان کی غیرت اور ان کے غضب کا باعث ہو) کیونکہ یہ امر زن عفیفہ صحیحہ کو عیب کی بیماری اور فواحشات سے الگ رہنے والی کو فاحشہ ہونے کی طرف دعوت کرتا ہے۔ اب تو اپنے خدمتگاروں میں سے بھی ہر ایک کے لئے ایک کام معین کر دے جس کی تعیین کے سبب سے تو ان سے مواخذہ کر سکے کیونکہ یہ تقرر و تعیین اس سے بہتر ہے کہ ان میں سے ہر ایک تیری خدمت کو دوسرے پر چھوڑے۔ اپنے خاندان اور قبیلے پر احسان کر اس کا اکرام کر کیونکہ یہ تیرے بازوؤں کی قوت ہیں۔ جن سے تجھے طاقت پرواز حاصل ہو گی۔ یہ تیری اصل ہیں کہ انہیں کی طرف (بلحاظ نجابت و شرافت) تیری بازگشت ہے۔ یہ تیرے ہاتھوں کی جان ہیں جن کے سبب سے تو دشمن پر حملہ کر سکتا ہے۔ اب میں تجھے خداوند عالم کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ تیرے دین و دنیا کی حفاظت کریگا۔ میں اسی معطی برحق سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ زمانہ حال و استقبال و دنیا و آخرت میں تیرے لئے بہترین حکم صادر فرمائے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

حضرت نے معاویہ کو یہ نامہ تحریر فرمایا ہے۔ تو نے آدمیوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو ہلاک کر ڈالا۔ اپنی سرکشی اور طغیان کے سبب سے انہیں فریب دیا۔ انہیں اپنی ضلالت کے دریا کی موجوں میں ڈال دیا۔ گمراہی کی سیاہیوں نے انہیں ڈھانک لیا۔ شکوک و شبہات کے تھپیڑے ان پر پڑنے لگے۔ وہ اپنے مقصد سے برگشتہ ہوئے۔ اپنے پچھلے پاؤں کے نشانات پر

لوٹ گئے۔ ادبار کی طرف رُخ کیا۔ ایام جاہلیت اور کفر کی بزرگی پر اعتماد اور بھروسا کر لیا سوائے اس شخص کے جو حق کی طرف دیکھنے کے لیے اہل نظر کا ایک فرد ہو گیا۔ حقیقتہً ان لوگوں نے تجھ سے مفارقت اختیار کی بعد اس کے کہ انہوں نے تیرے مکر و فریب کو شناخت کر لیا۔ تیری معاونت سے الگ ہو کر خداوند عالم کی طرف بھاگ نکلے جبکہ تو نے انہیں ایک امر دشوار پر بار کیا۔ اور وسط راہ حق سے منحرف کر دیا۔ اے معاویہ تو اپنے عذاب نفس میں خدا سے ڈر اور خوف کر کہ شیطان تیری مہار (جہنم کی طرف) کھینچنے لگے۔ اس واسطے کہ دنیا تجھ سے منقطع ہو جانے والی ہے اور آخرت تجھ سے قریب ہے۔ والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

قثم ابن عباسؓ کے نام حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے جو آپ کی طرف سے مکہ معظمہ کے حاکم تھے۔ حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ زمین مغرب سے میرے جاسوس نے اطلاع دی ہے کہ اہل شام میں سے کچھ لوگ مقام اجتماع حجاج کی طرف توجہ کر رہے ہیں (حج کے لیے آنا چاہتے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل اندھے ہیں۔ جن کے کان بہرے ہیں جن کی آنکھیں نابینا ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو باطل کی متابعت کر کے حق سے ملتمس ہوتے ہیں۔ اور خالق عالم کی معصیت میں گرفتار ہو کر مخلوق کی عبادت و اطاعت کر رہے ہیں۔ دین حاصل کرنے کے بدلے دنیا کا شیر ہیں اور خوشگوار دودھ نکال رہے ہیں۔ اور ابرار و متقین کے بہشت کی عوض دنیائے حاضر کو خرید رہے ہیں۔

عامل بالخیر کے سوا کوئی شخص مرتبۂ خیر پر فائز نہ ہوگا۔ فاعل شر کے سوا اور کسی کو شر کی سزا و جزا نہ دی جائے گی۔ تو اس چیز (امارت مکہ) کو جو تیرے ہاتھ میں ہے ایک سخت محتاط ایک عاقل ناصح۔ اپنے بادشاہ کو نفع پہنچانے والے۔ اپنے امام کی اطاعت کرنے والے کی طرح قائم رکھو۔ ان غلط کاریوں سے بچتا رہ جن کے سبب سے عذر کرنا پڑے۔ وفور نعمات کے وقت شاداں و

نازاں نہو۔ نہ سختیوں کے وقت گریہ وزاری کرنے والا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

محمدؓ ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ حضرت کی طرف سے مصر کے حاکم تھے۔ آپ نے انہیں معزول کر کے مالک اشتر کو حکومت مصر کے لئے روانہ کیا۔ محمدؓ اس بات سے محزون ہوئے جسکی خبر حضرت کو پہنچی مگر مالک اشتر اتفاق وقت سے رستے ہی میں وفات پا گئے۔ اس وقت حضرت نے محمدؓ کو یہ نامہ تحریر فرمایا۔

مالک کے تیری عمل کی طرف بھیجنے سے جو حزن وملال تجھے لاحق ہوا ہے مجھے اسکی خبر ملی ہے اور میں نے یہ فعل تیرے جہاد کی کوتاہی یا تیری کوششوں میں زیادتی کے سبب سے نہیں کیا (کہ تو جہاد میں کوتاہی کرتا ہے یا تیری کوششیں موجودہ حالت سے زیادہ ہونی چاہئیں) وہ سلطنت جو تیرے ہاتھ کے نیچے ہے اگر میں چھین لیتا تو بیشک میں تجھے ایسی سلطنت پر حاکم بناتا جسکی حکومت تیری موجودہ سلطنت سے بنظر مشقت ومحنت آسان اور بنظر حکومت تیرے لئے نہایت ہی خوش آیند اور گوارا ہوتی۔ وہ شخص جسے میں نے سلطنت پر حاکم مقرر کیا تھا وہ ہمارے لئے ایک مہربان اور ناصح اور ہمارے دشمنوں کے ساتھ بسختی وعذاب پیش آنے والا شخص تھا۔ خداوند تعالٰے اس پر رحم کرے۔ اسکے ایام عمر پورے ہوگئے۔ اپنی موت سے ملاقی ہوگیا۔ ہم اس سے راضی اور خوشنود ہیں خداوند عالم اسے اپنے بہشت میں جگہ عنایت فرمائے اور اس کے ثواب کو دوچند کردے۔ اب تو اپنے دشمن سے محاربہ کرنے کے لئے صحرا میں نکل آ۔ اپنی بینائیوں سے کام لے۔ اور اس شخص سے جنگ کرنیکے لئے کمر ہمت باندھ لے جو تجھ سے لڑنا چاہتا ہے۔ لوگوں کو راہ پروردگار عالم کی طرف بلا۔ خداوند برتر سے نہایت کثرت کے ساتھ اعانت طلب کر وہ تیری مہمات کی کفایت کریگا اور وہ چیز جو تجھ پر نازل ہونے والی ہے اسکے بارے میں تیری مدد فرمائیگا۔ انشاء اللہ تعالٰے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

جب محمد ابن ابی بکر مصر میں شہید ہو گئے اور حضرت کو یہ خبر ملی تو آپ نے عبد اللہ ابن عباس کو یہ خط تحریر فرمایا۔

حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ مصر کو دشمن نے فتح کر لیا۔ محمد ابن ابی بکر شہید ہو گئے۔ خدا ان پر رحمت نازل فرمائے میں خداوند عالم سے اسکے لئے اجر و ثواب کا طالب ہوں۔ وہ پسر مہربان تھا۔ وہ ایک رنج کش حاکم تھا۔ وہ شمشیر بُراں تھا۔ وہ نہایت قوت کے ساتھ دشمن کا دفع کرنے والا تھا۔ میں لوگوں کو اس سے ملحق ہونے کی تحریص اور اس واقعہ شہادت سے پہلے اس کی فریاد رسی کے لئے حکم کرتا تھا۔ اور پوشیدہ و علانیہ معاودۃً اور ابتداءً انہیں بُلاتا تھا۔ بعض تو ان میں سے کراہت اور بے رغبتی کے ساتھ اس حکم اور دعوت کو قبول کرتے تھے۔ بعض جھوٹے عذر کے ساتھ اعتذار سے کام لیتے تھے اور بعضے "تارک جہاد" ہو کر اپنی جگہ سے بھی نہ اُٹھتے تھے۔ میں خداوند عالم سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے انکے بدلے نہایت ہی عجلت کے ساتھ کشائش عطا فرمائے۔ قسم خدا کی اگر مجھے دشمن سے مقابل ہو کر اپنی شہادت کی طمع نہ ہوتی اور موت پر اپنے نفس کو مطمئن نہ کر دیتا تو میں ایک دن بھی تو انکے پاس نہ ٹھیرتا۔ اور ہرگز ہرگز ان سے ملاقات نہ کرتا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

یہ مکتوب اس خط کا جواب ہے جو حضرت کے بھائی عقیل ابن ابی طالب نے آپ کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اس خط میں حضرت نے اس لشکر کا ذکر فرمایا ہے جسے بعض دشمنوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تھا۔

میں نے اس دشمن کی طرف مسلمانوں کی ایک قہار فوج روانہ کی۔ جب اسے اس فوج کی روانگی

کی خبر ملی تو وہ نہایت عجلت کے ساتھ گریزاں ہوا اور نہایت ہی ندامت کے ساتھ واپس ہوا۔ مگر اس فوج کے سپاہی بعض رستوں میں اس سے جا ملے۔ اس وقت آفتاب قریب غروب تھا۔ ان سے مقاتلہ ہوا۔ مگر نہ ہونے کے برابر۔ اتنی ہی دیر تک لڑائی رہی جیسے کوئی چند ساعت یا لحظہ کے لئے ٹھیر جاتا ہے۔ حتیٰ کہ دشمن نے ایسی حالت میں اس لڑائی سے نجات پائی کہ وہ غم و غصّہ کے گھونٹ پیتا ہوا نہایت غمگین نظر آرہا تھا۔ اس کا گلا بند ہو چکا تھا۔ اور فقط ایک آدھ رمق جان باقی تھی۔ پس ایک دشواری سے دوسری عظیم الشان مشکل میں آلودہ اور گرفتار ہو کر نجات پا گیا (قید ہو کر تلوار کی آنچ سے بچ گیا) اب تو قریش کی حد سے بڑھی ہوئی گمراہی۔ انتہا سے زیادہ دشمنی کی جولانی۔ انکی حیرت و سرگردانی میں واقع ہونیوالی سرکشی کو مدنظر رکھکر انہیں چھوڑ دے۔ کیونکہ یہ لوگ مجھ سے لڑائی کرنیکے لئے جمع ہوئے جیسے کہ رسول اللہ سے جنگ کرنے پر انکا اجماع ہوا تھا۔ قسم قسم کی جزاؤں کے مالک (خدا اور رسول) ان قریش کو مجھ سے بگاڑ کی سزا دیں۔ انہوں نے میرے سلسلۂ قرابت (برسول اللہ) کو کاٹ ڈالا اور میرے ماں جائے کی سلطنت مجھ سے چھین لی۔ اب تو نے جو ان سے مقاتلہ کرنے کی بابت میری رائے دریافت کی ہے سو میں ان لوگوں سے جنگ کرونگا جنہوں نے سلسلۂ بعیت و پیمان کو شکستہ کر دیا ہے حتیٰ کہ خداوند عالم سے ملاقات کروں۔ میرے گرداگرد لوگوں کی کثرت میرے غلبہ کو زیادہ نہیں کر سکتی۔ نہ انکا متفرق اور فرار ہو جانا میری وحشت اور خوف تنہائی کو بڑھا سکتا ہے۔ تو اپنے باپ کے بیٹے (امیر المومنین) کی طرف سے ایسا گمان بھی نہ کرنا کہ اگر لوگ اسے چھوڑ دیں اسکی نصرت سے دست بردار ہو جائیں تو وہ تضرع و زاری میں مشغول ہو اور دشمن کے سامنے فروتنی اختیار کرے نہ وہ ظلم کے سبب سے ضعیف ہوگا نہ وہ کھینچنے والے کے لئے مہار کو ڈھیلی چھوڑ دیگا۔ نہ وہ سواری کا ارادہ کرنے والے اور اس پر نشست کرنے والے کے لئے اپنی کمر کو سواری کے لئے تیار کریگا۔ لیکن تیرے بھائی کی مثال بالکل ایسی ہے جیسا کہ ایک شاعر اور بنی سلیم کے بھائی نے کہا ہے۔ "اے معشوقہ اگر تو مجھ سے سوال کرے کہ (اے جانباز) اب تیرا کیا حال ہے تو میں زمانہ کی سختیوں پر صبر کرونگا۔ حوادثات روزگار کے برداشت کرنے میں نہایت مستعدی سے

کام لونگا۔ اور یہ امر مجھ پر نہایت ہی دشوار ہو گا کسی قسم کے حزن و اندوہ کی جھلک مجھ میں نظر آئے تاکہ دشمن کو شماتت کا موقع ملے۔ یا دوست اس حالت کو دیکھکر محزون ہو۔"

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

معاویہ کے نام حضرت نے یہ مکتوب روانہ فرمایا۔ سبحان اللہ! نئی پیدا ہونیوالی خواہشوں کو تونے کس طرح اپنے اوپر لازم کر لیا ہی۔ تو کیونکر اس سرگشتگی کا ملازم ہی جسکی تو پیروی کر رہا ہی۔ پھر حقوق کو ضائع اور باطل کرنے اور احکام حقہ کو الگ ڈالدینے کے ساتھ وہ احکام اور وثیقے جو ثواب خداوندی کی لئے مطلوب ہیں جو اسکے بندوں پر حجت ہیں اور اب تو جو عثمان اور اسکے قاتلوں کی بارے میں حد سے زیادہ محبت کر رہا ہی تو حقیقت یہ ہکہ تونے عثمان کی وہاں ہی مدد کی جہاں تجھو اسکی مدد سے فائدہ پہنچا اور اسی مقام پر اسکی امداد سے ہاتھ اٹھالیا جہاں اسے تیری امداد سے فائدہ پہنچ سکتا تھا (اسکے زمانہ خلافت میں جب تیری دنیوی امیدیں اس سے وابستہ تھیں اسکا مددگار بنا رہا۔ جب وہ محصور ہوا اور تجھے اسکی مدد سے کسی قسم کے فائدے کی توقع نہوئی دست بردار ہو گیا۔ والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

جب مالک اشتر رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت مصر کے لئے مقرر کیا تو اہل مصر کو یہ نامہ تحریر فرمایا۔ بندۂ خدا علی امیر المومنین کی طرف سے اس قوم کی جانب یہ نامہ لکھا گیا ہے جسکے افراد محض برائے خدا خشمناک ہوئے ہیں جبکہ خدا کی زمین میں اسکی نافرمانی کی گئی ہے۔ اسکا حق چھین لیا گیا ہے۔ ظلم و جور نے ہر ایک نیکوکار و بدکار حاضر اور مسافر پر اپنے خیمے نصب کر دئے ہیں اور جبکہ نہ نیکی کو استراحت نصیب ہوئی ہے نہ بدکاریوں کو باز رکھا گیا ہے۔

بعد حمد و نعت کے معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے خدا کے بندوں میں سے ایک بندے کو تمہارے پاس بھیجا ہی جو ایام خوف میں آنکھ نہیں جھپکتا۔ دشمنوں کے ڈرانے کے وقت انکی طرف سے واپس نہیں پلٹتا (برا جلد

کرتا ہو) بدکاروں کے واسطے آتش سوزاں سے زیادہ سخت ہے۔ وہ مالک ابن حارث بنی مذحج کا بھائی ہے۔ جہاں جہاں وہ حق کی متابعت کرے اسکے کلام کو سنو۔ اسکے حکم کی اطاعت کرو وہ خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسکی تیزی نہ گندی سے بدلی ہوئی ہے نہ اسکی ضرب برش سے خالی ہے۔ اگر وہ تمہیں کوچ کرنے کا حکم دے تو کوچ کرو۔ اگر ٹھیرنے کا حکم دے تو ٹھیر جاؤ کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ لڑائی کے لئے اقدام کرتا ہے نہ باز رہتا ہے۔ نہ موخر ہوتا ہے نہ مقدم۔ میں نے اسے اپنے نفس پر تمہاری نصیحت کو لئے ہی اختیار کیا ہے اور اسی لئے اسے تمہارا حاکم مقرر کیا ہے کہ وہ تمہارے دشمن کے ساتھ نہایت ہی سختی اور شدت کے ساتھ پیش آمد کرنے والا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

عمرو بن العاص کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے۔ بیشک تونے اپنے دین کو اس شخص کی دنیا کا تابع بنا لیا جسکی گمراہی آشکار ہے جسکا پردۂ عصمت وعفت دریدہ ہے۔ جو اپنی مجلس میں صاحب کرامت و بزرگی انسان کو عیب لگاتا ہے مردم دانا وعقیل کو اپنی مصاحبت سے نادان بنا دیتا ہے پس تونے اسی کے نشان قدم کا اتباع کیا۔ تونے اسکے فضل واحسان کو طلب کیا۔ جیسا کہ کتا شیر کی پیروی کرتا ہوا اپنے رزق کے لئے اس کے پنجوں کی طرف پناہ لیجاتا ہے اور انتظار کرتا رہتا ہے کہ کوئی لقمہ جو شکار سے بچ رہے اسکی طرف بھی پھینک جائے۔ تونے اپنی دنیا وآخرت دونو کو برباد کر دیا (ایک چیز بھی تجھے حاصل نہوئی) اگر تو راہ حق اختیار کرتا تو بیشک اپنے مطلوب کو پالیتا (جو حکومت بلاد ہے مثل مصر وغیرہ) اگر خداوند عالم نے مجھے تجھ سے اور پسر ابوسفیان کی طرف سے تمکین عطا فرمائی (مجھے تم پر مسلّط کر دیا) تو بیشک میں تم دونو کو ان اعمال ناشائستہ کی سزا دونگا جو تم نے پہلے (اپنی آخرت کی طرف) روانہ کر رکھے ہیں اور اگر تم دونو غالب آگئے اور میرے بعد باقی رہے تو عذاب آخرت جو تمہارے سامنے موجود ہے تمہارے واسطے نہایت ہی بُرا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

ایک عامل کے نام حضرت نے یہ فرمان جاری فرمایا ہے۔ حمد ونعت کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ مجھے تیری

طرف سے ایک خبر پہنچی ہے۔ اگر واقعی تونے وہ کام کیا ہے تو بیشک تونے اپنے پروردگار کو غضبناک کیا۔ اپنے امام کی نافرمانی کی۔ اپنی امانت میں خیانت کو دخل دیا۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تونے اشجار و زراعت سے زمین کو برہنہ کر دیا۔ (اپنے ظلم و ستم سے کھیتوں کو۔ باغات کو خراب کر ڈالا) جو کچھ تیرے قدموں کے نیچے ہے اسے لے لیا اور ان اشیا کو کھالیا جو تیرے دست تصرف کے ماتحت تھیں اب تو فوراً اپنے جمع خرچ کا حساب میرے سامنے بھیج دے اور خوب جان لے کہ خداوند عالم کا حساب انسانوں کے حساب سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ میں نے تجھے اپنی امانت میں شریک کرلیا۔ میں نے تجھے اپنے پیراہن۔ اپنے جامۂ خلافت کا استر بنالیا۔ میرے عزیز و اقربا میں سے کوئی شخص میرے نزدیک تجھ سے زیادہ معتمد نہیں تھا جو میری مدد کرے۔ میری اعانت کرے۔ اور اموال بیت المال کو مجھے ادا کرتا رہے۔ مگر جب تونے دیکھا کہ تیرے ابن عم (امیرالمومنین) پر زمانہ سختیاں کر رہا ہے۔ دشمن لڑائی کے لیے صفیں آراستہ کر رہے ہیں۔ لوگوں کی امانت (بیت المال) میں خیانت ہو رہی ہے اور یہ امت فرصت ڈھونڈھ رہی ہے۔ ان حالات سے بالکل بے خبر ہے تو تونے بھی پشت سپر کو اپنے ابن عم کے لئے برگشتہ کر دیا (اس سے منہہ پھر الیا) جدا ہونے والوں کی طرح اس سے جدا ہوا۔ ساتھ چھوڑ دینے والوں کی مانند اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ خیانت کرنے والوں کی مثل اس کے ساتھ خیانت کی۔ نہ اپنے ابن عم کی مدد کی نہ اس کی امانت کو ادا کیا۔ گویا خدا کی راہ میں تیرا جہاد کرنے کا ارادہ ہی نہ تھا۔ گویا تو اپنے پروردگار کی جانب سے کسی دلیل و برہان پر قائم ہی نہ تھا۔ گویا تو اس امت کے ساتھ انکی دنیا کے سبب سے مکر کر رہا تھا۔ گویا تو انہیں انکو مال غنیمت کے ساتھ فریب دے رہا تھا۔ اب جس وقت تجھے موقع مل گیا کہ

تو نہایت شدت کے ساتھ خیانت کرے تو تو نے نہایت تیزی کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اور حملہ کے لئے جست کرنے میں تعجیل سے کام لیا۔ مسلمانوں کے اموال جو تیرے قبضۂ قدرت میں تھے انہیں لے لیا۔ وہ اموال جنکی بیوہ عورتوں اور یتیموں کے لئے محافظت کی گئی تھی ان اموال کو اس طرح لے گیا جس طرح خونخوار بھیڑیا بکری کے شکستہ بچے کو لیجاتا ہے۔ پھر ان اموال کو ولایت حجاز کی طرف بار کر دیا۔ اس وقت تیرا سینہ کشادہ تھا۔ ان کو بار کرتے وقت خوشحالی تیرے چہرے سے ٹپکی پڑتی تھی۔ تجھے اس گناہ کی برداشت میں کسی قسم کا خوف نہیں تھا۔ تیرے غیر کے واسطے باپ نہو تو نے اس طرح اس مال کو اپنے اہل و عیال کے پاس اُتار دیا گویا ماں باپ کی طرف سے پہنچی ہوئی میراث تھا۔

سبحان اللہ! کیا تو معاد پر ایمان نہیں لایا۔ کیا ناقشہ روز حساب کا تجھ ذرا بھی خوف نہیں۔ اے ہم جیسے عقلمندوں کی نزدیک شمار کئے ہوئے تو ذ کیونکر اس شربت اور طعام کو گوارا کیا جس کا تجھے علم تھا۔ تو از روئے حرام اکل و شرب کر رہا ہے۔ ایسے یتیموں مسکینوں۔ مومنین و مجاہدین کے مال سے کنیزیں خرید رہا ہے۔ عورتوں سے نکاح کر رہا ہے جنہیں خداوند عالم نے یہ مال انکی غنیمت میں عطا فرمایا ہے اور جنکی سبب سے ان شہروں کی محافظت کی ہے۔ تو خدا سے ڈر اور ان لوگوں کا مال انکی طرف لوٹا دے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو خداوند عالم مجھے تجھ پر مسلط کریگا (میں تجھے بحکم خدا سزا دونگا) اور تیری سزا کی بارہ میں خداوند عالم کے سامنے معذور رہونگا۔ میں تجھے اپنی اسی شمشیر سے مارونگا جس سے سوائے اہل نار کے میں نے کسی کو قتل نہیں کیا ہے۔

قسم خدا کی اگر حسنؑ اور حسینؑ ایسا فعل کرتے جیسا کہ تو نے کیا ہے تو ہرگز میری طرف سے انہیں اجازت نہو تی۔ نہ وہ اپنی مراد پر میری جانب سے ظفر حاصل کر سکتے تھے تا کہ میں ان سے حق کو اخذ کر لیتا اور ان کے مظلمہ سے باطل کو نیست و نابود کر دیتا (حق بحقدار پہنچاتا) میں رب العالمین کی قسم کھاتا ہوں کہ تو نے جو مستحقین کا مال لے لیا مجھے اس امر نے مسرور نہیں کیا۔ نہ میرے نزدیک یہ امر حلال ہے کہ میں اس مال کو اس شخص کے لئے میراث چھوڑوں جو میرے بعد

ہو۔ تھوڑی دیر صبر کر اور دیکھ کہ گویا اپنی انتہائی عمر کو پہنچکر زیر خاک دفن کر دیا گیا ہے۔ تیرے اعمال تیرے سامنے اس مکان میں پیش ہو رہے ہیں جہاں ستمگار حسرت اور ندامت کو پکارا کرتا ہے۔ حقوق کا ضائع کرنے والا دوبارہ دنیا میں آنے کی تمنا کرتا ہے (تاکہ ان حقوق کو ادا کرے) مگر افسوس کہ وہ مقام عذاب سے گریز کرنے کا نہیں۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

عمر ابن ابی سلمہ حضرت کی طرف سے بحرین کا حاکم تھا۔ آپ نے اسے معزول فرما کر نعمان بن عجلان الزرقی کو مقرر کیا، اور معزول عامل کو یہ فرمان تحریر فرمایا۔

حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ میں نے نعمان بن عجلان کو بحرین کا حاکم مقرر کیا ہے۔ اور بغیر تیری مذمت و سرزنش کے حکومت بحرین کو تیرے ہاتھ سے لے لیا ہے۔ بیشک تو نے اچھی حکومت کی۔ امانت بیت المال کو ادا کیا۔ اب تو میرے پاس چلا آ۔ نہ تجھ سے یہاں کوئی بدگمان ہے نہ تو ملامت کردہ شدہ ہے۔ نہ تجھ پر کوئی تہمت رکھی گئی ہے۔ نہ تو گنہگار ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ میں نے اہل شام کے ستمگاروں کی طرف حرکت کرنے کا ارادہ کیا ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ تو بھی میرے پاس حاضر رہے کیونکہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو میں دشمن سے جہاد کرنے کے لئے مدد کا طالب ہوں۔ اور جن سے اقامت ستون دین کے لئے اعانت چاہتا ہوں۔ والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

مصقلہ ابن ہبیرہ کو حضرت نے یہ فرمان تحریر کیا ہے جو آپ کی طرف سے اردشیر (یکے از ولایات فارس) کا عامل تھا۔ مجھے تیری طرف سے ایک خبر ملی ہے اگر تو نے حقیقۃً ایسا ہی کیا ہے تو بیشک تو نے اپنے پروردگار کو خشمناک اور اپنے امام کو غضبناک کیا۔ وہ تیرا فعل یہ ہے

کہ اس ملک کے خراج کو جو مسلمانوں کا مال غنیمت ہے۔ جس کی تحصیل میں ان کے نیزے ٹوٹ ٹوٹ گئے ہیں۔ ان کے گھوڑے شکستہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ جس پر ان کا خون بہہ بہہ گیا ہے۔ ان لوگوں میں تقسیم کرتا ہے جنہیں تو نے طائفہ عرب میں سے انتخاب کر لیا ہے۔ اور وہ تیری قوم کے افراد ہیں۔ قسم اس خدا کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا۔ انسان کو خلق فرمایا۔ اگر یہ خبر سچ ہے تو بے شک میری طرف سے اپنے لئے اہانت اور تذلیل لازم سمجھ لے بیشک تو از روئے قدر و اعتبار میری نگاہوں میں بہت سبک ہو گیا۔ اب تو اپنے پروردگار کے حق کو ذلیل و خوار نہ کر۔ اپنے دین کو باطل کر کے دنیا کا مصلح نہ بن۔ ورنہ تو از روئے اعمال خسارہ حاصل کرنے والوں میں سے ہو جائیگا۔ خبردار ہو جا کہ اس مال غنیمت کے تقسیم کرنے میں مسلمانوں کا وہ حق جو ہمارے اور تیرے سامنے موجود ہے ہمارے نزدیک مساوی ہے۔ خواہ اس تقسیم کے وقت وہ میرے پاس آئیں (اس سے رضامند ہوں) یا اس تقسیم سے برگشتہ ہو جائیں (تاکہ کاسب کو حصہ رسد) والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

جب حضرت کو یہ خبر ملی کہ معاویہ براہ فریب زیاد کو اپنے نسب میں شامل کرنا چاہتا ہے اور اسی مضمون کا اسے خط بھی لکھا ہے تو آپ نے زیاد مذکور کو یہ نامہ تحریر فرمایا۔

میں نے جان لیا ہے کہ معاویہ نے تجھے ایک خط لکھا ہے۔ یہ خط لکھکر تیری عقل میں لغزش پیدا کرنی چاہتا ہے۔ تیری ذہانت و فطانت میں رخنہ اندازی کر رہا ہے۔ وہ ایک شیطان ہے جو انسان کو فریب دینے کے لئے آگے پیچھے۔ دائیں بائیں سے حملہ کرتا رہتا ہے۔ تاکہ اسے غافل کر کے مکر کا جال پھیلا دے۔ اسے فریفتہ کر کے اس کی عقل کو سلب کرے۔ حقیقۃً عمر خطاب کے زمانہ میں ابوسفیان سے شیطانی خواہشات کی بنا پر ایک بات سرزد ہو گئی۔ وساوس شیطانی میں سے ایک وسوسہ اس پر مسلط ہو گیا جسکے سبب سے

نہ نسب ثابت ہو سکتا ہے نہ اس کے سبب سے میراث حاصل ہو سکتی ہے۔ اس نسب سے متمسک ہونے والا اس شخص کی مانند ہے جو بادہ نوشوں کی محفل میں داخل ہو۔ اور وہ اسے وہاں سے نکال دیں۔ اور اس چیز کی مانند ہے۔ جو چارپایوں کے زین اور پالان کے ساتھ لٹکی ہوئی ہو۔ اور ہمیشہ متحرک رہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

عثمان ابن حنیف انصاری۔ جو حضرت کی طرف سے بصرہ کا عامل تھا اس کی طرف سے حضرت کو یہ خبر ملی کہ ایک جماعت بصرہ نے اسے دعوت ولیمہ میں بُلایا اور وہ شریک ہوا۔ یہ سنکر آپ نے اسے یہ نامہ تحریر فرمایا۔

حمد و نعت کے بعد اے حنیف تجھے معلوم ہونا چاہیئے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ گروہ اہل بصرہ میں سے ایک شخص نے تیری کھانے کی دعوت کی۔ تو نہایت سرعت کے ساتھ وہاں پہنچا۔ تیرے لئے وہاں قسم قسم کے نفیس نفیس کھانے چُنے گئے۔ اور عمدہ عمدہ شربتوں کے پیالے بطور نقل پیش کئے گئے۔ میرا یہ گمان نہیں تھا کہ تو اس گروہ کی دعوت طعام قبول کریگا جن کا فرد محتاج دعوت سے محروم ہو۔ اور جن کے مالدار دعوت میں طلب کئے جائیں۔ اب تو اس لقمہ کی طرف نگاہ کر جسے تو چبا رہا ہے۔ اگر تجھ پر یہ امر مشتبہ ہو کہ یہ لقمہ حرام ہے یا حلال تو اسے مُنہ سے باہر پھینکدے اور جسکی حلّت اور پاکیزگی کا تجھے یقین ہے اسے تناول کر۔ آگاہ ہو جا کہ ہر ایک ماموم کے لئے ایک امام ہوتا ہے جسکی وہ اقتدا کرتا ہے اور اس کے نور علم سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ آگاہ ہو جا کہ بیشک تمہارے امام نے اپنی دنیا میں سے فقط دو جامۂ کہنہ (پیرہن و ردا) اور کھانے کے لئے دو روٹیوں پر اکتفا کرلی ہے۔ خبردار ہو جاؤ کہ تم اس امر پر قادر نہیں ہو سکتے تم سے ایسا صبر نہیں ہو سکتا۔ لیکن پرہیزگاری اور محرمات و تلاش وسعی

واجبات میں میری مدد کرو۔ قسم خدا کی میں نے تمہاری دنیا میں سے کسی غیر مسکوک چیز کو جمع نہیں کیا۔ اس دنیا کی غنیمتوں میں سے مال کثیر کو ذخیرہ نہیں کیا۔ میں نے اپنے دو پرانے کپڑوں کے لیے کوئی نیا جامہ مہیا نہیں کر رکھا (کہ انکے بعد اسے زیب تن کرونگا) بیشک وہ اشیا و اموال جو آسمان کے نیچے ہیں ان میں سے صرف باغ فدک ہمارے تصرف میں تھا مگر ایک قوم کے نفوس نے اسکے واگزار کرنے میں بھی بخل اختیار کیا اور دوسرے گروہ کے نفوس (جو صاحبان حق تھے) اس پر بخشش اور سخاوت سے کام لیکر بیٹھ رہے۔ خیر اس بات کا اللہ تعالےٰ ہی اچھا فیصلہ کرنے والا ہے اور میں فدک یا غیر فدک کو لیکر کرونگا کیا حالانکہ نفس کی جگہ بروز فردا قبر میں ہے۔ اسکی نشانیاں قبر میں منقطع ہو جائیں گی۔ اسکی خبریں غائب ہو جائینگی۔ وہ قبر کیا ہے؟ ایک گڑھا ہے کہ اگر اسکی کشادگی میں زیادتی کیجائے اور کھودنے والے کے ہاتھ اسے وسیع و فراخ کردیں تو ڈھیلے اور پتھر اسے تنگ کر دینگے۔ اور گرنے والی خاک اسکے رخنوں کو بند کریگی۔ یہ نفس اسی لیے ہے کہ اسے پرہیزگاری کی مشق کرائی جائے تاکہ ایک عظیم الشان خوف کے دن ایمن ہو۔ اور لغزش کرنیوالی جگہ کے کناروں پر ثابت و برقرار رہے۔ اگر میں چاہوں تو بیشک مجھے اس دنیا کے صاف و مصفےٰ شہد کے حاصل کرنے کا طریقہ معلوم ہے۔ مجھے اس گندم کا مغز دستیاب ہو سکتا ہے۔ اس ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں تک رسائی حاصل کر سکتا ہوں۔ لیکن ہیہات ہیہات۔ میری خواہشیں مجھے مغلوب کردیں۔ طعام کی حرص مجھے قسم قسم کے کھانوں پر دانت تیز کرنے کی طرف لیجائے۔ حالانکہ حجاز و یمن میں کوئی نہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو روٹی کو حاصل کرنے اور شکم سیر ہونے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ یا میں کھانوں سے پیٹ بھر کر رات بسر کردوں اور میرے اردگرد بہت سے گرسنہ شکم موجود ہوں۔ بہت سی تشنہ جگر پڑے ہوں۔ کیا میں ایسا ہی ہو جاؤں جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے کہ تیرے لئے یہی بس ہے کہ تو طعام و شراب سے شکم سیر ہو کر رات بسر کرے اور تیرے اطراف میں بہت سے جگر ایسے ہوں جو پانی پینے کے لئے ایک چرمی پیالے کے محتاج ہوں (وہ لوگ ہوں جنہیں پانی پینے کے لئے قدح چرمی بھی میسر نہ آتا ہو طعام و شراب تو کجا) کیا میں اپنے نفس کو فقط اسی امر پر قناعت کا حکم دوں کہ مجھے امیر المومنینؑ کہہ دیا جائے اور پس میں مکروہات زمانہ میں ان لوگوں کا شریک نہوں؟ یا زندگی کی زشتی و بدی میں

انکا پیشوا نہ ہوں (دکھ درد میں انکا ساتھ نہ دوں) میں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا ہوں کہ بے مہار جانوروں کی طرح لذیذ لذیذ کھانے کھاتا رہوں۔ جن کی زندگی کا مقصد فقط وہ سبز سبز گھانس ہی ہے یا کھلے ہوئے چوپایوں کی مانند ہو جاؤں جن کا شغل اور مشغلہ یہی ہے کہ دن بھر چرا کریں اور اپنی اوجھ کو گھانس سے لبریز کرلیں۔ اور ان ارادوں سے غافل ہوں جو انکی نسبت کئے جا رہے ہیں۔ (مثلاً ذبح کرنا یا بوجھ کھچوانا) کیا میں یونہی فضول چھوڑ دیا گیا ہوں۔ یہ مجھے عبث طور سے مہلت دی گئی ہے۔ کیا میں ضلالت کی رسی کو کھینچوں۔ کیا میں راہ حق سے نکل کر طریق گمراہی پر آجاؤں؟ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اگر پسر ابیطالب کی مقدار قوت یہی ہے تو بیشک ہمسروں سے جنگ کرنے اور دلیروں کے مقابل ہونے سے اسے ضعف اور سستی نے بٹھا دیا ہے۔

آگاہ رہو کہ درخت صحرائی (جسے پانی کم نصیب ہوتا ہے) کی شاخیں سخت ہیں اور اشجار بستانی (جنہیں ہر وقت سینچا جاتا ہے) کی جلد نہایت نازک ہوتی ہے۔ بارانی زمین کی نباتات بھڑکنے کے لئے نہایت قوی ہوتی ہے اور بہت دیر میں مرجھاتی ہے (ایسا ہی انسان کا حال ہے جس کی غذا کم ہوگی وہ لڑائی میں نہایت سخت ہوگا اور ناز و نعم کے پلے ہوئے یونہی دبل کر رہ جائینگے) مجھے رسول اللہ سے وہی نسبت ہے جو آپس میں دو بھائیوں کی جو ایک ہی اصل سے پیدا ہوئے ہوں۔ مجھے حضرت سے وہی اتصال ہے جو کلائی کو بازو کے ساتھ ہوتا ہے۔ قسم خدا کی اگر تمام عرب بھی مجھ سے لڑنے پر آمادہ ہو جائے تو میں کبھی پشت نہ دکھاؤنگا جب تک بھی مجھے ان کی گردنیں اتارنے سے فرصت ممکن ہو اس وقت تک برابر نہایت سرعت کے ساتھ حملے کئے جاؤنگا۔ میں عنقریب کوشش کرونگا کہ اس شخص سرنگوں اور جسم واژگوں (معاویہ) سے زمین کو پاک کردوں۔ حتےٰ کہ اس دانہ کے درمیان سے کفر کے ڈھیلے کو نکال کر پھینکدوں جسے اسلام نے بویا ہے۔ اے دنیا تو میری طرف سے اپنی ہی جانب پلٹ جا۔ تیری مہار تیرے ہی کوہان پر ہے۔ میں تیرے پنجوں سے الگ ہو چکا ہوں۔ تیری قید سے رہا ہو چکا ہوں۔ میں نے تیری لغزشوں میں چلنے سے اجتناب کرلیا ہے۔ کہاں ہیں وہ گروہ جنہیں تو نے اپنی لہو ولعب سے فریب دیا ہے۔ کہاں ہیں وہ امتیں جنہیں تو نے اپنی آرائشوں پر مفتون کر رکھا تھا۔ وہ اب رہین قبور ہیں۔ وہ لحدوں میں سو رہے ہیں۔ قسم خدا کی اگر تو

کوئی ایسی چیز ہوتی جسے دیکھ سکتے۔ اگر تو کوئی ایسا جسم ہوتی جس کا احساس ہو سکتا تو بیشک میں تجھپر حدود الٰہی کو جاری کرتا کیونکہ تونے بندوں کو آرزوؤں کے ساتھ فریب دیا ہے۔ تونے امتوں کو جائے ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔ تونے بادشاہوں کو نیستی کے سپرد کر دیا ہے۔ انہیں بلیّات کی آبگاہوں تک پہنچا دیا ہے جبکہ نہ وارد ہونے کا وقت تھا نہ بازگشت کرنے کا۔ ہیہات ہیہات اے دنیا! جس نے تیری لغزش گاہوں پر قدم رکھا وہی لغزش کھا گیا۔ جو تیرے دریا میں سوار ہوا وہی غرق ہو گیا۔ جو تیرے پھندے سے منحرف ہوا اسی کو توفیق رہائی نصیب ہوئی۔ جو تیرے شر سے محفوظ رہا اسے اپنی خوابگاہ کی تنگی کا کچھ خوف نہیں۔ تو اسکے نزدیک ایک ایسے دن کی مانند ہے جو ڈھلنے کے قریب ہی ہو۔ مجھ سی دور ہو جا۔ قسم خدا کی میں تیرا مطیع نہیں ہوں جو تو مجھے ذلیل کریگی۔ میں ایسا رام نہیں ہوں کہ تو میری مہار کھینچ لیگی۔ قسم خدا کی میں مشیت الٰہی کا استثناء کرتے ہوئے (انشاء اللہ تعالٰی کہتے ہوئے) اپنے نفس کو ایسی ریاضت کا پابند کرتا ہوں کہ جس کے سبب سے وہ ایک قرص نان کو دیکھکر بھی شاد و شاد ہو جائے۔ اگر اسکے کھا لینے پر قادر ہو اور نانخورش کے لئے فقط نمک پر قناعت کرے۔

میں اپنے حدقۂ چشم کو آنسوؤں سے خالی کر کے اس پانی کے چشمہ کی مانند چھوڑتا ہوں جس کا پانی نکل گیا ہو۔ آیا کسی حیوان چرندہ کا شکم چرنے سے بھرتا ہے کہ وہ شکم سیر ہو کر سو جائے کیا گلہ گوسفند اپنی چرائی سے سیر ہو کر آرام کر سکتا ہے۔ کیا علیؑ اپنے توشہ کو کھا کر خوابگاہ میں لیٹ سکتا ہے؟ اس وقت اس کی آنکھیں روشن ہوں جبکہ وہ سالہائے دراز کے بعد صحرا میں پھرنے والے چوپایوں۔ چرنے والے اور محفوظ حیوانوں کی پیروی کر رہا ہے۔

خوشحال اس نفس کا جس نے اپنے حقوق واجبہ پروردگار عالم کو ادا کر دئے ہوں۔ اپنے پہلوؤں پر سختیوں کی مالش کی ہو۔ رات کے وقت آنکھ جھپکانے کو ترک کر دیا ہو۔ حتےٰ کہ اونگھنے کی حالت اس پر غالب ہوئی ہو تو اس نے زمین کو اپنا فرش اور کف دست کو بالش سر بنا لیا ہو۔ اس گروہ کے درمیان کہ روز معاد کے خوف نے جن کی آنکھوں کو بیدار کر رکھا ہو۔ خوابگاہوں سے جن کے پہلو دور ہو گئے ہوں۔ اور پروردگار کی یاد میں جن کے ہونٹ آہستہ آہستہ جنبشیں کرتے

رہتے ہوں۔ درازی مدت استغفار کے باعث ان کے گناہ زائل ہو گئے ہوں۔ یہ لوگ خدا کی جماعت ہیں۔ اور آگاہ رہو کہ خدا کی جماعت کے لوگ ہی فلاح یافتہ ہیں۔ پس اے ابن حنیف تو خدا سے ڈر اور سزاوار یہی ہے کہ تیری روٹیاں (جیسی بھی ہوں) تجھے کفایت کریں تاکہ آتش جہنم سے تیری خلاصی ہو جائے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

اپنے ایک عامل کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے۔

حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن سے میں اقامت دین میں مدد کا طالب ہوں۔ اور جن کے بھروسے پر میں گنہگار کی نخوت کا قلع قمع کرنا چاہتا ہوں۔ جن کے سبب سے مجھے ایک خوفناک رخنہ کا بند کرنا منظور ہے۔ پس تو خداوند عالم سے اس چیز کے بارے میں اعانت طلب کر جو تیرے لئے ضروری ہے۔ شدت و سختی کو کسی قدر نرمی اور ملائمت کے ساتھ آمیز کر دے۔ بہ رفق و مدارا پیش آ جب تک کہ یہ محبت و ملاطفت تجھے موافق حال نظر آئے شدت و سختی کا ارادہ کر جب سوائے اس درشتی کے کوئی چیز تجھے فائدہ نہ پہنچا سکے رعایا کے واسطے اپنے پروں کو بچھا دے۔ اپنے پہلوؤں کو ان کے واسطے نرم کر (انہیں اپنے پہلو میں جگہ دے۔ اپنا ہم نشین بنا) ملاحظہ کرنے۔ دیکھنے۔ اشارہ کرنے اور تعظیم کرنے میں ان کے درمیان مساوات کو مدنظر رکھ۔ تاکہ بزرگان قوم تیرے ظلم و ستم کی طمع نہ کریں (انہیں یہ خیال نہ پیدا ہوگا کہ تو ان کے لحاظ سے کمزوروں پر ظلم و ستم کریگا) اور ضعیف لوگ تیری عدالت سے محروم نہوں۔ والسلام۔

وصیت جناب امیر علیہ السلام

جب ابن ملجم ملعون نے سر مبارک پر ضربت لگائی تو حضرت نے دو نو صاحبزادوں (حسنین علیہما السلام)

کو طلب فرما کر یہ وصیت فرمائی۔

میں تم دونو کو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میری یہ وصیت ہے کہ تم دنیا کو طلب نہ کرنا۔ اگرچہ وہ تمہیں طلب کرے۔ تمہاری طرف مائل ہو۔ اور کبھی اس چیز پر حسرت و افسوس ظاہر نہ کرو۔ یا جو از قسم مال دنیوی تم تک پہنچنے سے روک دی جائے۔ سچی باتوں پر زبان کھلے۔ اجر و ثواب کے واسطے عمل کرنا۔ ظالم کے دشمن رہنا اور مظلوم کے مددگار۔ میں تم دونو کو (خصوصاً) اور تمام بیٹوں اور اہل و عیال اور جس شخص کو بھی یہ نوشتہ ملے اس کو (عموماً) وصیت کرتا ہوں کہ تقوائے الٰہی اختیار کرو۔ اپنے امر دین کا انتظام کرو۔ اپنے درمیانی تنازعات کے مصلح بنو۔ کیونکہ میں نے تمہارے جد بزرگوار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ سے سُنا ہے۔ آنحضرتؐ فرماتے تھے کہ اپنی ذات اور اپنے گروہ کی اصلاح تمام روزہ و نماز سے افضل ہے۔ یتیموں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ خدا سے خوف کرو۔ ان کے دہانوں کو بھوک کی حالت میں ایک روز بھی نہ چھوڑو۔ یہ بات نہ ہو کہ (ایک دن انہیں کھانا کھلا دیا اور دوسرے دن نہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر روز ان کو شکم سیر کرتے رہو) اپنی مجلسوں میں انہیں ذلیل و خوار نہ کرو۔ اپنے ہمسایوں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ یہ تمہارے نبیؐ کی وصیت ہے۔ ان کے ساتھ مراعات کرنے کے لیے آپ بکثرت وصیت فرمایا کرتے تھے۔ حتےٰ کہ ہمارا گمان تھا کہ آپ اپنی میراث میں سے انہیں حصہ دینگے۔ رعایت قرآن کرنے میں خدا سے پرہیز کرو۔ تقوائے کو اپنا شعار بناؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا غیر اس پر عمل کرنے میں تم سے سابق ہو جائے۔ ڈرو خدا سے۔ ڈرو خدا سے نماز کے بارے میں کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ ڈرو خدا سے ڈرو خدا سے اپنے بیت اللہ کی رعایت کرنے میں جب تک تم زندہ ہو اسے خالی نہ چھوڑو (برابر حج و عمرہ بجالاؤ) اگر تم اسے ترک کر دو گے تو عذاب خدا سے تمہیں مہلت نہیں ملیگی۔ اپنے اموال۔ اپنے نفوس۔ اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کرنے میں خدا

سے ڈرو۔ خدا سے ڈرو۔ تم پر لازم ہے کہ آپس میں مواصلت اور احسان کرتے رہو۔ ایک دوسرے کی طرف رخ نہ کرنے اور قطع رحمی سے الگ رہو۔ امر معروف اور نہی منکر کو نہ چھوڑو ورنہ تمہارے اشرار و بدکردار تم پر حاکم ہو جائیں گے۔ تم درگاہ خدا میں دعا کرو گے مگر وہ قبول نہ کی جائے گی۔ پھر فرمایا اے اولاد عبدالمطلب میں تمہیں ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ تم مسلمانوں کے خون میں سر سے پاؤں تک رنگین ہوتے پھرو اور کہتے جاؤ کہ امیرالمومنین قتل ہو گئے۔ امیرالمومنین قتل ہو گئے۔ آگاہ رہو کہ میرے قاتل کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل نہ ہونا چاہیے۔ تم نظر کرنا کہ اگر میں اسکی اس ضربت سے مر جاؤں تو اسے بھی ایک ہی ضربت لگانا۔ اسے مُثلہ نہ کرنا۔ اس کے ہاتھ پاؤں کان ناک نہ کاٹنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مُثلہ کرنے سے حذر کرو اگرچہ وہ سگ گزیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے۔ ظلم اور مکر و فریب انسان کو اس کے دین و دنیا میں ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس شخص کے پاس جو اس کی عیب جوئی کرتا رہتا ہے۔ اسکے فساد کو اظہار کرتے رہتے ہیں۔ تو نے خوب جان لیا ہے کہ تو کبھی اس (خون عثمان) چیز کو نہ پا سکے گا جس کے گم ہونے کا پروردگار عالم کی طرف سے حکم صادر ہو گیا ہے۔ ایک قوم (اصحاب جمل) نے بغیر حق کے اس امر (خلافت) کا قصد کیا۔ اور (خون عثمان کے طالب ہو کر) یہ تاویل کرنی شروع کی کہ خلیفۂ وقت خدا کی نافرمانی کر رہا ہے۔ مگر خداوند عالم نے ان کی تکذیب فرما دی۔ تو اس دن سے حذر کر جس دن وہ شخص رشک آمیز نگاہوں سے دیکھا جائیگا جس کے عمل کا انجام محمود ہو گا۔ اور جس دن وہ شخص نادم و پشیمان ہے جس نے شیطان کو اپنے اوپر مسلط کر لیا کہ وہ اسے اپنی طرف کھینچے۔ تو نے مجھے حکم قرآن

کی طرف دعوت کی حالانکہ تو اس کا اہل نہیں ہے۔ ہم نے اس دعوت میں تیری آواز کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ حکم قرآنی کی اجابت کی ہے۔ والسّلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ کے علاوہ کسی اور شخص کو یہ مکتوب روانہ فرمایا ہے۔
حمد و نعت کے بعد تجھے معلوم ہو کہ دنیا اپنے غیر (آخرت) سے روگرداں کرنے والی ہے۔
اہل دنیا کو دنیا کی طرف سے کوئی شے حاصل نہیں ہوئی۔ الآیہ کہ اس دنیا نے اپنی حرص کے دروازے اس پر کھولدئے۔ وہ اسکا شیفتہ ہو گیا۔ اہل دنیا کو جو چیز کہ دنیا کی طرف سے حاصل ہوئی ہے وہ اس کے سبب سے اس چیز سے بے نیاز اور مستغنی نہیں ہو جاتا جو اسے حاصل نہیں ہوئی ہے۔ حالانکہ اس کے پس پشت اس حال سے مفارقت موجود ہے جسے اس نے جمع کیا ہے۔ اس شے (حرص و آز) کی شکستگی قائم ہے جسے اسنے محکم کیا ہے۔ وہ چیز جو کہ گزر گئی ہے اگر تو اس سے عبرت حاصل کرے تو بے شک ما بقیٰ کی حفاظت کر سکتا ہے۔ والسّلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

اپنے لشکر کے سرداروں کے نام حضرت نے یہ نامہ رقم فرمایا ہے۔ بندۂ خدا علیٰ امیر المومنین کی طرف سے یہ خط مسلح شخصوں (سپاہیوں) کے مصاحبین (سرداروں) کے نام ہے۔
حمد و نعت کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ والی اور حاکم کو یہ بات لازم ہے کہ وہ عزت جو اسے حاصل ہے۔ وہ غنا اور وسعت جو اس کے ساتھ مختص ہے۔ یہ امرا سے رعیت کی طرف سے متغیر نہ کرنے پائیں۔ وہ نعمتیں جو خداوند عالم نے اسے عطا فرمائی ہیں بندگان خدا کو اپنا مقرب بنا کر اپنے بھائیوں کے ساتھ الطاف و مہربانی سے کام

لیکن ان نعمات کو زیادہ کیا جائے۔
آگاہ ہو جاؤ! مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ میں تمہارے سامنے کسی بھید کو نہ چھپاؤں۔ مگر صرف لڑائی کے بارے میں (کیونکہ ابھی اس کے اظہار کرنے کی صلاح نہیں ہے) اور سوائے حکم مخصوص کے (جو علم حاکم کے ساتھ مختص ہے) کسی حکم کو تمہارے ساتھ نہ بیٹھوں۔ کسی امر حق کو اس کے مقام سے موخر نہ کروں۔ نہ بغیر قطعی اور جزمی دلیل و حجت کے حق پر قائم رہوں۔ اور یہ بھی مجھ پر حق ہے کہ تم سب کے سب میرے نزدیک مساوی الحقوق ہو جاؤ۔ اور جب میں نے ان حقوق کو ادا کر دیا تو فضل خداوندی کی طرف سے تم پر نعمتوں کا نزول لازم و واجب ہو گیا۔ میری اطاعت اور فرمانبرداری تم پر فرض ہو گئی۔ تم پر یہ بات واجب ہو گئی کہ میری دعوت سے منہ نہ پھراؤ۔ مصلحت امر میں تقصیر نہ کرو۔ امر حق کی طرف مدعو ہوتے ہوئے مکروہات و شدائد میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ اگر تم ان باتوں پر قائم نہ رہے جو بیان کی گئی ہیں تو بیشک کج رفتاری پر عمل کرنے والے سے زیادہ میرے نزدیک کوئی ذلیل و خوار نہ ہوگا میں اس کے لئے ایک عظیم تعزیر پیش کروں گا۔ اور اسے تعزیر و عقاب سے رہائی حاصل کرنے کی میری طرف سے رخصت نہ دی جائے گی۔ تم ان باتوں کو اپنے بزرگوں سے حاصل کرو۔ اپنے نفوس۔ اپنی جانیں۔ انہیں عطا کر دو۔ (ان کے فرمانبردار ہو جاؤ) بیشک پروردگار عالم اس فرمانبرداری کے سبب سے تمہارے امور دین و دنیا کی اصلاح فرمائے گا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

خراج تحصیل کرنے والے عمال کو یہ نامہ رقم فرمایا ہے۔ عبد بندۂ خدا علی امیر المومنین کی طرف سے خراج تحصیل کرنے والے عاملوں کو حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ جو شخص

اس چیز سے نہیں ڈرتا جس کا ضرر اس کی طرف پلٹنے والا ہے۔ ایسا شخص کوئی ایسی شے روز آخرت کے لئے پیش تر روانہ نہیں کرتا جو اسے عذاب و عقاب سے بچالے۔ تم خوب جان لو کہ تمہیں ایک تھوڑی سی تکلیف دی گئی ہے مگر ثواب اس کا بہت ہے۔ ظلم و عدوان جن سے خداوند عالم نے نہی فرمائی ہے کہ اگر ان میں کسی قسم کا عذاب نہ ہوتا جس سے خوف کیا جاسکے تو بے شک ان سے اجتناب کرنے کا ثواب اس قدر ہوتا کہ پھر انکی طلب کو ترک کر دینے میں کوئی عذر نہ رہتا تم اپنے نفوس کی جانب سے لوگوں کے ساتھ بعدل و انصاف پیش آؤ۔ انکی حوائج و ضروریات کے پورا کرنے میں صبر و شکیبائی سے کام لو کیونکہ تم رعیت کے خزانہ دار ہو۔ امت کے وکلا ہو۔ اماموں کے سفیر ہو۔ کسی شخص کی حاجت اور ضرورت کو مدّ نظر رکھکر اپنی حشمت و بزرگی کا اظہار نہ کرو (اپنے سمجھو کہ ہم بھی کوئی چیز ہیں۔ ہم بھی حاجات خلق اللہ کو پورا کرنیوالے ہیں) لوگوں کو طلب خراج کی بابت محبوس نہ کرو۔ ادائے خراج کی لئے انہیں اس قدر مضطر نہ بناؤ کہ وہ اپنے گرمی اور جاڑے کی لباسوں اور غلاموں کو بیچکر خراج ادا کریں۔ ادائے خراج کے لئے اپنے چوپایوں کو فروخت کر ڈالیں۔ جن سے وہ اپنا کاروبار چلاتے ہیں۔ درہم کے ادا کرنے کے واسطے کسی شخص کو تازیانہ نہ مارو۔ کسی شخص کا مال نہ چھوؤ۔ خواہ نماز گزار مسلمان ہو۔ خواہ کافر ذمی کا۔ ہاں آخر الذکر گروہ کے گھوڑے اور آلات حرب جن سے وہ اہل اسلام پر ظلم و تعدی کرتے ہیں لے لو تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ مسلمان کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ ان اشیاء کو اعدائے اسلام کے تصرف میں رہنے دے اور یہ چیزیں اسلام کی مغلوبیت کا باعث ہوں۔ اپنے نفوس کو نصیحت قبول کرنے کے لئے آمادہ کرو۔ لشکروں کو حسن سیرت کے حصول کا حکم دو۔ رعیت کی اعانت کرو۔ دین خدا کو قوت دو۔ اور راہ خدا میں احسان و انعام بر اسی مقدار سے عمل کئے جاؤ جو تم پر واجب و لازم ہے۔ کیونکہ خداوند تعالے نے اسی لئے ہمارے اور تمہارے ساتھ لطف و احسان کیا ہے کہ ہم اپنی انتہائی کوششوں کے ساتھ اسکا شکریہ ادا کریں۔ اپنی طاقت اور قوت کے موافق اس کی مدد کریں اور بیشک خدا کے سوا کوئی قوی و برتر نہیں ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

بعض شہروں کے بزرگوں کو نماز کے بارے میں یہ فرمان تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ لوگوں کے ساتھ بجماعت ظہر کی نماز اُس وقت پڑھو جبکہ آفتاب کا سایہ بڑھ کر ایک بکری[1] کی خوابگاہ کی مانند ہو جائے۔ عصر کی نماز لوگوں کے ساتھ بجماعت اس وقت ادا کرو جبکہ قرص آفتاب سفید ہو۔ زندہ ہو (مائل بزردی ہو کر قریب غروب نہ ہو جائے) اور اتنا دن باقی ہو جس میں دو فرسخ مسافت طے کر سکیں۔ (یہ فضیلت عصر کا وقت ہے)۔ مغرب کی نماز ہمراہ مردم اس وقت پڑھو جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتے ہیں اور حجاج مقام عرفات سے کوچ کرتے ہیں۔ عشا کی نماز مل جل کر اُس وقت ادا کرو جبکہ سمت مشرق کی سرخی زائل ہو جائے (یہ فضیلت عشا کا وقت ہے) ایک ثلث رات کے گزر جانے تک۔ اور صبح کی نماز سب باہم مل کر اس وقت پڑھو جبکہ ایک شخص دوسرے کا چہرہ اچھی طرح پہچاننے لگے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ نہایت ہی ضعیف اور قلیل طریقہ سے نماز پڑھو۔ (اقل واجبات کو بجالاؤ) فتنہ انگیز نہ بنو (نماز کو اسقدر طول نہ دو جس سے ضعیف لوگ گھبرا کر نماز ہی چھوڑ بیٹھیں)۔

عہد جناب امیر علیہ السلام

جب محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی حکومت مصر میں مضطرب ہو گئی تو حضرت نے مالک اشتر رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت مصر کے لئے تجویز فرمایا۔ اور وصیت کی جو کہ تمام وصیتوں کی خوبیوں پر حاوی ہے۔ وہو ہذا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ وصیت ہے جس پر بندۂ خدا علی امیر المؤمنین نے مالک ابن اشتر کو حاکم مصر مقرر

[1] یہ ایک کنایہ ہے جو غالباً سایہ کے ایک ہاتھ بڑھ جانے کی نسبت استعمال فرمایا ہے اور یہ وقت فضیلت ظہر ہے ۱۲

رتے وقت کاربند ہونے کا حکم دیا ہے۔ خراج کی تحصیل۔ دشمن کے ساتھ جہاد۔ اہالیان مصر کی اصلاح۔ مصر کے شہروں کا آباد کرنا۔ یہ سب امور اس میں بیان کئے گئے ہیں اور حاکم موصوف کو حکم دیا ہے کہ خوف خدا کو لازم سمجھے۔ اطاعت خدا کو اختیار کرے اور ان احکام فرائض وسنن کا اتباع کرے جنہیں اس نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے وہ ایسے واجبات اور فرائض وسنن ہیں کہ جن کی اطاعت کے بغیر سعادت دارین حاصل نہیں ہو سکتی۔ انہیں کے انکار سے انسان شقی ابدی ہو جاتا ہے۔ اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ۔ اپنی زبان۔ اپنے قلب کے ساتھ خداوند عالم کی مدد کرے۔ کیونکہ وہ پروردگار عالم اپنے مددگار کی نصرت کا متکفل ہے۔ جو شخص اسے غالب اور معزز سمجھے اس کی عزت کا ضامن ہے اسی (مالک اشتر) کو حکم دیا ہے کہ وہ شہوات نفسانی کے وقت کسر نفسی اختیار کرے۔ نفس کو سرکشی سے باز رکھے کیونکہ یہ نفس امارہ برائیوں اور گنہگاریوں کی طرف لیجانے والا ہے۔ خدا ہی کی رحمت شامل حال ہو تو اس سے چھٹکارا ممکن ہے۔

اے مالک! اب تو سمجھ لے کہ میں نے تجھے ان شہروں کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا ہے جن پر تجھ سے پہلے بہت سے حکام عادل وجابر مقرر ہو کر گزر چکے ہیں۔ جیسے کہ تو اپنے سے پہلے صاحبان اختیار کے امور میں نگاہیں دوڑاتا تھا۔ اب لوگ تیرے احکام پر نظریں ڈالنے کے لئے آمادہ ہیں۔ جو کچھ تو ان گزشتہ حکام کے بارے میں کہا کرتا تھا اب تیری نسبت بھی وہی کلمات زبانوں سے نکلیں گے۔ بیشک صالحین کی نیکیوں پر انہیں باتوں سے استدلال کیا جاتا ہے جنہیں خداوند عالم اپنے بندوں کی زبانوں پر جاری کر دیتا ہے۔ اب یہی زیبا ہے کہ عمل صالح کا ذخیرہ تمام ذخیروں سے زیادہ تجھے محبوب ہو۔ اپنی خواہشات نفسانی پر مسلط ہو جا۔ اپنے نفس کے ساتھ بخل سے کام لے۔ کیونکہ نفس کے ساتھ بخل اختیار کرنا حقیقۃً اسکی جانب سے اس شے کے ساتھ عین انصاف ہے جسے تو دوست رکھتا ہے یا جسے تو مکروہ سمجھتا ہے۔ رعیت کے ساتھ رحم کرنے کو اپنا شعار بنا۔ ان سے محبت کر۔ ان سے

بلطف و عنایت پیش آ۔ تو ان کے لئے ایک شکاری درندہ نہ بن کہ ان کے مال کھانے کو غنیمت سمجھ لے۔ سن! ان لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ یا تو تیرے دینی بھائی ہیں۔ یا اپنے مخلوق ہونے میں تیری مانند ہیں۔ انہیں کی لغزشیں ظاہر ہوتی ہیں۔ انہیں کو امراض عارض ہوتے ہیں۔ انہیں کے ہاتھوں سے عمداً و سہواً خطائیں سرزد ہوتی ہیں۔ پس تو ان لوگوں کو اپنی طرف سے معافی عطا فرما۔ ان کے گناہوں سے اعراض کر جیسا کہ تو دوست رکھتا ہے کہ پروردگار عالم تجھے معاف کرے۔ تیرے معاصی سے اعراض فرمائے کیونکہ تو ان لوگوں کا سردار ہے۔ اور تیرا جو حاکم ہے وہ تجھ پر مسلط ہے اور خداوند عالم اس شخص پر حکومت رکھتا ہے جس نے تجھے حاکم بنایا ہے اور مرضی خدا ہے کہ تو ان لوگوں کے امور کی کفایت کرے۔ تجھے ان لوگوں کے ساتھ اس نے مبتلا کیا ہے۔ انہیں لوگوں کے ساتھ تیرا امتحان لیا گیا ہے۔

اپنے نفس کو خدا کی دشمنی کے لئے قائم نہ کر کیونکہ اس کے عذاب کے دفع کرنے کی تجھ میں بالکل قوت نہیں ہے۔ تو اسکی معافیوں اور رحمتوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کے گناہوں سے درگزر کرنے پر پشیمان نہ ہو۔ سزائیں دے دے کر خوش نہ ہو۔ سرعت غیظ و غضب کی طرف جلدی نہ کر۔ کیونکہ اس بات سے تجھے کوئی کشائش حاصل نہ ہوگی۔ تو ہرگز یہ نہ کہہ کہ میں امیر ہوں۔ میں حکمران ہوں۔ میری اطاعت کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ قول قلب میں فساد پیدا کرتا ہے۔ ضعف دین کا سبب ہے۔ خدا کے سوا دوسرے کا تقرب حاصل کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اگر تجھے اپنی سلطنت کے سبب سے کوئی بزرگی یا تکبر لاحق ہو تو خداوند تعالیٰ کے ملک کی عظمت و شان کو دیکھ جو تجھ پر مسلط ہے۔ اپنے مقابلہ میں اسکی قدرت کو معائنہ کر کہ وہ کس طرح اس چیز پر قادر ہے جس پر تیرا نفس ہرگز قدرت نہیں رکھتا کیونکہ یہ معائنہ تیری سرکشی کو باز رکھے گا۔ تیری تندی غیظ و غضب کو تجھ سے دور کر دے گا۔ اور اس عقل و دانش کو تیری طرف لوٹا دیگا جو تجھ سے علیحدہ ہو گئی ہے۔ خبردار خدا کی عظمت و جلالت کا مقابلہ نہ کر۔ قہر و غلبہ میں اپنے آپ کو اس کا مثل نہ بنا۔ کیونکہ پروردگار عالم

ہر ایک جبار کو ذلیل۔ اور ہر ایک متکبر کو خوار کر دیتا ہے۔

حقوق الٰہی اور حقوق مردم کے بارے میں اپنے نفس اور اپنے اہل کی طرف سے انصاف کر اور اس شخص کی جانب سے بھی جسے اپنی رعیت میں سے تو دوست رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر تو عدالت پر عمل نہ کریگا تو یقیناً ظالم ہے۔ اور جس شخص نے بندگان خدا پر ظلم کیا بیشک پروردگار عالم بندوں کے علاوہ اس کا دشمن ہے۔ اب جس شخص کی پروردگار عالم نے مخاصمت کی تو اس شخص کی حجت باطل ہو گئی۔ وہ عذاب وعقاب کے وقت کوئی عذر نہیں کر سکتا وہ برابر خدا کا دشمن ہے جبتک کہ ظلم سے ہاتھ نہ اُٹھائے اور توبہ نہ کرے۔ یاد رکھ کوئی چیز ظلم وستم سے بڑھکر خدا کی نعمتوں کے زوال کی طرف دعوت دینے والی اور عذاب وعقاب کی طرف تعجیل کرنے والی نہیں ہے۔ کیونکہ پروردگار عالم مظلوموں کی فریاد کو سنتا ہو اور ظالموں کی گھات میں رہتا ہے۔ تیرے کل امور امر حق میں معتدل ہوں۔ عدل وانصاف پر شامل رہیں۔ رعیت کی خوشنودی کو جمع کرتے رہیں کیونکہ عوام الناس کا غضب خواص کی خوشنودی کو باطل کر دیتا ہے۔ اور خاص لوگوں کا خشم عوام کی خوشنودی کے ساتھ بخشا جا سکتا ہے۔

خواص رعیت سے زیادہ کوئی شخص حاکم پر وسعت وآسودگی حاکم کے وقت از راہ مطالبٔ حاجات بھاری نہیں ہے۔ نہ بلاؤں کے وقت از روئے اعانت قلیل نہ انصاف کے وقت نہایت کراہت کرنے والا۔ نہ الحاح واصرار کے ساتھ زیادہ سوال کرنے والا۔ نہ عطا وبخشش کے وقت ناشکرا۔ نہ دست کرم روک لینے کے وقت عذر کو بصد مشکل قبول کرنے والا۔ نہ حوادثات زمانہ کے وقت از روئے صبر ضعیف تر۔ بیشک دین کے ستون مسلمانوں کو جمع کرنے والے۔ دفع اعدا کے لئے قوت اور طاقت عامۃ النّاس ہی ہیں۔ تو انہیں کے ساتھ سینہ صاف ہو کر رہ۔ انہیں کی طرف مائل ہو۔ ہاں بیشک تجھے زیبندہ ہو کہ رعایا میں سے ان لوگوں کو دور ہی دور رکھے۔ انہیں دشمن سمجھے جو لوگوں کی عیب چینی کرتے

رہتے ہیں۔ کیونکہ رعیت میں بہت سے ایسے عیب ہوتے ہیں جن کا چھپانا حاکم کو لازم ہے۔ تو ان عیبوں کو آشکار نہ کر جو تجھ سے پوشیدہ ہیں۔ کیونکہ جو عیب تجھ پر ظاہر ہو جائے اسکی تطہیر تیرا فرض ہے۔ اور جو عیوب تیری نگاہوں کے سامنے نہیں خداوند عالم خود ان کے بارے میں حکم صادر فرمائے گا۔ لہذا حتیٰ الوسع عیب پوشی میں کوشش کر خداوند عالم بھی تیرے ان عیوب کو چھپائے گا جو تیری رعیت میں ہیں۔ اور ان کے پوشیدہ کرنے کو تو دوست رکھتا ہے۔ لوگوں کے دلوں سے ہر ایک حسد کی گرہ کھولدے (ان کے ساتھ برابر احسان کر) ہر ایک حسد کا رشتہ اپنی ذات سے قطع کر دے۔ ہر ایک وہ چیز جو تیرے لائق نہیں ہے اس کو نگاہوں سے غائب کر دے۔ بدگو کی باتوں کو سچ سمجھنے کے لئے عجلت سے کام نہ لے۔ کیونکہ بدگو مکار ہوتا ہے اگرچہ ناصح سے مشابہ ہو۔ اپنے مشورے میں کسی بخیل کو داخل نہ کر کیونکہ وہ تجھے فضل و کرم سے منحرف کرتا ہوا فقر و فاقہ سے ڈرائیگا کسی بزدل سے مشورہ نہ لے کیونکہ اجرائے احکام میں وہ تجھے بھی ضعیف اور ڈرپوک بنادے گا۔ کسی حریص و طماع کو مشیر نہ بنا۔ کیونکہ وہ ظلم و ستم کی حرص کو تیرے سامنے مزین کر دے گا۔ خوب یاد رکھ کہ بخل۔ بزدلی۔ اور حرص و طمع یہ مختلف طبیعتیں ہیں اور خدا سے بدگمان رہنا انہیں جمع کر لیتا ہے۔

تیرا بدترین وزیر وہ ہے جو تجھ سے پہلے ظالموں کا وزیر رہ چکا ہو۔ اور وہ شخص جو ان ظالموں کے گناہوں میں شریک رہا ہو۔ ایسا شخص ہرگز تیرا ہمدم و ہمراز نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ ایسے لوگ گنہگاروں کے مددگار ہیں۔ ظالموں اور ستمگاروں کے بھائی ہیں حالانکہ تجھے ان سے بہتر وزیر اور انکا اچھا جانشین میسر ہو۔ اور وہ ان لوگوں میں سے ہو جو ان گنہگاروں کی مانند صاحب عقل ہیں۔ صاحب تدبر و تفکر ہیں۔ ان کی مانند عاصی نہیں۔ ان پر کسی قسم کا وبال نہیں۔ انہوں نے کسی ستمگار کی اس کے ستم پر مدد نہیں کی۔ نہ کسی گنہگار کی اس کے گناہ پر حمایت کی ہے۔ اس جماعت کے لوگ از روئے تکلیف تجھ پر نہایت

ہی ملتے ہیں۔ مدد کے لئے نہایت ہی بہتر ہیں۔ مہربان ہو کر تیری طرف مائل ہیں اور تیرے غیر سے الفت کا رشتہ بالکل قطع کئے ہوئے ہیں۔ اب تو اسی جماعت کو اپنی خلوتوں اور اپنی مجلسوں کے لئے مختص کرلے۔

تجھے ایسے وزیروں کا انتخاب کرنا چاہئے جو کہ سخنان حق کو جن میں بظاہر تلخی کا اثر ہوتا ہے تجھ سے بیان کریں۔ اور وہ امور جنہیں خداوند عالم اپنے دوستوں کے لئے پسند نہیں فرماتا جو تیری خواہشات کی بدولت جہاں کہیں بھی واقع ہوں۔ جن میں صاحبان تقوٰے کی ہمرنگی کا اثر بھی نہو۔ ان امور میں نہایت ہی کم تیری مدد کریں۔ پھر تو ان لوگوں کو تعلیم کر کہ تیرے سامنے تیری مدح وثنا نہ کریں۔ اپنے ان باطل اقوال سے تیری خوشنودی کو مدنظر نہ رکھیں جن کا تو مصداق نہیں ہے۔ کیونکہ روبرو مدح گوئی نخوت کو پیدا کرتی ہے اور غفلت سے نزدیک کردیتی ہے۔ بدکار اور نیکوکار تیرے نزدیک مساوی المرتبہ نہ ہونے چاہئیں کیونکہ یہ امر (ان دونو کو مساوی سمجھنا) نیکوکار کو نیکی کی طرف راغب ہونے سے روکتا ہے۔ اور بدکار کو بداعمالیوں کی جرات دلاتا ہے۔ ہر ایک شخص کو اسی چیز کے ساتھ لازم کردے جسے اس نے اپنے نفس کے لئے لازم کر رکھا ہے۔ (بُرے سے بری طرح اور اچھے سے اچھی طرح پیش آ) خوب سمجھ لے کہ رعایا کے ساتھ حسن ظن رکھنے۔ ان پر احسان کرنے۔ انکی تکلیفات میں تخفیف کرنے۔ امورات ناگوار کے سبب سے ان پر ظلم وستم نہ کرنے سے زیادہ کوئی شے رعایا کو اطاعت حاکم پر آمادہ کرنے والی نہیں ہے۔ لہذا تو وہ امر اختیار کر جس سے رعیت تیری طرف سے بدگمان نہو کیونکہ رعایا کا حسن ظن تجھسے طول طویل زحمت اور رنج وتعب کو قطع کردے گا۔ اور بیشک تجھے حسن ظن اسی کے ساتھ رکھنا چاہئے جس کے پاس تیری نعمتیں ہوں۔ جسپر تو نے احسان کیا ہو اور بدگمانی اسی سے زیبا ہے کہ تیری زحمتیں جس کے سامنے موجود ہوں جسپر تو نے تکلیف پہنچائی ہو۔

اس طریقۂ صالحہ کو نہ توڑ جس پر اس امت کے سابقین نے عمل کیا ہے۔ جس کے سبب سے

الفت اور محبت جمع ہوئی ہے۔ جس کے سبب سے رعیت کی اصلاح ہوئی ہے۔ کوئی ایسا طریقہ ایجاد نہ کر جس سے تو سنن گزشتہ کو ضرر پہنچا سکے۔ کیونکہ جس شخص نے سنت صالح کو بنا کیا ہے اسے تو ثواب ملیگا اور تمام وبال تیری ہی گردن پر رہیگا کیونکہ تونے اس طریقہ کو شکستہ کر دیا ہے۔ علما سے نہایت کثرت کے ساتھ سبق لیا کر حکیموں اور دانشمندوں سے ان امور کے برقرار رکھنے کی نسبت دریافت کیا کر جن پر تیرے شہروں کی اصلاح منحصر ہے اور ان اشیا کو قائم رکھنے میں جنہیں تجھ سے پہلے لوگوں نے قائم کیا ہے۔

خوب سمجھ لے کہ رعیت کے مختلف طبقے ہیں۔ ایک کی دوسرے کے ساتھ اصلاح ہوتی ہے۔ اور ایک دوسرے سے مستغنی اور بے نیاز نہیں ہے۔ بعض ان میں سے خدا کی راہ میں لڑنے والے سپاہی ہیں۔ بعض عام و خاص کے مصالح کے کاتب ہیں۔ بعض قاضیان عادل ہیں۔ بعض با انصاف و مروت ہیں۔ بعض اہل ذمہ (اپناہ اسلام میں آئے ہوئے کافر) ہیں جن سے جزیہ لیا جاتا ہے۔ بعض مسلمان زمیندار ہیں جن سے خراج حاصل ہوتا ہے۔ بعض تاجر ہیں۔ بعض اہل حرفہ ہیں۔ اور ان طبقات میں سے صاحبان حاجت و مساکین کا ایک نہایت ہی ادنے طبقہ ہے۔ ان طبقوں میں سے ہر ایک کے لئے پروردگار نے ایک حصہ مقرر کر دیا ہے۔ اور ہر ایک کو اپنی کتاب یا اپنے نبی کے طریقہ میں اس کی حد اور اس کے فریضہ پر قرار دیدیا ہے۔ اس امر کی وصیت کر دی گئی ہے۔ اور وہ وصیت ہمارے پاس محفوظ ہے۔

پس سپاہی خدا کے حکم سے رعیت کے واسطے قلعہ ہیں۔ حاکموں کی زینت ہیں۔ دین کی عزت ہیں۔ امن و امان کے رستے ہیں۔ رعیت انہیں کے ساتھ قائم ہے۔ اور یہ لشکر اسی چیز کے سبب سے قائم رہ سکتے ہیں جسے پروردگار عالم نے انکے واسطے خراج کی مد سے علیحدہ کر دیا ہے۔ جس کے سبب سے دشمن سے جہاد کرنے کے لئے قوت حاصل کرتی ہیں۔ اور یہ اپنی اور درپیش ہونے والی حاجات (مثل نان و نفقہ و سلاح و مرکب وغیرہ)

میں اسی پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اب یہ دونو قسمیں (خراج گزار رعایا اور مجاہد سپاہی) باقی نہیں رہ سکتیں جب تک کہ ایک تیسری قسم یعنی عادل قاضی منصف حکام اور محررین مصلحین کا وجود نہ ہو۔ کیونکہ قضاۃ کی وجہ سے معاملات و مناکحات کی گرہیں مضبوط ہوتی ہیں۔ والیان ملک اور حکام ذوی الاحتشام سلطنت کا خراج اور اس کے منافع جمع کرتے ہیں اور دبیران و منشیان مملکت پر امور خاصّہ و عامّہ کا اعتماد اور بھروسا ہیں۔ اب یہ طبقے جن کا بیان ہوا جبتک کہ تاجر اور اہل حرفہ ملک میں موجود نہوں قائم نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ انہیں کے سبب سے انکے منافع جمع ہوتے ہیں۔ یہی گروہ ان کے بازاروں کی رونق ہیں اور اپنے ہاتھوں سے وہ وہ منفعتیں انہیں پہنچاتے ہیں جو دوسرا انہیں پہنچا سکتا۔ اب نہایت ہی ادنے اہل حاجت و مساکین کا طبقہ وہ ہے جس کے افراد اول الذکر طبقات کی بخششوں کے مستحق ہیں۔ انکی مدد کا استحقاق رکھتے ہیں۔ اب خداوند تعالے کے فضل و کرم میں ہر ایک کے واسطے وسعت ہے اور بقدر صلاح حال حاکم پر ہر ایک کا حق واجب و لازم ہے۔

اب جو شخص بلحاظ دامن و گریبان ان طبقات میں سے تیرے نزدیک خدا اور رسول خدا اور تیرے امام کے واسطے نہایت ہی پاک صاف ہو اور روے حلم و بردباری ان لوگوں میں افضل ہو جو غیظ و غضب کے وقت تدبر و تانی سے کام لیتے ہیں۔ گنہگار کے عذر سے راحت حاصل کرتے ہیں (اس کے عذر کو قبول کرنے پر آمادہ رہتے ہیں) ضعیفوں پر مہربان ہیں۔ طاقتوروں پر رفعت کے متلاشی ہیں۔ سخت گیری جنہیں برانگیختہ نہیں کرتی (لوگوں کے ساتھ سخت گیری سے پیش نہیں آتے) نہ ضعف تدبیر و رائے انہیں اجرائے احکام سے بٹھا سکتا ہے ایسے لوگوں کو لشکر کا سپہ سالار بنا۔ پھر تو صاحبان بزرگی و خانوادہ ہائے شائستہ و خصائل حسنہ کے ساتھ پیوست ہو جا۔ پھر اہل رفعت و شجاعت و سخاوت و جوانمردی کے ساتھ چسپاں ہو۔ کیونکہ ایسے نفوس کرم اور بزرگواری کے جامع ہیں اور شجر جود و احسان کی شاخیں۔

سپاہیوں کے امور (ضروریات) کا اس طرح جویاں رہ جیسے کہ ماں باپ اپنی اولاد کی ضروریات کے خبرگیراں رہتے ہیں۔ جس چیز کے ساتھ تونے انہیں تقویت عطا کی ہے اسے اپنے دل میں بزرگ نہ سمجھ۔ اس احسان کو حقیر نہ شمار کر جس کا تونے ان کے ساتھ عہد کیا ہے۔ اگرچہ قلیل ہو کیونکہ بذل و احسان انہیں تیرے ساتھ خیر خواہی اور حسن ظن پر آمادہ کرنے والا ہے۔ ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں (ضرورتوں) کی تلاش کو ان کے امورات بزرگ کی نگہداشت پر بھروسا کر کے ترک نہ کر۔ کیونکہ بعض مقامات پر تیرا تھوڑا سا احسان بھی انہیں بہت کچھ نفع پہنچائیگا۔ اور بعض موقع پر تیرے احسان عظیم سے بے نیاز اور مستغنی ہونگے۔

سپہ سالاروں میں سے برگزیدہ اور منتخب سپہ سالار تیرے نزدیک وہ ہونا چاہیے جو اپنے مال سے سپاہیوں کی مدد کرے۔ اپنی تونگری اور مالداری سے ان پر کرم و احسان کرے۔ پھر ایسی مقدار کے ساتھ جس میں ان کی بھی گنجائش ہو اور ان کے پس ماندگان و اہل و عیال بھی اس لطف و کرم کے سائے میں سما سکیں تاکہ پھر یہ لوگ ایک جان ہو کر دشمن سے جہاد کرنے میں مشغول ہو جائیں۔ پس بیشک جب تو ان کی طرف مائل ہوگا۔ ان سے محبت کریگا تو یہ بھی تیری سمت راغب ہونگے۔ تجھ سے مانوس رہیں گے۔ اب جبتک کہ یہ سپاہی اپنے سپہ سالاروں پر مہربان نہوں۔ اپنی دولتوں کے بوجھ کو قلیل نہ سمجھیں۔ اپنی مدتوں کے منقطع ہونے میں دیر سمجھنے کو ترک کریں اس وقت تک انکی مہربانیوں کی صحت نہو گی۔ لہذا اُن کی آرزوؤں کو وسعت دے۔ ان کی مدح و ثنا کے حسن سے واصل ہو جا۔ جو جو تکلیفیں اور مشقتیں انہوں نے (جہاد میں) برداشت کی ہیں انکا مکرر ذکر کر۔ کیونکہ انکے حسن کردار کا مکرر ذکر کرنا شجاع کے دل میں جہاد کی تحریک اور بزدل کے قلب میں اسکی حرص پیدا کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالٰے۔ تو ہر ایک محنت و مشقت کی برداشت کو پہچان۔ کسی شخص کی بلا دوسرے کے سر نہ ڈال۔ جبکہ ایک انسان نہایت محنت کر رہا ہو تو اس محنت کے اجر میں تقصیر نہ کر۔ یہ ہرگز زیبا نہیں کہ کسی شخص کے حسب نسب کی بزرگی کے سبب سے اسکی معمولی اور قلیل محنت کے اجر کو بھی بڑھا وے۔ نہ تجھے یہ لازم ہے کہ

ایک کم مرتبہ شخص کی عظیم الشان محنت کے اجر کو (اجر کی حیثیت دیکھکر) بے حقیقت شمار کرے۔

اس امر کو خدا اور رسول پر چھوڑ جو تجھ پر مشتبہ ہو۔ اور جس کے بارے میں اجرائے حکم تجھے درماندہ کردے۔ کیونکہ خداوند عالم نے اس قوم کے واسطے جن کی ہدایت کو دوست رکھتا ہے ارشاد فرمایا ہے "اے ایمان لانے والو تم خدا اور رسول خدا و اولی الامر کی اطاعت کرو (وہ اولی الامر) جو تم میں سے ہو۔ اگر کسی حکم میں تم تنازعہ کرو تو اس کے حکم کو خدا اور رسول کی طرف رد کردو" اب یہ بھی سمجھ لے کہ خدا کی طرف رد کرنا یہی ہے کہ اس کی کتاب محکم سے تمسک کیا جائے۔ اور رسول کی طرف رد کرنے سے یہ مراد ہے کہ اسکی جمع کرنے والی اور تفرقے پیدا نہ کرنے والی سنت کو اختیار کیا جائے۔

اب آدمیوں کے قضایا کا فیصلہ کرنے کے لئے اس شخص کو اختیار کر جو تیری رعیت میں سب سے افضل ہو مختلف کاموں نے اسے تنگ نہ کر رکھا ہو۔ (وہ اپنے ہی جھگڑوں میں گرفتار ہو)۔ دعویداروں کی خصومت جسے دلتنگ نہ کرے۔ ہمیشہ لغزشوں کا شکار نہو۔ جب حق کو پہچان لے تو اس کی طرف مائل ہونے سے تنگدل نہو۔ اس کا نفس طمع کی طرف راغب نہو۔ پوری پوری افہام تفہیم کے طریقہ کو چھوڑ کر تھوڑی سی سمجھ پر اکتفا نہ کرے۔ (خوب غور و خوض سے کام لیکر فیصلہ صادر کرے) شبہات کے وقت نہایت ہی توقف سے کام لے۔ سب سے زیادہ حجتوں کے ساتھ گرفت کرنے والا ہو۔ دعویداروں کے دعوے رجوع کرنے کے وقت سب سے کم تنگدل ہونے والا ہو۔ امورات حقہ کے ظاہر کرنے میں سب سے زیادہ بے صبرا ہو۔ حکم کے ظاہر ہونے کے وقت سب سے زیادہ دعووں کو منقطع کرنے والا ہو۔ ایسا شخص ہو کہ رو در رو مدح و ستائش جسے مغرور و متکبر نہ کرے۔ نہ حکومت کا غرور اسے طریق مستقیم سے منحرف کرے۔ مگر ایسے لوگ نہایت قلیل ہیں۔

پھر اس کی حکومت کا بکثرت ملاحظہ کر (کہ وہ کس طرح حکمرانی کرتا ہے) بخشش و انعام میں اسکے واسطے اسقدر وسعت عطا کر جو اسکے عذر کو زائل کردے۔ اور لوگوں کا محتاج نہ رہے۔

اسکی احتیاج بہر دم قلیل ہو جائے۔ اپنے قرب میں اسے ایسا مرتبہ عنایت کر جس کی اسکا غیر جو تیرے مقربین میں سے ہو طمع نہ کرے۔ تاکہ وہ تیرے نزدیک رہکر اس مرتبہ کے سبب سے لوگوں کی مذمت سے امین ہو جائے۔ پھر اس کی حکمرانی پر ایک گہری نظر ڈال کیونکہ یہ دین اشرار کے ہاتھوں میں اسیر تھا۔ وہ اس میں اپنی خواہشوں کے موافق عمل کرتے تھے۔ اس کے ساتھ دنیا کو طلب کرتے تھے۔ پھر تو اپنے عاملوں کے امور کو دیکھ۔ انہیں ازراہ اختیار عامل کر۔ ازراہ بخشش و برگزیدگی انہیں حاکم نہ بنا۔ کیونکہ یہ دونو صفتیں ظلم و جور اور جہایت کی جامع ہیں۔ نیک خاندانوں اور سابق الاسلام لوگوں میں سے صاحبان حیا و تجربہ کو منتخب کرلے کیونکہ یہ لوگ کریم الاخلاق ہیں۔ صحیح الناموس ہیں۔ طمع کو مشرف ہونے میں نہایت قلیل ہیں۔ اور انجام کار کو دیکھنے میں نہایت ہی مبالغہ سے کام لینے والے ہیں۔ پھر ان لوگوں پر ان کے روزینوں کو تمام کر۔ کیونکہ با فراغت رزق کا حصول نفسوں کی اصلاح کے واسطے ان کے لئے ایک قوت ہے۔ اپنے زیر تصرف اموال کے کھانے سے انہیں بے نیاز کر دیگا۔ یہ انپر ایک زبردست حجت ہے۔ اگر یہ تیرے حکم کی مخالفت کریں۔ یا تیری امانتوں میں رخنہ اندازی سے کام لیں تو انکے اعمال کی جستجو کر۔ صاحب صدق و وفا جاسوسوں کو ان پر مقرر کر دے۔ کیونکہ ان کے امور پوشیدہ کا اگر تو ملاحظہ کرتا رہیگا تو یہ امر ان کو امانت کے قائم رکھنے اور رعیت کے ساتھ بلطف و محبت پیش آنے اور اعوان و انصار کی محافظت کرنے پر برانگیختہ کرتا رہے گا۔ اب اگر ان میں سے کسی نے خیانت کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس خیانت کے متعلق تیرے جاسوسوں کی خبریں تیرے پاس جمع ہو گئیں تو شہادت کے لئے ان اخبار کو کافی سمجھ اور ایسے خائن کے بدن میں عقوبت کے ہاتھ دراز کر دے۔ اس کے کردار پر اس سے پورا پورا مواخذہ کر۔ ذلت اور خواری کے مقام میں اسے کھڑا کر دے۔ خیانت کی علامتیں اس پر لگا دے۔ اور تہمت و خیانت کا گلوبند نہایت کس کر اسکی گردن میں باندھدے

امرخراج کا ایسے طریقہ سے جویاں رہ جو صاحبان خراج کی حالت کے موافق ہو کیونکہ اصلاح خراج و صاحبان خراج میں ان لوگوں کی اصلاح مضمر ہے جو اہل خراج نہیں کیونکہ جبتک اہل خراج کی اصلاح نہو غیر اہل خراج کی اصلاح بھی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ لوگ خراج گزاروں کے اہل و عیال ہیں۔ ہاں خراج حاصل کرنے سے زیادہ زمینوں کی تعمیر میں اپنی نگاہ کو قائم رکھو۔ کیونکہ جب تک زمین آباد نہو گی خراج میسّر نہو گا۔ اور جس شخص نے زمین کو آباد کرنے بغیر خراج طلب کیا اس نے شہروں کو ویران کر دیا۔ بندگان خدا کو ہلاک کر ڈالا۔ ایسے شخص کی حکومت نہایت ہی قلیل مدّت تک قائم رہیگی۔ اب اگر اہل خراج شکایت کریں کہ یہ خراج بہت گراں ہے یا کسی آفت ناگہانی کا شکوہ کریں (کہ ایک سال ٹڈّی نے فصلیں خراب کر دیں یا کوئی آفت آگئی ایا) پانی کی قلت یا بارش کی حد سے بڑھی ہوئی زیادتی کا عذر پیش کریں۔ یا زمینیں متغیر ہو گئیں ہوں۔ سیلاب نے غرق کر دیا ہو۔ یا تشنگی اور کم آبی نے غلّہ کو تلف کر دیا ہو تو بیشک ان خراج میں تخفیف کر جسکی وہ امید کرتے ہیں۔ اور جس کے سبب سے ان کے کاموں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

تجھے وہ چیز گراں نہ معلوم ہونی چاہیئے جسکے سبب سے تو نے خراجگزاروں کی محنت و مشقت میں تخفیف کی ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا ذخیرہ ہے جو تیری ہی طرف پلٹ آئیگا۔ اس (کمی خراج) کی طرف سے وہ تیرے شہروں کو آباد کرینگے۔ تیری ولایت کو زینت دیں گے۔ تو اس کے سبب سے اپنے بارے میں انکا حُسن ظن حاصل کریگا۔ ان کے بارے میں عدل و انصاف سے کام لیکر تو ہی خوشحال ہوگا۔ ان کی وہ خوشحالیاں جو تو نے انکے پاس جمع کر دی ہیں انکے سبب سے وہ قوّت و قدرت حاصل کرینگے۔ اور اس قوت و قدرت کی زیادتی پر تو اعتماد کر سکے گا۔ نیز ان کے بارے میں جو عدل و مدارات کا طریقہ تو نے اختیار کیا ہے اسکے سبب سے وہ تجھ پر بھروسا کرینگے۔ کیونکہ بسا اوقات ایسے امور حادث ہوتے ہیں جن میں ان پر بھروسا کرنا پڑتا ہے اور جب وہ تجھ پر اعتماد رکھتے ہیں تو پھر بطیب خاطر اس بوجھ کو اٹھالیں گے۔ اور خوب جان لے کہ زمینوں کی آبادی پر جسقدر بھی تو بار ڈالے گا وہ اسے برداشت کریگی۔ بیشک صاحبان زمین کا محتاج

رہنا زمین کی خرابی اور بربادی کا باعث ہے۔ اور زمیندار محتاج اسی وقت ہوتا ہے جب حاکموں کے نفس مال جمع کرنے پر تل جائیں۔ ان کی حکومت کے باقی رہنے کے سبب سے وہ بدگمان ہوں۔ اور زمانہ کی عبرتوں سے انہیں کوئی نفع حاصل نہو۔

اب تو اپنے منشیوں کے حالات پر نگاہیں دوڑا۔ ان میں سے جو بہتر ہوں انہیں اپنے کام کی طرف متوجہ کر۔ تیرے وہ مراسلات اور نامے جن میں تیری پوشیدہ تدبیریں اور تیرے اسرار درج ہوں ان مراسلات کو ایسے منشی کے سپرد کر جو سب منشیوں میں اخلاق شائستہ (مثل علم و حلم و صدق و دیانت و امانت) کا جامع ہو۔ جسے کرامت اور بزرگی سرکش و مغرور نہ کردے تاکہ بزرگوں کے سامنے اس غرور کے سبب سے وہ تیری مخالفت کی جرات نہ کرے۔ ایسا منشی ہو جس کی غفلت اسے تیرے کارکنوں کے نوشتے تیرے پاس پہنچانے اور انکے جوابات تیری منشا کے موافق تحریر کرنے۔ تیرے لئے غیروں سے نوشتہ جات لینے اور تیری جانب سے پروانجات کے دینے میں قاصر نہ رکھے۔ وہ پیمان جو تیری طرف سے باندھے جائیں انہیں محکم و مضبوط کردے (عہد نامہ جات میں وہ شرطیں تحریر کرے جو تیری منفعت کے پہلو رکھتی ہوں) وہ قیود جو دشمن کی طرف سے تیرے ضرر کے واسطے (عہد نامہ میں) لگائی جائیں ان کی کشائش سے عاجز نہو۔ امورات میں اپنی قدر و منزلت سے جاہل نہو۔ کیونکہ جو شخص اپنے مرتبہ سے جاہل ہے۔ وہ دوسروں کے مدارج سے ضرور جاہل ہوگا۔

پھر یہ بات بھی ہے کہ تیرا ان کو انتخاب کرنا محض تیری فراست۔ تیرے اطمینان اور تیرے حسن ظن کی وجہ سے نہو۔ کیونکہ اکثر لوگ اپنے تصنّع اور اپنی حسن خدمات کی وجہ سے حکام کی عقلوں سے متعرض ہوتے ہیں (انہیں دھوکے میں ڈال دیتے ہیں) حالانکہ خلوص و امانت کا ان میں شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ (تصنّع ہی تصنّع ہوتا ہے) لیکن تو انہیں اس چیز کے ساتھ آزما جسے یہ تجھ سے پہلے نیکوکاروں کے لئے دوست رکھتے تھے اور عامۂ بندگان میں جو سب سے زیادہ ثمر دینے والے ہیں۔ امانت میں سب سے زیادہ روشناس ہیں۔ انہیں انتخاب کر کیونکہ

یہ آزمائش تجھے خداوند عالم اور اس شخص کے ساتھ خلوص پر آمادہ کریگی جس نے تجھ کو حاکم کیا ہے (جو تیرا امام ہے) اور اپنے امور میں سے ہر ایک کام کے سر پر ایک منشی کو مقرر کر۔ جسے کسی کام کی بزرگی عاجز نہ کرے۔ اور کاموں کی زیادتی اس کے سبب سے پراگندہ نہ ہو جائے۔ اور جبکہ تیرے منشیوں میں کوئی عیب ہو اور تو اس سے تغافل اختیار کرے تو بیشک اس عقوبت کی سزا تجھے مل جائے گی۔

پھر تو تاجروں اور اہل حرفہ کے بارے میں وصیت کو قبول کر۔ ان میں سے جو مقیم ہیں اور اپنے اموال کے ساتھ سفر کرنے والے ہیں۔ اپنے بدن کے ساتھ نفع حاصل کرنے والے ہیں (اہل حرفہ ہیں) انہیں نیکی کی وصیت کر۔ کیونکہ یہ لوگ منفعتوں کے ذخیرے ہیں۔ اشیائے با منفعت کے اسباب و وسائل ہیں۔ تیری خشکی و تری و زمین ہموار و سنگلاخ میں وہ مقام جو ہلاکت کے مقام ہیں۔ دور دراز فاصلے پر واقع ہیں۔ وہ مقامات منافع جہاں لوگ جمع نہیں ہوتے۔ جس جگہ تحصیل منافع کی جرأت نہیں کر سکتے۔ ایسے مقامات سے یہ لوگ منافع کو کھینچ کھینچ کر لاتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ عیب و نقص سے پاک ہیں۔ جن کے شر سے خوف نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایسے صلح پسند ہیں۔ جن کے فساد کا بالکل خوف نہیں۔ تو اپنے سامنے اور اپنے شہروں کے اطراف میں انکے امور کی تلاش (اور حفاظت) کرتا رہ۔ اب یہ بھی جان لے کہ ان میں اکثر ایسے بھی ہیں جو رسوائیوں کی نہایت سخت طریقہ سے گرفت کرتے ہیں نہایت ہی قبیح بخل اختیار کرتے ہیں۔ لوگوں کے منافع کو روکتے ہیں۔ بیچنے وقت ظلم و جور کرتے ہیں۔ بیشک ان کا یہ فعل عامۃ الناس کو ضرر پہنچانے کا دروازہ ہے اور حاکم کے لئے سخت عیب ہے۔ لہذا تو انہیں منع کرتا رہ کہ مایحتاج مردم کو نہ روکیں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ بیشک انکی فروخت نہایت ہی آسانی کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ ترازو بالکل درست رہے۔ اور نرخ ایسا ہو جو بائع و مشتری میں سے کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ اب اگر کسی نے تیری ممانعت کے بعد بھی لوگوں کے منافع کو روکا

تو ایسے شخص پر اپنا عذاب مسلط کر۔ اور اسے حد سے گزر جانے والی سزا دے۔ پھر تو اس ادنےٰ طبقہ کے بارے میں جن کا کوئی حیلہ نہیں۔ جو مسکین ہیں۔ محتاج ہیں۔ زمانہ کی سختیوں میں گرفتار ہیں۔ کمانے سے عاجز ہیں۔ خدا سے ڈر۔ خدا کا خوف کر۔ کیونکہ اس طبقہ کے اکثر افراد قانع ہیں۔ کسی سے سوال نہیں کرتے۔ اپنے فقر و فاقہ کے باعث لوگوں سے متعرض نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں خداوند عالم نے جو حکم دیا ہے اس پر محض خالصاً لوجہ اللہ عمل کر۔ ان کے حقوق کی محض للہ حفاظت کر جیسا کہ خدا نے تجھے انکی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اپنی بیت المال میں سے انکے حصے مقرر کر۔ ہر ایک شہر میں جو اسلام کی املاک خالصہ ہیں ان کے محاصل میں سے ایسے لوگوں کے لئے حصے معین کر دے۔ بیشک ان لوگوں کے واسطے جو تجھ سے دور ہیں وہی حصہ ہے جو تجھ سے نزدیک رہنے والوں کے لئے اور ہر ایک شخص کے حق کی رعایت تجھ سے طلب کی گئی ہے۔ اب لازم ہے کہ اور مشاغل تجھے ان کے خیال سے غافل نہ کریں کیونکہ مہمات کثیرہ کا استحکام تجھے کسی حق کے ضائع کرنے کے لئے معذور نہیں کر سکتا (تیرا عذر قابل سماعت نہیں کہ مہمات کی کثرت تضییع حقوق کا باعث ہوئی) تو اپنے اہتمام کو انسے علیحدہ نہ رکھ۔ انکی طرف سے رو گردانی نہ کر۔ ان لوگوں کے امور (ضروریات) کا جویاں رہ جنکی طرف آنکھیں حقارت سے دیکھتی ہیں۔ جنہیں لوگ حقیر سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں پر اپنے ایسے معتمدین کو موکل کر جو خدا سے ڈرتے ہوں۔ متواضع ہوں۔ تاکہ ان کے حالات کو یہ تجھ تک پہنچاتے رہیں۔ پھر تو ان کے ساتھ وہی عمل کر جس کے سبب سے تو بروز ملاقات پروردگار عالم اس کے سامنے عذر پیش کر سکے۔ کیونکہ یہ لوگ رعایا میں اپنے غیر سے عدالت کے زیادہ محتاج ہیں۔ (یہ سب سے زیادہ انصاف کے خواہاں ہیں اور ان کا انصاف یہی ہے کہ انکا حق انہیں عطا کیا جائے) تو ہر ایک کا حق اسکے پاس پہنچا کر خداوند عالم کے سامنے عذر پیش کر۔

یتیم۔ ضعیف۔ عمر رسیدہ۔ وہ لوگ جنکی معاش کا کوئی حیلہ نہیں۔ وہ قناعت والے بندے جو سوال کرنے کے لئے اپنے نفس کو قائم نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے حالات کی تلاش کرتا رہ

بیشک یہ امر حکام کو اکثر گراں گزرتا ہے۔ اور یوں تو ہر ایک حق کا ادا کرنا گراں معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس ادائے حق کو پروردگار عالم نے ان لوگوں کے لئے سبک اور خفیف کر دیا ہے جو عاقبت کی نیکیوں کے طالب ہیں۔ اپنے نفسوں کو صبر و شکیبائی کا عادی بناتے ہیں۔ اور اس اجر و ثواب کی راستی پر بھروسا کرتے ہیں جسکا انکے واسطے خداوند عالم کی طرف سے وعدہ ہوا ہے۔ اب صاحبان حاجت کے لئے تو اپنے اوقات میں سے کوئی وقت مقرر کر دے جسمیں تو انکی ضرورتوں تک پہنچنے کے واسطے اپنے اور کاموں سے بالکل فارغ ہو (فقط انہیں کی حاجتوں کو پورا کرنے پر آمادہ رہے) انکے واسطے ایک جلسۂ عام میں نشست کر۔ اس خداوند عالم کی رضاجوئی کے لئے جس نے تجھے پیدا کیا ہے تواضع اور فروتنی اختیار کر۔ اپنے سپاہیوں مددگاروں۔ پاسبانوں اور چاؤشوں کو منع کر دے کہ وہ ان سے معترض نہوں حتے کہ ان میں سے کلام کرنے والا بغیر اس کے کہ کسی قسم کا اضطراب اسے لاحق ہو تجھ سے کلام کرے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے کہ اکثر ان مقامات میں وہ امتیں مقدس اور گناہ سے پاک نہیں ہوتیں جہاں ضعیف کا حق صاحب قوت سے نہ دلایا جائے جبکہ وہ اپنے حق کو حاصل کرنے کے لئے مضطرب ہو۔ ان حاجتمندوں کی طرف سے درشت اور سست گفتاری کا متحمل ہو (وہ سختی کے ساتھ کلام کریں یا رُک رُک کر آہستہ آہستہ۔ تجھے متحمل ہونا چاہیئے) تنگ حوصلگی اور سختی کو اپنے نفس سے دور رکھ کیونکہ پروردگار عالم اس کے سبب سے اپنی رحمت کے گوشے تجھ پر پھیلا دیگا۔ اپنی طاعت کا ثواب تیرے واسطے واجب و لازم کریگا۔ تو جس شخص کو جو چیز دینی چاہتا ہے بطیب خاطر عطا کر۔ اس بات سے دست بردار ہو کہ جس شخص کو کچھ عطا نہ کرے۔ میٹھی میٹھی باتوں اور طرح طرح کے عذروں سے اس کی تسلّی کرنی چاہیئے۔ پھر اس کے بعد تیرے کاموں میں سے اور بھی کچھ ایسے کام ہیں جن سے تعلق رکھنا تجھے لازمی ہے۔ ایک تو ان میں سے یہ ہے کہ جس امر میں تیرے منشی عاجز اور درماندہ ہوں اس میں اپنے کارکنوں کی رائے کو قبول کرے۔ دوسرے یہ کہ جب حاجتمند دلی

کی حاجتیں تیرے پاس پہنچیں۔ جن کے سبب سے تیرے اعوان وانصار تنگدلی ظاہر کریں۔ تو انہیں پورا کر دے۔ آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑ۔ آج ہی پورا کر دے۔ کیونکہ ہر ایک دن کا کام اسی دن کے واسطے مخصوص ہوتا ہے۔ اپنے نفس کے واسطے اپنے اور خدا کے درمیان وہ وقت مقرر کر جو بہترین اوقات ہو۔ جو حصہ ہائے اوقات میں عمدہ ترین حصہ ہو (عبادت الٰہی کے لئے سب سے اچھے وقت کو اختیار کر) اگرچہ تمام اوقات خدا کے ہی واسطے ہیں (تو ہر وقت درجۂ عابد حاصل کر سکتا ہے) جس وقت کہ تیری نیت شائستہ ہو۔ اور اپنی رعیت پر ظلم وستم کرنے سے پاک صاف ہو۔ (وہ وقت بھی جس میں نیت اچھی رہے۔ رعیت کے ساتھ انصاف کیا جائے اوقات عبادت میں شمار ہو جاتا ہے) وہ وقت جو تو نے پروردگار عالم کے لئے مخصوص کیا ہے اس وقت میں ان فرائض وواجبات کو قائم کر جو اسی خداوند جل وعلےٰ کے لئے خاص ہیں۔ شب وروز۔ عبادت خداوندی کے لئے اپنے بدن کو وقف کر دے اور اس عہد اور عبادت کو وفا کر جس کے سبب سے تو پروردگار عالم کا تقرب تلاش کرتا ہے۔ وہ عبادت کامل ہو۔ اس میں کسی قسم کا نقصان نہ ہو عیب دار نہ ہو۔ اور عبادت کے لئے اپنے بدن کو اس درجہ پر پہنچا دے جہاں تک کہ تیرے امکان میں ہے۔ اور جبکہ تو لوگوں کے ساتھ (بجماعت) اپنی نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ ہو کہ لوگ (تیرے طول نماز کے سبب سے) برمیدہ ہو جائیں۔ تو نماز کو (بسبب ترک واجبات) ضائع کرنے والا نہ بن۔ کیونکہ لوگوں میں اکثر ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں کوئی بیماری لاحق ہے۔ یا کچھ ضرورت درپیش ہے (اور تو نے انہیں گھنٹوں کے لئے نماز ہی میں گھیر لیا تو وہ خواہ مخواہ بھی نماز سے گھبرا اٹھیں گے) جب حضرت رسول خدا نے مجھے یمن والوں کے پاس بھیجا تو میں نے حضرت سے سوال کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کس طرح نماز پڑھوں۔ فرمایا ایسی نماز پڑھ جیسا کہ ان میں نہایت ہی ضعیف شخص نماز پڑھتا ہے۔ اور ہمیشہ مومنین پر رحم کرنا۔

اب ان وصیتوں کے بعد تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ ہر گز ہر گز رعیت سے خلوت نشین نہ ہونا۔

ان سے الگ رہنے کے زمانے کو طول نہ دینا۔ کیونکہ حکام کا رعیت کی نگاہوں سے غائب رہنا رعیت کے ساتھ سختی کرنے کی ایک قسم ہے۔ ان کے امور سے جاہل رہنے کی ایک شاخ ہے۔ بیشک ان سے پوشیدہ رہنا اس چیز کے علم کو قطع کرتا ہے۔ جو ان حاکموں سے پوشیدہ ہے۔ لہذا چھوٹے چھوٹے امور ان کی نگاہوں میں عظیم الشان معلوم ہونے لگتے ہیں۔ اور امور عظیم میں تصغیر کا پہلو نظر آتا ہے۔ اچھی باتیں ان کی نگاہوں میں قباحت کے رنگ پیدا کر دیتی ہیں۔ اور امر قبیح اچھا معلوم ہونے لگتا ہے۔ حق باطل کے ساتھ مخلوط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حاکم بھی تو آخر بشر ہی ہے۔ ان امور کو نہیں جان سکتا جنہیں لوگ اس سے چھپاتے رہتے ہیں۔ اور حق کی بظاہر کوئی علامت مقرر نہیں جس کے سبب سے دروغ و کذب سے راستی و صدق کی قسموں کو پہچان لیا جائے۔

بیشک تو دو آدمیوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو ایسا شخص ہے کہ تیرا نفس مستحق کے ساتھ بخشش کرنے میں سخاوت سے کام لیتا ہے۔ پھر تو کیونکر اور کس سبب سے اس حق واجب یا کار نیک سے حجاب اختیار کرتا ہے جس کے عطا کرنے پر تو کمر بستہ ہے اور اس کار نیک کے ساتھ احسان کرنے پر آمادہ ہے یا تو ایسا شخص ہے کہ بخشش و عطا کے روکنے میں مبتلا ہے۔ اندریں صورت مایوسی کی حالت میں لوگوں کا تیرے پاس آنے سے باز رہنا خود ہی بڑھا ہوا ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کی حاجتیں از قسم شکایت مظالم یا بہ نسبت معاملہ عدل و انصاف کی درخواستیں تیری طرف بڑھی ہوئی ہیں اور جن میں تجھ پر کچھ بھی مشقت نہیں (غرض دونو حالتوں میں تیرا عزلت گزین ہونا ٹھیک نہیں)

پھر یہ بھی سمجھ لے کہ حاکم کے مصاحبین اور خواص ایسے بھی ہوتے ہیں جنکی عادت میں داخل ہوتا ہے کہ اموال و املاک کے تن تنہا ہی مالک ہو جائیں۔ لوگوں پر دراز دستی کریں۔ عدل و انصاف میں کمی کریں۔ لہذا اس جماعت کی مشقتوں کو ان کے خصائل کے اسباب کو قطع کرتے ہوئے منقطع کر دے۔ اپنے خویش و اقارب میں سے کسی کو زمین کا کوئی ٹکڑا عطا

نہ کر۔ یہی زیبا ہے کہ یہ لوگ زمین و زراعت کی عقد بندی کی تجھ سے اسطرح طمع نہ کریں جس کی سبب سے قرب و جوار کے لوگوں کو کھیتوں کی سیرابی یا کسی عمل مشترک میں نقصان پہنچے اور یہ لوگ مشقت و آلام کو اپنے اغیار پر ڈال دیں۔ یہ امر انہیں لوگوں کے واسطے خوشگوار ہو سکتا ہے نہ کہ تیرے لئے۔ ہاں اس عمل کی مذمت دنیا و آخرت میں تجھ پر باقی رہیگی۔

تیرا کوئی قریب ہو یا بعید حق کو اس کے ساتھ لازم کر۔ اسپر حدود حقہ جاری کر۔ جو حد شرعی کا مستحق ہو چکا ہو۔ خصوصاً جہاں کہیں بھی تیری عزیزوں کی حق میں حدود جاری کی جائیں۔ وہاں صبر و شکیبائی سے کام لے اور اجر و ثواب کا طلبگار رہو۔ چونکہ یہ امر تجھ پر گراں گزرتا ہے۔ لہٰذا اسکے سبب سے حسن عاقبت کو طلب کر۔ بیشک اسکا انجام محمود اور پسندیدہ ہے۔

اگر رعیت تیری ستمگری اور حق سے منحرف ہو جانے کا گمان کرے تو اپنے عذر کو ان پر ظاہر کر۔ اور اس عذر کو ظاہر کر کے انکے گمانوں کو بدل دے۔ کیونکہ اس ظاہر کرنے میں بھی ایک طلب عذر ہے۔ اور اس کے سبب سے وہ حاجت رفع ہو جائیگی جو تجھے درپیش ہے اور وہ حاجت یہی ہے کہ تو ان لوگوں کے طریق حق پر قائم ہو جانے کی خواہش رکھتا ہے۔ اس مصالحت سے دست بردار نہ ہو جس کی طرف تیرا دشمن تجھے بلا رہا ہو اور اس میں خداوند عالم کی خوشنودی بھی شامل ہو۔ کیونکہ فی الحقیقت صلح کرنے میں تیری سپاہ کے واسطے آرام ہے۔ تو اپنے آلام و غموم سے آسائش پا جائیگا۔ تیرے شہروں میں امن ہو جائیگا۔ لیکن ہر طریقہ سے صلح کے بعد بھی دشمن سے حذر کرتا رہ۔ کیونکہ دشمن بسا اوقات اس لئے نزدیک آتا ہے (صلح کرتا ہے) تا کہ مد مقابل کو غافل کر دے لہٰذا ہمیشہ محتاط رہ۔ اور اس صلح میں بھی دشمن سے حسن ظن رکھنے کو متہم کئے جا (ہمیشہ دشمن سے بدگمان رہ) اگر تیرے اور تیرے دشمن کے درمیان کوئی عہد و پیمان بندھ گیا ہے یا یہ کہ تو نے اسے امان دیدی ہے تو اپنے اس عہد کو وفا کر۔ اپنی اس امان دہی کی نہایت ہی امانت کے ساتھ رعایت کر اور اپنی نفس کو اس چیز (امان) کی محافظت کے لئے جو تو نے اسے عطا کی ہے سپر بنا دے۔ کیونکہ واجبات خدا میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس پر لوگ باوجود

اختلاف رائے و تفریق خواہشات اس سختی کے ساتھ اتفاق اور اجماع کریں جیسے کہ تعظیم ایفائے عہد پر کئے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ مشرکین تک بھی وفائے عہد کو لازم سمجھتے ہیں کیونکہ عذر اور بیوفائی کے انجام کو انھوں نے ایک وبال سمجھ لیا ہے۔

بس اب امان دیگر تو کوئی حیلہ نہ کر۔ عہد و پیمان کے خلاف نہ کر۔ دشمن کے ساتھ فریب سے کام نہ لے کیونکہ جاہل اور شقی کے سوا کوئی خداوند عالم کی مخالفت کی جرأت نہیں کرتا (اور خلاف عہد کرنا بھی گویا خداوند عالم کی مخالفت ہی) بیشک خداوند عالم نے اپنے عہد اور اپنے امن کو عنایت بنا کر بندوں پر اپنی رحمت کے سبب سے نازل کیا ہے۔ اسے ایک صاحب حرمت مکان بنایا ہے جس کی قوت اور شوکت کے سائے میں لوگ ساکن ہوتے ہیں۔ اسکی پناہ حاصل کرنے کے لئے اسکی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اور اس مکان میں نہ کوئی خیانت ہے نہ تلبیس و تدلیس ہی۔ نہ کوئی مکر و فریب ہی۔ تو کوئی عہد و پیمان نہ کر جس کی خلاف ورزی جائز ہو۔ تاکید و توثیق کے بعد باتوں میں ریاکاری کے پہلو اختیار نہ کر۔ کسی امر کی تنگی جس میں خداوند تعالے کا عہد تجھ پر لازم ہو چکا ہے تجھے اس عہد و پیمان کی شکستگی کی طلب کی طرف نہ بلائے۔ کیونکہ ان تنگیوں سختیوں پر تیرا صبر کر لینا اس امید پر کہ اس کے بعد کشائش حاصل ہوگی اور عاقبت کی بزرگی میسر آئے گی اس عذر و بیوفائی سے ہزار درجہ بہتر ہے جس کے وبال و عذاب سے تجھے ڈرایا گیا ہے۔ بیشک یہی لازم ہے کہ جانب خداوندی سے تجھے ایسا مطلب میسر ہو جسکے توڑ دینے کا ارادہ تو دنیا و آخرت میں نہ کر سکے۔

خبردار! خون سے بچتا رہ۔ بغیر حلت اسکے بہانے سے حذر کر۔ کیونکہ بغیر حق اور حلت کے خون بہانے سے زیادہ کوئی شے عذاب کی طرف دعوت دینے والی نہیں ہے۔ نہ اس سے زیادہ کسی گناہ کا عذاب بڑھا ہوا ہے۔ نہ کوئی اور جرم اس سے زیادہ زوال نعمت اور مدت عمر کے منقطع ہونے کا سزاوار ہے۔ بیشک پروردگار عالم قیامت کے روز ان بندوں کے درمیان حکم کی ابتدا کرنے والا ہے۔ جنھوں نے خلق اللہ کے خون بہائے ہیں۔ الا لازم ہی

کہ تو اپنی بادشاہت کو خون حرام بہانے کے ساتھ قوت نہ دے۔ کیونکہ حقیقۃً یہ امر سلطنت
شکست و ضعیف بناتا ہے۔ بلکہ اسے زائل کرتا ہے۔ اسے دوسرے کی طرف منتقل کر دیتا
اور خوب سمجھ لے کہ قتل عمد کا ارتکاب کرکے نہ تو خدا کے سامنے کوئی عذر پیش کر سکتا ہے نہ
سامنے کیونکہ اس کے مرتکب کو قصاص بدنی پہنچایا جاتا ہے۔ اور اگر تو کسی خطا کے سبب
قتل کا مرتکب ہو۔ تیرے تازیانے (جن سے تو کسی شخص پر حد جاری کر رہا ہے) تجھے حد سے تجاوز کرجائے
یا تیرا ہاتھ عقوبت و عذاب میں حد سے بڑھ جائے تو اب لازم ہے کہ سلطنت کی نخوت
تجھے اس بات سے بلند و برتر نہ کرے کہ وارثان مقتول کو توان کا حق پہنچائے جسے دیت اور خونبہا
کہتے ہیں (مقتول کی دیت کا ادا کرنا لازمی امر ہے۔ کہیں سلطنت کی نخوت پر بھولکر اس سے غافل
نہ ہو رہنا) تو اپنے نفس کے تکبر کرنے۔ اس چیز پر اعتماد کرنے سے جو تیرے نفس کو تکبر میں گرفتار
کرنے والی ہے اور رو در رو مدح و ثنا کو دوست رکھنے سے پرہیز کرتا رہ کیونکہ یہ عجب ا
غرور اور اپنی مدح و ستائش کو اچھا سمجھنا۔ شیطان کا تیرے نفس میں ایک زبردست حصہ ہے
تاکہ محسن کے احسان کو محو کر دے (خداوند عالم کی کوئی نعمت تجھ پر نازل ہو) تو اس امر سے خبردار
کر کہ رعیت پر احسان کرکے انہیں ممنون بنانے کی تمنا رکھے۔ یا اپنے انعام کو جھوٹ موٹ زیادہ
بیان کرے (دیا تو ایک دینار اور ہوا اڑائی سو کی) یا یہ کہ توان سے کوئی وعدہ کرے۔ اور پھر
اپنے اقرار کو وعدہ خلافی کا تابع بنائے۔ کیونکہ احسان جتانا احسان کو باطل کرتا ہے۔ ایک
دیگر سو ظاہر کرنا نور حق کو لیجاتا ہے۔ اور وعدہ خلافی خدا اور بندگان خدا کی دشمنی کا باعث
ہوتی ہے۔ چنانچہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "خدا اس امر کو سخت دشمن سمجھتا ہے کہ تم اپنے اقوال
کے موافق عمل نہ کرو"۔ قبل از وقت کسی کام کی انجام دہی کے واسطے عجلت کرنا یا جب اس کے اسباب
فراہم ہو جائیں تو اس کا ارادہ ساقط کرنا یا قبیح و زشت امور کی طرف متوجہ ہونا۔ یا ان کے
ظاہر ہو جانے کے وقت سستی سے کام لینا۔ ان کل باتوں سے خوف کرتا رہ۔ اور ہر ایک چیز کو
اس کے مقام میں رکھدے۔ ہر ایک کام کو حسب وقت و موقع بجالا جس بات میں کہ لوگ متفق

ہوں اس میں اپنی تنہا رائے کی پابندی سے حذر کر۔ ان امور کی غفلت سے پرہیز کر جنکی نگرانی کے واسطے تو مقرر کیا گیا ہے۔ اور جو دیکھنے والوں کی نگاہوں میں موجود ہیں۔ کیونکہ تجھ سے تیرے غیر (رعایا) کے بارے میں عہد و پیمان لیا گیا ہے اور اس تھوڑی سی غفلت سے حذر کر تا رہ جس کے باعث تجھ سے امورات کے پردے اُٹھائے جائیں (حکومت سے برطرف کر دیا جائے) اور مظلوم کے بارے میں عدل و انصاف کے ساتھ تجھ سے انتقام لیا جا سکے۔

اپنی شدت غیظ و غضب کا مالک ہو۔ غصہ کی تیزی پر حاکم ہو جا۔ اپنی قدرت و طاقت کی قہر اور زبان کی تندی پر مسلّط رہ۔ سزا دینے کی لئے جلدی کرنے سے باز رہنے اور قہر و غضب کو تاخیر میں ڈالنے کے باعث اپنے نفس کی حفاظت کر۔ حتّیٰ کہ تیرا غصہ فرو ہو اور تو اختیار کا مالک ہو جائے۔ اگر تو اپنے نفس کو ان امور پر مستحکم کریگا۔ اور بحیثیت اپنے پروردگار عالم کی طرف رجوع ہونے کو یاد کریگا تو بیشک تیرے غم و رنج بڑھ جائیں گے۔ تجھ سے پہلے حاکم عادل کے ہاتھوں سے جو چیز ظاہر ہوئی ہے۔ یا طریقۂ صالحہ ظہور میں آیا ہے۔ یا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے۔ یا کتاب اللہ میں کوئی فریضہ ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ ان سب باتوں کو یاد کرتا رہے۔ لہذا تو ہر ایک اس عمل کی جس کا تو نے ہم سے مشاہدہ کیا ہے پیروی اور اقتدا کر۔ اور میں نے اپنی اس وصیّت میں جو کچھ تجھے وصیّت کی ہے اپنے نفس کو اس کے تابع کر دینے کی کوشش کر۔ میں نے اس وصیّت کے ساتھ اپنی حجّت کو تجھ پر مضبوط کر دیا ہے تاکہ جب تیرا نفس اپنی خواہشات کی طرف بڑھے تو اس کے واسطے عذر باقی نہ رہجائے۔

اسی وصیّت کا یہ آخری ٹکڑا ہے

میں خداوند عالم سے سوال کرتا ہوں۔ اے اس کی وسیع و فراخ رحمت۔ عظیم الشان قدرت کے ہر ایک امر مرغوب کی بخشش پر قسم دیتا ہوں کہ وہ مجھے اور تجھے اس امر کی توفیق عطا فرمائے جس میں اسکی خوشنودی کے رنگ سامنے ہوں۔ اور اسکی خوشنودی و رضا اسی

امر میں ہے کہ ہم اس کے اور اس کی خلقت کے سامنے عذر صحیح پر قائم ہوں۔ بندے ہماری مدح و ثنا کریں۔ شہروں میں ہمارے نیک آثار باقی رہجائیں۔ ہماری دعا ہے کہ اسکی نعمتیں ہم پر تمام ہوں۔ اُسکی کرامتیں دوگنی ہوجائیں۔ میں سوال کرتا ہوں کہ وہ معطی برحق سعادت اور شہادت کو ہم دونوں پر ختم کردے۔ بیشک ہم اسی کی طرف راغب ہیں والسّلام علےٰ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وآلہٖ کثیراً وسلّم تسلیما۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

عمران ابن حصین الخزاعی کے ہاتھ حضرت نے یہ خط طلحہ و زبیر کو بھیجا ہے۔ اور ابو جعفر اسکافی نے اپنے مقالات میں اس خط کا ذکر کیا ہے۔

حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ حقیقۃً گو تم اب چھپاتے ہو مگر تم نے اچھی طرح معلوم کرلیا ہے کہ میں نے لوگوں سے اپنی بیعت کے لینے کا ارادہ نہیں کیا۔ جب تک کہ خود لوگوں کی طرف سے یہ ارادہ ظاہر نہیں ہوا۔ میں نے ان سے بیعت نہیں لی جب تک خود انہوں نے (بطوع خاطر) بیعت کرنے کا اظہار نہیں کیا۔ اور تم دونو بھی تو وہی شخص ہو جنہوں نے (خود بخود) میری بیعت کا ارادہ کیا۔ مجھ سے بیعت کی۔ بیشک عامۃ النّاس کسی سلطنت کے جبر اور میرے پاس موجود رہنے والے کسی مال کی حرص سے میری بیعت پر متوجہ نہیں ہوئے (میں نے ان پر کسی قسم کا جبر نہیں کیا۔ انہیں جاہ و مال کا لالچ نہیں دیا) اب اگر تم دونو آدمیوں نے برضا و رغبت بیعت کی ہے تو بیعت شکنی سے باز آؤ۔ بہت جلد خدا کے سامنے توبہ کرو۔ اور اگر تم نے برضا و رغبت بیعت نہیں کی تو تم نے میرے واسطے اپنے اوپر زجر و توبیخ اور بحث و مباحثہ کا دروازہ کھول دیا کیونکہ تم نے بظاہر تو اطاعت کا اظہار کیا اور باطن میں نافرمانی کو چھپائے رکھا (لہٰذا تم منافق ہو گئے۔ اب تم سے بحث کرنے اور تمہیں ملامت کرنے کا رستہ میرے واسطے نہایت وسیع ہے) حالانکہ مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ تم دونو

مہاجرین میں تقیہ کرنے اور امر حق کو چھپانے کی سبب سے زیادہ سزاوار نہیں ہو۔ بیشک اس امر (بیعت) کو دفع کردینا قبل اس سے کہ تم اس میں داخل ہوئے۔ اس بیعت سے باہر ہو جانا قبل اس کے کہ تم نے اسکا اقرار کر لیا تمہارے واسطے نہایت وسیع اور آسان تھا۔

تم دونو کا یہ بھی گمان ہے کہ میں نے قتل عثمان کا حکم دیا اب میرے اور تمہارے درمیان اہل مدینہ میں سے وہ لوگ حاکم ہیں جو میری اور تمہاری نصرت سے دست بردار ہیں (جو کسی کے طرفدار نہیں) اور انکے فیصلے اور حکم کے موافق ہر ایک شخص کے ذمہ وہ گناہ عائد کر دیا جائے جس کا وہ متحمل ہوا ہے۔ اے شیخ صاحبان اپنی اس (خراب اور فاسد) رائے سے پلٹ جاؤ۔ گو اس وقت یہ ننگ و عار (مقابلے میں آ کر ہٹ جانا اور اطاعت کر لینا) گران گزرتا ہے۔ مگر تمہیں قبول کر لینا چاہئے قبل اس کے کہ عار اور نار دونو جمع ہو جائیں۔ والسّلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ ابن ابو سفیان کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا کہ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ بیشک خداوند عالم نے دنیا کو اس کے مابعد (آخرت) کی تحصیل کے لئے بنایا ہے۔ اور اہل دنیا کا اس دنیا میں امتحان کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون شخص نیک کردار ہے۔ ہم دنیا میں رہنے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے۔ نہ دنیا کو تلاش کرنے پر مامور ہوئے ہیں۔ ہم اس دنیا میں اسی واسطے رکھے گئے ہیں تاکہ اس دنیا کے ساتھ ہمیں آزمایا جائے۔ اور بیشک خداوند عالم نے میرا امتحان تیرے ساتھ اور تیرا امتحان میرے ساتھ لیا ہے۔ اور ہم دونوں میں سے ایک شخص کو دوسرے کے واسطے حجت قرار دیا ہے۔ اب تو نے قرآن کی (اپنے مطلب کے موافق اور غلط) تاویل کر کے طلب دنیا کرتے ہوئے حکم خدا سے تجاوز کیا۔ اور مجھ سے ایسی چیز (خون عثمان) کا طالب ہوا جس کا میرے ہاتھ اور میری زبان نے ارتکاب نہیں کیا (نہ میں نے اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل کیا نہ اپنی زبان سے قتل کرنیکا حکم دیا) تو نے اور اہل شام نے مجھ پر یہ افترا کیا ہے۔ تمہارے عالم نے تمہارے جاہل کو میرا حق چھیننے کی ترغیب دی ہے اور تمہارے کھڑے ہونیوالے نے تمہارے بیٹھے ہوئے شخص کو میری دشمنی پر آمادہ کیا ہے۔

اب تو اپنے نفس کے بارے میں خدا سے ڈر۔ اس شیطان سے مخاصمہ اختیار کر جو تجھے دنیا کی طرف

کھینچ رہا ہے۔ ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ ہو جا کیونکہ ہمارا اور تیرا یہی طریقہ ہے (ہم اور تو آخرت ہی کی طرف چلنے والے ہیں) اور اس بات سے خوف کر کہ خداوند عالم نہایت عجلت کے ساتھ نزدیک ہونیوالی بلا کو تجھ پر نازل کر دے جو تیری اصل تک پہنچتی ہوئی تیری نسل کو قطع کر جائے (نہ تو رہے نہ تیری نسل) میں نہایت سچے دل سے تیرے بارے میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر جمع کرنے والے مقدرات مجھے اور تجھے دنیا میں جمع کر دیں تو میں برابر اور ہمیشہ تجھ سے محاربہ کئے جاؤں حتیٰ کہ پروردگار کا حکم ہمارے درمیان صادر ہو اور بیشک وہ خیرالحاکمین ہے۔

کلام امام علیہ السّلام

شام کی طرف روانہ ہونیوالے مقدمۃ الجیش پر جب شریح ابن ہانی کو سردار مقرر فرمایا تو اسے بایں الفاظ وصیت کی۔ صبح و شام خدا سے ڈر۔ اور خوف کرتا رہ کہ مکار دنیا تیرے نفس کو فریب نہ دیدے۔ اس کی طرف سے کسی حال میں بھی مطمئن نہ رہ۔ اور خوب جان لے کہ اگر تو نے اپنے نفس کو ان خواہشات سے باز نہ رکھا جن کی نقصان و مکروہات سے خوف کرنے کو تو دوست رکھتا ہے تو یہ خواہشیں تجھ کو اکثر نقصانات کی طرف بلند کر دینگی۔ لہذا اپنے نفس کو منع کرتا رہ۔ اسے ان خواہشوں سے باز رکھ اور غصہ کی جھنجھلاہٹ کے وقت اسی کو قتہ کرنے والا اور رفع کرنے والا ہو جا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

جب آپ نے مدینہ سے بصرے کی طرف کوچ کیا تو اہل بصرہ کو یہ نامہ تحریر فرمایا۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ میں اپنی اس منزل سے ایسی حالت میں نکلا ہوں کہ یا تو ظالم ہوں یا مظلوم یا بغاوت کرنے والا ہوں یا مجھ سے ہی لوگوں نے بغاوت کی ہے۔ اب جس شخص کے پاس میرا یہ خط پہنچے میں اسے خدا کی یاد دلاتا ہوں اور متمنی ہوں کہ وہ فوراً میرے پاس چلا آئے۔ اگر مجھ سے نیکی ظاہر ہو تو میری مدد کرے اور اگر میں گنہگار ثابت ہوں تو مجھ سے حق کی طرف رجوع کرنے کا طالب ہو۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

اکثر شہروں کے سوزین کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے جس میں ماجرائے جنگ صفین کا بیان ہے۔ ہماری اس ملاقات (لڑائی) کی ابتدا جو اہل شام کے ہاتھ واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور انکا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ دعوت اسلام ایک ہے (جیسے وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں ویسے ہی ہم بھی) ہم خدا پر ایمان لانے۔ اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں۔ نہ وہ ہم پر فضل وزیادتی کے طلبگار ہیں۔ ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتدا یہ ہوئی کہ خون عثمان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حالانکہ ہم اس سے بری تھے۔ اور اسی لئے ہم نے ان سے کہا کہ آؤ فتنہ کی آگ بجھا کر خلقت کو آرام دیکر آج ہی اس مرض کا علاج کرلیا جائے جس کا تدارک کل نہ ہو سکیگا۔ تاکہ اسلام کا کام مضبوط ہو جائے۔ اہل اسلام جمع ہو جائیں اور ہم امر حق کو اسکے مکان میں رکھنے کی قوت حاصل کریں۔ مگر انہوں (اہل شام) نے جواب دیا کہ ہم تو جنگ وجدل کے ساتھ اس کا علاج کریں گے۔ وہ برابر ہمارے قول سے انکار ہی کرتے رہے حتےٰ کہ قتل وقتال نے اپنے پر و بال کھولے۔ اسکی بھڑکتی ہوئی آگ پوری پوری طرح شعلہ ور ہو گئی۔ اب جبکہ اس جنگ نے ہمیں اور انہیں اپنے دانتوں میں پکڑا۔ اپنے پنجے ہم پر اور اُن پر گڑائے۔ تو انہوں نے اسی چیز کے ساتھ ہماری آواز کا جواب دیا جس کی طرف ہم انہیں بلا رہے تھے۔ ترک جنگ کے طالب ہوئے جسے پہلے ہم چاہتے تھے۔ جس بات کی طرف انہوں نے ہمیں بلایا تھا ہم نے ان کی اس دعوت کو قبول کیا اور جس شئے (جنگ کرنے) کی طرف انہوں نے ہمیں طلب کیا تھا ہم نے نہایت سرعت کے ساتھ انہیں اسی شئے کی طرف روانہ کر دیا حتےٰ کہ ہماری حقیت کی حجت ان پر ظاہر ہو گئی۔ ان کا عذر منقطع ہو گیا (وہ خون عثمان کے دعوے سب گرداباد ہو گئے) پس جو اس حجت کے ظاہر ہونے کے وقت کامل الاعتقاد ہو گیا وہ ایسا شخص ہے جسے خداوند عالم نے ہلاکت سے رہائی عطا فرمادی جو شخص مخاصمت پر قائم اور گمراہی میں ایک زمانۂ دراز تک گرفتار رہا

وہ شخص سرنگون ہے اور ایسا شخص ہے جس کے دل کو خداوند عالم نے زنگ آلود کر دیا ہے اور برائیوں کے دائرے اس کے سر پر گردش کر رہے ہیں۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

سپاہ حلوان کے افسر اسود بن قطبہ کو حضرت نے یہ فرمان تحریر فرمایا ہے۔ بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ حاکم کی خواہشیں جب مختلف ہو جاتی ہیں (بڑھ جاتی ہیں) تو یہ امر اسے اکثر عدل و انصاف سے روک دیتا ہے۔ اس امر حق میں لوگوں کا کام تیرے نزدیک مساوی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ظلم و جور میں عدالت کا بدلہ اور عوض نہیں ہوا کرتا (ظلم و ستم۔ عدل و انصاف کا عوض نہیں ہو سکتا) تو اس کام سے اجتناب کر کہ جب وہ تیرے غیر سے سرزد ہو تو تیری نگاہیں اسے مکروہ سمجھیں۔ اپنے نفس کو اس کام میں مشغول اور مصروف رکھ جسے پروردگار عالم نے تجھ پر واجب کر دیا ہے۔ ایسی حالت میں کہ تو اسکے ثواب کا امیدوار ہے۔ اور اسکی عقوبت سے خوف کرتا ہے۔

خوب جان لے کہ دنیا مصیبتوں سے بھرا ہوا گھر ہے۔ صاحب دنیا کو ایک لمحہ کیلئے بھی تو دنیا میں رہکر بلاؤں سے فرصت نہیں ملتی۔ مگر یہ بات ضرور ہے کہ قیامت کے دن حسرت اسکے واسطے فراغت ہو جائیگی (وہ قیامت کے دن اندوہ و حسرت میں گرفتار ہو کر خیالات دنیوی سے فارغ ہو گا یا یہ کہ وہ حسرت کریگا کہ میں کیوں امور دنیا سے فارغ ہو کر آخرت کی تیاری میں مشغول نہوا) بیشک کوئی شے تجھے حق سے بے نیاز نہیں کر سکتی اور منجملہ حق یہ ہے کہ تو لوگوں کے مظلمے سے اپنے نفس کی حفاظت کرے۔ اور اپنی طاقت کے موافق رعیت کو امر و نہی کرتا رہے۔ کیونکہ اس حفاظت اور امر و نہی میں جو نفع تجھے پہنچیگا وہ لوگوں کے جان و اموال کی حفاظت سے بہتر ہے۔ والسّلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

حضرت نے ان سرداروں کو یہ مکتوب تحریر فرمایا ہے جن کا نور عمل سپاہ کو پامال کر رہا تھا۔ خدا کے

بندے علیؑ امیرالمومنین کی طرف سے عاملان شہر اور ان لوگوں کو یہ خط لکھا جاتا ہے جو خراج کے جمع کرنے والے ہیں اور جن کے ساتھ لشکر سفر کر رہا ہے۔ خدا اور رسول کی حمد و نعت کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے ان سپاہیوں کو حرکت دی ہے جو تمہارے ساتھ گزرینگے انشاء اللہ تعالےٰ اور جنگ میں نے انہیں وصیت کر دی ہے کہ اذیتوں سے باز رہیں۔ لوگوں سے فتنہ و فساد کو ہٹائے رکھیں۔ جو خداوند تعالےٰ نے ان پر واجب کر دیا ہے میں اس بات سے سخت بیزار ہوں کہ یہ سپاہی تمہیں یا اہل ذمہ (کفار) کو اذیت پہنچائیں مگر ہاں مضطر کر دینے والی گرسنگی سے وہ بھی لاچار ہیں جبکہ کوئی رستہ ہی انہیں پیٹ بھرنے کا حاصل نہو (جب بھوک سے بیقرار ہونگے تو خواہ مخواہ بھی اذیت دینے پر کمر باندھیں گے) وہ شخص جس پر یہ ظلم کرتے ہیں۔ اسے ان کے ظلم سے تم دور رکھو۔ اپنی بے عقلی کے ہاتھوں کو ان کے معارضہ سے ہٹا لو۔ اور اس چیز کے بارے میں جسے میں نے ان سے مستثنےٰ کر دیا ہے ہرگز ہرگز ان سے تعرض نہ کرو۔ میں ان سپاہیوں کے پس پشت موجود ہوں۔ تم اپنے مظالم کو ان سے اٹھا لو۔ میری طرف رجوع کرو (اگر یہ قابل سزا ہونگے تو میں خود سزا دے لونگا)۔ ان کے امور جو تمہیں مغلوب کر رہے ہیں میرے سامنے پیش کرو۔ تم خدا کی مدد اور میری معاونت کے بغیر اس غلبہ کو دفع کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور میں اسے متغیر کر سکتا ہوں انشاء اللہ تعالےٰ۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

کمیل ابن زیاد نخعی حضرت کی طرف سے قریہ ہیت کا عامل تھا جو کنار فرات پر واقع ہے وہ ادھر سے گزرنے والے دشمن کے لشکروں اور غارت گروں سے بالکل تعرض نہ کرتا تھا لہذا حضرت اس کی معزولی کا حکم صادر فرماتے ہوئے رقم فرماتے ہیں۔

حمد خدا و نعت رسول کے بعد معلوم ہو کہ جس کام کا اختیار آدمی کو دیا گیا ہے اس کا ضائع کرنا اور جس کام پر وہ مامور نہیں اس کی تحصیل میں مشقت اٹھانا یہ ایک عجز ہے۔ جو موجود ہے اور ایک رائے ہے جو سخت فاسد ہے۔ تیرا اہل قرقیسیا پر چڑھائی کرنا۔ ان کے قتل و غارت میں مشغول

ہونا اور ان مقامات کو خالی چھوڑ دینا جن پر تو حاکم مقرر کیا گیا ہے۔ ایسی حالت میں کہ نہ ان مقامات میں کوئی ایسا شخص ہے جو دشمن کو روک سکے۔ نہ کوئی لشکر موجود ہے جو دشمن کی سپاہ کا مقابلہ کر کے اسے واپس کر سکے۔ بے شک یہ ایک تدبیر ہے جو بالکل پراگندہ ہے۔ تو دشمنوں کے لئے ایک پل بن گیا کہ وہ اس پر سے عبور کرتے ہوئے تیرے دوستوں کو غارت کر دیں۔ (کیونکہ دشمن کو کنار فرات سے عبور کرنے سے نہیں روکتا) حالانکہ نہ تیرے شانے قوی ہیں نہ تجھے کوئی سطوت و شوکت حاصل ہے۔ نہ کسی رخنہ کو بند کر سکتا ہے۔ نہ دشمن کی شوکت کو توڑ سکتا ہے۔ نہ اہل شہر سے بے نیاز ہے۔ نہ اپنے امیر و بزرگ کی اپنی حکومت میں کفایت اور مدد کر سکتا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

جب آپ نے مالک اشترؒ کو مصر کا حاکم مقرر فرمایا تو اسی کے ہاتھ اہل مصر کو یہ خط بھیجا۔
حمد خدا و نعت رسول کے بعد معلوم ہو کہ پروردگار عالم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو اہل عالم کے ڈرانے اور پیغمبروں کی شہادت دینے کے لیے مبعوث فرمایا۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے بعد مسلمانوں نے امر خلافت میں تنازعہ کیا۔ قسم خدا کی ہرگز میرے دل میں یہ بات نہ تھی۔ مجھے اس کا سان گمان بھی نہ تھا کہ اہل عرب اس امر خلافت کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے بعد آپ کے اہلبیتؑ سے زائل کر دیں گے۔ نہ مجھے یہ خیال تھا کہ حضرتؐ کے بعد مجھ سے اس خلافت کو دور کر دیں گے۔ پس اب مجھے کسی چیز نے اس سے زیادہ اندوہناک نہیں کیا کہ لوگ فلاں شخص (ابو بکر) کے گرد جمع ہو کر اسکی بعیت کرنے لگے۔ میں نے اپنے دست تصرّف کو روکے رکھا۔ حتےٰ کہ میں نے دیکھا کہ لوگ مرتد ہو کر اسلام سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔ اور لوگوں کو دین محمدی کے مٹا دینے کے لئے بلا رہے ہیں۔ اس وقت مجھے خوف ہوا کہ اگر اس وقت اسلام اور اہل اسلام کی مدد نہ کرونگا تو بیشک میں

اس میں رخنے دیکھ لونگا۔ یا اس کی خرابیاں میری نظروں کے سامنے موجود ہونگی اور یہ مصیبت میری حکومت وولایت کے گم ہوجانے کی مصیبت سے بھی زیادہ ہوگی۔ اور یہ حکومت وولایت تو ایسی تھی جو چند روز سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ایک سراب کی مانند زائل ہونیوالی اور بادل کی طرح منتشر ہونے والی ہے۔ پس میں ان حوادثات میں کھڑا ہوا۔ حتےٰ کہ باطل زائل اور مضمحل ہوا۔ دین کو اطمینان میسر آیا۔ اس کا اضطراب جاتا رہا۔ **اسی مکتوب کا یہ بھی ایک حصہ ہے۔** قسم خدا کی اگر میں ان سے ملاقات کروں حالانکہ تمام زمین ان سے بھری ہوئی ہو تو مجھے کچھ خوف نہوگا۔ نہ کسی قسم کی وحشت لاحق ہوگی۔ ان کی وہ ضلالتیں جن میں یہ گرفتار ہیں اور وہ ہدایتیں جن پر میں قائم ہوں۔ بے شک میں ان دونوں باتوں کو اپنے نفس کی جانب سے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اپنے پروردگار کی توفیق سے انکا یقین حاصل ہے۔ اور میں خداوند تعالےٰ کی ملاقات کا مشتاق ہوں۔ اس کے حسن ثواب کا منتظر ہوں۔ امیدوار ہوں۔ لیکن میں اس امر سے نہایت ہی اندوہناک ہوں کہ ہفتاد فجار اُمت کے حاکم و والی ہوں وہ خدا کے مال پر جو دست بدست انہیں پہنچا ہے متصرف ہوں۔ بندگان خدا کو اپنا غلام بنائیں۔ نیکوکاروں سے جنگ کریں اور فاسقین سے دوستی اختیار کریں۔

بعض ان میں سے ایسے ہیں جنہوں نے تمہارے درمیان شراب حرام کو نوش کیا اور فی حدالاسلام جاری کرنے کے لئے اسے تازیانے لگائے گئے (وہ مغیرہ تھا جو عمر کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا۔ جس نے شراب پیکر نماز پڑھائی اور اس پر حد جاری کی گئی۔ اور عتبہ ابن ابوسفیان کو بھی اسی جرم میں تازیانے مارے گئے) اور بعض ان میں سے ایسے تھے جو اسلام نہیں لاتے تھے حتےٰ کہ انہیں اسلام لانے کے لئے بطور رشوت رضیحہ دیا گیا۔ (جو زکوٰۃ کا ایک حصہ ہے اور کفار کی تالیف قلوب کے لئے دیا جاتا ہے۔ اس قسم میں ابوسفیان اور معاویہ داخل تھے) پس اگر یہ فساق وفجار حاکم مقرر نہ کئے جاتے تو میں تمہیں کثرت کے ساتھ جہاد کی تحریص نہ کرتا۔ تمہیں سرزنش نہ کرتا۔ تمہیں جمع نہ کرتا۔ ترغیب نہ دیتا جب تم انکار کرتے اور جہاد کو تاخیر میں ڈالتے تو میں تمہیں

چھوڑ دیتا۔ کیا تم اپنے اطراف پر نگاہ نہیں کرتے جو شکستہ ہو گئے ہیں۔ کیا تم اپنے شہروں کو نہیں دیکھتے جنہیں دشمن نے فتح کر لیا ہے۔ تم اپنے ممالک پر نظر نہیں ڈالتے جو تم سے منع کروئے گئے ہیں (جن پر قبضہ تمہیں میسر نہیں آتا) تم اپنی ولایات کو نہیں دیکھتے جن پر لڑائی کی گئی ہے خدا تم پر رحمت کرے۔ اپنے دشمن سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کرو۔ زمین کی سیر کرنی میں سستی کو کام نہ لو۔ مبادا نقصان کے ساتھ ثابت ہو جاؤ (تمہیں نقصان پہنچے) اور ذلت و خواری کے ساتھ واپس آؤ۔ تمہارا نصیبہ پست ہو جائے۔ بیشک جنگ کا بھائی (جنگ آزما) وہی شخص ساہی جو بیدار اور ہوشیار رہے۔ اور جو شخص کہ سو گیا تو دشمن اس سے غافل نہ رہیگا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

ابو موسٰی اشعری حضرت کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا جب کوفے والوں کو حضرت نے جمل والوں سے لڑنے کے لئے طلب کیا تو معلوم ہوا کہ ابو موسٰی مذکور انہیں حضرت کی طرف آنے سے تاخیر میں ڈال رہا ہے۔ یہ سنکر حضرت نے اسے یہ نامہ تحریر فرمایا۔ یہ خط خدا کے بندے علیؑ امیر المومنین کی طرف سے عبداللہ بن قیس کے نام ہے۔ بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ مجھے ایک بات تیری طرف سے معلوم ہوئی ہے۔ جو تیرے نفع کی بھی ہے۔ اور تیرے ضرر پر بھی شامل ہے (کیونکہ اس نے اہل کوفہ سے یہ کہا تھا کہ علیؑ امام راہنما ہے۔ اس کی بیعت صحیح ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہو کر اہل کوفہ سے جنگ کرنا جائز نہیں) پس اب جس وقت کہ میرا پیغامبر تیرے پاس پہنچے تو اپنے دامن کو بلند کرلے اور اپنے زیر جامہ کا بند سخت باندھ لے۔ اپنے سوراخ سے باہر نکل آ۔ اور اس شخص کو بلالے جو تجھ سے متفق ہے۔ اب اگر تو میری اطاعت پر ثابت قدم رہے تو میری طرف حرکت کر۔ اگر تو نے میری اطاعت میں تاخیر کی تو مجھ سے دور ہو جا۔ قسم خدا کی تو جہاں بھی ہوگا وہیں سے تجھے نکال لیا جائیگا۔ تجھے ہرگز نہیں چھوڑا جائے گا۔ ہے کہ تیرا دودھ روغن کے ساتھ اور تیرا پگھلا ہوا خشک کے ساتھ مخلوط ہو جائے (تیرے

ہو منتظمہ باطل اور مختل ہو جائیں) اور چاہئے کہ تو اپنی نشست سے تعجیل کرے اور اپنے سامنے کی چیز (عقوبت دنیا) سے اس طرح خوف کرے جیسا کہ تو اپنے پس پشت (عذاب آخرت) سے ترسناک ہے۔

اصحاب جمل کا یہ فتنہ جیسا کہ تو گمان کرتا ہے آسان نہیں بلکہ یہ ایک حادثۂ عظیم ہے کہ جسکی مصیبتوں کے اونٹ پر سوار ہونا چاہئے۔ اس کی دشواریوں کو آسان کرنا چاہئے۔ اس کے ناہموار کوہستان کو ہموار بنا دینا چاہئے۔ اب تو اچھی طرح سمجھ لے۔ اپنے کام کا مالک ہو جا۔ جہاد سے اپنا حصّہ حاصل کر پس اگر تو جہاد کو مکروہ سمجھتا ہے تو دور ہو جا اور ایسی جگہ چلا جا جہاں بالکل وسعت نہیں اور نجات و رستگاری ذرا بھی اس میں نہیں پس ضرور ہو کہ اس جہاد کی کلفت سے تیری کفایت کیجائے۔ حالانکہ تو غافل ہے تاکہ نہ کہا جائے کہ فلاں شخص کہاں ہے (تیری طرف سے بالکل مایوسی ہو جائے) اور قسم خدا کی حقیقۃً یہ جہاد بالکل حق ہے۔ اور امام و خلیفہ برحق کے ساتھ رہکر واجب ہے۔ ملحد اور دین اسلام سے عدول کرنیوالے جو کام کرتے ہیں ان سے اسے بالکل خوف نہیں۔ والسّلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

معاویہ کے جواب میں حضرت نے یہ فرمان تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ جیسا کہ تو نے ذکر کیا ہے ہم اور تم قبل از اسلام ایک ہی الفت اور اجتماع کے طریقہ پر تھے۔ پس بروز گزشتہ اسلام نے ہمیں اور تمہیں جدا کر دیا کہ ہم ایمان لائے اور تم نے کفر اختیار کیا اور آج کے دن (بعد رحلت پیغمبر) ہم دین پر قائم رہے اور تم نے فتنہ و فساد کیا حالانکہ تم میں سے کوئی مسلمان اسلام نہیں لایا۔ مگر بالکراہتہ اور بعد اس امر کے کہ اسلام کی ناک (اور بزرگان اسلام) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے مددگار رہتے تھے۔

تو نے ذکر کیا ہے کہ میں نے طلحہ و زبیر کو قتل کیا۔ عائشہ کو دور کر دیا۔ اور مدینہ و مکہ کے درمیان اقامت کی (حرمین شریفین سے دور ہو گیا) مگر ان سب باتوں کی حکمت ایک ایسا امر ہے جو تیری عقل سے غائب اور پنہاں ہے۔ پس تجھ پر کوئی خوف نہیں۔ اور نہ اس امر میں تیرے سامنے عذر خواہی

کی ضرورت ہے (تو قابل جواب ہی نہیں) پھر تو نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ تو مہاجرین و انصار کے درمیان
(اپنے آپ کو مہاجرین و انصار میں سے سمجھکر) مجھ سے ملاقات کرے۔ حالانکہ جس دن سے تیرا بھائی
ہجرت منقطع ہو گئی (ہجرت کا شرف تجھ میں باقی نہیں) اب اگر تو تعجیل کر رہا ہے تو اپنی رفاہیت
نظر کرکے آہستہ روی اختیار کر۔ بیشک اگر میں تیری ملاقات (تجھ سے جنگ کرنے) کا ارادہ کروں
پروردگار عالم نے مجھے تجھ سے انتقام لینے پر مبعوث کیا ہے۔ اور اگر تو میری ملاقات کا قصد کرے
امر بالکل اسکی مثال ہے جیسا کہ قبیلۂ بنی اسد کے بھائی نے کہا ہے کہ "یہ لوگ (بنی اسد) گرمی کی گرم ہواؤں
کی طرف رخ کر رہے ہیں جو گڑھوں اور سنگین پہاڑوں کے درمیان ان پر سنگریزوں کی بوچھاڑ کر رہی
اے معاویہ خوب جان لے کہ میرے پاس وہی تلوار ہے کہ مقام احد (بدر) میں تیرے جد (ربیعہ) تیرے
خالو (عتبہ) اور تیرے بھائی (حنظلہ) کو جس کا مزہ میں نے چکھا دیا ہے۔

قسم خدا کی میں جو کچھ جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ تیرے دل پر غلاف چڑھا ہوا ہے اور تیری عقل کے دل
پر دے پڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ قول نہایت ہی مناسب ہے کہ تو خلافت کی سیڑھی پر چڑھ گیا ہے جو تجھے بد حال
کے مطلع پر ظاہر کر گئی۔ اس (خلافت) میں تجھے کچھ بھی نفع نہیں۔ کیونکہ تو نے ایک ایسے امر کو طلب کیا
جسکا تو ہر گز ہر گز اہل نہیں۔ نہ تو اسکے معدن میں ہے۔ پس اب تیرا قول تیرے فعل سے کسقدر بعید ہے اور
چچاؤں اور خالوؤں کی مشابہت سے کسقدر قریب ہے جنہیں شقاوت اور آرزوئے باطل نے محمد صلی
علیہ وآلہ کے انکار پر بار کر دیا لہذا وہ انکی قتلگاہوں میں ایسے مقام پر ڈال دئے گئے جسے تو خوب جانتا
تو قاتلان عثمان کے بارے میں بہت اصرار کر رہا ہے۔ اسکی تدبیر یہ ہے کہ پہلے تو بیعت کر جیسا کہ تمام لوگوں
بیعت کی ہے۔ پھر اس گروہ کو محاکمہ کے لئے میرے پاس لا تا کہ انہیں اور تجھے علم کتاب خدا پر حمل کروں لیکن جو
جسکا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ایسا ہی فریب ہے جیسے کہ بچے کو پہلا پہل دودھ چھڑاتے وقت فریب دیا کرتے ہیں۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

معاویہ نے ایک خط لکھکر استدعا کی کہ آپ اپنے بعد مجھے ولیعہد کر لیجئے۔ اسکے جواب میں حضرت نے یہ تحریر فرمایا

نزدیک ہے کہ تو امورات کا مشاہدہ کر کے ایک گہری نظر سے نفع حاصل کرے (قریب ہے کہ مشاہدہ امورات سے تجھے میری خلافت کی حقیقت کا علم ہو جائے) بیشک تو نے اپنے باطل دعووں میں اپنے اسلاف کی رفتار اختیار کی ہے۔ انہیں کی طرح فریب اور دروغ میں دخل ہو رہا ہے حق سے فرار کرتے ہوئے۔ اس چیز کا انکار کرتے ہوئے جو تیرے گوشت اور خون سے زیادہ تجھ سے چسپاں ہے۔ جسے تیرے کانوں نے سنا ہے جس سے تیرا سینہ بھرا ہوا ہے (جو نص خلافت حقہ ہے) اس شے کا اپنے لئے بندوبست کر رہا ہے جو تیرے حوصلے سے زیادہ ہے۔ اور اس شے کو لئے جا رہا ہے جو تیرے غیر کے واسطے جمع کی گئی ہے۔ پھر اب یقین بر حق کے بعد گمراہی اور بیان کے بعد تلبیس کے سوا اور کیا چیز ہے (اس یقین اور بیان کے حاصل کرنے کے بعد بھی جو تو حیلے حوالوں سے کام لے رہا ہے تو اسے گمراہی اور تلبیس کے سوا اور کچھ نہیں جان سکتا) پس اب تو شبہہ سے پرہیز کر اور اس شبہہ کے اپنی تلبیسات پر مشتمل ہو جانے سے حذر کرتا رہ۔ کیونکہ فتنہ و فساد نے عرصہ سے اپنے لباس کو لٹکا دیا ہے (وہ مدت سے ظاہر ہو گیا ہے) اور اسکی تاریکیوں نے آنکھوں کو ڈھانک لیا ہے مجھے تیرا خط پہنچا جس میں تیری مختلف تقریریں درج ہیں۔ جن سے صلح کی امید نہیں پڑتی اور ایسے ایسے فسانے تحریر ہیں جن سے ذرا بھی تیرا علم و حلم ظاہر نہیں ہوتا۔ تو نے ان اقوال کی بدولت ایسے شخص کی مانند صبح کی ہے جو زمین نرم بے ثبات (دلدل) میں اترتا چلا جا رہا ہو۔ اور زمین ہائے تاریک کے نیچے جا کر مخبوط الحواس ہو گیا ہو۔ اور پھر تو نے ایسے منظروں پر ترقی کی ہے جو دور از مقصود ہیں۔ بعید الاعلام ہیں۔ عقاب بلند پرواز کی پرواز بھی وہاں تک رسائی حاصل کرنے سے کوتاہ ہے۔ اور ایسے منظر ہیں جو ستارہ عیوق کے برابر واقع ہوئے ہیں۔

معاذ اللہ کہ تو میرے بعد مسلمانوں کا حاکم ہو۔ یا میں تیرے لئے کسی مسلمان پر عہد و پیمان (بیعت) جاری کروں۔ پس اس وقت تو اپنے نفس کا تدارک کر۔ اسے نگاہ میں رکھ۔ اگر تو ذرا اس میں تقصیر کی اور بندگان خدا تیرے مقابلے پر اٹھ کھڑے ہوئے تو کشائش امور کے دروازے تجھ پر بند ہو جائیں گے۔ اور تو اس امر (بیعت) سے منع کر دیا جائے گا۔ جو آج کے دن تجھ سے قبول کیا جا رہا ہے (پھر تیری بیعت و اطاعت پر نظر نہ کی جائیگی) والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

قثم ابن عباس کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے جو آپ کی طرف سے مکّہ کے حاکم تھے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ ادائے حج کو لوگوں کے لئے قائم رکھ۔ اور انہیں خدا کے انعام و عذاب کے دنوں کی یاد دلاتا رہ۔ صبح شام انکی ہدایت کے واسطے اجلاس کر۔ طالبان فتویٰ کو فتویٰ دے۔ نادان کو تعلیم کر۔ عالم کے ساتھ مذاکرہ کر۔ لوگوں کی طرف جاؤ کے لئے تیرا قاصد تیری زبان ہو۔ اپنے نفس کے سوا کسی کو دربان مقرر کر۔ کسی صاحب حاجت کو اس حاجت کے سبب سے اپنی ملاقات سے محروم نہ کر۔ کیونکہ اگر ابتدا ہی میں وہ سائل تیرے دروازوں سے نکال دیا گیا پھر اگر تو اسکی حاجت پوری بھی کر دیگا تو بھی تجھے نیکی کے ساتھ یاد نہیں کیا جائیگا۔ خدا کا مال جو تیرے پاس جمع ہوا ہے اسپر نظر کر۔ صاحبان عیال اور بھوکے لوگ جو تیری سامنے موجود ہیں اس مال کو ان پر تقسیم کر دے۔ اس مال کو فقر و احتیاج کے مقامات میں پہنچا۔ اور جو کچھ اس مصرف سے زیادہ ہو اسے ہمارے پاس بھیجدے۔ تاکہ اس مال کو ہم ان لوگوں پر تقسیم کر دیں۔ جو ہماری نگاہوں میں موجود ہیں۔ اور اہل مکّہ کو حکم دیدے کہ وہ مکّہ میں رہنے والوں سے کسی قسم کا محصول یا اجرت نہ لیں کیونکہ حسب فرمان خداوند جلیل مکّہ میں عاکف و بادی برابر ہیں۔ عاکف سے مراد وہ ہیں جو ہمیشہ کے رہنے والے ہوں اور بادی وہ لوگ ہیں جو یہاں رہنے کا قصد کریں۔ اور یہاں کے قدیمی باشندے نہوں۔ خداوند عالم ہمیں اور تمہیں اپنی محبتوں کی توفیق دے۔ والسّلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السّلام

اپنی خلافت سے پہلے حضرت نے یہ خط سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ بیشک دنیا کی مثال اس سانپ کی سی ہے جو ہاتھ لگانے سے تو نہایت ہی نرم اور نازک معلوم ہو مگر اس کا زہر بالکل قاتل ہو۔ پس آسائش دنیوی کی قلت کے سبب سے وہ چیز جو تجھے خوشگوار معلوم ہوتی ہے اس سے روگردانی کر۔ آلام دنیوی کو اپنے نفس سے دور کر دے۔

کیونکہ تونے اس کے فراق کا یقین کرلیا ہے۔ اس دنیا سے مانوس ہونے کے بدلے اس سے حذر کرتا رہ۔ کیونکہ صاحب دنیا جس وقت کہ عیش و سرور میں پڑ کر مطمئن ہو گیا اسی وقت دنیا نے اسے محذورات و مکروہات میں مبتلا کر دیا۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

حارث ہمدانی کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے۔ قرآن کی حبل المتین سے تمسک کر اس سے نصیحت حاصل کر۔ اس کے حلال کو حلال کر اور اس کے حرام کو حرام جو حق (انبیا) گزر گئے ہیں انکی تصدیق کر۔ دنیا کا حصہ جو کچھ گزر گیا ہے اس سے عبرت حاصل کر۔ اسکے باقی رہنے والے حصہ کو بھی ویسا ہی سمجھ کیونکہ اس دنیا کے حصے آپس میں مشابہت رکھتے ہیں۔ اس کا آخری حصہ اول حصے سے لاحق ہونیوالا ہے یہ تمام دنیا متغیر ہونے والی اور مفارقت کرنے والی ہے۔ خدا کے نام کو اس بات سے بہت بزرگ سمجھ کہ تو اس کا ہر ایک قسم میں ذکر کیا کرے۔ (ہمیشہ خدا کی قسم کھایا کرے) ہاں اگر وہ قسم راست اور حق ہو تو مضائقہ نہیں۔ موت اور جو کچھ موت کے بعد واقع ہونیوالا ہے اسے اکثر یاد کیا کر۔ شرط محکم کے بغیر موت کی تمنا نہ کر۔ (اور شرط محکم عبادت خداوندی ہے) اور ہر ایک اس عمل سے حذر کر جسکا صاحب اس سے راضی ہو اور عام لوگوں کے لئے اسے پسند نہ کرے (اپنے ہی نفس کے واسطے اسے جائز سمجھے) ہر ایک اس عمل سے پرہیز کر جسے پوشیدہ طور پر بجالایا جائے۔ اور علانیہ طریقہ پر اس سے حیا کی جائے۔ ہر ایک اس عمل سے خوف کرتا رہ کہ جب اس کے صاحب سے اس عمل کی بابت سوال کیا جائے تو وہ یا تو انکار کرے یا کوئی نہ کوئی عذر پیش کرے۔ اپنی گفتار کو اقوال مردم کے تیروں کا نشانہ نہ بنا۔ اور ہر ایک وہ بات جو تو نے سنی ہے اسے لوگوں سے بیان نہ کر۔ کیونکہ یہ امر تجھے جھوٹ سے بچائیگا۔ ہر ایک بات کی جو لوگ تجھ سے بیان کریں تردید نہ کر۔ کیونکہ یہ امر تجھے جہالت سے محفوظ رکھیگا۔ غصہ کو ضبط کر۔ غیظ و غضب کے وقت حلم اور بردباری سے کام لے۔ جب تجھے انتقام لینے پر قدرت حاصل ہو تو گناہ سے درگزر کر۔ اس دولت سے آنکھ بند کرلے جو آخر کار تیرے ہی واسطے ہے۔ (تیری ارث ہے) شکرگزاری کے ساتھ ہر ایک

نعمت کی جو خداوند عالم نے از روئے انعام تجھ پر نازل فرمائی ہو اصلاح کرلے۔ اور کفران نعمت کی سبب سے ان نعمتہائے خداوندی کو جو تیرے پاس موجود ہیں ضائع نہ کر۔ اور سزاوار ہو کہ تجھ سے یہ امر ظاہر ہو کہ تو انعام الٰہی کو اچھے مصرف میں صرف کر رہا ہے۔ اور خوب جان لے کہ مومنین میں افضل وہی ہے جو اپنے نفس اور مال کی جانب سے (از روئے عبادت و انفاق) آخرت کی طرف توشہ بھیج رہا ہے۔ حقیقتہً جو اعمال خیر تو نے آخرت کے لئے روانہ کئے ہیں وہ باقی رہیں گے۔ اور آخرت میں انکا ذخیرہ باقی رہیگا۔ اور مال دنیا میں سے جو کچھ تو نے پس انداز کیا ہے اسکی بہتری و بہبودی تیرے غیر (وارث) کی لئے ہو گی۔ (پھر تجھے اس سے کیا فائدہ) ہر ایک سست اعتقاد اور بد کردار کی مصاحبت سے پرہیز کر کیونکہ انسان اپنے مصاحب کے ساتھ آزمایا جاتا ہے (اگر مصاحب اچھا ہو گا تو اسے بھی نیک سمجھیں گے اور اگر برا ہے تو اسے بھی برا خیال کریں گے) بڑے بڑے شہروں میں سکونت اختیار کر کیونکہ یہ شہر مسلمانوں کی جمعیت کے محل ہیں۔ ان منزلوں سے حذر کرتا رہ جہاں خدا کی یاد سے غافل رہنا پڑتا ہے۔ جہاں جور و جفا کی جھلک ہے۔ جہاں خدا کی اطاعت پر مدد کرنیوالے بہت قلیل ہیں۔ اپنی رائے اور تدبیر اسی کام کے لئے وقف کر دے جو تیرا ضروری کام ہو۔ بازاری نشستگاہوں میں بیٹھنے سے پرہیز کر۔ کیونکہ یہ نشستگاہیں شیطان کے حاضر ہونے اور ظہور فتنہ و فسادات کی مقام ہیں۔ اس شخص کے حالات کا کثرت کی ساتھ ملاحظہ کرتا رہ جس سے تو مال و منال میں بڑھا ہوا ہو کیونکہ اپنی سے پست حال لوگوں کا مشاہدہ کرنا شکر کرنے کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جمعہ کے دن سفر نہ کر جبتک کہ تو نماز جمعہ میں حاضر نہو جائے۔ مگر یہ کہ جہاد راہ خدا میں باہر گیا ہوا ہو۔ یا کسی ایسے کام کے لئے جانا مد نظر ہو جس میں تو بالکل معذور ہو۔ اپنے تمام امورات میں خدا کی اطاعت کر۔ کیونکہ خدا کی اطاعت اپنے ہر ایک غیر سے افضل ہے۔ عبادت کرنے میں اپنی نفس کو فریب دے (ہر طرح کے وعدہ و وعید سے اسے خواہشات سے باز رکھتے ہوئے عبادت خدا کی طرف لے آ) اس کے ساتھ خاطر و مدارات سے پیش آ (عبادت الٰہی میں اسے حد سے زیادہ تکلیف نہ دے) اسے تکالیف شاقہ کے سبب سے مقہور نہ کر۔ اسے معاف اور خوشوقت کرتا رہ۔ مگر وہ واجبات جو

تجھ پر واجب کردئے گئے ہیں۔ جن کا ادا کرنا تجھ پر فرض ہے۔ انکے ادا کرنے میں اس کی خوشی اور معافی کو مدنظر رکھ۔ اس کی حفاظت کرتا رہ اور خبردار رہ۔ مبادا موت تجھ پر نازل ہو جائے اور تو طلب دنیا کے سبب سے اپنے پروردگار کی رحمت سے بھاگ رہا ہو۔ فاسقوں کی مصاحبت سے پرہیز کر کیونکہ شرارت شرارت کے ساتھ ملحق ہے (خربوزے کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدلتا ہے) خداوند عالم کی تعظیم و توقیر کر۔ اس کے دوستوں کو دوست رکھ۔ غیظ و غضب سے حذر کر۔ کیونکہ یہ شیطانی لشکروں میں سے ایک عظیم الشان لشکر ہے۔ والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

سہل ابن حنیف انصاری جو آپ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا اسے آپ نے یہ نامہ اہل مدینہ کے اس گروہ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے جو معاویہ کی سپاہ سے جا ملے تھے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو مجھے خبر ملی ہے کہ چند نفر تیرے پاس سے معاویہ کے لشکر میں چلے گئے ہیں۔ اب تو اس پر کوئی تأسف نہ کر کہ ان کی تعداد فوت ہو گئی اور ان کی امداد و کمک میرے پاس سے جاتی رہی کیونکہ انکا چلا جانا ہی ان کی گمراہی کے لئے کافی ہے۔ ان کی شرارتوں سے خلاصی تیرے واسطے یہی ہے کہ وہ راہ راست و حق سے فرار کر گئے۔ اور نادانی و بے بصیرتی کی طرف نہایت سرعت سے روانہ ہو گئے۔ یہ لوگ اہل دنیا ہیں۔ دنیا کی ہی طرف رُخ کرتے ہیں۔ دنیا کی ہی طرف دوڑ رہے ہیں۔ حالانکہ حق کو پہچان لیا تھا۔ اسے دیکھ لیا تھا۔ اسے سُن لیا تھا۔ حفظ کر لیا تھا۔ اور خوب جان لیا تھا کہ لوگ امر حق میں ہمارے نزدیک مساوی اور برابر ہیں۔ لہذا بھاگ نکلے اور سمجھ لیا تھا کہ ہمیں وہاں دوسرے سے زیادہ بخشش و عطا میں حصہ نصیب ہوگا۔ خدا کرے یہ ثواب سے دور رہیں۔ یہ عذاب کی طرف ہنکائے جائیں۔ خدا کی قسم یہ لوگ کسی جور و ستم سے کوچ کر کے کسی عدل و انصاف سے ملحق نہیں ہوئے اور ہم اس امر خلافت میں امید رکھتے ہیں کہ خداوند عالم اس کی دشواریوں کو ہم پر آسان کردیگا۔ اس کے کوہستان کو ہمارے لئے ہموار فرمادیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ والسلام علیک۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

منذر ابن جارود کے پاس حضرت ؑ کچھ اشیا امانت رکھی تھیں اس نے خیانت کی تو حضرت نے یہ فرمان اسے رقم فرمایا۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ تیرے باپ کی صلاح اور سداد نے مجھے تیری طرف سے فریب دیا۔ اور میں نے گمان کر لیا کہ تو اسی کے طریقہ کی متابعت کریگا اور اسی کے رستے پر چلیگا۔ ناگاہ تو خیانت کا مرتکب ہوا۔ اور اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کو ترک نہیں کرتا۔ اپنی آخرت کے لئے کوئی توشۂ راہ باقی نہیں رکھتا۔ اپنی آخرت کو خراب کر کے اپنی دنیا کو آباد کر رہا ہے۔ اپنے دین کو قطع کر کے اپنے اقربا کے ساتھ صلۂ رحمی بجالا رہا ہے۔ یہ خبر جو تیری طرف سے مجھے پہنچی ہے۔ اگر سچ ہے تو بیشک تیرے اہل کا شتر اور تیری جوتی کا تسمہ تجھ سے بہتر ہے (بہائم اور جمادات بھی تجھ سے بہتر ہیں) اور جو شخص بھی تیری صفت کا ہو ہرگز سزاوار نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کسی دشمن کا رخنہ بند کیا جائے۔ یا اس کے سبب سے کوئی حکم جاری کیا جائے۔ یا اس کا مرتبہ بلند کیا جائے۔ یا اسے کسی امانت میں شریک کیا جائے۔ یا اسے خیانت سے بچایا جائے۔ (وہ ان امور کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا) جب تیرے پاس میرا یہ خط پہنچے تو فوراً میرے پاس چلا آ۔ انشاء اللہ تعالےٰ

مولف کتاب فرماتے ہیں کہ یہ منذر ابن جارود وہ شخص ہے جسکی مذمت میں حضرت نے فرمایا ہے کہ وہ اپنے دائیں بائیں بہت کثرت کے ساتھ دیکھنے والا ہے۔ یعنی ناز و انداز کے سبب سے کبھی اپنے دائیں طرف دیکھتا ہے کبھی بائیں طرف۔ اپنے لباس فاخرہ کو پہنکر فخر کرتا ہے اپنے جوتی کے تسموں پر گرد نہیں پڑنے دیتا۔ نہایت ہی تبختر کے ساتھ چہل قدمی کرتا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

عبداللہ ابن عباس کو حضرت نے یہ نامہ تحریر فرمایا ہے حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ تو اپنی

اجل پر سبقت کرنیوالا نہیں (وقت مقررہ کے پہلے تو مر نہیں سکتا) نہ وہ چیز تجھے روزی دی گئی ہے جو تیری واسطے مقدر نہیں۔ اور خوب جان لے کہ زمانہ کے دو دن ہیں ایک دن تیری نفع کے لیے ہے۔ دوسرا مضرت اور نقصان کے واسطے دنیا انتقال کا گھر ہے جو چیز اس دنیا سے تیری نفع کے لیے پہنچتی ہے وہ تو تیرے ضعف کی حالت میں پہنچکر رہیگی۔ (تو اسکے حاصل کرنے میں کتنا ہی ضعف اور سستی سے کام دیگر وہ برابر پہنچیگی) اور جو چیز تجھے نقصان دینے والی ہے تو اپنی قوت و قدرت سے اسے دفع نہیں کر سکتا (تو اس کے دور کر دینے پر قادر نہیں)۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

معاویہ ابن ابی سفیان کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ میں تیری خطوط کا جواب دیتے دیتے تیری تحریروں کو سنتے سنتے پریشان ہو گیا ہوں۔ اور البتہ سزاوار ہے کہ میں تیری بارے میں اپنے اعتقاد کو ضعیف کر دوں اور تیری شان میں اپنی عقل و فہم کو خاطی سمجھوں (باوجودیکہ میرا یہ اعتقاد ہے کہ تو اپنی جہل پر باقی رہیگا نصیحتیں تجھے نفع نہ بخشیں گی اور پھر بھی میں تجھے برابر خط لکھ لکھ کر نصیحت کر رہا ہوں تو گویا میں اپنی عقل و اعتقاد کو فاسد اور خاطی سمجھ رہا ہوں۔ مگر نہیں میرا اعتقاد و یقین نظر بعلم امامت عین الیقین ہے اور فقط اتمام حجت کی غرض میں تجھ سے اس طرح پیش آ رہا ہوں) اور تو جس وقت کہ امورات مختلفہ کو مجھ پر محول کر کے نوشتہ جات میرے پاس بھیجتا ہے تو اس وقت تیری مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو گہری نیند میں گرفتار ہو کر جھوٹے اور پریشان خواب دیکھ رہا ہو۔ یا وہ حیرت زدہ کھڑا ہونیوالا جسکے قیام نے اسی حیرتوں میں چھوڑ دیا ہوا ہے نہ معلوم ہو کہ آگے آنیوالا آیا اسے نفع پہنچائے گا یا نقصان۔ حالانکہ تو وہ شخص ہے کہ کسی شخص سے تجھے مشابہت نہیں دی جا سکتی۔ (ان مکاریوں اور گمراہیوں میں تو آپ ہی اپنی مثال ہے)

میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر بعض شخصوں کی باقی رہنے کی خواہش نہ ہوتی تو میری طرف سے ایک کوفتہ کرنیوالی جنگ تیری طرف پہنچتی جو تیری ہڈیوں کو کوٹ کر رکھ دیتی۔ تیرے گوشت کو لاغر کر دیتی۔ تو خوب جان لے کہ شیطان نے تجھے اس امر سے برگشتہ کر دیا ہے کہ تو اپنے بہترین امور کی طرف رجوع کرے۔ اور ناصح کی بات کو توجہ کے کان سے سنے۔ والسلام۔

نوشتۂ جناب امیر علیہ السلام

یہ وہ عہد نامہ ہے جو اہل یمن اور بنی ربیعہ کے درمیان حضرت کے ہاتھ سے تحریر ہوا تھا اور ہشام ابن کلبی کے خط سے نقل کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ عہد نامہ ہے جس پر اہل یمن اور بنی ربیعہ کے حاضرین جو شہر میں موجود ہیں اور غائبین جو صحرا میں مقیم ہیں جمع ہوئے ہیں اور عہد اس بات پر ہے کہ یہ لوگ کتاب اللہ پر قائم رہیں گے۔ لوگوں کو اسکی طرف بلائینگے اسی کے ساتھ حکم کرینگے جو شخص اس (کتاب اللہ) کی طرف بلائیگا۔ اسکے ساتھ حکم دیگا اُسکی آواز کو قبول کرینگے۔ کسی قیمت پر اُسے فروخت نہ کرینگے (مال دنیوی کے لالچ میں اس سے تجاوز نہ کرینگے) اسکی تبدیلی پر راضی نہونگے۔ اور یہ بھی عہد ہے کہ اس شخص کو دور کرینگے لیے جو کتاب اللہ کی مخالفت کریگا اسے ترک کریگا۔ آپس کی متفقہ قوت سے کام لینگے۔ وقت پر ایک دوسرے کی مدد کرینگے انکی دعوت متحد ہے۔ کسی عتاب کرنیوالے کے عتاب اور کسی غضب کرنیوالے کے غضب کسی جماعت کی دوسری جماعت کو ذلیل کرنے کسی گروہ کے دوسرے گروہ کو گالی دینے کے سبب سے اپنے اس عہد کو نہ توڑینگے۔ ان دونو گروہوں (اہل یمن و بنی ربیعہ) کے حاضر و غائب۔ عالم و جاہل اس عہد پر متفق ہو گئے ہیں۔ اور اسی عہد کے سبب سے خداوند تعالٰی کا عہد و میثاق بھی ان پر واجب ہو گیا ہے۔ اور بیشک عہد خداوندی کے بارے میں ضرور بازپرس ہوگی۔ اس عہد کو علی ابن ابیطالب نے تحریر کیا ہے۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

جب اول ہی اول آپ سے بیعت کی گئی تو آپنے مدینہ سے معاویہ کو یہ خط لکھا جسکا ذکر واقدی نے کتاب الجمل میں کیا ہے۔

خدا کے بندے علی امیر المومنین کی طرف سے معاویہ ابن ابوسفیان کو یہ خط لکھا جاتا ہے۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو تم نے خوب جان لیا ہے کہ میں نے تمہارے بارے میں کیوں تساہل سے کام لیا اور کس لیے تم سے اعراض کرتا رہا (تمہیں اپنی

بیعت کی تکلیف نہ دی۔ اسکی وجہ یہی تھی کہ اعوان و انصار کی قلت تھی اور ہرگز ہرگز مصلحت کا یہ اقتضا تھا کہ میں تن تنہا اپنی بیعت کا اشتہار دوں) حتیٰ کہ وہ چیز ظاہر ہوگئی جس سے چارہ ہی نہیں جسے کوئی دفع ہی نہیں کر سکتا (عثمان قتل کر دیا گیا) جسکا قصہ طویل ہے۔ کلام کو بہت گنجائش ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ جو گزر گیا گزر گیا اور جو سامنے آیا وہ آیا۔ اب تو ان شخصوں سے پہلے جو تیرے سامنے موجود ہیں میری بیعت کر اور اپنے مصاحبین کا گروہ ساتھ لیکر میرے پاس چلا آ۔ والسّلام۔

وصیت جناب امیر علیہ السّلام

عبداللہ ابن عباس کو جب بصرے کا حاکم کیا تو یہ وصیت فرمائی۔ لوگوں کو اپنے سامنے آنے۔ اپنی مجلس میں بیٹھنے کی وسعت دے۔ انہیں تکالیف شاقہ کا متحمل نہ بنا غیظ و غضب سے حذر کر۔ کیونکہ یہ اپنی مضرت کے لئے ایک فال بد اور شیطان کی شرارت ہے۔ اور خوب جان لے کہ جو کام تجھے خدا سے نزدیک کرتا ہے آتش جہنم سے دور کرتا ہے۔ اور جو کام خدا سے دور کرتا ہے آتش جہنم سے قریب کرتا ہے۔

وصیت جناب امیر علیہ السّلام

عبداللہ ابن عباس کو جب خوارج سے بحث کرنیکے لئے بھیجا تو یہ وصیت فرمائی۔" ان سے قرآن کو ساتھ مباحثہ نہ کرنا کیونکہ قرآن توجیہات و تاویلات کثیرہ کا اٹھانیوالا ہے۔ تو کسی احتمال کو پیش کریگا وہ کسی احتمال کو پیش کرینگے لیکن ان سے حدیث پیغمبر کے ساتھ بحث کرنا۔ (انہیں یہ حدیث یاد دلانا کہ علیؑ سے جنگ کرنا مجھ سے جنگ کرنا ہو نیز دیگر احادیث کا ذکر کرنا) کیونکہ انہیں احادیث پیغمبر کی طرف سے کبھی خلاصی نصیب نہو گی

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

ابو موسےٰ اشعری نے حضرت کو اس مقام سے ایک خط لکھا جہاں حضرت علیہ السّلام اور معاویہ کے درمیان فیصلہ کرنے کا اقرار تھا۔ حضرت نے اس خط کا جواب رقم فرمایا جسے سعید بن یحییٰ اموی نے اپنی کتاب مغازی میں درج کیا ہے۔

بیشک لوگوں میں بہت سے لوگ اپنے حصّہ آخرت سے بے بہرہ ہوگئے۔ دنیا کی طرف میل کیا۔ اپنی خواہش نفسانی کے ساتھ باتیں کرنے لگے میں اس کار خلافت کی وجہ سے عجیب منزل میں اُترا ہوں جس میں ایک ایسی جماعت نے اجتماع کیا ہے جسے انکے نفسوں نے تکبر و غرور میں ہنسا رکھا ہے (میرے) اور معاویہ کے درمیان فیصلہ کرنے کی لئے حکم مقرر کر رہے ہیں۔ افسوس!) بیشک انکے سبب سے اس قرحہ کا معالجہ کرتا ہوں جس کا مجھے خوف ہے کہ وہ اپنی حالت اصلی پر عود نہ کر جائے۔ تو خوب جانلے کہ کوئی شخص امت محمدی کو جمع کرنے۔ انکی جمعیت کے قائم رکھنے پر مجھ سے زیادہ حریص نہیں ہے۔ کیونکہ اس حرص کے سبب سے حسن ثواب اور بزرگی انجام کی امید رکھتا ہوں۔ عنقریب میں وعدہ کو وفا کرونگا جسے میں نے اپنے نفس پر واجب کر لیا ہے۔ اگرچہ تو نیکی سے برگشتہ ہو گیا۔ مجھ سے مفارقت کر کے اس حالت کی طرف جا رہا۔ بیشک اس سے زیادہ شقی اور بدبخت کون ہوگا جو خدا کی عطا کی ہوئی عقل و تجربہ کی منفعت سے محروم رہے میں اس بات سے بہت خشمناک ہوتا ہوں کہ کوئی کہنے والا قول باطل کو زبان پر جاری کرے اور اس بات سے کہ میں کسی ایسے امر کو فاسد کر دوں جسے خداوند عالم نے باصلاح و خیر مقرر کیا ہے۔ اب تو ان احکام کو ترک کر دے جنہیں نہیں جانتا کیونکہ بدکار لوگ اقوال بد کو تیری طرف اُڑائینگے۔ والسلام۔

مکتوب جناب امیر علیہ السلام

جس وقت آپ خلیفہ مقرر ہوئے اس وقت تمام فوج کے افسروں کو یہ فرمان بھیجا۔ بیشک تم سے پہلے شخصوں کو اسی بات نے ہلاک کیا ہے کہ انہوں نے حق کو لوگوں سے روکا۔ اور لوگوں نے رشوت دیکر انہیں احقاق حق پر کمربستہ کیا۔ لوگوں کو باطل کے ساتھ پکڑا۔ انہیں طریقہ باطل پر قائم کیا۔ اور لوگوں نے اس باطل کی پیروی کی۔

تمام شد

ملفوظات امیرؑ

کتاب نہج البلاغت کے اختتام پر سید رضی اعلی اللہ مقامہ نے حضرت امیر المومنین کے چھوٹے چھوٹے نصیحت اور حکمت آمیز جملے۔ سوالوں کے مختصر مختصر جواب جمع کر دئیے ہیں جو یقیناً ناظرین کے لئے ایک اعلےٰ سبق ثابت ہونگے۔

فتنہ و فساد (خلفائے جور) کے زمانے میں دو سالہ بچۂ شتر کی مانند ہو جا جس میں نہ تو اتنی قوت ہوتی ہے کہ اس پر سواری کی جائے۔ نہ پستان ہوتے ہیں جن سے دودھ دوہ لیا جائے (اپنے نفس اور مال سے ارباب جور و ستم کی اعانت نہ کر) جس شخص نے طمع کو اپنا وطیرہ بنا لیا اس نے اپنے نفس کو ذلیل و خوار کر دیا۔ جس شخص نے کسی کے سامنے اپنی احتیاج ظاہر کی ہاتھ پھیلایا وہ اپنی ذلت و خواری پر خوشنود ہوا۔ جس شخص نے اپنی زبان کو اپنے نفس پر مسلط کر دیا اس کے نفس نے اس کی اہانت کی۔ بخل ایک ننگ و عار ہے اور بزدلی ایک نقص۔ مرد عقلمند کو مطالب کی وقت حجت و دلیل بیان کرنے سے احتیاج گونگا کر دیتی ہے۔ فقیر اپنے شہر میں بھی غریب مسافر کی مانند ہے۔ (کوئی اس کا دوست نہیں ہوتا)۔ اکتساب علم و ہنر سے باز رہنا ایک مرض ہے صبر شجاعت ہے۔ زہد اور تقوےٰ ثروت ہے۔ پرہیزگاری ایک سپر ہے۔ بہترین مصاحبین کہا ہے؟

قضائے الٰہی پر راضی رہنا۔ علم وہ مالِ موروث ہے۔ وہ نہایت ہی بزرگ ہے۔ آداب و اخلاق نو بنو زیور ہیں۔ فکر ایک صاف شفاف آئینہ ہے عقلمند کا سینہ اس کے بھید کا صندوق ہے۔ بشاشت اور خوش رو رہنا دوستی کا جال ہے (جس طرح کہ جال میں پرندے پھنس جاتی ہیں اسی طرح بشاشت و خوشروئی سے دوستوں کے دل کا شکار کیا جاتا ہے) لوگوں کی مشقتوں کی برداشت کرنا۔ انکے واسطے تکلیفیں سہنا۔ قبر عیب و نقص ہے (جس طرح قبر مردے کی بدحالیوں کو چھپائے رکھتی ہے اسی طرح جب کوئی لوگوں کی خاطر تکلیفیں اُٹھائیگا۔ انکی مقصد برآری میں سعی کرے گا اسکے عیب بھی پوشیدہ رہیں گے۔ کوئی انکے اظہار کی جرأت نہ کرے گا)۔

ایک روایت میں دیکھا گیا ہے کہ مندرجۂ بالا معنی کو حضرت نے بایں عبارت ذیل بھی فرمایا ہے۔ لوگوں کے ساتھ صلح رکھنا۔ عیوب کا خیمہ ہے (جس طرح خیمہ اپنے مالک کو چھپائے رکھتا ہے اسی طرح صلح کرنے والے کی صلح اسکے عیوب کو پوشیدہ رکھتی ہے) جو شخص اپنی نفس سے راضی ہوگیا اس پر غضبناک ہونے والے بہت ہیں (کیونکہ ایسا شخص ضرور اپنے قبائح کو دوسروں کے فضائل پر ترجیح دیگا۔ اور یہی امر لوگوں کے غیظ و غضب کا باعث ہے) صدقہ دینا ایک نہایت ہی نفع بخش دوا ہے۔ بندوں کے اعمال جو یہ اپنی دنیا میں بجا لا رہے ہیں۔ بروز قیامت ان کی نگاہوں کے سامنے موجود ہیں۔ اس انسان پر تعجب کرو جو آنکھوں کی چربی سے دیکھتا ہے۔ زبان کے گوشت سے کلام کرتا ہے۔ کانوں کی ہڈیوں سے سنتا ہے اور ناک کے سوراخ سے سانس لیتا ہے۔ دنیا جب کسی شخص کی طرف رخ کرتی ہے تو اسکے غیر کی نیکیوں کو اسے عاریتاً بخش دیتی ہے۔ (وہ نیکیاں جو فی الحقیقت موجود نہیں اس میں نظر آنے لگتی ہیں مثلاً جاہل ہے اور ہے مالدار تو عالم ہی دکھائی دیگا۔ لوگ عالم ہی کہیں گے بخیل ہے مگر سخی ہی کہلائیگا وقس علےٰ ہذا) اور جس شخص سے یہ دنیا رخ پھراتی ہے تو اسکی ان نیکیوں کو بھی برباد کر دیتی ہے جو واقعی اس میں موجود ہیں (عالم ہو مگر پھٹے حالوں سے ہو سو جاہلوں کا ایک جاہل ہے) تم لوگوں کے ساتھ اس طرح طرز معاشرت اختیار کرو کہ اگر تم مرجاؤ تو لوگ (اس حسن معاشرت کو یاد کر کے) تم پر آنسو بہائیں۔ اور اگر زندہ رہو تو تم سے

میل جول کا اشتیاق رکھیں۔ جس وقت تو دشمن سے انتقام لینے پر قادر ہو جائے تو اسی امر کے شکریہ میں معاف کر دے کہ تجھے اس سے انتقام لینے کی قدرت حاصل ہو گئی۔

جب نعمتوں کے گوشے تم سے ملجائیں تو ناشکرے بنکر منتہائے نعمت کو دور نہ کرو۔ (جب تھوڑی سی نعمت تمہیں حاصل ہو تو انتہا سے زیادہ شکر کرو تاکہ نعمتیں کامل ہو جائیں کیونکہ شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہے) جس شخص کی نصرت و مدد سے اسکے عزیز و اقربا نے ہاتھ اٹھایا اسکی اعانت کے لئے وہ لوگ معین کئے گئے ہیں جو (بلحاظ رشتہ) اس سے بہت دور ہیں۔ ہر ایک بلاؤں میں مبتلا ہو جانے والا عقوبت رسیدہ نہیں (یہ بات نہیں کہ ہر ایک بلا کسی گناہ کی پاداش میں واقع ہو۔ شاید زیادتی ثواب کے لئے نازل ہوئی ہو) امورات واحکام قضاو قدر کے تابع رہتے ہیں حتیٰ کہ تدابیر میں موت واقع ہو جائے۔

جناب رسول خدا کی ایک حدیث ہے کہ "بڑھاپے کی علامت (ریش سفید) کو متغیر کرو (خضاب کرو) اور یہود کے مشابہ نہو جاؤ"۔ اس حدیث کے معنی جناب امیر علیہ السلام سے دریافت کئے گئے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے یہ فرمان اس وقت نافذ فرمایا تھا جبکہ اہل اسلام نہایت قلیل تھے اور اب تو اسلام کا کمربند وسیع ہے۔ اس نے اپنے سینہ کو زمین پر ٹیک دیا ہے۔ بالکل ثابت اور قائم ہے۔ اب ہر ایک با اختیار اور اپنے ارادے کا مالک ہے (خواہ خضاب کرے خواہ نہ کرے) کیونکہ اوائل اسلام میں مسلمانوں کی جماعت بہت تھوڑی تھی اور ان میں سے جو سفید ڈاڑھیوں والے تھے وہ نوجوانان کفار سے جہاد کرتے ہوئے ہچکچاتے تھے اور مدمقابل کو بھی شیر ہونے کا موقع مل جاتا تھا۔ لہذا خضاب کا حکم صادر فرمایا تاکہ جہاد کے لئے نفع بخش رہے اور اب جب اسلام میں پوری پوری قوت آگئی ہے بہت سے نوجوان جہاد کے لئے موجود ہیں لہذا کوئی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک شخص مختار ہے۔

جس شخص نے اپنی آرزوؤں کی لگام کو ڈھیلا چھوڑ دیا وہ اوندھے منہہ اپنی ہلاکت کے غار میں گر پڑا۔ صاحبان مروت کی لغزشوں کو معاف کردو کیونکہ ان میں سے جس کسی کو لغزش ہوتی ہے

خداوند عالم اسکا ہاتھ پکڑ کر بلند کر دیتا ہے۔
ہیبتناک بادشاہ کی رعیت نقصان اور خسارے کے قریب ہے (کیونکہ عرض حاجت سے اسکا خوف مانع ہوتا ہے) حیا و شرم محتاج محرومیت کے قریب ہے (کیونکہ جب سائل سوال کرنے سے شرم کریگا تو اسکی حاجت کیونکر پوری ہوگی لامحالہ محروم رہیگا)۔ فرصت کا زمانہ بادل کی ہوا ہونے کی طرح گزر جاتا ہے لہذا اوقات فرصت میں عمل خیر کی طرف سبقت کرو۔ مسلمانوں کے اموال میں ہمارا ایک حق ہے۔ اگر وہ حق ہمیں عطا کر دیا جائے تو ہم صاحب قوت ہیں ورنہ ہم اونٹ[له] کے پٹھوں پر سوار ہیں اگرچہ رات کو وقت شکم سیر ہوتے ہیں۔ جو شخص اعمال نیک میں سستی کرتا ہے اسکی بزرگی بھی سرعت سے کام نہیں لیتی (اسے بزرگی حاصل نہیں ہوتی) زبردست گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ درماندوں کی فریاد کو پہنچیں اور غمناک نفوس کو خوشحال و مسرور کردیں۔ اے ابن آدم جب تو دیکھے کہ پروردگار عالم پے در پے تجھپر نعمتیں نازل کر رہا ہے تو اس سے خوف کر۔ (مبادا کفران نعمت موجب انتقام ہو) کسی شخص نے محبت و عداوت کو دل میں پوشیدہ نہیں کیا مگر یہ کہ وہ اسکی زبان غفلتوں اور چہرے کے صفحات میں ظاہر ہوگئی جب تو اپنی عمر سے منہہ پھرا رہا ہو اور موت تیرے سامنے موجود ہو تو نہایت ہی جلد تو موت سے ملاقی ہوگا۔ خدا سے خوف کر خوف کر۔ اسنے تیرے گناہوں کو اسقدر چھپایا ہے گویا انہیں بخشدیا۔ (پھر بھی اگر تو معاصی سے باز نہ آئیگا تو حلم اور بردبار کے غصے کا ٹھکانا نہیں)

حضرت سے دریافت کیا گیا کہ ایمان کے اوصاف بیان کیجئے۔ فرمایا کہ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ اور چار ستون یہ ہیں۔ صبر۔ یقین۔ عدل۔ جہاد۔ اب صبر کی چار شاخیں ہیں۔ شوق۔ خوف۔ زہد و تقوے۔ انتظار۔ اب جو شخص جنت کا مشتاق ہوا اس نے لذات دنیا کو فراموش کر دیا۔ جو کوئی آتش جہنم سے ڈرا اس نے محرمات سے دوری اختیار کی۔ جس نے

[له] سید رضی فرماتے ہیں کہ یہ کلام نہایت ہی فصیح اور لطیف واقع ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہمارا حق نہ دیا جائیگا تو ہم کمزور ہونگے۔ اونٹ کے پٹھوں پر سوار ہونے سے اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ شتر سوار کا ایک ہم ردیف اکثر یا غلام ہوتا ہے یا اسیر ۱۲

مال دنیا سے پرہیز کیا مصیبتیں اس پر آسان ہو گئیں۔ اور جس شخص نے موت کا انتظار کیا اس نے کار خیر کی بجا آوری میں عجلت کی۔ اب یقین کر لو اس کی بھی چار شاخیں ہیں۔ عقل کی بینائی۔ حکمت کی تاویل و تفسیر آزمائش سے نصیحت حاصل کر۔ اور طریقہ اولین۔ پس جس شخص نے اپنی عقل کو روشن کیا حکمت اسکے واسطے ظاہر ہو گئی۔ اس کا علم و عمل کامل ہو گیا۔ اور جس شخص کے واسطے حکمت ظاہر ہوئی اس نے اپنی آزمائش کو پہچان لیا۔ (سمجھ لیا کہ میں دار امتحان میں ہوں) اور اس سبب سے گویا وہ انبیائے اولین کے زمرے میں شامل ہو گیا۔

عدل کے بھی چار شعبے ہیں عقل میں بہر جانا علم کی تہ کو پہنچ جانا۔ حکم کو روشن کرنا حلم اور بردباری کو قائم رکھنا۔ پس جس شخص نے عقل و فہم سے کام لیا اس نے علم کی تہ کو پالیا جس نے علم کی تہ کو پا لیا اسنے شریعت کے موافق حکم صادر کر دیا۔ اور جس شخص نے حلم اختیار کیا وہ اپنے کام میں کوئی تقصیر نہیں کریگا۔ اور لوگوں میں رہکر اس طرح زندگی بسر کریگا کہ سب اسکے مداح رہیں گے۔ جہاد کی بھی چار قسمیں ہیں۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر۔ مقام راستی میں راست گوئی سے کام لینا۔ فاسقوں کو دشمن سمجھنا۔ پس جو شخص امر بالمعروف کا عامل ہوا۔ اچھی باتوں کا حکم دیا۔ اسنے مومنین کی کمر مضبوط کر دی۔ اور جس شخص نے منہیات سے نہی کی اس نے فاسقین کی ناک زمین پر گھسدی۔ جس شخص نے مقام صداقت میں سچ بولا اس نے اس حکم کو ادا کر دیا جس کا ادا کرنا اس پر واجب تھا۔ اور جس شخص نے فاسق و فاجر کو دشمن سمجھا اور محض خوشنودی الٰہی کے لئے ان پر غضبناک ہوا تو قیامت کے دن خداوند عالم فاسق پر غضبناک ہوتا ہوا اس شخص پر خوشنودی کی نظر ڈالیگا۔

علٰے ہذا کفر چار ستونوں پر قائم ہے اور وہ یہ ہیں۔ کار خدا کو پوشیدہ کرنا۔ حق سے منازعہ کرنا حق سے منحرف ہونا۔ حق سے مخالفت کرنا۔ پس جس شخص نے کار ہائے خداوندی کو پوشیدہ کیا وہ حق کی طرف راجع نہو گا (بلکہ گمراہی اور ضلالت تک پہنچ جائے گا) اور جس شخص نے جہالت کی ہمراہ ہو کر حق سے مجادلہ کیا وہ ہمیشہ حق کی طرف سے اندھا رہیگا۔ اسے کبھی حق نظر نہ آئیگا۔ اور جو شخص

حق سے منحرف ہوا۔ بدکرداریاں اس کی نظر میں احسن اور نیک کام اس کی نگاہوں میں بڑے معلوم ہونگے۔ وہ گمراہی کے نشے میں بدمست ہوجائیگا۔ اور جس شخص نے حق کی مخالفت کی اس کے چلنے کا رستہ اسپر دشوار ہوگا۔ اس کے کام مشکلوں میں گرفتار ہونگے۔ اور دشواریوں سے نکلنے کا مقام اس پر تنگ ہوجائیگا۔

اب رہا شک۔ اسکی بھی چار شاخیں ہیں۔ اور انہیں شاخوں پر اسکی بنا ہے۔ وہ شاخیں یہ ہیں مجادلہ کرنا۔ خوف کرنا۔ متردد رہنا۔ گردن جھکانا۔ پس جس شخص میں مجادلہ کرنے کی عادت ہوگی اس کے اندوہ والم کی رات کے لئے ہرگز خوشی و خرمی کی صبح نمودار نہوگی۔ اور جس شخص کو سامنے کی چیزیں ڈرائینگی وہ اپنے پچھلے پاؤں پر پلٹ جائیگا۔ اور جو شخص شبہ میں گرفتار رہکر متردد رہیگا شیاطین کے سُم اس کو پامال کردیں گے۔ اور جو شخص ہلاکت دنیا و آخرت کے لئے گردن جھکائیگا وہ دنیا و آخرت میں ہلاک ہوجائے گا۔

نیکی کرنے والا نیکی سے بہتر ہے۔ اور بدکار بدی سے بُرا ہے۔ سخی بنجا مسرف نہ بن۔ اندازہ کے موافق نفقہ دے اور اپنے نفس اور عیال کو تنگی میں گرفتار نہ کر۔ شریف ترین بے نیازی یہ ہے کہ آرزوؤں کو ترک کردیا جائے۔ جو شخص لوگوں کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جن سے وہ راضی نہوں تو اسکی شان میں وہ ایسی ایسی باتیں بیان کریں گے جن کا انہیں علم نہیں (اسے متہم کرینگے) جس شخص نے آرزوؤں کو طویل کیا اس نے عمل کو خراب کردیا۔

جب حضرت شام کی طرف تشریف لے جارہے تھے تو ولایت انبار کے دہقان آکر قدمبوس ہوئے۔ تعظیم کے لئے اپنے مرکبوں سے اُتر پڑے۔ اور پاپیادہ جلو میں چلنے لگے۔ یہ دیکھکر حضرت نے فرمایا تم کیوں پیادہ پا ہوکر اس طرح چلنے لگے؟ انہوں نے عرض کی ہمارا خلق ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم اپنے امیروں کی تعظیم کریں۔ یہ سُنکر ارشاد فرمایا۔ قسم خدا کی اس حرکت سے تمہارے امیروں کو کوئی نفع حاصل نہوگا۔ تم اس عادت کی سبب سے اپنی جانوں کو تکلیف میں ڈالتے ہو۔ اور پھر اپنی آخرت میں اسکی وجہ سے بدبخت قرار پائے جاتے ہو۔ وہ مشقت کس قدر نقصان دہ ہے جس کے پیچھے عذاب ہو

اور وہ آسائش کسقدر سود مند ہے جس کے سبب سے آتش جہنم سے امن نصیب ہو۔

آپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرماتے ہیں۔ اے بیٹا میری چار وصیتیں یاد رکھ۔ اگر تو چاروں وصیتوں کو مدنظر رکھکر کوئی بھی کام کریگا تو وہ تجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچائیگا۔ وہ چار وصیتیں یہ ہیں۔ سب بے نیازیوں سے بڑھی ہوئی بے نیازی عقل ہے (کیونکہ عقلمند کبھی سوال کی ذلت گوارا نہ کریگا) سب احتیاجوں سے بڑھی ہوئی احتیاج حماقت اور بے عقلی ہے۔ سب وحشتوں سے بڑھی ہوئی وحشت تکبر اور غرور ہے۔ کل بزرگیوں سے بزرگ حُسن خلق ہے۔

اے بیٹا! ناداں کی دوستی سے پرہیز کر۔ کیونکہ وہ تجھے نفع پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے مگر (نادانی کی وجہ سے) تجھے نقصان پہنچا دیتا ہے۔ بخیل کی دوستی سے حذر کر کیونکہ جب تجھے اس کی مدد کی احتیاج ہو گی وہ فوراً تیری اعانت سے دست بردار ہو جائے گا۔ فاجر کی دوستی سے ڈرتا رہ۔ کیونکہ وہ ایک تھوڑی سی قیمت کے بدلے تجھے بیچ ڈالیگا (تھوڑے سے لالچ سے تیری دوستی کو خیرباد کہدیگا) کاذب کی دوستی سے بچتے رہنا۔ کیونکہ دروغگو سراب کی مانند ہے۔ تیرا وہ مطلوب جو تجھ سے دور ہے اسے تیرے نزدیک کرتا ہے اور وہ مطلوب جو قریب ہے اسے بعید کر دیتا ہے۔ جس وقت کہ نوافل اور واجبات کو ضرر پہنچا اس وقت تقرب خداوندی کے لئے امور مستحبہ کا بجالانا نفع بخش نہیں ہو سکتا۔ عاقل کی زبان اس کے قلب کی آڑ میں ہے اور احمق کا قلب اسکی زبان کے پیچھے۔

بروایت دیگر اسی مطلب کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔ احمق کا قلب اسکے مُنہ میں ہے اور عاقل کی زبان اس کے قلب میں۔

اپنے ایک مریض صحابی سے ارشاد فرمایا خداوند عالم اس مرض کی شکایت کے سبب سے تیرے گناہوں کو محو کر دے۔ بیشک مرض کا سوائے اس کے اور کوئی ثواب نہیں کہ وہ گناہوں کو رفع کر دے۔ اور گنہگار کے نامۂ اعمال سے گناہوں کو اس طرح گرا دے جیسے درختوں سے پتے گر پڑتے ہیں۔ اور بیشک ثواب اور اجر زبان کے اقرار اور ہاتھ پاؤں کے عمل سے حاصل ہوتا ہے۔ بیشک خداوند عالم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے صدق نیت و حسن سیرت کے سبب سے بہشت میں

داخل کرتا ہے۔

جناب بن ارث جو زمانۂ جاہلیت میں شمشیر ساز اور تونگر تھا۔ اور اسلام میں آکر فقیر محترم ہو گیا۔ اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ خداوند عالم جناب پر اپنی رحمت نازل کرے۔ وہ رغبت کے ساتھ اسلام لایا۔ اس نے بطوع خاطر ہجرت کی۔ جہاد میں اپنی زندگی کے دن بسر کئے۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو معاد کو یاد رکھے۔ یوم حساب کے لئے عمل کرے۔ بقدر کفاف رزق پر قناعت کرے۔ اور خداوند عالم کی تقسیم سے خوشنود رہے۔

ایک جگہ فرمایا ہے۔ اگر مومن کے سر پر میں یہ اپنی تلوار اس لئے رکھدوں کہ وہ مجھ سے دشمنی کرے (یہ تلوار دکھا کر اس سے اپنی دشمنی کا طالب ہوں) تو ہرگز وہ مجھ سے دشمنی نہ کرے گا۔ اور اگر منافق کے سر پر تمام دنیا کے مال لاد دوں۔ اس لئے کہ یہ مجھ سے دوستی رکھے تو کبھی مجھ سے دوستی نہ کریگا۔ اور یہ امر اس لئے ہے (میں اس لئے بوثوق کہتا ہوں) کہ خداوند تعالےٰ کے علم میں ایسا ہی گزر چکا ہے۔ اور یہی بات رسول خدا کی زبان پر جاری ہو چکی ہے کہ اے علیؑ مومن تجھ سے دشمنی نہ کریگا۔ اور منافق تیرا دوست نہ ہو گا۔

وہ برائیاں جو تجھے نادم اور پشیمان کرتی ہیں خداوند تعالےٰ کے نزدیک ان نیکیوں سے بہتر ہیں جو تجھے کبر و غرور میں مبتلا کردیں۔

آدمی کی قدر و منزلت اسی کی ہمت کے موافق ہوتی ہے۔ اسکی راست گفتاری بقدر مروت ہے۔ جتنی حمیت ہو گی اتنی ہی شجاعت ہو گی۔ جس قدر غیور ہو گا اسی قدر پاکدامن ہو گا۔ فتح و فیروزی احتیاط سے حاصل ہوتی ہے۔ احتیاط فکر و اندیشہ کو جولاں کرتی ہے اور فکر و اندیشہ کے سبب سے اپنے اسرار پنہاں کئے جاتے ہیں۔ کریم کی سطوت سے ڈرو جبکہ وہ بھوکا ہو۔ بخیل اور لئیم کے حملے سے حذر کرو جبکہ وہ شکم سیر ہو۔ مردوں کے دل وحشیوں کی مانند ہیں۔ جو شخص ان سے محبت کرتا ہے اسی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ جب تک دولت دنیا تجھے نیک بخت ثابت کرتی رہے (مال و متاع تیرے پاس ہو) تیرے عیب نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ لوگوں میں سے معافی دینے کا سزاوار وہی شخص ہے جو

انتقام لینے پر سب سے زیادہ قادر ہو۔ سخاوت یہ ہے کہ سوال سے پہلے دیا جائے۔ اور وہ عطا جو سوال کے بعد ہو سخاوت نہیں بلکہ وہ حیا ہے اور لوگوں کی ملامت کے حذر سے واقع ہوئی ہے۔ عقل کی برابر کوئی بے نیازی نہیں۔ جہالت کے برابر کوئی احتیاج نہیں۔ ادب کے مانند کوئی میراث نہیں۔ باہم مشورہ کرنے کے برابر کوئی مددگار نہیں۔ صبر کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ جو چیز طبیعت کو گوارا نہیں اس کے احساس پر صبر کرنا۔ دوسرے وہ چیز جو خوشگوار ہے۔ اسکے حاصل نہونے پر صبر سے کام لینا تونگری۔ عالم سفر میں بھی وطن ہے (امیر کو ہر جگہ وطن کی سی آسائش میسر ہے) اور فقر و فاقہ وطن میں بھی غربت اور عالم مسافرت کے رنگ دکھاتا ہے۔ قناعت ایک ایسا مال ہے جو نیست ہونیوالا نہیں۔ مال تمام خواہشوں کی بنیاد ہے۔ جو شخص تجھے کسی شر سے ڈرائے وہ اس شخص کی مانند ہے جو تجھے نیکی کی بشارت دے۔ زبان ایک حیوان درندہ ہے جبتک اسکی راہیں خالی نہ کی جائیں گی (اسکے رستوں کی حفاظت نہ کی جائیگی) ضرور گزند پہنچائیگی۔ عورت ایک بچھو ہے جسکا کاٹ کھانا نہایت ہی خوشگوار ہے۔ سفارش کرنے والا حاجتمند کے لئے پر و بازو کا کام دیتا ہے۔ دنیا والے ان سواروں کی مانند ہیں جو سفر کرتے ہوئے سو رہے ہوں۔ دوستوں کا مفقود ہو جانا غربت ہے (وطن میں جس شخص کا کوئی دوست نہو اسکے واسطے وطن بھی پرایا شہر ہے) اپنی حاجت اور غرض کا فوت ہو جانا بہ نسبت اسکے نہایت ہی آسان ہے کہ اسے نااہل کے سامنے پیش کیا جائے۔ بخیلوں سے سوال کرنے کی بہ نسبت موت نہایت ہی شیریں ہے۔ تھوڑی سی بخشش اور عطا سے شرم نہ کر کیونکہ سائل کو بالکل محروم کر دینا اس قلیل بخشش سے بھی کم مرتبہ ہے۔ محرمات سے بچنا محتاجوں کی زینت ہے اور شکر کرنا تونگروں کی آرائش۔ جب تیری آرزوئیں پوری نہوں تو زمانہ گزشتہ پر نظر کر کہ اس خلش میں نہ الجھ کہ اس وقت کس طرح میری تمنائیں پوری ہوتی تھیں (کیونکہ یہ ایک اور مفت کی کدورت حاصل ہوگی) جاہل کو کسی کام میں دیکھ لو۔ یا تو حد سے گزر جائیگا یا اس میں تقصیر کریگا۔ جب عقل کامل ہو جاتی ہے کلام کم ہو جاتا ہے۔ زمانہ بدنوں کو کہنہ۔ آرزوؤں کو تازہ موت سے نزدیک۔ اور امیدوں سے دور کرتا ہے۔ جس شخص نے دولت زمانہ پر فتح پائی اسے رنج پہنچا اور جسے اس کی ثروت حاصل نہوئی وہ بھی اندوہناک رہا (ایک رنج و غم کی سرائے ہے جس میں کسی پہلو

چین نہیں، جس شخص نے امامت کے لئے لوگوں کے سامنے اپنے نفس کو قائم کر دیا تو اسے لازم ہے کہ اپنے غیر کو تعلیم کرنے سے پہلے اپنے نفس کو عقلمند بنانے کی ابتدا کرے۔ اور قبل اس کے کہ وہ اپنی زبان سے لوگوں کو تادیب کرے اپنی رفتار سے انہیں ادب سکھائے (وہ طریقہ اختیار کرے جسے دیکھ دیکھ کر لوگ ادب سیکھ لیں کہنے کی بھی ضرورت نہو) کیونکہ اپنے نفس کو تعلیم دینا، ادب سکھانا۔ لوگوں کے تعلیم کرنے اور ادب سکھانے سے زیادہ تعظیم اور بزرگی کا سزاوار ہو۔ انسان کا سانس لینا موت کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔ جس چیز کی مدت متناہی اور محدود ہے وہ فنا ہو جانیوالی ہے۔ اور ہر ایک وہ چیز کہ قضا و قدر کے ہاتھوں سے جسکی امید کی جارہی ہے ضرور آئیگی (جب کسی کام کا انجام مشتبہ ہو جائے کہ اچھا ہے یا برا) تو اس کے انجام کو آغاز کے ساتھ آزمایا جائیگا (اگر آغاز اچھا ہے تو انجام بھی اچھا ہوگا و اِلّا فلا)

حدیث ضرار بن ضمرہ ضبانی

حضرت کی وفات کے بعد ضرار مذکور ایک مرتبہ معاویہ کے پاس گیا۔ اس نے آپکے حالات کی نسبت استفسار کیا۔ ضرار نے کہا۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ میں نے حضرت کو بعض اوقات جن میں دیکھا ہے کہ رات نے اپنی تاریکی کے پردے چھوڑ رکھے ہیں اور آپ محراب عبادت میں کھڑے ہیں۔ اپنی ڈاڑھی پکڑ رکھی ہے۔ اس طرح پیچ و تاب کھا رہے ہیں جیسے کہ مار گزیدہ پیچ و تاب کھایا کرتا ہے۔ محزون و غمگین کی طرح بکا کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں۔ اے دنیا اے دنیا! تو اپنے اہل کی طرف پلٹ جا۔ مجھ سے سروکار نرکھ۔ کیا تو مجھ سے متعرض ہوتی ہے؟ کیا تجھے میرے پاس آنے کا اشتیاق ہے؟ خدا کرے تیرے پہنچنے کا وقت کبھی نزدیک نہو۔ تیری مراد بہت دور ہے۔ جا میرے سوا کسی اور کو فریب دے۔ مجھے تیری حاجت نہیں۔ میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں میں کبھی اس طلاق سے رجوع نہ کرونگا۔ تو مجھ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو چکی ہے۔ تیری زندگانی کے دن بہت کوتاہ ہیں۔ تیری بزرگی بہت تھوڑی ہے۔ تیری آرزوئیں پست ہیں۔ آہ! یہ زاد راہ کی قلت یہ

رستے کی درازی۔ یہ دور دراز کا سفر۔ یہ منزل کی بزرگی۔

جنگ صفین سے واپسی کے وقت ایک شامی نے سوال کیا کہ کیا یہ ہمارا سفر قضا و قدر الٰہی کے موافق تھا اور مراد اس شامی کی یہ تھی کہ جب یہ سفر قضا و قدر کے موافق ہوا تو ہم اس بارے میں مجبور تھے لہٰذا وہ تکالیف جو ہم نے اس سفر میں اٹھائیں اُنکا ثواب کیا مل سکتا ہے؟ حضرت نے اُسکے جواب میں فرمایا۔ افسوس ہو تجھ پر اے سائل۔ کیا تو نے یہ گمان کر لیا ہے کہ یہ سفر قضا و قدر کی وجہ سے لازم و واجب تھا۔ اور تو اس سفر میں بالکل مجبور تھا۔ اگر فی الحقیقت یونہی ہوتا تو ثواب و عتاب باطل ہو جاتا۔ وعدہ وعید ساقط ہو جاتے۔ بیشک خداوند عالم نے اپنے بندوں کو عبادت کا حکم دیا ہے اور انہیں اسکا اختیار بھی دیدیا ہے (چاہیں کریں چاہیں نہ کریں) انہیں ڈرانے کے لئے معاصی سے نہی فرمائی ہے۔ انہیں نہایت ہی آسان تکلیف دی ہے۔ اور کسی امر دشوار ما فوق الطاقہ کی انہیں تکلیف نہیں دی۔ تھوڑی سی عبادت پر بہت سا ثواب عطا کیا ہے۔ گناہگاروں نے مغلوب و مقہور ہو کر اسکا گناہ نہیں کیا (قضا و قدر کے زبردست ہاتھوں نے انہیں گناہوں پر متوجہ نہیں کیا) مجبوری اور کراہت کی حالت میں اسکی اطاعت نہیں کی (یہ بات نہیں کہ وہ اطاعت کرنے پر مجبور رہے تھے) اس نے انبیا کو یونہی بطور لہو و لعب مبعوث نہیں کیا۔ کتب آسمانی کو یونہی فضول اور عبث طریقہ سے نازل نہیں فرمایا۔ آسمان۔ زمین۔ اور جو کچھ بھی ان دونوں میں موجود ہے انہیں باطل طریقہ سے خلق نہیں کیا۔ تیرا یہ گمان ان لوگوں کا سا ہے جو کافر ہو گئے ہیں۔ اور کافر ہو جانے والوں کے لئے آتش جہنم کا کنواں موجود ہے۔

حکمت کو حاصل کرو۔ جہاں کہیں بھی ہو۔ کیونکہ حکمت جب منافق کے سینے میں ہوتی ہے تو اسے اضطراب لاحق ہوتا ہے حتے کہ وہ وہاں سے نکل آتی ہے۔ اور مومن کے سینہ میں آکر تسکین پاتی ہے جو اسکا اہل ہے۔ حکمت مومن کی ایک گم شدہ چیز ہے۔ لہٰذا حکمت کو حاصل کرو۔ گو اہل نفاق سے حاصل کرنی پڑے۔ ہر ایک مرد کی قیمت اسکے حسن عمل کے موافق ہے۔ میں تمہیں پانچ وصیتیں کرتا ہوں۔ اگر تم اونٹوں پر سوار ہو کر بھی ان وصیتوں کو حاصل کرنے کی تلاش میں جاؤ تو بیشک

زیبندہ ہے۔ وہ وصایا یہ ہیں۔ تم میں سے کوئی شخص سوائے اپنے پروردگار کے اور کسی سے امید نہ رکھے۔ سوائے اپنے گناہ کے اور کسی چیز سے نہ ڈرے۔ اگر کسی سے ایسی چیز کا سوال کیا جائے جسے وہ نہ جانتا ہو تو اپنی نادانی اور لاعلمی کے اعتراف و اقرار میں ہرگز حیا نہ کرے۔ صاف کہدے کہ میں نہیں جانتا۔ جو شخص جس چیز کو نہیں جانتا اس کے حاصل کرنے میں ذرا شرم نہ کرے اور صبر و شکیبائی تم پر واجب ہے۔ کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے اس جسم میں کونسی بہتری ہے جسکا سر موجود نہو۔ اسی طرح اس ایمان میں کوئی خوبی نہیں جسکے ساتھ صبر نہو۔ ایک شخص کے جواب میں فرمایا جو حد سے زیادہ آپ کی مدح و ثنا کر رہا تھا۔ حالانکہ وہ آپ کی دشمنی کے ساتھ متہم تھا۔ میں اس بات سے بہت پست ہوں جو تو کہہ رہا ہے اور اس امر سے بہت بالا ہوں جو تیرے دل میں ہے۔

وہ منافع جو جہاد راہ خدا کے بعد باقی رہجاتے ہیں انکے اعداد کی بقا بہت زیادہ ہے۔ اس کی منفعت کے نتیجے اولاد کی کثرت اور اموال کی تعداد کے باقی رہنے سے بہت زیادہ ہوتے ہیں ضعیف العمر انسان کی رائے میرے نزدیک ایک نوخیز لڑکے کی قوت سے بہتر ہے۔ میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو رحمت الٰہی سے مایوس ہے حالانکہ خدا نے اسے استغفار کی اجازت دے رکھی ہے جس شخص نے اپنے اور خدا کے درمیان اصلاح کی (اعمال عبادات پر کاربند ہوا) پروردگار عالم اس کے اور لوگوں کے درمیان اصلاح کر دیگا۔ جو شخص اپنے امر آخرت کی اصلاح کریگا۔ خداوند عالم اس کے دنیاوی امور کی اصلاح فرما دیگا۔ جو شخص اپنے نفس سے نصیحت حاصل کریگا۔ خداوند عالم اس کے لئے ایک محافظ مقرر کر دیگا۔ کامل اور پورا فقیہ وہی ہے جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے ناامید نہ کرے۔ انہیں راحت اور عذاب خدا کی رہائی سے مایوس نہ کرے۔ اور کسی وقت انہیں خداوند کریم کے عذاب سے بیخوف نہ رکھے۔ بیشک یہ دل بدنوں کی مانند ملول و خستہ ہوجاتے ہیں۔ انکے واسطے طرح طرح کی تازہ بتازہ حکمتیں (نصیحتیں) طلب کرو۔ کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہے کہ بار الٰہا میں فتنہ میں گرفتار ہونے سے تیری طرف

پناہ لے جاتا ہوں۔ کیونکہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو فتنہ میں مبتلا نہو (کون شخص ایسا ہے جو صاحب مال و اولاد نہیں۔ تقریباً سبھی ہیں) مگر ہاں گمراہ کر دینے والوں سے پناہ مانگنی چاہئے کیونکہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔ اور معنی اس کی یہ ہیں کہ پروردگار مال اور اولاد عطا کر کے آزمائش کرتا ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون شخص اس کے رزق سے ناخوش ہے اور کون اس کی قسمت پر راضی ہے۔ اگرچہ پروردگار عالم انکے نفوس سے زیادہ انہیں جانتا ہے مگر یہ آزمائش محض اس لئے ہے کہ جو اعتقاد ان کے دل میں ہو اسی کے موافق اعمال سرزد ہوں اور وہ عذاب و ثواب کے مستحق ہو جائیں۔ اسلئے کہ بعض ان میں سے اولاد ذکور کو دوست رکھتے ہیں اور لڑکیوں کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے مال کی زیادتی اور اسکی منفعت کو دوست رکھتے ہیں اور اس میں رخنہ اندازی کو بالکل دشمن سمجھتے ہیں۔

حضرت سے دریافت کیا گیا کہ خیر (نیکی) کیا چیز ہے؟ فرمایا خیر یا نیکی یہ نہیں ہے کہ تیرا مال کثیر ہو جائے۔ تیری اولاد بڑھ جائے۔ لیکن خیر یہ ہے کہ تیرے علم و عمل میں ترقی ہو۔ تیرا علم کثیر ہو جائے تو اپنے پروردگار کی عبادت کر کے لوگوں پر فخر کرے۔ پس اگر تونے کار نیک کیا تو خدا کا شکر کر۔ اور اگر کسی بدکاری کا مرتکب ہوا تو خدا سے مغفرت طلب کر۔ کیونکہ دنیا میں دو شخصوں کے سوا اور کسی کے واسطے خیر نہیں۔ ایک تو وہ شخص جس نے گناہ کیا اور پھر توبہ و استغفار کے ساتھ اس کا تدارک کر لیا۔ دوسرا وہ شخص جو اعمال نیک میں عجلت کرتا ہے۔ عمل بالتقویٰ کو کم نہیں کرتا۔ اور وہ عمل کیونکر کم ہو جسے خداوند عالم قبول فرماتا ہے۔

پیغمبروں سے وہی شخص منسوب ہو سکتا ہے جو اس چیز کو سب سے زیادہ جانتا ہو جسے وہ لیکر آئے ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "ابراہیم کے ساتھ منسوب ہونے کے قابل وہی شخص ہیں جنہوں نے ابراہیم کی اور اس نبی (پیغمبر آخر الزماں) کی متابعت کی اور جو ایمان لائے۔"

پھر فرمایا۔ "بیشک محمد کا دوست وہی ہے جو خدا کا مطیع ہو۔ اگرچہ بلحاظ رشتہ و قرابت دور ہو۔ اور دشمن محمد کا وہی شخص ہے جو خدا کی نافرمانی کرے۔ اگرچہ بلحاظ رشتہ داری نہایت

زیادہ قریب ہو۔

نیز آپ نے سنا کہ جماعت حروریہ خوارج میں سے ایک شخص تہجد گزار ہے۔ قاری قرآن ہے۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا کہ اعتقاد حقہ کو سینہ میں جگہ دئے ہوئے سور ہنا حالت شک میں گرفتار رہکر نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔

جب کسی حدیث کو سنو تو اسے یاد رکھو اور سمجھنے اور تدبر کرنے کے لئے یاد رکھو نہ کہ روایت کرنے اور دوسرے شخص تک پہنچانے کے لیے۔ کیونکہ علم کے راوی اور ناقل تو بہت ہیں۔ لیکن اسکی رعایت کرنے والے نہایت قلیل ہیں۔

ایک شخص نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہم خدا کے ہی واسطے ہیں اور اسی کی طرف رجوع ہونیوالے ہیں۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا ہمارا انا للہ کہنا گویا اس امر کا اقرار ہے کہ خدا ہمارے نفسوں کا مالک ہے۔ اور ہمارا انا الیہ راجعون کہنا اس بات کا اعتراف ہے کہ ہمارے نفس ہلاک ہونے والے ہیں۔

ایک گروہ نے آپ کے سامنے آپ کی تعریف کی تو فرمایا۔ بار الٰہا تو میرے نفس سے زیادہ مجھے جانتا ہے اور میں اپنے نفس کو (تعریف کرنیوالوں) سے بہتر جانتا ہوں۔ بار الٰہا! ہمیں اس شخص سے بہتر بنا دے جسکا یہ گمان کرتے ہیں اور ہماری ان باتوں سے درگزر فرما جن کا انہیں علم نہیں۔

لوگوں پر عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں بادشاہوں کا مقرب بدگو کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ فاسق و فاجر اس زمانہ میں خوشحال سمجھا جائیگا۔ منصف و عادل ضعیف و ناتوان کر دیا جائیگا۔ صدقہ دینے کو لوگ قرض دینا سمجھیں گے۔ (اس کے معاوضہ کے طالب ہونگے) صلہ رحم کر کے احسان جتائینگے۔ عبادت کر کے لوگوں پر بزرگی چاہیں گے۔ اس زمانہ میں بادشاہ غلاموں اور لونڈیوں کی مشورے پر کاربند ہوگا۔ اس کی حکومت لڑکوں کی سی حکومت ہوگی۔ اسکی تدبیریں خواجہ سراؤں اور زنانوں کی سی ہونگی۔

حضرت ایک ازار پہنے ہوئے تھے جو بالکل پرانی تھی جس میں جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے۔ کسی نے

دریافت کیا کہ اس میں کیا مصلحت ہے؟ فرمایا۔ دل اسکے سبب سے فروتنی اختیار کرتا ہے۔ نفس ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور مومن اسکی پیروی کرتا ہے۔

دنیا اور آخرت دو دشمن ہیں۔ جن کے آثار ایک دوسرے سے بہت علٰحدہ ہیں۔ دو مختلف رستے ہیں۔ پس جس شخص نے دنیا کو دوست رکھا۔ اسکی دوستی کی۔ اس نے آخرت کو دشمن سمجھا اور اس سے عداوت اختیار کی۔ یہ دونو (دنیا و آخرت) مشرق و مغرب کی مانند ہیں۔ اور چلنے والا اس کے درمیان میں موجود ہے۔ اب جس قدر ایک سمت سے قریب ہوگا اسی قدر دوسری سے بعید ہوتا جائیگا۔

ان اوصاف کے بعد یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یہ دونو وہ عورتیں ہیں جو ایک مرد کے نکاح میں ہوں۔ (پھر کیونکر آپس میں متفق ہوں۔ سوتیاڈاہ تو مشہور ہے)۔

نوف بکالی سے روایت ہے کہ ایک رات امیرالمومنین کو میں نے دیکھا کہ آپ اپنی خوابگاہ سے باہر نکلے۔ ستاروں کی طرف نظر کی۔ اور فرمایا اے نوف کیا تو سو رہا ہے یا بیدار ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں جاگ رہا ہوں۔ یہ سنکر فرمایا۔ اے نوف خوشا حال ان لوگوں کا جو دنیا سے بے رغبت ہوں۔ آخرت کے خواہشمند ہوں۔ یہ ایسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے زمین کو اپنی نشست کے لئے مقرر کر لیا ہے۔ فرش خاک کو اپنی خوابگاہ بنایا ہے۔ آب زمین کو اپنی لذت سمجھ رکھا ہے۔ قرأت قرآن کو اپنے دل کا لباس بنا لیا ہے۔ اور دعاؤں کو اپنی ردا مقرر کر لیا ہے۔ انہوں نے حضرت عیسٰے کے چلن پر دنیا کو کاٹ ڈالا ہے۔ اے نوف! بیشک داؤد علیہ السلام رات کو اسی وقت اٹھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ایسی ساعت ہے کہ بندہ اس وقت جو دعا کرے خداوند عالم اسے قبول کر لیتا ہے۔ مگر ہاں جو شخص دس حصّوں میں سے ایک حصّہ لینے والا ہو (بادشاہ جور کی طرف سے محصول لگانے والا ہو) یا ستمگر اور چور ہو۔ یا سلاطین و حکام جور کی طرف سے کوتوال ہو۔ یا طنبور نواز ہو۔ یا نقارچی ہو۔ ایسے بندے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

پروردگار عالم نے تم پر عبادات واجبہ کو فرض کیا ہے۔ انہیں ضائع نہ کرو۔ تمہارے لئے حدود کو مقرر کر دیا ہے۔ ان سے تجاوز نہ کرو۔ محرمات سے تمہیں نہی فرمائی ہے۔ اس کی حرمت کی ہتک نہ کرو۔ ان سے باز رہو۔ اور اکثر اشیائے مباح کے بارے میں خوشی اختیار کی ہے۔ اور فراموشی کی وجہ سے ان کے بیان کو ترک نہیں کیا۔ پھر تم ان کے حاصل کرنے میں کیوں تکلیف اٹھاتے ہو۔

لوگ اپنی دنیا کی اصلاح کے لئے اپنے دین میں سے کسی شے کو ترک نہیں کرتے۔ مگر پروردگار عالم ان پر ایسی مصیبتوں کے دروازے کھول دیتا ہے کہ جن کا ضرر منفعت دنیوی سے زیادہ ہوتا ہے۔

اکثر اوقات عالم کو اس کی جہالت نے ہلاک کر دیا۔ حالانکہ اسے علم تھا۔ مگر اس علم نے اسے کوئی نفع نہ پہنچایا۔

ایک گوشت کا ٹکڑا جس سے انسان کی بزرگی متعلق ہے۔ یہ بھی انسان میں عجیب وغریب چیز ہے۔ وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔ اور حکمت اسکی مددگار ہے۔ معاندین کے دل حکمت سے خالی ہوتے ہیں۔ پس اگر اسے کسی چیز کی امید ہو تو طمع اسے ذلیل کر دیتی ہے اور اگر طمع کا ہیجان ہو تو حرص اسے ہلاک کر دیتی ہے۔ اگر یاس اس پر مسلط ہو جائے تو تاسف اور افسوس اسے مار ڈالتا ہے۔ اگر غضب اسے عارض ہو تو خشمناکیاں شدید ہو جاتی ہیں۔ اگر خوشی وخرمی اس کی مساعدت کرے تو وہ بیداری اور ہوشیاری کو فراموش کر دیتا ہے۔ اگر ناگہاں اسے خوف لاحق ہو جائے تو یہ خوف اسے روگرداں کر دیتا ہے۔ اگر امن اس کے واسطے وسیع ہو تو غرور اسے اُٹھا لیجاتا ہے۔ اگر کوئی مصیبت اس پر پڑ جائے تو آہ وزاری اسے رسوا کر دیتی ہے۔ اگر کسی مال کو حاصل کرے تو یہ تونگری اسے گمراہ کر دیتی ہے۔ اگر فقر وفاقہ کے دانت اسے کاٹ کھائیں تو یہ بلا اسے (جملہ امور سے) روگرداں کر دیتی ہے۔ اگر بھوک کی تکلیف ہو تو ضعف اسے بٹھا دیتا ہے۔ اگر اسکا شکم سیر ہونا حد سے گزر جائے تو پرخوری بھی اسے تکلیف دیئے

بغیر نہیں رہتی۔ لہذا ہر ایک تقصیر اور کمی اسے نقصان پہنچانے والی ہے۔ اور ہر ایک افراط (حد سے گزر جانا) اسے فاسد کر دینے والی۔

ہم ائمہ ہدٰے وسط و عدل کی مسند ہیں۔ جس سے ہر ایک تفریط کنندہ اور تقصیر کرنے والا ملحق ہوتا ہے۔ اور ہر ایک حق سے تجاوز کرنے والا اسی کی طرف رُخ کرتا ہے۔ (ہم حق سے واصل ہونے کے لئے طریقۂ عدل و متوسط ہیں) جس شخص نے ہمارے حق میں تقصیر کی۔ ہماری منزلت کو نہ پہچانا۔ اسے لازم ہے کہ ہم سے ملحق ہو جائے۔ تاکہ اسے کمال میسّر ہو۔ علےٰ ہذا وہ شخص جو ہمارے مرتبہ سے تجاوز کر گیا۔ غالی ہو گیا۔ اس پر واجب ہے کہ ہماری معرفت کی طرف پلٹ آئے۔ تاکہ اسکا اعتقاد مستقیم ہو۔

خداوند تعالےٰ کے حکم کو وہی قائم رکھ سکتا ہے جو خلقت کے ساتھ بمدارات پیش آئے۔ خلقت کا مطیع نہ ہو۔ اور جا ہائے طمع کی پیروی کرنے والا نہ ہو۔

جو شخص ہم اہلبیت کو دوست رکھتا ہے اسے فقر کا لباس پہننے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ عقل سے زیادہ کوئی مال نفع بخش نہیں۔ تکبّر سے زیادہ کوئی تنہائی وحشتناک نہیں۔ تدبیر و تدبّر سے زیادہ کوئی عقلمندی نہیں۔ تقوےٰ و پرہیزگاری کے برابر کوئی بزرگی نہیں حسن خلق سے اچھا کوئی مصاحب نہیں ہو سکتا۔ ادب و علم سے بڑھکر کونسی میراث ہے؟ توفیق خداوندی سے بہتر کوئی چیز پیشرو ہو سکتی ہے؟ عمل صالح کے برابر کوئی تجارت نہیں۔ ثواب سے بہتر کوئی نفع نہیں۔ شبہات کے وقت ٹھیر جانے سے عمدہ کوئی پرہیزگاری نہیں۔ محرمات سے بچنے کے برابر کوئی زہد نہیں۔ فکر کرنے سے زیادہ کوئی علم نہیں۔ واجبات کے ادا کرنے کے برابر کوئی عبادت نہیں۔ حیا اور صبر کے برابر کوئی ایمان نہیں۔ تواضع اور فروتنی سے عمدہ کوئی بزرگی نہیں۔ مشورہ کرنے سے مضبوط کوئی معاون و مددگار نہیں۔

جس زمانے میں کہ صلاح و نیکوکاری کا زمانہ و اہل زمانہ پر غلبہ ہوا اس وقت ایک شخص دوسرے سے بدگمان ہوا جس سے کوئی رسوائی کی بات ظاہر نہیں ہوئی تو بیشک اس نے ستم کیا اور

جبکہ فتنہ وفساد نے دنیا واہل دنیا کو مغلوب کر دیا اس وقت ایک شخص نے دوسرے سے حسن ظن رکھا تو بیشک اسنے فریب کھایا۔

حضرت سے دریافت کیا گیا کہ اب آپ اپنے آپ کو کس طرح پاتے ہیں آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔ اس شخص کے حال کی کیا پوچھتے ہو جو زمانۂ بقا میں فانی ہو۔ زمانۂ صحت میں مریض ہو اور اسکے امن وغفلت کی جگہ (دنیا) سے خوف اسکی طرف رُخ کر رہا ہو۔

بہت سے صاحب جاہ ومنزلت جن پر خداوند عالم نے احسان کیا ہے بے توفیق ہیں۔ بہت سے اسی بات پر مغرور ہیں کہ خداوند عالم نے انکی پردہ پوشی کر رکھی ہے۔ بہت سے لوگ اسی پر مفتون ہیں کہ ان کی شان میں لوگ اقوال نیک بیان کر رہے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ ہر ایک شخص کو پروردگار عالم نے مہلت دینے اور عذاب میں تاخیر کرنے کے ساتھ آزمایا ہے۔

دو شخص میرے سبب سے ہلاک ہونگے۔ ایک تو حد سے گزرنے والا اور غلو کرنے والا دوست (جو مجھی درجۂ امامت سے درجۂ نبوت یا الوہیت تک پہنچاتا ہے) دوسرا میرا دشمن۔ مجھ سے دشمنی کرنے والا (جو مجھے درجۂ امامت سے گھٹا کر مرتبۂ ماموميت میں داخل کرتا ہے)

وقت فرصت کا ضائع کرنا غصہ واندوہ میں گرفتار کرتا ہے۔

دنیا کی مثال اس سانپ کی سی ہے جو چھونے سے تو نہایت ملائم نرم ونازک معلوم ہوتا ہے مگر زہر جو اسکی کچلیوں میں بھرا ہوا ہے وہ مُہلک اور قاتل ہے۔ فریب خوردہ جاہل تو اسکا شیفتہ ہوتا ہے مگر عقلمند اور دانا انسان اس سے حذر ہی کرتا ہے۔

قبیلۂ قریش کا حضرت سے حال پوچھا گیا۔ فرمایا۔ بنی مخزوم قریش کی خوشبو ہیں۔ تو ان کے مردوں کی گفتگو کو (بسبب فصاحت) دوست رکھتا ہے۔ ان کی عورتوں سے نکاح کرنے کی (بسبب حسن وملاحت) رغبت کرتا ہے۔ اور بنی عبد الشمس بلحاظ رائے وتدبیر گروہ قریش میں بہت دور ہیں (ان کا رتبہ بڑھا ہوا ہے۔ نہایت ہی صاحب تدبیر ہیں) اور ان امور کو جو گروہ قریش کے پس پشت ہیں۔ ان سے منع کرنے والے ہیں۔ (دفع حوادث ومصائب کے

وقت صاحب اتفاق و حمیت ہیں) اب رہے ہم (بنی ہاشم) ہم لوگ جو چیز بھی ہمارے ہاتھوں میں ہے اسے بخشنے والے ہیں۔ ہم موت کے وقت (جہاد میں) نہایت ہی جوانمرد ہیں۔ وہ لوگ (بنی مخزوم و بنی عبد الشمس) تو بیشتر مکار ہیں۔ لوگوں کے ساتھ ان کی طرز معاشرت اچھی نہیں ہے اور ہم (گفتگو کے وقت) نہایت ہی فصیح ہیں (بوقت رفتار) نصیحت کرنے والے ہیں (کہ اس اس طریقہ سے چلو۔ آرام پاؤ گے۔ ہم فریبی نہیں) اور (بلحاظ طرز معاشرت) نہایت ہی خوشرو اور صبیح ہیں۔

ان دو کاموں میں کس قدر فرق ہے۔ ایک عمل تو وہ ہے جس کی لذت فنا ہو جاتی ہے۔ مگر اس کی تکلیف باقی رہجاتی ہے۔ دوسرا وہ ہے جس کی تکلیف مٹ جاتی ہے۔ اور اجر و ثواب باقی رہجاتا ہے۔

ایک جنازے کی مشایعت میں تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک شخص کی ہنسی گوشزد ہوئی۔ فرمایا۔ گویا اس دنیا میں موت ہمارے غیر کے واسطے ہی لکھی گئی ہے۔ گویا موت ہمارے غیر پر ہی لازم و واجب کردی گئی ہے۔ گویا یہ مسافر مردے جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں عنقریب ہمارے پاس پلٹ آئیں گے۔ ہم انہیں انکی قبروں میں جگہ دیتے ہیں۔ ان کا مال میراث کھاتے ہیں۔ آہ! ہم نے ہر ایک نصیحت دینے والے کام کو فراموش کردیا۔ (ہم تغیرات دنیا کو بھول بیٹھے) ہم نے ہر نفس ناصح کو بھلا دیا (مرنے والوں کی حالت کو فراموش کر بیٹھے) حالانکہ ہم ہر ایک مصیبت اور آفت میں پھنسے گئے ہیں۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو فی نفسہ ذلیل ہوا جسکا عمل پاک و صاف ہوگیا۔ جس کی خصلتیں نیک ہوگئیں جو حسن خلق کی تصویر بن گیا۔ جس نے اپنے خرچ سے بچ جانے والے مال کو راہ خدا میں صرف کیا۔ جس نے فضول باتوں سے اپنی زبان کو روکا۔ جسکی برائیں لوگوں سے دور ہوگئیں۔ طریقہ نبوی جس کے لئے تنگ نہوا۔ جو کسی بدعت سے منسوب نہوا۔ بعض لوگ اس کلام کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے منسوب کرتے ہیں۔

عورت کی غیرت و حمیت کفر ہے (کیونکہ اسے کبھی پسند نہیں کہ دوسری عورت اسکے شوہر سے

ہم پہلو ہو۔ حالانکہ خداوند عالم نے اسے حلال کیا ہے) اور مرد کی غیرت ایمان ہے (کیونکہ وہ ہرگز اس امر کو نہیں دیکھ سکتا کہ کوئی دوسرا شخص اسکی عورت کے فرش پر پاؤں رکھے۔ اور خداوند عالم نے بھی اس امر سے نہی فرمائی ہے)

میں اسلام کی ایسی صفت بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کی۔ سنو! اسلام کیا ہے؟ وہ (بہ نسبت احکام خدا) تسلیم و رضا ہے تسلیم و رضا ہے۔ وہ (اعتقادات حقہ کا) یقین ہے یقین ہے۔ وہ (پیغمبر کی) تصدیق ہے۔ تصدیق ہے۔ وہ (اطاعت خدا و رسول کا) اقرار ہے اقرار ہے۔ وہ ادائے اطاعت ہے۔ ادائے اطاعت ہے۔ اور اس ادائے اطاعت کے لئے عمل و عبادت لازم ہے۔

میں بخیل کی حالت پر تعجب کرتا ہوں کہ وہ فقر و فاقہ جس سے وہ گریز کرتا ہے۔ اسی کی طرف نہایت عجلت کے ساتھ رُخ کر رہا ہے۔ وہ تونگری جسکا وہ طالب ہے اسی کو کھوئے دیتا ہے۔ وہ دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور آخرت میں امیروں کی طرح حساب دینے کے لئے تیار ہے۔

مجھے متکبر کی حالت پر سخت تعجب ہے جو کل تو ایک قطرۂ منی تھا اور بروز فردا ایک گندہ مردار ہو جائے گا۔

جو شخص خداوند عالم کے وجود میں شک کرتا ہے۔ میں اسکی حالت پر بہت متعجب ہوں حالانکہ وہ مخلوقات کو دیکھ رہا ہے۔ اور پھر بھی متشکک ہے۔

مجھے تعجب آتا ہے اس شخص پر جو اپنی موت کو بھول بیٹھا۔ حالانکہ وہ روزانہ مرنے والوں کو دیکھ رہا ہے۔

اس شخص کی حالت پر جتنا تعجب ہو تھوڑا ہے جو عالم آخرت کا منکر ہے۔ حالانکہ عالم دنیا اس کے سامنے موجود ہے۔

اس شخص کی حالت بھی میرے نزدیک سخت تعجب خیز ہے جو سرائے فانی کی تعمیر میں مصروف ہے اور باقی رہنے والے مکان کو چھوڑ رہا ہے۔

جس شخص نے عمل و عبادت میں کوتاہی کی وہ رنج و اندوہ میں مبتلا ہو گیا۔ خداوند عالم کو اس شخص کی کچھ احتیاج نہیں۔ وہ کبھی اسکی پرواہ نہ کریگا جسکے نفس اور مال میں اسکا حصہ نہ ہو۔

اول وقت میں سردی سے بچو اور آخر میں اس کے پھل کھاؤ۔ کیونکہ بدنوں میں وہ پہلے پہل وہی اثر کرتی ہے جو درختوں میں کہ اول میں تو وہ ان کو جلا دیتی ہے اور آخر میں کونپلیں نکالتی ہے۔

خداوند عالم کو بزرگ سمجھ لینا مخلوقات کو تیری نگاہوں میں حقیر کر دے گا۔

جنگ صفین سے پلٹتے ہوئے نواحی کوفہ کے ایک قبرستان میں سے حضرت کا گزر ہوا۔ اس قبرستان کو دیکھکر فرمایا۔ اے وحشتناک مکانوں کے باشندو۔ اے بے آب و گیاہ مقامات کے رہنے والو۔ اے تنگ و تاریک قبروں کے ساکنو! اے خاک نشینو! اے غربت میں بسر کرنے والو! اے صاحبان تنہائی! اے صاحبان وحشت! تم ہمارے پیشرو ہو اور ہم تمہارے پیرو ہیں عنقریب تم سے ملحق ہو جائیں گے۔ تمہارے گھروں میں اور لوگ آ بسے۔ تمہاری بیویوں نے اور نکاح کر لئے۔ تمہارے اموال تقسیم ہو گئے۔ ہم نے تو تمہیں یہ خبر سنادی۔ تم بھی ہمیں کچھ خبر دو گے۔ یہ فرما کر اصحاب سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے تو بیشک یہ تمہیں خبر دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بہترین توشۂ آخرت تقوٰے و پرہیزگاری ہے۔

ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دنیا کی خدمت کر رہا ہے فرمایا۔ اے دنیا کی خدمت کرنے والے! اے دنیا کے فریب میں آجانے والے! تو اس کے فریب میں آ کر پھر اسکی خدمت کر رہا ہے کیا تو اسکا مجرم ہے یا یہ تیری گنہگار ہے۔ اس نے تجھے کب حیران کیا۔ کس وقت فریب دیا۔ کیا تیرے آباؤ اجداد کی پرانی قتلگاہوں یا تیری ماؤں کی خاک کے نیچے واقع ہونے والی خوابگاہوں کی سبب سے تجھے اس نے فریب دیا ہے۔ تو نے اکثر مریضوں کی دستگیری کی۔ اکثر بیماروں کے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ ان کے واسطے شفا کا طالب ہوا۔ اطبا کے سامنے ان کے حالات بیان کئے مگر تیری ان شفقتوں اور مہربانیوں نے انہیں کچھ بھی نفع نہ پہنچایا۔ کسی ایک کے بارے میں بھی تیرا مطلب نہ بر آیا۔ ایک مریض سے بھی اپنی قوت کے ساتھ بیماری کو دفع نہ کرسکا۔ دنیا نے اپنے

آپ کو اتنی مثالوں میں تیرے سامنے ظاہر کر دیا اور ان ہلاک ہونیوالوں کے لباس میں آ کر بتا دیا کہ تو بھی ہلاک ہو جاویگا۔

دنیا اس شخص کے لئے جو اسکی تصدیق کرے ایک سچا مکان ہے جو اسکی باتوں کو سمجھے۔ اس کی واسطے عافیت اور امن کا گھر ہے۔ جو شخص اس سے زاد راہ آخرت حاصل کرے اسکے واسطے تونگری کا مقام ہے۔ جو شخص اسکی نصیحت قبول کرے اسکے لئے دار النصیحت ہے۔ یہ دنیا دوستان خدا کے عبادت کرنے کی جگہ ہے۔ یہ ملائکۂ الٰہی کے دعا کرنے کا مقام ہے۔ یہ وحی الٰہی کے نازل ہونے کی جگہ ہے۔ دوستان خدا کی تجارت کی منڈی ہے۔ وہ اسی دنیا میں خدا کی رحمت حاصل کرتے ہیں انہیں اسی دنیا میں جنت نفع میں ہاتھ آتی ہے۔ اب کون شخص دنیا کی مذمت کر سکتا ہے۔ حالانکہ دنیا نے اپنی جدائی کی خبر دیدی ہے۔ الفراق الفراق کی آواز بلند کر رکھی ہے۔ اپنی اور اپنے اہل کی توصیف بیان کر دی ہے۔ (کہ سب کے سب فانی ہیں)۔ آخرت کی تکلیفیں اپنی زحمتوں کی تصویریں پیش کر دی ہیں۔ (اہل دنیا کو بتا دیا کہ تکلیف اس چیز کا نام ہے۔ اب آخرت کی تکلیف کا اندازہ کر لو) اپنی خوشحالیوں کے سبب سے آخرت کے عیش و سرور کا انہیں مشتاق کر دیا ہے۔ اسنے عافیت اور صحت کی حالت میں شام کی۔ اور ایسی حالت میں صبح کی کہ شوق دلا کر۔ ڈرا کر۔ دھمکا کر۔ خوف دلا کر۔ اہل دنیا کو رنج و اندوہ پہنچا رہی ہے۔ پس اب ندامت اور پشیمانی کی صبح کے وقت اسکی مذمت کرتے ہیں۔ (جب رہ رہکر افسوس ہوتا ہے کہ ہمنے کیوں اسکی نصیحتوں کو نہ سنا تو مذمت کے لئے زبان کھلتی ہے) اور جن لوگوں کو دنیا نے آخرت کی یاد دلائی انہوں نے اسے یاد کر لیا۔ انہیں اپنے حالات کی خبر دی۔ انہوں نے تصدیق کی۔ انہیں نصیحت کی اور انہوں نے نصیحت حاصل کر لی۔ ایسے لوگ دنیا کی مدح کرتے ہیں۔

خداوند عالم کا ایک فرشتہ روزانہ آواز دیتا ہے۔ اے دنیا والو! موت کی لو سلسلۂ توالد و تناسل قائم کرو۔ فنا ہو جانے کے لئے مال جمع کرو۔ اور خراب ہو جانے کے لئے عمارتیں بناؤ۔

دنیا قائم رہنے والے مکان میں جانے کے لئے ایک گزر گاہ ہے۔ اس دنیا کے لوگوں میں دو

طرح کے آدمی ہیں۔ ایک تو وہ جس نے اپنے نفس کو دنیا کے ہاتھ بیچ دیا۔ اور ہلاک ہو گیا۔ دوسرا وہ شخص جسنے اپنی نفس کو دنیا سے خرید کر اسے (عذاب آخرت سے) آزاد کر دیا۔

دوست اس وقت تک دوست نہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی ان اوقات سہ گانہ میں حفاظت نہ کرے۔ اول نکبت و احتیاج کے وقت۔ دوم اس کے غائب ہو جانے کے وقت۔ سوم اس کے مرجانے کے وقت۔

جسے چار چیزیں دی گئی ہیں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں۔ جسے دعا کی توفیق عطا ہوئی ہے وہ استجابت دعا سے محروم نہیں ہو سکتا۔ جس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے وہ قبول توبہ سے مایوس نہیں۔ جسے استغفار کی اجازت مرحمت ہوئی ہے وہ کیونکر مغفرت سے ناامید ہو سکتا ہے۔ جسے شکر عطا کیا گیا ہے وہ زیادتی نعمت سے محروم نہیں رہ سکتا ہے۔ اور اس قول کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے۔ چنانچہ خداوند عالم دعا کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے ادعونی استجب لکم۔ مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کروں گا۔ پھر استغفار کی نسبت ارشاد ہے ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما۔ جس شخص نے بدکاری کی یا اپنے نفس پر ظلم کیا پھر خدا سے مغفرت کا طالب ہوا تو وہ خداوند عالم کو بخشنے والا اور رحمت کرنے والا پائے گا۔ اور شکر کے بارے میں فرمایا ہے لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں کو زیادہ کر دوں گا۔ اور توبہ کی نسبت ارشاد ہوا ہے انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالۃ ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیہم وکان اللہ علیما حکیما۔ جو لوگ جہالت کی سبب سے بدکاری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ پھر اسکے قریب ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی توبہ کا قبول کرنا خدا پر لازم ہے۔ خداوند عالم ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور خدا دانا۔ راست گفتار اور حکیم درست کردار ہے۔

ہر ایک متقی کی نماز سبب تقرب خداوندی ہے۔ حج ہر ایک ضعیف کا جہاد ہے۔ ہر ایک شے کی ایک زکوٰۃ ہوا کرتی ہے۔ اور بدن کی زکوٰۃ روزے ہیں۔ اور عورت کا جہاد یہی ہے کہ وہ شوہر

سے اچھی طرح پیش آوے۔

صدقہ دے دے کر وسعت رزق کو طلب کرو۔ جو شخص مال بہ چھوڑ جانے کا یقین رکھتا ہے وہ بخشش کرنے میں سخاوت سے کام لیتا ہے۔

خداوند عالم کی اعانت و مدد بقدر احتیاج نازل ہوا کرتی ہے۔

میانہ روی پر کاربند رہنے والا کبھی فقیر نہیں ہوتا۔

اولاد کی قلت کا سبب یہی ہے کہ مالدار ہو کر اور پھر راہ خدا میں صرف نہ کرے۔ خلقت کے ساتھ دوستی کرنا آدھی دانشمندی ہے۔ حزن واندوہ میں مبتلا رہنا آدھا بڑھاپا ہے۔

صبر مصیبت کے موافق نازل ہوتا ہے (جسقدر مصیبت ہوتی ہے اسی قدر پروردگار عالم صبر عطا کرتا ہے) جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا منہہ نوچ لیا اس کا ثواب برباد ہو گیا۔

بہت سے روزہ دار ہیں جنہیں روزے سے سوائے پیاس اور بھوک کے کچھ حاصل نہیں۔ بہت سے نماز گزار ہیں جنہیں سوائے قیام و قعود کی مشقت اُٹھانے کے نماز سے کچھ فائدہ نہیں۔ عقلمندوں کا سونا اور افطار کرنے سے نہایت ہی خوشگوار ہے۔ (احمقوں کا شب زندہ دار رہنا اور روزہ رکھنا کسی کام کا نہیں)۔

صدقہ دیکر اپنے ایمان کے مالک ہو جاؤ۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے اپنے مال کی حفاظت کرو۔ اور دعاؤں کے ساتھ بلاؤں کی موجوں کو دفع کرو۔

کمیل ابن زیاد کہتا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام میرا ہاتھ پکڑ کر صحرا کی طرف لے گئے۔ جب داخل صحرا ہوئے تو آپ نے ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا۔ اے کمیل یہ قلوب علوم کے ظرف ہیں۔ اور عمدہ ظرف وہی ہے جو ان علوم کی نگہداشت کرے۔ اب جو کچھ میں تجھ سے بیان کرتا ہوں اسے یاد رکھنا۔ سُن! آدمیوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو عالم ربّانی ہے۔ (جو معرفت الٰہی کو جانتا ہے) دوسرا طالب علم ہے اور نجات و رستگاری کے رستے پر قائم ہے (اگرچہ عالم نہیں) تیسرے وہ لوگ ہیں جو عالم ہیں نہ متعلم۔ یہ لوگ نہایت ہی پست فطرت اور احمق ہیں۔ بھیڑ بکری کی طرح

دکھائی دیا۔ (یہ دونو شخص بھی اس علم کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ اور) یہ دونو شخص بھی کسی چیز میں دین کی رعایت کرنے والے نہیں۔ یہ دونو چرنے والے چارپایوں کے بالکل مشابہ ہیں۔ آہ افسوس! اسی طرح اپنے اٹھانے والوں کی موت کے سبب سے علم بھی فنا ہو جاتا ہے۔ بارالہا! ہاں بیشک حجت قائم الہیٰ سے زمین خالی نہیں ہوتی۔ یا تو وہ ظاہر بظاہر مشہور ہو۔ یا خوف کی حالت میں لوگوں سے پوشیدہ ہو تاکہ خدا کی حجتیں اور اس کے شاہد ضائع نہ ہو جائیں۔ اس زمانہ کی کیا مقدار ہے؟ وہ ائمہ کا گروہ کہاں ہے؟ قسم خدا کی یہ ائمہ از روئے تعداد نہایت قلیل ہیں۔ مگر از روئے مرتبہ و منزلت نہایت بزرگ ہیں۔ انہیں کے سبب سے پروردگار عالم اپنی حجتوں اور اپنے شاہدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ جبتک کہ وہ ان حجج و شواہد کو ان کے سپرد کرتے ہیں جو انہیں کی مانند ہوں۔ اور انہیں (شیعیان خالص) کے دل میں ان کی زراعت کرتے ہیں جو اخلاق و افعال میں ان کے مشابہ ہوں علم و عقل کی فوج نے ان پر ہجوم کر رکھا ہے۔ یہ بصیرت حقیقی پر قائم ہیں۔ یہ لذّت و راحت علم یقینی کے مباشر ہیں۔ ان نفوس مقدس نے ان محنتوں اور مشقتوں کو آسان سمجھ لیا ہے جنہیں دنیا کے نازونعم میں پلے ہوئے دشوار شمار کرتے ہیں۔ اور اس چیز سے مانوس ہو گئے ہیں جس سے نادان جاہل وحشت کھاتے ہیں۔ ان کے بدن دنیا کے مصاحب ہیں۔ لیکن انکی روحیں مقام اعلیٰ کے ساتھ معلق ہیں یہ لوگ زمین خدا میں اس کے خلیفہ ہیں۔ اس کے دین کی طرف بلانے والے ہیں۔ اُوّہ! میں انکے دیدار کا کسقدر مشتاق ہوں۔ اچھا اب (کلام تمام ہوا) تو جہاں چاہے چلا جا۔

آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہیں سہ (تا مرد سخن نگفتہ باشد ؛ عیب و ہنرش نہفتہ باشد)

جس شخص نے اپنی قدر نہ پہچانی وہ ہلاک ہو گیا۔

ایک شخص نے سوال کیا مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا۔ تو ان لوگوں میں سے نہ ہو جو بغیر عمل کے حسن انجام کی امید رکھتے ہیں۔ اور طول امل کے سبب سے توبہ کو تاخیر میں ڈالدیتے ہیں دنیا کی شان میں باتیں تو زاہدوں (دنیا سے بچنے والوں) کی سی کرتے ہیں۔ مگر عمل کرتے ہیں پکے رغبت کرنے والوں اور دنیاداروں کے سے۔ اگر انہیں دولت دنیا عطا کی جائے تو سیر نہیں

ہوتے۔ اگر دنیا کو ان سے روکا جائے تو قناعت نہیں کرتے۔ جو کچھ انہیں (رزق و مال دنیا) دیا گیا ہے اس پر شکر نہیں کرتے۔ اور بقیہ عمر میں زیادتی نعمت کے طلبگار رہیں۔ لوگوں کو گناہوں سے منع کرتے ہیں مگر خود باز نہیں رہتے۔ لوگوں کو اس عبادت کا حکم کرتے ہیں جسے خود نہیں بجا لاتے۔ نیکوں کو دوست رکھتے ہیں مگر انکے سے اعمال نہیں کرتے۔ گنہگاروں کو دشمن سمجھتے ہیں اور خود بھی انہیں میں سے ہیں۔ اپنی گناہوں کے باعث موت کو برا سمجھتے ہیں۔ اور ان گناہوں پر قائم رہتی ہیں جن کی سبب سے موت کو مکروہ سمجھنا پڑتا ہے۔ دنیا کے شائق ہیں جو فانی ہے طلب آخرت میں کاہل ہیں جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ موت سے ڈرتے ہیں اور موت کے واسطے عجلت نہیں کرتے۔ گناہ کی جس مقدار کو اپنے نفس کے لئے تھوڑا سمجھتے ہیں اگر وہی مقدار غیر سے سرزد ہو تو اسے بہت بڑی خیال کرتے ہیں۔ اپنی اسی اطاعت و عبادت کو کثیر سمجھتے ہیں کہ جسے اپنے غیر سے واقع ہونے پر حقیر تصور کرتے ہیں۔ لوگوں پر طعن کرتے ہیں اور اپنے نفس کی خاطر مدارات میں مشغول ہیں فقیروں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر خدا کرنے سے امیروں کے ساتھ رہکر لغو اور عبث افعال میں مشغول رہنا انہیں مرغوب ہے۔ اپنے نفس کے نفع کے لئے غیروں کے ضرر پر حکم کرتے ہیں۔ اور غیروں کے نفع کے لئے اپنے نفس کے ضرر پر حکم نہیں لگاتے۔ اپنے غیر کی راہنمائی کرتے ہیں اور اپنے نفس کو گمراہ کرتے ہیں۔ اس قسم کے شخص (خدا کے سوا) دوسرے کے مطیع ہیں۔ نافرمانبردار ہیں۔ دوسرے سے وعدہ کی وفا کے طالب ہیں اور خود وفا نہیں کرتے۔ خدا سے نہ ڈرنے کے سبب مخلوق سے ڈرتا ہیں۔ اور مخلوق سے ڈرنے کے سبب سے خدا سے نہیں ڈرتے۔

ہر ایک انسان کے لئے خاتمہ ضرور ہے۔ شیریں ہو یا تلخ۔ ہر ایک صاحب اقبال کی لئے ادبار ہے۔ جس چیز نے اس سے رخ پھر الیا ہے وہ گویا تھی ہی نہیں۔ شخص صابر ضرور فتح و فیروزی حاصل کریگا۔ اگرچہ ایک مدت دراز ہو جائے۔ جو شخص کسی جماعت کے فعل سے راضی ہوا تو گویا اسکے ساتھ وہ خود بھی اس فعل میں داخل ہو گیا۔ اور ہر ایک باطل میں داخل ہونے کے لئے دو گناہ ہوتے ہیں۔ ایک تو اس نے عمل باطل کیا۔ دوسرا یہ کہ عمل باطل پر راضی ہوا۔ اس شخص کی

اطاعت کو لازم سمجھو جسکی شناخت میں تم جہالت کا عذر پیش نہیں کر سکتے (اور یہ اطاعت خدا و رسول وخلیفۂ برحق کی اطاعت ہی) اگر تم بینا ہو گئے ہو تو دوسرے کو بھی بینا کر سکتے ہو۔ اگر ہدایت یافتہ ہو تو ہدایت کر سکتے ہو۔ اگر سُن چکے ہو تو دوسرے کو سُنا سکتے ہو۔ ورنہ جو شخص ایسا نہیں وہ بصیرت پیدا کرنے والا۔ ہادی۔ اقوال حقہ کو سنانے والا اور امام و مقتدا کیونکر ہو سکتا ہے؟ اپنے بھائی کو نیکی و احسان کی سزا دے۔ اور انعام و اکرام کے ساتھ اس کے شر کو واپس کردے۔ جس شخص نے اپنے نفس کو تہمت کے مقام میں رکھا تو ہرگز اپنے سے بدگمان ہونے والے کو ملامت نہیں کر سکتا۔ جو شخص بادشاہ ہوا اسے لازم ہے کہ ہر ایک منتخب اور چنندہ چیز کو اختیار کرے۔ جس شخص نے تن تنہا اپنی رائے پر عمل کیا ہلاک ہوا۔ اور جس شخص نے مشورہ کیا۔ مردان دانشمند کے ساتھ عقل و دانش میں ان کا شریک ہو گیا۔ جس شخص نے اپنے بھید کو چھپایا خیر و صلاح اس کے ہاتھ میں ہے۔ فقر و فاقہ ایک زبردست موت ہے (کیونکہ بعض اوقات باعث کفران ہو کر موجب ہلاکت آخرت ہو جاتا ہے) جس شخص نے ایسے انسان کا حق ادا کیا جو اس کا حق ادا نہیں کرتا تو بیشک اسے بندۂ بے دام بنا لیا۔ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہ کرنی چاہئے۔ اس انسان کو سرزنش نہ کرنی چاہئے جو ادائے حق میں تاخیر کر رہا ہے۔ قابل ملامت وہ شخص ہے جو ایسے کام میں دست اندازی کر رہا ہے جس کا اہل نہیں۔ خود پسندی زیادتی نعمت کو روکتی ہے۔ موت قریب ہو اور دنیا کی مصاحبت کا زمانہ قلیل۔ قیامت کی صبح اس شخص کی لئے روشن (اور فرحت بخش) ہی جو دو آنکھیں (علم و عمل) رکھتا ہی۔ (ورنہ قیامت کی صبح تاریک ہوگی معاذ اللہ) گناہوں کا ترک کر دینا طلب قبول توبہ سے آسان تر ہے۔ بسا اوقات ایک طعام مضر کا کھا لینا بہت سے کھانوں سے روک دیتا ہے۔ آدمی اس چیز کا دشمن ہیں جسے نہیں جانتے۔ جس شخص نے مختلف عقلوں اور رایوں کی طرف رخ کیا اسی خطا کی مقامات معلوم ہو جائینگے (تجربہ حاصل ہو جائیگا) جس شخص نے محض للہ خشم و غضب کی سنان تیز کی تو امر باطل میں بڑے بڑے شہزوروں کو قتل کی قوت اسے عطا ہو جائے گی۔ دیانت

کا آلہ وسعت دل ہے۔ بدکردار کو نیک اعمال کی سی جزا دیکر بدکاریوں سے منع کر۔ شر کو ارادی
اپنے دل سے نکال کر دوسرے کے قلب سے بھی نکال دے۔ لجاجت وسنت کرنا رائے کو باطل کرتا
ہے۔ کسی شخص سے کسی چیز کی طمع رکھنا ہمیشہ کی بندگی ہے۔ دو بلانے والے کبھی مختلف نہیں ہوتے
مگر ضروری ہے کہ ایک ان میں سے گمراہی پر ہو۔ جب سے کہ مجھے حق دکھایا گیا ہے میں نے کبھی
اس میں شک نہیں کیا۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ میری کبھی تکذیب نہیں کی گئی۔ میں
کبھی گمراہ نہیں ہوا۔ اور میرے سبب سے کسی کو ضلالت نصیب نہیں ہوئی۔ ظلم وستم میں
سبقت کرنے والا فرداے قیامت میں غصہ و غم کے باعث اپنے کف دست کو کاٹے گا جس
شخص نے حق سے روگردانی کا اظہار کیا وہ ہلاک ہوا۔ جسے صبر نفع نہیں بخشتا اسے آہ وزاری
ہلاک کرتی ہے۔ دنیا سے کوچ قریب ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ مصاحبت پیغمبر تو خلافت کا
حقدار کردے اور جو شخص مصاحب بھی ہو اور خویش بھی وہ خلافت سے محروم رہے۔
اسی خلافت کے بارے میں حضرت نے ایک قطعہ فرمایا ہے۔

فان کنت بالشوری ملکت امورهم	فکیف بھذا والمشیرون غیّبٌ
وان کنت بالقربیٰ احججت خصیمهم	فغیرک اولیٰ بالنبی اقربُ

اگر تو شورے واجماع کے سبب سے امور مردم کا مالک ہو گیا تو یہ شورے واجماع متحقق کیونکر ہوا۔
کیونکہ صاحبان شورے (بنی ہاشم) تو غائب ہی ہیں۔ (وہ تو اس اجماع میں شریک ہی نہیں)۔
اور اگر تو نے قرابت پیغمبر کی دلیل پیش کر کے ان میں سے مدمقابل کو مغلوب کر دیا تو اس لحاظ
سے بھی تیرا غیر (امیر المومنین علیہ السلام) قرابت پیغمبر کا زیادہ سزاوار ہے اور وہ پیغمبر کا
نہایت ہی قریب ہے۔
بے شک انسان دنیا میں وہ نشانہ ہے جس پر موت کے تیر پڑ رہے ہیں۔ ایک ایسی غارت شدہ
چیز ہے کہ رہ رہکر جس پر مصیبتیں ٹوٹی پڑتی ہیں۔ ہر ایک گھونٹ کے ساتھ گلا گھٹتا ہے۔
اور ہر ایک لقمہ کے ساتھ غم و غصہ کھانا پڑتا ہے۔ بندہ ہر ایک نعمت تک دوسری سے جدا ہو کر

پہنچتا ہے اور اپنی مدت عمر کے ایک دن سے مفارقت کر کے زندگی کے دوسرے دن کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ہم لوگ موت کے اعوان وانصار ہیں۔ ہمارے نفس موت کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ پھر ہم کیونکر بقا کی امید کر سکتے ہیں۔ حالانکہ یہ دن اور رات جو ہمارے سامنے موجود ہیں انہوں نے کسی شے کو بزرگی و شرف کے واسطے بلند نہیں کیا۔ مگر یہ نہایت سرعت کے ساتھ اسکے منہدم کرنے کے لئے لوٹ پڑے جسے انہوں نے بنا کیا تھا اور اس شے کو متفرق کرنے پر آمادہ ہو گئے جسے انہوں نے جمع کیا تھا۔ حکم کرنے سے (باوجود علم) خموش رہنے میں کوئی بہتری نہیں۔ جیسا جہالت کے ساتھ بات کرنے میں کوئی خوبی نہیں۔ اے ابن آدم تو نے جو کچھ بھی اپنے قوت لایموت سے زیادہ کمایا ہے تو اس کا اپنے غیر کے لئے خزانچی ہے۔ دل بعض اوقات تو ایک کام کی طرف مائل ہوتا ہے اور بعض اوقات اسے مکروہ سمجھتا ہے۔ اس سے متنفر ہو جاتا ہے۔ پس اب تم اس کے میلان کے وقت اس کام کو انجام دو کیونکہ دل جب کسی کام کو مکروہ سمجھتا ہی تو اندھا ہو جاتا ہے۔ (بصیرت و دانائی کے ساتھ اسے انجام نہیں دے سکتا)۔ جب میں کسی پر غضبناک ہوں تو کس وقت غصے کو فرو کروں۔ اور اس سے انتقام لوں۔ آیا اس وقت جب میں انتقام سے عاجز ہوں؟ تو اس وقت مجھ سے یہ کہا جاتا ہے کہ بس اب آپ کو صبر ہی لازم ہے تو کیا پھر اس وقت جب میں انتقام لینے پر قادر ہوں؟ مگر اس وقت پھر مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اگر معاف ہی کر دیں تو بہتر ہے۔

ایک مرتبہ ایک مزبلہ پر سے گزر ہوا تو فرمایا یہ وہ چیز ہے جس سے بخیل بخل کرتے تھے۔ بروایت دیگر فرمایا۔ یہ وہ چیز ہے کہ کل جس کی طرف تم راغب ہو رہے تھے۔ جس مال نے تجھے نصیحت دی وہ تلف نہیں ہوا۔

قول خوارج لاحکم الا اللہ سنکر فرمایا۔ ایک سچی بات ہے مگر اس سے معنی باطل کا ارادہ کیا جاتا ہے۔

عوام الناس کے بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر جمع ہو جائیں متفق ہو رہیں اپنے

دشمن کو مغلوب کر دیں اور جب تتر بتر ہو جائیں تو پہچانے نہ جا سکیں۔ اسوقت سوال کیا گیا کہ ہم نے انکے اجماع کی مضرت کو تو جان لیا۔ مگر ان کے متفرق ہونے کا نفع کیا ہے؟ فرمایا اہل حرفہ اپنے اپنے پیشوں میں جا کر مشغول ہو جاتے ہیں۔ معمار اپنی تعمیر میں جا لگتا ہے۔ جولاہا اپنے کرگھے میں جا بیٹھتا ہے۔ اور نان بائی اپنے مطبخ میں جا کر مشغول ہو جاتا ہے۔ لوگ ان سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک گنہگار کو حضرت کے سامنے لائے اور عوام الناس اسکے ساتھ تھے۔ انہیں دیکھکر فرمایا۔ الٰہی! ان صورتوں کے واسطے کبھی بشاشت وخوشی نہو جو مقام بدی اور برائی کے سوا کسی جگہ نہیں دیکھی جاتیں۔

ہر ایک انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اسکی حفاظت کرتے ہیں۔ جب موت آتی ہے تو یہ فرشتے اس شخص کے اور موت کے درمیان حائل نہیں رہتے۔ بیشک اجل ایک محافظت کرنے والی سپر ہے (وقت موت کے پہنچنے تک لوگ محفوظ رہتے ہیں)۔

طلحہ و زبیر نے کہا کہ ہم اس شرط پر آپ کی بیعت کرتے ہیں کہ ہم بھی اس خلافت میں آپکے شریک رہیں۔ فرمایا۔ یہ نہیں ہو سکتا مگر تم دونو قوت واستعانت (خلافت وگمراہی) میں ایک دوسرے کے شریک ہو۔ ناتوانی اور کجی (فی الاسلام) پر ایک دوسرے کے مددگار ہو۔

ایہا النّاس اس خدا سے ڈرو جو تمہارے اقوال کو سنتا ہے۔ ہماری ضمیروں سے واقف ہے۔ اس موت کی طرف سبقت کرو کہ جس سے اگر تم بھاگنا چاہو تو وہ تمہیں پکڑ لے گی۔

اگر تم اپنے حال پر قائم رہو جب بھی آ کر رہے گی۔ اور اگر اُسے بھول جاؤ جب بھی تمہیں یاد کرے گی۔

جو شخص احسان کرنے پر تیرا شکریہ ادا نہیں کرتا تجھے اسکے سبب سے احسان سے پرہیز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ تیرے ہر احسان کا وہ شخص (خدا) شکریہ ادا کریگا جس نے تجھ کو کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں کیا۔ اور اس شکر کرنے کے سبب سے وہ نفع بلکہ اس سے بھی زیادہ مل جائیگا جسے کفران نعمت کرنے والے نے ضائع کر دیا تھا۔ اور خداوند عالم احسان

کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ہر ایک برتن جس میں کوئی چیز جسقدر ڈالی جائے اسی قدر تنگ ہوتا چلا جاتا ہے مگر ظرف علم میں جس قدر زیادتی کرد اتنا ہی وسیع ہوگا۔

بردبار کے علم کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ جاہل کے مقابلہ پر لوگ اسکے مددگار ہو جاتے ہیں۔

اگر تو بُردبار نہیں ہے تو بردباروں کی سی صفات اختیار کر کیونکہ جو شخص جس گروہ سے مشابہ ہوتا ہے اسی گروہ کا ایک فرد ہو جاتا ہے۔

دنیا اس سرکشی کے بعد ہم پر مہربان ہو جائے گی جیسے کٹکھنی اونٹنی اپنے بچّے پر مہربان ہو جاتی ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں زمین میں (کفار) ضعیف و ناتوان خیال کرتے ہیں (وہ احسان یہ ہے کہ) ہم انہیں پیشوا بنادیں اور انہیں (روئے زمین کا) وارث قرار دیدیں۔

اس شخص کی مانند دنیا سے حذر کرو جس نے بندگی کے دامن سے کمر باندھ لی ہے۔ تمام علائق سے برہنہ ہے۔ سبکباری کی حالت میں کوشش اور تلاش کر رہا ہے۔ اپنی عمر کے اوقات مہلت میں اعمال خیر کی طرف تعجیل سبقت کر رہا ہے۔ خوف کی وجہ سے شتابی اور جلدی سے کام لے رہا ہے۔ اپنی جائے پناہ کی کیفیت۔ اپنے مصدر و مبدا کے حالات۔ اپنے مرجع کے انجام میں فکر کر رہا ہے۔ غور کر رہا ہے۔

سخاوت و بخشش ناموس کی نگہبان ہے۔ حلم و بُردباری نادان کے ہونٹ سی دیتی ہے۔ معاف کرنا دشمن پر فتح پانے کی زکوٰۃ ہے۔

تہی و غدار سے بدلہ لینا یہی ہے کہ تو اس کی مکاریوں کو بھلا دے۔ مشورہ کرنا ہدایت کا سرچشمہ ہے جس شخص نے اپنی رائے پر بھروسا کیا ہلاک ہوا۔ صبر حوادثات روزگار کو دفع کرتا ہے۔ نالہ و زاری مصائب زمانہ کے مددگار ہیں۔ (ابے صبری سے اور مصیبتیں آتی

ہیں) بہترین تونگری یہی ہے کہ آرزوؤں کو ترک کر دیا جائے۔ بہت سی عقلیں ہیں جو امیر کی خواہشات نفسانی کے پنجے میں گرفتار ہیں (بہت سے عاقل جاہلوں کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں) تجربات زمانہ کا یاد رکھنا۔ یہ بھی ایک توفیق ہے۔ محبت ایک ایسی قرابت ہے جس سے فائدہ حاصل کیا گیا ہے۔ جو شخص تجھ سے ملول اور رنجیدہ ہو اسے اپنا امین نہ بنا۔ آدمی کا اپنے نفس کو پسند کرنا (خود پسندی میں مبتلا رہنا) حاسدان عقل میں سے ایک حاسد ہے مکروہات سے چشم پوشی کرلے ورنہ کبھی زمانے میں خوشحال نہ ہوگا۔ جس شخص کی لکڑی نرم ہو (جس کی طبیعت احسان کرنے کی طرف مائل ہو) اسکی شاخیں بہت ہوتی ہیں (دوست کثرت سے ہو جاتے ہیں) کسی کام میں اختلاف کا واقع ہونا تدابیر کو خراب کر دیتا ہے جس شخص نے جود و بخشش سے کام لیا۔ اس نے تفوق اور بزرگی و بلندی کو تلاش کیا۔ تغیر حالات میں مردوں کے جوہر پہچانے جاتے ہیں۔ دوست اگر حاسد ہو تو صاف ظاہر ہے کہ دوستی بے لاگ نہیں۔ اکثر عقلوں کی قتلگاہیں شمشیر طمع کی بجلیوں کے نیچے ہیں۔ عدالت کا مقتضا یہ نہیں کہ محض اپنے گمان کو پختہ سمجھ کر حکم صادر کر دیا جائے (بلکہ دلائل و براہان کی ضرورت ہے) بندوں پر ظلم کرنا آخرت کے لئے نہایت ہی خراب توشہ ہے۔ کریم کا نہایت ہی عمدہ فعل یہ ہے کہ وہ لوگوں کے ان عیوب کو بھلا دیتا ہے جو اسے معلوم ہیں۔ جس شخص نے شرم و حیا کا جامہ پہن لیا لوگ اسکی عیب نہیں دیکھ سکتے۔ ہمیشہ خموشی اختیار کرنے سے ہیبت اور جلالت بڑھتی ہے۔ عدل و انصاف کرنے سے لوگوں کی ساتھ اتفاق و مواصلت پیدا ہوتے ہیں۔ احسان و اکرام کرنے سے مرتبہ زیادہ ہوتا ہے۔ تواضع اور فروتنی سے نعمتوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ تکالیف و زحمت کی برداشت سے بزرگی واجب ہو جاتی ہے۔ میانہ روی سے دشمن مغلوب ہو جاتے ہیں۔ نادان و جاہل کی مقابلہ میں حلم اختیار کرنے سے یاور و انصار بڑھ جاتے ہیں۔ ان حاسدوں پر سخت تعجب ہے کہ جیسا نعمتوں کو دیکھ دیکھ کر جلے مرتے ہیں۔ بدنوں کی صحت و تندرستی پر کیوں حسد نہیں کرتے طمع کرنے والا ذلت و خواری کی قید میں ہے۔

ایمان کی بابت سوال کیا گیا فرمایا۔ معرفۃ القلب۔ اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا نام ایمان ہے۔
جس شخص نے ایسی حالت میں صبح کی کہ دنیا کے نہ ملنے سے اندوہناک ہے تو اس نے ایسی حالت میں آنکھ کھولی ہے کہ قضائے الہی پر خشمناک ہو رہا ہے۔ جو شخص ایسی حالت میں داخل صبح ہوا کہ نازل ہونے والی مصیبتوں کا شاکی ہے تو بیشک وہ اپنے پروردگار کی شکایت کر رہا ہے۔ جو شخص کسی مالدار کی طرف آئے (اس پر بھروسا کرے) اور اس مالداری کے سبب سے اس کے سامنے فروتنی اختیار کرے تو اُس کا دو تہائی دین جاتا رہا۔
جو شخص قرآن پڑھتے پڑھتے مرگیا وہ داخل جہنم ہوا۔ کیونکہ یہ ایسا شخص تھا جو آیات قرآنی کو باستہزاء و تمسخر اخذ کر رہا تھا۔ جس کا دل دنیا کی دوستی کے لئے حریص ہو گیا دنیا کی طرف سے تین چیزیں اس پر واجب ہو گئیں۔ اوّل رنج و اندوہ جو کبھی اس سے علیحدہ نہ ہوگا۔ دوّم حرص جو کبھی اس کا پیچھا نہ چھوڑے گی۔ سوم آرزو جو کبھی بر نہ آئے گی۔
بادشاہی کرنے کے لئے قناعت کافی ہے (قناعت کرنے والا بادشاہ ہے) نعمتوں میں بسر کرنے کے لئے خوش خلق ہونا کفایت کرتا ہے۔
اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے فلنحیینہ حیوۃً طیبۃً "ہم اسے (مومن کو) ایک پاکیزہ زندگی کے ساتھ جلائینگے"۔ فرمایا یہ (زندگی پاکیزہ) قناعت ہے۔
ان لوگوں کے شریک ہو جاؤ جن کی طرف رزق نے رُخ کر رکھا ہے کیونکہ ان کے ساتھ شریک ہونا مالداری کے لئے سزاوار ہے۔ اور منفعت کی توجیہ کے لئے نہایت ہی لائق ہے۔
قول خداوندی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان "بے شک خداوند تعالٰے عدل و احسان کے ساتھ حکم کرتا ہے"۔ کے بارے میں فرمایا ہے کہ عدل انصاف کو کہتے ہیں (ظلم سے باز رہنا) اور احسان جود و بخشش کو۔
جس نے کوتاہ ہاتھ کے ساتھ جود و سخا سے کام لیا (باوجودیکہ مال و متاع اسکے پاس بہت

قلیل ہے۔ مگر پھر بھی بخشش کئے جاتا ہے) پروردگار عالم ایک بڑھے ہوئے ہاتھ سے عطا کرے گا۔

اپنے فرزند ارجمند، امام حسن علیہ السلام سے فرمایا۔ تو جہاد میں ہرگز مبارز طلبی نہ کرنا۔ ہاں اگر تجھے محاربہ کے لئے بلایا جائے تو اُس کی آواز کو قبول کرنا کیونکہ مبارز طلب کرنیوالا ظالم و ستمگار ہے۔ اور ستمگار مستحق قتل۔

تکبر۔ بزدلی۔ بخل مردوں کے لئے نہایت بُری خصلتیں ہیں مگر عورتوں کے لئے اچھی ہیں۔ کیونکہ عورت اگر متکبر ہوگی تو کسی کو اپنے سامنے آنے کی اجازت نہ دیگی۔ اگر بخیل ہوگی تو اپنے اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کریگی۔ اگر بزدل ہوگی تو ہر ایک چیز سے ڈرے گی جو اس سے متعرض ہو۔ (لہذا محفوظ رہیگی)۔

سوال کیا گیا کہ عاقل کی تعریف کیجئے۔ فرمایا عاقل وہ ہے جو ہر ایک چیز کو اس کے مقام پر رکھدے۔ پھر سوال ہوا کہ جاہل کی کچھ توصیف ہو۔ ارشاد کیا۔ میں بیان کر چکا ہوں (جب عاقل کی تعریف بیان کردی تو جاہل کی تعریف بھی بیان ہوگئی۔ کیونکہ جاہل عاقل کی ضد ہے لہذا اسکی تعریف بھی عاقل کی توصیف کے برخلاف ہوگی)

قسم خدا کی تمہاری دنیا میری نگاہ میں اس خنزیر کی ہڈی سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے جو جذامی کے ہاتھ میں ہو۔

ایک گروہ حصول ثواب کے لئے خدا کی عبادت کرتا ہے۔ یہ عبادت تاجروں کی سی عبادت ہے (کہ عبادت کے بدلے ثواب کے خواستگار ہیں) ایک جماعت عذاب سے ڈر کر عبادت الٰہی میں مصروف ہے۔ یہ عبادت غلاموں کی سی عبادت ہے۔ ایک قوم ایسی ہے جو شکر ادا کرنے کے لئے اسکی عبادت کررہی ہے۔ یہ بندگی آزادوں کی سی بندگی ہے۔

عورت اپنے تمام اوضاع و اطوار میں بد ہے۔ اور بدترین اشیا جو اس میں موجود ہے یہ ہے کہ مرد اسکے ساتھ معاشرت کرنے کے لئے مجبور ہے۔

جس شخص نے کاہلی و سُستی کی پیروی کی اس نے حقوق کو اور جو شخص کسی سخن چین اور بدگو کا مطیع ہوا اس نے دوستوں کی دوستی کو برباد کر دیا۔

غصب کیا ہوا پتھر جو گھر میں لگایا جائے وہ اس گھر کی خرابی کے بدلے رہن ہے (جب تک وہ گھر برباد نہوگا یہ اپنی جگہ سے نہ ہلیگا)۔

مظلوم کا ظالم سے انتقام لینے کا دن ظالم کے مظلوم پر ستم کرنے کے دن سے نہایت ہی سخت اور شدید ہے۔

خدا سے ڈرا کرا گرچہ قلیل ہی کیوں نہو۔ اپنے اور خداوند تعالےٰ کے درمیان مغفرت کا پردہ ڈالدے اگرچہ وہ نہایت باریک ہو۔

سوالات کے جوابات بکثرت دینے سے صواب پوشیدہ ہوجائے گا (جواب میں خطا واقع ہوگی)۔

خداوند تبارک و تعالےٰ کا ہر ایک نعمت میں حق ہے۔ جس نے اس حق کو ادا کیا (شکریہ بجالایا) اس کی نعمت کو خداوند عالم زیادہ کردیگا۔ اور جس کسی نے ادائے حق میں تقصیر کی بہ سبب زوال نعمت اس کو ہلاکت میں ڈالدیگا۔

جب کسی کام پر انسان پورے پورے طور سے قادر ہوگیا تو اسکی خواہش بھی اس کام کے متعلق کم ہوگئی (کیونکہ انسان اسی شئ پر حریص ہے جس تک رسائی نہیں)

نعمت کو (بسبب کفران نعمت) بھگا دینے سے حذر کرو۔ کیونکہ ہر ایک بھاگا ہوا واپس نہیں آیا کرتا۔

جو شخص تیری طرف نیک گمان رکھتا ہے اُس کے گمان کی تصدیق کردے (نیک ہی بن جا)

افضل الاعمال وہ عمل ہے جسکے لیئے تو اپنے نفس پر جبر کرے۔

میں نے خداوند عالم کو ارادوں کے ٹوٹنے اور گرہوں کے کھُل جانے سے پہچان لیا۔

دنیا میں جو تلخ چیز ہے وہ آخرت میں میٹھی ہے اور دنیا کی حلاوتیں آخرت میں تلخ ہیں پروردگار عالم نے ایمان کو شرک سے پاک کرنے کے سبب سے، نماز کو کبر و رعونت سے منزہ کرنے کی وجہ سے اور زکوٰۃ کو رزق کا سبب پیدا کرنے کے لئے فرض کیا۔ روزے خلقت کے خلوص کا امتحان لینے کے واسطے واجب ہوئے۔ علیٰ ہٰذا حج تقویت دین کو لئے۔ جہاد غلبۂ اسلام کے واسطے امر بالمعروف عوام کی اصلاح کی غرض سے۔ نہی عن المنکر بیوقوفوں کو معصیت سے باز رکھنے کے لئے۔ صلۂ رحم زیادتی اعوان و انصار کے واسطے۔ قصاص خون کی حفاظت کی وجہ سے۔ حدود کا قائم کرنا تعظیم محارم کے سبب سے۔ ترک شرب خمر عقل کے بچانے کے واسطے۔ چوری سے اجتناب دلانا پاکدامنی کے لئے۔ ترک زنا حفاظت نسب کے واسطے۔ ترک لواطہ (اغلام) زیادتی نسل کے لئے۔ ادائے شہادت منکرین کو مغلوب کرنے کے واسطے۔ ترک کذب راستی کی شرافت کے سبب سے۔ صلح خوف سے امن میں رہنے کے لئے۔ امامت انتظام امت کے لئے۔ اور اطاعت تعظیم امامت کے واسطے۔

اگر تم ظالم سے قسم لینے کا ارادہ کرو تو اس طرح حلف اٹھواؤ "میں خدا کی طاقت و قدرت سے بری و بیزار ہوں (اگر میں نے یہ کام کیا ہو)" کیونکہ وہ اگر اس طرح حلف اُٹھائیگا تو بہت جلد اسے سزا ملجائیگی۔ اور اگر اسنے اسطرح قسم کھائی "قسم اس خدا کی جسکے سوا کوئی خدا نہیں" تو اسکی عقوبت میں تعجیل نہوگی کیونکہ اسنے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا ہے۔

اے ابن آدم اپنے نفس کا وصی ہو جا اور اپنے مال میں جیسا عمل تو کر رہا ہے ایسا کام کر کہ تیرے پس ماندگان بھی یہی عمل کریں۔ (انہیں وصیت کر کہ تیرے مال کو خیر و خیرات میں صرف کریں)

حسد نہ کرنے کے سبب سے جسم کی صحت قائم رہتی ہے۔

کمیل ابن زیاد نخعی سے فرمایا۔ اے کمیل اپنے اہل و عیال کو حکم دے کہ دن میں تو بزرگی حاصل کرنے کے لئے گام زن ہوں اور رات کو محتاجین کی حاجت برآری میں کوشش کریں۔

قسم اس خدا کی جس کی قدرت سامعہ نے تمام آوازوں کو گھیر لیا ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کا دل کو مسرور کرتا ہے پروردگار عالم اس سرور کے بدلے اپنا لطف اسکے واسطے خلق فرماتا ہے۔ جب اس پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو یہ لطف و کرم اس کی طرف اس طرح جاری ہوتا ہے جیسے پانی نشیب میں حتیٰ کہ اس مصیبت کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے گلہ بان شتر غریب کو ہنکا دیتے ہیں۔

جب تم فقیر ہو جاؤ تو خداوند عالم سے صدقہ کے ساتھ تجارت کرو۔

ظالموں کے ساتھ وعدہ وفائی کرنا خداوند عالم کے نزدیک ظلم ہے۔ اور ستمگاروں سے بظلم و ستم پیش آنا اس کے نزدیک عین وفا۔

بہت سے لوگ اسی لئے عصیان کے انتہائی درجہ تک پہنچے جا رہے ہیں کہ ان کے ساتھ احسان کا برتاؤ ہو رہا ہے۔ بہت سے لوگ اسی لئے مغرور ہیں کہ ان کی پردہ پوشی کی جارہی ہے۔ بہت سے لوگ یہی دھوکا کھا رہے ہیں کہ لوگوں میں انکی مدح و ثنا ہو رہی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ ہر ایک شخص کو خداوند عالم نے مہلت دیکر آزمایا ہے۔

جب صاحب العصر کے ظہور کی علامتیں موجود ہونگی تو یعسوب الدین (امیرالمومنین) اپنے نیش کو منافقین و کفار پر ماریگا۔ اور مومنین گروہ در گروہ اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسے فصل بہار میں بادل کے ٹکڑے جمع ہو جاتے ہیں۔

بیشک خصومت کے واسطے ہلاکت ہے۔

جب عورت حد بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کے نسبی عزیز و قریب پرستاری کے لئے اولے ہیں۔

ایمان پہلے پہل ایک سفید نقطہ کی شکل سے قلب میں ظاہر ہوتا ہے۔ اب جس قدر ایمان بڑھتا جاتا ہے یہ نقطہ بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

ایک لشکر کی مشایعت کرتے ہوئے سپاہیوں سے فرمایا۔ تم حتی الامکان اور بقدر طاقت عورتوں سے باز رہنا۔

جب قتل و قتال کی شدت ہوتی تھی تو ہم رسول خداؐ سے پناہ کے طالب ہوتے تھے اس وقت

ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوتا تھا جو آنحضرت سے زیادہ دشمن کے نزدیک ہو (آپ سب کے آگے ہو کر لڑتے تھے)

جب حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ معاویہ کے لشکر نے ولایت انبار کو تاراج کر دیا تو آپ بنفس نفیس شہر سے پا پیادہ نکلے اور منزل نخیلہ تک اسی حالت میں پہنچے۔ اس وقت کچھ لوگوں نے شرف ملازمت حاصل کر کے عرض کی کہ آپ کی طرف سے ہم دشمن سے لڑنے کے لئے کافی ہیں۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا۔ قسم خدا کی تم اپنے نفسوں کے محاربہ سے تو مجھے بچا ہی نہیں سکتے پھر اپنے غیر کی لڑائی سے کیونکر میرے لئے کفایت کرنے والے ہو جاؤ گے؟ تم سے پہلے اکثر رعایا اپنے حکام کے ظلم و جور کی شکایت کیا کرتی تھی اور میں اپنی رعیت کے ظلم و ستم کا شکوہ کر رہا ہوں۔ گویا میں پیرو ہوں اور وہ (رعایا کے لوگ) پیشوا ہیں۔ میں دشمن سے دور کر دیا گیا ہوں اور وہ دور کرنے والے ہیں۔ جب حضرت نے یہ الفاظ ایک کلام طویل کے ذریعہ سے ارشاد فرمائے تو دو شخص آپ کے اصحاب میں سے سامنے حاضر ہوئے۔ اور ایک نے عرض کی یا مولا۔ میں دوسرے کا مختار نہیں مگر مجھے اپنے اور اپنے بھائی کے نفس کا اختیار حاصل ہے۔ ہمیں جو کچھ چاہیں آپ حکم دیں۔ ہم اطاعت کے لئے حاضر ہیں۔ یہ سنکر حضرت نے فرمایا۔ تم دو آدمیوں سے میرا ارادہ کیا پورا ہو سکتا ہے؟

حارث بن حوط حضرت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا۔ کیا آپ دیکھتے ہیں کہ میں اصحاب جمل کی گمراہی کا گمان کرتا ہوں؟ آپ نے فرمایا۔ اے حارث تو نے اپنے پاؤں کے نیچے نظر کی (زیب و زینت دنیا کو دیکھا) مگر اپنے بالائے سر کی طرف نظر نہیں کی (اور نہیں پہچانا کہ خداوند عالم ایک قاہر اور زبردست بادشاہ تیرے سر پر موجود ہے) تو حیران ہو گیا۔ تو نے حق کو ہی نہیں پہچانا پھر صاحب حق کو کیونکر پہچانے گا؟ تجھے باطل کی ہی تمیز نہیں۔ پھر اہل باطل کو کیونکر پہچان سکتا ہے؟ حارث نے یہ سنکر کہا کہ میں تو سعد ابن مالک اور عبداللہ ابن عمر کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سعد ابن مالک اور عبداللہ ابن عمر نے خود ہی حق کی نصرت اور باطل کے زائل کر دینے کی کوشش نہیں کی۔

بادشاہ کا مصاحب اس شخص کی مانند ہے جو شیر پر سوار ہو اس کے مقام و مرتبہ کے باعث اس پر حسد کیا جاتا ہے اور وہ اس مقام کو خوب پہچانتا ہے۔

اپنے اغیار کے ساتھ احسان کرو تا کہ تمہارا یہ احسان تمہاری اولاد کے حق میں محفوظ رہے (وہ شخص جن پر تم نے احسان کیا ہے تمہاری اولاد سے باحسان پیش آئیں)

حکیموں کا کلام جبکہ حق اور درست ہو تو دوا ہے اور اگر خطا ہو تو درد ہے۔

ایک شخص نے عرض کی مجھے ایمان کی شناخت کرا دیجئے۔ فرمایا کل میرے پاس آنا میں تجھے ایسے طریقے سے بتاؤں گا کہ اور لوگ بھی سن لیں۔ کیونکہ اگر تو میرے کلام کو بھول گیا تو دوسرے تو یاد رکھیں گے بیشک کلام ایک رم کردہ حیوان ہے۔ کسی کے ہاتھ آ جاتا ہے کسی کے نہیں۔ یہ شخص اگلے روز حاضر ہوا تو اسے وہی جواب دیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔

اے ابن آدم آج کے دن کل کے لئے اہتمام نہ کر کیونکہ جب کل ہو گی تو خداوند عالم خود ہی تجھے اس کے لئے رزق عطا فرماویگا۔

اپنے دوست سے خلق و مدارات کے ساتھ دوستی کر۔ شاید کسی دن یہ تیرا دشمن ہو جائے (اس وقت تیرا خلق و مدارا اس کے پیش نظر رہیگا) اپنے دشمن سے دشمنی کر مگر خاطر و مدارات کا پہلو لئے ہوئے کیونکہ شاید کسی دن یہ تیرا دوست ہو جائے۔

دنیا کے لوگ دو طرح کے عامل ہیں۔ ایک تو دنیا میں رہکر دنیا ہی کے لئے عمل کرتا ہے۔ اس کی دنیا نے آخرت کو بھلا دیا ہے۔ اپنے پس ماندگان کے فقر و فاقہ سے ڈرتا ہے۔ اپنے نفس کی طرف سے مطمئن ہے۔ ایسا شخص اپنی عمر کو دوسروں کے نفع کے لئے برباد کرتا ہے۔ دوسرا شخص وہ ہے جو دنیا میں آخرت کے لئے عمل کرتا ہے۔ اور دنیا میں بھی روزی اسے بغیر تردد حاصل ہوتی ہے جو اس کے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ پس اس شخص نے دنیا و آخرت کے حصہ کو جمع کر لیا۔ دونوں گھروں کا بالتمام مالک ہو گیا۔ اس نے نہایت ہی آبرو کی حالت میں خدا کے نزدیک صبح کی۔ خداوند عالم اس کے ہر سوال کو پورا کریگا۔

روایت ہے کہ زمانۂ عمر خطاب میں لوگوں نے کعبہ کی آرائشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کعبہ کو ان آرائشوں کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپ انہیں وہاں سے اُٹھا کر کسی لشکر کی تیاری میں صرف کریں تو یقیناً باعث ثواب ہوگا۔ خلیفہ صاحب نے بھی یہ رائے پسند کی! اور ارادہ کر لیا کہ کعبہ کی تمام آرائشوں کو برطرف کر دیا جائے۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السّلام سے بھی اس بارے میں رائے دریافت کی۔ حضرت نے فرمایا۔ بیشک قرآن نبیؐ پر نازل کیا گیا ہے۔ اور مال کی چار قسمیں تھیں ایک تو مسلمانوں کا مال جسے (قرآن نے) ورثاء صاحب مال کو حسب فرائض وحصہ رسد تقسیم کر دیا۔ دوسری قسم فۓ تھی (وہ مال جو بغیر لڑائی کے ہاتھ آیا) اسے مستحقین پر تقسیم کر دیا گیا۔ تیسری قسم خمس تھی۔ اسے بھی وہیں رکھا۔ (تقسیم کیا) جہاں اسکا مقام تھا۔ چوتھی قسم زکوٰۃ تھی اسے بھی وہیں قائم کیا جو اسکی قائم رکھنے کی جگہ تھی۔ اور کعبہ کی آرائشیں اس روز (نزول قرآن) کے وقت بھی ایسی ہی تھیں جیسی آج ہیں مگر خداوند عالم نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اب سوچنا چاہئے کہ خداوند عالم سے سہو و نسیان کی باعث یہ فروگزاشت نہیں ہوئی۔ نہ اسکا مکان اس کی نگاہوں سے پوشیدہ تھا۔ پس تو بھی ان آرائشوں کو وہیں قائم رکھ جہاں خداوند عالم اور اس کے رسول نے انہیں قائم رکھا ہو۔ یہ سنکر عمر نے کہا۔ "اگر آپ نہوتے تو بیشک ہم رسوا ہو جاتے۔" اور زیورات کعبہ کو بحال خود چھوڑ دیا۔

ایک دفعہ خدمت مبارک میں عرضی پیش ہوئی کہ دو آدمیوں نے مال خدا (غنیمت) میں چوری کی ہے۔ ایک تو ان میں سے وہ غلام ہے جو مال غنیمت میں آیا ہوا ہے۔ دوسرا ایک عامی آدمی ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ بندہ خود مال خدا (مال غنیمت) ہے۔ اسپر حد نہیں کیونکہ مال خدا نے مال خدا کو کھالیا۔ ہاں وہ دوسرا شخص جو ہے اُسپر حد شرعی لازم ہے۔ یہ فرما کر اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

اگر میری خلافت و امارت کے پاؤں لڑائیوں کے لغزش کرنے والے مقامات سے قرار پا گئے تو بیشک بدعتوں کو متغیر کر دونگا۔ (جنہیں دوسروں نے پھیلا دیا ہے)۔

تم یقیناً سمجھ لو کہ بندہ ہزار حیلہ کرے۔ لاکھ سختی سے طلب کرے۔ کتنا ہی خدعہ وفریب کی قوت سے کیوں نہ کام لے مگر لوح محفوظ میں جو اس کے واسطے مقدر کر دیا گیا اس سے زیادہ خداوند عالم

اسے ہرگز نہ دیگا۔ اور بندہ کے ضعف و ناتوانی اور چارہ گری کی قلت کو اس کے اور اس کے مقدر کے درمیان میں حائل نہیں کیا۔ اس حکم کا جاننے والا اور اس پر عمل کرنے والا تحصیل منفعت (آخرت) میں راحت پانے کے لحاظ سے آدمیوں میں سب سے زیادہ بزرگ ہے۔ اور اسکا ترک کرنیوالا۔ اس میں شک کرنیوالا۔ اپنی مضرت میں مشغول رہنے کی بنا پر سب آدمیوں سے بڑھا ہوا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن پر احسان کیا گیا ہے۔ اور یہی احسان ان کی عقوبت اور سزا کا باعث ہے۔ اور بہت سی بلاؤں میں مبتلا ہونے والے ایسے ہیں کہ یہ بلائیں ان پر نزول احسان کا سبب ہوتی ہیں۔ اب اے سننے والے اور نصیحت حاصل کرنے والے اپنے شکر میں اضافہ کر۔ امر معیشت میں عجلت اور جلدی کرنے کو کم کر دے۔ اور اسی روزی پر ٹھیر جا جو تیرے لئے مقدر کی گئی ہے۔

اپنے علم کو جہالت نہ بناؤ۔ (تمہیں اپنی فنا کا علم ہے۔ اسے فراموش نہ کرو) اپنے یقین کو شک سے تبدیل نہ کرو۔ (جب تمہیں اپنی موت کا یقین ہے پھر اس یقین کو شک میں کیوں ڈالے دیتے ہو) جب تم نے ایک چیز کو جان لیا (اپنی فنا کو سمجھ لیا) تو عمل کرو جب تمہیں ایک بات کا یقین آگیا (جان لیا کہ مرنا ضروری ہے) تو اقدام کرو (سفر آخرت پر قدم اُٹھاؤ۔ زاد راہ حاصل کرو)

طمع آبگاہ تک پہنچا تو دیتی ہے مگر سیراب نہیں ہونے دیتی۔ ضامن اور ضمانت کرنے والی تو ہو مگر اس ضمانت کو پورا نہیں کرتی۔ طمع کا پانی پینے والا گلا اکثر اوقات سیراب ہونے سے پہلے پکڑ لیا جاتا ہے۔ جس چیز کی آدمی طمع کرتا ہے۔ جس قدر وہ شے بزرگ ہوگی اسی قدر اس کے حاصل نہ ہونے کا رنج ہوگا۔ حالانکہ آرزوئیں بصیرت کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہیں۔ اور مقدر میں جو کچھ ہے وہ اس شخص کو بھی ملکر رہتا ہے جو اسکے حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے۔

بارالٰہا! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ دیکھنے والوں کی نگاہوں میں میرا ظاہر تو اچھا ہو اور میرا باطن جسے میں تیرے سبب سے چھپا رہا ہوں قبیح ہو۔ حالانکہ میں براہ ریاکاری لوگوں سے اس چیز کو پوشیدہ کر رہا ہوں جس پر تجھے اطلاع حاصل ہے۔ میں تیرے بندوں کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اپنے ظاہر کو نیک بنا رہا ہوں۔ اور تیری خوشنودیوں سے دوری اختیار کرتے ہوئے اپنے اعمال بد کو

تیری طرف بھیج رہا ہوں - اعوذ بک ثم اعوذ بک۔

وہ تھوڑی سی عبادت جسے تو ہمیشہ بجا لاتا ہے اس عبادت کثیر سے زیادہ نفع پہنچانیوالی ہے جسے تو نے ملول اور برداشتہ خاطر ہو کر چھوڑ دیا ہے۔

جبکہ اعمال مستحب عبادات واجبہ کو ضرر پہنچائیں تو انہیں چھوڑ دو۔

جو شخص دوری سفر کو یاد کرتا رہتا ہے وہ سفر دور و دراز کے لئے مہیا و آمادہ ہو جائیگا۔

آنکھوں کی بینائی کوئی چیز نہیں۔ اکثر اوقات آنکھیں اپنے مالک سے جھوٹ بولدیتی ہیں اور عقل اس شخص کے ساتھ کبھی خیانت نہیں کرتی جو اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہے۔

تمہارے اور نصیحتوں کے درمیان تمہاری غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔

تم میں سے جو جاہل ہے وہ نادانی و جہالت کو زیادہ کرنے والا اور عقل و دانش کو تاخیر میں ڈالنے والا ہے۔

بہانہ بازوں کے عذر کو علم نے قطع کر دیا ہے۔ (عالم کا کوئی عذر نہیں چل سکتا)

ہر ایک موت کی طرف عجلت کرنے والا مہلت کا (عبادت کے لئے) سوال کرتا ہے اور ہر ایک وہ شخص جسے مہلت دی گئی ہے عبادت کو تاخیر میں ڈالنے کا بہانہ ڈھونڈھتا ہے۔ (جب موت کے نزدیک ہوتا ہے تو مہلت کا سوال کرتا ہے کہ تلافی مافات کرے۔ اور مہلت کے وقت آج کل پر ٹالتا رہتا ہے)

جس کے بُرے دن کو زمانہ نے چھپالیا ہے اسی کو لوگ کہتے ہیں "خوشحال اس کا"

ایک دفعہ حضرت سے قضا و قدر کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا۔ یہ ایک تاریک رستہ ہے اس پر نہ چلو۔ یہ ایک گہرا سمندر ہے اس میں غوطہ نہ لگاؤ۔ یہ ایک خدا کا بھید ہے اس کے حاصل کرنے میں تکلیف نہ اٹھاؤ۔

آہ! یاد ایام! کل کے دن راہ خدا میں (دوستی کرنے والا) میرا ایک بھائی تھا۔ اس کا دنیا کو حقیر سمجھنا اُسے میری نگاہوں میں معزز و مکرم کر رہا تھا۔ وہ اپنے شکم کے تسلط سے باہر تھا۔ جو

چیز اسے نہ ملتی تھی اسکی خواہش نہیں کرتا تھا۔ اور جس چیز کو پالیتا تھا اسے زیادہ نہیں کھاتا تھا اس کے اوقات اکثر خاموشی میں گزرتے تھے۔ جب وہ گفتگو کرتا تھا تو اچھے اچھے بولنے والے اسکے سامنے مغلوب ہو جاتے تھے۔ وہ سوال کرنے والوں کی پیاس بجھاتا تھا۔ وہ نہایت ہی ضعیف تھا۔ اسکی اوضاع واطوار سے ناتوانی برستی تھی۔ مگر جب کوشش اور جہاد کا وقت آتا تھا تو وہ ایک گرسنہ شیر اور بیابان کا اژدہا تھا۔ کوئی حجت پیش نہیں کرتا تھا جب تک کہ حکم کرنے والے کو نہ پائے۔ وہ کسی شخص کو ایسی بات پر سرزنش نہیں کرتا تھا جسکے مثل میں اسکے نزدیک عذر کی گنجائش ہو۔ حتےٰ کہ عذر کرنے والے کا عذر قبول کرلیتا تھا کسی مرض کی شکایت نہیں کرتا تھا۔ مگر اسکے دفع اور دور ہونے کے وقت (شکایت مرض میں لب کشائی نہیں کرتا تھا حتےٰ کہ وقت شکایت گزر جاتا تھا گویا بالکل شکایت نہیں کرتا تھا) جو کرتا تھا وہی کہتا تھا۔ جو نہ کرتا تھا اسے زبان سے بھی نہ نکالتا تھا۔ اگر کلام کرتے کرتے خاموش ہو رہتا تھا تو یہ بات نہیں تھی کہ کسی دوسرے نے مغلوب کرکے اسے ساکت کر دیا۔ وہ کلام کرنے کی بہ نسبت سننے کا زیادہ حریص تھا۔ جب اسے اتفاقاً دو کام پیش آتے تھے تو وہ دیکھتا تھا اور غور کرتا تھا کہ ان میں سے کونسا خواہشِ نفس امارہ کے قریب ہے۔ اور اسی کی مخالفت کرتا تھا۔ پس اب تم پر بھی انہیں اخلاق کی پیروی لازم ہے۔ انہیں واجب سمجھ لو۔ انہیں کی رغبت کرو۔ اگر تم ان کے بالتمام کرنے پر قادر نہ ہو تو خوب سمجھ لو کہ انکا تھوڑا سا حاصل کرنا ترک کثیر سے بہتر ہے۔

اگر خداوند عالم اپنی نافرمانی کے سبب سے عذاب وعقوبت کا وعدہ نہ بھی کرتا تو بھی یہی واجب تھا کہ اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لحاظ سے اسکی نافرمانی نہ کیجائے۔

اشعث ابن قیس کو اس کے بیٹے کی وفات پر پرسہ دیکر صبر کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ اے اشعث اگر تو اپنے بیٹے کی وفات پر اندوہگین ہے تو تیری قرابت وخویشی اسی کی مستحق ہے اور اگر تو صبر کرے تو خداوند عالم اس مصیبت کا بدلہ عنایت کریگا۔ اے اشعث اگر تو نے صبر کیا تو خدا کی تقدیر تجھ پر جاری ہوگی۔ اور تجھے ثواب مرحمت کیا جائیگا۔ اور اگر تو نے جزع وفزع سے کام لیا تو تقدیر الٰہی

پھر بھی تجھ پر جاری ہوگی۔ اور اس وقت تیری گردن پر ایک اور وبال ہوگا۔ تجھے تقدیر الٰہی نے مسرور و خوشوقت کیا۔ حالانکہ یہ ایک آزمائش اور فریب ہے اور اسی تقدیر خدا نے تجھے محزون کیا۔ حالانکہ یہ ایک ثواب اور رحمت ہے۔

جب حضرت رسول اللہ کو دفن کر چکے تو قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ صبر کرنا ایک اچھی بات ہے۔ مگر حضرتؐ سے صبر کر لینا محمود نہیں۔ جزع و فزع بیشک قبیح ہے مگر آپ کے بچھڑنے کی مصیبت پر نہیں آپکی مصیبت سی جو رنج واندوہ ہے وہ نہایت ہی بزرگ ہے۔ اور یہ رنج واندوہ آپ کی مصیبت سی پہلے حقیر تھا۔ اور آپ کی مصیبت کے بعد بھی حقیر ہی سمجھا جائیگا۔

احمق کی مصاحبت اختیار نہ کر کیونکہ وہ اپنے فعل و کردار کو تیری نگاہوں میں زینت دیتا ہی اور اس بات کو دوست سمجھتا ہے کہ تو بھی اسی کی مانند ہو جائے۔

سوال کیا گیا کہ مشرق و مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ فرمایا۔ بقدر مسافت یکروزۂ آفتاب۔

تیرے دشمن تین قسم کے ہیں۔ اور دوست بھی تین طرح کے۔ دوست تو یہ ہیں۔ ایک تو تیرا دوست دوسرے تیرے دوست کا دوست۔ تیسرے تیرے دشمن کا دشمن۔ اور دشمن یہ ہیں۔ ایک تو تیرا دشمن دوسرے تیرے دوست کا دشمن۔ تیسرے تیرے دشمن کا دوست۔

ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے دشمن کو نقصان پہنچانے کے لئے ایسے امر کا (بیوقوفی سے) متلاشی تھا جو اسے بھی مضرت پہنچائے (جیسے اردو میں مثل ہے۔ پرائے شگون کے لئے اپنی ہی ناک کٹوائی) حضرت نے اس سے فرمایا تو اس شخص کی مانند ہے جو اپنے ہمردیف کو قتل کرنے کے لئے اپنے ہی پیٹ میں خنجر بھونک لے۔

عبرت حاصل کرنے کے اسباب کس قدر زیادہ ہیں۔ اور پھر ان سے کس قدر کم عبرت حاصل کی جاتی ہے۔

جس شخص نے خصومت اور نزاع میں مبالغہ کیا گنہگار ہوا۔ جس شخص نے رفع خصومت

میں کوشش نہ کی وہ ظلم وستم رسیدہ ہے۔ جو شخص کسی کے ساتھ خصومت کرتا ہے وہ خدا سے خوف کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ (اس کے دل سے خوف خدا جاتا رہتا ہے)

مجھے کوئی گناہ محزون نہیں کرسکتا جسکے بعد مجھے اتنی مہلت ملجائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔

سوال کیا گیا کہ خداوند اس کثیر التعداد مخلوق کا کس طرح حساب لیگا۔ فرمایا۔ جس طرح باوجود انکی کثرت کے انہیں رزق دیتا ہے۔

تیرا قاصد تیری عقل کا ترجمان ہے (ایسا دانشمند ہونا چاہئے جس سے تیری دانشمندی بھی ظاہر ہو)۔

تیرا خط تیرے پیام کو اچھی طرح پہنچانے والا ہے بہ نسبت اس شخص کے جو تیری طرف سے کچھ زبانی بیان کرے۔

آدمی دنیا کے بیٹے ہیں۔ اب اگر مرد اپنی ماں کو دوست رکھے تو اسے ملامت نہیں کیجاتی۔

فقیر خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ جس نے اسے منع کیا اس نے خدا کو منع کیا۔ جس نے اسے کچھ عطا کیا اس نے خدا کو عطا کیا۔

غیرتمند آدمی کبھی زنا نہیں کرتا۔

موت نگاہبانی کو لئے کافی ہے۔ (جبتک موت نہیں آتی آدمی ہلاک نہیں ہوتا)۔

انسان فرزند کے مرجانے پر تو سو جاتا ہے مگر مال کی گمشتگی پر اُسے نیند نہیں آتی۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں معنی اس قول کے یہ ہیں کہ انسان قتل اولاد پر صبر کرلیتا ہے مگر مال کے جاتے رہنے پر راضی نہیں ہوتا۔

بیٹوں کے ساتھ باپ کی محبت قرابت کی وجہ سے ہے اور قرابت محبت کی زیادہ محتاج ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ محبت قرابت کی محتاج ہو۔

مومنین کے گمانوں سے حذر کرو کیونکہ پروردگار عالم نے حق کو ان کی زبانوں پر جاری فرمایا ہے۔

بندے کا ایمان کبھی کامل نہیں ہوتا جبتک وہ اس چیز پر پورا بھروسا نہ کرلے جو خدا کے سامنے موجود ہے بہ نسبت اُس چیز کے جو خود اسکے سامنے حاضر ہے (جبتک اپنے مال دولت پر اعتماد کو ترک کرکے محض فضل و کرم خدا پر بھروسا نہ کرے کبھی مومن کامل نہیں ہوتا)

جب آپ بصرے کے قریب آئے تو انس بن مالک کو طلحہ و زبیر کے پاس بھیجکر کہا کہ انہیں رسولؐ خدا کا وہ قول[ل۱] یاد دلادے جسے وہ بھول گئے ہیں۔ انس گیا مگر اسے یہ امر گوارا نہ ہوا۔ بغیر کچھ کہے سُنے کے واپس آگیا۔ اور کہنے لگا کہ میں تو رسول خدا کے اس ارشاد کو بھول گیا ہوں۔ لہذا اس بارے میں میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ حضرت نے یہ سُنکر فرمایا۔ اگر تو نے اس وقت کذب بیانی سے کام لیا ہے تو خداوند عالم ایک سفید چمکدار داغ تیرے واسطے پیدا کردے جسے تیرا عمامہ نہ چھپا سکے (تیری صورت پر برص کا داغ ظاہر ہوجائے) اس دعا کے بعد ہی انس کے چہرے پر یہ نفرت انگیز بیماری ظاہر ہوگئی۔ اور اس وقت سے وہ ہمیشہ برقع پوش دیکھا جاتا تھا۔

دل کبھی تو عبادت کے شائق ہوتے ہیں۔ کبھی اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ جب حالت شوق ظاہر ہو تو نوافل و مستحبات (مع فرائض) بجالاؤ۔ اور جب وہ روگردانی کریں تو فقط فرائض پر ہی اکتفا کرو۔

گزشتہ امتوں کے جو قصے تمہارے سامنے ہیں قرآن میں ان کی اور تمہارے بعد آنیوالے واقعات کی خبر موجود ہے۔ اور ان چیزوں کی بابت حکم موجود ہے جو تمہارے درمیان واقع ہوتی ہیں۔

[ل۱] وہ ارشاد رسول یہ ہے کہ ایک روز طلحہ و زبیر اور انس رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرتؐ طلحہ و زبیر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم دونو شخص علیؑ سے محاربہ کروگے اور اس وقت تم دونو ظالم بستمگار ہوگے ۱۲

شرارتوں کے پتھر کو وہیں لوٹا دو جہاں سے وہ آیا ہے (پتھر مارنے والے کے تم بھی پتھر کھینچ مارو) کیونکہ شرارت شرارت کے ہی ساتھ دفع ہوتی ہے۔

اپنے منشی عبید اللہ ابن ابی رافع سے فرمایا۔ اپنی سیاہی کو لکھنے کے لائق (اسی رواں کرے) میدان قلم کو وسیع و دراز کر۔ بین السطور کشادہ رکھ۔ حروف کے دائرے ایک دوسرے کے قریب رکھ کیونکہ اس طریق سے لکھنا زیبائش خط کے واسطے نہایت ہی سزاوار ہے۔

میں یعسوب المومنین (امیر المومنین) ہوں۔ اور مال فاسق و فاجر لوگوں کا یعسوب (سردار) ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کے یہ معنی ہیں کہ مومنین میری اطاعت کرتے ہیں اور فجار و فساق مال کے مطیع ہیں۔ جیسا کہ شہد کی مکھیاں اپنے یعسوب کی متابعت کرتی ہیں جو انکا سردار ہوتا ہے۔

یہودیوں نے اعتراض کیا کہ ابھی آپ کے پیغمبر بھی دفن نہ ہوئے تھے کہ آپ لوگوں میں اختلاف شروع ہوگیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہم نے اسکی خلافت کے بارے میں اختلاف کیا نہ کہ اس کی شان میں۔ مگر تم لوگ وہ ہو کہ ابھی تمہارے پاؤں سمندر کے پانی سے خشک بھی نہ ہوئے تھے (ابھی ابھی دریائے نیل سے گزرے تھے جس سے گزرنے میں تم نے خدا کی قدرت کا کافی معائنہ کر لیا تھا) کہ اپنے نبی سے کہنے لگے کہ ہمارے لئے ایسا ہی خدا پیدا کر دیجئے جیسا بت پرستوں کا خدا ہے۔ اس وقت تمہارے نبی نے فرمایا کہ بیشک تم ایک جاہل قوم ہو۔

عرض کی گئی کہ لڑائیوں میں آپ نے اپنے ہمسروں کو کس چیز سے مغلوب کیا؟ فرمایا۔ میں کسی شخص سے ملاقی نہیں ہوا۔ مگر یہ کہ اس نے اپنے نفس پر قبضہ دینے کے لئے میری اعانت اور مدد کی۔ سید رضیؒ فرماتے ہیں۔ حضرت نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ میری ہیبت و سطوت اس کے دل میں بیٹھ گئی۔

اپنے صاحبزادے محمد حنفیہ سے فرمایا۔ اے بیٹا! میں تیرے فقر و فاقہ سے ڈرتا ہوں تو اس فقر و فاقہ سے پناہ مانگ اور خدا سے پناہ کا طلبگار رہو۔ کیونکہ فقر موجب نقصان دین ہے۔ باعث وحشت و حیرانی عقل ہے۔ سبب خشم و غضب خدا ہے۔

ابن عباس سے فرمایا اور اس مصلحت کی طرف اشارہ کیا جس میں حضرتؑ کی رائے مختلف تھی۔ تجھے لازم ہے کہ مصلحت کو میرے سامنے پیش کرے۔ میں اس میں غور کروں اور جب میں تیری رائے سے اختلاف کروں تو میری اطاعت کر۔

جب حضرت جنگ صفین سے پلٹ کر وارد کوفہ ہوئے تو قبیلہ شبامی کی طرف گزر ہوا اور سنا کہ عورتیں کشتگان صفین کو رو رہی ہیں۔ حرب ابن شرجیل شبامی حضرتؑ کے سامنے آیا اور وہ رؤسائے قبیلہ میں سے تھا۔ حضرت نے اس سے فرمایا۔ کیا تمہاری عورتیں تم سے اس چیز میں غالب ہیں جسے میں سن رہا ہوں۔ کیا تم انہیں اس نالہ و زاری سے باز نہیں رکھ سکتے۔ حرب مذکور پیادہ پائی کی حالت میں سامنے آ گیا تھا اور حضرت سوار تھے۔ اسے پیادہ پا دیکھکر فرمایا جا پلٹ جا کیونکہ میری مثال کے ساتھ تیرے مثل کا اس طرح پیادہ پا ہو کر چلنا حاکم کے لئے ایک بلا ہے اور مومن کے لئے ذلت و خواری۔

ایک شخص نے کسی مشکل مسئلہ کا سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ عقل و فہم کا طالب ہو کر سوال کیا کر اور خطا و غلطی کا طالب ہو کر سوال نہ کر۔ کیونکہ نادان طالب دانش عالم کے مشابہ ہے۔ اور ظالم دانا جاہل کی مانند۔

بروز جنگ نہروان کشتہ ہائے خوارج پر گزر ہوا تو فرمایا تمہیں سختی اور بدبختی نصیب ہو جس نے تمہیں فریب دیا۔ اس نے تمہیں سخت ضرر پہنچایا۔ عرض کی گئی انہیں کس نے فریب دیا فرمایا گمراہ کرنے والے شیطان اور بدی کا حکم دینے والے نفس نے انہیں آرزوؤں کے ساتھ دھوکا دیا۔ انہیں ارتکاب معاصی کی وسعت دی۔ ان کی مدد کا (ارتکاب گناہ میں) وعدہ کیا۔ اور نہایت ہی شدت کے ساتھ انہیں داخل جہنم کر دیا۔

خلوتوں میں بھی عصیان و نافرمانی خدا سے پرہیز کرو۔ کیونکہ اس پر گواہی دینے والا خود حاکم ہے۔

جب محمد ابن ابی بکر کے قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا۔ جس قدر دشمن اس کے قتل سے مسرور ہوئے اسی قدر ہم رنجیدہ ہوئے۔ مگر یہ کہ ان کا ایک دشمن کم ہو گیا اور ہمارا ایک دوست۔

وہ عمر جس میں خداوند عالم نے فرزند آدم کے لئے کوئی عذر ہی نہیں چھوڑا (اسے عذر کی گنجائش ہی نہیں) ساٹھ برس ہے۔

جس شخص نے گناہ کے سبب سے فتح حاصل کی اسے (فی الحقیقت) فتح نہیں پائی جو ظلم و ستم کے ساتھ غالب ہوا وہ (حقیقۃً) مغلوب ہے۔

خداوند عالم نے دولتمندوں کے مال میں فقیروں کا رزق مقرر کیا ہے۔ فقیر جب ہی گرسنہ ہوتا ہے جب مالدار اس کے حق کو روک لے۔ اور خداوند تعالےٰ اس سبب سے دولتمندوں سے بازپرس کریگا۔

عذر خواہی سے مستغنی رہنا راستگوئی سے زیادہ عزیز ہے۔ (اس کام کا کرنا جس میں عذر نہ کرنا پڑے اس کام سے زیادہ عزیز اور باعزت ہے جس میں عذر کرنا پڑے)

وہ واجبات جو خدا نے تم پر واجب فرمائے ہیں ان میں نہایت ہی قلیل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں سے اسکی نافرمانی پر اعانت کے طلبگار نہ ہو۔

اطاعت سے عاجز رہنے والوں کی تقصیر کے وقت خداوند تعالےٰ نے طاعت و عبادت کو عقلمندوں کے لئے غنیمت کر دیا ہے۔

بادشاہ زمین خدا میں خدا کا داروغہ ہے۔

مومن کی خوشی و خرمی اس کے چہرے میں ہے۔ اس کا حزن و اندوہ اسکے دل میں ہے اس کا سینہ وسیع ترین اشیاء ہے اور اسکا نفس ذلیل ترین اشیاء۔ وہ دنیا کی بلندی و برتری کو مکروہ سمجھتا ہے۔ ریا اور خودنمائی کو دشمن رکھتا ہے۔ اس کا غم و الم دراز ہے

اس کا مطلب اور مقصد دور ہے۔ اس کی خاموشی بڑھی ہوئی ہے۔ اس کا کوئی وقت عبادت سے خالی نہیں۔ شاکر ہے صابر ہے۔ اپنی فکر میں ڈوبا ہوا ہے۔ اپنی حاجت طلب کرنے میں بخیل ہے۔ آسان طبیعت ہے۔ اسکا نفس نرم لگام ہے۔ (سرکش نہیں) پتھر سے زیادہ سخت ہے۔ (شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتا) اور غلام زر خرید کو زیادہ ذلیل و خوار ہے۔

اگر بندہ اپنی رفتار اور اپنی موت کو دیکھلے تو بیشک آرزو اور اسکے فریب کو دشمن سمجھے۔

ہر ایک مرد کے مال میں دو شریک ہیں۔ وارث اور حوادث۔

بغیر عمل کے دعا کرنیوالا بغیر کمان کے تیر اندازی کرنے والا ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں۔ عقلی اور نقلی۔ نقلی کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا جب تک علم عقلی نہ حاصل ہو۔

آئے کی درستی صاحبان دولت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور جہاں دولت کو زوال ہوا حسن تدبیر بھی چلتا پھرتا نظر آیا۔

سوال نہ کرنا فقیر کا زیور ہے۔ اور شکر میں تر زبان رہنا مالدار کی آرائش۔

عدل و انصاف کا دن ظالم پر مظلوم کے ستم رسیدہ ہونے کے دن سے زیادہ سخت ہوگا۔

جو الفاظ منھ سے نکلتے ہیں وہ محفوظ ہیں (ملائکہ انہیں لکھ لیتے ہیں) نیتیں (عمل کے ساتھ) آزمائی ہوئی ہیں۔ ہر ایک نفس اپنے عمل کے بدلے گروی ہے۔ لوگ عیب دار ہیں۔ مجنون ہیں۔ الّا وہ شخص جسے خداوند تعالیٰ نے بچالیا ہے۔ ان لوگوں میں کا سوال کرنے والا (الحاح وزاری کے سبب سے) اذیت پہنچانے والا ہے۔ ان کا جواب دینے والا جواب دینے میں تکلیف اٹھانے والا ہے (اسے کسی سائل کی آواز کا جواب دیتے ہوئے بھی تکلیف ہوتی ہے) ان میں سے از روئے رائے و تدبیر جو فضل ہے قریب ہے

کہ کسی شے سے خوشنود ہونا اور کسی کا اس پر خشمناک ہونا اسے اسکے حسن تدبیر سے باز رکھیں ان میں سے جو سخت طبیعت ہے نزدیک ہے کہ کسی کا گوشۂ چشم سے دیکھنا اس میں تاثیر کر جائے اور اسے ایک کلمۂ واحد ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلدے۔

معاشر الناس! خدا سے ڈرو۔ بہت سے آرزومند ہیں جو اپنی آرزوؤں تک نہیں پہنچتے۔ بہت سے عمارتیں بنانے والے ہیں جنہیں ان میں رہنا نصیب نہیں ہوتا۔ بہت سے مال جمع کرنیوالے ہیں جسے وہ عنقریب چھوڑ جائیں گے۔ شاید کہ انہوں نے اس مال کو از راہ باطل جمع کیا ہو۔ یا کسی کے حق کو روکا ہو۔ اس مال کے ذریعہ سے محرمات کے مرتکب ہوئے ہوں۔ اس کے سبب سے گناہوں کا بوجھ اٹھایا ہو۔ اور اس وبال کو لئے ہوئے اپنی بازگشت کی طرف جا رہے ہوں۔ اور نہایت ہی اندوہناک اور حسرتناک حالت میں اپنے پروردگار کے سامنے پیش ہوئے ہوں۔ ان لوگوں نے دنیا و آخرت کا خسارہ اٹھایا اور یہ ایک ظاہر بظاہر نقصان ہے۔

گناہوں سے متعذر رہنا اسباب حصول عصمت میں سے ایک سبب ہے۔

تیری آبرو برف کی طرح جمی ہوئی ہے جسے سوال کرنا پگھلا کر ٹپکاتا ہے۔ اب دیکھ لے کہ تو اسے (آبرو کو) کس کے سامنے ٹپکانا چاہتا ہے؟

استحقاق سے زیادہ مدح و ثنا چاپلوسی ہے اور کسی کی مقدار استحقاق میں کمی کرنا یا تو اس لئے ہے کہ مدح و ستائش سے عاجز ہے یا از راہ حسد۔

سخت ترین گناہ خداوند عالم کے نزدیک وہ گناہ ہے جسے گنہگار سہل سمجھے۔

جس شخص نے اپنے نفس کے عیب کی طرف نظر کی وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہا۔

جو رزق الٰہی پر صابر و شاکر اور راضی رہا۔ اسے مافات کا کبھی رنج نہ ہوگا۔

جس نے بغاوت کی تلوار کھینچی اسی تلوار سے قتل کر دیا گیا۔

جس نے ارتکاب امور میں رنج کھینچا ہلاک ہوا۔ جو شخص لجۂ بحر میں داخل ہوا۔ غرق ہوا۔

جو برائیوں کے مقامات میں گیا۔ متہم ہوا۔

جس شخص کا کلام حد سے بڑھا اسکی خطا بھی زیادہ ہوئی۔ جسکی خطا زیادہ ہوئی اسکی حیا قلیل ہو گئی۔ جسکی حیا قلیل ہو گئی اسکا زہد کم ہو گیا جس کا زہد کم ہو گیا اس کا قلب مر گیا جسکا قلب مر گیا وہ جہنم میں داخل ہوا۔

جس شخص نے لوگوں کے عیوب کو دیکھا۔ انہیں برا جانا۔ پھر اپنے نفس کے لئے یہی عیوب اختیار کر لئے وہ بالکل احمق ہے۔

قناعت ایک ایسا مال ہے جس میں بربادی اثر نہیں کرتی۔

جس شخص نے کثرت کے ساتھ موت کو یاد کیا وہ تھوڑے سے مال دنیا پر راضی ہو گیا۔

جس شخص نے جان لیا کہ اسکی گفتار اسکے کردار کی وجہ سے ہے اسکی گفتگو کم ہو گئی۔ مگر جس چیز کا کہ اہتمام کر رہا ہے (اس میں کم نہو گی)

مردوں میں سے جو ظالم ہو اسکی تین علامتیں ہیں۔ اپنے سردار کی نافرمانی کر کے اس پر ظلم کرتا ہے۔ اپنے سے کم مرتبہ لوگوں کو مغلوب کر کے ان پر جور و ستم کرتا ہے اور گروہ ستمگار کی مدد کرتا ہے۔

منتہائے سختی کے وقت کشائش حاصل ہوتی ہے۔ اور حلقہائے بلا کی تنگی کے وقت آسائش مل جاتی ہے۔

آپ نے ایک صحابی سے فرمایا۔ اپنے آپ کو اپنے اہل و عیال میں زیادہ مشغول نہ رکھ کیونکہ اگر تیرے اہل و عیال خدا کے دوست ہوئے تو خدا وند عالم ان کی دوستی کو ضائع نہیں کریگا۔ اور اگر خدا کے دشمن ہوئے تو تو ان کے بارے میں کیا اہتمام کرتا ہے؟ کیوں خدا کے دشمنوں میں مشغول رہتا ہے۔

بزرگترین عیب یہ ہے کہ تو لوگوں کے ان عیوب کی گرفت کرے جو تجھ میں موجود ہیں۔

ایک شخص نے آپ کے سامنے دوسرے شخص کو فرزند پیدا ہونے کی مبارکباد دی اور کہا اس سوار کا پہنچنا تجھے مبارک و گوارا ہو۔ آپ نے فرمایا اس طرح نہ کہہ بلکہ یوں بطریق دعا کہہ۔ تو اس بخشش کرنے والے کا شکر کرتا رہے۔ تجھے اس بخشش میں برکت دیجائے۔ وہ اپنی قوت کو پہنچے اور تجھے اسکی نیکو کاری نصیب ہو۔

آپ کے عاملوں میں سے ایک عامل نے عظیم الشان عمارت تعمیر کی۔ آپ نے فرمایا۔ سکہ شدہ درہموں نے اپنے سر بلند کئے۔ بیشک یہ عمارت تیری دولتمندی کا اظہار کرتی ہے۔

عرض کی گئی کہ اگر ایک شخص کو کسی مکان میں بند کر کے اسکا دروازہ بند کر دیا جائے تو اسے رزق کہاں سے حاصل ہوگا۔ فرمایا۔ جہاں سے اسکی اجل آئیگی۔

ایک جماعت کو ایک تازہ میت کا پرسا دیتے ہوئے فرمایا۔ یہ امر کچھ تمہارے ہی لئے ظاہر نہیں ہوا۔ نہ تم پر اس کی انتہا ہے۔ تمہارا یہ مصاحب اکثر سفر بھی تو کیا کرتا تھا۔ تم سمجھ لو کہ اپنے کسی سفر کو گیا ہوا ہے۔ اگر اس سفر سے تمہارے پاس واپس آگیا تو خیر ورنہ تم خود اسکے پاس جار ہوگے۔

اے خواہشات کے اسیرو! ان خواہشوں کو کم کرو۔ کیونکہ دنیا پر کھڑے رہنے والوں کو حوادث کے دانت خوف آلود کر رہے ہیں۔

ایہا الناس! اپنے نفسوں کو ادب سکھانے کی طرف رُخ کرو۔ انہیں انکی جاری ہونے والی عادتوں سے برگشتہ کردو۔

جب کسی شخص کے منہ سے کوئی بات نکلے تو اسکی برائی کا گمان نہ کر جبکہ تجھے اسکی عمدگی اور نیکی کا بھی احتمال ہو۔

جب تجھے خدا تعالےٰ سے کوئی حاجت ہو تو ابتدائے سوال میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج۔ پھر اپنی حاجت کو طلب کر۔ کیونکہ خدا کی شان اس بات سے اعلےٰ ہے کہ اسکے سامنے دو حاجتیں پیش کی جائیں۔ ایک کو پورا کر دے اور دوسری کو روک لے۔

جس شخص نے اپنے ناموس کے بارے میں تحمل اختیار کیا اور نہ چاہا کہ وہ ضائع ہو تو بیشک اس نے جنگ و جدال کو ترک کر دیا۔

فکر ایک صاف شفاف آئینہ ہے اور عبرت حاصل کرنا ایک ڈرانے والا ناصح۔ تیرے نفس کی تادیب کے لئے یہی کافی ہے کہ تو اس چیز سے پرہیز کرے جسے اپنے غیر کے واسطے مکروہ سمجھتا ہے۔

علم اور عمل دونو قریب قریب ہیں۔ جسے علم ہے وہ عمل بھی کرتا ہے۔ علم عمل کو پکارتا ہے۔ اگر اسنے اسکی آواز کو سُن لیا تو خیر ورنہ علم کوچ کر جاتا ہے۔

ایہا الناس دنیا کی دولت (آخرت کی لذتوں کو) شکستہ کرنے والی ہے۔ یہ وبا پیدا کرنیوالی ہے۔ اس چراگاہ سے دور رہو جس کا اُکھاڑ پھینکنا اس میں آرام کرنے سے مفید ہے اور بقدر کفاف جس میں سے حاصل کرنا اس کے بہت سے مال و متاع سے پاک تر ہے جس شخص کے پاس بہت سا مال و متاع ہے اس پر فقر و فاقہ کا حکم لگا دیا گیا ہے۔ اس شخص کی بہ نسبت جس کی نظر میں دنیا کی آرائشیں خوشگوار اور خوشنما معلوم ہو رہی ہیں۔ ایسے شخص کی مدد کی گئی ہے جو آخرت کی راتوں کو مد نظر رکھکر اس دنیا سے بے نیاز و بے پروا ہے۔ اور اول الذکر کی آنکھوں کو دنیا اندھا کر دیتی ہے جس شخص نے دنیا کی محبت کو اپنا شعار بنا لیا دنیا نے اس کے دل کو اپنے رنج و آلام سے لبریز کر دیا۔ اسکا سویدائے دل اسی سبب سے مضطرب ہو گیا۔ رقص بسمل کھانے لگا۔ وہ ایسے کام کا ارادہ کرتا ہے جو اسے مصروف کرے۔ (جس سے دل کو ذرا تسکین ہو مگر) وہ ایسے کام کا عزم کرتا ہے جو اسے محزون کر دے۔ وہ برابر اسی حالت میں قائم رہتا ہے۔ حتے کہ اس کا مجرائے نفس (حلقوم) پکڑ لیا جاتا ہے۔ وہ فضائے قبر میں ڈالدیا جاتا ہے۔ اسکی دو جنبندہ رگیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ خداوند تعالے پر اس کا فنا کر دینا آسان ہو جاتا ہے۔ اور اسکے بھائی نہایت آسانی کے ساتھ اسے قبر میں ڈالدیتے ہیں۔

بیشک مومن دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اضطرار و احتیاج کے موافق

دنیا سے روزی حاصل کرتا ہے۔ متعلقانِ دنیا کی باتیں غضب اور دشمنی کے کانوں سے سنتا ہے۔
اگر کہا جائے کہ فلاں دنیا کو دوست رکھنے والا بڑا مالدار ہے۔ تو درحقیقت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ محتاج و فقیر ہے۔ اگر اسے (دنیا دار کو) بقائے دنیا کی خوشخبری دی جاتی ہے تو (فی الحقیقت) اسے فنائے دنیا کی خبر دیکر محزون کیا جاتا ہے۔ یہ ہیں اہل دنیا کے حالات۔ حالانکہ ابھی وہ دن نہیں آیا ہے۔ جس میں وہ رحمت خدا سے مایوس ہوں۔
پروردگار عالم نے اپنے بندوں سے عذاب کو دور کرنے کے لئے اپنی اطاعت پر ثواب اور انہیں اپنے بہشت میں جمع کرنے کے لئے اپنی معصیت پر عذاب مقرر کیا ہے۔
روایت میں وارد ہے کہ جب آپ کے لئے منبر درست کیا گیا اور جب آپ منبر پر تشریف لے گئے تو خطبہ پڑھنے سے پہلے ہی فرمایا۔ ایہا النّاس خدا سے ڈرو۔ اس نے تمہیں عبث طور سے پیدا نہیں کیا کہ (تمہارے ساتھ) لہو و لعب میں مشغول ہو۔ تمہیں یونہی مہمل نہیں چھوڑ دیا تاکہ (اس کا فعل) لغو اور بے فائدہ ہو جائے۔ اس کی دنیا ایسی نہیں جسے اسکی نظر میں آخرت کی جانشینی زیب دے ایسی دنیا ہے جسکی قباحتیں اسکی نظر نے اسکے سامنے پیش کر دی ہیں۔
کوئی شرف اسلام سے اعلیٰ نہیں۔ کوئی عزت تقوے سے زیادہ معزز نہیں۔ کوئی حصار زہد و ورع سے زیادہ محکم و استوار نہیں۔ کوئی شفیع توبہ سے زیادہ رستگاری بخش نہیں۔ کوئی خزانہ قناعت سے زیادہ غنی نہیں۔ بقدر کفاف روزی پر راضی رہنے سے زیادہ کوئی مال فقر و فاقہ کو دور کرنے والا نہیں۔ جو شخص بقدر کفاف روزی پر صابر رہا اسنے راحت کا انتظام کر لیا۔ رفاہیت کی وسعت میں جگہ لے لی۔ دنیا سے رغبت کرنا رنج کے کھولنے کی کنجی ہے۔ زحمت و تکلیف کا بوجھ اٹھانیوالا اونٹ ہے۔
حرص۔ تکبر اور حسد گناہوں میں داخل کرنے کی طرف بلانے والے ہیں۔ شر تمام عیوب کی برائیوں کو جمع کرنیوالا ہے۔
جابر بن عبداللہ انصاری سے فرمایا۔ اے جابر دنیا چار آدمیوں کے سبب سے قائم ہے

جو یہ ہیں۔ عالم جو اپنے علم کا استعمال کرتا ہو۔ جاہل جو طلب علم سے منکر نہو۔ جواد وسخی جو اپنے احسان میں بخل نکرے۔ فقیر جو اپنی آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچے۔ پس جسوقت کہ عالم نے اپنا علم ضائع کیا جاہل طلب علم سے انکار کریگا۔ اور جب سخی و کریم نے اپنے احسان میں بخل کیا تو فقیر اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالیگا۔ اے جابر جس شخص پر خدا کی نعمتیں بکثرت نازل ہوئی ہیں۔ لوگوں کی احتیاج بھی اسکی طرف بڑھی ہوئی ہے۔ جو شخص بطور واجب محض خدا کے لئے حوائج مردم کو پورا کرنے کے لئے کھڑا ہوا اسنے نعمتوں کے ہمیشہ اور باقی رہنے کی عرض پیش کی۔ اور جو شخص بقدر واجب حوائج مردم کو پورا کرنے کے لئے کھڑا نہوا اس نے نعمتوں کو زوال اور فنا کے سامنے رکھدیا۔

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب ان میں قرآن فقط بطور رسم خط باقی رہیگا۔ اسلام کا نام ہی نام رہجائیگا۔ انکی مساجد بلحاظ تعمیر تو معمور ہونگی مگر بلحاظ ہدایت خراب و برباد۔ ان میں سکونت کرنے میں ان کے تعمیر کرنے والے شریر ترین اہل زمین ہونگے۔ ان میں سے فتنہ و فساد کا ظہور ہوگا۔ اور بدکرداریاں ان میں گھر کر جائینگی۔ جو شخص گناہ سے باہر ہوگا اسے معصیت کی طرف لوٹائیں گے۔ جو گنہگاری سے رہجائیگا (جسے گنہگاری کی سامان مہیا نہونگی) اسے گنہگاریوں کی طرف ہنکائینگے۔ (سامان معصیت مہیا کر دینگے) خداوند سبحانہ تعالے فرماتا ہے مجھے اپنی ذات کی قسم میں اس جماعت پر فتنہ و فساد کو بھیجونگا۔ حلیم اور دانشمند کو اس حالت میں حیران چھوڑ دونگا۔ بیشک وہ ایسا ہی کریگا جیسا اس نے فرمایا ہے اور ہم غفلتوں کی وجہ سے لاحق ہو جانے والی لغزشوں کے زوال کو خدائیتعالے سے طلب کرتے ہیں۔

ابن جریر طبری اپنی تاریخ میں عبدالرحمٰن ابن ابی لیلے فقیہ سے روایت کرتا ہے۔ یہ عبدالرحمٰن وہ شخص تھا جو ابن اشعث کی ہمراہ حجاج سے لڑنے کے لئے نکلا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام سے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے سنا۔ خداوند عالم اس شخص (مجاہد) کے درجے کو درجات صالحین میں بلند کرے۔ اسے شہدا و صدیقین

کا ثواب عطا فرمائے۔ جس روز ہم نے اہل شام سے ملاقات کی تو فرمایا۔ اے گروہ مومنین!
جو شخص کسی ظلم و ستم کو دیکھے جو اسپر ہو رہا ہے۔ اور جو شخص کسی گناہ و معصیت کا ملاحظہ کرے
جسکی طرف اسے بلایا جارہا ہے۔ اور اسکا دل انکار کرے تو وہ سالم اور عذاب سے بری ہوگیا
اور جس شخص نے زبان سے اسکا انکار کیا اسے اجر دیا جائیگا۔ اور وہ اس ثواب میں
اپنے مصاحب سے افضل ہے۔ اور جس شخص نے تلوار کے ساتھ اسکا انکار کیا تاکہ خدا کے
کلمات بلند ہوں اور کلمات ظالمین پست ہوجائیں تو یہ وہ شخص ہے جو راہ ہدایت تک پہنچ گیا
طریق نجات پر قائم ہوا۔ اور نور ایمان سے اس کا دل منور ہوگیا۔

مندرجہ ذیل ارشاد بھی پہلے فرمان کے قائم مقام ہے۔ لوگوں میں سے بعض انسان وہ ہے
جو اپنے ہاتھ۔ اپنی زبان۔ اپنے قلب کے ساتھ بدکرداری و محرمات کا انکار کرتا ہے۔
ایسا شخص تمام خصائل حسنہ میں کامل ہے۔ اور بعض شخص وہ ہے جو اپنے دل اور زبان سے تو
انکار کرتا ہے لیکن ہاتھ سے انکار نہیں کرتا۔ ایسا شخص خصائل حسنہ میں سے فقط دو خصلتوں سے
متمسک ہے۔ اور ایک خصلت کا ضائع کرنے والا۔ بعض انسان ایسا ہے جو از روئے قلب تو
منکر ہے مگر اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اس انکار کا اظہار نہیں کرتا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے
خصائل حسنہ ثلاثہ میں سے دو شریف خصلتوں کو چھوڑ دیا۔ اور فقط ایک کا ہو رہا۔ اب ایک ایسا
شخص بھی ہے جو برائیوں کا نہ دل سے انکار کرتا ہے نہ ہاتھ سے نہ زبان سے۔ یہ شخص زندہ تو
ہے مگر مردے سے بدتر۔ خوب سمجھ لو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلے میں تمام اعمال خیر
اور جہاد در راہ خدا ایسے ہیں جیسے ایک متلاطم سمندر کے سامنے لعاب دہن۔ امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر موت سے نزدیک نہیں کرتے۔ نہ رزق میں کوئی کمی پیدا کرتے ہیں اور ان دونوں سے
افضل وہ کلمہ انصاف ہے جو ستمگر حاکم کے سامنے بیان کیا جائے۔

ابی جحیفہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امیرالمومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ ابتدائے
جہاد جس سے تم مغلوب ہوتے ہو ہاتھوں سے جہاد کرنا ہے (جو شخص باوجود قدرت و طاقت لوگوں

کو محرمات و معاصی سے منع نہ کرے۔ وہ مغلوب ہو جائیگا۔ اسکی یہ قوت سلب کر لی جائیگی) پھر جہاد باللسان (جو شخص اپنی زبان سے باوجود وسعت لوگوں کو ارتکاب معاصی سے روکیگا وہ زبانی جہاد میں مغلوب ہو جائیگا۔ کسی شخص پر اپنی زبان سے غالب نہو سکے گا) پھر جہاد بالقلب۔ پس جس شخص نے اپنی معرفت کے ساتھ عمل بد کو نہ پہچانا۔ اعمال بد کا دل سے انکار نہ کیا اس کا دل اُلٹ دیا جائیگا۔ اور وہ تہ و بالا کر کے رکھ دیا جائیگا۔ (قوۂ شہویہ و غضبیہ جو دنیائے دنی کی محبت کے باعث پیدا ہوئی ہے قوت عقلیہ پر غالب کر دی جائے گی) بیشک حق (اول میں) ثقیل و سنگین اور (آخر میں) خوشگوار ہے۔ اور باطل (ابتداء) سبک و خفیف اور (انجام کار) وبا پیدا کرنے والا۔

اس امت کے بہترین نفوس پر عذاب الٰہی کے نازل ہونے سے بیخوف نہ رہ۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے "خاسروں اور زیاں کاروں کی جماعت ہی عذاب خدا سے بیخوف رہتی ہے۔ اور اس امت کے بدترین اشخاص کے بارے میں رحمت و مغفرت خداوند الٰہی سے مایوس نہو۔ کیونکہ خداوند جل سبحانہ فرماتا ہے "گروہ کفار ہی راحت و مغفرت خداوندی سے مایوس اور ناامید ہے۔

بخل تمام عیوب کی بُرائیوں کا جامع ہے۔ وہ ایک ایسی مہار ہے جسے ہر ایک خصلت بد کی طرف کھینچا جاتا ہے۔

رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق کا تو طالب ہے۔ اور دوسرا رزق تجھے تلاش کرتا ہے۔ اگر تو اس کی جستجو نہ کرے تو وہ تجھے آئیگا۔ تو آج کے دن اپنے سال بھر کا فکر نہ کر۔ تجھے ہر ایک دن بسر کرنے کے لئے وہی کافی ہے جو ہر روز مل رہتا ہے۔ اگر تیری عمر میں ایک سال کی مدت باقی ہے تو خداوند جل وعلےٰ ہر روز نئے نئے طریقہ سے تجھے وہ چیز عطا فرمائیگا جو تیرے واسطے مقدر ہو چکی ہے۔ اور اگر تیری مدت عمر ایک سال کی نہیں رہی پھر اس چیز کے لئے رنج و اندوہ اُٹھانے سے کیا حاصل جو تیرے واسطے ہے ہی نہیں۔ کوئی طالب تیرے رزق پر تجھ سے مقدم

نہیں ہو سکتا۔

اس رزق مقدر کے بارے میں کوئی غالب تجھے مغلوب نہیں کر سکتا۔ جو روزی تیرے واسطے مقدر ہو چکی ہے وہ کبھی تیرے پاس پہنچنے میں دیر نہ کرے گی۔

بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کسی دن کا استقبال کر رہے ہیں۔ مگر اس دن کی آنیوالی رات میں موجود نہیں رہتے۔ بہت سے ایسے ہیں جو اپنی رات کے پہلے حصہ میں تو کسی کے مال و جاہ پر حسد کر رہے تھے مگر اسی رات کے آخری حصہ میں ان کے جنازے پر کہرام مچ رہا ہے۔

جب تک تو نے کوئی بات اپنی زبان سے نہیں نکالی۔ وہ تیری قید اور حراست میں ہے جب تو نے اسے آزاد کر دیا تو پھر تو خود اس کا پابند ہو گیا۔ لہٰذا اس اپنی زبان کی اس طرح حفاظت کر جیسے درہم و دینار کی حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ بہت سے کلمے (متکلم) کی نعمت کو سلب کر لیتے ہیں۔

جس چیز کو تو نہیں جانتا اس میں زبان نہ ہلا۔ جسے جانتا ہے اسے بیان کر۔ بے شک خداوند عالم نے تیرے تمام اعضاء پر چند فرائض واجب و لازم کر دئے ہیں قیامت کے دن انہیں (واجبات) کے سبب سے تجھ پر حجت قائم کریگا۔

حذر کر کہ خداوند عالم تجھے اپنی نافرمانی کے وقت تو دیکھے اور اپنی طاعت کے وقت موجود نہ پائے۔ ورنہ نقصان رسیدوں میں سے ہو جائیگا۔ جس وقت کہ تو صاحب قوت ہے تو عبادت و اطاعت خدا میں اپنی قوت صرف کر۔ اور جب ضعیف ہے تو خدا کی نافرمانی سے ناتوان اور درماندہ رہ۔

دنیا کی طرف راغب ہو جانا باوجودیکہ تو اس کے (قابل عبرت) حالات کا مشاہدہ کر رہا ہے سخت نادانی ہے۔ حسن عمل میں کوتاہی کرنا حالانکہ تجھے اس پر ثواب ملنے کا یقین ہے سخت زیاں کاری ہے۔ آزمانے سے پہلے ہر شخص کی طرف سے مطمئن ہو جانا عجز و ناتوانی ہے۔

خداوند عالم کے نزدیک دنیا کے ذلیل و خوار ہونے کی یہی پہلی دلیل ہے کہ جو گناہ کیا جاتا ہے دنیا میں ہی کیا جاتا ہے۔ اور جب تک اس دنیا کو چھوڑ نہ دیا جائے وہ ثواب جو خدا کے پاس ہے حاصل ہی نہیں ہوتا۔

جو شخص کسی شے کا طالب ہو وہ اس کا کل حصّہ یا بعض حصّہ (ضرور ہی) حاصل کریگا۔

وہ نیکی ہرگز نیکی نہیں جس کے بعد جہنّم ہو۔ وہ بدی ہرگز بدی نہیں جسکے بعد بہشت ہو۔

بہشت کے سوا ہر ایک نعمت حقیر ہے اور جہنّم کے علاوہ ہر ایک بلا اور مصیبت راحت ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ محتاجی ایک بلا ہے۔ مرض بدن محتاجی اور فقر و فاقہ سے بھی زیادہ ہے اور قلب کی بیماری بدن کی بیماری سے بھی شدید ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وسعت مال ایک نعمت ہے۔ وسعت مال سے افضل صحت بدن ہے اور صحت بدن سے بڑھکر قلب کی پرہیزگاری۔

مومن کے واسطے تین ساعتیں ہیں۔ ایک ساعت میں تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہو۔ دوسری میں اپنی معیشت کی اصلاح کرتا ہے۔ اور تیسری ساعت وہ ہے جس میں وہ اپنے نفس اور لذّت نفس کو اس چیز کے بارے میں جو حلال و نیک ہے۔ تخلیہ کی اجازت دیتا ہے۔ عاقل کو لازم ہے کہ انہیں تین حالتوں میں سفر کرتا رہے (انہیں کے لئے اپنی فکر دوڑاتا رہے) اصلاح معاش کے لئے۔ یا معاد کو سوچنے کے لئے یا امر حلال سے لذّت حاصل کرنے کے لئے۔

دنیا میں زہد اختیار کر۔ خداوند عالم اس دنیا کی پوشیدگیوں کو تجھے دکھادیگا (موت سے) غافل نہ رہ کیونکہ وہ (موت) تجھ سے غافل نہیں ہے۔

دنیا میں، جو چیز تیرے پاس پہنچ جائے اسے لے لے۔ جو روگردانی کرے اس سے تو بھی برگشتہ ہو جا۔ اگر تو اس سے برگشتہ ہونا پسند نہیں کرتا تو اسکی طلب میں اعتدال اختیار کر۔

جس روزی کو کافی سمجھ لیا جائے وہی کافی ہو جاتی ہے۔

موت آجائے مگر دنایت اور پستی نہ واقع ہو۔ رزق میں کمی ہو جائے مگر لوگوں کا وسیلہ تلاش کرنا

نصیب نہو۔ جس شخص کو عجز و ناتوانی کی حالت میں مال دنیا عطا نہیں کیا جاتا وہ اسے قدرت اور تلاش کے بعد بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ زمانے کے دو دن ہیں۔ ایک تیرے نفع کے واسطے دوسرا تیرے نقصان کے لئے۔ جب تیرے نفع کے لئے ہو تو بے انتہا خوشوقتی اختیار نہ کر۔ اور جب ضرر و نقصان کا دن ظاہر ہو تو صبر کو ہاتھ سے نہ دے۔

لوگوں کے اخلاق سے قریب ہونا (جیسے وہ ہیں ویساہی بنجانا) ان کی شرارتوں سے بچ رہنا ہے۔ جو شخص امور مختلفہ (دنیا و آخرت) کی طرف اپنے نفس کو اشارہ کرتا ہے۔ حیلہ و تدبیر اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

کسی نے حضرت سے لاحول ولا قوۃ کے معنی دریافت کئے۔ فرمایا اس کے یہ معنی ہیں۔ ہم خدا کی شراکت میں کسی چیز کے مالک نہیں۔ ہم اسی چیز کے مالک ہیں جس کا اس نے ہمیں مالک بنادیا ہے (جو ہماری زندگی ہے) پس جب اسی چیز کے مالک ہوئے جس پر خداوند عالم ہم سے زیادہ قابض ہے تو اس نے ہم کو عبادت کی تکلیف دی۔ اور جس وقت ہم سے ہماری ملکیت (حیات) کو لے لیا تو اپنی تکلیف کو ہم پر سے اُٹھالیا۔

حضرت نے ایک دفعہ دیکھا کہ عمار ابن یاسر رحمۃ اللہ علیہ مغیرہ پسر شعبہ کی کسی بات کا جواب دے رہے ہیں۔ یہ دیکھکر فرمایا۔ اے عمارؓ اسے جانے دے۔ وہ دین سے فقط اتنا ہی حصہ حاصل کرے گا جس سے اسے دنیا ہاتھ آجائے۔ اس نے جان بوجھ کر اپنے نفس کو شبہ میں ڈال رکھا ہے۔ تاکہ اپنی لغزشوں سے معذرت خواہ ہونے کے وقت ان شبہات کو بطور عذر پیش کرے۔

ثواب خداوندی کو طلب کرنے کے لئے فقرا کے ساتھ امیروں کا تواضع و فروتنی پیش آنا کیا اچھی بات ہے۔ اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ خدا پر توکل کر کے فقرا امیروں کے سامنے فروتنی نہ کریں۔

پروردگار عالم نے کسی شخص کو عقل بطور امانت سپرد نہیں کی۔ مگر یہ کہ اس عقل کے سبب سے

ایک دن اس آدمی کو رہائی عطا فرمائیگا۔

جس نے حق سے مقابلہ کیا حق اسے پچھاڑ دیگا۔

قلب مصحف چشم ہے (جو چیز دیکھی جائے اسے صفحۂ دل پر نقش کر لیا جائے)

پرہیزگاری تمام اخلاق کی سرتاج ہے۔

جس شخص نے تجھے گویائی عطا کی ہے اسی پر اپنی زبان کی تیزی کو صرف نہ کر جس نے تجھے کلام میں پختہ کر دیا ہے۔ اپنی گفتگو کی بلاغت کو اسی کے نقصان کے لئے استعمال نہ کر۔

اشعث ابن قیس کو پرسا دیتے ہوئے فرمایا۔ اگر تو نے کریموں کی مانند صبر کیا تو تو صابر ہے ورنہ اس مصیبت کو اسی طرح بھول جائیگا جیسے چوپائے فراموش کر دیتے ہیں (مصیبت کو تو بہر حال تو بھول ہی جائیگا مگر صورت آخر میں درجۂ صبر سے محروم رہیگا)

دنیا کی شان میں ارشاد فرماتے ہیں۔ دنیا دھوکے کی ٹٹی ہے۔ ضرر پہنچاتی ہے۔ تلخیاں چکھاتی ہے۔ خداوند عالم اپنے دوستوں کو بطور ثواب یہ دنیا عطا کرنے کے لئے راضی نہیں۔ نہ اس دنیا میں اپنے دشمنوں کو عذاب دینے سے خوش ہے۔ اہل دنیا ان سواروں کی مانند ہیں جو منزل پر پہنچیں اتنے میں انہیں کوچ کا حکم دینے والا پکارے اور وہ کوچ کر جائیں۔

اپنے فرزند ارجمند جناب امام حسن علیہ السلام سے فرمایا۔ اے بیٹا! اپنے پیچھے دنیا کی کوئی چیز نہ چھوڑنا۔ کیونکہ تو اس ترکہ کو ان دو شخصوں میں سے ایک کے لئے چھوڑے گا۔ یا تو ایسا شخص ہوگا کہ اس مال میں خدا کی اطاعت کے موافق عمل کریگا۔ اب اسی چیز کے باعث وہ نیک بخت ہو گیا جس کے سبب سے تو بد بخت اور شقی ہوا ہے۔ یا وہ ایسا شخص ہوگا جو اس مال میں معصیت خدا پر کاربند ہوگا۔ اب گویا تو ایسے شخص کے لئے اسکی نافرمانی پر مددگار ہو گیا۔ یہ دونوں شخص اس قابل نہیں ہیں کہ تو ان میں سے ایک کو بھی اپنے نفس پر اختیار کرے۔

یہی کلام دوسرے طریق سے بھی پہنچا ہے۔ جو یہ ہے۔ خدا و رسول کی حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ جو کچھ مال دنیا تیرے قبضہ میں ہے۔ تجھ سے پہلے بھی اس کا ایک مالک تھا۔ تیرے بعد وہ

اپنے مالک کے پاس چلا جائیگا۔ تو اس مال کو دو شخصوں میں سے ایک کے لئے جمع کرنے والا ہے ایک تو وہ شخص جو تیرے جمع کئے ہوئے مال میں اطاعت الٰہی کے ساتھ عمل کرے۔ یہ اسی شے کی وجہ سے سعید ہوا جسکی وجہ سے تجھے شقی اور بدبخت ہونا پڑا۔ دوسرا وہ شخص ہے جو تیری اس جمع میں معصیت خدا بجالائے۔ یہ شخص اس مال کے باعث بدبخت ہوگیا جسے تو نے اسکے واسطے جمع کیا تھا۔ یہ دونو شخص اس قابل نہیں ہیں کہ تو ان میں سے ایک کو بھی اپنے نفس پر اختیار کرے۔ اور انکے سبب سے وبال اپنی کمر پر اٹھائے۔

ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا استغفر اللہ۔ آپ نے یہ سنکر فرمایا۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے کیا تو جانتا ہے کہ استغفار کیا چیز ہے؟ استغفار ان لوگوں کا درجہ ہے جو مقربین و علیین کے زمرے میں داخل ہیں۔ استغفار ایک اسم ہے جو چھ معنی اور صفات ششگانہ کا مجموعہ ہے۔ پہلی صفت گزشتہ پر نادم ہونا۔ دوسری صفت انکی طرف عود کرنے کے ترک کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ارادہ کرنا۔ تیسری صفت مخلوق کو ان کے حقوق ادا کرنا حتّیٰ کہ تو ایسی عالت میں خدا سے ملاقات کرے کہ بالکل پاک وصاف ہو۔ تجھ پر کوئی گناہ باقی نہو۔ چوتھی صفت اگر تجھے معلوم ہو کہ جو فریضہ تجھ پر واجب تھا تو نے اسکو ضائع کیا ہے تو اس کے حق کو ادا کردے۔ پانچویں صفت اگر تو اس گوشت کو جانتا ہو جس نے اکل حرام سے نشو و نما پائی ہے تو اسے حزن الم کے ساتھ پگھلا دی یہاں تک کہ جلد ہڈیوں سے لپٹ جائے اور ہڈی اور جلد کے درمیان میں سے نئے سرے سے گوشت پیدا ہو۔ چھٹی صفت طاعت و عبادت کے رنج کے مزے بھی جسم کو اسی طرح چکھا جیسے گنہگاریوں کے مزے چکھائے ہیں۔ ان چھ صفات پر عمل کرنے کے بعد استغفر اللہ کہنا تجھے زیبندہ ہے۔

بردباری ایک عشیرہ و قبیلہ ہے (جیسے قبیلہ والے شر دشمن سے بچائے رکھتے ہیں ویسے ہی حلم بھی بچائے رکھتا ہے)۔

ابن آدم کسقدر مسکین اور بیچارہ ہے۔ اس کی موت کا وقت پوشیدہ ہے۔ اسکے مرض

اسباب پنہاں ہیں۔ اسکا عمل محفوظ ہے۔ ایک پشہ اسے المناک کر دیتا ہے۔ غم و غصہ اسے مار ڈالتا ہے۔ پسینہ اسے گندہ اور بدبودار کر دیتا ہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اپنے اصحاب کے مجمع میں بیٹھے تھے۔ ایک حسین عورت کا اُدھر سے گزر ہوا جسے ایک گروہ نے کن انکھیوں سے دیکھنا شروع کیا حضرت نے فرمایا! ان لوگوں کی نگاہیں بلند بین ہیں۔ اور یہ امر ان کی خواہش نفسانی کے ہیجان کے سبب سے ہے اگر تم میں سے کوئی شخص کسی عورت پر نظر ڈالے جسکا حسن اسے متعجب کردے وہ اپنی بیوی سے مقاربت کرے۔ کیونکہ یہ عورت بھی اسی عورت کی مانند ہے۔ اس وقت ایک خارجی نے اٹھکر کہا۔ خدا (معاذ اللہ) اس کافر کو قتل کرے اسے کس چیز نے فقیہ بنایا (اسکی فقاہت و عقل و فہم سے تعجب ہے) اصحاب اسکی طرف جھپٹے تاکہ قتل کر ڈالیں۔ حضرت نے فرمایا اسے مہلت دو کہ مہلت دینی اس کی دشنام دہی کی تعذیر کے سبب سے ہے یا اس کے گناہ سے درگزر کرنے کی وجہ سے۔

تیرے واسطے اتنی ہی عقل و دانش کافی ہے جو تیرے ہدایت کے رستے سے طریق گمراہی کو واضح کر دے۔

حلم ایک ڈھانکنے والا پردہ ہے۔ عقل ایک کاٹنے والی شمشیر ہے۔ پس تو اپنے خُلق کی برائیوں کو حلم اور بردباری سے ڈھانک لے۔ اور اپنی خواہشوں کو عقل کے ساتھ قطع کر دے۔

بندے ایسے بھی ہیں جنہیں خداوند عالم نے بندوں کی نفع رسانی کے لئے نعمتوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ جب تک وہ بذل و عطا سے کام لیتے رہتے ہیں ان نعمتوں کو ان کے قبضہ میں قائم رکھتا ہے۔ اور جب بخل اختیار کرتے ہیں تو ان نعمتوں کو چھین کر دوسروں کے حوالے کر دیتا ہے۔

بندے کو سزاوار نہیں کہ وہ ان دو خصلتوں پر بھروسا نہ کرے۔ اول خصلت صحت بدن

دوئم خصلت مالداری۔ کیونکہ ابھی تو اسکو صحیح و سالم دیکھ رہا تھا کہ اچانک بیماری نے آدبایا۔ ابھی ابھی وہ تیری نگاہوں میں مالدار تھا۔ ناگاہ فقیر ہو گیا۔

جس شخص نے کسی مومن کے سامنے اپنی محتاجی کی شکایت کی تو گویا اس نے خدا کے سامنے شکوہ کیا۔ اور جس شخص کافر سے شکایت کی اس نے گویا خدا کی شکایت کی۔

ایک عید کے موقع پر حضرت نے فرمایا۔ بیشک یہ عید اس شخص کے لئے ہے جس کے روزہ خداوند عالم نے قبول فرمائے ہیں۔ جسے نمازوں کا ثواب عطا کیا گیا ہے۔ ہر ایک وہ دن جس میں خدا کا گناہ نہیں کیا جاتا روز عید ہے۔

قیامت کے دن اس شخص کی حسرت بھی عظیم الشان حسرت ہے جس نے خدا کی نافرمانی کر کے مال جمع کیا ہے۔ اور ایسے شخص کو اس مال کا وارث کر دیا جو اسے خدا کی اطاعت میں صرف کر رہا ہے۔ یہ شخص تو اس مال کے سبب سے بہشت میں داخل ہو گیا۔ اور اس پہلے شخص کو اس مال کی بدولت آتش جہنم نصیب ہوئی۔

تجارت میں سب سے زیادہ نقصان رسیدہ۔ سعی و کوشش میں تمام لوگوں سے زیادہ مایوس اور ناکام رہنے والا وہ شخص ہے جس نے اپنی آرزوؤں کی طلب میں اپنے بدن کو کہنہ کر دیا (بوڑھا ہو گیا) اور مقدرات الٰہی نے اسکے ارادے کے موافق مساعدت نہ کی ہو۔ وہ حسرت لئے ہوئے دنیا سے نکلا اور گنہگار ہو کر آخرت میں پہنچا۔

رزق کی دو قسمیں ہیں۔ طالب اور مطلوب۔ پس جس شخص نے دنیا کو طلب کیا۔ موت اسکی طالب ہوئی حتےٰ کہ اس دنیا سے اسے نکالدیا۔ اور جس شخص نے آخرت کی طلب کی دنیا اسکی طلبگار ہوئی حتےٰ کہ رزق دنیا نے اس سے وفا کی۔

بیشک خدا کے دوست وہ ہیں کہ جب تمام لوگ دنیا کی ظاہری حالتوں پر فریفتہ ہوتے ہیں تو یہ اس کے باطن پر نظر ڈالتے ہیں۔ جب لوگ اپنی دنیا میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ اپنی آخرت میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کی اس چیز (خواہش نفس امارہ) کو مار ڈالتے ہیں جس سے خوف

ہوتا ہے کہ یہ انہیں مار ڈالیگی۔ دنیا کی اس چیز کو ترک کر دیتے ہیں جسے جان لیتے ہیں کہ یہ عنقریب انہیں ترک کر دیگی۔ انکے اغیار کے پاس جب مال دنیا کثیر ہوتا ہے اسے قلیل خیال کرتے ہیں جب اور لوگ دنیا کو پالیتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا انکے ہاتھ سے جاتی رہی۔ لوگ جس چیز سے خوش ہوتے ہیں۔ یہ اسکے دشمن ہیں۔ اور جس چیز کو لوگ دشمن سمجھتے ہیں۔ یہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ ان کے سبب سے قرآن کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ کتاب خدا کے سبب سے پہچانے جاتے ہیں۔ کتاب الہٰی انکی وجہ سے قائم و برقرار ہے۔ اور یہ اسکے ساتھ قائم ہیں۔ کسی امیدوار کو اس چیز سے بالاتر نہیں دیکھتے جس کی یہ امید کرتے ہیں۔ نہ کسی ڈرانے والے کو اس چیز سے بلند دیکھتے ہیں جس سے یہ خوف کرتے ہیں۔ (جو خداوند عالم ہے)۔

لذتوں کے قطع ہونے اور گناہوں کے باقی رہنے کو یاد کرو۔

خدا ایسا نہیں ہے کہ بندے پر شکر کرنے کا دروازہ کھولدے (اسے شکر کی توفیق دے) اور باقی زیادتی نعمت کا دروازہ اس پر بند کر دے۔ نہ وہ ایسا ہے کہ دعا کا دروازہ بندے کے واسطے کھولے اور قبولیت کا دروازہ کھلا نہ رکھے۔ نہ وہ ایسا ہے کہ توبہ کے دروازے بندے کے واسطے وا کرے اور مغفرت کے دروازے بند کر دے۔

وہی شخص کریم ہونے کے لئے سب لوگوں سے زیادہ شائستہ ہے جسکے رگ و ریشہ میں مردان کریم گھر کئے ہوئے ہوں۔ (جسکے آباؤ اجداد کریم ہوں)

سوال کیا گیا کہ جود بہتر ہے یا عدل؟ فرمایا۔ عدل امورات کو ان کے مقام میں رکھتا ہے اور جود وہاں سے نکالتا ہے۔ عدل عامۃ الناس کی سیاست کو مدنظر رکھنے والا ہے اور جود فقط ایک ہی شخص کے نفع کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا ان دونو خصلتوں میں عدل نہایت ہی شریف اور افضل خصلت ہے۔

زہد کے معنی اس کلمہ کے معنی ہیں جو قرآن کے دو کلموں کے درمیان میں واقع ہے۔ پروردگار عالم فرماتا ہے "تاکہ وہ مال دنیا جو تمہیں حاصل نہیں ہوا اس پر افسوس کرو اور جو تمہیں مل گیا ہے

اس پر خوش اور شاد نہ ہو"پس جو شخص گزشتہ پر اندوہناک نہوا۔ اور آئندہ پر اسکو کوئی خوشی حاصل نہوئی۔ تو اس شخص نے زہد کے دونو گوشوں کو تھام لیا (ابتدا کو بھی انتہا کو بھی لہذا یہ زہد کامل ہوگیا)

سلطنت و امارت لوگوں کے گھوڑے دوڑانے کا میدان ہے۔

دن کے ارادوں کو رات کا سونا کسقدر توڑنے والا ہے۔

تیرے رہنے کے لئے وہ شہر موزوں نہیں جو دوسرے شہر سے بحسب اصل خلقت بہترین بلاد ہو۔ بلکہ وہ شہر رہنے کے لائق ہے جو تجھے اُٹھالے (جہاں شہر والے تیری خاطر تواضع کریں تیرے خواہاں رہیں)

جب ایک شخص مالک اشتر کی سنائی لیکر آیا تو حضرت نے ارشاد کیا۔ مالک! مالک اگر پہاڑ تھا تو وہ پہاڑ کی ایسی چوٹی تھا جس پر کوئی سُم دار حیوان چڑھ نہیں سکتا تھا۔ نہ اس پر بلند ہو کر کسی پرندے کو پر مارنے کی جرات تھی۔ (میدان جنگ میں کوئی شخص اسکے سامنے نہ آسکتا تھا نہ کسی کا یہ حوصلہ تھا کہ اسے مغلوب کر سکے)

اگر ایک شخص میں کوئی عمدہ اور نفیس خصلت ہو تو اس خصلت کی دوسری بہنوں (تمام صفات واخلاق) کا انتظار کر (شاید وہ نہایت عمدہ اور خوش آئند ہوں)۔

مشہور و معروف شاعر فرزدق کے باپ غالب ابن صعصعہ سے فرمایا۔ وہ تیرے بہت سے اونٹ کیا ہوئے؟ اس نے عرض کی یا امیرالمومنین حقداروں کے حقوق نے انہیں متفرق کر دیا (انہیں بیچ بیچ کر لوگوں کے حق ادا کر دیئے جو میرے ذمہ تھے) فرمایا۔ یہ تفریق کا رستہ نہایت ہی پسندیدہ ہے۔

کسی شخص نے حد سے بڑھا ہوا مزاح نہیں کیا۔ اِلّا یہ کہ اس نے اپنی عقل و دانش میں سے کچھ نہ کچھ گرا دیا۔

جو شخص تیری طرف راغب ہے اس سے پرہیز کرنا بے عقلی کی بات ہے۔ اور جو شخص تیری

طرف مائل نہیں۔ اس پر گرنا نفس کی ذلت و خواری ہے۔

ابن آدم کو افتخار سے نسبت کیا۔ وہ ابتداءً ایک قطرۂ ناپاک تھا۔ اور آخر میں مردار ہو جائیگا نہ وہ اپنے نفس کو رزق دے سکتا ہے اور نہ اپنی موت کو دور کر سکتا ہے۔

سوال کیا گیا کہ سب سے بڑھا چڑھا شاعر کون ہے؟ فرمایا۔ چوگان بازی کی گھوڑوں کی ایک ہی دستہ کی ساتھ جماعت شعرا متحرک نہیں ہوئی (شاعروں کے اشعار ایک ہی انداز پر نہیں بلکہ سب کی روش جدا جدا ہے) تاکہ چوگان لیجانے کے وقت ان کا اعلےٰ درجہ کا کمال پہچان لیا جائے (جبکہ ہر ایک کا طرز سخن نرالا ہی ہے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا کچھ مناسب نہیں) ہاں اگر ترجیح دینی کچھ ضروری ہے تو ملک ضلیل (گمراہ) کو ترجیح دی جا سکتی ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ ملک ضلیل سے امرء القیس مراد ہے۔

کیا کوئی آزاد مرد ایسا نہیں ہے جو اس چبائے ہوئے لقمے (دنیا) کو اس کے اہل (کفار) کے لئے چھوڑ دے۔ یاد رکھو! تمہارے نفس ایک بیش بہا چیز ہیں۔ ان کی قیمت اگر ہو سکتی ہے تو بہشت ہو سکتی ہے۔ سوائے بہشت کے کسی چیز کے بدلے انہیں نہ بیچو۔

دو بھوکے ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے ایک تو طالب علم۔ دوسرا طالب دنیا۔

ایمان کی علامت یہ ہے کہ کذب بیانی جہاں نفع پہنچا رہی ہو تو وہاں راستی کو اختیار کرے گو وہ نقصان پہنچائے۔ اور یہ کہ خبر دہی میں تیری معلومات سے کچھ زیادہ نہو (وہی بیان کرے جو تجھے معلوم ہے) اور اپنے غیر کے حق میں خبر دیتے اور شہادت دیتے وقت تو خوف خدا کو دل میں جگہ دے۔

حلم اور تانی ایک دوسرے کے ہمزاد ہیں۔ ان دونو کا نتیجہ علو ہمت ہے۔

جو شخص انتقام لینے سے عاجز ہوا کرتا ہے وہ غیبت ہی کیا کرتا ہے۔

کس قدر وہ لوگ ہیں جن کی لوگ خوشامد کرتے ہیں اور اس خوشامد کے سبب سے وہ گمراہ و مفتون ہیں۔

دنیا اپنے غیر (آخرت) کی تحصیل کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اس لئے خلق نہیں ہوئی کہ اسی کی لذتوں کے حصول میں عمر گنوا دی جائے۔

انصار کی مدح میں فرماتے ہیں۔ قسم خدا کی ان لوگوں نے دین اسلام کی پرورش کی جیسا کہ انکی فصیح زبانوں اور سخی و جواد ہاتھوں کے ساتھ انکی محنتوں کے سبب سے ایک قیدی پرورش پاتا ہے۔

ایک دفعہ اثنائے کلام میں فرمایا۔ ایک حاکم ان پر حکومت کرنے لگا۔ وہ اٹھا اور مستقیم او ربرقرار ہوگیا۔ حتے کہ دین خدا نے اپنا سینہ زمین پر ٹکا دیا۔ اور اسے آرام و قرار میسّر ہوا۔

لوگوں پر ایک ایسا گزند پہنچانے والا زمانہ آئیگا کہ مالدار اس چیز کو کاٹ کاٹ کھائے گا جو اس کے ہاتھوں میں موجود ہے (وہ مال جو اس کے قبضہ میں ہے اس میں بخل سے کام لیگا اور راہ خدا میں صرف نہ کریگا) حالانکہ اسے اسکا حکم نہیں دیا گیا۔ خداوندعالم فرماتا ہے۔ "اپنے درمیان میں فضل واحسان کو نہ بھلاؤ"۔ اس زمانہ میں اشرار سرکشی کرینگے اور نیک بندے ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ محتاجوں اور بیچاروں کے ساتھ خرید و فروخت ہوگی حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مضطر انسانوں اور فقیروں کے ہاتھ طعام نہ بیچو (انہیں راہ خدا میں کھلاؤ)

میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہونگے ایک حد سے گزرنے والا دوست۔ دوسرے بہتان باندھنے والا اور افترا کرنے والا دشمن (اسی مضمون کا ایک ارشاد پہلے بھی گزر چکا ہے)

توحید کے یہ معنی ہیں کہ تو خدا کا توہم نہ کرے (قوۃ مدرکہ باطنی عقل یا خیال کے آئینہ میں اُس کی کیفیت اور چگونگی کی تصویر تلاش نہ کرے) اور عدل یہ ہے کہ تو اس خداوندعالم پر اتہام نہ لگائے (مخلوقات کی کسی صفت کو اس سے نسبت نہ دے)

جب کسی چیز کا علم ہو اس کے بارے میں خموشی اختیار کرنا ایسا ہی بُرا ہے جیسے جہالت کی گفتار۔

دعائے استسقا میں فرماتے ہیں۔ پروردگار ہمیں ان بادلوں میں سے پانی دے جو شتران بارکش کی طرح مطیع و رام ہیں۔ نہ کہ ان بادلوں سے جو شتران سرکش کی طرح سرکشی کر رہے ہوں جو ذرا سا بوجھ نہ اُٹھاتے ہوں۔

عرض کی گئی یا امیر المؤمنین کاش آپ خضاب کر لیتے۔ حضرت نے فرمایا۔ خضاب ایک زینت ہی اور ہم تو ایک مصیبت میں گرفتار ہونے والی جماعت ہیں۔

سیّد رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس مصیبت سے جناب رسولؐ اللہ کی وفات کا صدمہ مراد ہے۔

قناعت ایک ایسا مال ہے جس میں بربادی کا اثر ہی نہیں ہوتا۔ (بعضے عامۃ الناس کا بیان ہے کہ رسولؐ اللہ کا کلام ہے)

جب حضرت نے عبداللہ بن عباس کی جگہ فارس اور وہاں کے انتظام کے لئے زیاد بن ابیہ کو مقرر کیا تو ایک طویل کلام میں خراج کی طرف پیشقدمی کرنے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ عدل کا استعمال کر۔ گمراہی سے حذر کر۔ کیونکہ گمراہی جلاوطنی کو عائد کرتی ہے اور حق سے برگشتہ ہونا تلوار (کشتہ ہونے) کی طرف بلاتا ہے۔

جب تک اہل علم سے خداوند عالم نے تعلیم دینے کا عہد نہیں لے لیا۔ جاہلوں سے تعلیم حاصل کرنے کا پیمان نہیں لیا۔

سب بھائیوں میں بدتر بھائی وہ ہے جس کے واسطے تکلف کیا جائے۔ تکلیف و مشقت اٹھائی جائے۔

جس شخص نے اپنا جاہ و حشم اپنے بھائی کے ہاتھ بیچ ڈالا اس نے اس سے جدائی اختیار کر لی۔

تمام شد

مختصر فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

کلام المتین الموسوم به بلاغ المبین

کتب مناظرہ میں ایک جدید اور لطیف و مفید اضافہ جسکا دوسرا نام البلاغ المبین ہے۔ مولفہ عالیجناب مولوی حافظ خواجہ فیاض حسین صاحب مدظلہ مدرس مدرسہ منصبیہ شہر میرٹھ۔ مؤلف ممدوح کی یہ پرمغز تحریر ہزار ہزار قابل داد ہے۔ جنہوں نے نہایت صفائی اور جانفشانی۔ عرقریزی اور محنت شاقہ گوارا فرماکر اس کتاب کو تالیف فرمایا ہے۔ محض اس لئے کہ برادران ایمانی اس کے ذریعہ سے اپنی تحقیقات اور معلومات مذہبی کو وسیع کریں۔ اور مخالفین سے ہر وقت مناظرہ میں بازی لیجائیں۔ یہ کتاب نہایت تہذیب اور متانت کے ساتھ ضبط تحریر میں لائی گئی ہے۔ اور جابجا کتب اہلسنت کے حوالے مع نام کتاب۔ صفحہ۔ سطر۔ اور چھاپہ درج ہے۔ تاکہ معترض کو جائے اعتراض باقی نرہے۔ ضخامت ۲۴۰ صفحہ۔ قیمت عه/

اخسا

یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ جب سے شاہ صاحب دہلوی نے ہندوستان میں شیعہ سنی کے درمیان دل آزار مناظرہ کا دروازہ کھولا اسی روز سے خروج کی بھی بنیاد قائم فرمادی اور اسی دن سے سنی نما خارجی طرح طرح کے لباس پہنکر شیعوں کے سامنے آنے لگے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری ہے۔ اسی خروج کی ہوا سے متاثر ہوکر تھوڑا عرصہ گزرتا ہے کہ ایک شخص ولایت حسین حنفی ساکن گیا نے خارجیوں کی وکالت کرتے ہوئے شیعوں سے سوال کیا تھا کہ وہ خوارج کے مقابلہ میں جناب امیر علیہ السلام کے ایمان کا ثبوت دیں۔ یہ سوال سائل کی انتہائی عجز پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی خلفائے ثلثہ کے ایمان کو جب محققانہ اعتراضات کی رَو بہالے گئی تو اس الزامی جواب سے ان کو ساکت کرنے کی کوشش کی گئی جس کے صریح معنی یہ ہوئے کہ اچھا ہم تو خلفائے ثلثہ کا ایمان ثابت نہ کر سکے مگر تم بھی جناب امیر کا ایمان ثابت کرنے سے عاجز ہو۔ شیعی خون ایک لمحہ کے لئے بھی اس سبک ارادہ کا زیر بار نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ میرزا عبد التقی قزلباش

اعلے اللہ مقامہ ایڈیٹر رسالہ روشنی نے خوارج کے اس ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو تحقیق کی تیز و تند ہوا سے بجھا کر رکھدیا۔ مرحوم نے اس مسئلہ پر قلم اُٹھایا اور اس شائستگی سے اُٹھایا جسکے سامنے کسی مخالف کو بشرطیکہ اُس کے دماغ میں عقل ہو سوائے سر تسلیم خم کرنے کے چارہ نہیں۔ اس نادر تالیف یا ایک مرحوم دوست کی اعلےٰ اور ہمیشہ قائم رہنے والی یادگار کا پہلا حصّہ اس وقت ہمارے زیر نظر ہے۔ اسکی خوبیوں کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ پہلا ایڈیشن اسکا بےنظیر قبولیت کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اور اب شائقین کے اصرار پر دوبارہ طبع ہوا ہے جس میں کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی کا عمدہ اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ساڑھے چار سو صفحہ سے زیادہ پر ختم ہوئی ہے اور قیمت صرف عہ/ رکھی گئی ہے۔ امید کہ شائقین اسکو ہاتھوں ہاتھ خریدینگے۔

تاریخ اعثم کوفی اردو

یہ کتاب علم تاریخ و سیر میں اوّل درجہ کی مستند کتاب ہے۔ اہل جماعت تو اس لئے قدر افزائی کرتے ہیں کہ ان کے ایک فاضل جلیل و نامور کی تصنیفات سے ہے اور حضرات شیعہ اس لئے خرید فرماتے ہیں کہ مصنف کے قلم سے اکثر مقامات پر کلمات حق بیساختہ نکل گئے ہیں۔ اور مذہب حقّہ کی جابجا سے تائید ٹپکتی ہے۔ اس تاریخ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وفات کے بعد سے لیکر اعنی جس وقت سے کہ بنی ساعدہ کے چھتّے میں خلافت کی بابت شورائے ہوا اور یہ کہ خلافت ابی بکر کیونکر قرار پائی اور بنی ہاشم کو بھی شریک مشورہ کیا یا نہیں۔ خلافت اوّل میں فتوحات اسلامی کی کیا کیا صورتیں رہیں۔ خلافت اوّل کے بعد دوم خلافت کس طرز و طریق پر قائم ہوئی اور اس نے کیا کیا رنگ جمائے۔ جناب علی مرتضےٰ نے خلیفہ ابوبکر کی جانشینی کے وقت حق خلافت کن الفاظ میں جتلایا اور خلیفتین نے کیا کیا عذر پیش کئے۔ اور خلفائے مذکورہ کے ہوا خواہوں نے کن الفاظ میں معذرت کی۔ اور خلافت سوم کی کیا حالت رہی اور کن بدعات و مخترعات و خلاف ورزی احکام اسلامیہ کی بدولت انجام کار کیا نا شدنی واقعہ پیش آیا۔ پھر خلافت مرتضوی کس جوش و خروش سے تسلیم کی گئی۔ الغرض انجام کار سقیفۂ بنی ساعدہ کے شورے کی بدولت

فرزند رسول الثقلین کیا کیا تکلیفیں اُٹھا کر راہیِ جنت ہوئے۔ تا شہادت مظلوم کربلا کل کیفیت مندرج ہے۔ یہ کتاب دراصل بزبان فارسی تھی ہم نے بصرف زر کثیر و سعی بلیغ اس کا ترجمہ بزبان اردو کرایا ہے قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ۲)

رسالۂ سجادیہ و مسکت المخالف یہ ہر دو رسالے جناب میر سجاد حسین صاحب ساکن بہرہ سادات کی تصنیفات سے ہیں۔ اعلےٰ مناظرہ نئے ڈھنگ سے لکھا ہے۔ ان ہر دو رسالوں میں ترتیب مقدمات دیگر بطریق مقدمات مرجوعہ عدالت کی فیصلہ رقم کیا ہے۔ طرز بیان و سبیل تحریر انوکھی اور نرالی ہے۔ تمام خوبیوں کا بیان کرنا ایک طویل مضمون کا محتاج ہے۔ خوبی اصل کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ قیمت ہر دو جلد ۸ر

توحید الائمہؑ چودھویں صدی کی زریں تصانیف میں اعلےٰ مرتبہ حاصل کرنیوالی کتاب جو اپنے طرز بیان میں سب سے الگ اور بلحاظ خوبی ترجمہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ عرصہ سے چھپکر تیار ہے لیکن زمانہ کی ناقدریوں کے باعث اس وقت تک یہ گرانبہا موتی اپنے جوہریوں کی نظر سے اوجھل رہے۔ الحمد للہ وہ وقت آگیا کہ اس کتاب کی اشاعت ہاتھوں ہاتھ ہو۔ ہم نے اس کتاب کی کل اجلاد مشتہر موصوف سے خرید لی ہیں اور اب یہ نایاب کتاب سوائے ہمارے کتب خانہ کے دوسری جگہ نہ مل سکیگی۔ اس کتاب میں جملہ مذاہب عالم دہریہ۔ مجوس۔ یہود عیسائی ہنود اور مذہب اسلام میں سے فرقۂ سواد اعظم کی توحید کا مقابلہ کرکے یہ دکھایا گیا ہے کہ ہمارے ائمہ اثنا عشر صلوات اللہ علیہم نے توحید کی تعلیم کس نہج پر دی ہے خصوصاً پابندان نیچر اور دہریوں کے مقابل میں تو اسکے سائنٹفک بیانات قایل دیے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کتاب بحار الانوار جلد اول کتاب التوحید کا مع اضافہ حذف مکررات ایک عجیب لطیف اور بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ جناب مولانا مولوی سید محمد ہارون صاحب قبلہ نے تالیف فرمایا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ۱)

اسنی المطالب فی نجات ابی طالب یہ رسالہ تالیفات سے جناب مفتی احمد ابن زینی دحلان کی ہے۔ مصنف رسالہ ایک بڑا جلیل القدر عالم متبحر مذہب سنت والجماعت سے ہے۔ اور مکہ معظمہ

کی مسجد الحرام میں مفتی شافعی ہیں۔ عالم موصوف نے علامۂ نبیل مولوی سید محمد بن سید رسول برزنجی کی تالیف جلیل کو دیکھکر اس رسالہ کو بزبان عربی لکھا ہے اور یقینی طور پر ثابت کردیا ہے کہ جناب ابیطالب اعلیٰ درجہ کے پکے اور سچے مومن دیندار تھے۔ ان کے کامل الایمان ہونے میں کسی طرح کا ذرہ بھر شک وشبہہ نہ تھا۔ چنانچہ اندریں کتاب بڑے بڑے مستند اقوال و واقعات وکشف وکرامات کا حوالہ دیا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے ولایتی چرمی کاغذ پر چھپا ہے۔ اور ہم نے اُردو میں ترجمہ کراکے اس کی قیمت آٹھ آنے رکھی ہے۔

اخبار ماتم

یہ کتاب مستطاب ایک فاضل جلیل کی تصنیفات سے تقریباً گیارہ سو صفحہ کی دو صفحہ کلاں۔ تقطیع ۲۲×۲۹ ولایتی سفید کاغذ پر نہایت ہی آب وتاب سے چھپی ہے۔ حیات مصنف میں فی جلد بارہ اور چودہ روپیہ تک ہدیہ ہوئی۔ تقریباً آٹھ سو جلدیں انکے سامنے فروخت ہوچکی تھیں۔ اب یہ جواہرات ہم نے کوڑیوں کے مول لٹا دئے ہیں یعنی فی جلد ۵ر قیمت مقرر کی گئی ہے۔ اس کتاب میں جسقدر کہ حالات وواقعات کربلا تحقیقی وعرفی طریق پر علمانے لکھے ہیں سب کو ازبس شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔ اس کتاب کی موجودگی میں اور کسی کتاب مصائب کے دیکھنے کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور حواشی پر جو جداگانہ احادیث متضمن فضائل اہلبیت ودیگر معاملات کتب فریقین سے لکھے ہیں وہ عجیب وغریب کار نمایاں قابل آفرین ومشعر حقیت وتقویت دین ائمہ طاہرین علیہم السلام کے کیا ہے۔ غرضکہ ایسی بیش قیمت کتاب اور اتنی سستی نہ دیکھی نہ سُنی۔

بیاض نوحہ جات متین

یہ وہ بیاض نوحہ جات ہے کہ جو پہلے اس مطبع میں چھپی تھی جس میں قریب تمام وکمال کے کلام نواب میر اسد علی خاں صاحب مرحوم مغفور متخلص بہ متین کا ہے۔ علاوہ اسکے اور شعراء فصیح وبلیغ کا کلام بھی اس میں شامل کیا گیا ہے اور ہر ایک نوحہ کی مطلع کا ایک مصرعہ لکھ کر فہرست بھی لگادی گئی ہے۔ یہ مجموعہ ایسی عمدگی اور صفائی سے چھپا ہے جو قابل دید ہے۔ اب کی دفعہ ولایتی کاغذ پر بھی چھپی ہے۔ قیمت عہ، اور خاکی کاغذ کی قیمت ۱۲ ۱۰ر علاوہ محصول ڈاک۔

خلاصۃ الطاعات مع خطبات مترجم

یہ رسالۂ جلیلہ جناب مجتہد العصر و الزمان قبلہ و کعبہ مولوی السید امجد حسین صاحب الہ آبادی کی تالیفات سے ہے اس میں احکام نماز جمعہ و جماعت۔ احکام شک۔ بیان اذان و اقامت مسائل متفرقہ اور آخر میں خطبات عیدین مترجم درج ہیں۔ یہ رسالہ جیساکہ کم استعداد والوں کے لئے ضروری اور مفید ہے اس سے زیادہ علما اور پیشنمازوں کا رہبر ہے۔ اسکی صحت میں خاص طور سے اہتمام کیا گیا ہے قیمت ۴ر

آیات جلی فی شان مولانا علیؑ

جس زمانہ سے فضائل و مناقب اہلبیت علیہم السلام میں کتب مدون ہونی شروع ہوئی ہیں اس وقت تک عربی۔ فارسی۔ اردو میں سینکڑوں ہی تالیفات تو شائع ہو چکی ہونگی اور یہ ضرور ماننا پڑیگا کہ ان میں سے ہر ایک کتاب من حیث المجموع مصنف کی قابلیت کا بہترین نمونہ تسلیم کی گئی بمصداق جمع کرنیوالوں نے اس باب میں جو جو زحمتیں اور تکالیف گوارا کر کے مناقب اہلبیت کو جس جس طرح نشر کرنے میں جہادی قوت سے کام لیا ہے اسکا صلہ بہشت بریں یقینی اور لازمی ہے۔ ایک زمانہ وہ گزرا ہے جبکہ آل محمد کی ثنا اور توصیف جرم اور گناہ سمجھی جاتی تھی اور مداحان آل محمد کو صرف اسی قصور پر کہ وہ کیوں تقریراً اور تحریراً اپنے ممدوحین کے فضائل بیان کرتے ہیں سخت ترین عذاب دے دیکر موت کے گھاٹ اُتارا جاتا تھا۔ پروردگار عالم کا کس زبان سے شکریہ ادا کیا جائے کہ اسنے ہمیں ایسے عہد معدلت مہد میں پیدا کیا جس میں ہر قسم کی مذہبی آزادی ہمیں عنایت کی گئی ہے چنانچہ اسی جائز آزادی سے فائدہ اُٹھا کر جناب میرزا عبد علی بیگ صاحب مرحوم قزلباش کربلائی جیسی ولی نے اپنے مولا آقا اور مرشد مولانا علی ابن ابیطالب علیہما السلام کے فضائل اور مناقب میں وہ بے مثل کتاب ترتیب دی جس کو تائید باری کہنا بیجا نہوگا۔ یہ کتاب مستطاب جس کا نام **آیات جلی فی شان مولانا علیؑ** ہے۔ بلحاظ ترتیب و تلاش مضامین اپنی وضع میں بے مثل ہے۔ در موجودہ زمانہ کی اس قسم کی دیگر تالیفات میں وہ ممتاز درجہ رکھتی ہے جیسے فوج میں افسر اور اس کو جملہ مناقب کی کتب پر یہ فضیلت کیوں نہو جبکہ استدلال میں خدائے پاک کے کلام کو پیش کیا جائے۔ اس کتاب مستطاب میں قرآن مجید کی ان ۰۰۷ آیتوں کی شان نزول اور تفسیر موجود ہے جو حضرت امیر خیبر گیر کی مدح میں وارد ہوئی ہیں۔ لکھائی، چھپائی اور عمدگی کاغذ کا اہتمام خاص طور سے کیا گیا ہے۔ ضخامت ٥٦٠ صفحہ۔ قیمت دو روپیہ (عا)

قیمت فی شیشی ۱ر

سفوف علّامہ ابن ماسَوَیہ

مصدقہ فوائد۔ قبض دائمی کی اگر شکایت ہو تو کھانا کھانے کے بعد اس سفوف کی مقدار مقررہ استعمال کرنے سے بالکل جاتی رہیگی۔ ضعیف معدہ کو قوت عطا کرنا اور ثقیل سے ثقیل غذا کو ہضم کر دینے کے قابل بنا دینا اس سفوف کا خاص جوہر ہے اگر تلئین منظور ہو تو بمقدار مقرر ذرا گرم پانی کے ساتھ استعمال کر لی جائے دو ایک اجابت ہو کر طبیعت بالکل صاف ہو جائیگی۔ درد معدہ۔ درد شکم کا تو اس سفوف کو دشمن سمجھئے۔ نفخ اور سوء ہضمی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ غلیظ ریاح جو انسان کو بےچین کر دیا کرتی ہیں اس سفوف کے نام سے کافور ہوتی ہیں اور باقاعدہ استعمال کرنے پر ان کی پیدائش ہی موقوف ہو جاتی ہے۔ سینہ کی سوزش۔ کھٹی اور جلی ہوئی ڈکاروں کا آنا کیا اس کے بعد باقی رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تخمہ۔ ہیضہ اور وبائی ہیضہ تک میں اکسیر کا حکم دکھاتا ہے اسکے استعمال سے وبائی سمیت بدن میں سرایت کرنے نہیں پاتی کیونکہ اسکے اجزا تریاقیت بھی رکھتے ہیں۔ اخلاط متعفنہ کا بدن میں نام نہیں رہنے دیتا اخلاط صالحہ کو بحال خود قائم رکھتا ہے۔ اس لئے اس کا استعمال کرنے والا وبا کے اثر سے متاثر نہیں ہوتا۔ وبائی بخار۔ طاعونی بخار۔ ملیریا فیور سے محفوظ رہنے کے لئے یہ سفوف ایک زبردست سپر کا کام دیتا ہے۔ یہ سفوف خون صالح پیدا کرتا ہے اسی لئے چند روز کے استعمال سے چہرہ خوشرنگ ہو کر گلاب کے پھول کا جواب بنجاتا ہے تولید منی میں بھی اسکا کافی حصہ ہے خواہش طعام و جماع کو حسب خواہش بڑھاتا ہے۔ اسکا استعمال کرنے والا وجع مفاصل۔ عرق النسا۔ نقرس۔ درد زانو وغیرہ امراض سے محفوظ رہتا ہے اسکا استعمال نسیان کو دور کرتا ہے۔ چہرہ کی جھائیاں فنا ہوتی ہیں۔ آئینہ رُخ پر جلا ہوتی ہے۔ نسیان کو بالکلیہ زائل کر دیتا ہے۔ بہق اور برص کو بھی کھوئے بغیر نہیں رہتا۔ یہ سفوف جگر اور گردوں میں حرارت پہنچانے کی ایک مشین ہے۔ تو کنج کے دورے میں اسکا استعمال نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ استسقا والے کے لئے اسکا باقاعدہ استعمال نہایت مفید پڑتا ہے اسکے استعمال سے آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے۔ دماغ کو فضولات سے بالکل پاک و صاف رکھتا ہے کسی زہریلے جانور نے اگر کاٹا ہو تو اس سفوف کو سرکے کے ساتھ ملا کر مل دیجئے تکلیف دور ہو جائیگی اور عضو ورم سے محفوظ رہیگا۔ ہر ایک موسم میں اس کو استعمال کر سکتے ہیں۔ اور ہر ایک مزاج سے شیر و شکر ہو جانا اس کا خاص فعل ہے۔

المشتہر مینیجر مطبع یوسفی دہلی۔

تفسیر عمدۃ البیان ہر سہ جلد بزبان اردو

کلام اللہ کی یہ بے نظیر تفسیر آیۃ اللہ فی العالمین حاجی الحرمین الشریفین مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولانا و بفقت انا مولوی السید عمار علی صاحب اعلی اللہ مقامہ فی الفرادیس الجنان کی تصنیفات سے چھپکر ہندوستان کے ہر گوشے اور شیعی دنیا کے ہر طبقے میں اسقدر مقبول ہوئی ہے کہ چار دفعہ چھپنے پر بھی اس کی مانگ ملک کے ہر چہار اطراف سے برابر چلی آتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس تفسیر کو اردو میں لکھکر جناب مولانا نے جو احسان ہم شیعیان ہند پر فرمایا ہے اس کا اجر سوائے پروردگار عالم کے اور کون دے سکتا ہے۔ اس مرتبہ یہ مقدس تفسیر دس دس پاروں کی تین جلدوں میں چھپکر شائع ہوئی ہے۔ خوش خطی کا کامل اہتمام کیا ہے۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا لگایا ہے۔ چھاپہ نہایت صاف اور روشن ہے۔ قلم پیشتر کی نسبت جلی۔ تقطیع ۲۰×۲۶ دو صفحہ۔ آیات قرآنی کو دیگر عبارات تفسیر کی نسبت اس قدر واضح قلم سے لکھا ہے کہ جس آیت کو دیکھنا چاہیں بآسانی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ فریقین کے متنازعہ فیہ مقامات اور مناظرے کی سرخیوں کو حاشیہ پر خاص جلی قلم سے لکھا ہے۔ غرض یہ نادر تفسیر اب کی دفعہ بہت ہی اہتمام و جانفشانی اور تمام خوبیوں کے ساتھ چھپی ہے۔

قیمت بیس روپیہ عنہ علاوہ محصول ڈاک

المشتہر

سید صغیر حسن شمس مالک مطبع یوسفی دہلی